NO IMAGE AVAILABLE

eBookspk.com

Talism Hoshruba Jild 02

Free

eBooks Portal

www.ebookspk.pk

© Urdu4U.com

# طلسم ہوشربا

## محمد حسین جاہ

۱۹۷۸ء

- نشواط جادو

عمرو بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا۔ مفارقت ان دونوں کی مہ رخ و بہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی۔ خاطر مضطر اور جان مبتلائے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریائے اشک بہار دیا۔

URDU4U.COM

آخر کار اس حال زار کو دیکھ کر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا: "بیبیو! مسافروں کے پیچھے رونا برا ہے۔ چاہیے کہ سنگ جبر برائے چند روز دل پر رکھ کر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع التفرقین اٹھاؤ کہ وہ ان کو بامراد پھر تم سے ملائے' رنج دوری مٹائے۔

اس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کا صبر کیا اور انتظام لشکر میں مصروف ہوا۔ ادھر ملکہ حیرت نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمرو کا سمت کوکب دریافت گر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا۔ ہنوز نامہ بھیجنے نہ پائی تھی کہ طائر سحر فرستادہ شاہ جاداں اس کے زانوں پر آ بیٹھا۔ اس کے گلے میں نامہ بندھا تھا۔ اس نے کھول کر پڑھا لکھا تھا: "اے ملکہ! ابھی جنگ کا آغاز نہ کرنا' جب میں آؤ' اس وقت لڑنا۔"

اس مضمون کو پڑھ کر اپنا نامہ بھی! اسی طائر سحر گردن میں باندھ دیا۔ وہ طائر اڑ کر افراسیاب کے پاس آیا۔ اس نے نامہ ملکہ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہو کر چھوٹ گیا اور عمرو سمت کوکب گیا۔ پس یہ دریافت کرتے ہی دربار میں جو ساحر کہ حاضر تھے۔ اس نے ارشاد کیا: "تم میں سے کوئی ایسا ہے جو عمرو کو اثنائے راہ میں جا کر گرفتار کرے اور منزل مقصود تک پہنچنے نہ دے۔"

ایک ساحر نشواط جادو نامی حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا: "یہ غلام جاتا ہے

اور اس فسادی کو قید کر کے لاتا ہے۔"
بادشاہ طلسم نے فرمایا: "تم ٹھہرو' میں ملکہ حیرت کے پاس تم کو بھیجوں گا اور لشکر مہ رخ سے مقابلہ کراؤں گا۔"
یہ کہہ کر کچھ اسماء سحر پڑھ کر دستک دی۔ فوراً بروہی ہوا گھٹا چھا گئی۔ آندھی زور شور سے آئی اور لکہ ابر "بادل کا ٹکڑا) پر ایک ساحر کو یہ منظر سوار ہو کر ظاہر ہوا اور اتر کے روبرو دے شاہ طلسم آیا۔ بادب تمام مراسم آداب و سلام بجا لایا۔ بادشاہ ساحران نے فرمایا: "اے صبائی جادو! تم جاؤ اور عمرو و مخمور کو کب کے پاس جاتے ہیں۔ ابھی میری حد میں ہیں گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ۔"
یہ حکم سن کر صبائی جادو تسلیم کر کے اپنے ابر پر بیٹھ کر روانہ ہوا۔ اس کے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوا گیا اور نشواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہو گیا اس وقت اس کو لے کر آپ بھی غائب ہو گیا۔ لحہ بھر کے بعد نشواط کی آنکھ کھلی' دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختوں کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہے۔ اس کے کنارے مع بادشاہ طلسم کے میں کھڑا ہوا۔ یہ دیکھ کر اس نے عرض کیا:
"اے بادشاہ! آپ مجھ کو کہاں لائے۔"
شاہ طلسم نے فرمایا: " اس تالاب میں میرے ہمراہ کود پڑو۔"
یہ کہہ کر ہاتھ پکڑ کو دے اور بہاؤپر غلطاں و پیچاں دونوں چلے گئے' پھرتہ پر پاؤں لگا اور آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار میں اپنے تئیں پایا' ہوا وہاں کی رشک دم عیسیٰ تھی' جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی۔ درخت ہر ایک زر گل سے نہال تھا۔ ثمرو غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا۔ عشق پیچاں اور کوڑیالے اور بیلدار پھولوں کے درخت کی بیلیں پہاڑوں کے سر سے لٹکتی تھیں۔ مشاطر بہار نے سہرا باندھا تھا۔ گویا اس کی لڑیاں چھٹکتی تھیں۔ ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا۔ خدا کی رحمت نے بے حساب کا اس دست بہار آگیں پر سایہ تھا

گلوں کی تھی صحرا میں ایسی چمک
کہ ہوں جیسے ستارے برے فلک

URDU4U.COM

شگوفے تھے کھولے ہوئے عطر داں
صبا عطر افشاں تھی ہر سو رواں

لدے گھنگروؤں کی طرح تھے شجر
جھکے بار اثمار سے سر بسر

مگر جعد سنبل تھا یوں تاب دار
کہ پر پیچ ہو جس طرح زلف یار

شگوفے نہ تھے برسر شاخسار
شہ گل کا افسر تھا گوہر نگار

جو لہراتی تھی نہر میں پڑ کے دھوپ
تھا آبی دوپٹے میں لچکے کا روپ

بیچ میں اس بیشہ فرحت بخش کے ایک خیمہ بصد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا۔ جس پر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا۔ ہر نمگیرہ اس کا سلک مروارید تھا عمدگی میں دید تھا نہ شنید تھا' ریسمانیں کلابتوں کی تھیں قناتیں اون کی تھیں۔ ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی۔ سورج کی آنکھ کا تماشا دیکھنے کو اس پر جھکی تھی۔ جگمگاہت اس کی چشم و مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی۔ قناویل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی۔ اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا' مسندیں پر تکلف لگی تھی شیشہ آلات بجا

تھا

عجب اس کی خوبی عجیب اس کی شان
وہ خیمہ جواہر کی گویا تھی کان

URDU4U .COM

زمیں اس جگہ کی تھی بلور کی
بچھی مسندیں اس پر تھیں نور کی

ہر اک سائباں رشک چرخ بریں
قنادیل انجم سے بڑھ کر کہیں

چار سو عورت نازنین مہ جبیں اس میں جلوہ گر تھیں حسن میں بہتراز خورشید انور تھیں۔ صورت ان کی اگر زہرہ دیکھتی' ہاروت وار چاہ تعشق میں مقید ہوتی' بلکہ چینی بھر پانی میں ڈوب مرتی

شوخ چنچل بلائے بے درماں
جان عشاق کی تھی آفت جاناں

ان کا مارا نہ مانگتا پانی
حسن میں تھیں وہ یوسف ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی۔ گردن پے تسلیم سب نے جھکائی شاہ ساحراں نے ارشادہ کیا: "طاؤس طلسم حاضر لاؤ' حیلہ و عذر نہ کرو۔" پریوں نے عرض کیا: "طاؤس کا دنیا ہر چند گوارہ نہیں' لیکن حضور کے حکم سے چارہ

نہیں۔"

یہ کہہ کر وہ سب غائب ہوئیں اور ایک طاؤس بہت بڑا ہمسر طائر نسر آسمان رو بروئے شاہ جاوداں لائیں شاہ نے نشواط کا ہاتھ پکڑ کے طاؤس پر سوار کیا اور کہا: "یہ تم کو دبھر میں تیری سلطنت میں لے جائے گا اور وہاں سے جب کار سازی لشکر کر کے اسیر سوار ہو گا تو یہ قوج میں حیرت کی پہنچائے گا۔ اسی پر سوار ہو کر دشمنوں سے مقابلہ کرنا۔ تجھ کو ہر آفت سے جمشید بچائے گا۔ کسی کا سحر تجھ پر کار گر نہ ہو گا کوئی حیلہ پیش نہ جائے گا۔"

URDU4U.COM

نشواط نے یہ سن کر تسلیم کی اور اپنی راہ لی۔ طاؤ لے کر اس کو اڑا۔ دم بھر میں شہر نشاط جو اس کا تخت گاہ ہے نظر آیا۔ طاؤس وہاں پہنچ کر ٹھہرا۔ یہ اترا کر داخلہ قلعہ ہوا۔ افسران لشکر ساحران نامور کو بلا کر حکم بادشاہ طلسم سنایا ایس دم نفیر سحر بجی۔ لشکر میں قرنا پھنکی۔ چالیس ہزار ساحر تیار ہوئے۔ سواریوں پر چڑھ کر ساحر کے ہمراہ چلے۔ یہ بھی طاؤس پر چڑھ کر سب کے آگے ہو لیا۔ باجے جنگی بجنے لگے۔ ساحر و جمشید سامری کا دم بھرنے لگے۔ رال اڑاتے گوگل جلاتے چلے

مہابت بھی چہروں سے ان کے عیاں
ہر اک سامری وقت تھا بیگماں

کوئی اژدہے کو اڑا کر چلا
کوئی فیل آئش پہ بیٹھا ہوا

کسی کو یہ دعو جادو گری
مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر بایں کروفر اس طرف سے روانہ ہوائے ہے۔ لیکن اول حال لشکر مہ رخ کا سنیے کہ بعد روانگی خواجہ عمرو جب رنج سے فرصت پائی۔ عیار بہر عیاری لشکری حیرت میں گئے اور ہر سمت صورت بدل کر پھرنے لگے۔ اتفاقاً شہاب جادو نامی ایک ساحر سرداران فوج ملکہ حیرت میں سے اپنے مقام سے اٹھ کر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا۔ برق فرنگی نے اثناراہ میں جا کر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا: "حضور کہاں جاتے ہیں۔"

برق نے کہا: ""میں ابھی دربار سے آتا ہوں۔ ملکہ نے خفا ہو کر آپ کی نسبت ایسا حکم دیا ہے کہ میں عرض نہیں کر سکتا۔ اتنا جانتا ہوں کہ آپ وہاں گئے اور دشمنوں کے لیے بے عزتی کا سامنا ہوا۔"

شہاب اس خبر وحشت کو سن کر گھبرایا اور باصرار پوچھا ہمارے سر کی قسم سب سچ بتاؤ' کیا ماجرا ہے۔

اس نے کہا: "یہ راز بادشاہوں کے پنہاں ہیں' اگر سب کے سامنے بیان کروں معرض عتاب شاہی ہوں۔ میں بھی نکالا جاؤں' آپ کو اگر دریافت کرنا ہے' انگ تنہائی میں تشریف لے چلیے' وہاں سب کیفیت سنیے۔"

شہاب یہ سن کر گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑا کر ایک گوشے میں لایا اور خادم خدمت گار وغیرہ سب کو وہاں آنے سے منع کر دیا۔ قسمیں دے کر حال پوچھنے لگا۔ برق نے باتیں کرتے کرتے ایک بیضہ بیہوشی اس کے منہ پر مارا کہ اس کو چھینک آئی۔ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی ادھر تھا' ملازمان شہاب منع کرتے تھے کہ ادھر نہ جاؤ ہمارے میاں کی ممانعت ہے برق کو خوب موقع ملا۔ وہیں ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل شہاب بنائی۔ رنگ و روغن عیاری بنا کر اور اس کا پیراہن لے کر پہنا۔ پھر کسی نشیب میں اس کو بیہوش کر کے پٹی دماغ پر بیہوشی کی باندھ کر ڈال دیا اور وہاں سے کہتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجھ کو الگ لے گیا تھا۔ یہ حرامزادہ عیار تھا جب میں نے اس کو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا۔" یہ کہتا ہوا اپنے ملازموں کے ہمراہ بارگاہ حیرت میں آیا۔ ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متکمن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو

ملکہ نے اس کی خاطر شہاب کو بھی اجازت دی۔ یہ بھی اس کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے باتیں کرتا ہوا روانہ ہوا اور جب اندربارگاہ کے آئے۔ شہاب نے کہا: "ملازموں کو ہٹا دیجئے تو کسی معشوق کو آپ کے لیے طلب کرو۔"

URDU4U.COM

اس نے سب نوکروں کو باہر نکال دیا۔ جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا: " ایک بات میں آپ کے کان میں کہوں گا کیونکہ دیواریں بھی سنتی ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی سن لے۔"

یہ کہہ کر پاس آیا۔ نشواط نے کان بات سننے کو لگایا شہاب نے ایک طمانچہ مارا کہ حرامزادے ہم میں برق فرنگی۔

ازبسکہ ہاتھ آغشہ بہ روغن بیہوشی تھا۔ نشواط طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو گیا۔ برق خنجر کھینچ کر اس کی چھاتی پر چڑھا اور چاہا تھا کہ اس کا سر کاٹے چونکہ طاؤس طلسم پر چڑھ کر آیا ہے ساحران زبردست میں سے ہے۔ جیسے ہی برق نے سر کاٹنا چاہا' ویسے ہی دو پنجے زمین سے نکلے۔ ایک پنجے نے برق کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشواط کو معہ برق کے اٹھایا' یعنی جس طرح یہ چھاتی پر سوار تھا' اسی طرح رہنے دیا اور لے کر چلا۔ بلب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریوں نے دیکھا' نشواط چت پڑا ہے اور شہاب اس کی چھاتی پر چڑھا ہے' نیچے لیٹے ہوئے لیے جاتے ہیں۔ یہ ماجرا دیکھ کر لشکر میں ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب شور کرتے ہوئے "لینا لینا" کہتے پنجوں کے ساتھ ہوئے۔

ملکہ حیرت غل سن کر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن نیچے اس ہیت سے سامنے ان دونوں کو لائے اور پہنچا کر غائب ہو گئے۔

ملکہ حیرت کو جی اس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی۔

اور کہا: "اے شہاب یہ تجھ کو کیا ہوا ہے' جو اس کی چھاتی پر چڑھا ہے۔ اس نے تیرا کیا کیا ہے؟"

برق نے کہا: "مجھے نہیں معلوم کہ کس نے مجھ کو اس کی چھاتی بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ میں دے دیا۔

حیرت نے کہا: "کچھ سحر پڑھنے میں تم دونوں کے فرق پڑ گیا۔ کوئی سحر شاید الٹ گیا۔ اچھا سینے پر سے اس کے اترو۔" برق چھاتی پر سے اتر کر الگ کھڑا ہو گیا۔ حیرت نے پانی چھڑک کر نشواط کو ہوشیار کیا برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کر کے اس کا یار بنے' لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ لشکریوں کا غل سن کر جنگل میں تھی۔ دوڑ کر لشکر میں ائی اور سارا ماجرا دریافت کر کے بارگاہ میں گئی۔ ملکہ حیرت کو سلام کر کے برق کو بغور دیکھ کر پہنچانا اور بولی: "ارے موذی کاٹے تو نے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار ہی ڈالا ہوتا۔"

اس کلام کے صرصر کے حیرت بھی سمجھی یہ عیار ہے۔ پکاری کہ "لینا اس کو" ناقوس جادو نامی ایک ساحر برق کے قریب تھا اس نے چاہا کہ میں لپیٹ جاؤں برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا' اس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس کا کٹ کر دور جا گرا اور شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ اندھیرا ہو گیا۔ صرصر نیچہ پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے۔ لیکن برق پر اس گھبراہٹ میں کسی نے سحر نہیں کیا۔ یہ جست کر کے اسی تاریکی میں بارگاہ سے نکل کر دور بھاگا۔ ہر چند ساحر پیچھے دوڑے' مگر فرط خوف سے آگے نہ برھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائیں۔ برق راہ کترا کر لشکر سے نکل گیا اور اپنے لشکر میں آیا۔

ادھر جب وہ تاریکی دوری ہوئی۔ ملکہ حیرت نے اصلی شہاب کہ تلاش کی۔ اس کے نوکروں سے پوچھا: "بتلاؤ یہ کیا ماجرا ہے"

وہ سب عرض رسا ہوئے: "ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے میں گئے پھر وہ س احر نہ آیا خود آئے اور فرمایا' وہ عیار تھا بھاگ گیا۔ ہم سمجھے کہ یہی سچ ہو گا۔ الحاصل اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے۔"

ملکہ حیرت نے اسی گوشے میں تلاش کروایا' جہاں ان لوگوں نے بتایا تھا۔ واقعی شہاب کو ایک گوشے میں پڑا ہوا بیہوش اور بہنہ پایا۔ سامنے حیرت کے اٹھا لائے۔ اس نے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا۔ یہ ہوشیار ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور سارا

ماجرائے گذشتہ سن کر شکر سامری بجا لایا کہ میری جان بچ گئی۔ مگر نشواط کے یہ عیاری دیکھ کر ہوش اڑ گئے۔

ملکہ حیرت سے کہا: "اب میں کسی کو اپنے پاس نہ آنے دوں گا اور بارگاہ میں آپ کی نہ بیٹھوں گا۔ آپ میرے نام پر طبل بجنیکا حکم دیجئے' تاکہ ان نمک حراموں کا خاتمہ کر کے میں یہاں سے چلا جاؤں۔ واقعی یہ آپ ہی کا کام ہے جو ایسے مقام خطرناک پر شب و روز بسر کرتی ہیں۔ مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہیں۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ اٹھ کر ہر طرف سحر کر دیا کہ کوئی آنے نہ پائے۔ اپنے نوکروں کو بھی ہٹا دیا۔ یہ تو اس استحکام سے بیٹھا۔

لیکن ملکہ حیرت وہ دن جتنا باقی تھا تامل پذیر رہی جس وقت کے مثل بخت تیرہ نشواط عالم میں تاریکی پھیلی یعنی خورشید جہاں تابہ سینہ سپہر سے اتر کر بارگاہ مغرب میں جا کر رو پوش ہوا۔ ملکہ حیرت نے بہرنواخت طبل رزمی حکم دیا۔ افسران فوج نے نقارہ جنگی بجوایا۔ شر و فساد اٹھانے کا بہادروں کو جھگڑا یاد دلا۔ عیار جو اسیس لشکر دہر کارے مہ رخ رواں دواں خدمت بلکہ مہ رخ عالی شان میں حاضر ہوئے اور سر عجز جھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثنا شاہی اس طرح بصد ادب بجا لائے: "نشواط کے آنے سے ملکہ حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے۔ کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے۔" یہ کہہ دوبارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے۔

مہ رخ نے یہ خبر سنتے یہ ہی نفیر سحر بجائی۔ طلب ارشم پر بہادروں نے چوب لگائی۔ دونوں طرف سے شور شربا بلند ہوا۔ ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے۔ بہادر ہتھیار درست کر کے منچلا پن دکھانے لگے۔ دربا حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا۔ سردار خیموں میں آ کر آلات حرب تیار کرنے لگے

جہاں میں قیامت ہوئی آشکار
کہ لی امن نے واں سے راہ فرار

URDU4U .COM

رہا رات بھر یوں ہی سامان جنگ
سحر گہ کا اڑا جب کہ ظلمت کا رنگ

ہوا مہر گردوں پہ پھر جلوہ گر
سو رزم گہ پھر چلے کینہ ور

بہادر ہوئے عازم رزم گاہ
ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جس وقت کہ آفتاب نکلا عازم جنگ کا ہر ایک ارجمند ہوا۔ لشکر دونوں طرف سے وادی مصاف میں آئے بادشاہ دونوں لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے۔ نوبت و نقارے بجنے لگے۔ سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوئے۔ ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہائے آتشیں (آگ کے ہاتھ) اڑتے ہوئے نظر آئے۔ میدان قتال بہادروں سے بھر گیا۔ ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہ گیا اور سر گیا علمبرداروں نے پھریرے علموں کے کھولے۔ ساحروں کے پرے جم گئے۔ بیلداروں نے زمین زمین ہموار کر دی۔ سقوں نے آباشار کر کے خاک بٹھائی صف آراؤں نے صفوف لشکر ترین فوجیں مرنے پر تل گئیں نقیب مذمت دنیائے فانی شنا کر بہادروں کو پکارے: "اے نامور ذرا تصور کر کہ ایک دن مرنا ضرور ہے۔ انجام کو ہر ایک کا ٹھکانہ گور ہے' چاہیے کہ لڑ کر مر جاؤ اور اپنا نام کر جاؤ۔

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحروں سے میدان میں آ کر ٹھہرا تھا۔ سامنے حیرت کے آ کر اجازت خواہ ہے۔ اس نے کہا: "جازم کو سامری کی حفاظت میں

دیا۔
غبار سا اٹھ کر رہ گیا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ اس وقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اس نے افسران فوج کو للکارا: "لینا اس کو چولیس ہزار ساحر ملا زمان نشواط ایک جانب سے اور دوسری طرف سے لشکر حیرت آ پڑا۔
ادھر لشکر ملکہ مہ رخ بہر حمایت مہتر قران کی یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بن کر آئے تھے۔ آگے بڑھا جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی در دریائے لشکر موج مار کر باہم مل گئے۔ شمشیر کی وصار رواں ہوئی۔ تیروں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ گھٹا کی طرح فوج گھر آئی۔ خون کے دو نگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات فوفانی ہوئی بیر غل مچانے لگے۔ نارنج و ترنج چلنے لگے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے دم بھر میں لاش پر لاش گر گئی۔ نقد جان لٹ گئی۔ دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی

چلی صرصر تیغ سوسن وہاں
گرے کٹ کے سرمثل برگ خزاں

کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر
کسی جابپا نعرہ دار و گیر

کہیں ہار اور سوئیاں گرتی تھیں
کہیں سحر کی بوندیاں پڑتی تھیں

کہیں سحر کی بجلیاں شعلہ خیز
امان کو نہ ملتی تھی راہ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین کے

مقام فرد و گاہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوئے۔ مہ رخ نے لاشہ ہائے مقتولان اٹھوا کر اپنی جانب دفن کرائیں۔

ادھر حیرت نے لاش نشواط' اٹھا منگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا۔ اس وقت نشواط اٹھ بیٹھا اور گویا ہوا: "اے ملکہ! میں طاؤس سحر پر سوار ہو کر آیا ہوں کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جاؤں گا۔ وہ جو مر گیا وہ میرے سحر کا پتلا تھا۔ میں اس کو چھوڑ کر سحر پڑھنے گیا تھا۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ جب وہ پتلا مرا تو شور اس کے مرنے سے برپا نہیں ہوا۔ اگر میں مارا جاتا تو میرے بیر غل مچاتے جب اس نے لاش میدان سے منگوائی تو پتلا غائب کر کرے میں اس کی جگہ لیٹ رہا تھا۔

ملکہ حیرت یہ ماجرا سن کر بہت خوش ہوئی اور نشواط سحر پڑھنے دہ کوہ میں چلا گیا اور وہاں بیٹھ کر گوگل جلایا خون خوک (سور کا خون) سے زمین لیپی۔ اگیاری کی سحر پڑھ کے دانے اور روئی سمت آسمان اچھالی' فوراً ابر بن کر وہ روئی سمت لشکر مہ رخ گئی۔

یہاں سب سردار بارگاہ میں بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی میں مصروف بعشریت تھے کہ یکایک گھٹا سربارگاہ پر آ کر چھائی۔ ایک ساحر نے کہا: "اے ملکہ' یہ بدلی کیسی ہو گئی۔"

مہ رخ نے کہا: "ساحروں کی آمد رہتی ہے ابر یوں ہی آ جاتا کرتے ہیں۔ سرخ مو نے کہا: "مجھے ابر سحر کے معلوم ہوتے ہیں۔ غفلت نہ کرنا چاہیے کیونکہ جس نے ان کو بھیجا ہو بیروں سے وعدہ کیا ہو گا جب کام کر آؤ گے اس وقت بھینٹ پاؤ گے' لہٰذا اگر انکی کوئی بھینٹ دے دے تو یہ سحر الٹ جائے۔

یہ کہہ کر اس نے چھری سے اپنی ران کاٹ کر ایک طشت میں خون بھر کر پرواز کی اور ان ابروں پر خون چھڑکا فوراً وہ گھٹا جا کر لشکر حیرت پر چھا گئی اور اس میں آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت بھی رزم گاہ سے آ کر اچھی طرح آسودہ نہ ہوا تھا کہ آفت میں مبلتا ہوا۔ العیاز باللہ ایک قیامت برپا ہوئی۔ ہر سمت بھگدڑ سی پڑ گئی۔ نامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کر جان بچاتے تھے۔ ایسے ویسے ہلاک ہو رہے تھے۔ خیموں میں آگ

آگ لگ لگ گئی تھی۔ بارگاہیں پتھروں کے نیچے دب گئیں۔

اس طرف غل سن کر نشواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا ادھر بروئے ہوا سر خم کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی تھی۔ حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا تھا۔ ہنگامہ برپا تھا۔حیرت بارگاہ سے نکل کر متحیر کھڑی تھی۔ آفت میں پھنسی تھی۔ سحر کی سپریں سر پر سایہ فگن تھیں۔ ابر کے ٹکڑے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے تھے۔ نیچے گر کر پتھروں کو روکتے تھے لیکن ملکہ حیرت کو یہ حیرت تھی یہ سحر کس نے کیا ہے۔ آخر خیال میں گزرا کہ شاید کہ نشواط سحر کرنے گیا ہے۔ یہ اس کا کچھ جھگڑا ہے۔ یہ سوچ کر ایک پتلا سحر کا درہ کوہ میں بھی کر کہلا بھیجا: " واہ واہ کیا خوب آپ نے سحر کیا کہ سارا لشکر میرا تباہ ہو گیا۔ نواشط نے جب پتلے سے یہ سنا گھبرا کر حیرت کے پاس آیا اور یہاں کی کیفیت دیکھ کر بہت نادم ہوا اور دیر تک روح سحر پڑھ کر ان ابروں کو اس نے دفعہ کیا۔ سرخ مو بھی اتر کر بارگاہ میں آئی۔ سب نے بڑی تعریف کی۔ مہ رخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا لیکن نشواط سحر الٹ جانے سے ایسا کھسیانہ ہوا کہ اسی وقت لشکر کہ تیار ہونے کا حکم دیا' نفیر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی چالسی ہزار ساحروں سے چڑھ دوڑا۔

اہلکاروں نے خبر مہ رخ کو آمدہ فوج کی پہنچائی۔ یہ بھی اسی وقت مع سرداروں کے سوار ہوئی' ناگاہ نشواط لشکر پر آ گرا۔ پھر ویسا ہی ہنگامہ بلند ہوا۔ سیلاب خون ہر سمت جاری ہوا۔ ملک عدم جانے کی تیاری ہوئی۔ تیغے موج دریا کی طرح لہرانے لگے۔ جسم خون میں نہلانے لگے۔ دریائے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا۔ فنا کے گھاٹ پر گزرا ہوا۔

اس وقت ملک طاؤس جادو جس کا مطیع الاسلام ہونا پہلے بینا کیا جا چکا ہے۔ مہ رخ کے پاس آ کر گویا ہوئی: "نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہو کر آیا ہے۔ یہ اس طرح نہ مارا جائے گا۔ اس کے ہلاک ہونے کی اور تدبیر ہے۔" یہ کہہ کر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹ کر خون نکالا اور اسی خون سے زمین کو سپ کر سحر پڑھنے

لگی۔ کچھ عرصہ میں زمین تھرا کر شق ہوئی اور وہی چار سو پریاں جن سے افراسیاب طاؤس منگوایا تھا۔ زمین سے پیدا ہوئیں۔ یہ پریاں پہلے اسی ملکہ طاؤس کے سر پر تھیں۔ جب سے یہ شریک عمرو ہو گئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھیں۔

قصہ مختصر جب وہ زمین سے نکلیں' تو اس نے کہا: "اے محافظان طاؤ طلسم تم اپنی بھینٹ مجھ سے لو اور طاؤس کو مارو۔" وہ پریاں تو ہمیشہ سے اس کی فرمانبردار تھیں ار ان پر کوئی سردار شاہ جاوداں نے دوسرا مقرر نہ کیا تھا۔ بدیں وجہ وہ ابک تک اس کو اپنا مالک جانتی تھیں۔ اس کے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑیں۔ عین ہنگامہ جنگ میں انہوں نے ترسول طاؤس پر مارا۔ اس کے جسم پر آگ لگ گئی اور جل گیا اور نشواط اس پر سے گرا چاہتا تھا کہ مہ رخ لڑتی ہوئی پاس کے پہنچ گئی اور ناریل سحر پڑھ کر مارا کہ اس کے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا صدا آئی کہ مارا مجھ کو نام میرا نشواط ادو تھا۔ اس کے مرتے ہی یا تو لشکر مہ رخ مغلوب تھا' اب غالب ہو کر ملازمان ملکہ حیرت کو قتل کرنے لگا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ عروس تیغ گلے ملنے لگی' سر رونمائی میں دیئے جاتے تھے۔ زخموں کے ہار رزم آور براتی بن کر پہنتے تھے۔ سرداروں کے سر لڑائی کا طرہ تھا۔ آب و خنجر اور تیغ کی شربت پلائی میں نقد جان کر ایک دیتا۔ تلواروں کی جھنکار ساز کی آواز رقص بسملاں کا وعدہ گاہ مصارف میں نیا انداز۔

الحاصل حیرت نے لڑائی بگڑتے دیکھ کر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لے کر پھر آئی۔ اس وقت مصور و صورت نگار نے تسکین دی کہا: "اے ملکہ' ہر چند کہ میں تصویر کھینچ رہا ہوں اور چلہ کشی میں رہتا ہوں مگر میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ تا کہ ان نمک حراموں کو برباد کر دوں۔

ملکہ حیرت نے تمام ماجرا یہاں کا اور ارادہ جنگ مصور لکھ کر شاہ جاوداں کے پاس ایک پتلے کے ہاتھ بھیج دیا اور آپ منتظر جواب بیٹھی۔ ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ میں دے کر ان پریوں کو رخصت کیا اور لشکریوں نے کمر کھولی۔ سردار داخل بارگاہ ہو

کر بعشرت تمام شعل مے خواری کرنے لگے' ناچ ہونے لگا۔ شراب کا پیالہ گردش میں آیا۔ یہ سب تو مصروف انبساط ہیں اور حیرت رنجیدہ ہے۔ ان کو تو اسی حالت میں چھوڑ دیئے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمرو مخمور خوش صفات کا سنیے۔

یہ دونوں جب راہگزاری منزل مقصود ہوئے ایک روز صحرائے سبزہ زار میں پہنچے۔ گل دریا و جیین سے سب جنگل مملو تھا۔ چمنستان یاسمن و شبو تھا کہیں نگرگس کے تختے تھے' کہیں گلہائے خورد و کھلے تھے

دشت تھا یا بہشش کا گلشن
سر و سنبل پہ تھا عجب جوبن

کھل رہے تھے طرح طرح کے گل
لطف پر صحبت گل و بلبل

دشت کے بیچ میں بشوکت و شان
ایک تعمیر لاجواب مکان

ہر طرف قصر کے بنے کمرے
چلمنوں سے سجے ہوئے کمرے

بزج ایسے تھے اس جگہ تعمیر
نہ تھے برج فلک بھی ان کی نظیر

فرش س صاف و ستھرا بچھا تھا
چشم حیران کا اک تماشا تھا

تھے جواہر کے میر فرش دھرے
عرش کے ہموار تخت بچھے

جھاڑ اور ہانڈیاں بلوریں تھیں
فی الحقیقت وہ نور نور آگیں تھیں

مال و اسباب بے قیاس اس میں
تھے جواہر کے سب گلاس اس میں

URDU4U.COM

تھا مکان گوکہ رشک خلد بریں
کوئی لیکن نہ پایا اس کا مکیں

کرسیاں میزیں تھیں جواہر کار
رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار

دیکھ کر اس مکان کی زینت کو
ہاتھ کھولا عمرو نے غارت کو

پہلے ڈھیلا عمرو نے اک پھینکا
تاکہ ساکن یہاں کا ہو پیدا

جب نہ پایا کسی کو تب بیباک
آیا اندر مکان کے وہ چالاک

جال الیاسی مار کر ہر جا

یہ تقریر سنکر مخمور بھی رزم (جنگ) کرنے سے باز رہی اور عمرو سے کہا: "خواجہ اس کے ساتھ چلیے۔

عمرو نے کہا: " اے ملکہ! پیشانی اس کی تاریک ہے یہ مکرر سے عذر کرتا ہے۔ فریب دینا چاہتا ہے۔ اس کے گھر جانا بہتر نہیں

URDU4U.COM

مخمور نے جواب دیا: "آپ ہی کا قول ہے کہ جو منت کرے اور اطاعت اسلام کرنے کا اقرار کرتا ہو' اس کا کہنا ماننا لازم ہے۔ اگر برائی وہ کرے گا' تو کیا ہو گا۔ خدا مالک ہے بس اب کچھ خوف نہ فرمایئے۔ جیسے اب زیر ہو اہے ویسے ہی پھر زیر ہو گا۔"

عمرو یہ کلمات سن کر خاموش ہو رہا اور سوچا کہ اس کے ساتھ چلو' جو کچھ وہاں مال ہو گا' وہ بھی لوئیں گے اور اس مکار بھی لوٹیں گے۔ یہ سوچ کر لالچ میں آیا اور مخمور کے ساتھ روانہ ہوا۔

وہ ساحر اس بیشہ سے گزر کر ایک درہ کوہ میں لایا اور وہاں سے گزر کر ایک دشت سبز و خرم میں پہنچا۔ عمرو نے وہاں فقر فلک تعمیر پایا۔ یہ مکان سے خوبی میں دو چند تھا ہر ذی ہوش کے دل پسند تھا۔ کوئی تکلف ایسا نہ تھا جو اس جگہ نہ کیا گیا تھا۔ کوئی سامان آرائش و زیبائش باقی نہ رہا تھا' جو وہا نہ ہوتا وہ ساحر کہ نام اس کا تعمیر جادو اس قصر میں ان کو لایا ادارے کمرے کے کھول دیئے مسند پر تکلف پر بٹھایا۔ کشتیاں ناب کی قابیں گز کے لیے کباب کی حاضر کیں۔ فواکہات کی ڈالیاں سامنے لا کر رکھیں

مخمور نے کہا: "لو شعل میخواری کرو۔"

عمرو نے کہا: "تم پیو مجھ کو بھی ایک آدھ جام دے دینا۔"

مخمور نے جام بھر کر پہلے اس ساحر کر دیا۔ اس لیے کہ مبادا اس میں زہر اس نے ملایا ہو تو اس کا کام تمام ہو جائے جب وہ پی چکا تو اس نے خود پینا شروع کیا۔ یہ تو میخواری میں مصروف و متوجہ تھی اور عمرو اس جگہ کا مال تجویز کر رہا تھا۔ اس ساحر نے دونوں کو غافل پا کر سحر پڑھ پڑھ کر پھونکا شروع کیا جب مخمور خوب تشنہ ہوا' بسبب اس کے سحر کے بیہوش ہو گئی اور عمروع نے ہر چند کہ شراب نہ لی تھی۔ اس پر

اس نے کہا: "میں بخوبی ہوشیار ہوں۔ دیکھتا ہوں کہ کیونکر تو نے لیتا ہے۔ بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا

اس نے یہ سن کر ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا نارنج اس کے سینے کے پاس جا کر پھٹا اور آگ کے شلعے نکل کر جسم میں لپٹے۔ اس ساحر نے در جواب اس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھ کر پھونکا کہ ایک لکہ ابر بادل کا ٹکڑا) پیدا ہو کر برسادہ آگ بلا کل بجھہ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا۔ اسے بھی ایسا سحر پڑھ کر اشارہ کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر سما گیا اور نیچہ سحر کھینچ کر اس پر جا پڑا۔ اس نے دار اس کے روکنا شروع کئے۔ یہاں تک کہ ایک بار بار صبائے جادو نیچہ برق بن کر جو اس کے سر پر گرا۔ ہر چند اس نے روکا مگر نہ رک سکا وہ بجلی اس کو کاٹ کر زمین میں اتر گئی۔ دو پر کالے ہو کر وہ گر اشور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ بعد کچھ عرصہ کے صدا آئی کہ مارا مجھ کو نام میرا تعمیر جادو تھا۔ بعد برطرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ قیدیوں کو لے کر روانہ ہو مگر اس ساحر کے مرنے سے مخمور اور اوپر سے سحر اس کا باطل ہو گیا تھا اور یہ دونوں ہوشیار ہو گئے تھے۔ مخمور سنبھلی اور چمک کر اٹھی تھی کہ صبا نے کہا: اے مخمور چل میں تیری خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دوں گا۔

مخمور نے جواب دیا: "وہ شاہ طلسم مادر بخطار کیا میری خطا معاف کرے گا اور اے حیاء تو کب میرے ہاتھ سے زندہ بچے گا۔

اس کو یہ سن کر غصہ آیا اور نارنج سحر پڑھ کر لگایا اس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی۔ صبا نیچہ کھینچ کر اس پر بھی آ گرا۔ یہ بھی تلوار پکڑ کر مقابل برابر سے دو بجلیاں نیمچوں کی کوند کوند گرنے لگی۔

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد
مقابل ہوئے تھے بہم تحس و سعد

URDU4U .COM

نہ اس کو ظفر تھی نہ اس کو خبر
نہ پروائے جان کچھ نہ مرنے کا ڈر

صبا لڑنے میں اس سے عاجز آیا ور نزدیک تھا کہ مخمور اس کو جہنم بھیجے۔ مگر اس نے جب اپنے تئیں مغلوب دیکھا فوراً ھولی سے خاک جمشید نکال کر اڑائی۔ وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہو گئی۔ عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑ کر صبا کے قدم پر گرا اور بمنت گمام گویا ہوا کہ عورت ناقص العقل تھی۔ ہر چند آپ نے فہمائش کی مگر اس نے سمجھایا آپ کا نہ مانا آخری سزا کو پہنچی مگر میں امیدوار ہوں کہ میری خطا شاہ جاودان سے معاف کرا دیجئے۔ مجھ کو خوب ثابت ہو گیا کہ بادشاہ طلسم سے مخاف ہو کر کوئی زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ بڑا زبردست ہے کہ جس کے مطیع آپ ایسے ساحران نامور ہیں۔"

صبا یہ باتیں سن کر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ جاوداں کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ عمرو کے منت گزار ہونے سے بغیر گرفتار کئے ساتھ لے گیا۔ عمرو نے اثنائے راہ میں قابو پا کر اس کے منہ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چخر کھا کر گرا لیکن اتاق سے ایسے مقام پ گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈیرا پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس ڈیرے میں اس کا سر جا کر پڑا اور مخمور کو بیہوش کر کے اس نے لا دیا تھا وہ بھی بڑے میں گری پانی کی وجہ سے دونوں کو ہوش آ گیا۔

صبا بھی سنبھل کر اٹھا اور مخمور بھی جست کر کے پانی سے نکلی۔ لیکن صبا شرارت عمر و سمجھ کر لپکا میں اس کو سزا دوں مخمور نے ڈانٹا کدھر جاتا ہے اور کچھ سحر پڑھ کر ستک دی کہ ایک بجلی اوپر سے جو چمک کر گری اس کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین

میں اتر گئی۔ غل و شور برپا ہوا تاریکی ہو گئی۔ بعد اس ہنگامہ کے سر صبا جادو کا شق ہو گیا اور ایک طائر سبز فام خوش رنگ سر سے نکل کر روتا ہوا سمت شاہ جاوداں گیا اور یہ دونوں آگے بڑھے۔

URDU4U.COM

○○○

- ملکہ نور جادو

طائر باغ میں پہنا اور پکارا: "اے شہنشاہ صبائی جادو کو تصل مکان طلسمی' جہاں کہ ملکہ نور جادو مالک ہے عمرو اور مخمور نے مارا۔" یہ ماجرا کہہ کر اس طائر کے منہ سے ایک شعلہ آتش نکلا اور سارے بدن میں آگ لگی کہ جل کر راکھ ہو گیا۔ شاہ جاوداں مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آ کر مسند عیش پر جوہ گر تھا۔ یہ خبر یہ زبان طائر سن کر غضب ناک ہوا اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر میں ایک ساحر اژدہے پر سوار رو بروے بادشاہ ذی تبار حاضر ہو کر آداب بجا لایا اس نے پہلے اس کا حال بشفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا: "مار ڈالا ہے۔ ابھی وہ وہیں ہیں جاؤ اور ان دونوں کو گرفتار کر کے میرے رو برو لاؤ اور اگر نہ آ سکیں تو ان کے سر لاؤ تامل نہ کر جلد جاؤ۔

بلائے جادو یہ حکم محکم بادشاہ سن کر تسلیم کر کے پھر اور اژدر پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔

اس کے روانہ ہونے کے بعد نامہ ملکہ حیرت آیا۔ شاہ نے پڑھا اس میں قتل ہونیک نشواط اور قصد کرنا لڑنے کا مصور کے دریافت ہوا۔

اس نامہ کا جواب اس طرح لکھا: "اے ملکہ! تم گھبرانا نہیں' میں یہاں سے تمہاری مدد کے لیے طوفان بن قہار فیل سوار کو بھیجتا ہوں وہ بڑا زبردست ہے کسی سے زیر نہ ہو گا اور مشد زادے اگر عازم جنگ ہیں تو ان کو ہم نے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی جو زیر طلسم استادہ ہے انہیں چاہیے کہ طوفان کے وہاں پہنچنے تک کام نکم حراموں کا تمام کریں۔ اور اے ملکہ تم بھی مرشد زادے کی خاطر داری اور تعظیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا۔"

پس یہ جواب لکھ کر ملکہ حیرت کے پاس بھجوا دیا۔ اس نے جواب پا کر نہایت خوشی کی اور مصور کو نامہ دیکھا وہ بھی بہت خوش ہوا اور کہا: "بعد فتح بارگاہ میں لوں گا اور

علاوہ اس کے جو مال کہ بادشاہ طلسم کا ہے۔ اس کو میں اپنا ہی مال جانتا ہوں جو چاہوں وہ کروں مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہیں۔

URDU4U.COM

یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا زوجہ سے گویا ہوا۔: "لو صاحب مبارک ہو۔ میرے ہی نام یہ فتح تھی۔ شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجھ کو لکھا ہے۔"

صورت نگار نے کہا: "عیار ایک تو ہم کو ذلیل کر چکے ہیں اور ان کے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن ہے۔ لہٰذا تم اس مقدمہ میں اگر نہ بولو تو اچھا ہے۔ اس میں جانے جانے کا اندیشہ ہے۔

مصور نے جواب دیا: "میں بغیر لشکر کی تصویریں کھینچے ہر گز نہ لڑتا' لیکن کیا کروں میرا دل نہیں مانتا۔ میرے دادا کے سب بندے قتل ہوئے جاتے ہیں۔"

الحاصل اس کی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا' مگر اس نے نہ مانا اور درہ کوہ میں جا کر زمین کو پاک و صاف کر کے آگ لگائی گوگل مرچیں جلائیں کلچڑیاں بھجنکے میں بھینٹ میں دیئے۔ اگیاری کی خاک ایک طرف اڑا دی۔ دفعتہ ایک غبار تیرہ تار اسی طرف سے پیدا ہوا جدھر وہ خاک اڑ کر گئی۔

اس غبار سے ایک پتلا ایک گھوڑے پر مثل انسان کے سوار اس کے پاس آیا۔ اس نے اس کو شراب کی بوتلیں اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی۔ اس نیشراب پی کر گوشت کھا لیا۔ اس سے کہا: "اب تم کل معرکہ جنگ میں آنا۔ کام میرے دشمنوں کا تمام کرنا۔ پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا۔ راوی کہتا ہے مصور ازبسکہ سحر تصویر بنانے کا کرتا ہے۔ اس وجہ سے اس پتلے کو اس نے کاغذ کا قبل میں بنایا تھا اور اس کے جسد میں بیر سحر کا داخل کیا تھا اور رداس سحر کا اس طرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بنا کر صحرا میں چھوڑ دیا۔ اس لیے کہ کوئی اس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پائے نہیں۔ بہت سیعقاب اسی طرح اور اسی قدر و قامت کے بنا کر ہمراہ اس عقاب کے کر دیئے کہ جہاں وہ رہے یہ سب بھی رہیں تا کہ ہر ایک دھوکہ کھانے اور نہ سمجھ

سکے کہ کون سا عقاب کام کا ہے۔ فی الجملہ حال اس عقاب کا آگے بیان ہو گا۔ اب حال مصور سنیے کہ یہ اس پتلے سے وعدہ لے کر لشکر میں آیا اور ملکہ حیرت سے کہلا بھیجا: "میرے نام پر طبل رزم بجنے کا حکم دیجئے' تامل نہ کیجئے۔

URDU4U.COM

ملکہ حیرت نے اس کی استدعا کے موجب قریب شام حکم نقارہ نوازی دیا۔ جس وقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جس کا آشیانہ برج اسد ہے۔ صحرافلک سے اڑ کر کوہ مغرب میں گیا اور شیشہ سیار گان سے صفحہ ازبر جدیں افلاک منقوش نظر آنے لگا۔ لشکر حیرت نے طلب جنگ بجایا۔ طائران سحر لشکر مہ رخ بہر خبر گیری یہاں موجود تھے۔ خبر لے کر حاضر بارگاہ آسمان جاہ ہوئے اور بہ شکل انسان متمثل ہو کر یہہ زبان عجز انتہا اس طرح بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے: "بنام مصور لشکر مخالف میں طبل جنگ بجا ہے۔ ارادہ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پر نور ک ایذا رسانی کا ہے۔"

یہ کہہ کر پرواز کر کے بہ شکل طائر پھر روانہ ہوئے۔ یہ خبر سنتے ہی مہ رخ نے بھی نظر بفضل کردگار کر کے نفیر سحر کو دم دیا۔ سرداران عالی شان نے کوس چربی بجایا۔ دربار شام برخاست ہوا۔ ہر ایک اپنی جگہ پر آ کر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا ڈمرو بجتا تھا۔ بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے۔ مردانگی کا دم بھرتے تھے

ہوئے مرد جنگ آزما ہوشیار
نبرد آزمایاں خنجر گزار

سپہدار شکر بجاہ و چشم
لگے کرنے سامان جنگی بہم

ہوئیں تیغیں صیقل سے پھر آبدار

عیاں پھر ہوا قہر پروردگار

امنڈنے لگیں فوج کی بدلیاں
درخشاں ہوئیں تیغ کی بجلیاں

کیا ساحروں نے بپا شور و شر
دیئے بھینٹ میں سب نے دشمن کے سر

URDU4U .COM

بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کر بیر
اسی رنگ میں تھے صیغر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سب کو انتشار میں ہر ایک سردار تھا۔ ملکہ بہار باغ و بہار دکھا کر دکھا دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی۔ مہ رخ فروغ سحر دکھا کر عدر کا دل و داغدار فرماتی تھی۔ سرخ مو کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ ضرور تھی۔ رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا۔

صبح کے وقت لشکروں دونوں جانب سے دشت قتال میں وارد ہوئے۔ پھر وہی معرکہ گیر وارد وہی ہنگامہ گوم بازاری نبرد و پیکار تھا۔ صفوف جنگ ترتیب پذیر تھیں۔ دونوں فوجیں مثل دریا موج گیر تھیں۔ نقیب باواز بلند پکارتے تھے بہادروں کو للکارتے تھے: ہاں نوجوانون جوہر شمشیر دکھا دو۔ معرکہ کہ دیکھیں کہ کس کے ہاتھ ہے منہ نہ موڑتا تیغ و گردن کا ساتھ ہے۔

غرض یہ کہ جب ساحروں کے پرے جم گئے سپاہی لڑنے پر تل گئے۔ مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ پڑھ کر صحرا کی طرف پھونکا۔ بختیار تیرہ تار پیدا ہوا اور وہی سوار گھوڑے پر سوار میدان میں آ کر ٹھہرا جس کا ذکر پہلے آ چکا ہے مصور نے اس کے آنے سے نعرہ مارا: "اے فرقہ نمک حرام اس سوار سے آ کر ہم نبرد ہو سمت عدم راہ

میدان سے پھرے اور مقام اپنے پر پہنچ کر آرام پذیر ہوئے۔ لشکروں میں چراغاں کی روشنی ہوئی سرداروں نے میخواری شروع کی۔ ناچ بارگاہ میں ہونے لگا۔ طنطنہ عشت و کامرانی بلند ہوا۔ عیار بھی بارگاہ میں آئے اور مہ رخ سے پوچھنے لگے: "اس سوار کو تم جانتی ہو کہ یہ کون ہے اور اس کا حاصل حال کیا ہے؟"

مہ رخ نے کہا: "میں نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے اور بغیر اس کے دفع کئے اس کا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔"

برق عیار نے کہا: "میں جاتا ہوں اور اس کے ہلاک کرنے کی تجویز کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا ادھر مصور جو اپس ہو کر گیا س نے اس وار کو جنگل کی جانب نجانے دیا کہا: "مجھے بروقت لڑائی سحر پڑھ کر تم کو بلانے کی تکلیف ہوتی ہے۔ ایک دن بعد پھر لڑنا ہے۔ چنانچہ اتنے عرصے کے لیے کا ہے کو جاؤ۔"

یہ کہہ کر ایک خیمہ استادہ کر دیا کہ یہاں رہو اور وہ پتلا وہاں اترا اور ازبسکہ اس کے پیٹ میں کوئی شیطان اترا ہے وہ کھاتا پیتا بھی ہے۔ مصور نے خدمت گار بہر خدمت مقرر کر دیئے وہ سامان اکل و شرب حاضر لائے۔ پتلا کھانے پینے میں مشغول ہوا۔

اس اثنا میں برق صورت ساحر کی سی بدل کر لشکر میں آیا اور ایک خدمت گار کو پتلے کے خدمتی میں سے جا کر اشارے سے بلایا جب وہ پاس آیا کہا: "الگ آؤ' میں تمہارے فائدے کی ایک بات کہوں۔"

خدمت گار اس کو ساحر معزز وضع سمجھ کر کچھ کہہ نہ سکا تنہائی چلا آیا۔ برق نے اس کو بیضہ بیہوشی مار کو طرفتہ العین میں بیہوش ہو کر دیا اور اس کر پیرہن لے کر اسی کی سی ورت بن کر اس پتلے کے خیمے میں آیا۔ وہ پتلا پلنگری پر لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا۔ برق سرہانے کھڑا ہو کر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار بیہوشی اڑتا تھا۔ پنکھے کی ہوا سے ناک میں اس کی بیہوشی گئی۔ وہ پتلا چھینک مار کر بیہوش ہو گیا برق نے اور زیادہ غبار بیہوشی اڑایا یہاں تک کہ جو لوگ اس کی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہو گئے۔ اس وقت اس نے چاہا کہ پتلے کا سر کاٹ لو مگر وہ پتلا تھر

کو ہو گیا۔ یہ حیران ہوا کہ اب کسی کا ماروں ناچار انہیں خدمت گار لوگوں کو جنہیں بیہوش کیا تھا اس نے ہوشیار کر کے کہا: "ارے میاں تم سب سو گئے تھے۔ ذرا دیکھو تو میاں سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہو گئیے۔ اب خدمت کس کی کریں۔"

URDU4U.COM

ان لوگوں نے اس بیان کو سن کر تعجب کیا اور اٹھ کر پتلے کو دیکھا۔ واقعہ وہ پتھر کا ہو گیا تھا۔ یہ دیکھ کر باہم مشورہ کیا کہ چل کر مصور سے کہیں کہ وہ میاں تو پتھر کے ہو گئے۔

غرض خبر گیرے روانہ ہوئے۔ برق بھی ان کے ساتھ گیا اور سب نے جا کر مصور سے پتلے کا پتھر ہونا بیان کیا۔ وہ سارا ماجرا سن کر پتلے کے خیمے میں آیا ور اس کو پتھر کا دیکھ کر بڑی دیر تک سحر پڑھا گیا۔ تااینکہ وہ پتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور ہوشیار ہو کر گویا ہوا: "میں سو گیا تھا۔"

مصور نے کہا: "کچھ نہیں یہاں شاید کوئی عیار آیا تھا اس نے آپ کو بیہوش کر کے قتل کرنا چاہا ہو گا۔"

پتلے نے کہا: "اگر یہ امر ہے تو آپ کچھ فکر نہ کریں میں غائب ہو جاتا ہوں بروقت لڑنے کے آ جاؤں گا یا جب مجھ کو کوئی بیہو کرے گا' میں پتھر کا ہو جاؤں گا کوئی مجھے قتل نہ کر سکے گا۔"

مصور اس کا کلام سن کر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا۔ برق نے یہ بھی گفتگو سنی۔ دل میں غور کیا اب پتلے کو بیہوش کرنے کے لیے یہاں ٹھہرنا بیکار ہے۔ لازم ہے کہ اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہاں سے کچھ حیلہ کر کے روانہ ہوا اور بارگاہ حیرت کی جانب ساحر کی صورت بن کر چلا۔ جب وہاں پہنچا ایک خدمت گار کو اشارے سے بلایا اور کہا: "چلو تم کو مصور بلاتے ہیں۔"

خدمت گار اس کا نام سن کر بہت خوش ہوا کہ میں بھی ایسا ہوں جسے مرشد زادے ساحروں کے بلاتے ہیں بس اسی وقت ہمراہ ہو لیا۔

برق نے کہا: "واسطے تفریح طبیع کے صحرا کی طرف گئے ہیں بارگاہ میں نہیں ہیں۔ اسی سمت چلو۔"

خدمت گار نے کہا: کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کام کیا ہے اس نے کہا: "کچھ انعام تقسیم کیا ہے تمہیں بھی دینا ہے اور کچھ کام نہیں۔"

URDU4U.COM

خدمت گار اس فقرے کو سن کر نہایت خوش ہوا اور اس کے ساتھ جنگل میں آیا۔ اس نے تنہا پا کر اس کے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ برق نے اس کو اور زیادہ بیہوش کر کے اسی کا پیرہن کر اور اسی کی سی صورت بن کر اپنی راہ لی ور ایک رقعہ حیرت کی طرف سے مہ کر کے لکھا اور بارگاہ مصور میں آیا رقعہ اس کو دیا اس نے پڑھا لکھا تھا: "ہم نے سنا ہے عیار نے پتنے کو بیہوش کیا تھا' ایسا نہ ہو کہ عیار پتلے کو مار ڈالیں' لہٰذا میرے اطمینان کے لیے لکھ بھیجو کہ یہ پتلا جو بنایا ہے' اس کی جان کاہے میں رکھی ہے۔"

مصور نے جواب میں رقعہ کے لکھ بھیجا کہ یہاں سے کچھ دور ایک درہ کوہ میں بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہیں۔ ان میں ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہے اس کو کوئی مارے اور اس کا خون لے کر اس پتلے پر چھڑکے تو البتہ پتلا مرے۔"

برق یہ رقعہ لے کر اپنی بارگاہ میں آیا اور مہ رخ کو دکھایا۔ یہ مہ رخ بہت خوش ہوئی اور اسی وقت سوار ہو کر بمو جب نشان تحریر درہ کوہ میں جا کر ڈھونڈھنے لگی۔ بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے ان میں جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اس پر اس نے سحر پڑھنا شروع کیا۔ پہر بھر میں وہ عقاب زمین پر گرا اس نے سحر کی چھری سے اس کو ذبح کر کے خون اس کا شیشہ میں بھر لیا اور اپنی بارگاہ میں آئی لیکن کسی سے اس راز کو بیان نہیں کیا۔

ادھر جب رات زیاد ہو گئی وہ دونوں خدمت گار جن کو برق بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں تنہائی میں برہنہ پڑے دیکھ کر سمجھے کہ عیار تو لشکر میں آیا ہی کرتے ہیں اور روز ایسے شعبدے ہوا کرتے ہیں۔ آج ہمیں پر یہ واقعہ گزرا لیکن لشکر

ہے سامری کا زندہ رہے غرض یہ کہ وہاں سے اٹھ کر لشکر میں آئے اور لباس پہن کر اپنے کام میں مصروف ہوئے۔ ازبسکہ رات زیادہ ہو گئی تھی۔ مالک دونوں کے آڑام میں تھے ان سے اپنی حقیقت کہہ نہ سکے۔

URDU4U.COM

صبح مصور اٹھ کر پہلے اپنے پتلے کو دیکھنے آیا زندہ دیکھ کر خوشنود ہوا۔ خدمت گار نے چاہا حال اپنا بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو' عیار یہاں موجود ہو اور اپنا راز میری زبان سے فاش ہوتے معلوم کر کے مجھ کو کسی وقت قابو پا کر مار ڈالے۔ یہ سمجھ کر خاموش ہو رہا۔

مصور وہاں سے اٹھ کر بارگاہ حیرت میں گیا دوپہر آ چکی تھی۔ حیرت آرام کرنے جاتی تھی۔ اس نے پوچھا: "اے ملکہ! تم نے کل رقعہ بھیجا تھا۔

ملکہ حیرت نے کہا: "میں سمجھ کر جواب دوں گی۔ آپ جا کر طبل جنگ بجوائیے۔ میں دن بھر میں بیس نامے بھیجتی ہوں یاد کس کو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئیے اور کتنے بھیجے۔ اب جو کچھ پوچھے گا' سہ پہر کو پوچھے گا۔"

یہ کہہ کر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ دوپہر کا وقت تھا یہ بھی سو رہا۔ تیسرے پہر کو اٹھ کر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا۔ میخواریک میں مصروف ہوا۔ جب دماغ اس کا بادہ ناب سے گرم ہوا فط مستی میں بے اندیشہ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا۔

لشکر میں صدائے طبل جنگ بلند ہوئی۔ حیرت نے بھی طلب رزم بجوایا۔ جواسیسوں (جاسوس) نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہ رخ کو پہنچائی۔ یعنی بادب تمام بعد ادائے دعا ثنا پیرا ہوئے:"

شہا تیرا اقبال دائم رہے
ہمیشہ تیرا ملک قائم رہے
رہیں تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل

خدا تیرا ہر حال میں ہو کفیل
عدز کل کے دن طالب جنگ ہے
URDU4U.COM
پھر آمادہ شروہ بے ننگ ہے

مہ رخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا' لشکر میں کرنا پھننکی صورا سرافیل گویا بجا۔ لشکر کے آراستہ کرنے میں ہر سردار نے فتاتوں افواجہ کا غلغلہ بلند کیا۔ پھر وہی غلغلہ داروگیر پھر ویسا ہی ہنگامہ آشکار تھا۔ ساحر مصروف سحر خوانی تھے۔ بہادروں کہ جوش شجاعت و ارمان جوانی تھی۔ طول ہر مقام پر بیچا ہے۔ صبح تک ہی سامان رہا۔ ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا۔ جس وقت فراق شاہ شب میں آہ و آتشیں سینہ در سے نکلی اور آفتاب تاباں بن کر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا' لشکر وارد مصارف ہوئے۔ جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے' کوس کرنا گرجے مصور اور ملکہ حیرت بھی پڑی چمک دمک سے لشکر لائے۔ ساحروں کے پرے جمائے ناقوس پھنکے اور گھنٹے بجے' گھٹا سحر کی چھا گئی۔ آتشبازی اور سنگباری سے میدان مثل تنور گرم ہو کر تپ گیا۔ صدا ہائے مہیب سے بیروں کی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفتر عالم الٹ گیا۔ القصہ بعد ترتیب صفوف افواج تخت دونوں شکر کے سر تاج کے قلب میں قائم ہوئے۔ دلاور مرنے پر عازم ہوئے نقیب ندامت دنیائے و فنی کہہ کر میدان سے جب ہٹے۔ بہادر سناٹے میں آ گئے۔ مصور نے کچھ سحر پڑھا۔ یکایک سم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی۔ وہی پتلا جس کا ذکر ہو چکا ہے ایک طرف سے پیدا ہوا اور میدان میں آ کر ٹھہرا مصور نے مبارز طلبی کی

ملکہ مہ رخ نے تاج اتار کر بوسہ دے کر تخت رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے۔ تمام سردار پا پیادہ ہو کر سامنے ملکہ کے آئے۔ باجے بجنے لگے۔ ملکہ نے سب کو تسکین دلاسا دے کر حکم دیا: "اپنی اپنی جگہ پر جا کر ٹھہرو۔" اور آپ طاؤس پر چڑھ کر سامنے

اس سوار کے گئی۔ ضرب اس سے طلب کی اس نے ایک نارنج مارا۔ ملکہ مہ رخ نے بھی ناریل مارا۔ نارنج و ناریل لڑ کر باہم ٹوٹے گئے۔ اس عرصہ میں مہ رخ قریب اس کے طاؤس اڑا کر گئی۔ وہ چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرے' اس نے شیشہ سے خون لے کر ایک چھینٹا مارا۔ جیسے ہی خون اس پر پڑا' ایک شعلہ اس کے جسم سے نکلا اور اس نے جلنا شروع کیا۔ دم بھر میں خاک ہو کر رہ گیا۔ واہ واہ کا نعرہ لشکر مہ رخ نے بلند کیا۔ مصور کو بڑی ندارت ہوئی اور چاہا کہ خود لڑنے کو جائے صورت نگار اس کی زوجہ نے رد کا اور لڑنے نہ دیا۔ اس وقت اس نے افسران فوج کو للکارا اور اس نمک حرام کو میدان سے جانے نہ دو" فوج نے مہ رخ پر حملہ کیا۔ اس طرف سے لشکر مہ رخ جا پڑا۔ پھر تو دونوں لشکر باہم مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیر زنی شروع ہوئی۔

آخر قریب شام حیرت طبل آسائش بجوا کر ناکام پھری مہ رخ بھی داخ بارگاہ ہوئی۔ لشکر نے کمر کھولی۔ سردار دربار میں آئے۔ سپاہیوں نے بسترے لگائے۔ بارگاہ میں ناچ ہونے لگا۔ دور جام مے گلفام چلنے لگا اور یہی ہنگامہ عشرت لشکر حیرت میں بھی گرم تھا۔ مصور بھی شریک بزم تھا۔ حیرت نے اس وقت پوچھا: "اے مصور تم کل رقعہ کا کیا حال پوچھتے تھے۔"

اس نے کہا: "آپ نے رقعہ بھیجا تھا جس میں پتلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا۔ میں نے اس کی کیفیت سب جواب میں لکھ بھیجی تھی پس یہ پوچھنا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا جس میں پتلے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا یا کسی اور نے۔"

ملکہ حیرت نے جواب دیا: "میرے فرشتوں کو بھی خبر نہیں کیسا رقعہ' کیسی جان مجھ کو نہیں معلوم۔"

مصور نے کہا: "آپ کا خدمت گار لے گیا تھا اور خدمت گاروں کو طلب کر کے ایک کوان میں سے بتلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا۔"

ملکہ حیرت نے اس سے عتابانہ پوچھا۔ خدمت گار نے اس وقت مواقع اپنے عرض حال

کا پا کر سارا ماجرا اپنے بیہوش کرنے کا بیان کیا۔ پھر تو مصور کے خدمت گار نے بھی اپنی حقیقت کہی۔ مصور کو یقین واثق ہوا گیا کہ کوئی عیار تجھ سے پوچھ گیا۔ ازبسکہ یہ نبیرہ سامری ہے۔ بزور سحر اس نے دریافت کیا کہ کس عیار نے یہ چالاکی کی معلوم ہوا کہ برق عیار نے بصور خدمت گار تجھ کو فریب دیا۔ جو معلوم ہو آتش غضب نے خرمن تجمل کو جلا دیا۔ اسی وقت سحر پڑھ کر مثل قاروں یہ دنی زمین میں سمایا' موش صحرائی کی طرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہ رخ میں پہنچ کر باہر نکلا۔ یہاں سب عیار مژدہ فتح سن کر حاضر ہوئے تھے۔ ان میں سے یہ برق کو پنجے میں داب کر اڑا۔ ساحران بارگہا نے بہت سے نارنج ترنج گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ مہ رخ و عشاق اور بہار وغیرہ بھی اڑ اڑ کر پیچھے روانہ ہوئے۔ وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بحبس و حرکت میں زمین پر ڈال دیا اور اسی وقت جلاد کو بلایا حکم دیا: "جلد اس کا سر کاٹ ڈال۔"

جلاد نے برق کو بورے پر بٹھا کر کوئلے کا خط گردن پر دیا۔ اس وقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی تیار ہو کر بہر حفاظت ہر سمت آ گئی اور حیرت بھی یہ خبر سن کر باہر بارگاہ کے آ کھڑی ہوئی۔ برق سامان مرگ اپنا دیکھ کر دل سے درگاہ رب العزت میں رد کر دعا کرنے لگا

یا الٰہ پے رسول خدا
بہر زہر ابرائے عقدہ کشا

دست ظالم سے دے نجات مجھے
آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجازت پر لگا' جلاد گردن جدا کیا چاہتا تھا۔ مہ رخ وغیرہ آ کر پہنچیں۔ ملکہ

بہار نے آتے ہی سحر کر کے اندھیرا کر دیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاد پر گرائی کہ اس کو دو ٹکڑے کر گئی اور مہ رخ جو پنجہ بن کر گری برق کو اٹھا لے گئی مصور نے پہلے تو رد سحر کر کے رونشی کی تو جلاد کو ہلاک پایا اور برق زیر تیغ نہ دیکھا۔ جھلا کر بزور سحر اڑا اور للکارتا ہوا عقب مہ رخ اور بہار چلا۔ صورت نگار نے اس کو تنہا جاتے دیکھ کر نفیر سحر بجائی۔ لشکر میں قرح پھنکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لے کر صورت نگار چلی۔ اس طرف عشاق آگے برھ کر لشکر میں پہنچا اور عیار بھی دوڑ کر آئے۔ حکم کیا: "جلد لشر تیار ہو کر ملکہ فوج مخالف میں گھر گئی ہے۔ بس یہ خبر سنتے ہی جس طرف بیٹھا تھا۔ اسی طرح اٹھ کر جھپٹا اور جو حربہ جس کو ملا تھا اٹھا لیا۔

غرضیکہ مہ رخ کو فوج عدد نے راہ میں گھیرا تھا کہ ادھر سے بھی فوج آ گئی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی۔ برق کو مہ رخ نے ساحروں کو دیکھ کر سپرد کیا' اپنی بارگاہ میں بھیج دیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا۔ سحار سے ساحر بروئے ہوا بھڑ گیا۔ سحر کی لاگیں منتر کی چوٹیں چلنے لگیں۔ آسمان سے ہاتھ پاؤں سر کا مینہ برستا تھا۔ آندھیوں کا شور ایسا کہ گوش فلک کر ہو گیا تھا۔ کبھی ایسا اندھیرا ہو جاتا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا کبھی ہزار ہا ستارے اور آفتاب نکل آتا تھا

اندھرا تھا ہر سمت چھایا ہوا
نکل آیا سورج اجالا ہوا

پڑی جس پر اس مہر کی روشنی
وہیں اس کو بیہوشی طاری ہوئی

پڑھا رخ جو مہ رخ نے اس سحر کا
چھپا سحر کے ابر میں مہر جا

ہنواں پر ایسی لگائی کہ ٹھنڈی تک آئی تھی۔ پائنچے گھ% سی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ ملاتی چلی۔ جس کسی نے لشکر میں اس کی طرف دیکھ کر ہنس دیا۔ اس نے بھڑوا مونڈی کاٹا بنانا شروع کیا۔ جو کوئی نہ بولتا ازخود چھیڑتی اور گالیاں کوسنے دیتی۔ اسی صورت میں بارگاہ میں آئی۔

اتفاقاً ملکہ طاؤس نے اس سے پوچھا: "اری تو کہاں گئی تھی۔" صرصر سمجھی کہ جس کو تو نے بیہوش کیا ہے۔ وہ کنیز اسی کی ہے۔ بس اس نے اٹھلا کر کہا: "واری ذرا دم گھبرایا تھا سیر کو گئی تھی۔"

طاؤس بولی: "مالزادی' تجھ کو سیر کی سوجی ہے۔ یہاں میں چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی جلد لوٹا رکھ ور اب جو کبھی بغیر پوچھے کہاں گئی تو خوب جوتیاں پڑیں گی۔"

یہ سن کر صرصر آفتابہ اٹھانے چلی۔ برق جن کی ساحر لائے تھے۔ سحر اس پر سے دفع کیا تھا۔ وہ بھی بیٹھا تھا۔ اس نے کنیز کی طرف بغور دیکھا اور پاؤں کے پتیرے سے پڑتے دیکھ کر سمجھا یہ یہ عیارہ سے پس اٹھ کر یہ بھی چلا۔ صرصر ہر چند کہ کنیز بنی تھی۔ مگر چاروں طرف دیکھتی جاتی تھی۔ ہمہ تن چشم تھی۔ برق کو آتے دیکھ کر اس کے تیور سے پہچان گئی کہ اس نے تجھ کو پہچان لیا۔ یہ جانتے ہی جست کر کے سرانچہ بارگاہ فرار ہو گئی۔

برق نے پکار کر کہا: "استانی ٹھہرو' مجھے کچھ کہنا ہے۔"

صرصر نے جواب دیا کہ باہر آؤ تو مزا چکھاؤں۔"

برق نیچمہ پکڑ کر باہر جھپٹا' لیکن کہا: "سب ہوشیار رہیں۔ صرصر کسی کو گرفتار کرنے آئی ہے۔"

یہ کہہ کر بیرون بارگاہ آیا۔ دیکھا صرصر کا کہیں پتہ نہیں سمجھا کہ لشکر سے نکل گئی۔ پھر سوچا کہ مبادر اور کسی سردار کے خیمے میں جائے اور اس کو آزار پہنچائے۔ بہتر یہ ہے کہ تلاش کروں۔ یہ سوچ کر ڈھونڈھتا ہوا چلا۔ یہاں صرصر ایک قنات کی آڑ میں چھپی کھڑی تھی۔ اس کو اور سمت جاتے دیکھ کر بہت جلد اس نے صورت اپنی

مثل ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ میں آئی۔

مہ رخ نے کہا: "میں صرصر کے پیچھے دوڑا تھا وہ تو ملی نہیں۔ آپ بندوبست کیجئے کہ کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہے آپ الگ آیئے تو عرض کروں۔"

URDU4U.COM

مہ رخ اٹھ کر اس کے ساتھ الگ خیمے میں گئی اس نے حباب بیہوشی کر اس کو بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھ کر لے چلی۔ اسی اثنا میں برق سب کہیں صرصر کر ڈھونڈ کر بارگاہ میں آیا پوچھا: "مہ رخ کہاں ہے۔"

سب نے کہا: "ضرغام بلا کر لے گئے ہیں قریب بارگاہ و خیمہ ہے وہاں گئی ہیں۔"

برق یہ سن کر اس خیمہ میں آیا۔ یہاں دیکھا تو کوئی نہیں سمجھا کہ صرصر لے گئی۔ اس وقت یہ بھی لپکا۔ یہاں تک کہ صرصر جنگل میں راہ کترا کر پہنچی تھی۔ ہنورز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہنچ گیا اور للکارا: "استانی اب کہاں جاؤ گی اس وقت تو تم نے خوب سبق دیا۔ مگر اب بچنا مشکل ہے۔"

یہ کہہ کر نیچہ پکڑ کر جا پڑا۔ وہ بھی نیچہ پکڑ کر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ نیمچے کے چلے ہوں گے کہ ایک طرف سے نعرہ قران بلند ہوا اور اس نے آ کر بغداہ تانا کہ استانی ایک ہی ضرب میں تمام قتا ہوتی ہو' بہتر یہ ہے کہ پشتارہ رکھ دو۔"

صرصر بغدہ تانے' اس کو دیکھ کر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے۔ مگر اس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نامی رہتا ہے۔ اس نے دیکھا کہ ایک عیار بچی اور دو عیار لڑ رہے ہیں۔ یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اڑا اور پنچہ بن کر جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اٹھانے گیا۔ قران و برق پنجہ گرتے ہی بھاگ کر چھپ رہے۔ جب وہ چلا گیا۔ یہ بھی نکلا اور باہم مشورہ کیا کہ پنجہ صرصر کو یقین ہے کہ بارگاہ حیرت میں لے جائے گا۔ پس ہم پہلے سے چل کر وہاں ٹھہریں اور جیسا کہ محل و وقوع دیکھیں ویسا کریں۔

غرضیکہ صورت ساحروں کی ایسی بنا کر روانہ ہوئے ادھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت میں سامنے حیرت کے لایا۔ صرصر نے تسلیم کر کے عرض کیا: "اس طرح میں لاتی تھی عیاروں

کے مقابلہ سے یہ مجھ کو اٹھا لے آئے۔ حیرت نے دونوں کو خلعت دیا اور پانی چھڑک کر اس دھوکے میں کہ بیابان جادو مہ رخ کو مسحور کر لیا ہو گا۔ ہوشیار کروایا۔ بیابان عین لڑائی میں صرصر کے پشتارہ اٹھا لایا۔ سحر سے بے حس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہنچی تھی۔

اس وقت جو مہ رخ ہوشیار ہوئی۔ حیرت کو سامنے بیٹھا دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر تجھ کو پکڑ لایا ہے۔ پس اٹھ کر ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اس کے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ اس کی تلوار پکڑ کر یہ ملکہ حیرت پر جا پڑی سردار لینا لینا کہہ کر اپنی اپنی جگہ سے اٹھے۔

لیکن مہ رخ بادشاہ لشکر عمرو اور ساحرہ نے بے بدل ہے جو اس کے سامنے آیا اس نے دو ٹکڑے اس کو کیا دس بیس ساحر مارے گئے۔ بیر ان کے غل مچانے لگے۔ باہر کے تمام ساحر دوڑے۔ انہیں کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بن کر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہ رخ جنگ رستمانہ کر رہی ہے اور ساحروں کے نرغے میں گھری ہے۔ یہ دیکھ کر دونوں عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوئے بظاہر "لینا لینا" کہتے جاتے تھے۔ اس ہنگامے میں کون ان کو پہچانتا۔ اپنے بیگانے کی کس کو تمیز تھی۔ یہ گھات میں لگے تھے۔

اسی اثنا میں مہ رخ پر یورش زیادہ ہوئی۔ اس نے ایک نارنج سحر پڑھ کر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ میں آگ لگی۔ اور زمین سے ہزاروں مارو عقرب پیدا ہو کر ساحروں کا کاٹتے اور ہلاک کرنے لگے۔ اس وقت ملکہ حیرت کہ زوجہ بادشاہ طلسم ہے۔ غضب ناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ مہ رخ ہر چند زبردستی تھی لیکن اس کی برابری نہ کر سکی۔ بیہوش ہو کر گری۔ ساحر تو آگ بجھا رہے تھے۔ سحر پڑھ کر سانپ بچھوے اپنے تئیں بچا رہے تھے اور بہت سے بھاگ گئے تھے۔ حیرت خود اٹھی کہ میں مہ رخ کا سر کاٹ لوں اس وقت عیار تو اس کے قریب کھڑے ہی تھے۔ ملکہ حیرت پر دوڑ کر برق نے کمند ماری اور جب تک سنبھلے اور سحر کرے اس وت تک اس نے بیضہ

بیہوشی ناک پر مارا کہ کمند میں الجھ کر گری بیہوش ہوئی۔ قران نے چاہا کہ جھپٹ کر ایک بغدہ ماروں اس وقت ایک پنجہ چمک کر گرا اور مع کمند حیرت کو اٹھا کر لے گیا۔

URDU4U.COM

قران نے اس وقت حبق ہائے آتشبازی مارنا شروع کیا۔ وہاں حقوں میں دھواں ایسا پیدا ہوا کہ تم بارگاہ تک تک ہو گئی۔ اس اندھیرے میں جو آگے بڑا۔ بیضہ بیہوشی اس کی ناک پر برق نے تاک کر مارا کہ وہ گرا۔ قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا۔ شور و نشور ساحروں کے مرنے کا برپا تھا۔ اندھیاں چلتی تھیں۔ جو دور دور ساحروں کی فوج اتری ہوئی تھی ان کو گمان تھا کہ مہ رخ معہ اپنے لشکر کے آ گری ہے۔ ہر سمت بھگدڑ پڑی تھی۔ اسی ہنگام میں کچھ دیر کے بعد مہ رخ ہوشیار ہوئی اور بزور سحر اڑ کر چلی۔ عیاروں نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا۔ جب یہ نکل گئی۔ قران نے اور برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار بے فائدہ ہے یہ بھی چھلانگیں مارتے ہوئے بارگاہ سے نکل کرا راہی ہوئے۔

اس طرف پنجے نے ملکہ حیرت کو لا کر ایک باغ میں اتارا اور ایک ساحرہ کی صورت بن کر ہوشیار کیا' ملکہ حیرت کی جب آنکھ کھلی بزور سحر حلقہ ہائے کمند کاٹ کر نکلی۔ ساحرہ نے تسلیم کی اور کہا: "یہ کمترینہ پری زار طلسمی ہے اور بحکم شاہ ایسے ہی کام پر مامور ہے۔ اس وقت آپ پر وقت صعب تھا۔ کنیز اٹھا لائی۔ ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہو جاتے۔"

واضح ہو کہ ملک حیرت و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جب تک قتل نہ ہوں گے۔ یہ بیہوش تو ہوں اور ایسے ہی سبب پیدا ہوں گے کسی طرح مارے نہ جائیں گے۔

غرض یہ کہ ملکہ حیرت وہاں سے اٹھ کر بارگاہ میں آئی اور آگ لگی ہوئی وہاں کی بجھائی۔ لاشیں بارگاہ سے اٹھوا کر تخت پر بیٹھی۔ دربار کا نقارہ بجا۔ مصور بھی اس کے پاس آیا۔ باہم بیٹھ کر تدبیر جنگ میں مصروف ہوئے۔

ادھر مہ رخ بھی اپنی بارگاہ میں پہنچی۔ سرداروں نے استقبال کیا اور اس کے صحیح و سالم

آنے سے ہر ایک نے نہایت خوشی کی۔ جشن کرنے کا سامان کیا۔ اس نے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور طائران سحر بہر خبرگیری روانہ کئے۔ ناچ ہونے لگا۔ میخواری شروع ہوئی۔ یہ سب تو آرام سے مسکن گزیں ہیں۔ لیکن اب حال عمرو کا بیان کیا جاتا ہے۔"

یہ جو صبائے جادو کو مار کر آگے چلے۔ راہ میں مخمور سے کہا: "وہ ساحر جو ہم کو اپنے گھر لے گیا تھا۔ جس کو صبا نے قتل کیا گھر اس کا بالکل خالی ہو گا۔ نہ اس کا کوئی وارث ہو گا' نہ والی ہو گا۔ اس جگہ کو چل کر اب لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت ہاتھ سے جاتا ہے۔ اگر ایسا نہ کریں گے تو اتنا بڑا سفر طے کیونکر ہو گا۔ زاد راہ کہاں سے آئے گا۔"

مخمور نے کہا: "یہ ساحر یہاں کی جو مالکہ ہے اس کا ملازم ہے۔ مکان طلسمی اور وہ مکان دوسرا جہاں یہ ساحر ہمکو لے گیا تھا' مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شہزادی کے قبضہ میں ہیں۔ اس جگہ کو آپ تنہا نہ سمجھئے اور زیادہ لالچ نہ فرمایئے اپنی زاد راہ لے لیجئے۔"

عمرو نے جواب دیا: "اگر ایسا ہی بودا پن کرو گی تو میرا تمہارا ساتھ نبھنا مشکل ہے۔ میں اپنا نقصان کہاں تک گوارہ کروں گا۔ اے مخمور تم نے سنا نہیں

خدا جس کو دے اور پھر نہ لے
ہے اس کی عنایت سے منہ پھیرنا

مخمور یہ سن کر ناچار ہوئی۔ چونکہ حکم بردار عمرو ہے کچھ بحث نہ کر سکی۔ مجبوراً ساتھ ہوئی۔ عمرو اسی مکان میں تجسّس کناں پہنچا اور اس کو اکیلا پا کر لوٹنے لگا۔ جب فرش شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وغیرہ کا لوٹ چکا۔ ایک صندوق کو جو اس مکان کی چھت میں لٹکتے دیکھا۔ مخمور سے کہا: "اس صندوق میں بہت مال ہو گا۔ لاؤ اس کو بھی اتاروں۔"

مخمور بولی: "اس میں مقرر کچھ نہ کچھ آفت ہو گی۔"

جسم کو کیوں نہ جلایا۔ اس میں کیا بھید ہے ظاہر نہ ہوا۔"

مخمور نے کہا: "آپ کے پاس انگوٹھی اور کڑا عشاق کا دیا ہوا ہے اور میں ساحرہ ہوں۔ یہی باعث ہے کہ دونوں جلنے سے محفوظ ہیں۔"

URDU4U .COM

الغرض یہ دونوں گرم سخن تھے کہ یکایک صندوق سے ایک پتلی بلور کی باہر نکلی اور اڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو یہاں کی مالک ہے۔ یہ اسی کی خدمت میں گئی۔ یہاں سے کچھ دور قلعہ نورانیہ ہے۔ نور جادو بحکم افراسیاب وہاں کی مالک ہے۔ یہ ساحر جس کو صبائے جادو نے مارا تھا اسی کا ملازم تھا اور مکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا۔ اس وقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر مقصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیزیں خدمت گزار تھیں ملکہ زر و زیور سے آراستہ تھی حسن میں بہتر ازمادہ تھی

رشک ناہید چرخ مہ پارا
بلکہ چشم فلک کی تھی تارا

زینت باغ جسن و گلرو
رشک شمشاد تھا قد گلرو

جعد گیسو میں پیچ و تاب
پھنس کے عاشق کا دل رہے بیتاب

روئے تاباں تھا غیرت خورشید
حسن میں عاشقوں کی صبح امید

گورے تن پہ لباس تھا پر زر
جیسے تارے شعاع میں نیر

اس نے پائے تھے وہ لب دندان
در و یاقوت جن پہ تھے قربان

سر سے پا تک مرصع سب گہنا
سچ تو یہ ہے کہ اس کا کیا کہنا

URDU4U.COM

اس پتلی نے جا کر با ادب تمام تسلیم کر کے عرض کیا بنیاد طلسم سے اب تک کنسز کو ہوا نہ لگی تھی۔ اس وت پڑا صندوق کھل گیا۔ میں حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمایئے بجا لاؤں۔ تعمیر جادو مارے گئے ہیں' میں زندہ ہوں۔"

نور جادو نے اس پتلی کی زبانی یہ حال سن کر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہاں آ گیا۔ جس نے پتلی کو نکالا اور تعمیر لو سارا ذرا چل کر اس حال کو دریافت کرنا چاہیے۔ پس اسی وقت تخت منگوار کر سوار ہوئی اور جہاں مخمور اور عرمو بندھے کھڑے تھے وہاں آئی۔

مخمور ازبسکہ مقربان بادشاہ طلسم میں سے ہے سب ناظم طلسم اس کو پہچانتے ہیں۔ نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہاں آ کر گرفتار ہوئی۔ کس لیے کہ نور جادو کو شریک ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا۔

فی الجملہ براہ استعجاب قریب آ کر گویا ہوئی: "ابے بہن مخمور تم کو کہاں۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوئے تمہارے پاؤں میں کیا مہندی لگی ہوئی تھی کبھی جھونٹوں بھی پھیرا نہ کیا۔ بعد مدت جو ادھر آئیں بھی تو ہمارے کام میں خلل ڈالتی ہوئی آئیں۔ یہ تو تم سے توقع نہ تھی۔"

مخمور اس کو باتیں سن کر سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے اس کو تیرا عمرو سے مل جانا ظاہر

نہیں ہے۔ پس کچھ جبلہ کر کے رہا ہونا چاہیے۔ ایسا کچھ سوچ کر جواب دہ ہوئی۔"
تم ملنے کے قابل نہیں ہو۔ بڑی دیر سے مجھ کو زنجیر میں بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتیں
بناتی ہو۔ اور کھولتی نہیں۔ سچ ہے اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔ میرے گھر
آؤ گی تو میں بھی یوں ہی پیش آؤں گی۔"
نور جادو ان باتوں سے ہنس پڑی۔ مخمور نے کہا: "میری گردن کٹی جاتی ہے اور تم کو
ہنسی سوجھی ہے خیر کوئی بات نہیں سو دن چور کی تو ایک دن ساد کی۔ مثل مشہور ہے
کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات۔" نور اس کے شکوہ کرنے سے خجل ہو کر
بولی: "چلو چلو تم مجھ کو جب قابو پانا تو گل دلوا دینا۔ اے بی کسی نے جان بوجھ کر
کیا تم کو باندھا ہے جو تم اتنا بگڑی ہو۔" یہ باتیں کرتی ہوئی آگے بڑی اور سحر پڑھ
کر دستک دی۔ وہ زنجیر گردن عمرو اور مخمور سے کھل کر صندوق میں سما گئی اور پتلی
جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق میں جا کر غائب ہوئی۔ پڑا اس کا بند ہو
گیا۔ نور نے مخمر کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: " لو اب غصہ کو تھوک دو۔ اپنی دو کیفیت بیان
کرو کہ یہاں کیونکر آنا ہو گیا۔ یہ دھگڑا کون ساتھ ہے۔ جس کارن ایسی بلاؤں میں
پھنسی پھرتی ہو' تم رنڈی وہ مرد تمہارا اس کا اکیلے پھرنا' میں سچ کہوں کچھ دال میں
کالا ہے۔"
مخمور نے کہا: "یہ تمہیں ایسی او ماتی ہوا گر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے۔ نور
نے کہا۔
نور نے کہا "چھائیں و دئیں نوج موے کی صورت کو جھلسا' اس کی شکل تو دیکھ جیسے
بن مانس ہے۔" عمرو نے جو اس کے منہ سے اپنی نسبت یہ باتیں سنیں۔ "مخمور سے
کہا: "یہ رنڈی مزیدار معلوم ہوتی ہے۔ جس طرح یہ ظاہر غمزے کرتی ہے۔ اسی طرح
باطنی کرشمے بھی اس کو خوب یاد ہوں گے۔"
نور ازبسکہ عورت سے ہمکلام ہو رہی تھی۔ مرد کے جواب دینے سے شرمندہ ہوئی۔ ٹال
کر پوچھنے لگی تم کو سامری کی قسم سچ بتاؤ کہ کدھر آنا ہوا۔

مخمور نے کان میں کہا: "بہن یہ شخص عمرو عیار ہے۔ اسی نے طلسم میں تہلکہ ڈال رکھا ہے۔ شہنشاہ ہر چند چاہتے ہیں کہ یہ گرفتار ہو مگر گرفتار نہیں ہوتا۔ میں نے شاہ طلمس سے اس کے گرفتار کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اس لیے مناسب وقت جان کر اس کی اطاعت کر لی ہے اور سر بصحرا اس کے ساتھ پھرتی ہوئی قابو پاؤں تو گرفتار کر کے لے جاؤں۔"

نور نے کہا: "تم اس کو میرے گھر لے چلو' ہیں گرفتار کر دوں۔"

مخمور نے کہا: "تمہیں اس سے کہو' میرے کہنے سے نہ جائے گا۔" نور براہ مکاری اس کے سمجھانے سے کہا:" بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہیں معلوم پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔ ایک لحظے کے لیے ہمارے گھر چلو۔"

مخمور نے جواب دیا: "خواجہ سلامت اگر چلیں تو میں بھی چلوں۔" اس نے عمور سے بمنت کہا: "خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیے۔

عمرو نے دل میں سوچا کہ اس کے پاس پوشاک عمدہ آور زیور مرصع ہے۔ دوسرے یہ کہ اس جگہ کی ناظمہ ہے۔ مکان بھی اس کا آراستہ ہے۔ وہاں چلنا خالی ازمنفعت نہیں۔ کچھ نہ کچھ مل رہے گا۔ یہ سمجھ کر چلنے پر راضی ہوا۔ مخمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و حوالہ جانے سے محفوظ رہوں۔ مگر عمرو کے لالچ سے ممکن نہ ہوا۔ ناچار یہ بھی ہمرا ہوئی۔ نور ان کو تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوئی اور کوہ و دشت کو طے کر کے اپنے قلعے میں پہنچی عمرو نے دیکھا کہ قلعہ رعایا سے آباد ہے۔ ہر ایک ساکن یہاں کا دلشاد ہے۔ مکانات عمدہ آراستہ ہیں۔ دکانیں پیراستہ ہیں۔ دکاندار مرفہ الحال ہیں۔ مال و دولت سے مالا مال ہیں

رشک فردوس وہ گلستان تھا خوشہ چیں اس چمن کا رضوان تھا

کیوں نہ ہو شہر اس طرح آباد
فوج سب خوش ہے اور رعیت شاد

باقرینہ دو رویہ تھا بازار
نعمتیں سب جہاں کی تیار

تھا دکانوں میں خوب سرمایا
جس کا ثانی نہ اور جا پایا

لطف بازارنے دکھایا تھا
عجب انداز سے بسایا تھا

URDU4U.COM

بے خطرہ راہ مستقیم کہو
سیر دیکھو جو واں کی شاد رہو

پختہ تیار سب دکانیں تھیں
عرش کی کرسیوں کی شانیں تھیں

کہیں بازار ایسا بستا تھا
تھی یہ کثرت کہ بند رستا تھا

عمرو سیر کرتا ہوا قریب دارلا مارت شاہی کے آیا اس کو بھی نہایت سجایا پایا۔ ملکہ نور جادو نے اپنے باغ میں لا کر اتارا باغ میں جنت بھی بے نظیر تھا گل و ثمر سے بھرا سر سبز و ہرا بھرا تھا۔ جواہر کے درخت لگے تھے یک قلم پھولے پھلے تھے روشن پری درس تھی۔ باغبانی ہر ایک چالاکی و جست تھی۔ جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا۔ گلوں سے ہر شجر لدا تھا

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا
دیکھ کر جس کو یہ ششدر رہ گیا

URDU4U .COM

عرض و طول اس کا بے شک بے گماں
مثل طول و عرض وہم عاقلاں

لعل و یاقوت و زمرد کے شجر
روشنی سے جن کی خیز نظر

سیم و زر کی خشت سے اس کی بنا
تعبیہ جس میں جواہر سے ہوا

سنگریزے کی جگہ اس میں گہر
ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر

ذرے ذرے میں تھی وہ تابندگی
ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی

بیچ میں اس کے زمرد کا مکان
گرد اس کے ہر طرف آب رواں

فرش ہر جا مندس و بفت کا
سب طرف واں مہیا تھی غذا

بیچ باغ میں بارہ دری بنی تھی۔ ستونوں میں اس کی جواہر کی بچی کاری تھی۔ فرش مکلف بچھا تھا۔ شیشہ آلات لگا تھا۔ مسند پر زر آراستہ تھی۔ تمام اسباب عیش عشرت سے وہ جگہ معمور تھی۔ کسی چیز کی احتیاج نہ تھی' نہ ضرورت تھی۔ کہیں میخانہ بجا تھا۔ کہیں آبدار خانہ تھا۔ نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا۔ عمرو نے و سونے کے میر فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب میر فرش اپنے تئیں گرایا اور بچالا کی میر فرش لے کر زنبیل میں رکھا۔ پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی۔ خواصوں نے بمو جب حکم ملکہ نور اس کو اٹھایا اور کہا "یہاں کا میر فرش کیا ہوا۔"

عمرو نے کہا "گھر میں بلا کی چوری تو نہ لگاؤ' میری تلاشی لے لو"

اور اٹھ کر دوسری طرف گیا۔ آنکھ بچا کر ادھر بھی میر فرش اٹھا لیا۔ لونڈیاں غل مچانے لگیں کہ صریحاً فرش کے کونوں پر میر فرش رکھے تھے ابھی ابھی غائب ہو گئے۔

عمرو نے بگڑ کر کہا: "اے مخمور اٹھو' یہاں سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے۔ ایسی جگہ ٹھہرنے میں چوری لگی۔ آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہے۔" نور جادو نے اس وقت کنیزوں کو گھڑکا اور عمروع کا اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا: "آپ تشریف رکھیے کنیزیں بد تمیز ہیں' ان کو بکنے دیجئے۔

یہ کہہ کر اس کو بٹھایا اور لونڈیوں سے کہا: "دور ہو چپ رہو میر فرش کہیں ہو گا مل جائے گا۔ کیوں غل مچاتی ہو۔ کنیزیں ناچار خاموش ہو رہی اور عمرو بیٹھا۔

○○○

مخمور نے اس گفتگو کو سن کر کہا: "بہن اور تو اور میری کئے کی محنت برباد گئی۔ اب میں شہنشاہ کو جا کر منہ اپنا کیا دکھاؤں گی اور اس مفتری کو کہاں پاؤں گی۔ نور نے کہا: "یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہ ہو کہ قلعہ کو لوٹ لے۔ بہن تم یہاں ٹھہرو میں جاتی ہوں انتظام کرنے۔"

یہ کہ وہاں سے اٹھا اور ایک آدھا کنیز کو وہاں سے لیا وہ انتظام کرتی آگے آگے چلیں۔ یہ ان کے دارالا مارت شاہی میں آیا۔ یہاں امراء ورزاء اراکین سلطنت حاضر تھے۔ سب نے تعظیم کی۔ عمرو سر پر جہانیاں پر بیٹھا اور حکم دیا: "تمام شہر میں دہل زنی کی جائے یعنی عمرو عیار کو میں قید کر کے لائی تھی۔ وہ چھوٹ گیا ہے۔ سب اہل شہر اپنی حفاظت کریں۔ جوہری اور مہاجنان شہر اپنا اپنا مال سرکار میں لا کر جمع کر دیں۔ معہ سودا اور منافع کے اصل روپیہ فرد ہونے اس ہنگامے کے ان کو واپس دیا جائے گا۔ یہاں بحفاظت رہے گا اور لٹ جائے گا تو سرکار کچھ نالش فریاد اس کی نہ سنے گی۔"

الحاصل شہر میں حبس الحکم منا دی کر دی' صاحبان شہر اور مالدار لوگ دہشت ناک ہو کر مال اپنا سرکار میں فرہام کرنے کو بھیجنے لگے۔ الگ الگ کان اور درجے ہر ایک کو اسباب رکھنے کے لیے خالی کر دیئے گئے۔ دور روز تک یہی انتظام رہا۔ عمرو ہر شب باغ میں جا کر آرام کرتا تھا۔ صبح کو تخت حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا۔ تیرے دن دوپہر رات گئے عمرو نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا: "آج مجھ کو اندیشہ عظیم ہے کینجیاں خزانے کی میرے حوالے کر دو اور میرے ہمراہ چل کر جملہ مال رعایا اور جو ہمارا خزانہ ہو ' بتلا دو۔"

خزانہ دارے نے کنجیاں حوالے کیں اور سب مال بتلا دیا۔ عمرو نے پہرا چوکی کی سب ہٹا دیا۔ ہر ایک کو رخصت کر کے سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا۔ پھر وہاں سے باغ میں آیا۔ مخمور سے کیا چلنے کی تیار کرو۔ اور ایسا سحر کرنا کہ سارے شہر میں غلغلہ عظیم برپا ہوا میں اس ملک کو لوٹ کر صبح کو بیرون قلعہ تمہیں ملوں گا۔ شہر سے باہر نکل جانا۔"

مخمور اس کے ارشاد کے بمو جب تیار ہوئی۔ عمرو نے پہلے کنیزوں کو جو باگ میں تھیں پاس اپنے بلایا اور حکم دیا: "سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو۔ ایسا نہ ہو کہ عمرو آ کر کچھ گزند پہنچائے کنیزیں بمو جب حکم بیٹھیں۔ اس نے پروا نہ ہائے بیہوشی اڑائے کہ وہ شمعوں پر گر کر جلیں' دھواں نکلا۔ دماغ میں کنیزوں کے گیا۔ سب بیہوش ہو گئیں۔ عمرو نے باغ اور بارہ دری کا اسباب مع فرش و آلات وغیرہ لو کر زنبیل میں رکھا۔ پھر کنیزوں کا گہنا اور کپڑے اتار کو نور جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان میں سوزن دے کر ستورن بارہ دری سے باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا: "میری اطاعت کر' اسلام کی مطیع ہو میں سارا شہر تیرا لوٹ چکا اور اب تجھ کو قتل کروں گا۔"

نور نے یہ ماجرا سن کر اشک حیرت بہائے اور اشارے سے کہا: "ہر گز اطاعت اسلام نہ کروں گی۔"

اس کے انکار کرتے ہی عمرو نے سر اس کا جدا کیا العیاز باللہ! شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ آگ پتھر برسنے لگے۔

عمرو نے جلد از جلد کنیزوں کے سر کاٹنا شروع کئے پھر تو تمام عالم میں تاریکی چھا گئی اور صدائیں مہیب آنے لگیں ملازمان نور جادو گھبرا کر جانب باغ دوڑے۔ اس تاریکی میں مخمور اڑ کر بروئے ہوا جا کر ٹھہری۔ جو درباغ پر سحر آیا۔ اس نے نارنج مارا کہ اس کے سینے کو توڑ گیا اور اس کے بیروں نے غل مچایا۔ صدا اس کے نام سے مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑ گئی۔ باغ میں جانا کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر سے بھاگ کھڑا ہوا۔ مخمور ناریل اور ترنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑی۔ اس تاریکی میں عمرو بھی باغ سے نکل کر روانہ ہوا شہر میں رعایا تو آمد عمرو کی نسبت ڈھنڈور اسن چکی تھی اس وقت بھگدڑ پڑتے ہی بغیر پرستش پڑتے ہی بغیر پرستش احوال بھاگی۔ عمرو نے گید روغن میں بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دارالامرت شاہی میں آگ لگا دی جو کوئی گھرت نکلا اس نے قیامت برپا دیکھی آگ لگی ہے۔ پتھر برستے

ہیں۔ تیر گر رہے ہیں۔ مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہے۔ وہ سب سمجھے کہ عمرو معلوم ہوتا ہے فوج لے کر آیا ہے۔ پس جو منچلے تھے آمادہ حرب ہوئے۔ لیکن لڑکیں کس سے وہاں تو صرف مخمور سحر کرتی اڑتی چلی آتی تھی۔ رعایا اور ملازماں شاہی حریف کی تلاش میں۔ ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اس کو عمرو کی فوج سمجھ کر لڑنے لگے اور ادھر کے آنے والے ان کو حریف جان کر ہم نبرد ہوئے۔ صد ہا سرکٹ گئے۔ گلی کوچے لاشوں سے پٹ گئے۔ خون کے نالے بہنے لگے۔ شعلہ ہائے آتش بلند تھے۔ ہنگامہ گیرو دار تھا۔

ادھر مخمور آ کر رہی تھی۔ ادھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی۔ ادھر فوج و رعیایا باہم لڑ رہی تھی۔ عمرو کی اس ہنگامے دکانوں میں گھس کر مال تخت و تاراج کرتا تھا اور چھلانگیں کر کے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا۔ سر جدا ہوتے تھے۔ لوگ بھاگتے جاتے تھے۔ مگر مرتے تھے۔ خلاصہ کلام اس تھوڑی سی رات میں تیغ تیز آتش بار تھی۔ خرمن جان ساحران جل کر راکھ کر انبار تھی۔ شمشیر مثل خانہ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی' کمند گرہ گیر بسان سلسلہ قضا و قفر ہر ایک کی پابہ زنجیر تھی۔ اجل گلو گیر تھی جس گلی میں دیکھئے۔ ہنگامہ جنگ تھا۔ ہر کوچہ ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا۔ بہت سے قلعہ کادر کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا اور کوہستان میں پریشان پھرتے تھے۔ کسی کو کسی خبر نہ تھی اپنی اپنی جان بچانے پر نظر تھی

اندھیرے میں تھی تیغ شعلہ فشاں
طپان ابر میں جیسے ہوں بجلیاں

مچانے لگے شور جادو کے بیر
برستا تھا ہر سمت باران تیر

چلی تیغ چلن کی سن سن ہوا
دیا مشعل زندگی کو بجھا

بھڑک اٹھے یوں شعلہ ہائے فساد
کہ در کاخ تن آتش کیں فتاد

ہوا آب تیغ رواں یوں رواں
کہ غرق ہو گئی جس میں کشتی جاں

بڑھا قلزم مرگ کا ایسا پاٹ
اترے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ

پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک
کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک

غرض صبح تک یہ ماجرا
کہ آپس میں ہر ایک لڑتا رہا

در قلعہ تو کھلا ہوا ہی تھا۔ صبح ہوتے ہوتے عمرو قلعہ سے بھاگنے والوں کے ساتھ نکل گیا اور مخمور بھی اڑ کر شہر کے باہر آئی۔ لیکن عمرو کی فطرت پر حیران تھی کہ اس نے سارا شہر دم بھر میں قتل کر ڈالا ور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا۔
غرض یہ کہ اسی حیرت میں ایک پہاڑ پر آ کر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمرو جو ست و خیز کرتے جاتے دیکھا۔ یہ بھی اڑ کر اسی طرف کو چیل اور قریب پہنچ کر ملاتی ہوئی۔ دونوں باہم باتیں کرتے روانہ ہوائے۔

ادھر قلعہ نورانیہ میں دم سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا۔ لیکن فرط خوف سے بھاگ بھاگ کر جابجا مخفی ہوئے جو ملام اور شاہی سپاہی لڑنے مرنے سے بچے وہ باغ میں گئے۔ لاش نور جادو کی اٹھائی۔ بارہ دری الٹی ہوئی پائی۔ یہ سب فریاد کناں سمت شاہ جاوداں روانہ ہوئے لیکن عمرو مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کریہہ منظر بدشعار اژدر پر سوار' فرستادہ افراسیاب عالی تبار' بلائے جادو۔ روبرو آیا اور للکارا: "اے باد و ذر مکار کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جائے گا۔"

مخمور نے نعرہ سن کر عمرو کو پیچھے کیا اور آپ آگے بڑھ کر آمادہ حرب ہوئی۔ نارنج ترنج چلنے لگے۔ اژدر و عقرب بننے لگے۔ ابر سحر آ کر برسنے لگے شور برپا ہوا۔ بلائے جادو نے جب دیکھا کہ میں اس سے سر پر نہیں ہوں گا۔ پس قریب آ کر خاک جمشیدی اڑائی۔ مخمور پر بیہوشی چھائی۔ بلائے جادو نے چاہا کہ عمرو کو بھی گرفتار کر لوں اور دونوں کا سر کاٹ کر شہنشاہ کے پاس لے جاؤں۔ یہ قصد کر کے سحر پڑھتا آگے بڑھا۔

عمرو نے للکارا او حرامزادے! لے میرے اس سحر کو رد کر۔" یہ کہہ کر ایک نارنج کمر سے نکال کر اس کو دکھایا وہ سمجھا کہ عمرو بھی ساحر ہے۔ نارنج دیکھتے ہیں رد سحر پڑھنے لگا۔ عمرو نے نارنج ناک کر اس کی ناک پر مارا وہ نارنج نہ تھا۔ حباب بیہوشی تھا کہ ناک پر لگتے ہی بیہوش ہو گیا اور غبار بیہوشی دھویں کی طرح نکل کر دماغ میں سرایت کر گیا۔ وہ چھینک کر بیہوش ہو گیا۔ عمرو نے خنجر نکال کر چاہا کہ سر کاٹ لوں کہ ایک برق شعلہ بار چمکی عمرو سمجھا کہ کچھ آفت مخمور کا کاندھے پر لادا اور وہاں سے بھاگا۔ ادھر وہ بجلی پنجہ بن کر جوگری۔ بلائے جادو کا اٹھا لے گئی۔ ادھر مخمور کچھ عرصہ میں ہوشیار ہوئی۔ عمرو کی گود میں اپنے تئیں پایا۔ حال پوچھا عمرو نے سب کیفیت بیان کی۔

مخمور نے کہا: "وہ بجلی نہ تھی پنجہ سحر ہو گا' جو اس کو اٹھا لے گیا افراسیاب نے بہر حفاظت بطور مخفی کے کچھ پنجے بھی اس کے ساتھ کر دیئے ہوں گے۔ اب ہم تم یہاں

سے جلدی نکل چلیں ایسا نہ ہو کہ کچھ اور آفت آئے۔"

عمرو نے کہا: اگر پنجے اس کے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہے۔ ہم تو آہستہ آہستہ سیر کرتے چلیں گے یہ کہہ کر تفریح دونوں روانہ ہوئے۔

URDU4U.COM

مگر افراسیاب باغ سیب میں متکمن تھا کہ اول ملازمان نور جادو لاش نور جادو کی لیے دربا غ پر نالاں و گریاں آئے بادشاہ نے غل سن کر رو برو بلایا۔ انہوں نے آ کر لاش سامنے رکھ دیا اور فریاد کی۔

افراسیاب کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع قمع کا سن کر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمرو روانہ کرے۔

اسی اثنا میں پنجے نے بلائے جادو کا لا کر سامنے ڈال دیا۔ بادشاہ طلسم اور بھی غضب ناک ہوا اور آب سحر پڑھ ر بلائے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا: "اسی منہ پر عمرو کو گرفتار کرنے کو دعویٰ کر گئے تھے۔ بلائے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا: "غلام پھر جاتا ہے۔"

شاہ جاوداں نے کہا: "اب جاؤ گے تو کیا بناؤ گے یقین ہے کہ قتل ہو جائے گے۔"

اس نے عرض کیا: "کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ میں ضرور جاؤں گا۔" کہ کہہ کر دوبارہ روانہ ہوا۔ شاہ نے لاش نور جادو اس کے ملازموں کو دے کر حکم دیا: "بنا بر آئین جمشید لاش اٹھا اور مضطرب نہ ہو' میں اس مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگوں کو اطلاع کر دوں گا۔ اس روز بخوبی بدلہ اپنا لینا' وہ مفسد کہاں تک مجھ سے بچے گا۔ آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہنچے گا۔ فی الحال وزرائے سلطنت قلعہ نورانیہ کا انتظام کریں۔ میں ورثہ واران نور جادو کو تجویز کر کے خلعت ریاست دوں گا۔"

غرض یہ کہ اس حکم شاہ کو سن کر وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اس فکر میں ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طالان بن قہار کو بھیجا جائے اور کسی کو کچھ فوج دے کر بہر گرفتاری عمرو اور مخمور روانہ کرنا لازم ہے۔ یہ تو اس فکر میں ہے۔

لیکن مسافر فروشت طلسم عمرو اور مخمور سیر کناں منازل و مراحل طے کرتے کوہ دشت

طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے۔ مخمور ان راستوں کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کی جگہ رہنے کی تھی۔ اسی طرح بعد قطع مسافت وزرا ایک روز ایک کوہ سیاہ کے قریب پہنچے۔ عمرو نے دیکھا کہ پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلاں سیاہ ہے بلکہ تاریک تراز گور جہوداں پر گناہ ہے شام فرقت عاشقاں کی سیاہی سامنے اس کے خجل تھی درازی و طولانی اس کی مثل شب ہجر بیدل تھی۔

سرکوہ تا پائیں کو گھاس اگی ہم شکل ماراں سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہر دار پھن اپنے زمین میں گاڑے ہیں۔ کہیں کفچے اٹھائے سانپ کالے اور کوڑیالے ہیں جابجا بڑے بڑے غار تھے۔ ان کے اندر سوراخہائے مار تھے اژدر قلاب آتشین بیٹھے چھوڑ رہے تھے۔ ناگ پھنی اور تھپڑ کے خاردار درخت لگے تھے۔ جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا۔ ہر پتھر سے زرارہ آتش ناک نکلتا تھا۔ غبار زین سے سیاہ رنگ کا اڑتا تھا۔ ہر بگولہ بصورت دیو سیاہ پیدا ہو کر ڈراتا تھا

درے سے نکلتا تھا ایسا غبار
کہ جس طرح دشمن کے دل سے نجار

حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور
ہر ایک غار جلتا تھا مثل تنور

کوئی شعلہ واں سے جواڑ جاتا تھا
تو خورشید گردوں پہ تھراتا تھا

بگولے تھے یا کوئی دیو شیاہ
جنہیں دیکھ کر شیطان مانگے پناہ

دل اہل عالم کا سب دور آہ
بنا اس جگہ تھا غبار سیاہ

عمرو نے ایسے مقام و خشت خیز کو دیکھ کر درکارہ خدا سے پناہ چاہی اور مخمور سے پوچھا:
URDU4U.COM
"یہ کون مقام پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود گھبراتا ہے۔ طرفہ دہشت سے بولا نہیں جاتا ہے

یہ کون سی جا کر جگر آب آب ہے
دل کو ہراس بیم سے اک اضطراب ہے

مخمور نے کہا: "یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کہ ملکہ تاریک صورت کش جادو ہے اور وہ یہاں سے کئی سو کوس پر ایک جگہ ہے کہ اس کو جمشیدی الاؤ کہتے ہیں وہاں رہتی ہے یہ اس کے سحر کی تاریکی یہاں یک پھیلی ہے اور وہ ایک بلا ہے حجرہ ہفت بلا کی بلاؤں میں سے اور افراسیاب کی دایہ ہے۔ الاء جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہے کہ سوائے بیابان آتش ناک کے بالشت بھر بھی وہاں کی جگہ آگ سے خالی نہیں اسی آگ میں وہ بال رہتی ہے۔ جب کبھی افراسیاب اس کے پاس جاتا ہے تو بیابان ہستی کو طے کر کے جاتا ہے یہاں ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہے۔ تاریک جادو ہمیشہ مردے کھاتی ہے اور کبھی کبھی حجرے میں جا کر رہتی ہے۔ خدا نہ کرے جو بادشاہ طلسم اس کو لڑنے کے لیے ہم پر بھیجے۔ پھر جانبری ہونا ممکن نہ ہو۔"

عمرو نے کہا: "آخر ایک روز تو اس نے لڑنا ہی ہو گا اور ہم کو خدائے تعالیٰ اس پر غالب فرمائے گا۔

ملکہ مخمور نے عرض کیا: "تاریک جادو کی طرف سے ایک ساحر اس جگہ رہتا ہے۔ جلد یہاں سے نکل جانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ کسی آفت میں پھنسنا ہو۔"

یہ تقریر سن کر عمرو بھی خائف ہو رہا تھا۔ سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بے فائدہ

ٹھہرنا اچھا نہیں' جہاں کچھ ملے وہاں مضائقہ نہیں کہ توقف کرے۔ فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قدم زن ہوا اور کئی روز برابر جابجا چھپتے ساحروں کی نگاہ سے بچتے' اس کوہ کے دامن سے بہ مصیبت تمام نکلے ایک دن دشت پر فضا اور صحرائے فرحت انتما میں یہ دونوں پہنچے۔ اس مقام کو ایسا سر سبز و شاداب پایا اور د فرحت یاب ہوا۔ درختوں کی سر سبزی آنکھوں کو خنکی دیتی تھی۔ دشت میں سنہری دھوپ سبزے پر بچھی تھی۔ یا شاید بہار طلائی زیور پہنے تھی۔ صیاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہاں بچھایا تھا دو یز گاں نبات نبات نے سنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا۔ ہر درخت اثمار سے جھکے تھے۔ میوے ان کے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑے تھے بیچ میں جنگل کے حشموں میں اور نہریں جاری تھیں چشمہ ہائے ماہ و خور شید سے زیادہ پیاری تھی

صحرا میں تھا لالہ زار کا لطف
کہسار میں آبشا کا لطف

سبزہ فرش زمردیں تھا
گلگو نہ عارض زمین تھا

نخلوں کا وہاں عجب سماں تھا
ہر مرغ تنوں کا مرغ جاں تھا

کوئی قمری چکور بلبل
شکرے طاؤس کرتے تھے غل

تھے لکہ ابر شامیانے
شبنم تھی کہ موتیوں کے دانے

ایک طرف کو اس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک وہ محیط و عمان نظر آیا کہ ہر لہر میں اس کی موتیوں کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک برو بحرو نے سلسلہ موج میں موتیوں کو ہمسلک کیا تھا۔ لہریں تھیں یا موتیوں کا سحرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا۔ سب دریاؤں میں وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا۔ آب صفا اس کا آب گوہر کو شرماتا تھا۔ سورج کا عکس جو اس میں جگمگاتا تھا تو گویا آب بحر ندامت میں اس کی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا' یا رنجی تھالی لے کر ہندو ے فلک اشنان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا۔

دریا کا کنارہ دوسرا اس پار سے نظر آتا تھا۔ پاٹ اس کا اتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جس کے رو برو چھوٹا تھا' نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملاح تھا۔ اترنا اس دریا کے پار دشوار تھا۔

عمرو نے مخمور سے کہا: "یہ کون سی جگہ ہے۔ یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے۔ میں اس میں اتر کر غوطہ لوتا ہوں اور موتی جھولی بھر کر لاتا ہوں۔"

مخمور نے جواب دیا: "کہیں ایسا نہ کیجئے گا۔ موتیوں کے لالچ میں آ کر ہر جان برباد نہ کیجئے گا۔ یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہیں ہے۔ ہر ایک موتی اس کا آبلے ڈال دے گا۔ ہر حباب آب پر آنکھیں نکالے گا۔ مفت آبرو برباد جائے گی۔ موتی کے ساتھ کوڑی بھی ہاتھ نہ آئے گی۔"

عمرو نے کہا: "تم اس دریا کے حال سے کماہی آگاہی رکھتی ہو۔"

مخمور نے وجاب دیا: "اتنا جانتی ہوں کہ جب تک اس دریا کا مالک ہم کو اور تمہیں پار نہ اتارے گا۔ یہاں سے اتر کر جانا نصیب نہ ہو گا۔ اس دریا پر نہ جادو اثر کرے گا نہ کوئی عمل کارگر ہو گا گر کوئی ساحر چاہے کہ اڑ کر یہاں سے گزر جائے گا' کیا جان رکھتا ہے۔ فوراً دریا میں گرے گا اور مبلتائے عذاب ہو گا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اس میں تیرے بلکہ تیرنا کیا قدم رکھے گا تو سجر عدم میں غرقاب ہو گا۔ زورق اندیشہ کو گزرتا یہاں سے محال ہے۔ نہنگ دہم کو اس پانا جانا بیہودہ خیال ہے۔ افراسیاب اسی وجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہے۔ کس لیے کہ

جانتا ہے کہ ہم لوگ منازل طلسم نہ کر سکیں گے دریائے مروارید بیشہ آتشیں سے نہ گزر سکیں گے۔ خودبخود ہلاک ہو جائیں گے۔ فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہیں اور نہنگ دریائے دانشمندی اس گرداب پر آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھ کر پار اترے اور ساحل مقصد پر پہنچے۔ میں یم فکر میں غرق ہوں کہ کیونکہ پار اتروں مگر کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی۔ میں تو صرف راہ بتانے والی ہوں۔ اگر ایسے ایسے مقام سے گزر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جا کر کوکب کو پیام پہنچاتی طلسم ہوشربا خواجہ بہت بڑا ہے اور اس طلسم میں نیرنگ و عجائبات لا انتہا ہے ان عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم اس وقت افراسیاب کو انہیں باتوں پر غرور ہے۔"

عمرو نے کہا: "یہ اس حرامزادے کی عقل کا فتور ہے ملک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہے وہ قادر و توانا ہے۔ ہم انشا اللہ اس عجائبات کو مٹائیں گے اور اسد کو چھڑا کر لوح طلسم سے پائیں گے۔ بیخ کفر کو کھود کے پھینک دیں گے۔"

مخمور نے کہا: "علاوہ ان عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ شاہ جاوداں کے پاس سے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہے۔ اسی سبب سے اس کو نہ کچھ بی ہے نہ ہراس ہے۔"

عمرو نے کہا: "خیر دیکھا جائے گا۔ اب فکر اس کی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ در پیش ہے آگے کا بیکار پس و پیش ہے۔ مخمور نے کہا: "جو ارشاد فرمائیے بجا لاؤں میں تو مطیع حکم ہوں۔"

عمرو نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہے ہنس کر کہا: "تم جا کر درہ کوہ میں چھپ رہو' میں تمہیں تدبیر کرتا ہوں جب مالک اس کا مارا جائے گا۔ اس وقت یہ خشک ہو جائے گا۔ تم جاننا کہ میں فتح یاف ہوا۔ مجھ کو آگے بڑھ کر ڈھونڈ لینا اور اگر میرا پتہ نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہ ہو۔ اس وقت لشکر مہ رخ میں جا کر خبر میرے مرنے کی کہہ دینا کہ ہر ایک فاتحہ سے مجھ کو فراموش نہ کرے اور ہمیشہ بہ نیکی یاد کرے۔

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار
کب کویاں ہمشیہ ہے قرار

URDU4U .COM

چاہیے ہر شخص نیکی کرے
بعد مرنے کرے گے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمرو روتی ہوئی اور دل سے دعا ان کے فتح پانے کی کرتی ہوئی دہ کوہ میں جا کر متوازی ہوئی۔ طرح طرح کے خیالات دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمرو تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہے اور طلسم فتح نہ ہوا تو شہزادہ نورالدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہ ہو گا۔ وائے میرے حال پر کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیوں اے فلک کسی مصیبت میں تو نے مجھ کو پھنسایا۔ جب ایسا کچھ سوچی تو بلک کر دوڑنے لگی۔

یہ تو ملول و حزیں اس حال میں ہے۔ لیکن عمرو ایک گوشے میں گیا اورنگ و روغن عیاری لے کر صورت اپنی مثال ایک کلانوت کے بنائی کمر فرط خعف و پیری سے خمیدہ تھی۔ سر پر پگڑی بندھی تھی۔ کرتا آب رواں کا' مگر بوسیدہ گلے میں تھا' پائجامہ مشروع کا کہنہ اور شکستہ پہنے تھا۔ سارے پیرہن میں سوی کم خواب کے پیوند لگے تھے۔ پاؤں میں کا مدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا۔ کمر دوپٹے سے بندھی تھی۔ ڈاڑھی ناف سے بھی گزر گئی تھی۔ اسی نوے برس کا سن ظاہر ہوتا تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا۔ الحاصل بایں شکل و شمائل کنارے دریا کے آ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نے کی لے کر بجانے لگا۔ اشعار عاشقانہ اور بھجن سامری جمشید کے گانے لگا۔ کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دووستاں میں یہ غزل جی توڑ کر

کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو میں ہے

اس گانے سے عجیب سماں بندھا تھا۔ ہر شجر عالم وجد میں جھومتا تھا۔ طائروں نے آ کر گھیر لیا تھا۔ درندوں کو شو و ذوق پیدا تھا۔ کبک وری قہقہ بھول کر راگ سے دمساز لہروں کو وہ موج آتی تھی کہ جھوم کر روشن مستانہ چلتی تھیں۔ مچھلیاں شوق سے اچھلتی تھی۔ حباب ابھر کر پھوٹتے تھے۔ دریا کے ارمان نکلتے تھے۔ دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے۔

اس دریا اور تمام جنگل تابہ کو سیاہ ملکہ مروارید جادو شاہ جادواں کی طرف سے مالک ہے اور اس دریا کے نیچے اس ملکہ کا مسکن ہے۔ عمارت و باغ آراستہ بہزار جوبن ہے اور اس مکان مینو سو اور شک بہشش شدآو کے یہ دریائے گوہر بروز سحر ملکہ نے جاری کیا ہے جس سے گزرنا دشوار ہوا ہے۔ اس لیے کہ طلسم کے گرد بہت سے طلسم واقع ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی سرحد وار یکایک قلعہ ہو شربا پر چڑھ آئے۔ اس واسطے راہ بندی کر دی ہے۔ ہر جگہ چوکی بٹھائی ہے کہ طلسم ہو شربا بچا رہے۔

الحاصل اس وقت ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و سنگ کنیز مروارید' کو بزور سحر مچھلی بن کر دریا میں سیر کرنے آئی تھی۔ عمرو کے لے کی آواز سن کر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہنچ کر پانی سے سر نکالے دیر تک گانا سنا کی اور اپنا عشق یاد کر کے رویا کی۔ پھر غوطہ مار کر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے وہ باغ میں مسند ناز پر بیٹھی تھی' پہنچی یہاں بھی گانا ہو رہا تھا شعل بادہ کشی تھا کہ اس کنیز نے دست بستہ عرض کیا: "اے ملکہ آج تک آپ نے کروڑوں روپے صرف کئے مگر گانا جسے کہتے ہیں وہ نہیں سنا۔ اس وقت ایک گویا کہ کہ نہایت بوڑھا ہے گلے میں بھی اس کے دیسی طاوت ہو گی' جیسے جوانوں کے ہو گی نہ ویسا حلق تالو ہے لیکن اس ہنگام پیرا نہ سالی میں بھی ویسا ہی گاتا ہے کہ ناہید فلک روبرو اس کے بے آبرو ہے۔ تان سین کی روح اس پر نثار ہونے کی آواز رکھتی ہے۔ بیجو آ کر اگر اس وقت سنتا تو باؤرا ہو جاتا اس

کی بانسری سن کر کنھیا جی کو غش آتا صحرا کے چرند پرند سب مست ہیں نقد جان انعام ہیں دینے کو حاضر سر دست ہیں تعریف اس کی بیان سے باہر ہے۔ اگر آپ سنیں تو ابھی میرا کہا ظاہر ہو۔

URDU4U.COM

کنیز کی گفتگو سن کر مروارید نہایت مشتاق ہوئی اور بصد ناز دس بارہ کینزان دمساز کو ہمراہ لے کر بجرے پر سوار ہوئی اور سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی۔

عمرو نے دیکھا کہ ایک بجرہ بہت پر تکلف بنا ہوا اور اس پر ایک یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہے۔ گرد دس بارہ پری پیکروں کی قطار ہے کہ ہر ایک در یتیم صدف دلبری ہے غیرت وہ حسن حور و پری ہے اور وہ اس طرف آتی ہے۔

الحاصل جب قریب پہنچیں ملکہ کہ بفور عمرو نے دیھا اس کے حسن طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم میں خوش ادا بصد کرشمہ و جمال نہ دیکھا تھا۔ ردی تاباں اس کا ماہ برج خوبی ابر دے خمدار سے یہ ظاہر ہے کہ مہر برج قوس میں آیا بجرے میں وہ بیٹھی تھی یہا مہر مسکن تھا۔ برج آبی اس کے رخسار رمصفا کے رو برو وہ دریائے گوہر بیز رشک سے بجر نیل بنا عکس رخ سے چشمہ آفتاب پر فوق لے گیا۔ بحر چشم حباب سے اس کی طرف بنزاراں حسرت دیکھتا اور اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا۔ واقعی اس کے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمہ گوہر میں آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے ہجر ندامت میں ڈوبا جاتا ہے۔

حسن پر اس پری کے کی جو نگاہ
نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ

واقعی آدمی پر یرو ہے
دلربا حسن چشم و ابرو ہے

اس تڑافے سے تھی وہ مہ پارہ
کہ پھسلتا تھا پائے نظارہ

حسن و خوبی میں وہ بت مغرور
سر سے پا تک برنگ شعلہ طور

مست صہبائے غمزہ و انداز
URDU4U.COM
اٹھتا جوبن شباب کا انداز

جوبنوں پر شباب امنگ کے دن
ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضیکہ وہ مہ پارہ مستانہ بصد جلوہ جانا نہ قریب ساحل بادائے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی۔

عمرو نے اس کو قیافے سے شناخت کر کے سرو قد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کر کے دعا دی مراتب اعلیٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے۔ جمشید سب کا سنپورن رہے' چراغ دو دماں سامری روشن رہے دوست شادہوں' پامال دشمن رہے۔"

بلکہ نے اس کی گفتگو شائستہ سن کر بہ محبت تمام استفسار کیا: "بڈھے میاں تمہارا کہاں سے آنا ہوا۔" عمرو جواب دینے کے بدلے چیخ مار کر رویا اور کہا: "اے ملکہ میں اس طلسم میں مدت سے رہتا ہوں' لیکن اس آخری وقت میں اپنی حماقت سے جوان جو رو کر بیٹھا۔ اب وہ دن رات بھڑوا نگوڑا بناتی ہے' لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی ہے۔ گھر میں رہنا مشکل کر دیا ڈاڑھی میری اس کا کھلونا ہے۔ پیر ہلہل میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجہ خضر بھی کہتی ہے۔ داڑھی نوچنے کی فکر میں رہتی ہے۔ موہے بڑھاپے پیٹے کہ

کر اس کو رونا ہے کھری کھاٹ ہے' تیکہ ہے نہ بچھونا ہے۔ مارے جلن کے اور رات دن کی دانتا کلکل سے دیس چھوڑ۔ پردیس کی بھیک اختیار کی اس کے منہ کو جھلسا دے کر نکل آیا' مگر میں سچ کہوں جب اس کم بخت کی پیاری پیاری باتیں یاد کرتا ہوں' تو جی بے قرار ہو جاتا ہے۔ بیتاب ہو کر روتا ہوں اور بانسری بجا کر گاتا ہوں۔"

ملکہ اس کی باتوں پر ہنسی اور بولی: "اے نادان جورو تیری شہکارا بدکار ہے تجھے اس کے چرتر نہیں معلوم' تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہو گی۔ تیرا رہنا اس وقت سے نہیں چاہتی ہے۔"

عمرو نے یہ باتیں سن کر تیوری چڑھائی اور بگڑا کر جواب دیا جایئے جایئے ناحق میرے منہ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ برا مانیے گا۔" ملکہ نے کہا: "ہم تیری بات کا برا نہ مانیں گے۔"

عمرو نے کہا: "میں آپ کو کہتا نہیں' لیکن اتنی ساتھ ہیں ان میں سے کوئی میرے پاس آئے تو مردی میری ظاہر ہو جائے بھال مردوں کی جو روئیں کیا شہکارا ہوں گی۔ آوارہ ہوتی ہیں جو اس طرح خاک اڑاتی پھرتی ہیں۔ جن کے نہ کوئی اور ہر یہ نہ گھر۔"

یہ کلمات سنتے ہی سب عورتیں مارے ہنسی کے لوٹ گئیں۔ ایک کنیز نے کہا: "دور موئے جھڑو بڑا مردوا بنا ہے' جروا کی خبر نہیں' انہیں باتوں سے وہ تجھ کو جوتیاں لگایا کرتی ہے۔

عمرو نے کہا: "معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہے' میرے کام کی ہے' گھبرا نہیں میرے پاس اکیلے میں آنا۔"

یہ سن کر وہ کنیز لگی گالیاں دینے۔ ملکہ نے منع کیا اور کہا:"

بڑے میاں کیا کہنا ہے تمہارے کمالات کا' ظاہری اور باطنی سب کھل گئے۔ کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجھ کو ہنسا دیا۔ اب آپ کو تکلیف دیتی ہوں کہ میرے غیرب خانے پر قدم رنجہ فرمایئے۔ دو گھڑی دل بہلایئے' پھر چلے جائے گا۔ میں بہت خوش کروں گی۔ دامن امید گوہر و زر سے بھروں گی۔"

عمرو نے کہا: "میں سب طرح حاضر ہوں' چاہے یہاں کام لیجئے' چاہے گھر لیجئے"
ملکہ ہنسنے لگی اور کہا: "مجھ سے بھی بے تکلفی
URDU4U.COM
عمرو نے کہا: "کیا مجال ہے۔" یہ کہہ کر قریب آیا اور ملکہ کی از سرتا پا بلائیں لیں' دعائیں لیں۔
ملکہ نے کہا کنیزوں سے اشارہ کیا کہ انہوں نے بغلوں میں ہاتھ دے کر بجرے پر عمرو کو سوار کیا۔ ملکہ بھی سوار ہوئی اور لے کر چلی۔ بیچ دریا میں جا کر کشتی نے چکر کھایا' ڈوب گئی بعد لمحے کے جو آنکھ جو کھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار بنا ہے' ریاجین واز ہار طرح طرح کے گلدار شجار سے بھرا ہے۔ گل رونق بخش کارخانہ بہار میں اشجار غیرت وہ قامت یار ہیں

پر گل و گلشن پہ تھا جوش بہار
ہر طرف ابر بہاری تھی نثار

سائبان صحن گلشن تھا سجاب
جس میں تھی عطر شعاعی کی طناب

اس کے نیچے سرد کے موزوں ستون
سیدھے سیدھے تھے زمرد گون ستون

کوندنا وہ برق کا ادھر ادھر
نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر

جابجا گلبرگ تر فرش چمن

جلوہ گر ہر سو بہار نسترن

قصہ مختصر بارہ دری جو بصد حسن و خوبی فرش مسند و شیشہ آلات سے آراستہ تھی' وہاں عمر کو بٹھایا ملکہ مسند ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ: "ہاں اے پیر کلانوت کچھ گا۔" عمرو نے بجا کر گانے لگا۔ سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا۔

URDU4U.COM

ملکہ نے اس کے گانے سے خوش ہو کر بہت کچھ زر و گوہر انعام میں دیا۔

عمرو نے عرض کیا: "حضور میرا گانا آدھا ابھی ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمایئے تو جوانوں کا مزا مجھ بڈھے میں پایئے۔

ملکہ نے ہنس کر کہا: "تو مجھ سے بھی جگت بولنے لگا۔"

عمرو نے کہا: "حضور پھر صحبت میں ہنسنے بولنے کا ہی مزا ہے۔"

کنیزیں بولیں: "گھر میں تو بیچارہ جوتیاں کھاتا ہے یہاں اس کا دہن کھلا ہے۔"

عمرو نے کہا: "مار کھانے ہی کو سامری نے ہمیں پیدا کیا ہے۔"

ملکہ خوب ہنسی اور کہا: "اس کے منہ نہ لگو' جاؤ کشتیاں شراب کی لاؤ۔" کنیزیں گئیں اور کشتیاں بادہ ارغوانی و زعفرانی کی لائیں۔ عمرو نے سب بوتلوں اور شیشوں کو کھول کر الٹ پھر کرنا شروع کیا اور نگاہ بچا کر سب میں بیہوشی ملائی پھر چوراسی گھنگروؤں منگا کر پاؤں میں باندھی منہ سے نے بجاتا گاتا ہوا پاؤں سے تال دیتا گاتا اور گت بھرتا ہوا بوتل بغل میں دابے کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا۔ سب کو ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہے۔ غرض یہ کہ سامنے ملکہ کے عمرو اسی صورت سے پہنچ کر ٹھہرا اور جام شراب سے بھرانے کو لبوں میں داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لا کر رکھ دیا۔

ملکہ نے ہنس کر چہاا کہ جام لے کر پئے۔ عمرو نے اس کو اچھا دیا اور پرھ سر پر رکھ کر سامنے لا کر رکھ دیا۔

ملکہ نے ہنس کر چاہا کہ جام لے کر پئے• عمرو نے اس کو اچھا دیا• اور پھر سر پر رکھ کر سامنے کیا کہ افسر کو سر سے شراب پلاتے ہیں۔ عمرو کا ان باتوں سے منشا صرف

بھلاوے میں ڈالنے کا ہے اور ملکہ کو اور زیادہ حیرت ہوئی۔ آخر جام لے کر پی گئی کیونکہ عالم محویت میں تھی۔ انجام کا خیال بھولی۔ جام پیتے ہی آنکھوں میں سرسوں پھولی مست ہو کر جھومنے لگی۔ عمرو نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتیں تھیں سب کو بھی جھوم کر اٹھی' چاہا کہ ساقی کے ساتھ ناچنے لگوں لیکن ٹھوکر کھا کر گری۔

عمرو نے اٹھ کر دروازہ باغ کا بندی کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر نذر زنبیل کیا۔ پھر ملکہ کو اٹھا کر ستون سے بارہ دری کے باندھا۔ اور کوڑا پکڑ کر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا۔ لیکن زباں میں سوزن دے دیا۔

جب آنکھ مروارید کی کھلی اس کو وہی نشہ دیرینہ تھا گویا ہوئی: "اے پیر کلا نوت کیا کہنا ایک آدھ چیز تو اور گا۔"

عمرو نے نعرہ کیا: "باز اے فجبہ از غفلت ہوشیر باشی میرا نام عمرو بن امیہ ہے۔"

یہ صدا سن کر اس نے آنکھ کھول کر جو دیکھا اپنے تئیں بندھ پایا اور کلا نوت سامنے کوڑا پکڑے کھڑا تھا۔ بس اشارہ سے پوچھا: "یہ ماجرا کیا ہے۔"

عمرو گویا ہوا: "خدا کے فضل سے میں معہ ملکہ مخمور یہاں آ کر پہنچا۔ تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت جمشید و سامری چھوڑ۔ مجھ کو راستہ دے اور تو خدمت ملکہ مہ رخ مہ جادو نہ میرے ہاتھ سے ماری جائے گی۔

مروارید نے ہر چند کہ پند و نصائح سنا' مگر اشارے سے یہی کہا: "میری جان نام جمشید و سامری پر سے فدا ہے۔ مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے۔"

عمرو نے اول تو اس کی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا۔ مگر اب قلب سیاہ اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کر کے سر اس کا جدا کیا پھر تو گل و شور تاریکی ہو گئی۔ عمرو نے جلد جلد سر کنیزوں کے کاٹے۔ الحفیظ والا مان بیر غل کرنے لگے۔ آگ برسی پتھر پڑنے لگے۔ دریائے مروارید غائب ہوا۔ مخمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی۔ بس سحر پڑھتی ہوئی درہ کوہ سے شاداں و فرحاں نکل کر دوڑی' دیکھا کہ

ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید "لینا لینا" کہتے ادھر ادھر دوڑتے جاتے ہیں۔ اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہیں۔ یہ سمجھی کہ خواجہ اسی باغ میں سب کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ معلوم کر کے بروئے ہوا اڑ کر نارنج ترنج مارنا شروع کئے۔ پیا کن تیرا اور مارو کشر دم برسنائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آ گئی ہے۔ پس گھبرا کر بھاگے۔

ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا' دیکھا کہ کوسوں تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہاہے۔ سحار ہر طرف بھاگے جاتے ہں۔ بیر چلاتے ہیں: "افسوس مارا اس ملکہ کو جس کا نام مروارید جادو تھا۔ عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھ کر چند حقہ آتش بازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا۔

ادھر مخمور سے جس پر تاک کر ناریل مارا اس کے سینے کو توڑ گیا۔ آخر جب سب بھاگ گئے اس وقت کچھ بگولےک لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اڑے ہوئے سمت باغ سیب چلے۔ ان بگولوں سے رونے کی صدا آتی تھی۔

مخمور اتر کر پاس آئی اور کہا: "اے شہنشاہ عیاراں یہ بگولے نہیں بیر ہیں سحر کے اب یہ شاہ جاوداں کے سامنے جائیں گے اور حال کہیں گے۔ اس کو ہر وقت دم بھر میں یہاں آنا دشوار نہیں مقر کوئی آفت آئے گی۔ آپ جلد یہاں سے تشریف لے چلیے۔

عمرو نے سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ مخمور کے ہمراہ باتیں کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا۔ یہ تو ادھر جاتا ہے۔

یہی کہا: "میری جان نام جمشید و سامری پر سے فدا ہے۔ مطیع اسلام ہونا نہ گوارا ہے۔"

عمرو نے اول تو اس کی جوانی اور حسن پر رحم کھایا تھا۔ مگر اب قلب سیاہ اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجت تمام کر کے سر اس کا جدا کیا۔ پھر تو غل و شور تاریکی ہو گئی۔ عمرو نے جلد جلد کنیزوں کے کاٹے۔ الحفیظ والا مان بیر غل کرنے لگے۔ آگ برسی پتھر پڑنے لگے۔ دریائے مروارید غائب ہوا۔ مخمور نے یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی۔ بس سحر پڑھتی ہوئی درہ کوہ سے شاواں و فرحاں نکل کر دوڑی' دیکھا کہ

ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید "لینا لینا" کہتے ادھر ادھر دوڑے جاتے ہیں۔ اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہیں۔ یہ سمجھ کہ خواجہ اسی باغ میں سب کو قتل کر رہے ہیں۔ یہ معلوم کر کے بروئے ہوا اڑ کر نارنج ترنج مارنا شروع کئے۔ پیکان تیر اور مارا کثر دم برسائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آ گئی ہے۔ پس گھبرا کر بھاگے

ادھر عمرو باغ سے باہر جو نکلا دیکھا کہ کوسوں تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے۔ ساحر ہر طرف بھاگے جاتے ہیں۔ بیر چلاتے ہیں: "افسوس اس ملکہ کو جس کا نام مروارید جادو تھا۔ عمرو نے یہ ہنگامہ دیکھ کر چند حقہ آتش بازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا۔

ادھر مخمور نے جس پر تاک کر ناریل مرا اس کے سینے کو توڑ گیا۔ آخر جب سب بھاگ گئے۔ اس وت کچھ بگولے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اڑے ہوئے سمت باغ سیب چلے۔ ان بگولوں سے رونے کی صدا آتی تھی۔

مخمور اتر کر پاس آئی اور کہا: "اے شہنشاہ عیاراں یہ بگولے نہیں بیر ہیں سحر کے اب یہ شاہ جاوداں کے سامنے جائیں گے اور حال کہیں گے۔ اس کو ہر وقت دم بھر میں یہاں آنا دشوار نہیں مقرر کوئی آفت آئے گی۔ آپ جلد یہاں سے تشریف لے چلئے۔

عمرو سمجھا کہ ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔ مخمور کے ہمراہ باتیں کرتا ہنستا بولتا بخیریت روانہ ہوا۔ یہ تو ادھر جاتا ہے۔

مگر لاش مروارید کی سامنے افراسیاب کے پہنچی۔ بیر سامنے مجسم ہو کر آئے اور سارا ماجرا رو کر بیان کر کے جل گئے۔ شاہ جاوداں کو رنج ہوا اور چاہا کہ خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوئے: "حضور نے بلائے جادو کو بھیجا ہے۔ ان کا راستہ دیکھ لیجئے تو پھر اور کچھ تدبیر کیجئے گا اور علاوہ اس کے کسی نہ کسی در بند پر وہ مفسد ضرور گرفتار ہو گا۔ بادشاہ کا جانا زیبا نہیں۔"

شہنشاہ طلسم ان کے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور ازبسکہ ملکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے

کا کر چکا تھا اس وجہ سے سحر پڑھا۔ ایک ساحر فیل آتش ناک پر سوار اڑتا ہوا سامنے آیا اس کو حکم دیا: " اے طولان بن قہار فیل زر جادو تم سب لشکر حیرت میں جاؤ اور فرقہ باغیان کا خاتمہ کرو۔"

URDU4U.COM

یہ حکم سن کر طولان سلام کر کے رخصت ہوا اور جگہ پر آ کر بارہ ہزار ساحر کی طبیعت سے نہایت العزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار باشکال مہیب اژدہوں پر سوار تھے۔ نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان میں تزلزل آ شکارا تھا۔ قیامت کے آثار نمایاں تھے۔ مردوں کو تہہ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامہ محشر کو بھی اس غلغلہ کا خوف تھا۔ اس وجہ سے پوشیدہ تھا۔ بروئے ہوا یہ لشکر جاتا تھا' یا خاطر شوریدہ دہر سے نالہ و فغاں کا شور پیدا تھا۔

قصہ مختصر قریب لشکر ملکہ حیرت بعد طے مسافت پہنچا۔ ملکہ حیرت نے خبر سن کر استقبال کرایا۔ لشکر مقام بہترین اتروایا طولان دربا میں جب آیا نذر دی۔ ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا۔ ساقی میر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کر روشن کیا۔ جب ڈاگ بادہ ناب سے گرم ہوا اس نے عرض کیا: "حکم طبل رزم بجنے کا دیجئے۔ تاکہ کل میں سب کا استیصال کروں۔ قصہ کا انفصال کروں۔"

ملکہ حیرت نے کہا: تم بھی آئے ہو۔ ایک روز آسودہ ہو لو پھر مقابلہ کرتا' جلدی نہ کرو۔ اس نے اصرار کیا۔ ناچار حیرت نے حکم نواحت نقارہ۔ رزم دیا۔ ساحروں دیا ساحروں نے نفیر سحر بجائی۔

یہ خبر ہر کاروں نے جا کر ملکہ مہ رخ کو پہنچائی۔ ادھر بھی نفیر سحر کو دم ملا۔ ہر بہادر آگاہ ہوا۔ سامان حرب کی درستی میں مصروف ہر سردار سپاہ ہوا۔ ایسا غلغلہ برپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔

تمام شب تیاری جنگ میں بہادروں نے بسر کی جس دم زلف شب سے چہرہ پر نور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب میں بلند کی۔ دم سحر بصد حشمت و جلال دونوں لشکر میدان قتال آ کر صف آرا ہوئے۔ اور

تخت شاہاں پر دو سوار قلب نوج میں ٹھہرے۔ بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزاں دلاور طالب پیکار ہوئے۔ ادھر سے فولان اور ادھر سے مرزبان نکل کر مقابل ہوئے پہلے ناریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا۔ ہاتھی نے گھوسا خرطوم کا مارا۔ مرزبان بیہوش ہو کر گرا اس نے گرفتار کر لیا اور پھر نعرہ ہل من مبارز کا مارا اور ایک ساحر ادھر سے جا کر ہم نبرد ہوا۔ بعد رد و بدل سحر کے اس کا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا۔ اسی طرح بہت سے ساحر قتل و اسیر ہوئے' ہاتھی کی وجہ سے دستگیر ہوئے۔

اس وقت تاب ملکہ و سرخ مو کو نہ آئی اور یہ جا کر مقابل ہوئی۔ باہم تا دیر سحر سازی رہی۔ اس نے ہاتھی اس پر بھی ہول دیا۔ فیل نے ایک پھنکار ماری کہ سرخ مو بیہوش ہو گئی۔ اس نے چاہا کہ اسے بھی گرفتار کرے۔ مہ رخ تخت سے عقاب سحر بن کر اڑی اور سرخ مو پر آ کر گری' پنجے میں داب کرے چلی اور ایک گولہ فولادی مارا کہ طولان ہاتھی پر سے کود کر الگ ہوا اور ہاتھی کے مستک پر جو پڑا۔ اس کا سر پھٹا اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ یہ ماجرا دیکھ کر طولان کو غصہ آیا اور فوج کو للکارا: "کہ لینا اس کو جانے نہ دینا فن کے ساتھ عقاب اور شاہین و باز بن کر چلے اور تیر سحر بہت سے مہ رخ پر لگانے لگے۔

پھر تو ادھر کی فوج بھی چلی اور دونوں باہم لشکر میں جنگ آغاز ہوئی۔ مہ رخ نے نے سرخ موکو سپر و لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی۔ ساحرہ جو طائر بنے تھے ان کو صید کرنا شروع کیا قفض تن سے جب طنار روح ساحران نے پرواز کی• بیروں کے غل سے کان پڑے آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ تاریکی اور آندھیوں سے خاطر روز گار ملکہ و تیرہ تھی۔ برف باری نے گرمیان شعلہ رزم کی سرد کی تھی۔ سنگ باری نے سختیاں آہن گدازوں کی گرد کی تھیں۔

شام کے وقت لشکر جنگ کاہ سے پھرے اور خیمے گاہ میں آ کر آسودہ ہوئے۔ لیکن طولان نے تامل نہ کیا۔ آتے ہی پھر طبل جنگ بجوا دیا۔ مہ رخ بھی خبردار ہوئی اور نالے

ترکی کو دم ملا۔ شور محشر آشکارا ہوا۔ ساحر سحر خوان ہوئے۔ بہادر عازم میدان ہوئے۔ پھر رات بھر تیاری رہی صبح دم جب شاہ خاور نے تخت زریں پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجہ مہر سے رخسار اپنا خرا شیدہ کیا۔

URDU4U.COM

سپاہ ہر دو سو وارد دشت قتال ہوئی۔ طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا: "تو اژدر بن کر میرے سامنے آ کر میں تجھ پر سوار ہوں گا اور جس وقت میں لڑنے لگوں حریف مجھ سے مخاطب ہو گا تو غفلت میں اس کو پا کر دم کھینچ کر نکل لینا۔"

سپہ سالار یہ حکم سن کر بزور سحر اژدر بنا اور طولان کا ٹھرا کھچوا کر اس پر سوار ہو کر وارد میدان حرب ہوا۔ بعد ترتیب صفوف کار زار صف لشکر سے برھ کر مبارز طلبی کی۔ آؤ پھر سرخ مو اس کے مقابلے میں گئی۔ پہلے نارنج ترنج چلا پھر اس نے بالوں کی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے۔ طولان نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستاروں کو سر پر پنجوں نے پیدا ہو کر روکا مگر اژدر نے اپنا دم کھینچا۔ سرخ مخاطب ہم نبرد سے تھی۔ غفلت میں سنبھل نہ سکی اژدر کے منہ میں سما گئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر میں سما گئے۔ اس وقت مہ رخ نے بھی سرداروں کی مدد کے لیے ساحروں کو بھیجا۔

ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر دونوں فوجیں بھڑ گئیں۔ دریائے فوج میں تلواریں لہریں لینے لگیں موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھا دیا۔ بحر فنا کا کنارا نظر آیا۔ دو پہر کا مل خوب لڑائی رہی۔ سحر آزمائیرہی۔ آخر نہ این را خطا نہ اور اظفر دونوں طرف طبل امان بجا۔ ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ میں آیا۔ طولان بارگاہ حیرت میں گیا۔

ملکہ حیرت ازبسکہ زوجہ شہنشاہ ساحران سے ہر بار میدان جنگ گاہ میں نہیں آتی ہے فی الجملہ اس نے سارا ماجرا جنگ عرض کیا اور سرداروں کا قید کرنا بھی کہا۔

ملکہ حیرت نے کہا: "ان سرداروں کو ہمارے سامنے لاؤ۔" اس نے عرض کیا: "لاتا ہوں اور روانہ ہوا

مگر حال سنیے کہ اژدر جب جنگ گاہ سے پھر کر آیا تو اس نے خیال کیا کہ تیرے شکم میں سردار گھٹ کر مر جائیں گے۔ ان کو نکالنا چاہیے۔ یہ سمجھ کر ان کو اگلا اور دم اپنی منہ میں داب کر حلقہ کے بیچ میں سرداروں کو لے کر بیٹھا۔ مگر اس کے اگلنے سے سحر سرداروں پر سے اتر گیا اور وہ بیہوش تھے۔ اب جو ہوشیار ہوئے۔ اٹھ کر اپنے لشکر کی طرف چلے۔ اژدر ان کا سدراہ ہوا۔ سرخ مو اس وقت غفلت میں گرفتار ہوئی تھی اور یہ دو تھے وہ اکیلی تھی اب جو اس نے اژدر ان کا سدراہ ہوا۔ سرخ مو اس وقت غفلت میں گرفتار ہوئی تھی اور یہ دو تھے' وہ اکیلی تھی اب جو اس نے اژدر کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اس کے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا۔ شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ تاریکی ہو گئی اسی اثنا میں سرخ مود وغیرہ اڑ کر بروئے ہوا گئیں اور وہاں سے پھر گولے اور ہار فلفل وغیرہ مارنے شروع کئے لشکر طولان دو چار ہلاک ہوئے اور اٹھ کر لشکر حیرت کی طرف بھاگے اس طرح طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا' غل سن کر ادھر دوڑا۔ یہ لشکری سمجھے کہ ہم کو مارنے آتا ہے اور اسی نے شاید ہمارے لوگوں کو مارا ہے۔ پس یہ سمجھ کر لڑنے لگے۔ ادھر سے طولان قیدیوں کو لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھ کر سمجھا کہ شاید مہ رخ میری فوج پر آ گری ہے۔ پس وہ وہ للکارنے لگا ہاں لینا جانے نہ دینا۔"

اب فوج کو بالکل یقین ہو گیا کہ ملکہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والوں کو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہ رخ سے مل گیا ہے الحاصل گوشت خر اور دندان سگ باہم سحر چلنے لگا۔ برقیں گرنے لگیں۔ سرخ مو وغیرہ تو اپنے لشکر میں چلی آئیں۔ یہاں بھی غلغلہ سن کر فوج تیار ہو گئی۔ ادھر شور ہونے سے حسرت بارگاہ سے نکل آئی۔ دیکھا باہم فوجیں لڑ رہی ہیں پشتے کشتوں کے بندھ گئے ہیں۔ لاشوں کے انبار لگے ہیں۔ قلعہ ہائے تن کی بربادی سے سروں کے کنکرے ہر جگہ بنے ہیں۔ حیرت کی سمجھ میں یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تام کچھ سحر ایسا پڑھا کہ دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک دھواں پیدا ہو کر اندھیرا ہو گیا۔ فوجیں جدا ہوئیں اس نے طولان کو بلوایا اور ماجرائے جنگ پوچھا۔

اس نے کہا: "مجھے نہیں معلوم لڑتے ہوئے فوج کو دیکھ کر میں بھی لڑنے لگا تھا۔
الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سب فساد ظاہر ہوا۔ حیرت نے طولان کو بہت کچھ لعنت ملامت کی کہ افسر ہو کہ بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صد کو قتل کر ڈالا۔

طولان کو اس کے برا بھلا کہنے سے غصہ آیا اور گویا ہوا سرخ مو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہے۔ میں اس کو جا کر بارگاہ حریف سے پکڑ لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر بزور سحر اڑ کر چلا۔
اہلا کر سے جو باہر جاسوسی اس جگہ حاضر تھے وہ اس سے قبل خدمت مہ رخ میں گئے اور اس کے آنے سے مطلع کیا۔ قران اتفاق سے اس وقت بارگاہ میں حاضر تھا۔ اس نے جو سنا کہ طولان آتا ہے اس نے ملکہ سے کہا: "آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہو جایئے میں ایک عیار کروں گا۔"
مہ رخ و بہار وغیرہ اس کے کہنے سے بزور سحر چھپ گئیں اس نے برق و ضرغام وغیرہ عیاروں سے کہا: "تم اپنی صورت مثل بہار و مہ رخ وغیرہ کے جلد بناء اور سحار جو ایسے ویسے تھے ان کو بلا کر حکم دیا: "تم بزور سحر صورت اپنی مثل سرداروں کے بناؤ۔ غرضیکہ دم بھر میں سب سے نے صورتیں تبدیل کیں اور اس عرصے میں طولان بارگاہ میں آیا اور پکارا: "کہاں ہے سرخ مو" سامنے برق کو بہ شک مہ رخ تھا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا: "ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہیں" اور قران نے بھی عرض کیا: "ہماری خطا بھی شاہ جاوداں سے معاف کرا دیجئے۔"
طولان یہ عذرات سن کر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی۔ بس ہر ایک سے حکم دیا: "اگر تم صفاء چاہتے ہو تو میرے خیمے میں چلو۔"
مہ رخ و بہار نقلی دو ایک سردار اس کے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اس نے چاہا کہ ان سب کو خیمے میں بٹھا کر میں حیرت کے پاس چلوں اور ان کے آنے کا بیان کروں لیکن جانے نہ پایا کہ قران نے اکیلا پا کر اسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالوں لیکن قران نے کہا: " اے برق تم اس کی صورت بنو پھر تماشہ دیکھو۔

برق اسی کی صورت بنا اور باہر نکل کر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا۔ ساحر فیل در خیمہ پر حاضر لائے۔ برق نے بمو جب فرمائش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھ کر باہر آ کے ہاتھ پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا۔ بس سوار ہوتے ہیں افسران فوج کو للکارا: "جلد لشکر تیار کرو۔"

URDU4U.COM

انہوں نے نفر سحر بجائی اور صف باندھ کر کھڑے ہوئے ان سے اس نے کہا: "ملکہ حیرت سے مجھ کو بگاڑ ہو گیا ہے تم میرا ساتھ دو گے یا حیرت کا۔"

سارے لشکر نے کہا: "ہم آپ کے تابعدار ہیں۔ اس نے کہا: "لشکر حیرت غافل تو ہوا ہے اس پر حملہ چل کر کرو۔ ور مار لو۔" فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی۔ وہ لوگ سب غفلت میں تھے۔ ادھر سے نارنج و ترنج پڑنے لگے۔ خیموں میں آگ لگی دو چار واصل جنم ہوئے۔ گھبرا کر کچھ بھاگے۔ جلد از جلد بہتوں نے کمر باندھ کر لڑنے لگے۔ ہنگامہ گیر دار برپا ہوا۔ اس وقت برق نے فولان گٹھری سے کھول کر بٹھا دیا۔ اور فتیلہ رفع بیہوش ناک کے برابر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکل کر الگ کھڑا ہوا اور قران و بہار بھی خیمے سے نکل کر الگ جا ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھلی اس نے دیکھ کر لڑائی ہو رہی ہے ہر چند ہاں ہاں کرتا ہے مگر اس ہلڑ میں کون سنتا ہے ایک سے دوسرا بھڑا ہے۔ شمشیر صاعقہ خصال خرمن ہستی جلا رہی ہے۔ کمان وہاں تیر سے غل مچا رہی ہے۔

ملکہ حیرت بھی غل سن کر خیمے سے باہر نکل آئی۔ بس اس کو صاف یقین ہوا کہ طولان ان سے مل گیا ہے۔ لہٰذا اس نے بھی فوج کے افسروں کو للکارا: "لینا اس حرام خور کو۔" اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ گوشت خرد دندان سگ باہم کٹ مرے۔ اور راق دفتر ہستی صرصر فنا نے الٹ دیئے۔

ملکہ حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی خیال آیا کہ مہ رخ کہیں بھڑکا نہ گئی ہو یہ سمجھ کر حکم دیا: "اے شہاب تو جا اور طولان کو سمجھا۔"

شہاب جو وہاں سے اس کی طرف دلا' وہ سمجھا کہ حیرت نے اس کو میرے گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ بس یہ جان کر یا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب پر نارنج ترنج مارنے لگا۔ شہاب بھاگ کر حیرت کے پاس گیا اور کہا: "اے ملکہ! یہ بیشک حریف سے مل گیا ہے۔ اتفاق سے اس وقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا۔ حیرت نے اس سے کہا: "اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ۔"

ابریق حسب الارشاد چلا آور آتے ہی ایک چھڑی سحر پڑھ کر ماری طولان سحر بھول گیا۔ ابریق کمر میں پنجہ ڈال کر اٹھا لے گیا۔ اور سامنے ملکہ کے لایا۔ ملکہ نے حکم دیا: "مارداس حرامزادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسہ پڑنے۔ پر چند یہ چیختا ہے کہ ملکہ میری خطا نہیں ہے' مگر کوئی سنتا نہیں جوتیاں اور لاتیں پڑتی جاتی ہیں خوب پیٹا۔ ابریق نے آخر سفارش کر کے چھڑایا۔

یہ چھوٹا لشکر میں آ کر طبل امان بجوایا اور اسی وقت کوچ کر کے دریائے خوان رواں سے اتر کر باغ سیب میں پاس شاہ جاوداں کے گیا اور پکارا: "فریاد ہے' ملکہ حیرت نے ایسا کچھ پڑوایا کہ سر پر بال نہیں رہے۔ ملکہ لائق افسری نہیں ہے۔"

افراسیاب نے غل سن کر اس کو سامنے بلوایا اور حال سن کر کتاب سامری دیکھی ہنس کر کہا: "تم خوب لڑے گئے ارے ارے بیوقوف عیار تجھ کو دھوکا دے گئے۔" پھر سب حال برق و قرآن کا شاہ طلسم نے بیان کیا۔ اس نے کہا: "میں پھر جاتا ہوں۔" یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ جائے۔ شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا: "اب تم نہ جاؤ۔"

اس نے کہا: "میں جاتے ہیں عیاروں کو گرفتار کر لوں گا۔ شاہ نے کہا: "اب کی عیار تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے تم ٹھہرو' میں تدبیر کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر عذار جادو نامی کے حوالے کی اور کہا: "تم طولان کے ساتھ جاؤ' ملکہ حیرت سے کہنا کہ ان کو عیاروں نے تنگ کیا ہے۔ اب میں نے کئی سحر ان کے ساتھ کر دیئے ہیں۔ ان کی خاطر بہت کرنا

اور اے ملکہ: تم نے بہت برا کیا جو ان کو ذلیل کیا کوئی افسروں کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اور عذار یہ تصویریں نے پہلے بھی ایک ساحر کو دے کر بھیجا تھا اور اس نے کئی عیاروں کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اس نے دھوکا کھایا آخر مارا گیا۔ فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہے کہ جو عیار تمہارے سامنے آئے گا۔ یہ تصویر اس کی اصلی بن جائے گی۔ تم جانتا کہ یہ عیار ہے اور اس کی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہے عارضی ہے۔ اصل شکل اس کی مثل صورت تصویر ہے بس اس کو تم گرفتار کر لینا۔"

عذار یہ کلمات سن کر اور تصویر لے کر ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کر کے دریا سے پار اترا۔ اس وقت عذرا اس کے آگے آگے چل کر بارگاہ حیرت میں گیا اس نے اس کی تعظیم کی۔ اس نے حکم شہنشاہ سے جو نسبت طولان تھا اطلاع دی۔

ملکہ حیرت نے سردار بہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال کرا کے بلوایا اور خطاطر سے بٹھایا۔ بے اعتنائی جو پہلے اس کے ساتھ کی تھی اس کا عدر کیا اور ساقیان بہر تمثال حاضر ہوئے۔ دور جام بے اندیشہ انجام آغاز ہوا۔ ناچ ہونے لگا اس وقت عذار نے وہ تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اس کی بیان کی اور کہا: "میں بارگاہ حریف میں جا کر عیاروں کو پکڑ کر لاتا ہوں"

حیرت نے کہا: " تم اس تصویر کی وجہ سے عیاروں کو پہچانو گے۔ لیکن وہاں ساحران زبردست جو مقابلہ کریں گے ان کا کیا علاج کرو گے۔"

اس نے ہنس کر کہا: "اے ملکہ! میں مصائب شہنشاہ ہوں میرا نمک حرام کیا بنا لیں گے۔"

حیرت نے کہا: "اگر ایسا ہے تو جاؤ۔"

عذرا وہاں سے اڑ کر چلا' لیکن اس سے پہلے ضر غام یہاں موجود تھا' وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت کر کے گیا اور جا کر دربار میں خبر عرض کی۔ وہاں قران موجود تھا۔ اس لیے کہ عمرو جب سے گیا ہے۔ یہ بارگاہ میں بہت رہتا ہے۔

الحاصل قران مہ برق علیحدہ گیا ور کہا: " اے برق تم چھپ رہو' وہ چھپ رہا۔ قران دوڑ کر لشکر حریف میں گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہے۔ اس کو اس نے الگ لایا ور کہا: "میرے ساتھ چل میں تجھ کو بہت سا مال دوں گا وہ ضیعفہ اس کے ساتھ گئی۔ درہ کوہ میں قران نے اس کو بیہوش کر کے روغن و روغن لگا کر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کر کے بہت سا مال و زر و گوہر دیا اور کہا: "تم چل کر بارگاہ میں بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا میں برق ہوں: "تم چل کر بارگاہ میں بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا میں برق ہوں۔ اس کہنے سے میں تم کو بہت سا مال دوں گا اور جو کوئی تم کو پکڑے جائے گا' بہت بھی بہت کچھ دے اور اگر میرے کہنے کئے خالف ہو گا تو جان تمہاری جاتی رہے گی۔"

اس ضیعفہ نے جو مال وافر پایا اور آئندہ بھی ملنے کی امید پائی۔ پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہے اس سے بڑھ کر میں کہوں گی۔"

غرض اس کو بہت کچھ سمجھا کر بارگاہ میں قران نے کر آیا اور مقام برق پر بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا جو کوئی برق کو پکڑنے آئے پکڑے جانے دینا۔ تم لوگ کچھ نہ بولنا۔"

فی الجملہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے عذرا بارگاہ میں آ کر اترا اور پکارا: "کہاں ہے وہ ناعیار برق۔"

وہ ضیغہ پکاری: "میرا نام برق ہے۔"

ازبسکہ حلیے عیاروں کے تمام طلسم میں ہیں۔ سب ساحر پہنچاتے ہیں۔ اس نے برق کہ جو بصورت اصل پایا تصویر دکھنے کی احتیاج نہ سمجھا۔ کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا۔ بس اس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھ کر پنجہ کمر میں دے کر اڑا اور یہاں لشکر میں غل ہوا کہ لیے جاتکا ہے مگر حسب ہدایت قران کسی نے مقابلہ نہیں کیا۔ یہ سیداھ بارگاہ حیرت میں آ کر اترا اور کہا: میں لایا برق کو وہاں طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا۔ اس نے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار

ایسی لگائی کہ نقلی برق کا سر کٹ گیا۔ لاش کھچوار کو گورے پر ڈلوا دی۔ اور سر بارگاہ کے دروازوں پر لٹکوا دیا اور نہایت خوش ہوا کہ میں نے دشمن سے اپنا عوض لیا۔

URDU4U.COM

## • قران عیار

یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہ رخ میں پہنچائی ہر ایک نے سنتے ہی اس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی۔ گریبان چاک کیا۔ دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا۔

URDU4U.COM

مہ رخ نے کہا: "اس میں کوئی مہترانی نے عیاری کی ہے۔ کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے۔ اب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو' ہر ایک اس کے سمجھانے سے خاموش ہوا۔"

ادھر قران نے برق کو بلایا۔ وہ تو پوشیدہ تھا۔ اب سامنے آیا۔ اس نے کہا: "تم اب شیر کی کھال پہنو اور بہ شکل ببر وہاں بن کر تیار ہو۔"

برق حسب الارشاد و عمل میں لایا۔ یعنی شیر کی کھال پہن کر گھنڈیاں اس کی سینے تک لگا کر درست ہوا۔ اس کا بیان پہلی قسطوں میں ہم کر چکے ہیں کہ برق کے پاس سب جانوروں کے مثل گربہ و سگ و شیر وغیرہ کے رہتے ہیں اور اس کا جونر کی صورت بنتے ہیں بڑا ملکہ ہے چنانچہ ایک بار کتا بن کر عمرو کو یہ پکڑ کر لے گیا تھا اور عمرو اس کو نہ پہچان سکا تھا۔

غرضیکہ جب شیر بن کر تیار ہوا۔ قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی اور مہیب صورت سیاہ فام کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا خرس (ریچھ) کا بنایا۔ ہر سر میں سانپ لپٹے کہ وہ زبان نکالتے تھے' کئی ہاتھ بنائے کہ کسی میں منقل آتشیں لیے تھا' کسی میں ترسول اور کسی میں تھال برنجی تھا' جھولا باولا نگار محلے میں ڈالے' دھوتی تمپیری باندھے تھا۔

غرض یہ کہ اس شکل میں جب بن کر تیار ہو چکا' برق' پر' جو بہ شکل شیر تھا سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مہری لکھ کر اپنے پاس رکھا۔

برق اس کو لیے ہوئے موربارگاہ حیرت پر لایا۔ اس کو خبر ہوئی کہ ایک ساحر سوار شیر

شہنشاہ کے پاس سے آیا ہے اس نے استقبال کر کے سامنے بلایا۔ قران نے سامنے آ کر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا۔ ملکہ حیرت نے پڑھا' لکھا تھا: "اے ملکہ!
URDU4U.COM
برق عیار مارا نہیں گیا' بلکہ ہم نے اس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کر کے کر دیا ہے۔ اب عذرا سے کہنا جو یہ ساحر کے اس کے بموجب کام کرے۔"

ملکہ حیرت مضمون نامہ سے جب مطلع ہوئی۔ عذار سے کہا: "تم نے بھی دھوکا کھایا' شہنشاہ لکھتے ہیں کہ وہ برق نہ تھا جو مارا گیا۔"

عذار نے کہا: "میں شہنشاہ کو تو جھوٹا نہیں کہہ سکتا لیکن میں بارگاہ میں حریف سے جا کر پکڑ کر لایا ہوں' کیونکہ کہوں میں نے دھوکا کھایا۔"

یہ کلام سن کر نامہ دار نے کہا: "تم دیکھو گے برق کو میں بلاؤں مجھ کو شہاہ نے اسے دے دیا ہے۔"

یہ کہہ کر باہر آیا اور شیر کی کھال برق پر سے اتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا۔

ملکہ حیرت نے کہا: " بھلا شہنشاہ کی بات کہیں جھوٹی ہو سکتی ہے۔"

غرض اب سب کو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ وار فرستادہ شاہ جاوداں ہے۔ بس عذار نے کہا: "اور کیا شہنشاہ نے لکھا ہے۔"

اس نے کہا: "وہ بات علیحدہ کہنے کی ہے۔ عذار اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے میں لے چلا۔ قضائے کار اثنائے راہ میں عیار صبا رفتار ملی اور اس نے قران کو پہنچانا۔ صاف تو نہ سکی' مگر بطور کنایہ کے پکاری: "میاں صاحب ہمارا سلام ہے۔"

قران نے کہا: "کیوں دھگڑے (یار) کو یدکھا جی تو اچھا ہے۔"

ان کلمات کو سن کر عذار سمجھا کہ یہ عورت سمجھ کر اس عیارہ سے ہنس رہا ہے۔ یہ سمجھ کر اس کو لیے پانی اپنی بارگاہ میں گیا۔

ادھر صبا رفتار نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ عذار نہیں سمجھا۔ بس جدل چلی کہ جا کر ملکہ حیرت کو خبر کروں اور جا کر سامنے ملکہ کے عرض کیا: "حضور' نامہ دار نہیں ہے وہ قران عیار ہے' جعذار کو لے گیا ہے جلد خبر لیجے نہیں تو عذار مارا جائے گا۔"

حیرت نے کہا: "تو دیوانی ہے وہ شیر پر چڑھ کر آیا ہے اور نامہ مہری شہنشاہ کا لایا ہے کہیں عیار بھی شیر بن سکتے ہیں یا تین شر اپنے بنا سکتے ہیں۔"

URDU4U.COM

صبا رفتا نے کہا: "اس وقت اس شبہ میں نہ پڑھتے اور عیاری کے فن کی تفریح نہ فرمایئے جلد وہاں کی خبر منگوائیےہے ملکہ حیرت نے اس کے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا: " حبا اور عذار کی خبر لا۔"

وہ تو ادھر چلا مگر جب تک یہ آئے آئے۔ وہاں پہنچتے ہی قران نے کہا: " اے عذار میں منجھے قتل کرنے آیا ہوں۔"

اس نے کہا: "کیوں۔"

جواب دیا: "حکم حاکم دیکھو نا وہ کیا مارنے چلے آتے ہیں۔" اس نے گھبرا کر اس کے کہنے سے پھر کر دیکھا۔ قران نے چمک کر بغدہ مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا۔ غل و شور اور تاریکی ہو گئی۔ قران و برق بھاگ کر لشکرے سے نکل گئے اور ساحر فرستادہ حیرت جو آیا اس نے بھی ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ کے پاس گیا اور کہا: "وہاں خاتمہ ہو گیا۔"

ملکہ حیرت کو بڑا رنج ہوا۔ لاش عذار کی اٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیاروں کو دیکھی۔ طولان کا فرط خوب سے دم نکل گیا کہ واقعی ان عیاروں کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے۔

ملکہ حیرت نامہ اس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جا کر سب مارجا مہ رخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا۔ اب اس کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا۔

الحاصل یہ سب تو اس کیفیت میں ہیں اور عمرو اور مخمور دریائے مروارید سے گزر کر سمت کوکب رواں ہیں۔ ان سب کو اسی حال میں رکھیے اور شمہ داستان زلا زل قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقراں کے لشکر نصرت اثر کی سنیے۔"

سابقہ اقساط میں ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا میں گیا تھا اور قتل ہوا تھا۔ اب بھائی اس کا یعنی سو فار جادو فرستادہ شاہ جاوداں بہ کرو فرتمام خدمت بقائے بد انجام میں

پہنچا۔ اس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھ کر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کر کے جان کھونے لگا۔ بختیارک بھی اس کے ساتھ گریہ کناں ہوا۔ یہاں تک یہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک چپ نہ ہوا۔

اس نے خود کہا: "ملک جی اپ صبر کیجئے فضل خداوند سے اپنے بھائی کا بدلہ ان مسلمانوں سے میں لوں گا اور ایک بھی جیتا نہ چھوڑوں گا۔"

بختیارک نے کہا: "میں جو تم سے زیاہد رویا تو سبب یہ ہے کہ دو آدمیوں کو رویا۔ ایک تو تمہارے بھائی کو اور دوسرے تمہیں' کیونکہ میں تم کو بھی مردہ جانتا ہوں۔ خدا نے ان بندوں کو قدرت ہی ایسی دی ہے کہ جو ان سے لڑتا ہے قتل ہی ہوتا ہے۔"

سوفار نے کہا: " میں بھی ملک جی وہ ساحر ہوں کہ دم بھر میں ادھر کی دنیا ادھر کر دوں گا۔"

لقا نے اس کا لاف و گزاف سن کر کہا: "اے بندے مجھ کو غرو کسی کا پسند ہیں ہے۔ اسی وجہ سے جو آتا ہے مارا جاتا ہے۔ اس لیے کہ اس کو غرور ہو جاتا ہے کہ میں ایسا صاحب شوکت و زور ہوں۔ پس یہ مجھ کو ناپسند ہوتا ہے میں اس کو قتل کر ڈالتا ہوں۔"

سومار اپنے دل میں ڈرا اور کہا: "یا خداوند! مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمایئے۔"

الحاصل اس نے تبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا۔ دوسرے دن شام کے وقت سوفقا نے طبل بجنے کی درخواست کی۔ لقا نے حبس خواہش اس کے حکم دیا کوس جمشدی پر چوپ پری ہر کارے بارگاہ سلیمانی میں خبر لے کر گئے اور شہنشاہ گردوں سریہ چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت میں پہنچ کر مراسم آداب شاہی بجا لائے اور عرض پیرا ہوئے: " آج لشکر لقا میں سو فار جادو جو طلسم سے آیا ہے اس نے طلب جنگ بجوایا ہے۔

ہر کارے یہ عرض کر کے کنارے ہوئے اور شہنشاہ نے امیر کو حکم دیا ہے: "ہمارے لشکر میں بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پر چوپ پڑے۔"

امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا: "جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ۔"
چالاک نے نقارہ خوانی سکندری میں آ کر طبل سکندر پر دوال دیا۔ جہان فانی میں غوغائے اقتلوا بھر گیا۔ شیر پیشہ گان جرات و نہنگام قلزم شجاعت ہجر آہن میں بہر شکار عدو غوطہ لگانے لگے۔ اسلحہ خانہ کھل گیا۔ ہتھیار پسند کئے جانے لگے۔ سخن ہائے مردانگی برلب شاد و بشاش سب کے جوہر تیغ انجم پہر کو آنکھیں دکھاتا تھا۔ محراب کمان میں بہر حفاظت ہر بہادر چلہ چڑھا تھا شمشیر جانستان کو دیکھ کر ترک فلک نے دانت نکلائے تھے نہ تو ثوابت تھے نہ سیارے تھے صبح ہوتے سب بھاگنے والے تھے۔ دشت کین کو خون سے رنگین و پر بہار کرنے کی تیاری تھی۔ اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی۔ صدائے نقبائے خوش الحان زمزمہ ہزار بنی تھی۔ بلبلان گلستان شجاعت گلہائے زخم کی محبت بے قرار کئے۔ تھی کہاں تک لکھوں۔ رات بھر یہی ہنگامہ رہا۔

صبح دم امیر کور گیر مسجد کے پاس سے بعد فراغت طاعت آلہ و دولت آسمان پناہ ظل اللہ پر آئے اور مع سرداروں کے بادشاہ کو قلب لشکر لے کردار دشت مصارف ہوئے۔ اس طرف سے لقا فوج بیکراں مع سو فار بے ایمان داخل میدان ہوئے۔ صفیں جمعیں سقون چھڑکاؤ کر کے گرد کو بٹھایا۔ نقیبون نے بہاروں کو مرنا یاد دلایا۔ دنیائے فانی کو ناپائدار بتایا۔ لازم ہے کہ سرائے فانی کو ہیچ و دبوچ جان کر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس کے معرکے کو مار لو نام کر لو۔ بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کر دھار لو۔ دلاور ان کلمات سے جوش شجاعت میں جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہوا دیکھ کر ہٹ گئے سوفار اژور سحر اڑا کو وسطچچ میدان میں آ کر للکارا: "ہے کوئی مرد میدان نبرد جو مجھ سے آ کر مقابل ہو یا میں اس کو ہلاک کروں یا وہ میرا قاتل ہوا ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لے کر سامنے اس نابکار کے گیا اور پکارا: " لا ضربت میدان۔"
اس نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ بروئے ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسرنسر طائر فلک اڑتا ہوا آیا اور شہنشاہ عراق کی کمر میں پنجہ ڈال کر لے

اڑا ہر چند اس بہادر نے لنگر ارا مگر پشت مرکب پر قائم نہ رہا لٹکتا ہوا چلا گیا۔ بعد اس کے جانے کے پھر اس نے مبادر طلبی کی۔

URDU4U.COM

مندویل اصفہائی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لے کر روبرو اس کے گیا اور طالب ضرب ہوا۔ اس نے پڑھ کر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اس کو بھی اٹھا لے گیا۔ اس طرح بیس پچیس سردار پنجہ عقاب میں گرفتار ہوئے۔

اس وقت امیر نے عزم میدان جنگ گاہ فرمایا۔ مگر بختیارک نے جب لشکر اسلام کا پرا بندھا دیکھا۔ خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلیں گے۔ پس وہ اسم اعظم جانتے ہیں۔ سو فار مارا جائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے طبل بازگشت بجوا دیا۔ لشکر میدان قتال سے پھرا۔ امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوئے۔ ازبسکہ دن تمام نہ ہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے۔ سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ باتوں میں لگا کر امیر کو صحرا کی طرف لائے اس جگہ دامن کوہ میں گلہائے خورد و کھلے تھے۔ دامن کوہ دامن گلچیں تھا یا ارژنگ چین تھا۔ ابربہاری کا شامیانہ تھا۔ طاؤس زریں لباس کا رقص مستانہ تھا۔ سوائے سرد کشتی اے جان کے لیے ماومراد تھی۔ زمین وہاں کی شاید ان گل سے آباد تھی۔ آتش لالہ گل کا دھواں سحاب بنا تھا۔ بجلی کا اس ابر میں کوند لب مسی آلود معشوق کا ہنسایا دلاتا تھا۔ طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی۔

جابجا منتظم ہے باد بہار
ہے وہ صحرا نمونہ گلزار

برق سے ہے عیاں تجلی طور
سارا جنگل ہے نور سے معمار

گھر کے آیا ہے ابر دریا بار

بھینی بھیجی سی پڑی رہی ہے پھوہار

قہقہ زن کسی طرف ہیں چکور
کہیں کوئل کہیں پپیہے کا شور

گل خود رد پہ زور جوبن سے
دامن دشت رشک گلشن ہے

URDU4U.COM

ڈھاک پھولا ہے بور آیا ہے
لالہ کوہ رنگ لایا ہے

پس ایسے حرائے فرحت بخش میں پہنچ کر لندھور نے کہا: "یا امیر اس وقت لطف صیدا فگنی ہے۔"
امیر نے فرمایا: "بہتر۔"
لندھور نے ایماپا کر ملازموں کو حکم دیا: "سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر میں گئے اور حکم سنایا۔ اسی وقت قراول بہلیے جانوراں شکاری کو لے کر روانہ ہوئے۔ باز وار عقاب و شاہین کو لے کر چلے خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا۔ دم بھر میں جملہ سامان درست ہو گیا

تھا وہ صید و شکار کا سامان
سینکڑوں طائران صید کناں

وہ قراول بلا کے وہ صیاد
فن صید و شکار ہیں استاد

دنگ تھا مثل طائر تصویر

وہ بقیہ میں بسر ہوا۔ تمام سردار مع امیر اسی دشت میں مسکن گزین ہوئے اور شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی۔ قندیلیں درختوں پر لٹکائیں۔ میدان میں چاند میاں بچھوائیں۔ شعل بادہ کشی میں سردار مصروف ہوئے امیر صنعت رنگا رنگ صانع حقیقی دیکھ کر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہے اور اس طرف جب سونا۔ پھر گیا اس نے بختیارک سے کہا: "ابھی تو دن باقی تھا' تم نے طبل امان بجوا دیا۔ اس نے جواب دیا۔: "امیر مالک باطل السحر ہے وہ تیرے مقابلے میں آنے والے تھے۔ ان کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا۔ اس لحاظ سے میں پھر آیا۔"

سوفار نے کہا: "اگر یہ کیفیت ہے تو میں جا کر اسم اعظم بند کرتا ہوں۔"

بختیارک نے کہا: "وہاں جاؤ گے تو بارگاہ سلیمان میں سحر بھول جاؤ گے۔"

اب یہ حیران ہوا کہ یہ کیا کروں۔ اس عرصہ میں ہر کاروں نے انوکھی کہ وہ میر مع سرداروں کے جنگ سے پھر کردار دشت ہوئے اور ہنور اس جگہ مصروف ہیرو تماشا ہیں۔

پس یہ سنتے ہی سونار اٹھا اور سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا۔ جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہنچا ایک ملازم و خدمت امیر میں بھیجا۔ اس نے روبرو آ کر عرض کای کہ مالک ہمارا سوان جادو حاضر ہوا ہے۔ امیدوار باریابی ہے۔"

امیر نے فرمایا: "میں فقیر آدمی ہوں جس کا جی چاہے آئے۔ یہ خانہ بے تکلف ہے۔"

یہ کہہ کر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آ کر اس کو لے گئے۔ جب سامنے پہنچا سلام کیا۔ امیر نے دنکل بیٹھنے کو دیا۔ پھر ساقی کو اشارہ کیا۔ اس نے جام شراب گلام اس کے سامنے کیا۔ سوفار میخواری کرنے لگا جب نشہ ہوا۔ اس وقت امیر نے پوچھا: "باعث تشریف لانے کا کیا ہے۔"

اس نے کہا: " میں آپ کو سمجھانے آیا ہوں کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجئے اور سرکشی سے باز آیئے۔"

امیر یہ کلمہ سن کر آگ ہو گئے اور فرمایا کہ میں اس مردود درگاہ خدا پر ہزاروں لعنت کرتا ہوں اور تم اس وقت میرے مہمان عزیز نہ ہوتے تو زبان تیغ سے ان باتوں کا تم کو جواب دیتا۔"

URDU4U.COM

سوفار نے یہ کلام سن کر جواب نہ دیا بلکہ ڈال کر اور باتیں کرنے اور لگا اور عین گفتگو میں اپنے جھولے سے ایک جانور۔ سرخ رنگ کا نکال کر چھوڑا کہ وہ اڑ کر گرد امیر کے چکر مار کر پھر اس کے ہاتھ پر آ گیا پس یہ اٹھا کر کہا: "یا امیر میں آپ کو فہمائش کرنے آیا تھا۔ خیر آپ ہیں مانتے تو تو آپ جانئے غلام رخصت ہوتا ہے

امیر نے پھر کچھ جواب نہ دیا۔ یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ میں پہنچ کر اگیار کر کے سحر پڑھنے لگا اور منتر سوئیوں پر دم کر کے اس جانور کے منہ ماریں۔ پھر اس کو ایک شیشے میں بند کر کے اپنے جھولے میں وہ شیشہ رکھا اور بارگاہ کی لقا کی طرف روانہ ہوا۔ مگر جب امیر کے پاس سے وہ چلا آیا تو لندھور نے کہا: "یا امیر اس کافر کا آنا اور جانور اڑانا خالی ازفساد نہیں' چہ پو نور آپ کا متغیر ہوتا ہے۔ اسم اعظم کو پڑھیے۔"

امیر نے چاہا کہ پڑھوں ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ بزورسحر اس مرتد نے اس اعظم مجھ کو بھلایا ہے۔ خیر وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہے۔ جو وہ چاہے گا۔ وہی ہو گا۔"

سرداروں نے عرض کیا: "اب مناسب ہے حضور لشکر میں تشریف لے چلیں۔ اس لیے کہ بادشاہ جمضاہ وہاں اکیلے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کافی انہیں کچھ رنج پہنچائے۔"

امیر نے کہا: "چلو۔"

فی الجملہ اسی وقت سوار ہو کر سب داخل لشکر ہوئے بادشاہ نے اسم اعظم بند ہونے کا حال سن کر رنج کای اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سنا۔ چالاک بن عمرو مع چند عیاروں کے چلا کہ اعظم کسی طرح چھراؤں۔

ادھر جا دربار میں لقا کے سوفار پہنچا' بختیارک سے کہا: "میں اسم اعظم بند کر لایا۔"

اس نے کہا: "اسکو یہاں نہ رکھو طلسم میں بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو دے کر روانہ

کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکہ نہ کھائے۔"

اس نے اپنے ملازموں میں سے طاؤس جادو نامی ایک ساحرہ کو تجویز کیا یہ لے جائے گی۔

URDU4U.COM

اور اس نے بھی عرض کیا: "میں احتیاط تمام پہنچا دوں گا۔" اس وقت ایک نامہ لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا: "اے بندہ اے مقبول بارگاہ خداوند شاہ طلسم' ہم تجھ سے بہت خوش ہیں کیونکہ تو نے سو فار جادو کو ہمارے پاس بھیجا۔ وہ ہمارا بندہ برگزیدہ ہے اور ہم اس سے بہت راضی ہیں۔ فی الحال اسم اعظم حمزہ اس نے بند کیا ہے اور وہ شیشہ میں رکھ کر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ لازم ہے کہ باحتیاط تمام اس شیشے کو ایسے مقام پر رکھنا کہ دسترس عیاروں کا نہ ہوا اور اطلاعاً قبل پہنچنے شیشہ اسم اعظم کے بھیجتے ہیں تاکہ ساحروں کو بھیج کر طاؤس کی مدد کرو اور بخیرو عافیت اپنے پاس اس کو بلا لو اور کسی اور ساحر نامی کو یہاں بھیج دو کہ سو فار تنہا نہ رہے۔

نامہ تمام

خداوند کا سایہ ہمیشہ تم پر رہے۔ اس نامہ کو بنا بردستور کوہ عقیقی پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا۔ پنجہ پیدا ہوا نامہ اٹھا لے گیا اور طاؤس وہ شیشہ لے کر روانہ ہوئی۔

چالاک کہ صورت بدل کر بارگاہ میں آ چکا تھا۔ اس تمام کیفیت سے آگاہ ہو کر عقب طاؤس میں چلا۔ مگر وہ نامہ جو افراسیاب کے پاس بھیجا تھا۔ پنجہ نے لا کر باغ سیب میں پہنچایا' شہنشاہ ساحران نے پڑھا۔ سوفار کی تعریف دیکھ کر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو نامی ایک ساحر کو خبر ہو گئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہیں۔ وہ اسی وقت حاضر ہوا آداب بجا لایا۔

شہنشاہ نے فرمایا: "تم خداوند کے پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب میں نامے کے عرضی لکھی۔ مضمون یہ تھا۔

حضور کا نامہ عزت افزائے حقیر ہوا۔ سو فار سے آپ خوش ہیں تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا۔ اب وہ دمبدم مراعات خسروانی کا ہماری امیدوار ہے۔ بہت بڑا رتبہ ہے فی الحال چرغ جادو کو اس کو مدد کر یہاں آئے گا۔ بلا کا ساحر ہے۔ اس کے ہنر آپ کو

خود ظاہر' ہو جائیں گے آگے میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوند رہے۔"

یہ عرضی چرخ حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا۔ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لے کر یہ تجمل بسیار روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم نکر کوہ عقیقی میں داخل ہوا۔ ابرو غبار علامت آمد ساحر دیکھ کر سلیمان عنبریں مو وغیرہ بہر استقبال قلعہ سے نکلے چرخ سے آ کر ملاقی ہوئے لشکر اس کا اتروایا۔ یہ بارگاہ میں جب آیا۔ جب سجدہ خداوند کو کیا عرضی افراسیاب کی دی۔ لقا نے عرضی پڑھ کر خلعت اس کو دیا۔ یہ بیٹھا اور کہا: " سوفار اسم اعظم بند کر چکے ہیں اور ایک لڑائی بھی لڑ چکے ہیں۔ اب یہ آرام کریں اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تا کہ میں لڑوں اور کار دشمن تمام کروں۔"

چرخ سے بختیارک نے کہا: "بہتر ہے آج شام کو طبل رزم بجوانا۔ اتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو رہو۔ یہ کہہ کر مصروف مے نوشی ہوئے۔ جبکہ زلف لیلائے شب ستاروں پرافشاں ہوئی اور لباس بادصبا فروغ شعل و چراغاں سے آتشیں بنا۔

سرشام نقارہ جگن پر چوپ پڑی۔ باداہ اسلام کی خدمت میں ہرکاروں نے خبر جا کر عرض کی۔ ادھر بھی کوس رزمی بجا۔ زمین و زمان تہلکہ پڑا۔

اب یہاں تو دونوں لشکروں میں گتیاری جدال و قتال ہے مگر چالاک کی کیفیت سنیے کہ یہ عقب طاؤس میں چلا تھا تو اس نے دیکھا کہ وہ برابر ایک کوہ سیاہ رنگ کے پہنچی اور اس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لوں تو آگے بڑھوں۔ وہاں تختہ ہائے لالہ و نافرمان کھلے تھے۔ ہوائے سرد چلتی تھی۔ دل کو فرحت دیتی تھی۔ یہ ساحرہ راہ کی تھی ماند آئی تھی۔ وہاں بیٹھ کر اونگھنے لگی۔ ذہن میں گذار کہ ایسا نہ ہو کہ تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت آئے۔ لازم ہے کہ اس کو احتیاط سے رکھ دوں اور تھوڑی آرام کر لوں۔ کیونکہ طلسم میں جانا ہے اور شاہ جاوداں میں ملنا ہے پھر سونا اور آرام' خواب خیال ہو جائے گا۔ نہیں معلوم کہ روز اس مرحلہ میں گزریں یہ سوچ کر اس نے کچھ سحر پڑھا۔ دفعتہ ایک طاؤس خوش رنگ اڑتا ہوا اس کے سامنے آیا۔ اس نے

ہو گئی ہے یہ مانگنے چلا آیا ہے یا یہ یہیں رہنے والا ہے کہ جوگی اکثر پہاڑوں پر رہتے ہیں۔ پس یہ سمجھ کر اس کو کہا: "بابا جی! میں یہاں سوتی ہوں' آپ ٹھہریئے کھانا آتا ہو گا۔ بھوجن کیجئے گا یا کہیں اور تھوڑی دیر مانگ آیئے پھر آ جایئے گا۔"

چالاک نے کہا: "اچھا بجا۔"

یہ کہہ کر اس جگہ بیٹھا اور یہ پھر سونے لگی۔ اس عرصے میں نامہ اس کا سیاہ جادو کے پاس پہنچا۔ اس نے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تلکف سے مع گزگ وغیرہ کے بھیجی اور لکھ بھیجا کہ اس وقت آپ کے لکھنے بمو جب میں سحر خوانی میں مصروف ہوتا ہوں و کوئی شیشہ اسم اعظم کو اٹھانا چاہے گا' مجھے فوراً خبر ہو جائے گی اور اسی سحر کے لیے میں آپ حاضر نہ ہو سکا۔ مجھ کو معاف کیجئے اور جو کچھ تیار تھا۔ وہ بھیجا ہے گو آپ کے لائق نہیں' لیکن قبول فرمایئے گا۔"

خلاصہ یہ کہ دو ساح وہ کھانے لے کر پہاڑ پر آئے یہاں ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا۔ وہ سمجھے یہ جوگی بھی اسی کے ساتھ ہے اور چالاک نے ان سے کہا: "ملکہ ابھی سوئی ہیں اس کو نہ جگاؤ جو کچھ لائے مجھے دے جاؤ' وہ ساحر کھانا و نامہ وغیرہ چالاک کو دے کر چلے گئے اس نے اس سب کھانے میں بیہوشی ملا دی اور شراب بھی آغشہ سفوف بیہوشی کر کے بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اٹھی دیکھا کہ کھانا رکھا ہے۔ اور جوگی بیٹھا ہے۔ اس نے کہا: "جوگی جی یہ کون لایا تھا۔ اس نے وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالہ کیا۔ ساحرہ نے پڑھ کر معلوم کیا۔ سیارہ جادو نے بھیجا ہے۔ کہا: "آپ بھوجن کیجئے۔"

جوگی نے کہا: "بچا اچھا۔" اور شراب پہلے جام میں بوتل سے انڈیل کر اس کو دی۔ وہ بے وسواس پی گئی۔ اس نے اور دو تین جام پے در پے اس کو دیئے۔ وہ سو کر اٹھی تھی۔ خمار شکنی کے لیے پی گئی۔ یکایک سر گھوما اور چکر کھا کر گری چالاک نے فی الفور خنجر کھینچ کر سرکاٹ ڈالا۔ گل و شور برپا ہوا: "مارا جادو جادو کو بعد کچھ عرصہ

باتیں کرتا تھا اور ابھی دشمن بن گیا۔ غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیار تھا۔ ناچار چالاک کے پنجہ میں داب کر اڑ گیا۔ اس وقت سمک سمجھا کہ اب نہ ہاتھ لگے گا۔ چل کر امیر سے اطلاع کر واپس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا۔ یہاں وہ وقت ہے کہ کوہستان کی طرف سے صبح گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلائے شب نے درہمی و برہمی کی تھی۔

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدان کارزار میں آئی تھی۔ امیر مع بادشاہ گردوں کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جا کر عرض کیا: "یا امیر کشور گیر حقیر نے جا کر شیشہ اسم اعظم توڑا' لیکن ایک ساحر خدمت لقا میں چالاک کو لے گیا ہے یقین ہے کہ وہ کافر اس کو قتل کرے۔ یہ خبر سننا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا' دیکھا کہ حرف بحرف یاد تھا۔ بس گھوڑے پر بیٹھ کر سمت لشکر حریف روانہ ہوئے۔ پیچھے پیچھے تمام سردار یہ کروفر تمام بہ کروفر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے۔

وہاں وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لا کر سامنے کیا ہے اور سب حال بیان کر چکا ہے اور لقا نے حکم دیا ہے: "اس کو قتل کرو۔"

جلاد نے لا کر میدان میں چبوترے پر نکبت کے بوریائے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے۔ جلاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور چالاک درگاہ خدا میں رجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہے۔

عین دعا میں نعرہ صاحبقران بلند ہوا۔ جلاد تیغہ پھینک کر بھاگا۔ اس طرف بھی فوج مسلح و مکمل ہو کر عازم دشت دغا تھی۔ امیر سے لڑنے لگی۔ امیر اس بحر فوج میں نہنگ شجاعت تھے۔ دریائے شلکر میں غوطہ لگا گئے۔ ہمہ تن چشم بن لڑے۔ زندگی حریف کی حباب آسا ہو گئی۔ دایہ اجل کنار عاطف میں پسماندوں کو اٹھانے لگے۔ روح دامن جسم میں طفل کی طرح مچل گئی۔ آخر تڑپ کر نکل گئی چشم زخم سے مفارقت روح میں تن آنسو بہاتے تھے بسمل بہ شکل خاطر عشاق بیقرار نظر آتے تھے۔ امیر لرکے

بھڑتے' قریب چالاک جا کر پہنچے اور اسم اعظم پڑھ کر چھڑایا۔ ادھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے۔ وہ فوج سے ساحروں کی لڑنے لگے۔ زیست کا عرصہ تنگ تھا۔ میدان محشر وہ دشت جنگ تھا۔ بازار اجل گرم ہوا تھا۔ سرکا سودا سستا تھا۔ جوش فوج سے دریائے آہن موج مارتا تھا۔ صحرا کوہ خون کشتگان سے پر ہو کر لالہ و زار کی کیفیت دکھاتا تھا۔

آخری گرمی شعلہ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لا سکی لقامہ لسکر ساحران قلعہ عقیق میں بھاگ کر چلا گیا اور فوج میں طبل امان بھی بجوا دیا۔

صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوئے۔ لشکر نے کمر کھولی۔ سرداروں نے بھی ذرہ اتاری۔ راحت پذیر ہوئے۔ آرام گیر ہوئے اسی طرح وہ دن گزرا۔ دوسرے دن لقا بادل خستہ و شکستہ قلعہ میں داخل تھا کہ یکایک ابر سحر آیا اور اس پر ایک ساحر اخگر جادو نامی سوار تھا۔ وہ اتر کر سامنے خداوند کے آیا' سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا: "کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک در بند طلسم کی مالک ہے' اس کا بھائی ہے۔ ملکہ بھی آتی ہے لیکن میں پہلے اس سبب کے حاضر ہوا یوں کہ مجھ سے اور سوفار جادو سے دوستی چاہتا ہوں کہ کار دشمن تمام کروں۔ دوستی کا حق ادا کر کے اپنا نام کروں۔"

لقا نے اس کو سرفراز کیا اور سوفار نے اپنے پاس بٹھایا جملہ سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا۔

شام کے وقت اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل رزمی کوس حق نیوش بادشاہ اسلام میں جب پہنچی ادھر تیاری لڑائی کی ہونے لگی۔ طبل سکندری کو چاشنی دی۔ پھر تو دونوں لشکر پراز ختم تھے۔ پرشکن ابرواں چشم تھے۔ ساحر سحر جگاتے تھے۔ بہادر تلوار سپر کھڑکھڑاتے تھے۔ رات بھر یہی ہنگامہ جس وقت اژور ہائے شب نے من روز نورانی کا اگلا اور ظلمت شب نے کنارہ کیا۔ ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری لقا مع ساحران' نافر جام وارد دشت نبرد ہو کر صف کارزار کی درستی میں مصروف ہوئے۔ بعد

ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا۔

URDU4U .COM

ادھر سے ہو مان و مشقی اجازت لے کر اس کے سامنے گیا۔ اس نے ایک ترنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھواں نکل کر گرداس کے ہو گیا۔ وہ بیہوش ہو گیا۔ اخگر نے گرفتار کر لیا باگ لی' سامنے اس کے جب پہنچا۔ ایک تیر اس پر لگایا۔ اس نے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے پر پہنچا' راستے میں ہی جل گیا پھر ایک ناریل مارا کہ دھواں نکلا۔ مشقال بھی بیہوش ہو کر اسیر ہوا۔ اسی طرح چند سرار سلامیوں کے اس نے اسیر کئے۔ پرا لشکر اسلام کا بند ہوا۔ امیر نے قصد نکلنے کا میدان میں کیا۔ مگر بختیارک پرا بند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے۔ وہ لڑنے آئیں گے پس ان کے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہے۔ یہ سمجھ کر طبل بازگشت بجوا دیا۔ لشکر پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور عیار بہر عیاری چلے۔

ازبسکہ لقا پہلی لڑائی میں قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اس وت بھی جو پھرا تو قلعہ بھی جو پھرا تو قلعہ کے اندر چلا گیا۔ لشکر بیروں قلعہ اترا۔ سردار خداوند کے ہمراہ گئے انہیں کے ہمراہ ساحر کی صورت بن کر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوئے۔

لقا وار الامارت شاہی میں تخت خداوند پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگلوں پر بیٹھے۔ عیار صورت اپنی خدمت گاروں کی سی بن یعنی چپکن پہن کر بنی پاک کمر سے گھرس کر سر پر پگڑی باندھ کر ہاتھ میں رومال تہ کیا ہوا بارگاہ میں آئے پشت پر سرداروں کے کھڑے ہو کر گفتگو یہاں کی سننے لگے۔ اس وقت دور جام مے ارغوان تھا۔ ہر ایک فرط مستی میں لاف گزاف کر کے دم شجاعت کا بھرتا تھا۔ سب کی گفتگو کے جواب میں بختیارک نے کہا: " تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو۔ جب تک امیر سے سامنا نہیں ہو گا تم فتح یاب ہوگے اور جب ان سے مقابلہ ہو گا خداوند کی بہشت میں تم جاؤ گے۔"

یہ کلام سن کر اخگر نے کہا: "میں جاتا ہوں اور اسم اعظم بند کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اٹھا اور کہا: "اب کی باربند کر کے میں سوفار کی طرح طلسم میں نہ بھیجوں

گا' بلکہ ایسی جگہ رکھوں گا کہ کسی کو معلوم نہ ہو گا۔"

بختیارک نے جواب دیا: "یہ شگون برا ہے کہ آپ نے راز دل کہہ دیا۔ عیار یہاں موجود ہوں گے۔ انہوں نے سنا ہو گا' وہ تمہارے ساتھ جائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔"

URDU4U.COM

نطفہ حرام جو اس نے کہا۔ چالاک بہ شکل خدمت گار اس کی پشت پر کھڑا تھا اس نے زور سے لات ماری کہ: "اوندھے منہ گرا۔ چالاک نے گالی دے کر کہا: "حرامزادے! عیاروں کو گالیاں دیتا ہے۔"

بختیارک یہ کیفیت دیکھ کر پکارا: "مرشد زادے آپ نے خوب کیا جو اس دلاالزنا کو سزا دی۔ یہ ایس لائق تھا۔ چالاکی نے جست کر کے ایک لات اس کے بھی ماری اور بختیارک لات کھا کر بولا: "میں ان لاتوں کے تصدق' یہ کہاں میرے نصب تھے لات اعلیٰ نے مدد کی جو میں نے لات کھائی۔ مرشد زادے دو ایک تو اور لگائیے اور اس قرم ساق اخگر کو گالی دینے کی بھی اچھی طرح سزا نہیں ہوئی' ذرا دو چار جوتیاں لگاتے تو اچھا تھا۔"

یہ تو باتیں جانا تھا کہ فاروا احگر وغیرہ اٹھ کر چالاک کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ سحر سے اس کو گرفتار رین اور عیار جو خدمت گار بنے کھڑے تھے۔ انہوں نے حباب بیہوشی تاک کر ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوئے۔

اس وقت چالاک نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا تھا: "قسم ہے سر امیر کی آج سے کل تک اس اخگر کو مار ڈالوں گا۔"

بختیارک نے کہا: "یہ مار ڈالنے ہی کے قابل ہے لیکن میری کچھ خطا نہیں' ذرا مجھ کر کرم رکھیے گا۔"

غرضیکہ یہ تو بکتا رہا او عیار جست کر کے نکلے دروازے پر صاحب وغیرہ جو ہمیشہ سے عیاروں کا لوہا مانے ہوئے ہیں اس وقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے۔ عیار سب نکل کر روانہ ہوئے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کر کے بختیارک نے اٹھایا اور کہا: "کیوں بد زبانی کا مزا دیکھا' اب تم زندہ نہ بچو گے' مرشد زادے قسم کھا گئے ہیں۔"

اخگر نے کہا: " خیر دیکھوں تو وہ میرا کیا کرتا ہے میں بھی قسم کھاتا ہوں کہ بغیر قتل کئے اس کے چین نہ لوں گا۔"

اسی گفتگو میں اتفاقاً سرہنگ عیار کو اور تو سب عیار نکل گئے تھے۔ یہ رہ گیا تھا اور خدمت گاروں کی صف میں کھڑا تھا اس سے اخگر کے خدمت گار نے کہا: " میں جا کر پیشاب کر آؤ' تم رومال میاں کے سر پر پلاؤ۔"

سرہنگ نے کہا: "اچھا۔ اور جا کر مگس رانی کرنے لگا کہ بختیارک نے سر اٹھا کر دیکھا اور اس سے پوچھا: "تو کون ہے۔"

اس نے عرض کیا: "حضور کا خدمت گار۔"

ملک جی نے کہا: "میں نے تجھ کو کبھی نہیں دیکھا۔

وہ بولا: "میں بیمار تھا۔ عرصے کے بعد آیا ہوں۔"

ملک جی نے کہا: "تیرے منہ پر بیماری ثابت نہیں ہوتی۔"

اس نے جواب دیا: "ملک جی آپ کو کیا معلوم۔"

اس جواب دینے سے بختیارک سمجھا کر یہ بھی کوئی عیار ہے مگر بھی پٹ چکا ہے۔ اس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوئے ہیں۔ تجھے آ کر مار ڈالیں گے اور ادھر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ تجھے پہچان گیا۔ سمجھ کر سامنے سے ٹل گیا اور باہر جا جر کر ایک فراش صورت بن کر اندر آیا۔ فراشوں کے میل میں ٹھہرا۔

جب یہ سامنے سے چلا گیا۔ اس وت اخگر سے بختیارک نے کہا: "تمہارا خدمت گار ہے کہاں۔"

اس نے کہا: "ملک جی' تم یہ جو تقریر کر رہے تھے وہ میں نے بھی سنی مگر میں سحر پڑھتا تھا کہ دریافت کروں یہ کون ہے اس سیب سے نہیں بولا۔ اب مجھے سحر نے خبر دی ہے کہ وہ خدمت گار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہے۔ یہ کہ کر کچھ سحر پڑھ کر دستک دی۔ سرہنگ غافل کھڑا تھا بحیس و حرکت ہو گیا۔ اس نے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا: "تو کون ہے۔"

سرہنگ بولا: "میں چالاک ہوں۔"
اس نے کہا: "نہیں سحر میرا خبر دیتا ہے نام تیر سرہنگ ہے۔"
غرض یہ کہ بارگاہ میں اس کو بھجوا کر جہاں اور سردار قید ہیں' وہیں قید کرایا۔ اس ہنگامہ میں دن سارا تمام ہو گیا۔
URDU4U.COM
شام کو لقا کے خیال میں آیا کہ جب دربار برخواست ہوا اخگر خیمے میں بہر آرام جائے گا۔ لازم ہے کہ کسی شغل میں اسے مصروف کر دوں تا کہ یہ مجمع رہے اور جاگا کرے۔ جب اسم اعظم بند کرے گا اس وقت کام حریف کام تمام کر کے اس کو طلسم میں بھیج دوں گا۔" یہ سوچ کے بیٹھے بیٹھے پکارا: "قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا میں سوفار اور سیاہ جادو وغیرہ ساحران کی دعوت کی جائے اور قدرت بھی چاندنی کی سیر دیکھیں گے۔"

پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا میں آراستگی کا حکم دیا کار پردازاں خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے' سنگ مرمر کے تھالے نادر کالا گلاب وکٹورے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر ڈال دیا۔ اس کی چمک ایسی تھی کہ زیر زمین وہ انجم فلک تھی۔ قمقمے نور کے بیند بلور کے اشجار میں آویزاں کئے۔ ان کے اندر چراغ اس طرح جلے تھے۔ گویا محرم میں کسی گل رخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میرا کناں نہ ہو جائے۔ بادصبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشیں نہ پہنائے۔ نہر گلشن کی اس رات کو اس طرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلیٰ شب ڈبڈباتی تھی۔ جملہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا۔ عجیب جلسہ تھا

نور میں ہر شمن تھا صبح امید
پھول ایک ایک تھا گل خورشید

موتیا غیرت درد ندان

مثل خط شعاع سنبل تر
رشک رخسار حور عین گل تر

حسن میں وہ ہر ایک گل سوسن
مسی آلودہ گلرخوں کا دہن

URDU4U .COM

جوہ گر پیڑیوں پر آ سکے وہ دوب
صورت سبزہ رخ محبوب

چاندنی کا فروغ ایسا تھا
چشم نرگس کو نور بخشا تھا

تھا سر نہر روشنی کا یہ اوج
چاندنی تھی غبار کوچہ موج

روشنی عکس افگن آب میں تھی
یا پری شیشہ حباب میں تھی

سامنے اک چبوترہ ہموار
اس پہ نمگیرہ مثل ابر بہار

شیشہ آلات سارا نور آگیں

نصب ہر جا موافق آئین

فرش دیبائے چین سے بھی شفاف
سینہ زندان کی طرح سے صاف

صدر میں موتیوں کی ایک مسند
گاؤ تکیے وہ خوشنما بے حد

URDU4U .COM

چاندنی رشک چادر مہتاب
اطلس طور سے سوا پرتاب

زیب منسد ہوا لقا آ کر
گرد سب بیٹھے آ کے جادوگر

گرد ان کے مصاحبین تمام
دست بستہ کھڑے رہے خدام

بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ
اور بکاول نے چن دیا خاصہ

زیب و دستار خوان کیا وہ طعام
کہ معطر ہو جس کی بو سے مسام

پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا
کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا

وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازوں کی
خوش صدائیں دنے نوازوں کی

کشتیاں پھر شراب کی آئیں
قابیں بھر کر کباب کی آئیں

دور دور شراب ناب ہوا
رشک سے آسماں کباب ہوا

URDU4U .COM

یہ تو سب مصروف عشرت ہیں' مگر چالاک نے جو قلعہ جسے نکل گیا۔ خدمت امیر میں پہنچ کر سارا ماجرا دربار لقا کا گزارش کیا پھر عرض رسا ہوا: "یہ غلام قسم آپ کے سر اقدس کی کھا ایا ہے۔ بہر قتل اخگر خیزہ سر جاتا ہے۔ اگر مارا جائے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمائیے گا اور اگر قتل کر کے اس کے پھروں گا' تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہوں گے۔"
امیر نے فرمایا: "کہ تجھ کو خدائے کریم کی حمایت میں دیا سپرد خدا حقیقی کیا۔ کسی سردار غیر ساحر کتی تل نہ کرنا کہ بہاروں کو زیبا نہیں ہے ساحر سحر کرتے ہیں۔ بدیں وجہ تم کو قتل کا اختیار ہے۔"
یہ حکم پا کر چالاک اور عیاروں کو بہر حفاظت لشکر تاکید کر کے ابو الفتح کو ساتھ لے کر چلا۔ سرشام اس سبب سے کچھ روک ٹوک ور قلعہ پر نہ تھی۔ یہ شہر میں دونوں آئے اور دارلامات شاہی پر پہنچ کر دیکھا کہ کچھ ملازم اسباب عشرت لیے ایک طرف جاتے ہیں۔ ان سے اجنبی کے طور پر پوچھا: "ارے بھائی کہاں چلے۔ انہوں نے کہا: "باغ میں خداوند چاندنی مع تمام سرداروں کے دیکھ رہے ہیں وہیں ہم بھی جاتے ہیں۔ یہ حال سن کر انہیں لوگوں کے ساتھ باغ تک گئے۔ وہاں بہت بڑا اہتمام تھا۔

بختیارک نے ملازمین کے نام مع ولدیت اور سکونت لکھوا کہ ساحروں کو دروازہ باغ پر بٹھایا ہے اور کہہ دیا ہے کہ یہ ملازم جن کے نام لکھے ہیں یہی اندر آنے پائیں اور کوئی نہ آنے پائے۔ ان کو نگاہ سحر ڈال کر خوب پہچان لینا جب آنے دینا۔

URDU4U.COM

غرضیکہ ان دونوں عیاروں نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائیں ممکن نہ ہوا۔ اس وقت چالاک نے کہا: "میں قسم کھا چکا ہوں اسی جلسہ میں گھس کر اس ساحر کو ماروں گا۔"

یہ کہہ کر الگ ایک گوشہ میں گئے اور ابوالفتح سے کہا: "تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو۔"

وہ بمو جب ارشاد چالاک ایسی عورت بنا کر کمر جھکی ہوئی موے سر سفید' چہرے پر جھریاں پڑیں۔ چادر گاڑھے کی اوڑھے پائجامہ سوسی کا پہنے' پاؤں میں چمڑے کا جوتا پانچوں میں گرہ لگی۔ لکڑی ہاتھ میں عصائے پیری لیے سامنے آیا۔

چالاک نے صورت بنتا اس کی پسند کی۔ پھر آپ ایک کم سن حسینہ جمیلہ بن کر تیار ہوا کہ اگر شاید ان شنگل و شنگون صورت زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھیں تو شرم سے مژگان کی چلمن درخانہ چشم پر اپنے چھوڑیں۔ ابرواں چشمہ بے مثال تھے عید قربان کے ہلال تھے

مانگ ہیں السطور دفتر حسن
جادہ شاہراہ کشور حسن

انکھڑیاں قہر کی لکاوٹ باز
دلربا بات کا نیا انداز

سامری تاب کیا جو آنکھ ملائے
چشم ہاروت جن سے آنکھ چرائے

نشے کے لال لال وہ ڈورے
جن پہ نرگس کے پڑتے ہیں ڈورے

غیرت چشمہ حیات دہن
روزن کوزہ نبات دہن

بے نشاں صورت کمر ہے دہن
URDU4U .COM
دل قاروں سے تنگ تر ہے دہن

چھاتیاں ہیں حباب آب گوہر
نخل باغ شباب کے ہیں ثمر

پیٹ نرمی میں غیرت مخمل
صاف مانند تختہ صندل

قہر ہے زیر ناف کا وہ ابھار
اور وہ تنگی و چستی شلوار

سرو جس پر فدا و قامت ہے
ناز پروردہ قیامت ہے

ایسی صورت دلفریب بنا کہ کیسے ہی کوئی عیار چاہے کہ ہچان لوں مجال کیا ہے جو شناخت کر سکے اور حسن و جمال پر از سرتا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیوں کا کنٹھا گلے میں اور شمنیں ہاتھ میں پہنیں۔ واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھیں۔ انگلیوں کے چھلے پہنے' پاؤں میں جڑاؤ' پازیب جس کو دیکھ کر ملک بھی کھائے۔ فریب بازو پر جواہر کے اکے بازار

حسن پر جن سے سکے اسی طرح غرق بحر جواہر ہو کر ایک چادر سفید سر سے پا تک اوڑھی سب بدن چرا لیا اور بڑھیا کو آگے کر کے پیچھے پیچھے چلا۔ گلی کوچوں کو طے کر کے قلعے کے اندر جو سرا بنی ہے وہاں آیا۔ بڑھیا نے پکار کر کہا: "کہیں اترنے کا ٹھکانہ نہ ملے گا۔ بھٹیاری اور بھٹیاروں نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا: "بری بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دیں۔ اس میں کوٹھڑی بھی ہے۔"

دوسری نے کہا: "میرے یہاں ٹھہرو و مسافر کم ہیں۔ تنہا ہے چیز کی حفاظت رہے گی۔"

تیری نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے گھڑی اور پٹاری پان کی لی اور کہا: "آؤ میں تمہیں بہت اچھی جگہ دوں گی کہ گوشے میں ہے زنانہ تمہارے ساتھ ہے پردہ رہے گا۔

غرضیکہ یہ دونوں اس کے اتھ جا کر ایک کوٹھڑی میں ٹھہرے۔ بھٹیاری نے چراغ جلدی سے روشن کیا۔ پانی کا ایک گھڑا بھر کر رکھ دیا۔ چارپائی بھی بچھا دی۔ بڑھیا کانکھ کر بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اتاری۔ بھٹیارن کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی۔ گھبرا کر بغور متحیر ہو کر دیکھنے لگی۔ ایک کم سن عورت خوبصرت زرو زیور سے آراستہ دیکھی۔ رعب سے کچھ نہ کہہ سکی۔ جا کر بھٹیارے سے کہا: "ارے مجھ کو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت جو بڑھیا کے ساتھ آ کر اتری ہے نہ جانوں کو امیر یا شہزادی ہے یا وزیر کی بیٹی ہے۔ میری عقل حیران ہے کہ بڑھیا کے ساتھ کیونکر آئی۔ بڑھیا تو پھٹے حالوں سے اور وہ پھٹے حالوں سے اور وہ جواہرات پہنے ہے۔"

بھٹیار نے کہا: "جا باتوں باتوں میں پوچھ تو کیا ماجرا ہے۔"

پس بھٹیاری پیٹ پکڑے دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا پٹاری کھولے تمباکو کھا رہی ہے۔ یہ بھی بیٹھ گئی۔ بڑھیا نے اس کو بھی تمباکو دی اور کہا: "میں سوتی ہوئی تھک بہت گئی ہوں مہترانی دو گھڑی رات تڑکے سے مجھ کو جگا دینا اور میں تجھ کو دو پیسے زیادہ دوں گی۔ میرا حاذ کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اسی معمانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اس میں کچھ بھید ہے۔ لیکن بظاہر بولی: "نہیں میں بھلا کس سے ذکر کروں گی۔ ہم لوگن

کر چکی کوتوال ہر چند کہ اس عورت کا حسن و جمال اور زیور بے مثال دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا۔ مگر ساری سرا کے لوگ اس قضیے سے آگاہ ہو چکے تھے۔ سوچا سامنے دیکھ کر ان کو لے چلنا چاہیے اور وہاں اس عورت کو مانگ لینا۔ فی الحال چھپانے سے بدنامی ہے۔ پرچہ اس حال کا سلیمان عنبریں کو ضرور لگے گا۔ پھر وہ بری طرح پیش آئے گا۔

بس ایسا کچھ سمجھ کر ان دونوں کو لے کر چاہا کہ روانہ ہوا اس نازنین نے کہا: "میں کچھ مجرم تو ہوں نہیں جو کوتوالی چبوترے میں جا کر رہوں۔ تمام عمر لوگوں کے طعنے سنوں کہ یہ ایسی ہیں جو تھا نہ پر پکڑی گئی تھی اور دوسرے وہاں کیسی بنے کیسی نہ بنے۔ میں جوان جہان غیر مردوں میں بھلا میرا ٹھکانہ کہا' ہاں اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہیں کیونکہ اس کی زیارت کو سبھی آتے ہیں' وہ پیدا کرنے والا ہے اس سے شرم کیسی۔"

یہ کہہ کر بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا: "تو میا تو میری مان کبھی کی ہے مجھ کو اس وقت اکیلا نہ چھوڑ نہیں میری آبرو جاتی رہے گی۔"

بس بھٹیاری نے اسے گلے لگا لیا اور کہا: "بیٹا میں تیرے ساتھ ہوں تو کیوں گھبراتی ہے۔"

اس نے چپکے سے کہا: "میں اور بھی کچھ تجھ کو دوں گی۔"

بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ میں آ کر ساتھ ہوئی۔ کوتوال اور بھی ناچار ہوا اور ان کو لے کر سیدھا در دولت پر آیا۔ وہاں سنا کہ حضور اس وقت باغ میں ہیں اور ہنگامہ سرور گرم ہے۔ یہ وہاں سے درباغ پر آیا۔ سب کو ٹھہرا کر اندر گیا۔ سلیمان کو مجرم کیا۔ خداوند کو سجدہ کر کے دست بستہ سارا ماجرا معرض بیان میں لایا اور کہا: "وہ دونوں مع بھٹیاری کے حاضر ہیں۔"

بختیارک نے پہلے کوتولا کو بنظر فراست دیکھ لیا اور پتے نشان تمام شہر کے پوچھ کر کہا: "مجھ کو اس وقت تیرے آنے سے شبہ گزرا۔ کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار میں پیش کرنا چاہیے نہ کہ اس وقت۔"

کوتوال نے عرض کی: "وہ عورت بہت صاحب عصمت ہے۔ کوتوالی میں رہنا گوارہ نہیں کرتی ہے اور دیدار خداوند کی مشتاق ہے اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہے اور میں سراہیں یا کوتوالی میں ان کا رہنا مناسب نہیں سمجھا بس حاضر لاتا ہوں۔"

URDU4U.COM

بختیارک نے حکم دیا: "اچھا سامنے لاؤ' دیکھیں کیا کیفیت ہے۔"

اخگر وغیرہ بدمستیاں کر رہے تھے۔ عورت خوبصورت سنتے ہی بولے: "جلد لاؤ۔"

کوتوال نے ان کو روبرو بلایا۔ اس نازنین نے دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا' سجدہ کیا بلائیں لیں یہ تو اس کرشمہ میں مصروف ہوئی۔

لیکن اخگر وغیرہ نے جو اس کے چہرہ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک ماہ لقا حور آسا زنیت دہ بزم خوبرویان سردار خوباں جہاں راحت و جاں عاشقان ہے جس کے ایک ایک تارمو کی قیمت میں ملک تاتارختن ارزاں ہے۔

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا: "اخگر اس پر مائل ہوا ہے اس کو حوالے کرو۔"

لقا نے پہلے سارا ماجرا اس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور برھیا کو حکم دیا: "لے جا کر قید کر۔"

کوتوال بڑھیا کو لے کر چلا اور اس نازک بدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا: "ایبندی قدرت میرے پاس آ۔"

چالاک بہ نازو انداز کمر کو لے کر بل دے کر بہرزاں غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا۔

خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: "ہم نے تجھے اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہے۔"

اس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کر کے عرض کیا:"

حضور کو میر اختیار ہے۔ اس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوا دیجئے۔ میرا کہ اس کے پاس سے لے لیجئے۔"

لقا نے اخگر سے کہا: "اس کی فرمائش پوری کرو۔" اس نے کئی ہزار روپے دے کر اکہ لے لیا۔ بھٹیاری دعائیں دے کر چلی گئی۔ بس پھر تو دورمے سرخ شروع ہوا۔

## • ہوائے جادو

قصہ مختصر بختیارک وہاں موجود تھا۔ چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی' یہ پینے نہ دے گا اور اس وقت تو اس نے نہیں پہچانا ہے مگر حرکات و سکنات سے' یہ شیطان ہے ضرور پہچانے گا۔ ہر چند کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی عیار کا تم پر نہیں گزرتا۔ مگر پھر بھیاس کے شر سے بچنا اچھا ہے۔ یہ تجویز کر کے بدن چرائے آنکھیں جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہے اور کنکھیوں سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہے اور اس کا بھی برا حال ہے۔

ہر چند کہ اخگر بے چین ہو رہا ہے۔ مگر بلحاظ اس کے کہ خداوند سامنے ہیں اس ک ہاتھ نہیں لگاتا ہے۔ اس وقت بختیارک اس کا میدان خاطر دیکھ کر گویا ہوا: "بارہ دری میں جا کر آرام کرو' میں اس کو بھی بھیجتا ہوں۔"

اس نے کہا: "ملکی جی' یہ عورت ناکتخدا ہے اور یہاں صدہا آدمیوں کا مجمع ہے ایسا نہ ہو کہ خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہوں۔

سلیمان نے کہا: "یہ سچ کہتے ہو' یہ کون موقع ہے کہ ہزار آدمیوں کے سر پر غل و ہنگامہ مچواؤ اور پھر اسی کو اپنی جو رو بناؤ۔ اب تم کو مل چکی ہے۔ جلدی کیا ہے صبح قریب اپنے خیمے میں لے جاتا جو چاہنا کرنا۔ اخگر چپ ہو رہا۔

ازبسکہ رات اتنے جھگڑے میں بالکل کم ہو رہی تھی دم بھر میں وہ وقت آیا کہ عروض زریں لباس مہر جمیلہ خاور سے نکل کر بصد زینت و آرائش آغوش فلک میں آئی اور شاید صبح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقانہ دہر کو دکھائی۔

رات کو لقا بخیال اس کے کہ عیار اخگر کو آ کر قتل نہ کریں' باغ میں مصروف عشرت رہا اور صبح ہوتے ہی سوار ہو کر مع سرداروں کے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ میں معشوقہ کو سوار کرا کے اپنے خیمے میں لا اتارا۔

بختیارک نے آ کر اس کے خدمت گار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا: "خبردار تم اندر خیمہ میں نہ جانا۔ ایسا نہ ہو کہ تم میں کوئی عیار مل کر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو۔ دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کر دیا اور آپ سوفار کے خیمے میں آ کر بیٹھا۔ یہاں سے بھی نوکروں کو نکال دیا اور اس کی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا۔

غرضیکہ اس نے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحروں تک پہنچنا ہر کس کا دشوار ہو گیا۔ مگر اخگرنشہ مے میں سرشار آتے ہی اس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر لایا چاہا کہ لٹائے' اس گلبدن نے کہا: "ٹھہرو تو۔"

یہ کہہ کر بلہرا نکالا گلوری کھائی۔ اخگر سمجھا کہ یہ اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر بلرہ دیہات کی نشانی ہے۔ خاصدان کا تو نام بھی نہیں جانتی۔ الٹر بھی ہے خوب نبھے گی۔ یہ سوچ کہ بولا جانی: "جانی ہم کو گلوری نہ دی۔"

اس ماہ وش نے کچی زبان میں جواب دیا: "جانی کس کا نام ہے۔"

یہ خوب ہنسا اور کہا:

ہے غضب معشوق بیرونی کی یہ کچی زبان
سب تو کہتے ہیں سحر اس کی زبان پر بھور ہے

اس نے انگوٹھا دکھا دیا اور اس کا منہ چڑھا کر مسکرا دیا۔ یہ اس ادائے دلفریب سے اس کی بے چین ہو گیا اور لپٹ کر بلہرہ چھین لی۔ پان ایک بار کھا گیا۔ ادھر پیک حلق کے نیچے اتری ادھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی۔ بیہوش ہو کر گرا۔ وہاں تنہائی تو تھی ہی چالاک نے فوراً سر کاٹ ڈالا۔ غل و شور ہوا۔ داروگیر کی صدا بلند ہوئی۔ چالاک نکل کر بھاگا اور ہنگامہ سن کر بختیارک نے کہا: "اے سو فار' وہ مارا۔ بھلا ممکن ہے کہ ان کو گالی دے اور جیتا رہے۔

سو فار بولا: "چالاک تو قید ہے۔ یہ کس نے مارا۔"

بختیارک بولا: "وہ سرہنگ قید ہے۔
اس نے کہا: "تواخگر کے عوض اس کو اس وقت قتل کر۔"
اس نے یہ سن کر پکارا: "کوئی ہے۔"
اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر میں رہتے ہیں ممک باہر خدت گار بنا کھڑا تھا' بولا: "حاضر۔" اور جلدی سامنے آیا
اس نے کہا: "ہم یہاں سے سحر پڑھتے ہیں کہ سرہنگ پر سے سحر کہ قید دفعہ ہو جائے گی۔ تم اس کو لا کر قتل کرو اور رقعہ داروغہ مجلسک کے نام لکھ دیا۔ سمک لے کر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا۔ جب سامنے خیمے کے پہنچا۔ پکار کر کہا: "اے سو فار میرا نام سمک ہے' لیے جاتا ہوں سرہنگ کو۔"
یہ کہہ کر دونوں بھاگے اور ساحر فوج کے تو عیاروں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ کوئی نہ دوڑا۔ یہ نکل گئے۔ ادھر چالاک بھاگ کر چلا۔
مگر حال سنیے کہ ابوالفتح کو جو کوتوال لے کر قید کرنے چلا راہ میں اس نے کہا: "بیٹا میں بڑھیا قید کی تکلیف میں مر جاؤں گی۔ میرے پاس بہت سا مال ہے لے اور مجھے چھوڑ دو۔"
یہ کہہ کر پوٹلی نکال کر جواہر کی دکھائی۔ کوتولا کو لالچ آئی سمجھا کہ کون پوچھتا ہے چھوڑ بھی دے اگر کوئی پوچھے کہہ دینا بڑھیا تھی مر گئی۔ پس یہ سمجھ کر اس نے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو چھوڑ دیا۔ بڑھیا نے بلائیں لیں اور کہا: "وادی' الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دوں۔
وہ پیاروں کو چھوڑ کر تنہائی میں آیا۔ اس نے وہاں آ کر پھر واری کہہ کر اس کی بلائیں لے کر بات کرنا شروع کی' مگر ہاتھ میں بیہوشی بھری تھی۔ کوتولا صاحب بلائیں لیتے ہی بیہوش ہو گئے۔ اس نے فی الفور سر اس کا کاٹ ڈالا اور پوٹلی جواہر کی لے کر بھاگا۔ پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے' لاش اس کی پائی' اٹھا کر کوتوالی میں لائے صبح ہو چکی تھی۔

لقا وغیرہ لشکر میں جا چکے تھے۔ لاش لے کر یہ بھی لشکر میں آئے اور فریاد کرنے لگے۔

ادھر اخگر کے مرنے سے شور غل برپا تھا۔ لقا رات بھر کا جاگا ہوا سونے گیا تھا۔ شور و غل سن کر جاگا اور حال دریافت کر کے پھر سونا جو چاہا۔ فرط رنج سے نیند نہ آئی۔ دربار میں آ کر تخت میں بیٹھا۔ سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوئے۔ عیاروں کا ذکر ہونے لگا۔

سو فار نے کہا: "طبل جنگ بجوایئے میں عوض اخگر کا لوں گا۔"

بختیارک نے کہا۔ مقابلہ کرنے میں سامنا امیر کا ہو گا وہ مالک باطل السحر ہیں۔ سوائے بھاگنے کے نہ بن پڑے گا۔"

سو فار یہ سن کر چپ ہو رہا ور دل میں نیت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محلوک کرنا چاہیے۔ اسی فکر میں تھا کہ ناگاہ فلک کی طرف سے بجلی چمکی اور رعد گرجا۔ بعد لمحے کے ایک ساحر بدسیر کر یہ منظر سامنے آیا۔ لقا کو سجدہ کر کے پوچھا: "بھائی میرا کہاں ہے۔"

بختیارک یہ سن کر رونے لگا اور کہا: "وہ خداوند کی بہشت میں سیر کرنے گئے ہیں۔ اس وقت وہ ساحر بھی رویا اور کہا: "تو سہی میرا نام مہنت جادو جو کل ہی سب مسلمانوں کو گرفتار نہ کروں۔"

بختیارک نے دل میں کہا: "آئی قضا اس حرامزادے کی۔ مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اس کو بٹھایا اور پھر کچھ سمجھایا پھر لاشہ اخگر کا ٹھایا۔ اسی ہنگامہ میں وہ دن تمام ہوا۔

تیاری صرب لشکر ساحران میں ہونے لگی۔ صدائے کوس و دہل نے فلک کا قبل ہول سے خالی کیا۔ ہرکارے خدمت امیر میں حاضر ہو کر بعد دعاؤ و ثنا کے عرض پیرا ہوئے

شاہ گردوں سر پر ملک پناہ
حکم تیرا ہو ماہی سے تاماہ

ساحر آیا ہے ایک بد صورت
خرس دشت ضلال و بد خصلت

بھائی اخگر کا ہے وہ مایہ درد
ہے برادر شغال کا سگ زرد

نام اس کا مہنت جادو ہے
طالب حرب وہ سیہ رو ہے

جو سنا تھا وہ عرض کر دیا آج
رہے قائم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ لشکر اسلام نے یہ خبر سن کر نقارہ بجوایا۔ پھر تو ادھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا۔ رات بھر اسی غلغلہ میں بسر ہوئی۔

امیر سے مسجد کر پاس میں چالاک نے جا کر روانگی لشکر کا حال دریافت کیا۔ اس وقت آپ بھی مسلح ہو کر در دولت پر آئے تمام سردار یہاں کے یکے بعد دیگرے آ کر جمع ہوئے۔ ناگاہ شاہ شاہان چراغ لے کر اسلامیان سرتاج خسروان جہان مصباح شبستان کیان سعد بن قباد دین صاحبقران برآمد ہوئے۔ ہر ایک نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے۔ نقاروں کا بجنا روشنی روشنی جا جھلملانا نسیم سحر کا فرط خوف و رعب لشکر سے دبے پاؤں چلنا نقیبوں کا منقبت پڑھنا' لشکر کا بن کرنا چلنا' جوانوں کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا۔ اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا۔

مختصر کہ وارد و دشت مصاف ہو کر میدان کو صاف کرایا۔ لشکروں نے پرا جمایا نقیب آگے آگے بڑھے لشکر میں کڑکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے مہنت اکفڑ اژدر کواڑ کو بیچ میدان میں آیا اور سحر کی نیرنگی دکھا کر اپنی زبردستی جتا کر طالب ہم نبرد ہوا۔

اس طرف سے مالا گرو فرنگی اپنے استر مالا کبور کو اڑا کر رو برو گیا۔ اس نے اس کے مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھ کر مارے کہ دست و پا اس کے کرخت ہو گئے۔ اس نے کمر میں پنجہ دے کر زور دیا اور قاش زین سے اکھڑ کر بروے زمین ٹپکا۔ عیاران لقا آئے اور باندھ کر لے گئے۔ پھر اس نے للکارا ادھر سے آلا گرد فرنگی بھائی مالا گرد کا مقابل ہوا۔ اس نے بھی وہی روز بد دیکھا۔ پھر اس نے آواز دی۔ کپی ارزال فرنگی اس کا ہمت دہ مددگار ہوا مگر اس کا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسی طرح جو سردار ملک فرنگ سامنے گیا۔ اس نے ماش پڑھ کر مارے کہ ہاتھ بے طاقت ہوئے۔ باندھ لیے گئے۔ کہاں تک بیان کروں تاشام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ ادھر سے صلح کا پیام نہ ادھر سے کوئی مائل رزم ہوا۔ جب پردہ شب تیری فام میدان آفاق میں برپا ہوا اور شہنشاہ گردوں سر پر بارگاہ مغرب میں گیا۔

طبل آسائش لشکروں میں بجا۔ سب پھر کر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے۔ لقا نے حکم دیا: "ہمارے بندہ قدرت یعنی مہنت کی دعوت کا سامان کیا جائے۔"

اس نے عرض کیا: "خداوند میں محفل عشرت میں جب بیٹھوں گا اور دعوت آپ کی دکھاؤں گا کہ جب کل مسلمانوں کو مار لوں گا۔"

یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ سوفار کو بھی بلایا اور دونوں اسم اعظم بیٹھ کر بند کرنے کی صلاح کرنے لگے۔ شراب و کباب سب پاس رکھ لیا۔ عیاروں کے خوف سے خدمت کاروں کو بھی باہر نکال دیا تھا۔ اپنے ہاتھ سارا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے۔ لشکر میں گھما گھم ہی رہی تھی۔ لقا اپنی بارگاہ میں ناچ دیکھتا تھا۔ یہاں تو مصروف عشرت ہیں۔

لیکن امیر کے یہاں بہت سے سردار قید ہیں اس وجہ سے سناٹا ہے۔ غرض یہ کہ عیار

آج پھر فکر میں ساحروں کی چلے۔ ان میں سے چالاک بہ شکل ساحر پھرتا ہوا آیا۔ دیکھا کہ ایک خیمہ کے قریب پہرہ چوکی اور کمال ہوشیاری ہے۔ اس نے اسی طرف جانے کا قصد کیا۔ جب اندر جانے لگا۔ ساحروں نے روکا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔"

انہوں نے کہا: "اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے۔"

چالاک یہ سن کر چلا گیا اور تنہائی میں جا کر پری زاد کی طرح اپنی صورت بنائی یعنی چہرہ ایسا تابناک بنای کہ ماہ خور کو بھی اس کے فروغ سے ہنگام دید کی خیر گی ہو زلف فام کے روبرو و شب دیجور کو تیرگی ہو' دان تنگ کے مقابل غنچہ گلستان رام کھسیانہ ہو کر ہنسے اور بسور کر رہ جائے زبان وہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے۔ چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہو کر آنکھ چرائے۔

شانوں پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کارے قامت قیامت زاکو مزین فرمایا۔ تھال سونے کا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ میں لے کر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا۔ اس طرح سبک ہو کر جست کی کہ خیمہ کو پھاند کر بیچ میں اترا۔ خیمے کے سو فار اور مہنت نے آواز جھماکے کو سن کر جو دیکھا تو ایک پری زاد حور نژاد کو آسمان سے اتر کر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہو کر کھڑے ہو گئے پری ایک خطر ہاتھ پر رکھ کر آگے آئی۔ انہوں نے اس پر مہر شان جاوداں کی پائی۔ نامہ ہاتھ سے اٹھا لیا اور لفافہ چاک کر کے پڑھنے لگے۔ پری ان کی نگاہ خط کی طرف دیکھ کر جلو خانے خیمے میں چلی گئی انہوں نے نامہ میں یہ مضمون دیکھا: " ہم نے اس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کو خاص مندر پر سامری کے چڑھایا گیا ہے بھیجا ہے تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو کوئی کھائے گا۔ کوئی حربہ اور جادو سحر اس پر کسی کا تاثیر نہ کرے گا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہ ہو گا۔"

یہ حال نامے سے دریافت کر کے جو سر اٹھایا۔ اس پری کو نہ پایا' سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہو گئی۔ اگر پکاریں گے تو اے گی۔ یہ سوچ کر گویا ہوئے: "اے

پری زاد طلسم سامنے آؤ' عطیہ شاہ جاوداں عنایت کرو۔"

چالاک یہ صدا سن کر جلو خانے سے اس سبکی کے ساتھ اڑا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچا ہو کر پردے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آ کر اتر اور تھال لا کر سامنے ان کے رکھ دیا وہ بہت خوش ہوئے اور ڈنڈوت کر کے مٹھائی کھائی' لمحہ بھر میں بیہوشی چھائی۔ چالاک نے خنجر سے مہنت کا سر کاٹ ڈالا۔ العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا۔ صدائے مہنت آنے لگی۔ باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوند کی طرف بھاگے اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سو فار کہاں ہیں"

اس نے کہا تھا: "مہنت کے پاس ہیں۔" اس وقت غل سن کر اس نے کہا: "ہائے دونوں مارے گئے اور اٹھ کر بارگاہ مہنت کی طرف دوڑا۔

یہاں سو فار پر چالاک نے خنجر چار انگل اونچا ہو گیا۔ پھر اس نے حملہ کیا اب کی بالشت بھر اونچا ہوا۔ اس نے پتھر مارا پتھر الگ گرا۔ پھر اس نے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آ پڑا۔ چالاک مجبوراً جست کر کے بھاگا۔ ساحر بسبب خوف کے اس کے پیچھے نہ دوڑے۔ یہ صحیح سلامت نکل گیا۔ اور بختیارک نے سو فار کو ہوشیار کیا اور سب حال کیا۔

اس ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار مہنت نے قید کئے تھے وہ چھوٹ گئے تھے وہ مسحور پھر ہو گئے اور اسی طرح پیکان نے جو سردار قید کئے ہیں' وہ بھی سوفار کی قید میں آئے ہیں کہ جب یہ مارا جائے تو رہا ہوں۔

غرضیکہ بعد مسحور کرنے سرداروں کے اس نے بہت کچھ لاف و گزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو میں کیا کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر لاش مہنت کی اس کی فوج کے سپرد کر کے حکم دیا: "اس کو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے جاؤ۔" پھر ایک تعزیت نامہ بھی پانی طرف سے لکھ کر حوالے کیا۔ فوج اس کی لاش اٹھا کر نالاں و گریاں روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کرنے لگا۔

ادھر چالاک نے جا کر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اس کو خلعت دیا۔ پھر مصروف عیش و عشرت ہوئے اب دونوں لشکروں کو اس حال میں چھوڑ کر شمہ حال شہر یار کشور عیاری و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمرو بن امیہ ضمیری کا سنیے۔

کہ جب ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمرو بامروت دریائے مروارید کو طے کر کے روانہ ہوئی تو بعد چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہنچی۔ اس کوہ کی صورت ہمہ تن ازبخ و بن شیر کی ایسی تھی چہار طرف شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فریاد روزگار نے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا۔ اسد چرخ بھی اس کو دیکھ کر خوف کھاتا تھا۔ جنگلی شیر دم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب الحیال کی مجال نہیں جو اس جگہ آ سکے۔ اس فلک پیر کی طاقت نہیں جو روباہ بازی دکھا سکے۔ ثور فلک ہمیشہ اس کے خوف سے لرزاں مہابت سے اس کی فوج گردوں تراساں و ہراساں بت خانہ روزگار میں چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت غراتی اور ڈراؤنی بنائی تھی۔ ساکنان دنیا کو ایک لقہ ہی کرنے کی تدبیر ہویدا کی تھی۔ اس لیے پتھر کی صورت شیر کی پیدا کی تھی۔ خورشید اس کوہ سے سر بچا کر نکلتا تھا۔ تھراتا تھا۔

عمرو نے مخمور سے پوچھا: "یہ کون مقام ہول خیز ہے کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے۔"

مخمور نے کہا: "اس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہیں۔ شیران ژیان اس پر رہتے ہیں۔"

یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھ کر دانہ ماش کا عمرو پر مارا کہ یہ بیہوش ہو گیا۔ مخمور نے اٹھا کر ایک غار میں ڈال دیا اور دہن غار پوشیدہ کر دیا ہے پھر دو بیر سحر کے غار پر بٹھا دیئے اور ان سے بتا کیدا کید کہہ دیا: "خبر دار حفاظت کرنا' کوئی خواجہ کو لے نہ جائے۔"

یہ کہہ کر آپ بے خوف و خطر پہاڑ کی گھاٹیاں بے گئی اور قلعہ کوہ پر پہنچی۔ اس کے پہنچتے ہی ایک ببر غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا: "آپ کون ہیں جو یہاں آئیں اور دل میں کچھ خوف نہ لائیں۔"

اس نے جواب دیا: "ہماری خبر جا کر اپنے مالک سے کرو اور ہمیں ان کے پاس لے

چلو۔ کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم آئی ہیں آپ کی ملاقات چاہتی ہیں۔"

یہ سن کر وہ شیر روانہ اور اسی کوہ پر ایک مکان بنا ہے۔ ببر جادو اس میں رہتا ہے وہ شیر وہاں آیا اور پیام گزرا ہوا۔

URDU4U.COM

ببر نے کہا: "ارے تو نے اس ملکہ کو روکا کیوں جلد تعظیم تمام بجالیاں۔ وہ ببر خدمت مخمور میں آیا۔ پنجے مخمور جھوڑ کر بادب تمام گویا ہوا: "چلیے آپ کو بلایا ہے۔"

مخمور اس کے ہمراہ چلی اور اندر ایک مکان کے گی سقف و مکان اس کے مطلا تھے۔ مصقلا اس کا چاندی کا تھا دیوار و در جگمگاتے تھے لیکن ہر جگہ تصویریں شیر کی بنی تھی اور پتھر کی چوکیاں شیر نما صحن میں بچھی تھیں۔ شیر کی کھال کا فرش سب مکان میں کیا تھا۔ ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اس کے کھڑا تھا۔ یہ جو کھڑا تھا۔ یہ بیابان آتش فشاں کو کوہ اسد کے قریب ہے اس کا مالک ہے اور یہ جو بیٹھا ہے۔ اس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہے' مخمور نے وہاں پہنچ کر ہاں اٹھایا دونوں شیر پیکر بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور اس سے ہاتھ ملایا اور کہا: "آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمیں سرفراز کیجئے۔"

مخمور نے کہا: "بیٹھنے کی فرصت کہاں اس وقت عمرو تو نہیں آیا۔ میں بحکم شاہ اس کے تعاقب میں رواں ہوں اور وہ گریزاں ہے۔" اس ساحر نے کہا: "اس طرف کوئی نہیں آیا۔ آگر آتا تو فی الفور قید ہو جاتا۔

مخمور نے جواب دیا: "میرے سامنے وہ اس پہاڑ کے قریب آ کر غائب ہوا ہے۔ ازبسکہ یہ جگہ تمہاری ہے میں اس کو تنہا ڈھونڈ نہیں لاتی۔ شاید مجھ کو کوئی شیر نہ پنچانے اور در پے آزاد ہو۔ اس لیے آپ کا میرے ساتھ چلنا اچھا ہے۔"

ببر جادو نے کہا: "میں حاضر ہوں' جہاں لیے چلیے میں سر آنکھوں سے چلوں۔"

یہ کہہ کر اٹھا اور ہاتھ پکڑ کر چلا۔ اس طرف سے تو یہ روانہ ہوا۔ اور ادھر بلائے جادو' جس کو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہا اب نہ جادو اور اس نہ مانا تھا۔ دوبارہ ببر گرفتاری عمرو چلا تھا۔ ڈھونڈتا ہوا اسی جگہ پہنچا' جہاں غار میں عمرو کو مخمور نے ڈال دیا

ہے۔
الغرض اس نے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہیں سمجھا کہ یہاں کچھ بھید ہے۔ جب تو یہ حفاظت کرتے ہیں۔ یہ سمجھ کر اس نے سحر پڑھ کر ان پتلوں پر پھونکا کہ وہ جل گئے۔ یہ غار میں اترا۔ عمرو کو بیہوش پڑے دیکھا۔ شکر سامری بجا لایا اور کمر میں پنجہ دے غار کے باہر آیا' چاہا کہ سر کاٹ کر لے جائے پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ افراسیاب اس حرکت میں پر ناراض ہو جائے۔ پس یونی چاہتا تھا کے لے جائے۔
اس وقت مخمور اور ببر وہاں پہنچے۔
مخمور نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا: "اے ببر دیکھو وہ عمر کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہے۔ افسوس کہ تمہاری عملداری سے غیر شخص پکڑے جائے اور تم سے کچھ نہ ہو سکے۔ اب یہ شاہ جاوداں کے پاس جا کر کیسی لعیلی کرے گا اور شیخی مارے گا کہ جس کی حد نہیں اور تم کو ذرا اس امر میں کد نہیں۔ میں کم بخت نا حق تمہارے پاس گئی تھی اگر یہیں ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی۔ اب مجھ کو بھی ذلت ہو گی۔ شاہ کے روبرو ہم چشموں میں ندامت ہو گی۔
اس نے ببر کو ایسا گرمایا کہ اس کو غصہ آیا اور للکارا: "باز اور خیزہ سر تو کہاں اس کو لے چلا اور میری جگہ میں کس لیے تو نے قدم دھرا۔"
بلائے جادو نے اس کے ڈانٹنے سے رک کر جو دیکھا تو مخمور کو ببر کے ساتھ پایا پکارا: "اے ببر جادو اس کے فقرے میں نہ آنا' یہ عمرو کی دوست ہے اور شہنشاہ سے اس نے بغاوت کی ہے۔"
مخمور نے کہا: "اے ببر' یہ اس کی جعلسازی ہے چاہتا ہے کہ مجھ کو متہم کر کے تم سے لڑوائے اور آپ نکل جائے۔ اچھا تم اس سے کہو کہ عمرو کو مجھ کو دے' میں عمر و مخمور دونوں کو پاس شہنشاہ لے جاؤں گا۔ بس اگر یہ دیدے تو تم جاننا کہ یہ بچا ہے مجھ کو بھی پکڑ لینا اور اگر نہ دے تو میرے قول کو صحیح جان کر اس کو جانے نہ دینا۔ ببر کو اس کا کہنا پسند آیا پکارا! اچھا' تو عمرو کو میرے والے کر اور اپنی راہ

لے' میں ان دونوں کو شاہ کے پاس لے جاؤں گا۔"

بلائے جادو نے جواب دیا: "تجھ کو خبط ہو گیا ہے میں نے اس کے لیے خاک چھانی تجھ کو کیوں دوں' میں کیا کمزور ہوں ببر کو اس کلمہ ہر غصہ آیا اور مخمور نے پر تسلی دلایا: "کیوں میں نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دے گا' فقرہ کرتا ہے۔"

ببر نے کہا: "تم دیکھو' میں ابھی چھینے لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور زمین سے وہی ببر جو چوکی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر لپکا۔ بلائے جادو نے ا کو آتے دیکھ کر اس کو بیضہ بیہوشی مارا جہاں وہ بیضہ آ کر گرا اسی جگہ وہ شیر رک گیا پھر آگے نہ بڑھا۔ ببر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین میں سما گیا اور بعد لحہ بھر کے ایک ڈبیہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلا اور اپنی زبردستی جتانے کو وہ ڈبیا مخمور کے حوالے کی۔ یہ اس لیے کہ یعنی میں ایسا ہوں کہ الگ کھڑا رہا اور غیر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کر ڈالا۔ قصہ مختصر اس ڈبیا کو دے کر کہا: "اے مخمور اس میں سیندور ہے طلسم کا' اس سیندور کا ایک ٹیکا اس شیر کے ماتھے پردے دو اور حکم دو کہ بلائے جادو کو مار ڈال۔"

مخمور نے ڈبیا کھول کر ٹیکا ببر کی پیشانی پر دیا اور کہا: "کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اس کو۔"

ببر نے جا کر طمانچہ مارا کہ بلائے جادو گرا۔ ہر چند اس نے جادو کیا کچھ نہ ہوا۔ ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا۔ غل شور اس کے مرنے کر برپا ہوا۔ ببر لاش اس کی اٹھا کر سمت شاہ طلسم لے چلے یعنی بگولے لاش کا اڑاتے ہوئے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی۔

مخمور نے سحر پڑھ کر پھونکا کہ عمرو ہوشیار ہو اور اٹھ کر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر ببر جادو نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ زین پر گر کر لوٹنے لگا۔

مخمور نے کہا: "اے ببر تم نے اس پر سحر کیوں کیا۔ میں تنی دور سے متلاشی اس کی آئی ہوں اس کو میں لے جاؤں گی۔"

اسی نے جواب دیا: "اور مکارہ' میں تیرا فریب اب سمجھا بلائے جادو سچ کہتا تھا کہ تو

شہنشاہ سے باغی ہے۔ خیر میرے ہاتھ سے کہاں جائے گی۔ تجھ کو بھی مارے لیتا ہوں اور روز مفتری کا بھی سر کاٹوں گا۔"

URDU4U.COM

مخمور نے سارا جھگڑا اس لیے کہا تھا کہ کسی طرح ڈبیا سیندور کی ملے جس کی وجہ سے بیابان آتشیں میں راستہ پائے پس وہ ڈبیا اس کو مل چکی تھی۔ اب یہ کب دیتی تھی۔

پکاری: "بھڑوے کیوں تیری قضا آئی ہے لے سنبھل۔"

ببر جادو نے بھی جھولے پر ہاتھ ڈالا۔ مخمور نے ڈبیا سے سینہ ورلے کر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اسی شیر کے لگایا اور حکم کیا: "لے اس کو۔"

پھر تو اس شیر نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا۔ ببر جادو نے ہر چند روزکا۔ صدہا طور کا سحر پڑھا مگر اس کے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ ٹیکا ماتھے پر دے مالک بیان اسی کا کہنا کرے بس جاتے ہی ایسا طمانچہ ببر جادو کے شیر نے دیا وہ گر کر سرد ہو العیاذ باللہ شور اس کے مرنے کا ایسا بلند ہوا کہ وہ و دشت میں زلزلہ پڑ گیا جو جو اس کی سحر کی بنائی ہوئی علامت اس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی۔ وہ مکان جل گیا مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہے۔ باقی رہا۔

غرضیکہ بگولے اڑ کر شاہ طلسم لے چلے اب حال سنیے کہ اس ببر کوہ کے آگے ایک بیابان ہے کہ نام اس کا بیابان آتش فشاں ہے۔ یہ شیر اس کا نگہبان ہے جس کے پاس سیندور ہو اس کا بانیان طلسم نے اس کو مطیع کر دیا ہے۔ یہ مالک سیندور کو بیابان میں لے جاتا ہے۔

جب سرحد بیابان پر پہنچتا ہے اس کے آگے عملداری گیسوی کا کل کشا نام ایک ساحرہ کی ہے۔ اس شیر کے سرحد پر آنے کی خبر رکھتی ہے۔ جب یہ وہاں پہنچا ہے وہ کنیز کو بھی کر رہبری کراتی ہے۔ ذکر اس کا آگے بیان ہو گا اس وقت مخمور نے کہ راز اس راہ کے متوقف تھی تیرا ٹیکا ماتھے پر اس شیر کے دیا اور حکم کیا: "ہم کو بیابان آتش سے نکال لے چل۔"

شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا: میری پیٹھ پر سوار ہو جیسے جدھر جی چاہے چلیے۔"
مخمور معہ عمرو کے سوار ہوئی اور شیر نے آگے کی راہ لی اسد کوہ کے درہ میں داخل ہوا
اور دور روز تک برابر رات دن چلتا گیا۔ درے میں بڑے بڑے غار تھے۔ اژدر منہ کھولیک
ہر جگہ بیٹھے تھے۔ عجب تنگ و تاریک مقام تھا۔ ہول خیز وحشت آگیں تمام تھا۔ خدا
خدا کر کے وہ درہ تمام ہوا۔
تیسرے روز جب درہ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا۔ یہ سپاران منازل سپہر دشت
طلسم بھی درے سے باہر ہوئے۔ لیکن اس جانے پر آفت میں نکل کر دوسری مصیبت
میں پھنسے یعنی بیابان آتش فشاں میں پہنچے۔ اززمین تا چرخ بریں سوائے آگ کے اور
کچھ نظر نہ آیا۔ صحرا کو کرہ ناز پایا' جو غار تھا وہ کرہ آہنگر تھا۔ ہر جگہ انبار اخگر تھا
شرارے بلند تھے۔ گویا آگ کے درخت آگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی۔
آتشکدہ نمرود و زر دشت کی کیا حقیقت بھی جو یہاں گرمی تھی۔ چنگاریاں اڑ کر ہوا
سے آگ گراتی تھی یا تارے ٹوٹتے تھے۔ شیاطین کے یہاں آتے ہی جی چھوٹتے تھے
سراسر جہنم وہ زمین تھی۔ دوزک ہادیہ سے بڑھ کر کہیں تھی۔ لپٹ اس آتش کی شعلہ
عقل دانا جلاتی تھی۔ ہوائے گرم باور مزاجوں کا صفرا بڑھاتی تھیں۔ جسم میں خون کھولاتی
تھی۔ بھپکا آگ کا بگولے کی طرح اٹھتا ایک ایک انگارا نعرہ اسفلی السافلین کا بھرتا
تھا۔

دست مژگان سے دیدہ تر
چکھے جلتے تھے مرد مک پر

مچھلی تھی چھپی کف تباں میں
بازو میں زمیں میں آسماں میں

کوئی نہ علاج تشنگی تھا

آب ہجر آتشی تھا

خاکی سوئے مرد مان آبی
سورج کی تھی سر پر آفتابی

ذرے سورج کی آنچ پا کے
تل بن گئے چشم نقش پا کے

URDU4U .COM

کنارے پر اس بیابان شرر ریز اور داری آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اس کے ایک زن حسینہ و جمیلہ شعلہ رخسار شمع غدارا استادہ تھی۔ جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا۔ اس نازنین نے ایک کاغذ نکال کر مخمور کو دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈال دے کچھ خوف و بیم نہ کر۔
اس نے شیر کو تالاب کی طرف ہانکا۔ وہ تو مطیع حکم تھا۔ فوراً تالاب میں دکر غوطہ مار گیا۔
عمرو نے دل میں کہا: "اب بیشک خلعت ہستی جلا۔"
رقنا ربنا عذاب النار
پڑھنے لگا نظر مبدر آفر منبدہ نارو خاک تھی۔ کشتی جاں نہ گرداب ہلاک تھی۔ پیچان غاطان' گلطان و پیچان بری دور تک چلے گئے۔ وہ تالاب آتشیں ان کے لیے گلزار خلیل بن گیا کہ جلنے سے محفوظ رہ گئے۔ بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئیں ایک میدان وسیع میں پایا اور سامنے ایک دیوار سر بہ فلک کشیدہ کو منزلوں تک کھنچے دیکھا سد سکندر اس کے رو برو کمپایہ نردبان فطرت سامنے اس کے فرد مایہ اس شیر نے جھپٹ کر اس دیوار میں ٹک ماری کہ سر پھٹ گیا اور ہائے کہہ کر گویا ہوا کہ افسوس مجھ کو کم بخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنوں کو یہاں تک پہنچایا۔"

یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا۔ اس کے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب برباد ہو گیا ایک جنگل ویران سا نظر آنے لگا اور ہر کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکڑے مارنے سے اس دیوار میں ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نازک بدن دوسری اس جگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی نازو انداز میں بلائے بے درمان تھی رشک حسینان جہاں تھی۔ یہ بھی کنیز بھی ملکی گیسوے کا کل کشا کی ہے اور وہ جو تالاب پر رقعہ لے کر گئی تھی وہ بھی پرستار اس کی تھی پس جیسا اوپر ذکر ہوا کہ جو شیر سرحد بیابان پر پہنچتا ہے تو یہ کنیز کو برائے رہبری بھیجتی ہے۔ پس اول ایک کنیز بھیج کر یہاں بلوایا۔ لیکن بعد لمحہ کے اس کو خیال آیا کہ دیکھوں کون اس طرف آتا ہے اور شیر طلسم کس کو لاتا ہے۔ اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز ہو تو میں بہر استقبال جاؤں اور نہایت تعظیم سے لاؤں یہ خیال کر کے ورق سامری نالے کے نکالے اور بغور دیکھے۔

معلوم ہوا کہ مخمور نے سیندور طلسم پایا ہے اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا ہے دریافت کر کے اس کو غصہ آیا اور ایک کنیز قاش جادو نامی کو اس نے حکم دیا: "جا عمرو اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہے جو دیوار سے نکلی ہے۔ بس نکلتے ہی اس نے للکارا: "اے نمک حراماں تم نے یہ دل پیدا کیا کہ یہاں تک قدم رکھا۔ مخمور عمرو شیر نے جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے۔ اس کے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمرو نے جھپٹ کر جان الیاسی مارا اور اس کو کھینچ کر زنبیل میں ڈال لیا۔ پھر ایک گوشہ میں جا کر اس کا چہرہ زنبیل سے میں ڈال لیا۔ پھر ایک گوشہ میں جا کر اس کا چہرہ زنبیل سے نکال کر بیہوشی کو پلایا اور اس کو باہر نکال کر رو برو بٹھا کر رنگ و روگن عیاری سے اپنی صورت مثل اس کی صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا: "تم میری صورت بنوا۔ بزور سحر یہاں سے چلو۔"

اس نے عمرو کی سی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اسی کے پہنے۔ عمرو نے پیرہن اس کنیز کا پہنا اور اس کو پھر زنبیل میں رکھ کر اس دیوار میں جو دروازہ پیدا ہوا

تھا اس میں قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی۔ پل پر تختہ پڑا تھا۔ فیل بند دروازہ کھلا تھا فصیل ہائے قلعہ ساحر بیٹھے تھے کوئی شیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے۔ برج بارے کنگرے فصیلیں ہر ایک عمدہ چار دیواری سنگ موسیٰ کی سیاہ تھی۔ اس پر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی

URDU4U.COM

تھا بلندی میں اس کا ہر پایہ
پایہ آسمان کا ہم پایہ

وہ طلائی بروج جلوہ نما
ماہ کرتا تھا جن پہ کسب ضیا

نور آگیں تھی جو عمارت تھی
سرمہ قوت بصارت تھی

یہ دونوں ور قلعہ پر آئے وہاں چالیس ساحر بیٹھے تھے انہیں دیکھ کر مستفسر ہوئے: "اے قاش جادو' کہو عمرو کو لائیں۔"
عمرو نے جواب دیا: "نگوڑا کیا اندھے ہو' دیکھتے نہیں کہ میرے سحر سے خودبخود ستہ ستہ عمرو چلا آتا ہے ہے۔"
وہ ساحر ہنس کر چپ ہوئے اور یہ دونوں اندر قلعہ کے چلے۔ یہ قلعہ جادوگر اور جادو گرنیوں سے آباد تھا۔ جابجا مند بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اس میں دھری تھیں ترشی ہوئی بلور کی تھیں۔ گلی کوچہ پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے۔ دکانیں سجی سجائی تھیں۔ محرابیں میں غیرت ابرواں شاہدان بنائی تھیں جنسی

ہر طرح کی ان میں بھری جو چیز ہے چاہیے ہوا افراط سے دھری رنج اگر وہاں جائے تو راہ بھول کر بہکتا ہے پھرے غم در بدر بھٹکتا پھرے۔ امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا۔ فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا۔

URDU4U.COM

شاد آباد سب رعایا تھی
محو عشرت تمام دنیا تھی

شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا
گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا

واقعی تھا طلسم کا وہ دیار
سحر آ گیں تھے کوچہ و بازار

عمرو مخمور سیر کرتے ہوئے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوئے ور قریب آ کر گویا ہوئے: "اے قاچ چلو بلکہ بلاتی ہیں۔"
اس نے کہا: "چلی تو آتی ہوں۔ کیسا سر سر پاؤں رکھوں۔" یہ کہہ کر ان کیساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دارالامارت شاہی میں آیا اس مکان کو نرا طلسم پایا لیکن ملکہ اس وقت دربار میں نہ تھی' الگ ایک مکان میں شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی۔ وہ ساحران دونوں کو وہاں لائے' آپ دروازے پر ٹھہرے۔ یہ دونوں اندر گئے۔ دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہے۔ ایک ایک سنگ ہمسنگ لعل ا الماس لگا ہے۔ درجے اس کے غیرت وہ درجہ ہائے منازل فلک ہیں صفائی میں پراز چمک و دمک ہیں۔ صحن خانہ صحن فلک کا جواب۔ خلاصہ یہ کہ ہمر کمرہ اس کا لاجواب و انتخاب

وہ سجا تھا برنگ خلد بریں
صدقے کیجئے گار خانہ میں

ہانڈیاں تھیں حباب نہر چمن
کنول انجم کی طرح تھے روشن

URDU4U.COM

کہتے ہیں چلمنوں کی ذی ادراک
ہیں یہ عشاق کے دل صد چاک

تار ہائے شعار نور ہیں یہ
عکس مژگان چشم حور ہیں یہ

شاخل گل سے تھے نازک اس کے ستون
صورت سرو باغ ہیں موزون

کھڑکیاں تھیں دریچہ جنت
درجہ درجہ حدیقہ جنت

سامنے کے ایوان میں مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما ملکہ گیسوئے کاکل کشا بیٹھی تھی از سرتا پا جواہر کا شیور پہنے تھے۔ لطافت اس کے عارض صبح سے رونق صفا سیکھتی تھی۔ غازہ رخسار سیم تنان کو گوری رنگ تو اس کی تازگی دیتی تھی۔
عمرو نے سامنے جا کر سلام کیا۔ اس نے کہا: "کیوں قاش کیا ہوا اس نے کہا: "حضور کے اقبال سے لائی۔"
ملکہ نے کہا: "وہ نمک حرام مخمور کہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ نہیں ملی۔" ملکہ

کو کچھ شبہ گزرا اور اس کے سامنے ایک آئینہ سحر کا رکھا تھا۔ اس کو اٹھا کر دیکھا' حال معائنہ کیا کہ عمرو تیری کنزی قاش کی شکل ہے اور مخمور بصورت عمرو ہے۔ پس یہ معلوم کرتے ہی۔ اس نے ڈانٹا' باز اودزد مکار' میں نے تجھ کو جانا۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر ایک نارج سحر پڑھ کر مارا۔ مخمور نے دیکھا کہ پڑا غضب ہوا۔ عمرو مارا جائے گا۔ بس بہت جلد سحر پڑھا کہ نارج کو ایک تھپکی دی کہ وہ الٹا پلٹ گیا' لیکن ہاتھ مخمور کا بھی جل گیا تھا۔ مخمور نے عمرو کے گلے میں ایک رومال باندھ دیا کہ گیسوی کا کل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور واقعی جب اس نے گولا سحر تک نہ پہنچا دو سحر اس کے خالی گئے بسبب رومال کے اثر پذیر نہ ہوئے۔ اس وقت اس نے نعرہ مارا: لینا لینا اس کو۔"

کنیز اس کی جوق در جوق ہر سمت سے پیدا ہوئیں اور مخمور عمرو کو گھیر کر لڑنے لگیں۔ عمرو نے اس وقت خیال کیا کہ یہاں کی یہ حاکم ہے۔ بالفرض کنیزوں کو مخمور مغلوب کرے گی۔ فوج ساحران آ کر گھیرے گی۔ مناسب یہ ہے کوئی تدبیر کروں۔ یہ سوچ کر بیچ میں ان کنیزوں کے در آیا چونکہ سحر تو تاثیر نہیں کرتا تھا رومال کی وجہ سے۔ اس نے حقہ ہائے نفتی جو داغ کر مارے تمام مکان میں پھیلا۔ خصوصاً جہاں گیسوی کا کل کشا اور کنزیں تھیں بالکل تاریکی ہو گئی۔ عمرو نے جس الیاسی اسی اندھیرے میں ملکہ گیسو پر مارا اور اس کو کھینچ کر زنبیل میں ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ وہاں مخور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے اس کا خیال نہ کیا اور اس نے بہت جلد معجزہ طلب کیا۔ یعنی پہلی اقساط میں مذکور ہوا ہے کہ عمرو کو تین دانے انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلائے تھے جس کی تاثیر یہ ہوئی تین خصلتیں اس کو خدا نے عنایت فرمائیں۔ ای یہ کہ زبان ہر قوم کو جانتا ہے اور بولتا ہے دوسرے دم بھر میں بہتر صورتیں بدلتا ہے یعنی زنبیل پر ہاتھ رکھ کر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو جائے گی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داد دی رکھتا ہے۔

قصہ مختصر اس وقت معجزے سے یہی خواہش ہے کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو گئی اس نے اس مکان کے گوشے میں جا کر ملکہ گیسو کو نکال کر بہت جلد پیراہن اس کا اور زیور اتار پھر اس کو زنبیل میں ڈال کر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر جھپٹا آ کر دیکھا تو کنیزیں کسی طرف سے نارنج اور کسی طرف سے ترنج مار رہی ہیں اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہے۔ وار کرنا نصیب نہیں ہوتا ہے نارنج پھٹتے ہیں۔ شعلہ ہائے آتش نکلتے ہیں مارو عقرب منہ پھیلا کر دوڑتے ہیں۔ عنقریب ہے کہ مخمور قید ہو جائے۔ یہ دیکھ کر بیچ میں آ کر اس نے نعرہ مارا:

"اے کنیزاں خبردار تم اس پر ہاتھ نہ ڈالو میں سمجھ لوں گی۔"

کنیزیں اس کے منع کرنے سے علیحدہ ہوئیں اور عمرو نے پاس جا کر مخمور کو تل دکھایا وہ سمجھ گئی کہ خواہ نے عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھ کر قدم پر گری اور عرض پیرا ہوئی: "مجھے عمرو نے بہکایا تھا۔ اب معلوم ہوا کہ یہ زبردست ہیں مجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔ بس میری خطا معاف فرما کر شاہ جاوداں سے ملا دیجئے۔ گیسو نقلی نے سر اٹھا کر سینے سے لگایا اور فرمایا! دیکھو عمرو ایسا مطلب آشنا ہے کہ تم کو اس بلوے میں اور مجمع دشمن میں چھور کر چھپ گیا ہے سنا ہے کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہے۔"

مخمور نے کہا: "ہاں اس کے پاس گلیم ہے وہ اوڑھ لیتا ہے اور پوشیدہ ہو جاتا ہے لیکن آپ کے ملک سے کہاں جائے گا۔"

ملکہ نے کہا: "اے کنیزوں' دروازہ شہر کا جا کر حکم ہو کر بند کریں اور جا بجا ہوشیاری رکھیں۔ عمرو بھاگ گیا ہے جہاں پائیں گرفتار کریں۔"

کنیزیں حسب الحکم گئیں اور وزیروں سے ابلاغ حکم ملکہ کیا۔ شہر میں ساحر متلاشی پھرنے لگے۔ در شہر بند ہو گیا بے سندر ابداری آنا جانا بند ہو گیا۔ اس مکان پر بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا۔ مخمور اور نقلی گیسو دونوں مسند پر بیٹھے کشتیاں شراب کی منگوائیں۔ بادہ احمر سے کام جان روشن کیا۔ پھر مخمور کو لے کر دارالا مارت میں آئے اور خزانہ

دار کو طلب کیا اور کہا: "ان کو خزانہ دکھاؤں گی۔"
غرضیکہ کنجیاں لے کر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو ہٹا کر مال و اسباب جا کر زنبیل میں رکھا اور مکان مقفل کراکر تخت شاہی پر آ کر جلوہ فرما ہوا اور جس طرح قلعہ نورانیہ میں ڈھنڈورا پٹوایا تھا کہ مہاخباں شہر ماں سرکار میں جمع کرا دیں کیونکہ عمرو کے لوٹنے کا خوف ہے۔ اسی طرح یہاں بھی منادی کر دی۔ جب مال اور روپیہ جمع ہوا۔ سب ملا زنبیل میں رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہاں رہ کر وزرائے سلطنت سے کہا: "ہوشیار رہنا۔"
مخمور نے سحر سے سخت تیار کیا اور دونوں سوار ہوئے اور قلعہ سے نکل کر آگے بڑھے۔
یہاں تمام رعایا اور روسا شہر جانتے ہیں کہ ملکہ عمرو کو گرفتار کرنے گئی ہیں۔ اس وجہ سے سب مطمئن ہیں اور یہ دونوں جو یہاں سے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پر شکوہ کے پہنچے۔ دیکھا پہاڑ مثل کوہ البرز بلند ہے دامن کوہ میں سبزہ زار دل پسند ہے۔ پہاڑ سے چشمے جاری ہیں۔ جھرنا جھڑتا ہے گیاہ سبز فام مینارنگ روئیدہ ہے۔ جوش فصل بہار ہے۔ رشک قبا خضر ہائے فلک کوہسار ہے۔ گھائے خود رو مثل چرغ انجم درخشاں ہیں۔ خوشے غیرت سنبلہ سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشاں ہیں طاؤس و کبک و تدرو دانگ کوہ اور دامن کوہ میں چماں چماں خراماں ہیں۔ رفتار قیامت کیز شاہدان روزگار پر خنداں ہیں۔
اور ایک طرف کوہ دامن میں مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بارایوان کی دھوم ہے دکانیں لگی ہیں جنس ہائے گراں مایہ ہر طرح کی رکھی ہیں۔ تاجرذی مرتبہ موجود ہیں تحفہ ہائے ہادیار کے پاس نا معدود ہے۔ جادوگرنیاں ساڑیاں باریک باندھے زیور مرصع پہنے' ہاتھوں میں تھالیاں سونے چاندنی کی لیے چوکیں روشنے کئے پہاڑ پر چڑھتی ہیں اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اترتی ہیں۔ ہر ایک حسن میں انتخاب بتاں دہر سے جو ہے وہ خورشید چہرہ ہے آفتاب تاباں ان کو دیکھ کر دامن کوہ میں منہ چھپائے۔ نقاب سحاب شرم سے اپنے منہ سے نہ اٹھائے۔

عمرو مخمور تخت سے اتر کر سیر کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہاں ایک گنبد سونے کا ہے کلس اس پر یاقوت کا چڑھا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے برج فلک کب اس کے ہم پایا ہو سکتے ہیں مثنل ماہ کو اس کے فروغ کے سامنے لوگ اندھا اندھا جلنا کہتے ہیں۔ گنبد آسماں روبرو اس کے نیلا سائبان معمار عقل اس کی گلابی دیکھ کر چکر میں اور حیران ہیں۔

گرد اس گنبد کے تخت دکانداروں کے لگے تھے ان پر دکاندار بیٹھے بتاشے اور کلا وہ اور ہار پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازہ پر گنبد کے بڑے بڑے گھنٹے ٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے' سکے تمام جسم یں چنچن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا۔ دھوتیاں تمپیری باندھے آسنی بچھی تھی۔ اس پر پالتھی مورے بیٹھے تھے۔ جو کوئی جاتا تھا پہلے اس کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا۔ وہ کنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہا ساحر سامنے اس گنبد کے درختوں کے نیچے اسی پر آنکھیں بند کئے۔ جمشید کے دھیان میں گیان لگائے بیٹھے مالال جپتے ہیں کچھ لوگ ایک پاؤں سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہیں اور ہر طرف خلائق کا اژدھام ہے ڈہرو بجتا ہے بجن ہو رہے ہیں۔ برہمن ڈھول بجاتے پھرتے ہیں۔ غول کے غول عورتوں کے گاتے ہوئے آتے ہیں۔ بعض ان میں پیکر ما کرتے ہوئے جاتے ہیں۔ نوبت خانہ رکھے ہیں۔ نوبت بجتی ہے دھونسے پٹتے ہیں۔ شور و غل ایسا ہے کہ کان پڑے آواز نہیں سنائی دیتی۔

عمرو نے مخمور سے پوچھا: "یہ کون سا مقام ہے جہاں یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے۔"

مخمور نے جواب دیا: "یہ گنبد سامری ہے اور مالک اس گنبد کا ہوائی جادو نامی ایک ساحر ہے۔ بڑا ظالم واکفر ہے۔"

عمرو نے کہا: "چلو اندر اس مٹھ کے چلیں اور وہاں سے بن پڑے تو دست برد کریں۔"

اس نے کہا: "آپ کی مرضی۔"

ازبسکہ عمرو بہ شکل گیسو تھا۔ سامنے گنبد کے گیا وہاں کے اتیت پہچان کر اٹھے اور دعا دینے لگے۔

عمرو نے کہا: "کنڈی کھولو کہ پوجا کریں۔"

URDU4U.COM

انہوں نے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا' جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی ہوا گرم چلی کہ عمرو بیہوش ہو گیا اور باہر گنبد کے کسی نے دھکیل دیا اور صدا آئی: "آج تک یہاں کسی مسلمان کا قدم نہ آیا تھا۔ آج یہ مندر بھی نجس ہو گیا۔ خبردار لینا جانے نہ پائے۔

یہ صدا سن کر ساحر پکڑنے دوڑے۔ مخمور نے دیکھا کہ عمرو ڈالا جائے گا۔ بس پنجہ بن کر جوگری اٹھا کر اڑی لینا لینا کا غل ہوا۔ مگر یہ فراٹا بھر کر کئی کوس نکل گئی اور صحرا میں پہنچ کر ایک غار تنگ اور جائے پوشیدہ دیکھ کر چھپ رہی۔

ہوائی جادو مالک گنبد اور چند ساحر سمت ہر طرف ڈھونڈتے پھرے' جب کہیں پتہ نہ ملا۔ ہوائے جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کے کر دیا کہ نکل نہ جائیں اور آپ سمت شاہ طلسم چلا۔

پہلے قلعہ ملکہ گیسو پہنچا اور وزیروں سے بیان کیا کہ ملکہ تمہاری پکڑی گئیں۔ ان کی صورت بنا ہوا عمرو گنبد میں گیا تھا۔ "یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زرعات ہوا سمجھ کر سر پیٹنے لگے اور یہاں سے بھی عرضی سب نے لکھ کر خدمت شاہ جاداں میں بھیجی۔

ہوائے جادو وہاں سے جو چلا تو بیابان آتش دبر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریائے مروارید کو تباہ اور خشک پا کر رویا۔

الغرض کوہ سیاہ سے گزر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت میں پہنچا۔ ملکہ کو سلام کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا: "مجھے انگوٹھی دیجئے کہ دریائے خون رواں پر کوئی نہ روکے' میں پاس شہنشاہ کے جاؤں۔"

ملکہ حیرت نے انگوٹھی برائے نشان اس کو دی اور مقدمات مذکورہ کے تباہ و برباد ہونے

پر تاسف کیا۔ ہوائے جادو وہاں سے انگوٹھی لے کر دریائے خون رواں پر آیا۔ انگوٹھی ہاتھ پر رکھ کر پکارا: "شہنشاہ مجھے اپنی خدمت میں بلوائیے۔"

URDU4U.COM

بس پکارتے ہی پنہ اس کو اٹھا لے گیا۔ اس وقت شاہ جاوداں کے روبرو لاشیں بلائے جادو دبیر جادو وغیرہ کی آئی تھیں اور بیران کے حال ان کی مرگ کا کہہ رہے تھے کہ یہ پہنچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا۔ شاہ اس سے مستفسر حال ہوا: کہ کہوں میں کیا ماجرا گزرا۔

اس نے عرض کیا: "میری حد میں عمرو اور مخمور پہنچے گنبد سامری میں جاتے وقت خداوند سامری نے فرمایا: "لینا ان کو۔" میں پیچھا دوڑا' مگر وہ بھاگ کر کہیں چھپ رہے ہیں۔ میں صحرا کو محصور بحصار سحر کر آیا ہوں کہ نکل چلے نہ جائیں اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا۔ آپ کتاب سامری دیکھ کر بتا دیجئے کہ وہاں کہاں ہیں۔" شاہ طلسم نے سب حال سن کر لاشوں کو ساحران کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی اس وقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی۔ شہنشاہ کو پڑھ کر سخت پریشانی ہوئی۔

پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ ملک گیسو بھی اسیر ہو گئی ہے اور عمرو مخمور ایک غار میں پوشیدہ ہیں۔ عمرو بیہوش ہے۔ مخمور اس کو ہوشیار کرنا چاہتی ہے۔

یہ کیفیت دریافت کر کے کتاب بند کی اور سحر پڑھ کر دستک دی ک ایک ساحر زمین سے پیدا ہو کر سامنے آیا اس کو حکم دیا: "اے قاہر قہر چشم تم ہوائے جادو کے پاس جاؤ اور یہ انگوٹھی لیتے جاؤ۔ جدھر اس انگوٹھی کا رخ پھرے گا اسی طرف عمرو اور مخمور ہوں گے ان کو گرفتار کر کے لاؤ۔

یہ کہہ کر پنجوں کو حکم دیا: "ان کو دریائے خود رواں کے پار پہنچاؤ۔" اور خلعت دے کر رخصت کیا۔ پنجے دونوں کو دریائے خوں روں کے پار پہنچا آئے۔ یہ وہاں سے پھر لشکر حیرت میں آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی۔

یہاں بصورت مبدل عیاران لشکر مہ رخ موجود تھے انہوں نے بھی سب ماجرا سنا اور جا کر مہ رخ سے بیان کیا کہ "اب عنایت" خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کر کے بیر

کوہ سے گزر کے گنبد سامری پر پہنچے۔ لیکن اس جگہ بیہوش ہو گئے اب دو ساحران کی گرفتاری کو جاتے ہیں۔"

یہ خبر سن کر سب مصروف دعا ہوئے: "کہ خدایا خواجہ کو شر سے ان ساحروں کے محفوظ رکھنا۔" سب دعا کرنے لگے برق فرنگی اٹھ کر چلا میں دونوں کو راستہ میں مار ڈالوں اور استاد کو بچاؤں۔

غرضیکہ لشکر سے نکل کر صورت ساحر کی سی بن کر پہلے دریائے خون رواں کی طرف گیا پھر ادھر سے دوڑتا ہوا ان ساحروں کی طرف چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہو کر صحرا تک پہنچے تھے کہ یہ دوڑتا ہوا پہنچا اور پکارا: "ذرا ٹھہرنا' وہ دونوں رکے۔ اس نے قریب آ کر کہا: "شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہیں۔ فرمایا ہے کہ تم لشکر حیرت میں کس کے حکم سے گئے تھے اور جانے میں عرصہ کیوں لگایا اگر اسی طرح ٹھہرے ہوئے جاؤ گے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے۔"

یہ گفتگو عتابانہ سن کر وہ ساحر گھبرائے اور عذر پذیر ہوئے: "بے شک ہم سے خطا ہوئی۔ اب ہم کہیں نہ ٹھہریں گے اور بہت جلد جائیں گے۔"

برق نے کہا: "اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے۔ الگ چل کر لے لو۔"

وہ اس کے ہمراہ دہ کوہ میں آئے۔ اس نے ایک پھل نکال کر دیا اور کہا: "لو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اس کے کھاتے ہیں دم بھر میں پہنچ جاؤ گے۔"

انہوں نے وہ پھل لے کر کھایا اسی وقت بیہو ہو گئے۔ برق نے دونوں کے سر کاٹ ڈالے۔ غل و شور برپا ہوا تاریکی پیدا ہو گئی۔ صدا آئی: "قاہر قہر چشم اور ہوائے جادو کو۔"

ان کے مرتے ہی مثل برق کے پنجے چمک گرے۔ برق بھاگنے نہ پایا تھا کہ پنجے لاشے دونوں کے اور برق کو اٹھا لے گئے۔ پنجے تو شاہ جاوداں کے پاس ان کو لے گئے۔ اور وہاں عمرو کو ہوش آ گیا۔ مخمور نے پہلے غار سے نکل کر دیکھا کہ چاروں طرف اندھیرا تھا۔ اب عمرو جو ہوش آیا غار سے نکل کر دیکھا راستہ صاف پایا تخت پر بیٹھ کر شادو خرم سمت منزل مقصد روانہ ہوئے۔

لیکن پنجے مع لاشہ ساحراں و برق باغ سیب میں سامنے سامنے شاہ طلسم کے لائے۔ برق کی تموج سے آنکھیں بند تھیں۔ پہنچ کر جو آنکھ کھلی۔ ایسا باغ پر بہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر میں نہ دیکھا تھا۔ گلہائے رنگا رنگ کی بہار اور شجر پراز گل و اثمار نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھ کر فلک نیرنگی پرواز اپنی شعبدہ بازی بھولے۔ گلزمیں کی کیفیت اسی بہار نرگس چشماں دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پاؤں ہر ایک کا پھولے۔ تعریف اس باغ کی سابقہ قسطوں میں کئی مقام پر تحریر ہے۔ اس وجہ سے اس جگہ اعادہ نہیں کیا گیا مگو طول سمجھ کر بہتر سمجھا۔

الغرض اسی باغ کی بارہ دری میں تخت طلسمی بچھا بصد کروفر شاہ جاوداں جلوہ گر تھا۔ دربار میں ساحران نامی کہ ایک ایک ان میں سامری اثر تھا۔ دنگل بہ دنگل اور کرسی بہ کرسی بیٹھے تھے۔ برق نے اٹھ کر بادباب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑ کر قدم پر گرا۔ بادشاہ نے دونون ساحروں کی لاشیں اٹھوا دیں اور اس کو عتابانہ خطاب کیا: "اے ناعیار بڑا غضب کیا تو نے کہ پرستار اور سیو ک کو گنبد خداوند سامری کے مارا۔ اب بہت عذاب سے تجھو کو ماروں گا۔"

برق نے نہایت عجز سے گڑ گڑ کر اول زبان اپنی صفت و ثنا میں بادشاہ طلسم کے کھولی:

"اے بادشاہ شاہان ساحران جہاں تیرا رتبہ فروغ افزائے آفتاب سمائے طلسمات ہے حلقہ بگوش کرنے والی شاہان دہر کی تیری بات ہے۔

میں بھی تیری عنایت سے آج مالا مال ہو جاؤں گا۔ سب رنج ملا بھول جاؤں گا۔ میری خط کچھ نہیں ہے۔ مجھ عمرو نے دھوکا دیا ہے۔ وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم میں چل کر ساحروں سے مقابلہ کر میں تجھ کو ہزار ہا روپیہ دوں گا۔ اے بادشاہ مجھ کو یہاں لا کر تین روپیہ تنخواہ دیتا ہے اور سخت کام لیتا ہے۔ اسی لیے میں ساحروں کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہو کر ہو کر شاہ طلسم کے پاس پنچوں گا۔ پھر وہاں عرض حال کروں گا بادشاہ کو اس حال میں اختیار ہے' چاہے تجھ کو سرفراز کرے چاہے ہلاک کر

ڈالے۔ قصہ مختصر آج بخت رسانے رسائی کہ قدم بوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی۔ اب سرکار کو اختیار ہے کہ جو چاہے وہ میری نسبت کیجئے' میں جانبازی کو حاضر ہوں ان باتوں سے بادشاہ کا غصہ اور برسر رحم ہو کر کہا: "تو میری ملازمت کرے گا اور دغا تو تجھ سے نہ ہو گی۔"

اس نے عرض کی: "میں جان سے تنگ ہوں۔ چار لڑکیاں میری بیاہنے کو ہیں۔ عمرو سے ایک کوڑی نہیں ملتی۔ بلکہ جو کچھ کماتا ہوں۔ وہ بھی چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکایا ہے۔ واسطہ سامری کا کہ مجھ کو یا تو اس موذی کے پھندے سے چھڑوایئے یا قتل کر ڈالیے۔ افراسیاب اس کے عجزو الحاح کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بے شک یہ عمرو سے بیزار ہے اور واقعہ عمرو لالچی اور بخیل بہت ہے اس کو کچھ نہ دیتا ہو گا اور سمجھ کر حکم دیا: "اچھا ہم نے تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کر کے حضور میں لا۔"

برق نے عرض کیا: آپ ملاحظہ کر لیجئے کہ کیا کچھ میں نے عیاری کی اگر عمرو کا نہ سر کاٹ لاؤں تو اپنا نہ رکھوں۔ لیکن اے بادشاہ مجھ کو دو ہزار روپیہ ضرور دیجئے گا کہ میں لڑکیوں کو بیاہ دوں۔"

شاہ اس کے اس کلام پر ہنسا اور کہا: "اے برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہ پائے جو اس عاجزی سے مانگتا ہے۔"

برق نے کہا: "حضور میں اس تنگدستی کا کیا بیان کروں۔"

بادشاہ نے کہا: "اس قدر تجھ کو سرکار سے عنایت ہو گا کہ تو سلطنت کرے گا۔"

برق نے دانت نکال دیے اور خندہ دندان نما کر کے پوچھنا استعجاباً شروع کیا کہ ہاں حضور مال دار ہو جاؤں گا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھ لوں گا۔ اے بادشاہ ایسا ممکن ہو گا کہ آٹھوں دسویں روز پلوا کر کھاؤں ہائے میرے نصیب ایسے کہاں جو ایک خوبصورت کنیز خرید کر کے اس سے گرم صحبت ہوں اور فکر معاش سے خالی دل ہو کر بستر نرم پر سوؤں کیوں جناب ایسا ہو گا۔

یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔

بادشاہ نے اس کو دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ کو منگا کر عنایت کیا۔ اس عرہ میں دن بھی کم رہ گیا۔ بادشاہ دربار برخاست کیا۔ سب ساحر اٹھ کر اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کر چمنستان میں گلگشت کرنے لگا اور نیز گیاں باغ سحر کی دکھاتا تھا اور برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا تھا اور اس میں سے پریوں کے چہرے پیدا ہو کر قہقہے لگاتے ہیں اور کسی گل سے کلیاں نکلتی ہیں اور جب مسکراتی ہیں تو بجلیاں چمک کر فلک پر جاتی ہیں۔ کہیں اژدہا منہ کھوے بیٹھا آتشبازی بن کر سرخ پھول پیدا کرتا ہے۔

غرضیکہ یہ عجائبات کہاں تک بیان ہوں ایسا ہی کچھ بہت تماشا دیکھا۔ پھر شاہ جاوداں لب نہر آ کر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اس کا حکم دیا: "جا کر صرصر عیارہ کو اٹھا لا۔ پتلا گیا۔ صرصر اپنے خیمے میں لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی کہ پتلا آ کر ٹھا لے گیا اور باغ میں لایا۔ جب اس کی آنکھ کھلی۔ بادشاہ کو سلام کیا۔ مگر برق کو دیکھ کر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیونکر آیا اگر قید ہو کر آتا' اس اعزاز سے یہ سوچ کر بادشاہ سے عرض رسا ہوئی: "حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہاں بنایا ہے۔"

شاہ طلسمو ہنسا اور بولا: "بنایا نہیں اصلی ہے اس نے میری اطاعت کی ہے:"

صرصر نے کہا: "یہ موا دیکھا کرے گا۔ آپ کے اس کے فریب میں نہ آیئے گا۔"

افراسیاب نے کہا: "تو دیوانی ہے۔ یہ اب کی بدل میرا مطیع ہوا۔

صرصر یہ سن کر الگ برق کو لے گئی اور پوچھا: "کیوں برق یہ سچ ہے کہ تو عمرو کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے مل گیا۔"

برق نے کہا: "استانی آج ہی تو فقرہ بن پڑا ہے بغیر قتل کئے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤں مار کر اس کو' اپنے لشکر میں جاؤں گا۔"

صرصر یہ باتیں سن کر سر پیٹنے لگی اور پکاری: "اے بادشاہ! یہ نگوڑ ایسا کچھ کہتا ہے۔"

برق نے عرض کیا: "اے شنشاہ! یہ میری ہم پیشہ وہم فن ہے۔ یہی چاہتا ہے کہ کوئی

اس سرکار میں ملازم نہ ہو اس کے لیے میرا فروغ مٹ جائے گا۔ بس یہ باتیں اس کی برائے عداوت ہیں۔"

بادشاہ نے کہا: "میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تیری دشمن ہے۔" اور صرصر سے کہا: "بھلا تجھ سے میرے برائی کرنے کا اقرار کیوں کرتا ہے۔ اس لیے کہ کوئی ایسا نادان بھی نہ کرے گا جس کے ساتھ برائی کرنا ہو اس کے ملازم اور ہوا خواہ سے اپنا راز ظاہر کر دے۔ لہٰذا تو جھوٹی ہے اور شک کرتی ہے۔"

کر سامنے شاہ جاوداں کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے۔ فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہے اور عوض گزک کے سیب کھلاتا ہے بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا ہاور بیہوشی نے تاثیر کی۔ "بولا: "اے برق ہم ناچتے ہیں تم گاؤ۔"

اس نے کہا: "حضور پہلے آپ لگا لگائیے جوگت ناچے گا رہی گت بجاؤں گا۔"

بادشاہ یہ سن کر ناچنے لگا۔ ہوا کا طمانچہ منہ پر لگا بیہوش ہو گیا۔ برق نے خنجر کھینچ کر مارا۔ مگر بادشاہ طلسم ہے۔ پنجے پیدا ہوئے اور خنجر میں لپٹ گئے۔ اس نے خنجر پھینک دیا فلاخن میں پتھرا مارا' وہ پنجوں نے پکڑ لیا۔ اب یہ حیران ہوا اور جلد جلد گرد شاہ طلسم نے اس نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے بارود لے کر بچھائی اور اپنی پگڑی لے کر بٹی پھر بارود می بھر کر فتیلہ سا بنا کر سینہ شاہ طلسم پر ایک سرا اس کا پھینک کر پہنچایا اور دوسرے سرے میں چاہا کہ آگ لگا کر اڑا دے۔

لیکن صرصر جو خیمہ حیرت میں جا کر پہنچی رو کر گویا ہوئی: "اے ملکہ جد چلیے یہ کوئی سانحہ ہے' بادشاہ ہلاک ہوا چاہتے ہیں۔"

ملکہ حیرت طاؤس پر بیٹھ کر بزور سحر بت جلد چلی اور اس وقت آ کر پہنچی کہ برق قبیلہ میں آگ لگایا چاہتا ہے۔ اس نے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس نے شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا۔ اور بادشاہ نے نقیب وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بے شک یہ دشمن سخت ہے صرصر یہ سچ کہتی تھی۔ بس حکم دیا کہ: "اے ملکہ تم اس کو لشکر میں لے جاؤ' میں کل آ کر اس کے ہوا خواہوں کے سامنے دار پر کھینچوں گا۔"

ملکہ حیرت تخت سحر پر بیہوش کر کے برق کو ڈال کر اپنے لشکر میں آئی اور اس کو قید شدید میں مبتلا کر دیا اور افراسیاب باغ سیب سے اٹھ کر سمت دربند فیروزہ کوہ آیا۔ جب قریب در بند پہنچا۔ حکم وہاں کا فیروز قہر نگار جادو بہر استقبال آیا۔ شاہ کو قلعہ

میں لے کر جا کر تخت پر بٹھایا یہاں کے سحر نامی حاضر تھے۔ سب نے نذر دی۔ دربار میں بیٹھے۔ شاہ جاوداں نے ایک ساحر ظالم جادو نامی کو وہاں کے حکم دیا: "تم لشکر حیرت میں برق عیار وہاں قید ہے اس کو اپنی حفاظت میں رکھو کل میں آ کر اس کو قتل کروں گا اس لیے وہاں بھیجتا ہوں کہ عیار وہاں بہت ستاتے ہیں۔ ملکہ سے حفاظت نہ ہو سکے گی۔ یہ موتی میرے مالے کا تم لو اور اپنے منہ میں رکھ کر پھر مجھے دے دو۔ جب تم وہاں مارے جاؤ گے تو یہ موتی چٹخ جائے گا۔ مجھ کو خبر معلوم ہو گی کہ تم بھی کام آئے۔"

ظالم نے موتی لے کر اپنے منہ میں رکھ کر بادشاہ کو پھر دے دیا۔ اس نے اپنے پاس رکھا ور ظالم سحر پر سوار ہو کر معہ چند ملازمین کے بحشم و خدم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت میں پہنچا۔ اس نے خبر اس کے آنے کی سن کر پیشوائی کو چند سردار بھیج کر سامنے بلوایا۔ اس نے آ کر ملکہ کو سلام کیا' نذر دی اور عرض کیا: "شہنشاہ نے مجھ کو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہے۔"

ملکہ حیرت نے اس کے لیے خیمہ استادہ کرایا اور برق کو طلب کر کے اپنے سحر اس پر سے دفع کر کے حوالے کیا۔ ظالم لیے ہوئے اپنے خیمہ میں آیا۔ آپ مسند پر بیٹھ کر میخواری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمہ سے باندھ دیا مگر طائران سحر اور جو اسیس (دہرکارے) لشکر مہ رخ یہاں موجود تھے خبر لے کر بارگاہ میں سامنے مہ رخ کے آئے بصد زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دے کر عرض پیرا ہوئے: "مہنر مہتراں و بہترا بہراں شاگرد رشید شہنشاہ عیاراں نہنگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے اور ان کی حفاظت کو ظالم جادو نامی ایک ساحر نافر جام آیا ہے۔ تنہا خیمہ میں لا کر بیٹھا ہے۔"

یہ کہہ کر جاسوس چلے گئے اور مہ رخ نے چاہا کہ نفیر سحر کو دم دے اور لشکر کو تیار کرا کے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو چھڑا لائے' لیکن جب سے عمرو گیا یہاں سے قران حاضر دربار بہت رہتا ہے۔ اس نے مہ رخ کو جانے سے منع کیا اور کہا: "جب ہم پکڑے جائیں' اس وقت تم جا کر لڑنا اور بھی تو ہم جاتے ہیں۔ انشا اللہ برق کو

لاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ اس اثنا میں وہ دن بھی تمام قزان ساحر کی صورت بن کر لشکر حریف میں پھرنے لگا۔ دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور اہتمام ہے خدمتگار تک نہیں اندر جانے پاتا ہے۔ پہرا چوکی کئی جگہ ہے۔ قران ہے ہر چند تدبیر کی۔ ممکن نہ ہوا کہ اندر جائے۔ ناچار پھر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہو گئی اور افراسیاب آ گیا تو برق قتل ہو جائے گا۔ یہ سوچ کر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی میں بیٹھ کر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی بنائی یعنی آنکھیں چہرے میں مثل دیدہ گاؤ تھیں اور شعلہ کی طرح چمکتی تھیں۔ چہرے میں مثل دیدہ گاؤ تھیں اور شعلہ کی طرح چمکتی تھیں۔ لب دونوں مثل لب ہائے شتر تھے۔ دانت بڑے بڑے منہ باہر تھے سر بہت بڑا خوبصورت مینار تھا کان ہر ایک مثل گوش فیل کہسار تھا۔ دونوں نتھنے ناک کے دوغا۔ نظر آتے تھے۔ پیر درختوں کے ڈاٹے بڑے بڑے تھے قد عوج بن عنق کو پست کرے' بلعم باعور کو زیر سردست کرے۔ دونوں کنپٹیوں پر بلور جڑا ہوا۔ ان پر بحظ طلسم لکھا ہوا: "میں خدمت گار خداوند سامری ہوں اور ماتھے پر ایک تختی زیر جد کی لگی ہوئی۔ اس پر کندہ: "میں بہتراز فرشتگان خداوند بے نظیر بہ فن جادوگری ہوں۔" ہاتھ میں ایک منقل سلگتی ہوئی۔ اس پر عود بے ہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ میں ایک خط مہرہ شاہ کا لے کر خنجر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے میں اپنے اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا۔ اس کو بصورت ہیبت ناک دیکھ عرصے میں اندر خیمے کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا اور ظالم مسند پر بیٹھا پر پہرے دے رہا تھا۔ اس کو بصورت ہیبت ناک دیکھ کر ڈرا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ قرآن نقب سے باہر نکلا۔ اس نے سلام کیا۔ قران نے قریب آ کر نامہ بادشاہ دیا۔ اس نے واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے۔ خداوند تمہارا حال سن کر اور تمہارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوئے اور اپنے خدمت گار کو ہمارے

نامہ سمیت تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ تمہاری بھی حفاظت کرے گا اور قیدی پر نگاہ رکھے گا۔ اپنے پاس اس کا بٹھانا تم اور یہ مل کر پہرا دینا۔"

URDU4U.COM

الحاصل یہ مضمون پڑھ کر اس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا۔

قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا۔

قران نے کہا: "تم عرصے سے جاگتے ہو' اب آرام کرو میں بیٹھا ہوں اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کرو دو۔ میں اپنے جادو میں اسے مبتلا کر لوں۔"

اس نے کہا: "نہیں میں بھی آپ کے ساتھ جاگوں گا اور آپ کی خدمت کروں گا۔"

قران نے کہا: "اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو پھر میں چلا جاؤں گا۔ اچھا تم اگر آرام نہ کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میر سحر میں قید کرا دو۔ کیونکہ میں اسی واسطے آیا ہوں۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو میں جا کر کہوں گا میری حفاظت نہیں کرتے۔"

یہ تقریر سن کر ظالم نے سوچا کہ سحر اتارنے میں کیا حرج ہے خیر اس کے سپرد کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ خدمت گار سامری ہے اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ میں بھی محافظوں میں شمار کیا جاؤں۔ بس یہ تجویز کر کے اس نے برق پر سے سحر دفعہ کر دیا۔ اب صرف وہ بندھا ہے۔ مگر جادو ہے بے حس و حرکت نہیں ہے۔

پس جب قران سحر اتروا چکا تو باتیں کرنے لگا اور منقل اپنی بیچ میں رکھ لی۔ اس پر وہ بیہوشہ ڈالتا جاتا اور دھواں اس کا اور خوشبو ناک میں ظالم کے جاتی تھی۔ کچھ دیر میں تاچیر اس کی ہوئی اور ظالم بیہوش ہو گیا۔

قران نے اٹھ کر برق کو کھولا۔ اس نے چاہا کہ میں ظالم کو مار ڈالو قران نے منع کر دیا اور کہا: تم اس نقب کی راہ سے لشکر میں جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہ رخ سے ملو۔ اس لیے کہ میں صبح کو تمہاری جیسی صورت بنا کر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤں گا۔ پس جب تم کو قتل ہوئے سنے گی قو مہ رخ لڑنے آئے گی۔ اس کو آنے دینا۔ یہاں سے جا کر حال کہہ کر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسک جانے پر برق قید ہے۔"

یہ کہہ کر پیرہن برق کا لیکر اس کو رخصت کر دیا۔ برق وہاں سے نکل کر لشکر میں آیا۔ رات کا کھانا تھا۔ مہ رخ داخل شبستان تھی۔ یہ وہیں آیا اور اس کو بیدار کر کے سب حال بیان کیا۔ مہ رخ بہت خوش ہوئی اور برق اسی جگہ پوشیدہ رہا۔ ادھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھ پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بن کر مسند پر بیٹھا اور بقیہ شب بسر کی۔ صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر بیٹھی۔ اور ایک ساحر برائے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس اس نے بھیجا۔

ظالم نے کہلا بھیجا: میں عافیت سے ہوں اور قیدی بھی موجود ہے۔ آپ میدان تیار کروایئے اور شہنشاہ بھی آتے ہوں گے۔ اس عیار کے قتل میں عرصہ نہ فرمایئے۔"

ساحر یہ پیام لے کر گیا۔ ملکہ حیرت نے یہ سن کر سرانچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ دار استاد کرائی۔ آرا کش تسمہ کش جلاد قوی باز و سیہ قلب۔ یہ آ کر حاضر ہوئے۔ لشکر میں ڈھنڈورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کرے گا۔ اسی سختی سے ہلاک ہو گا اور تمام لشکر میں غلغلہ برپا تھا۔ لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گر میدان سیاست جمع ہونے لگے۔

یہ خبر لشکر مہ رخ میں پہنچی: "برق گردن سے مارا جاتا ہے۔ مہ رخ تو اس راز سے آگاہ ہو چکی تھی لیکن اس لیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہو کہ بے شک برق ہی قتل ہوتا ہے۔ بھی نفیر سحر بجائی۔ سب لشکر تیار ہوا۔ اس نے باہر نکل کر سب کو یہ حکم دیا: "میں خبر لینے جاتی ہوں۔ جب تک کہ پھر کر نہ آؤں۔ تم لشکر حریف پر خبردار حملہ کرتا۔ یہیں اپنی جگہ پر کھڑے رہنا۔"

فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار سے سارا راز کہہ کر کہ لشکر صرف دکھانے کو آراستہ کرایا ہے۔ تم سب کو روکے ہوئے کھڑی رہنا۔ قران کی مدد کو جاتی ہو۔

یہ کہہ کر اڑا کر بزور سحر چلی گئی اور بروئے ہوا قریب لشکر حریف جا کر کھڑی۔ میدان سیاست تیار دیکھا۔ مجمع ساحران غدار دیکھا۔ کوئی ان میں برہا دانش عبرت کرتا تھا۔ بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا۔ بعض کا قول تھا تھا میان دیان کو یہی دستور ہے۔ شب عشرت

میں اگر شمع منور ہے تو صبح بے نور ہے۔

ہے یہ دنیائے سنخ جائے نابکار
ایک حالت پر نہیں اس کو قرار

شام کو کوکب اگر تابندہ ہے
صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہے

شمع کے سر پر اگر ہے ماج ذر
باد صرصر سے لرزاں اے پسر

خلعت شاہانہ جو رکھتا ہے تن
چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن

بر میں جس کے ہے عرو سانہ لباس
ہے وہ اس کے دوش پر اسباب یاس

دیکھیے کل یہی ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود ریز تیغ ہے۔ اس کے حال دریغ ہے۔

غرض اس ہنگامہ میں دیکھا کہ باش گوہر ہونے لگی اور آمدا افراسیاب ہوئی۔ حیرت اور تمام سردار ساحران ذی تبار نے استقبال کیا۔ تخت شاہ جاودان میدان خونی میں آ کر ٹھہرا۔ ساحروں کی فوج پرا جمایا۔ شاہ نے ظالم کو معر قیدی طلب کیا۔ قرن لے کر سامنے آیا۔ بادشاہ نے اس کی تعریف کی: "خوب تم نے حفاظت کی۔ اب اس گنہ گار کو ہوشیار کرو تا کہ اپنا حال خراب دیکھے۔"

قران سے کہا: "حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہو گا کہے گا میں ہی ظالم ہوں۔"
شاہ نے کہا: "وہ سب کچھ کہے گا' مگر میں نہ مانوں گا کیونکہ اس کے مر سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہوں۔ اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا مجھے قید حیات سے آزاد کیا ہوتا ہے۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ صرصر عیارہ آئی اور اس نے قران کو دیکھا اور ملکہ حیرت سے کہا: "اے ملکہ مجھ کو یہ ظالم جادو نہیں معلوم دیتا۔ یہ تو کوئی اور ہے۔"
حیرت نے شاہ سے کہا: "صرصر اس طرح کہتی ہے۔" شاہ جاودان نے جواب دیا: "اے ملکہ یہ بے شک ظالم ہے کیونکہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا۔ تو ایک موتی میں نے بہر نشان بنایا ہے۔ وہ چیخ جاتا ہے۔"
یہ کہہ کر وہ موتی مالے سے نکال ر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا۔
صرصر تو بہرا انتظام پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا ہے۔ اس اثنا میں جلا دوں نے پانی ظالم پر چھڑکا کہ ہوشیار ہو کر بھاگ جائے۔
غرض یہ کہ جب مسحور ہوا اور پکارا: "اے شہنشاہ میں ظالم جادو ہوں۔"
قران نے کہا: "دیکھئے یہ اس کا مکر ہے۔"
افراسیاب ایسا جلا ہوا تھ اکہ اس کے چیخنے پر زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا: "کروڑ حکم کا ایک حکم دیتا ہوں کہ مار ہاتھ تلوار کا کہ گردن اس کی اڑ جائے۔"
جلاد نے جلد کوئلے کا خط اس کی گردن پر دیا ور آنکھ پر پٹی باندھی۔ شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد شاہ کو ناراض دیکھ کر آمادہ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پہنچے اور مقتول سسے کھانے پینے کو بھی دریافت نہ کیا اور ایک ہاتھ ایس مارا کہ سرکٹ کر دور گرا اور شور دارو گیر کا بلند ہوا تاریکی ہو گئی اور آواز آئی: "مارا ظالم جادو کو۔"
آگ پتھر برسنے لگے۔
اسی ہنگامہ میں قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لے کر نعرہ کیا: "میرا نام قران ہے۔" وہ موتی نشان کا چیخ گیا۔

افراسیاب کو پہلے تو بڑی حیرت ہوئی کہ کیا ہو گیا۔ مگر دھول کھا کر ایک چیخ ماری:
"لینا اس کو۔"
قریب تر جو ساحر کھڑے تھے۔ وہ دوڑے اس وت مہ رخ پنجہ بن کر گری اور اٹھا کر لے گئی۔ وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے۔ ان پر اس نے بھی گولے سحر کے مارے دو ایک جادو گر ہلاک ہوئے اور زیادہ ہنگامہ ہوا۔ شور مچ گیا۔ افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور جب ہوشیار ہوا غائب ہو کر ظلمات میں جا کر ٹھہرا۔
یہاں مہ رخ لشکر میں قران کو لائی اور اور فوج لے کر چلی کہ جا کر لشکر حریف پر گرے مگر جب اندھیرا اور شور نہ موقوف ہوا۔ حیرت طبل امان بجوا کر داخل بارگاہ ہوئی۔ اس وقت قران نے مہ رخ کو بھی پرھایا۔ یہ اپنی بارگاہ میں آئی۔ عیاروں کو خلعت دیا۔ لشکر نے کمر کھولی سب عیش میں مشغول ہوئے قہقہے اڑنے لگے۔ دور جام بادہ احمر شروع ہوا۔
لیکن افراسیاب جو پردہ ظلمات میں گیا۔ وہاں ایک قلعہ آباد ہے اور حکاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اس کا ملکہ زہرہ جبیں جادو ہے۔ ساحرہ زبردست اور ذی حرمت ہے۔ شاہ طلسم اسی قلعہ میں آیا۔ اس نے خبر سن کر پیشوائی کی۔ بادشاہ تخت پر آ کر ٹھہرا اور کہا: "اے زہرہ عیاروں نے بہت ناک میں دم کیا۔ اب تم جاؤ اور سب نک حراموں کو سزا دو۔"
اس نے عرض کیا: "بہت اچھا۔"
غرضیکہ بادشاہ چلا گیا اور زہرہ نے نفیر بجائی فوج اس کی تیار ہونے لگی۔ بارہ ہزار جادو گر اور جادوگرنیاں سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر چلیں۔ قرنا پھنکی علم جلوہ دکھانے لگے بارگاہ میں اور خیمہ مہرا پردہ وغیرہ اژدہوں پر سحر کے لد گئے۔ ایک تخت چلائی پر سوار زہرہ بصد کروفر ہوئی۔ گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے۔ فوج مثل دریا کے موج مار کر چلی۔ رال دگو گل کے جلنے سے دھوں ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی۔
اسی کروفر سے راہ ظلمات کر کے طلسم باطن میں آئی اور دریائے خون رواں سے گزر

برق کھانا لے کر چلا راہ میں سب کھانا آگشتہ بداوری بیہوش کر کے بارگاہ زہر میں آیا وار کھانا سامنے رکھا۔ اس نے حکم دیا: "دسترخوان بچھے۔"

URDU4U.COM

برق نے کھانا دسترکوان پر چن دیا۔ زہرہ چاہتی تھی کہ کچھ کھا لے' نوالہ اٹھایا تھا کہ زمین تھرا کر شق ہوائی اور ایک عورت نکلی۔ اس نے انگلی دانتوں کے نیچے دابی۔

زہرہ نے کہا: "اے زن سحر کیوں حیرت انگشت وہاں ہے۔"

عورت نے کہا: "کھانے میں زہر ملا ہے۔" یہ کہہ کر وہ عورت غائب ہو گئی اور زہرہ کو غصہ آیا۔ سمجھی کہ حیرت نے زہرہ ملا کر کھانا بھیجا اس کو کسی کا عروج پسند نہیں۔ وہ مجھے دیکھ کر جل گئی۔ پس ایسا کچھ سوچ کر آپ ہی آپ گنے لگی: "موئی کیوں جلی۔ کیا مجھے شاہ طلسم نے جاگیر دے دی۔ میں تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہو۔ سچ ہے اس کا دوست بھی خراب دشمن تو ہے ہی برا' پھر میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دوں وہ جانے اس کا کام جانے۔ بندی کو ایسا لالچ نہیں اور میں آتی ہی کا ہے کو۔ شہنشاہ کو خود غرض تھی۔ جو مجھے لینے گئے۔ پھر بی بی صاحب کا جلنا بیکار تھا۔ دوسرے میرے دشمن کچھ سوتا پا دینے تو ایئے نہیں جو یہ ان کو جلن ہوئی۔ وہ اپنے دل میں سمجھی کیا ہے

غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ ملکہ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لے کر آئی اور اس کو مد دماغ دیکھ کر مستفصر حال ہوئی۔

اس نے کہا: "کیا پوچھی ہو' تمہاری بی بی زہر ملا کھانا بھیجتی ہے۔ ارے لوگوں کوئی بھی زہر دیتا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ کون سی برائی کی ہے۔" صرصر نے اس کے کہنے سے کھانا سب دیکھا۔ معلوم ہوا کہ زہر نہیں بیہوش ملی ہے۔ کہا: "اے ملکہ خفا نہ ہو' اس میں بیہوشی ہے۔ یہ کسی عیار کا کام ہے۔" یہ کہ کر نگاہ اٹھا کراس نے دیکھا۔ برق سامنے بصورت بکاول کھڑا تھا۔

صرصر نے پہچان کر کہا: "یہ موا تو ہے۔"

برق نے سرانچہ پھرا کر بھاگا اور جست کر کے نکل گیا۔ زہرہ کا شک حیرت کی طرف سے دفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی۔ اس کو بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا: "اس میں ہر گز زہر نہیں۔

URDU4U.COM

یہ پوچھ کر مٹھائی کھائی اور کھانا پھینکوا دیا۔ صرصر نے کہا: "آپ عیاروں سے ہوشیار رہیے گا۔ یہ چلی گئی اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بند کی' چار پتلیاں چاروں کونوں پر بارگاہ کے بزور سحر کھڑی کر دیں۔ ان کو حکم دیا: "کہ کسی کو اندر آنے نہ دینا' پھر آپ زین کو سحر کر کے سنگلاخ بنایا اور بارام تمام سو رہی۔

برق نے ہر چند تدبیر کی مگر اندر نہ جا سکا۔ اسی تردد میں سپیدہ سحری آسمان پر چمکا اور شاید روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا۔

دونوں لشکر خیل خیل و ذیل ذیل وار دوشت قتال ہوئے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع لشکر اور زہرہ کے میدان میں آئی۔ ایک جانب سے مہ رخ سرداران عالی شان کر لے وارد ہوئی۔"

بعد ترتیب صفوف کار زار زہرہ تخت بڑھا کر بیچ میں لشکروں کے آئی اور مرد میدان نبرد ہوئی۔ ادھر ایک سے ایک ملازم عشاق ببر جادو بنے جا کر مقابلہ کیا اور نارنج سحر مارا زہرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ نارنج الٹا پھر کہ سینہ ببر پر جا گر پڑا اور پشت توڑ کر نکل گیا۔ علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہر پھر نعرہ زن تھی۔ ادھر سے جوجا کر سامنے سحر کتا تھا وہ پھیر دیتی تھی۔ بعض کو مجروح کرتی' بعض کو جان سیمارتی تھی۔ جب بہت سے ساحر اس کے ہاتھ سے زخمی ہوئی اور کام آئے۔ اس وقت ملکہ سرخ مو نے اپنا طاؤس اڑایا اور مہ رخ سے اجازت لے کر اس کا جا کر مقابلہ کیا۔ اس نے ایک مشت خاک اس کی طرف اڑا دی۔ جس سے آندھی سیاہ آئی۔ سرخ مو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی۔ سرخ مو نے اپنی چوٹی کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی۔ پانی موسلا دھار برسا آندھی کا غبار فرد ہو گیا۔ زہرہ نے غصہ میں آ کر اپنی جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑ کر جا پڑا۔ سرخ مو نے

پھر اپنے بالوں کو پریشان کیا۔ کئی ستارے نکل کر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ جل کر خاک ہو گیا۔

URDU4U.COM

یہ معاملہ دیکھ کر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور بیضہ سحر کا ایک پڑھ کر کھینچ مارا۔ بیضہ سر خمو کے منہ پر پڑا اور اس میں سے دھواں نکلا۔ ہر چند سرخ مو نے سحر کیا' مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھواں آنکھ میں لگا کہ اندھی ہو گئی۔ زہرہ نے پنجہ بھیج کر اٹھوا منگایا اور قید کیا۔ اس جنگ وجدال میں دن بھی آخر ہو چکا یچنی چشم روزگا میں روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے ساحر شام کے سرخ مو کے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی لشکر دونوں پر مقام فردوگاہ میں آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا۔ ادھر زہرہ نے بارگاہ میں پہنچ کر سرخ مو کو طلب کر کے لیکن ستون سے باندھ دیا اور آپ بیٹھ کر مے ارغوانی پینے لگی۔

لیکن برق جو چلا تھا راہ میں صرصر ملی اور پوچھا: "کیوں موئے بھوریے کہا جاتا ہے۔"

اس نے کہا: "استانی زہرہ نے بہت سر اٹھایا ہے اس کو قتل کرنا جاتا ہوں۔"

صرصر نے کہا: "کیوں شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے۔"

اس نے جواب دیا: "سب کی زبردستی ہم کو معلوم ہے سوائے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہیں۔"

صرصر یہ سن کر جست کر کے چلی گئی اور اس نے روکنا اس کا مناسب نہ جانا۔

غرض یہ کہ جا کر حیرت سے عرض پیرا ہوئی: "اے ملکہ عیار سب فکر میں پھر رہے ہیں۔ حفاظت کا مل طور پر کرنا چاہیے۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے۔"

حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان بالکل کہلا بھیجا۔ زہرہ نے سارا ماجرا سن کر دستک دی۔ یہ تاچیر ظاہر ہوئی کہ جوئی بغیر اس کے بلائے اگر سمت بارگاہ آئے۔ سوجھنا موقوف ہو جائے۔ ایک چار در سیاہ سامنے آئے یہ سحر کر کے پھر کچھ منتر پڑھا کہ پلنگ اس کا آگ کا بن گیا۔ شعلے بھڑکنے لگے۔ یہ اسی شعلہ میں جا کر لیٹ رہی۔ برق جو بہ شکل مبدل پھرتا تھا آیا' دور سے دیکھا۔ سراپچے بارگاہ کے اٹھے

ہیں اور شعلے بھڑک رہے ہیں۔ سمجھا کہ ادھر جانے میں کچھ آفت ضرور ہے۔ اسی فکر میں لشکر سے باہر نکلا۔ وہاں ضر غام عیار ملا۔ اس سے کہا: "اسی فکر میں لشکر سے بہار نکلا۔ وہاں ضر غام عیار ملا۔ اس سے کہا:" اے برادر ذرا جا کے خبر تو لاؤ پھر میں سمجھ لوں گا۔ وہ چلا اور جب قریب بارگاہ تو چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا۔ ناچار پھر آیا اور جب ادھر آیا پھر دکھائی دینے لگا۔ اس نیبرق سے سب حال کہا۔ برق کچھ سوچ کر ایک گوشتہ میں گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہاں سے دوڑتا ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا: "اے ملکہ زہرہ مجھ کو اپنے پاس بلایئے اور میرے حال پر رحم فرمایئے۔ زہیر اس کا چلانا سن کر بارگاہ سے باہر نکل آئی۔ دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے۔ پس قریب آ کر پوچھا: "کیو آئی ہو کیا ماجرا ہے۔

اس نے کہا: "آپ جانتی ہیں کہ ملکہ کو سرخ مو سے اور مجھ سے کس قدر محبت و اتحاد ہے۔ جب میں شریک لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخ مونجھ کو سمجھانے آئی تھی۔ مگر بسبب میری الفت کے وہیں رہ گئی اور ہر حال میں میری شریک رہی۔ اب جو وہ مقید ہوئی ہے تو میں بھی آئی ہوں مجھ کو بھی قید کیجئے یا مجھ کو اور اس کو دونوں کو خدمت شاہ طلسم میں لے کر جا کر خطا معاف فرمایئے۔ ہم بدل مطیع و فرمانبردار ہیں۔"

یہ کہہ کر زار زار برنگ ابر نو بہار رونے لگی۔ زہرہ کو اس کے حال پر ترس آیا اور کہا: "اچھا بارگاہ میں چلو میں تمہارا امتحان لے لوں تو شہنشاہ سے خطا معاف کرا دوں۔"

برق سمجھا یہ بارگاہ میں جا کر نہیں معلوم کیا امتحان کرے۔ اس سے بہتر ہے کہ یہیں اس کو مارو۔ یہ سوچ کر کہا "اے ملکہ! اچھا چلو' مگر ان کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئیں۔"

زہرہ نے یہ سن کر پیچھے پھر کر دیکھا۔ برق نے فوراً کمند ماری کہ گردن اس کی پھنسی۔ اس نے گھبرا کر پھر ادھر ادھر دیکھا۔ برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ چرخ کھا کر گری۔ اس نے بقوت تمام تر خنجر مارا کہ سر اس کا کٹ گیا غ و شور تاریکی ہو گئی۔ ساحر تمام دوڑے اور حیرت بھی گھبرا کر چلی۔ مگر سرخ مو کی اس کے مرنے سے

آنکھیں اچھی ہو گئیں اور چھوٹ گئی اڑ کر چلی۔ یہاں آ کر دیکھا کہ مارو عقرب ہیں۔ یہ دیکھ کر پنجہ بن کر گری اور برق کو اٹھا کرے گئی۔ ساحر کچھ دوڑے تھے کہی ضر غام نے حقہ آتشبازی مارے دو ایک کے منہ جھلے۔ دوڑ کے اس عرصے میں سرخ مو نکل گئی۔

ادھر ملکہ حیرت رنجیدہ دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی۔ فوج زہرہ لاش اپنی ملکہ کی اٹھا سمت باغ سیب گئی۔ ادھر سرخ مولشکر میں برق کو لائی۔ مہ رخ نے اس کو خلعت دیا سب خوشنود ہوئے اور بعشرت تمام بیٹھے۔

وہاں شاہ جاوداں مست نشہ شراب سے دربار میں بیٹھا تھا کہ ساحر نالاں و گریاں لاشہ لیے پہنچے۔ اس نے غل سن کر سامنے بلایا اور حال پوچھا۔ جب سب کیفیت سنی۔ کف افسوس ملے اور کہا: "ہائے ان عیاروں نے کیا غضب کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی کیا کروں اور کیا نہ کروں۔"

یہ گفتگو یاس سن کر ایک ساحر زبردست قاہر چہارم چشم جادو نامی اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا: "یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمک حراموں کو سزائے معقول دیتا ہے۔"

یہ کہہ کر اسی وقت نفیر سحر بجائی اور رخصت ہو کر معہ دس ہزار ساحروں کے بڑے' بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا اور دریا سے گزر کر لشکر حیرت میں پہنچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا: "میں اس وقت لشکر حریف غارت کرنے جاتا ہوں۔ آپ بھی آ کر تماشہ دیکھیں۔

یہ پیام ایک ساحر لے کر چلا لیکن تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی۔ وہ ساحر جو چلا راہ میں جانسوز عیار بہ شکل ساحر اس کو ملا اور اس نے دریائے خون رواں کی طرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھ کر قریب آ کر پوچھا: "اے بزور کہاں چلے۔"

اس نے سارا حال قاہر کے آنے اور پیام لے جانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا۔ جانسورز نے یہ ماجرا سن کر کہا: "چلو میں بھی تمہارے ساتھ خدمت ملکہ میں چلتا ہوں۔"

غرض یہ کہ دونوں چلے۔ ازبسکہ بوجہ رات کے سناٹا تھا راہ میں حباب بیہوشی مار کر اس

کو بیہوش کر کے کہیں چھپا دیا اور آپ وہاں سے دوڑ کر اپنے لشکر میں گیا۔
مہ رخ دربار برخواست کر چکی تھی۔ یہ سیدھا شبستان میں گیا اور ملکہ کو بیدار کر کے سب حال کہا۔ پھر وہاں سے بارگلبہار میں گیا۔ وہ بھی آرام کرتی تھی۔ اس نے سارا ماجرا جگا کر کہا۔ بہار نے اپنی جملہ کنیزوں کو حکم دیا: "ایک ایک تم میں سے ہر ایک سردار کے خیمے میں جا کر کہے کہ جس طرح بیٹھے ہو اسی طرح سے نکل کر لشکر حیرت پر جا گرو۔"
کنیزیں تو ادھر گئیں اور بہار اڑ کر چلی۔ ادھر سے مہ رخ روانہ ہوئی اور کنیزیں بھی سرداروں کو مطلع کر کے چلیں۔ جملہ سردار خبر سن کر روانہ ہوئے اور سب مل کر لشکر حیرت پر آ گرے۔ گولے سحر کے اور نارنج و ترنج مارنے لگے۔ لشکر بالکل غافل تھا۔ یکایک خیموں میں آگ لگی۔ آگ و پتھر مارو عقرب برسنے لگے۔ ہزار ہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے۔ غلغلہ قیامت خیز بلند ہوا۔ حیرت بھی بیار ہو کر نکل آئی۔ دیکھا بھگدڑ پڑی ہے' آگ برس رہی ہے ادھر تو یہ معاملہ تھا۔
ادھر قاہر منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جانسوز اس کے ذمہ دار کی سی صورت بن کر اس کے پاس گیا اور کہا: "چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ کے خود ملکہ ہی سے لڑ رہی ہے۔ پس ملکہ نے فرمایا ہے کہ ابھی لشکر حریف پر نہ جاؤ۔ ادھر آ کر ان باغیوں کو سزا دو۔"
یہ سننا تھا کہ یہ اسی طرف چل نکلا۔ یہاں آ کر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہے۔ ہنگامہ محشر آسا ہے۔ پس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملا بمعہ اپنی فوج کے لشکر حیرت پر آ گرا اور ہزار ہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک احسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اس میں سے شعلہ ہائے آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا۔ دریائے آتش موجزن ہوا۔ ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا۔
حیرت نے مشعلین سحر کی اور مہتابیں روشن کرائیں بہار نے آندھی چلا کر گل کر دیں۔ حیرت نے قاہر کو لڑتے ہوئے دیکھ لیا سمجھی یہ بھی مہ رخ کا شریک ہو گیا پس معہ

بھیجا۔ یہ ساحر بھی اڑ کر چلا اور باغ سیب میں پہنچا۔

شاہ طلسم صبح کو آ کر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج ہزیمت خوردہ آ کر پہنچی اور داد بیداد کی صدا بلند ہوئی۔ ہنوز اچھی طرح لشکریوں سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر نامہ حسرت لے کر پہنچا اور سارا ماجرا معرض بیان میں لایا۔ بس افراسیاب نے نامہ پڑھ کر سر دھنا ور فکر کرنے لگا۔ کسی زبردست کو برائے تنبیہہ مخالفان بدسگال روانہ کروں۔ یہ تو اس فکر میں ہے۔ اور عمرو مخمور گنبد سامری سے آگے جاتے ہیں۔

لیکن اب بقیہ حال لشکر لقا سو فار گذارش کہا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ مہنت جادو ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تھا ساحر لاش اس کی اٹھا کر چلے تھے۔ یہاں تک طلسم ہو شربا میں ایک قلعہ ہے اور حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو نامی اسی مقتول مہنت کی بہن ہے اس کے پاس پہنچے اور عرض کیا: "اے ملکہ آپ کے دونوں بھائی مارے گئے مہنت کی لاش تو لائے ہیں اور اخگر پہلے قتل ہوئے۔" یہ سننا تھا کہ نازک چشم بہ روئی' قلعہ میں غلغلہ برپا ہوا۔ تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوئے۔ فرط الم سے بیہوش ہوئے۔ جادوگرنیاں بال سر کے نوچنے لگیں۔ ہر ایک نے گریبان چاک کئے۔

آخر جب بھائیوں کی ماتم داری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور معہ لکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہو کر چلی۔ فوج ساحران ہمراہ ہوئی۔ بڑے کروفر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہنچی۔ ہر کارے خبر اس کے آنے کی لے کر رو برو لقا کے آئے شرائط آداب و تعظیم بجا لائے۔

یعنی ان کافروں نے اسی منکر خدا کو بدعا دے کر بزبان عجز و التماس اس طرح عرض کیا: "ملکہ نازک چشم با فوج گراں آتی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے۔"

یہ خبر سن کر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کر کے لائے لشکر اس کا اترا۔ نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بختیارک یاد کر کے محنت و اخگر کو بہت روئے

لقا نے تسکین دلاسہ دے کر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشکران لباس و ساقیان مہرویار مے عشرت اساس لے کر حاضر ہوئے دورہ ساغر شروع ہوا۔ گویا بزم آسمان رفعت میں ہالہ مہرو ماہ گردش پذیر تھا۔ ناچ ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم مرایاں عشرت خانہ دہر مٹایا۔ یہی ہنگماہ ایک دن اور ایک رات برپا ہو رہا۔ جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور باد ضیائے شام نے کار نسیم سحر کر کے غنچہ ہائے انجم کو گلزار افلاک میں شگفتہ فرمایا۔

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جو اسیسان لشکر اسلام نے دریافت کر کے خدمت بادشاہ لشکر اسلام میں اپنے تئیں پہنچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہو کر عرج پذیر ہوئے۔" نازک چشم جادو نے لشکر حریف میں آ کر طبل جنگ بجوایا ہے اور پانے بھائیوں کا قصاص لینے کا ارادہ کیا ہے۔"

یہ کہہ کر ہر کارے کنارے ہوئے اور شاہ اسلام نے امیر کی طرف گوشہ چشم سے ارشاد کیا۔ امیر نے حم کار سازی لشکر دیا۔ چاک نے طبل سکندر پر چوب لگائی۔ دلاور تیایر جدال و قتال کرنے لگے۔ جوہر شمشیر ہے گلزار سجاعت سر سبز بنایا۔ ڈھالو کے پھولوں سے گلستان جلاوت کو پر بہار پایا ہوا ہے فتح و نصرت مثل نسیم اس حدیقہ تہوری میں و زاں ہوئی۔

سرخی چہرہ شجاعت آگیں بہاران گلہائے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی۔ جوانوں کا اکڑنا منچلوں کا جھومنا سرد آواز گلشن تھی۔ تلواروں کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقہ شجاعت میں موجزن تھا۔ نیزہ دار نسیتان جرات کے شیر تھے تیغ زن انتہا سے زیادہ دلیر تھے۔ لشکر حریف میں جادو گرم ہو کرتے تھے۔ بیروں کا حال معلوم کرتے تھے ہنگامہ قیامت زار برپا تھا۔

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تا شعاع کی زرتا گلے میں ڈال کر میدان فلک میں یا اور ہندی شب نے استھان سے زمانے کے رخصت ہو کر پربط ظلمات پر آسن مارا لشکر دونوں

طرف کے گرد کردہ وار دشت قتال ہوئے دسرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر ور دولت پر ظل اللہ جہانیاں پناہ کے آئے۔ امیر درد وظائف سے فارغ کر درگاہ باری میں دعائے فتح و ظفر بضا گریہ زاری مانگنے لگے۔

URDU4U.COM

یا الہٰ نخل تمنا کو ثمر دے دشمن پر فتح و ظفر دے۔ یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاک نے پشت پر آ کر آمین کہی۔ امیر نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور خبر در و عسکر فیروزی اثر میدان حرب میں سن کر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اور اسلحہ نریمان و تبرکات پیغمبراں سے قامت پر استقامت کو زینت دی۔ پھر باہر کر پشت اشقر دیوز اوپر سوار ہوئے اور در دولت حضور سلطان ذی شعور پر آئے۔ یہاں کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا۔ ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا۔ سواری شاہ کشور ستان کی برآمد ہوئی۔ سب سرداروں نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ میں لے کر بصد ادب روانہ دشت قتال ہوئے ڈنکے بجنے لگے۔ نقیب بولنے لگے۔ علموں کو جلوہ ملا عملدار پھریرے کھول کر بڑھے

اسی شوکت سے دشت جنگ گاہ میں پہنچ کر صف آرا ہوئے۔ اس طرف سے لقا کا تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدارا ایک سمت آ کر ٹھہری۔ صف آرائی ہوئی مورچے بندھ گئے۔ کمین گاہ میں لوگ ٹھہرے۔ میمنہ و میرہ قلب جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے۔

جب نقیب کنارے ہوئے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے۔ نازک چشم اجازت گیر لقا سے ہو کر آگے بڑھی اور پکاری: "اے بند گان مغضوب خداوند' آئر میرے سامنے۔" جلیپور ہندی' بادشاہ اسلام سے اذن لے کر مقابلے میں گیا۔ نازک چشم نے ایسا سحر پڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک سوار چلتہ پوش آئینہ بند گرز بر دسش پیدا ہوا اور سامنے جلیپور کے آیا۔ بعد گفتگو بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنوں کے جلیپور نے نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دیاوہ گزر اٹھا کر برسر محاربہ ہوا اس بہادر نے گرز پر دوکا۔ دونوں دیر تک ضرب عمود زنی کیا کیے۔

آخر جب گرزوں میں پہل پڑ گئے۔ سوار سحر نے تلوار ماری۔ جلیپور نے تلوار کو سر پر آتے دیکھ کر تھپکی دی کہ باڑھ شمشیر کی پٹ گئی۔ اس نے زبردست ہاتھ ڈال کر تلوار کو چھین لیا۔ سوار شحر نے گریبان میں ہاتھ ڈال کر کھینچا زور کش کمش کے ایسے ہوئے کہ گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے۔ اس وقت دونوں پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر میں لنگر اکھیڑ لیا اور چاروں شانے چت کر دیا۔ پھر گرفتار کر کے لشکر میں بھیج دیا اور آپ مرکب پر چڑھ کر مبارز خواہ ہوا۔

ادھر سے عادل شیر دل نے جا کر مقابلہ کیا۔ اس پر بھی وہی سانحہ گزرا۔ پھر فاضل شیر دل رو برو گیا۔ گشتی میں قید ہوا۔ اسی طرح گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی وغیرہ بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوئے۔ اس وقت شہزادہ نورالدہر نے چاہا کہ میں جاؤں۔ ہنور صف لشکر سے جدا نہ ہوئے تھے کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی کہ فلک دو تیرہ تار ہو گیا۔ سرگرد آسمان سے لگا تھا۔ غلطاں و پیچاں مثل سر زلف معشوقانہ تھا۔

جب ہوا نے دامن گرد شگافتہ کیا۔ آگے آگے ایک پہلوان عفص گردن بلند بازو قوی تن مسلح و مکمل گینڈے پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدش رکاب برکاب گھوڑے کا دم سے دم اور رسم سے رسم ملائے ظاہر ہوئے۔ لشکر لق ا میں طبل شادمانی بجا اور عنصر کو ہی نے کہا: " یاخداوند! یہ شہسوار کو ہی نامی میرا بھائی ہے۔

غرض یہ کہ پیشوائی کر کے لائے۔ اس کی فوج نے بھی صف باندھی اور ناصر سامنے لگا کے گیا اور عرض پیرا ہوا: "مسلمانوں کو بڑا غرور ہے' اپنے زور بازو پر۔ میں امیدوار ہوں کہ جنگ سحر موقوف کی جائے اور مجھ کو اجازت ہو کہ میں جا کر سب کو باندھ لاؤں۔"

لقا نے اس کی عرض پذیر آئی کر کے حکم دیا: "ہم نے تجھ کو اپنا نظر کردہ کیا۔ ان بندگان خوابی کی گوشمالی کر۔"

یہ سن کر گینڈا اڑا کہ بہ سمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے لڑ رہا تھا۔ حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا۔

URDU4U.COM

غرض جب ناصر میدان میں آیا۔ پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کر کے خوب سلحشوری دکھائی' یہاں تک کہ عرق عرق ہو گیا۔ اس وقت نیزہ زمین میں گاڑ کر اور اس کے سہارے سے کہنی لگا کر لشکر اسلام کو بنظر تیز و بنگاہ ستیز دیکھتا تھا اور دم راست کرتا تھا آخر لککارا: "اے بہادران! ہے تم میں کوئی ایسا دلاور جوان جو مجھ فیل مست سے آ کر بھڑے اور مجھ ایسے شیر ژیان کا مقابلہ کرے۔"

اس نہیب کے دینے سے لشکر اسلام میں دست راست کے علم جلوہ دکھانے لگے اور کڑکا ہوا۔ نقارے شتری فیلی بجنے لگے۔ صدائے کژدم گا دوم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زندہ زمرو بے امیان نور دیدہ مومناں و مسلماناں گل گلزار خلیل الرحمان یعنی نورالدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقراں نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آ کر پشت ہیون سے اتر کر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا:

"اے شاہ نصفت نشاں اجازت میدان ہو۔"

بادشاہ نے جام کلمہ عفریت پر از شربت قندو نبات عنایت کیا اور خلعت سے مخلمع فرمایا اور سپر ویزاں پاک کیا۔ شہزادہ جام ایش کر کے مرکب پر دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا۔

مرکب (گھوڑا) کئی طراروں میں مقابل حریف جا پہنچا۔ ناصر کو طلعت جہاں آرا شہزادہ دیکھ کر ایک محبت ہوئی اور کہا: "اے بل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کی جانے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے۔"

شہزادہ نے کہا: "اگر تو مجھ کو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دے گا' قبول و منظ ہو گا۔ اس وقت وقت جنگ ہے۔ زبان شمشیر کو کام میں لا۔"

ناصر یہ سن کر گینڈا پیچھے ہٹا کر آگے برھا اور اس طرف سے شہزادہ چلا۔ ایک ٹکر مرکبوں نے ایسی کھائی کہ یقین تھا۔ کہ سر پٹہ جائیں گے۔ سوار گر پڑیں گے مگر سوار پشت

زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپڑ کھا کر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور قد گھوڑا شہزادہ کا زور میں آ کر بڑھ گیا۔ اس نے زانوں میں مسل کر سامنا کیا اور نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ پر لگایا۔ جنگ آغاز ہوئی۔ جب اسلحہ دوزی سے مرا دلی حاصل نہ ہوئی۔ دوال کمر میں دونوں نے ہاتھ ڈال کر زور کیا۔ آخر دونوں زمین پر کودے اور دامن گرداں استینیں چڑھا کر مائل کشتی ہوئے۔

اسی طرح دہن بدہن اور مشت بمشت کشتی بصد درشتی رہی۔ شام تک دو زندہ پیل یا دواہر من مست تھے کہ سر ٹکراتے رہے۔ جس وقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان رنگباز شام سنی اور اکھاڑ سے چرخ کے نکل کر بارگاہ مغرب کی راہ لی۔ رات ہوتے ہی ناصر نے شہزادہ کو روک کر کہا: "اے جوان مرحبا صدر مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا۔ اب جا کار امروز بفردا آفتاب بہر آسائش ہے۔ کل ہم تم پھر نصیب آزمائی کریں گے۔"

شہزادے نے جواب دیا: "اے پہلوان ہمارا یہ دستور نہیں کہ بغیر حریف کے زیر کئے ہوئے یا بغیر زیر ہوئے اس سے میدان سے پھر جائیں کیونکہ آج جس طرح شام تک لڑے ہو اسی طور سے کل بھی لڑوں گا۔ یہ فیصلہ پھر کیونکر ہو گا پس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفردا رات کو دن لینا شاہوں کے نزدیک کچھ دور نہیں۔ اسی وقت تقدیر دیکھیں۔

ناصر نے یہ کلام سن کر کہا: "کیا میں بھی آپ سے یہ کی کا رکھتا ہوں۔ لیکن کچھ کھا پی لوں تو لڑوں۔"

شہزادہ نے کہا: "اچھا کھاؤں۔"

اس نے ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا۔ ملازم اس کے مکان سے دودھ کے خوان ور میووں کے لائے اس نے کاسہ شیر پیا اور پھلکے میووں کے لگائے۔ شہزادہ اکھاڑے میں ٹہلتا رہا کہ اس نے ایک طرف پھر کر دیکھا اور کہا: "آپ کچھ نوش فرماتے۔"

شہزادے نے کہا: "ہمارے کھانے کو لخت دل اور پینے کو جگر ہے۔ جب تک خدائے

گہرا ترویا یا بارگاہ اس کے لیے نصب کی۔ شہزادے نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی۔ مے کا دور ہوا' رامشکر حاضر ہوئے۔ بعیشرت تمام بارگاہ میں اپنی لے کر بیٹھے۔ ہائے ہوئے مے پرستان کی صدا بلند ہوئی۔ آواز سرانندہ گوش متان کے پسند ہوئی۔ ساغر دم بہ دم جھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی کرتا تھا۔

مختصر یہ کہ

قدم رکھنا سنبھل کر صحبت رنداں میں اے زاہد یہاں پگرتی اچھلتی ہے۔ اسے مے خانہ کہتے ہیں یہاں تو یہ کیفیت ہے' مگر لقا کے لشکر میں بختیارک جو پھر کر گیا اس نے دیکھا: ملکہ نازک چشم کی طبیعت مثل گیسوی معشوقاں برہم چہرہ پر زردی چھائی ہے لب پرآہ سرد ہے سامان عشرت تمام درہم برہم ہے۔ اس نے پوچھا اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار مکدر ہے چہرے سے پریشانی ظاہر ہے۔" ملکہ نے کہا: "سنو جی' ملک جی' کچھ یہ امر پوشیدہ نہیں اور نہ کچھ عیب ہے سبھی کرتے آئے ہیں۔ طلسم سے اس ناصر کے پاس آتا کرتی تھی کچھ مطلب نکل جاتا تھا۔ آج وہ جا کر مسلمان ہو گیا اس بات کا مجھ کو خیال ہے کہ اگر وہاں جاؤں تو ایمان میں فرق آتا ہے اگر نہیں جاتی ہوں تو یار ہاتھ سے جاتا ہے کیا کہوں

مختصر مرنے پہ ہو جس کی امید
نا امیدی اس کی دیکھا چاہیے

بختیارک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا: "اے ملکہ اگر تم عاشق ہوتیں تو اس کو جانے دیتی اور اب کچھ نہیں گیا ہے اگر عاشق ہے تو جا کر پکڑ لاؤ۔ سمجھا کہ راہ راست پر اس کو لاؤ' ورنہ تمہار بھی یہ حال ہو گا۔

جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت کے رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

URDU4U.COM

ملکہ کو اس کے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اٹھ کھڑی ہوئی اور نشہ عشق سے چور چور ہو رہی تھی۔ کیفیت صحبت یار جو یاد آئی۔ انجام کار نہ سوچی۔ اسی تڑنک میں اڑ کر چلی اور با رگاہ نورالدہر کر نشان بختیارک سے پوچھ لیا تھا اسی پتا پر بیچ بارگاہ میں آ کر اتری۔ یہاں صحبت ناؤ نوش برپا دیکھی اور صورت پر صولت شہزادہ بلند مرتب پر جو نگاہ پڑی ایسا رعب چھایا کہ جھک کر سلام کیا۔ شہزادہ بھی انتہائی خلیق ہے۔ اس کے عجز کو دیکھ کر گویا ہوا: "اے ملکہ! آیئے تشریف لایئے۔ گوہر بازی زبان شہزادے سے یہ خوشنور ہو کر بزم میں بیٹھی۔

شہزادے نے ساقی کو اشارہ کیا۔ اس نے جام مے زعفرانی بھر کر دیا۔ اس نے چند ساغر متواتر پیے اور نشہ ہوا دل نے بوسہ یار کی خواہش کی۔ ناصر کا دمن پکڑ کر بولی: "کیوں صاحب، تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے۔ اچھا اب اٹھو اور خدمت خداوند میں چلو۔" ناصر نے ہنس کر کہا: اطاعت اس شہزادہ والا قدر کی اختیار کرو۔ ورنہ ہم کو اپنا دشمن سمجھو۔ارے ادب وفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے برا کہا۔ اگر اس سے تجھ کو انکار ہو گا تو وہ بد روز میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ خواب عدم میں بھی آرام نہ پائے گا۔ ی تو بتا کہ اتنے بڑے لمے خداوند کبھی دیکھنے میں بھی آئے تھے۔ ان میں تو نے کیا برائی دیکھی جو ان ملچھ مسلمانوں کا ساتھ دیا۔"

ناصر نے کہا: "اوقحبہ دور ہو، کای بکتی ہے جا نہیں تو سزا اپنی کنار میں دیکھے گی۔"

اس ڈانٹنے سے یہ ساحر جھلا کر اٹھی اور کچھ فسوں پڑھ کر دستک دی کہ ناصر کمر تک زمین میں دھنس گیا۔ امیہ عیار نے یہ ماجرا دیکھ کر کہا: "اے ملکہ! پرائے گھر میں آ کر فساد کرنا اچھا نہیں۔ ہم آپ کو مہمان سمجھ کر طرح دیتے ہیں۔"

اس نے کہا: "تم اس مقدمہ میں نہ بولو۔"

شہزادے نے فرمایا: "اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جادور ہو' نہیں قماری جائے گی۔"
یہ کہہ کر تیغ پر ہاتھ ڈالا۔ نازک چشم نے کچھ سوچ کر سحر پڑھا ناصر زمین سے نکل
URDU4U.COM
آیا اور کہا: "آج میں جھگڑا کرنے نہیں آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی۔ کیر ظاہر
ہوا کہ تم مسلمانوں کا سحر اس پر کارگر ثابت ہو گیا۔ یہ یوں نہ مانے گا۔ یہ کہہ کر
بارگاہ سے نکل کر چل چاہا کہ اڑ کر جاؤں مگر آراستگی لشکر السلام اور کیفیت چراغاں
آبادی بازراں دیکھ کر خواہش بڑھی۔ دل میں سوچا کہ خیمہ میں جی گھبرائے گا۔ یہ آراستگی
بھی دیکھ لوں۔ آخر سیر کرتی ہوئی چلی۔ امیہ عیار اس کے پیچھے آیا تھا۔ اس کو جاتے
دیکھ کر ایک ساحر کی سی صورت بن کر پہلے سمت لکشر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا
ہوا اس کے سامنے آیا اور کہا: "اے ملکہ! میں ملازم سوفار جادو ہوں۔ انہوں نے آپ
کے یہاں آنے کی خبر سن کر مجھ کو بھیجا ہے۔ اور کہا ہے کہ جو ملک فوج دسپاہ ہو
وہ اسی طرح آئے۔ پس مجھ کو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی مدد کروں۔"
نازک چشم نے کہا: "مجھ سے کون ایسا ہے جو فساد کرے گا۔" غرض کہ دونوں باتے
چلے۔ راہ میں ایک مقام دیکھ کر امیہ نے خاصدان نکالا اور اس کودا کر کے ملکہ سے
کہا: "مجھ کو پان کھانے کی بہت عادت ہے۔ آپ بھی نوش فرمائیے راہ میں سوائے
اس شغل کے کیا ہے۔ ملہ نے ایک گلوری لے کر اس کے کہنے سے کھائی فوراً لمبے
ہوش ہو گئی۔ امیہ پشتارہ باندھ کر اس کا سامنے شہزادہ نورلادہر کے لایا۔ شہزادے نے
کہا: "بقیہ شب اس کو قید رکھو۔ امیہ نے پشتارہ سے نکال کر اس کو ستون سے باندھ
دیا۔ مگر بے ہوش رکھا کہ بھاگ نہ جائے چنانچہ رات بھر بحفاظت تمام رکھا۔ جس
وقت زاہد خورشید مشرق سے باہر آیا۔
امیر مع سرداران کے مسجد کے پاس تشریف لائے اور بعد فراغت اطاعت رب اکبر دربار
میں دنگل ناو عنبر جناب آصف بن بخیا پر جلوہ فرما ہے۔ بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوئے
اور تخت سلیمانی پر بیٹھے۔ دربارہ کا نقارہ بجا۔

تمام سردار حاضر ہونے لگے۔ شہزادہ نورالدہر مع ناصر دربار میں آئے ناصر ے نذر دلوائی۔ دنگل اس کو ماتحت نور الدہر اسی ذیل میں کہ زہادے دے کر سرداران جہاں بیٹھے ہیں عنایت ہوا ور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اس وقت امیر پشارہ ساحر کا لایا۔ امیر حسب اتفاق آج بارگاہ حشامی میں بیٹھے تھے۔ ساحر کو دیکھ کر حکم دیا: "ستون سے باندھ کر ہوشیار کرو اور دعوت با اسلام کر کے ٹھکانے لگاؤ۔" امیبہ نے باندھ کر کے حصب الحکم ہوشیار کیا۔ لیکن ہنے والی۔ اس نے بھی سوزن زبان میں نہ دیا تھا۔ س احمہ کی معجب آنکھ کھلی اپنے تئیں بندھا دیکھا اور شاہ اسلام کی تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا۔ دیکھتے ہی بنگاہ غضب گھورنے لگی۔ امیر نے سوال اسلام لانے کا کیا کہ اس نے سحر پڑھا۔ بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ رہا ہو کر پکاری: "معلوم ہوا یوں ہی عیار کے بھروسے پر تم لڑا کرتے ہو۔" یہ کہہ کر سحر پڑھ کر دھواں بنی اور اڑ کر بلندی پر گئی وہاں سے اک ناریل بارگاہ میں مارا شعلہائے آتش زمین سے نکل کر سرداروں پر چلے۔ امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی برکت اسماء الٰہ جل گیا اور امیر بھی دنگل سے تیر بھر کر کمان میں ہوستہ کر کے پکارے: "باش او قحبہ کہاں جاتی ہے۔" نازک چشم نعرہ سن کر خائف ہوئی اور اڑ کر چلی گئی۔

○○○

## • ملکہ نازک چشم

بارگاہ لقا میں بختیارک کہہ رہا تھا: "رات گزر گئی اور ملکہ نہ آئیں کسی کو بھیجنا چاہیے۔" یہی فکر تھی کہ یہ جا کر پہنچی اور سارا ماجرا گزشتہ بیان کر کے دنگل پر بیٹھی بختیارک نے تیل ماش منگا کر اس پر سے اتارے۔ نازک چشم ہنس پڑی۔ اس نے کہا: "ہنسی کیا ہو' بڑی خیر گزری۔ وہاں کا گیا کوئی پھرتا نہیں۔ اس جگہ کا جانا' ملک عدم کا سفر ہے وہ لوگ بڑے زبردست ہیں۔ کون ان کے برابر ہے۔ تم واقعی نصیب کی اچھی ہو' جو پھر آئی ہو۔"

یہ کلام سن کر نازک چشم غضب ناک ہوئی اور بولی: "ملک جی' میں ابھی حمزہ کو معہ اس کے لشکر کے غارت کئے دیتی ہوں۔"

یہ کہہ کر وہاں سے اٹھی اور اپنی بارگاہ سے ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہو گیا۔ یعنی جو کوئی قصد آنے کا کرے تو تاریکی معلوم ہو۔ ادھر نہ آ سکے۔ بعد اس بندوبست کے خول خنز سے بنا کر چوکا دے کر زمین کو لیس کر بیٹھی اور گوگل دھوپ دیپ وغیرہ جلانے لگی۔ منتر آغاز کیا۔ پھر آردماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور بنایا۔ جانور سے کہا: "تو سر حمزہ پر جا کر چکر لگا کر اور پکار کر کہہ میں تیرے قتل کرنے کو اے حمزہ آیا ہوں۔ وہ یہ سن کر اسم اعظم پڑھے گا اور میں بند کر لوں گی۔" جانور یہ حکم سن کر جاندار ہو کر اڑا اور سمت لشکر اسلام گیا۔

بعد اس کے اس نے اژدہوں کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر اسلام کا تمام کا کام تمام کرو۔ اژدہے بھی غائب ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین میں سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی۔ اہل اسلام غافل اترے ہوئے تھے کہ یکایک اژدہے کنارے لشکر کے چلے۔ شعلہ ہائے آتشیں منہ سے چھوڑنے لگے حرارت زہر سے زمین کانپنے لگی

اور مرد مان لشکر سب شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے۔ ہنگامہ برپا ہوا اور خیموں بازاروں سے لوگ بھاگ کر طرف صحرا چلے۔ لیکن جدھر گئے اژدہوں کو قلاب آتشیں چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا۔ صورتیں ان موڈیوں سے ایسی پیدا کی تھیں کہ زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک کا ان کے خوف سے دل پانی پانی ہوتا تھا۔ عقرب چرخ کو بصد ترس وہم اپنی جان کی نگہبانی کی پڑی۔

مغز سر میں حرارت آتش زہر سے لشکریوں کا پگھلنے لگا۔ تمام صحرا جلنے لگا زمین تفتیدہ ہوئی اور گھاس جھلس گئی وہ آگ جو وہاں اژدہوں سے نکلی۔ اس قدر بڑھی کہ تمام لشکر اس نے گھیر لیا۔ اہل اسلام یہ دانی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے۔ بعضے ان میں وقنا ربنا عذاب النار پڑھتے تھے۔ بارگاہ سلیمانی میں شاہ اسلام اور سردارا امیر جا کر ٹھہرے لشکری جہاں تک سما سکے جا کر وہیں پناہ گزیں ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزاروں باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے صدہا انعیات و فریاد بلند ہوئی۔ امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھ کر سحر دفع کرنے باہر نکلے۔ اس وقت ایک جانور آ کر گود سر پر ہنے لگا اور پکارا: "اے حمزہ میں تجھ کو مارنے آیا ہوں۔"

امیر نے اسم اعظم باواز بلند پڑھا' وہ طائر تو جل گیا۔ مگر پس پشت نازک چشم گھات میں لگی تھی۔ اس نے ایک جانور سرخ رنگ کا چھوڑا کہ اس نے آ کر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر نازک چشم کے پاس گیا۔ اس نے پکڑ کر شیشہ میں بنا کیا اور پکاری کہ حمزہ بندکیا میں نے اسلم اعظم اب لازم ہے۔ سرکشی کو چھوڑ کر خدمت خداوند میں حاضر ہوا اور سجدہ کر' ورنہ آج کی شب اور اتنا دن مہلت دیتی ہوں۔ دعم سحر ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گی اور چراغ ہستی بجھا دوں گی امیر کے گلے میں حرز ہیکل ہے اسی وجہ سے بے ہوش تو نہ ہوئے اسم اعظم بھولنے سے مبہوت کی طرح ہیں اس کو کچھ جواب نہ دیا اور آہستہ آہستہ چل کر بارگاہ میں چلے آئے۔

ادھر ساحرہ شیشہ لے کر بارگاہ لقا میں گئی۔ مگر ایک رات کی مہلت جو دے گئی ہے

اس وجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے تو نہیں ہیں لیکن مصیبت کہ میں گرفتار ہیں۔ کوئی فرط عطش سے زبان دکھتا ہے کوئی بیہوش پڑا ہے۔ ہوائے گرم نے برگ نہال حیات گرائے تھے غنچہ و دہن سبز بختاں خضر طریق اس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے۔ ہر سمت شور و غوغا برپا تھا۔ کچھ بنائے نہ بنتا تھا

شعلے پیدا تھے پیرہن سے
چنگاریاں اڑتی تھیں بدن سے

زنبور کنول سے جل رہے تھے
پتھر سے شرر نکل رہے تھے

حالت جو سر شک کی بتر تھی
خسانہ مژدہ سے چشم تر تھی

مسدود تھی سیف کی روانی
قطرہ لب تیغ پر تھا پانی

تشویش میں جاں انس جاں تھی
ہونٹوں پہ صدائے الاماں تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا اسی آفت میں پھنستا تھا۔ ہرکارے دمبدم کی خبر لقا کو پہنچاتے تھے۔ ساحر خوشی کے مرے نعرے مارتے تھے۔ اس وقت نازک چشم جا کر پہنچی اور شیشہ اسم اعظم دکھایا۔ عرض کیا: "رات بھر حضور تامل فرمائیں صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی

میں چھپے ہیں۔ سب باہر نکلیں گے اور مسحور ہو جائیں گے۔ آپ لشکر چل کر سب کے سر کاٹ لیجئے گا۔"

لقا نے کہا: "یہی تدبر ہم نے نوے ہزار سال پیشتر کی ہے کہ صبح کو تمام باغیوں کو قتل کریں گے۔ اس وقت جشن کیا جائے۔

"فی الجملہ حسب ارشاد ساقی و بادہ مطرب جمع ہوئے انجمن عیش مترتب ہوئی۔ تھاپ طبلے پر پڑی۔ صدائے مبارکباد بلند ہوئی۔ ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا: "شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھو اور پھر بزم عشم میں بیٹھو۔"

اس نے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دے کر کہا: "اے فرزند مجھ کو اور کسی کا اعتبار نہیں۔ تم اس کو لے جاؤ شہنشاہ کے پاس پہنچا آؤ۔ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہہ دینا۔"

گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی۔ یہ تو ادھر سے چلی اور ادھر اہل اسلام جو آفت میں مبتلا تھا بلبلا کر درگاہ خدا میں استخاثہ کرنے لگے۔ رو رو کر خدائے پاک کو پکارتے تھے کہ ہم کو اس آفت سے بچا

پھر تو مانند پنجہ مرجان
ہاتھ اٹھا کر سوئے در سبحان

اے مددگار بیکس و ناچار
اے طرفدار ہر غریب و یار

اے کشاینده کار بستہ کے
ناخدا کشتی شکستہ کے

بیکسی پر مری تو رحم کر
بے بسی پر مری تو رحم کر

کون حامی یہاں ہمارا ہے
اک تیری ذات کا سہارا ہے

ہم ہیں در ماندہ دستگیر ہے تو
URDU4U.COM
ہم ہیں بے دست و پا قدیر ہے تو

اس بلا سے ہمیں بچا یا رب
پار بیڑا مرا لگا یا رب

تیر دعا ان کا ہدف اجابت سے مقبروں ہوا یعنی اتفاقات قضا قدر سے شہزادہ طولوس جمہور جہاں سوز طر طوسی تہرزن پسر خواندہ' میر لشکر میں نہ تھا۔ کئی روز سے دشت میں سیر صید افگنی کرتا تھا۔ گلابی چشم جو شیشہ لے کر چلی اسی دشت کی طرف سے ہر کر گزری۔ ایک نوجوان کو ہمراہ خیل سرداراں دشت میں شکار کناں پایا مگر یہ معلوم ہوا تا تھا کہ فلک اخضر پر ماہ درخشاں ہے یا برج سنبلہ میں مہر تاباں ہے۔
گلابی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت سے صحرا میں اتری سحر سے صورت اپنی ایک حسینہ کی بنا کر خراماں خراماں گللگشت کناں چلی۔ صدائے خلخال و پازیب سن کر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اٹھا کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلو کناں ہے اس حور طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جناں ہے آنکھیں اس آہوئے بیشہ رعنائی کی غزالاں دشت ہیچ کا راہ بتاتی ہیں۔ ابروئیں تیر مژگان سے صید دل کو نشانہ بناتی ہیں رخسار نازک سے گلائے صبرا پر پژمردہ ہیں۔ دہن تنگ کے روبرو غنچہ شرمندہ۔
جمہور بھی ایسی صورت زیبا کو دیکھ کر فیریفتہ ہوا اور پکارا:"

دشت میں آمد بہار ہے آج
چشم نرگس کو انتظار ہے آج

وہ ناکبدناں شرما کر مسکرائی اور چماں چماں پاس آئی' جمہور نے ہاتھ پکڑ لیا اور اظہار عشق کر کے اپنے ہمراہ لے کر اسی جگہ آیا جہاں خیمہ زربفتی استادہ تھیں۔ سائبان باسلک گوہر کھنچا تھا۔ سامان عشرت و نشاط مہیا تھا وہاں مسند زنگار پر دونوں گویا برج سنبلہ میں آفتاب و مہتاب آ گئے۔ شہزادے نے کشتی شراب کھینچ کر آگے رکھی۔ جام لبریز کے اس پری چہرہ کو دیا۔ اس نے بیک جرعہ ور کشید کیا۔ بھر اس نیس اغر بھر کر شہزادے کے سامنے پیش کیا۔ شہزادے نے پوچھا: "آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشگ ارم بنانے کیا باعث ہو۔ اسی ساحرہ نے مسکرا کر کہا: "نصیب یترا اے شخص یاور ہوا' جو مجھ ایسی ساحرہ دختر ملکہ نازک چشم کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا۔ اب تمام عالم زیر فرما تیرے کروں گی۔ شاہ جاوداں کا ہمسر بنا دوں گی۔ مادر نے میری اسم اعظم حمزہ بند کر کے اژدہائے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہے اور مجھ کو شیشہ اعظم دے کر طلسم بھیجا ہے۔ بس جب اہل اسلام میری مادر کے ہتھ سے مارے جائیں گے خداوند باختر یعنی لقا ہم لوگوں کو وہ مرتبہ کریں گے کیس پیغمبر ایسا مرتبہ نہ کیا ہو گا۔

شہزادے نے جب ماجرائے جنگ وغیرہ سنا۔ چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہے اگر غصہ جتاؤ گے تم کو بھی مسحور کرے گی۔ لازم ہے اس سے باشتی پیش آؤ اور نرمی کر کے سختی جتاؤ۔ پس یہ سوچ کر ہنسا اور کہا: "اے ملکہ نصیب میرا' جو تمہارا ادھر آنا ہوا۔"

یہ کہہ کر گردن میں باہیں ڈال دیں۔ وہ شہوت پرست بھی لپٹ گئی۔ شہزادے نے اس کو وہیں لٹایا اور آسن میں رانوں کو گانٹھا۔ پھر ایک ہاتھ منہ پر پیار کے جی سے رکھا

اور دوسرا گردن پر رکھ کر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھیں نکل آئیں۔ ہر چند تڑپی اور چاہا سحر پڑھے لیکن رانوں میں پڑی تھی اور منہ بند تھا کچھ نہ کر سکی۔ آخر روح نجس نے کسی اور طرف سے راہ نکلتے کی نہ پائی منفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور دار و گیر برپا ہوا۔ بڑی دیر تاریکی رہی صدا آئی: "مارا گلابی چشم جادو کو' کل 195 برس کی عمر تھی ہنور جوان بھی نہ ہوئی تھی۔ ارے بیدور تو نے بڑا غضب کیا کہ اس نے کوئی پھول باغ عشرت سے بھی نہ چنا تھا پرارماں و شا دہی ماری گئی۔ بعد ہنگامے برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اس کی جھولی سے نکال کر توڑ ڈالا۔ لشکر اسلام میں سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آ گیا اور بارگاہ سے نکلے اور سوار ہو کر بہت جلد قریب اژدہوں کے گئے اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ نابود ہو گئے بالکہ وہ حرارف موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے۔ ان پر اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ وہ ہوش میں آ گئے۔"

اس عرصہ میں جمہور شکار گاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا۔ ہر ایک خوش ہوا اور امیر دربار مین آ کر بیٹھے۔ ہر ایک بلاول شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام میں مصروف ہوا۔

ہر کارے لقا کے جو دمبدم خبر پہنچاتے تھے۔ یہ سب خبر لے کر گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ بلکہ گلابی چشم اثنائے راہ میں جمہور کے ہاتھ سیماری گئیں۔ لشکر اسلام پر سے وہ آفت دفع ہوئی۔ اب سب راحت پذیر ہیں۔ بختیارک یہ سنتے ہی پکارا: "صلوہ بر محمد و لغت برلقا کیوں' ملکہ کچھ خوش ہوئیں تم نے اقبال مسلمانوں کا دیکھا۔"

نازک چشم خبر مرگ دختر سن کر رونے لگی۔ آخر سب نے سمجھایا: "اے ملکہ صبر کرو خداوند کی مشیت میں کیا چارہ ہے۔"

لقا نے کہا: "اے بندی قدرت تو نے ناصر کے لیے اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہیں کیا تھا۔ ہمکو یہ ناگوار گزار تیری دختر کو ہم نے قتل کرایا۔ اب اگر ایسا کرے

گی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندوں کو قتل کرنا چاہیے گی تو ہم تجھ کو بھی غارت کر دیں گے۔ کیونکہ یہ بند گان مغصوب ہمارے پیارے بندے ہیں۔ جو کوئی ان مسلمانوں کو ستائے گا تو برباد ہو جائے گا۔ خیر ہم تیری دختر کو بروز تو روز زندہ کر دیں گے۔ فی الحال ہمارے لیے ان مسلمانوں بندوں کو قتل نہ کرنا۔"

نازک چشم یہ کلمات سن کر خداوند کے قدم پر گری اور عذرہ خواہ ہوئی: "بے شیک میں گنہگار ہوں اب ناصر کو بھی کبھی یاد نہ کروں گی۔"

لقا نے اس کی دلجوئی اور دلداری کی۔ یہ وہاں سے روتی ہوئی اپنی بارگاہ میں آئی اور سیاہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کرنے لگی۔ فی الجملہ کچھ دنوں اس ساحرہ کو مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھیے اور حال خسران مال افراسیاب بدسگال سنیے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد مرنے قہر چہار چشم کے شاہ جاوداں مت دور متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونوں کی گردن میں نامے بندھے تھے۔ شہنشاہ نے واکر کے پڑھے ایک نامے میں لکھا تھا: "اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہیں اور عرمو مخمور سمت طلسم کو کب جاتے ہیں۔ اب قریب ملے کو منزل مقصد پر پہنچیں آپ کو ان کی خبر لینا چاہیے۔

عریضہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا: "اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کو اس لونڈی کو حضور نے عہدہ وزارت عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہر استقبال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہے امیدوار ہے کہ اس کا اجازت حرب عنایت ہو۔"

چنانچہ دونوں عریض کو پڑھ کر افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا۔ پہلے خط کے جواب میں یہ لکھا:

میں کو کب سے ڈرتا نہیں اگر عمر و مخمور جائیں گے میرا کیا ہو گا۔" خیر تمہارے لکھنے سے میں ایک نامہ کو کب کو لکھوں گا۔ عجب نہیں جو باغیوں کو گرفتار کر کے بھیج دے اور ان کا شریک نہ ہو۔"

یہ لکھ کر طائر کے گلے میں باندھا اور وہ روانہ ہو گیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا۔"

اے ملکہ صنعت تمہارے آنے سے بہت خوش ہوا اچھا جاؤ' حیرت سے پوچھ کر تمام نمک حراموں کا کام تمام کرو۔"

یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا۔ فی الجملہ دونوں طائر جا کے اپنے مالکوں کے پاس پہنچے۔

URDU4U.COM

ایک تو نامہ پڑھ پر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پا کر کوچ کیا۔ اپنے لشکر کے تین حصہ کئے ایک حصہ فوج سالار جادو نامی اپنے سپہ سالار کو دے کر مثل ہرادلوں کے آگے روانہ کیا اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دے کر پیچھے سپہ سالر کے بھیجا۔ پھر بقیہ فوج کو مثل مور و ملخ کے اپنے ہمراہ لے کر کوچ کیا۔ اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا۔ سپاہ کا حساب حدو انداز سے باہر تھا۔

القصہ پہلے سالار جادو قریب لشکر حیرت پینطاء طائران سحر نے خبر درود لشکر حیرت کو دی۔ ملکہ نے سرداروں کو حکم دیا: "بہر استقبال جائیں۔"

سردار مصروف تیاری ہوئے۔ لیکن اس بارگاہ میں جواسیس لشکر مہ رخ موجود تھے۔ سب خبر دریافت کر کے حاضر خدمت ملکہ موصوف ہوئے اور بعد و دعا و ثنا کے آنا لشکر صعنت بیان کیا۔

مہ رخ اس کے آنے کی خبر سن کر لرز گئی۔ رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا: "خدا خیر کرے۔"

برق فرنگی نے کہا: "اے ملکہ! تم گھبراؤ نہیں میں جا کر اس صنعت کے لشکر کو دیکھتا ہوں اور اس کی اچھی طرح سے خبر لیتا ہوں۔"

مہ رخ نے کہا: "تمہارا جانا بہتر نہیں' وہ بڑی زبردست ہے۔"

برق نے کہا: "ہمارے نزدیک سب پست ہیں خدائے تعالیٰ زبردست ہے۔ یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ راہ میں ضر غام عیار ملا اس سے سب حال بیان کر کے کہا: "میں عیاری کو جاتا ہوں تم بھی خبر رکھنا۔"

یہ کہہ کر چلا۔ ضر غام بھی دوسری راہ سے اس کے پیچھے ہوا۔ برق جب صحرا میں پہنچا دیکھا کہ زیر دامن کو جھنڈے گڑھے ہیں' گنج پڑے ہیں۔ دور تک خیمہ و بارگاہ

خرگاہ آراستہ ہیں۔ راوٹیں اور بے چوبے استادہ ہیں۔ طلایہ بھرتا ہے کوتوالی چبوترا بنا ہے۔ دوکانیں لگی ہیں پلٹنیں اتری ہیں اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا کا ہجوم ہے۔ ساحروں کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے۔ برق ایک ساحر کی ایسی صورت بن کر داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے پوچھا: "بھائی میں رہنے والا فوج حیرت کا ہوں ناواقف ہوں۔ تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت کو کون سا خیمہ ہے۔"

اس نے جواب دیا: "اے شخص' یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر کی کیا حقیقت ہے اسی سے ملا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے آتا ہے۔ اس لشکر کے بعد لشکر ملکہ صنعت کا ہے۔ یہاں سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے۔ اتنا بڑا مجمع ہے۔"

برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا ہے اور سالار جادو اپنے خیمہ میں بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا سامنے اس کے رکھا تھا۔ اس کو واکر کے دیکھ رہا ہے کہ ناگاہ ایک صندوقچے سے چمکل نکلی اور آفتاب ایسا چمکا کہ روشنی ہوئی۔ اس روشنی میں صدا آئی اے سالار ہوشیار ہو کر برق عیار آ پہنچا۔

یہ سن کر اس نے ایک ساحرہ کو حکم دیا: "جاؤ برق فرنگی عیار بازار لشکر میں کھڑا ہو اس قطع کے شخص سے باتیں کر رہا ہے۔ اس کو بلا لاؤ۔" ساحر حسب الحکم برق کے پاس آئی اور عرض کیا: "ہمارے میاں نے آپ کو بلایا ہے۔"

برق یہ سن کر پہلے تو بھرایا پھر یہ سوچا کہ چلو تو سہی خدا مالک ہے۔"

غرض ہمراہ اس ساحرہ کے خیمہ سالار میں آیا۔ دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے۔ فرش مکلف بچھا ہے میز کرسی دنکل وگیرہ آراستہ ہیں۔ آبدار خانہ مے خانہ کے مقام پیراستہ ہیں ہزار ہا ساحر دروازہ پر بعہدہ خدمتگاری و با امید باریابی کھڑا ہے۔ سامان سلطنت ہے۔ بڑا کارخانہ ہے۔ ایک دنکل زرنگار پر سالار بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے اس میں پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے۔ برق نے جا کر سلام کیا۔ اس کو دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ صندوقچہ بند کر کے الگ رکھا دیا اور برق

کا ہاتھ پکڑ کر بڑے تپاک سے کرسی پر بٹھایا۔
فی الجملہ برق کے لیے سامان تواضع و مدارت مہیا ہوا شراب و کباب ہنگایا۔ جلسہ چنگ
و رباب دکھانے کا ارادہ کیا اس خاطر داری کے گویا ہوا: "اے برق میں نے اپ کو
یہاں آنے کی اس تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہیں جو کچھ میں کہوں
گا۔ فی الجملہ آپ جا کر ملکہ مہ رخ کو سمجھا لیجئے کہ آج تک جو ساحر آیا اور اپ
کے ہاتھ سے مارا گیا۔ یہ سمجھ لیجئے کہ وہ اس طرح کا لڑنے والا تھا۔ شہنشاہ کو تم
سب کاغارت کرنا منظور تھا۔ ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرما کر رعایت فرماتے تھے مگر تا
یکجا مجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو نے اپنے وزیر کو بھیجا ہے پس ملکہ عالم سے لڑنا شاہ
جاوداں سے مقابلہ کرن ہے۔ پھر مورضیعف پیل و مان سے کہیں لڑ سکتی ہے اور
پروانہ جان بھی دے جب شمع کو کو نہیں بجھا سکتا کیونکہ کہاں کیونکہ کہاں ملکہ صاحبہ
اور کجا لشکر مہ رخ۔ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کر میں شمہ بھی ملکہ موصوفہ کی
زبردستی بیان نہیں کر سکتا

شہ ساحران صنعت سحر ساز
کہ ہے آج شاہی میں وہ سرفراز

خداوند اورنگ کشور ستان
سرا فراز جادوگراں جہان

کسی کو ہو کب دعوی ہمسری
کہ ہے وقت کی اپنے وہ سامری

نہیں ساحران جہاں کی مجال
کریں سامنے اس کے کچھ قیل و قال

حاصل مرام اے برقاتم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے تو اپنی جان آپ دے گی۔ تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی منع کر دینا کہ وہ بھی جسارت نہ کریں ورنہ روز بد دیکھیں گے۔ اگر ہزار جان لے کر ہمارے لشکر میں آئیں گے ایک بھی سلامت نہ لے جائیں گے۔

برق اس تقریر دراز کو سن کر ہنسا اور دل میں سوچا کہ یہ کہاں کہ ہمارے دوست مہربان ہیں' جو اس وقت مشفق ناصح بن کر کتاب پند نامہ پڑھتے ہیں۔ ظاہر ہوا کہ ازحد بیوقوف بد تراز طفل خواں ہیں۔ خیر لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور نشانی لے کر یہاں سے اپنا راستہ لو۔ پھر جیسا ہو گا سمجھ لیں گے۔ یہ تجویز کر کے گویا ہوا: "اے مہربان واقعی آپ نے جو کچھ فرمایا سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ کا ارشاد نہیں۔ میں اپنے امکان بھر مہ رخ کو فہمائش کروں گا اور جنگ سے باز رکھوں گا اور عیاروں کو مانع ہوں گا۔ الحق ایسا درشت شفیق تراز برادر مجھ کو کہاں ملے گا۔ سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے۔ مگر یہ دوستی کسی سے نہیں کی جو کچھ جناب نے مہربانی پا شکستہ زاویہ حرماں کی نسبت فرمائی۔"

سالار اس کی گفتگو سن کر پھول گیا اور کہا: "اے برق آپ بڑے دانشمند ہیں میں تمام عمر آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا اور ملکہ سے کہہ کر بڑا رتبہ کراؤں گا۔"

برق نے کہا: "یہ آپ کی عنایت ہے۔"

غرضیکہ اسی گفتگو میں اتفاق سے سالار کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اٹھ کر چوکی پر گیا۔ مگر کتہا گیا آپ تشریف رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں۔"

برق سمجھا کہ یہ تو مسخرا ہے تم اپنا کام کرو۔ یہ سمجھ کر اٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کا رکھا تھا اٹھایا۔ پہلے تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے ظاہر ہو گی۔ مگر دیکھا تو اسی طرح بند ہے کچھ ضرر نہیں پہنچا ہے۔ معلوم دیا کہ جب یہ کلید سحر سے کھلے اور جس ترکیب سے سحر پیدا ہوتا ہے وہی تدبیر کر دی جائے تو اس میں سے سحر پیدا

ہو کر کام دے۔ پس یہ لے کر اس کو خیمہ کو باعزاز بلایا تھا۔ یقین ہے کہ صندوقچہ دیا ہو گا۔ یہ سوچ کر کسی نے نہ روکا۔ یہ نکل کر جب لشکر کے کنارے پہنچا۔ اس وقت سالار چکی پر سے آیا۔ برق کو نہ دیکھا۔ پہلے تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بدقسمت تھا جو چلا گیا' نہیں تو میں بہت کچھ دیتا جب افسوس کر چکا۔ غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہیں۔ پھر بوکھلایا اور بدحواس ہو کر باہر آیا پکارا: "وہ لے گیا۔"

ملازمین بھی کچھ اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اس کے کلام کی پیروی کرنے لگے۔ یعنی سب یہی کہنے لگے: "ارے وہ لے گیا ارے وہ لے گیا۔" کوئی یہ نہیں کہتا کہ صندوقچہ لے گیا۔ سالار جدھر دوڑا جاتا ہے اس طرف سب جاتے ہیں اور "لے گیا لے گیا۔" کا غل مچاتے ہیں۔

برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی' یہ ایک درہ کوہ میں جا کر چھپ رہا۔ وہاں بھی غل سن رہا ہے: "لینا گھیرنا گرفتار کرنا۔ ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لے گیا۔"

یہ تو غار میں مخفی ہے کوہ کے مگر ضرغام سے جو کہہ آیا تھا وہ بھی اس کے پیچھے لشکر میں آیا تھا۔ اس نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ لیے دیکھ کر اس کو بھی دلگی سوجھی اور سوچا کہ یہی موقعہ ہے اس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے کا۔ یہ سمجھ کر اپنی صورت تنہائی میں جا کر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحروں کے بھاگ کر چلا۔ سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "تو میرا صندوقچہ کیوں لے گیا۔ میں نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی' میں تو بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زرد گوہر کے کئی صندوقچے دوں۔ اب اس صندوقچہ میں جو تو لے گیا ہے کچھ زرد جواہر نہیں ہے صرف سحر کرنے کا ہے' وہ مجھے دیدے اور مجھ سے اس کے عوض سا مال لے' میں تجھ کو ضرر نہ پنچاؤں گا اور بہت کچھ دوں گا۔"

نقلی برق نے جواب دیا: "تو بڑا بیہودہ ہے کیسا صندوقچہ اور بالفرض میں لے بھی گیا ہوں

تو کیا دینے کے واسطے لے گیا ہوں جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لے گئے اب نہ دیں لے۔ سالار نے یہ سن کر ایسا سحر پڑھا کہ ضر غام کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشاد دیا کہ بے قرار ہو گیا اور کہا: "سالار کیا چاہتا ہے۔"

اس نے کہا: "صندوقچہ دے۔"

اس نے جواب دیا: "ایک شرط سے یعنی میں صندوقچہ غار میں ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہوں۔ اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دے دوں' کیونکہ ہم لوگوں کے رہنے کی وہ جگہ ہے اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو برا ہے۔ اس لیے تجھ کو تنہا لیے چلتا ہوں۔

سالرا نے یہ سن کر اس کو زمین سے چھڑایا اور بولا: "اچھا چل دے۔"

افسران لشکر نے عرض کیا: "یہ مکار ہے۔ آپ تنہا نہ جائیے۔"

سالار سمجھا کہ تو سپہ سالار ہے اگر جانے میں تامل کرے گا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہیں لیکن دل دیکھتے ہیں سب بودا جانیں گے۔" یہ سمجھ کر کہا: "نہیں میں جاؤں گا کیا میں کوئی حلوہ ہوں جو کھائے گا۔"

ایک کہہ کر ساتھ ہوا۔ ضر غام اس کو لے کر ہوستان میں آیا اور اس حمقات زدہ کو ازبسکہ دق کر کے مارنا منظور تھا بدیں سبب کا یکایک بیہوش نہ کیا۔ لے کر چلا۔ اس کو جاتے دیکھ کر برق جو غار میں تھا۔ اس نے بھی دیکھا اور ضعیفہ کی صورت بن کر یہ بھی بطور مخفی ان کے پیچھے چلا۔

غرض جب کوس بھ راہ طے کی اس وقت سالار نے پوچھا: "اے برق وہ مقام کون سا ہے جہاں صندوقچہ رکھ آیا ہے۔ اگر وہ بہت دور تھا تو وہاں کہاں ہوتا کہ میں سوار ہو کر آتا۔"

ضر غام نے کہا: "میں کچھ نشہ میں تھا۔ جب صندوقچہ رکھنے آیا تھا۔ اب جگہ یاد نہیں آتی جہاں رکھا ہے' جس جگہ رکھا ہے اس جگہ کو بالکل بھول گیا ہوں۔ چلیے ڈھونڈتا ہوں اگر مل گیا تو مال آپ کا ہے نہیں تو مال ہمارا ہے' جب یاد آئے گا تب آ کر لے جائیں گے۔ اس وقت ہم دونوں مجبور ہیں۔"

سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا: "اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار ہی ڈالوں گا۔"
ضر غام بولا: "ہاں یہ تو ہونا ہی ہے اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہے۔ اچھا چلتے تو آیئے سمجھ لیا جائے گا۔"
URDU4U.COM
وہ ناچار تھوڑی دور اور گیا۔ پھر اس نے استفسار کیا اب کہاں ہے۔"
اس نے کہا: "آج مجھ کو چھوڑ دیجئے۔ میں اپنے گھر جاؤں کل میرے جب حواس درست ہوں گے تو آ کر ڈھونڈوں گا۔"
سالار نے غضب میں آ کر کہا: "ابے کیوں باتیں بناتا ہے میں ایک گھونسا ماروں گا تیرا دم نکل جائے گا۔"
ضر غام نے ہنس کر جواب دیا: "چلو اچھا ہے میری جان گئی تمہارا مال گیا یہی سہی۔"
سالار گھبرایا گویا ہوا بھائی بتا دو' کیوں دق کرتے ہو۔"
ضر غام نے کہا: "اچھا اگر صندوقچہ لینا ہے تو چپکے چپکے چلے آؤ۔"
ناچار وہ پھر ساتھ چلا۔ جب کچھ دور گیا تھک کر بولا "میں کیوں تو نہ بتائے گا۔"
ضر غام نے کہا: "بتاتے ہیں مرا کیوں جاتا ہے۔"
اس نے کہا: "تو یوں نہ بتائے گا۔"
ضر غام نے کہا: "تو بھی یوں کہنا نہ چھوڑ گا جب تک کہ سزا نہ پائے گا۔"
سالار بولا: "ہے شرف مار ڈالوں"
ضر غام نے کہا: "کیوں یہی بات ہے کہ ناک کاٹ لوں۔" سالار بہت ہی خفا ہوا۔ لیکن غرض بہت بری ہے جانتا ہے کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو ملکہ صنعت کیہے گی کہ جاتے ہی حربہ کا چھنوا دیا۔ فوج والے بھی ہنسیں گے کہ واہ ایک صندوقچہ نہ ملا اور لے نہ سکے۔ لہٰذا یہاں سے خالی ہاتھ پھر کر جانا بڑی غریت کی بات ہے۔ جس طحر بنے لینا چاہیے۔ یہ سوچ کر پھر کچھ میل کی باتیں کرنے لگا اور کہا: "بھائی آخر وہ تم کیوں نہیں دیتے ہو' مجھ ے جو کچھ کہو' میں وہ دوں اس صندوقچہ کے لینے سے تمہارا کچھ بھلا نہ ہو گا۔"

ضر غام نے کہا: "ارے میاں دینے ہی کے لیے تمہیں لائے ہیں یا اور کسی کام کو مرد آدمی ہم خود حیران پھر رہے ہیں۔ چلو ڈھونڈھے دیتے ہیں گھبراتے کیوں ہو۔"

URDU4U.COM

غرض اسی طرح اس کو لیے لیے کوسوں کا چکر دیا کہ پاؤں اس کے سوجھ گئے تھے تھک کر بیٹھ گیا۔

ضر غام نے کہا: "آپ بھی تھک گئے اور میں بھی بہت ہلاک ہوا۔ اب آج معاف کیجیے کل میں خود آپ کے لشکر میں لے کر صندوقچہ آؤں گا۔"

یہ کہہ کر اٹھا کر چلا جائے۔ سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھ کر اس نے دستک دی کہ ضر غام کو پاؤں زمین نے پکڑ لیے اور وہی کیفیت جو سابق میں لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوئی۔

سالار نے جھولے سے سحر کے منقل آتش نکال کر کوئلے سلگائے۔ پھر کنجر کھینچ کر چلا کہ تیری بوٹیوں کے کباب لگا کر کھاؤں گا۔ یہ کہہ کر چاہتا تھا کہ بوٹے کاٹے اس وقت برق جو بڑھیا بن کر چھپا ہوا تھا۔ سب ماجرہ دیکھتا تھا۔ یکایک ایک صندوقچہ لے کر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اس کی طرف چلا آگ لگاؤں تیرے صندوقچے کو۔ بھاڑ میں جائے موئے تو' جہنم کا کندہ ہو۔ میرے بچے کی جان ہے تو سب کچھ ہے تو نے میرے فرزند کو کیا سمجھ کر باندھا ہے۔ صدقہ کروں بھڑوے لے اپنا صندوقچہ لے تو۔"

ضر غام یہ باتیں سن کر پہچان گیا کہ برق ہے مگر سالار کے دھوکا دینے کو کہا: "غضب پڑے اس بڑھیا پر کم بخت صندوقچہ دیئے دیتی ہے۔ میں اپنی جان دیتا' صندوقچہ نہ دیتا۔"

سالار نے کہا: "یہ تیری کون ہے۔"

اس نے کہا: "ہم لوگ یہاں مسافرانہ وارد ہیں۔ یہ بڑھیا کوہستان میں رہتی ہے۔ ہم نے اس کو ماں کہا ہے جو لاتے ہیں اس کے پاس رکھواتے ہیں' یہ بھی ہم کو روٹی پکار دیتی ہے اور جگہ رہتی ہے۔ اس وقت کسی کام کو نکلی ہوئی مجھ کو دیکھ کر صندوقچہ لائی ہے۔ میں جانتا کہ یہ دے دے گی تو اس کے پاس نہ رکھواتا۔"

اسی گفتگو میں بڑھیا نے قریب آ کر کہا: "ارے ظالم اپنا صندوقچہ لے۔"

سالار نے کہا: "یہ میرا صندوقچہ نہیں ہے۔"

بڑھیا نے کہا: "تو میرا گھر سامنے ہے' وہاں بہت سے صندوقچہ رکھے ہیں تو اپنا چل کر پہچان لے۔"

URDU4U.COM

سالار سمجھا کہ یہ عیار ہیں نہیں معلوم کتنا مال اس بڑھیا کے پاس رکھوایا ہو۔ ذرا چل کر دیکھ تو کہ کیا کیا ہے یہ سوچ کر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لے لیا۔ سالار جو درہ تھا وہاں آئے۔ بڑھیا نے کہا: "ادھر دیکھ وہ میرا گھر ہے۔"

اس نے پھر کر دیکھا۔ ضرغام پیچھے تھا۔ اس نے کمند ماری۔ یہ گھبرا گیا۔ بڑھی سامنے تھی منہ ادھر ہوتے ہی حباب بے ہوشی مارا کہ یہ چھینک مار کر گرا۔ بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا۔ غل و شور تاریکی ہو گئی اور لاش اس کی بگولے اڑا کر لے گئے۔

ضرغام و برق صندوقچہ لے کر بھاگے اور اپنے لشکر میں آئے۔ مہ رخ سے سب حال کہا۔ تم سردار سالار کے چکر دے کر پھر اپنے پر خوب ہنسے اور عیاروں کو خلعت دیا۔

○○○

کیا ہے۔

صنعت یہ سن کر خندہ دندان نما کیا اور انگڑائی لی۔ پھر آفتاب چمکا۔ اب جو دیکھا تو صنعت نہیں ہے۔ اس کے جانے کے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے میں رہے پھر جو حواس درست ہوئے۔ مہ رخ سے کہا: آپ کو یہ بد حواسی نہ چاہئے۔ ایسی ایسی باتیں بہت سی آئیں گی۔ یہ سمجھ لو کہ افراسیاب سے بڑھ کر اس طلسم میں کوئی نہیں اس سے لڑنا پھر ہر ایک سے ڑرنا کیا ہے۔

مہ رخ نے کہا: یہ اس کے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہو گئے ور نہ جان دینے کو آمادہ ہیں' وہ مالزاری کیا ہے اس کے ویو سے نہ ڈریں گے۔ ہاں سحر میں اس کی برابری نہیں کر سکتے۔

برق نے کہا: خدا مالک ہے۔

یہ کہہ کر مصروف مے خواری ہوئے۔ ادھر جو اسیسان (ہر کارے) لشکر حیرن خیریت دریافت کر کے گئے اور بعد گزارش صفت شاہی ملتمس ہوئے: صنعت سے بارگاہ مخالف میں ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا۔

ملکہ حیرت نے فہ خبر سنکر کہا: اب بڑی لڑائی ہو گی کیونکہ ملکہ صجعت' شہنیاہ سے کچھ کم نہیں ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی۔

یہ کہہ کر ایک نامہ خوردوں کی طرح لکھا۔ مضمون یہ تھا: اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفاں میں گئیں مگر میں ہمہ تن چشم براہ انتظار ہوں۔ یہاں نہ سشریف لائیں' لازم ہے کہ بفور ملاحظہ عریصنہ قدم رنجہ فرمائیے۔

یہ نامہ طائر کو دیا کہ لے جائے۔ پھر سوچکر دو جادو گرنیوں کو دیا: تم جاؤ اور ملکہ کو بااعزاز لے آؤ۔

جادو گرنیاں نامہ لے کر چلیں۔ ہر کارے لشکر مہ رخ کے خبر ان کے جانے کی لے کر اپنی بارگاہ میں گئے اور سب کیفیت بصاادب مچرض بیان میں لائے۔ مہ رخ نے صنعت کا آنا سنکر کہا: خدا خیر کرے اب وہ آئے گی تو جنگ آغاز ہو گی۔

برق نے کہا: اے ملکہ: ہم بھی صنعت کی بارگاہ میں جانے ہیں اور کچھ تدبیر کرتے ہیں۔

مہ رخ نے کہا: اے مہتر خدا کو مان کر ایسا قصد نہ فرمایئے۔

برق ے کہا: ہم مغیر فتح طلسم باز نہ آئیں گے جان جائے یا رہے۔

یہ کہہ کر اٹھا' مہ رخ کو تاب نہ آئی دو پتلے آردماش کے بزور سحر بنائے اور ان میں بیر بٹھا کر اڑا یئے کہ جاؤ بطور مخفی برق کے رہ کر ان کے حال کو دیکھ کر ہم کر مطلع کرتے رہو۔ پتلے اڑ کر عقب برق روانہ ہوئے۔ لیکن اب حال ملکہ حیرت اشتمال مسافراخ بادیہ طلسمات نور افشان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

جب مسافراں جاوہ عجائبات بصد فرحت و سرور یعنی عمرو اور مخمور غار سے نکل کر روانہ ہوئے۔ آب نو پیتے اور جائے نو ملاحظہ کرتے جنگل بیابان کفدست میدان ہوکے مکان طے کرتے ایک صحرائے پرفضا کے قریب پہنچے۔

عمرو نے مخمور سے پوچھا: کوکب کا باغ سیب کتنی دور ہے۔

مخمور نے جواب دیا: خدا اس مرحلے سے بچائے تو آپہنچے ہیں۔ اس منزل سے گزر آگے جائے سرور ہے۔

یہ کلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشہ کو نمونہ بہشت بریں پایا۔ دوب سفید رنگ کوسوں تک جمی تھی۔ زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گویا بنی تھی۔ چشمہ پانی سے لبریز' نہریں لطافت بیزا گردشت کی سر سبزی خضر کو نظر آئے۔ اس جگہ کے نقش سکونت پر زہر کھائے۔ اگر زہر سے پانی کی صفائی سکند دیکھے آب غیرت میں ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے۔ صورت گری مصور بہار سے نگار خانہ صحرا میں تصاویر بوقلموں گلہائے خوشرنگ کھینچی تھی۔ گلزاراشدنگ چین کو رشک سے شرمندہ بنا تی تھیں۔ گل بوٹے زمین سے اس طرح اگے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کوسوں تک بچھے تھے اور ابر بہاری کا شامیانہ زنگاری بنا تھا۔ ہجبلی کا چملنا جھلر کا مقیش مروادید کا ہلنا معلوم دیتا تھا۔ جرختوں کی بلیں زلف سبز رنگاں دہر

کو شرماتی تھیں۔ بیلیاں پھولوں کی وہاں معشوقان چین و چگل کو دہن دریدہ بنا تی تھیں ساونی پھولی تھی۔ کلغا لگا تھا' بہار لالہ وکل نے دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا' آتش گل کا دھواں بلند تھا۔ سقف گردوں میں کاجل پار کر چشم رقاصہ فلک کو لگانا نہایت پسند تھا۔ ہر سمت کو ہسار سے آبشار ہوتا جدول انہار کے کنارے سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا۔ وہاں کے خوشوں کو فلک مینا فام سنبلہ کی چوٹی سمچہ کر سر پر چڑھانے کو سر جھکاتا تھا یا دامن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا۔

لہلہانا سبزہ نوخیز کا
اور چلنا باد عطر آمیز کا

ہر طرف بادصبا کا گھومنا
اور وہ سروسہی کا جھومنا

جلوہ مستانہ موج نسیم
ابر سے برسائے تھا در یتیم

گو ہوا میں جلوہ مستانہ تھا
ابر میں انداز معشوقانہ تھا

شوخی ابر بہاری کیا کہوں
فرس گل پر در نثاری کیا کہوں

ہر طرف سے تھا عیاں جوش بہار
ہر شجر پر گل ہر اک پر برگ و بار

مخمور نے عمرو سے کہا: یہ صحرائے پر فضا لائق دید ہے۔ مگر ٹھہرنا یہاں عقل سے بعید ہے۔ کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا ہے اور نیل سر جادو نام ایک ساحر یہاں رہتا ہے۔

URDU4U.COM

اس جنگل کے آگے ایک عین ڈاندے پر میری مادر گرامی قدرا سرار جادو نام رہتی ہے۔ اس کے مکان کے بعد پھر عملداری کو کب کی ہے۔ من میری مچھ سے مت خفا ہے افراسیاب ایسا اس کو کعتبر اور خیر خواہ جانتا ہے کہ سرحد پر اسی کو کتقرر کیا۔ جب تک ماں میری راہ نہ بتائے گی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم میں جانا کبھی نہ ہو گا۔ کوئی تدبیر سوچنیے اور میری ماں کو راضی کیجئے۔

یہ باتیں کرتے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا: اری اور لکانہ گیسوبریدہ' تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس وزد مکار گنہگار شاہ جاوراں کو یہاں تک پنچایا۔ اب میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے۔

عمرو نے جو یہ للکارنا سنا مڑکر دیکھا۔ ایک ساحر غیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اس کا بالکل ہاتھی کا سا تھا۔ ناک مثل خرطرم کے لٹکائے دودانت بھسونڈے سے ملے ہوئے منہ کے باہر سے چوڑی فولادی چڑھی' مثل دندان فیل بہت بڑے تھے۔ فیل بلک سامنے سے اس کے گریزاں تھا۔ اسد چرخ اس کی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشہ افلاک میں پنہاں تھا۔

عمرو نے اس کو آتے دیکھ کر چاہا کہ بھاگے گلیم اوڑھ لے لیکن پاؤں پھول گئے۔ کھڑا رہ گیا۔ اس نے سحر سے بحیس و حرکت کر دیا۔ مخمور نے بچالا کی ایک گیند سحر کا نکال کر مارا۔ فیل سرنے جادو پڑھ کر دستک دی کہ گیندالٹا پھر کراسی کے لگا مخمور کو ہوشیار کر کے کہا: کیوں اے شوخ چشم اشہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا برائی کی تھی جو تو عمرو کی شریک ہو گئی۔

مخمور نے جواب دیا: کیسا عمرو تو کیا بکتا ہے میں فرط محبت سے اپنی ماں کے پاس آئی ہوں اور اسی کو تلاش کر رہی تھی کہ تونے گرفتار کر لیا۔ دیکھ تو موے میری ماں

تیرا کیا حال کرتی ہے۔ تو نے مجھ کو بے وارثا سمجھا ہے۔
فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا: او چھوکری مجھ کو دم دیتی ہے۔ ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہے۔ نامے ہم مخالفاں صحرا اور مالکان دربند کو پہنچ چکے ہیں کہ مخمور لیے ہوئے عمرو کو طلسم نور افشاں کی طرف جاتی ہے۔ جو کوئی اس کو پائے گرفتار کر کے لائے۔ سرکار سے انعام ملے گا۔ الہٰذا تو اب نہ بچے گی۔ میں تیرا سرکاٹ کرلے جاؤں گا۔
مخمور نے کہا: اگر تو جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں تو الحمدللہ بیشک نور ایمان رکھتی ہوں' تچہ سے جو کچھ ہو سکے کوتاہی نہ کر خدائے مابزرگ است۔
فیل سر اس کلام سے اور بھی زیادہ خفا ہوا اور دونوں کو گھسیٹتا ہوا لے کر چلا۔ یہ دونوں بلبلا کر رجوع قلب سے جرگاہ حق سجانہ تعالیٰ میں فریاد کرنے لگے

اے تسلی دہ دل پر درد
اے طلا ساز رنگ چہرہ زرد

معرفت تیری کس طرح ہو بیاں
عقل کل تک ہے اس جگہ حیراں

تو جو چاہے مجال ہو ممکن
دن تو ہو رات اور رات ہو دن

شجر شمع نخل باغ بنے
ہر شجر لعل شب چراغ بنے

جوئے تصویر سے رواں ہو آب
کرب شب تاب ہو درشب تاب

اس بلا سے ملے نجات ہمیں
کیوں نہ کافی ہو تیری ذات ہمیں

کچھ دور وہ ساحران کوکشاں کشاں لے گیا تھا کہ دعا ان کی درگاہ رب العزت میں مقبول ہوئی یعنی ماور مخمور جو اس جگہ سے آگے رہتی ہے' ایسی ساحرہ بے بدل ہے کہ سرحدی فساد کو کب سے جو کبھی ہوتا ہے۔ اس کا فصیل کرنا شاہ جاوداں کی طرف اسی کے محول ہے۔ علم کہانت کیں یکتائے روزگار ہے۔ سحر میں جمشید کی یادگار ہے۔ وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلاں وقت عمرو کو یہاں لائے گی اور طلسم سے باہر جانا چاہے گی۔ پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کر لاؤں اور سمجھا کر کے عرو سے اس کو چھڑاؤں۔ شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کراؤں۔ فی الجملہ تلاش کناں ادھر آنکلی کہ فیل سران دونوں کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا۔

اس نے دختر کو بحال خراب اسیر و دستگیر دیکھ کر رو دیا۔ محبت مادری نے دل میں جوش مارا برابر اس جادو گر کے آئی اور گویا ہوئی: اس نالائق کو کہاں لے جائے گا۔ یہ دختر میری ہے۔ اس کو مجھے دے' کیونکہ اس بدانمی کو میں ہی نکیٹ سکتی ہوں اور دوسرے کو اس کے قابل نہیں جانتی۔

اس ساحر نے کہا: اے ملکہ! مجھ کو نامہ شاہ جاوداں آیا ہے۔ اس کے قتل کرنے کو شاہ نے تاکیداً تحریر فرمایا ہے۔ میں سر ان کے کاٹ کر لے جاؤں گا' تمہیں نہ دوں گا کہ تم اس کی مادر ہو' قتل نہ کروگی۔ مفت میں بدنامی سہوگی۔

اسرار نے بغصب کہا: کچھ شامت آئی ہے۔ مجھ پر بھی حکومت کرتا ہے۔ کوئے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہے۔ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے اور میرے کہنے کو نہ مانے ارے جنگلی ریچھ تجھ کو ہماری اطاعت کو شہنشاہ نے حکم دیا ہے یا خود مختار کیا ہے۔

فیل سر نے کہا: خیر خواہی کے وقت ادنیٰ اور اعلیٰ سب یکساں ہیں' جو کام جس سے بن

پڑے وہی عالی شان ہے۔
اسرار نے ہنس کو کہا: خوب تیری قضا آئی ہے یہ
یہ کہہ کر جھولے پر سحر کے ہاتھ ڈالا۔ فیل سر خرطوم کا گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا۔
وہ فوراً زمین میں سما گئی۔ فیل سر نے اسی جگہ جہاں یہ سما گئی تھی۔ ایک ٹکر ماری۔
زمین سے ہزار ہا شرارے پیدا ہوئے چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اس کی پشت پر زمین سے نکلی اور گولا ایک سحر کا اس زور مارا کہ اس کے سر پر پڑا توڑ کر پار نکل گیا اور پچھاڑ کھا کر زمین پر گرا۔ ہزاروں شعلے سر سے نکلے۔ صحرا میں آگ لگی۔ وہ کافر سرد ہو گیا۔ شورو تاریکی ہوئی۔ صدا آئی کہ مارا فیل سر جادو کو۔ بعد اس ہنگامے کے لاش اس کی بیر اڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے۔

مخمور اور عمرو چھوٹے' مخمور چھوٹتے ہی ماں کے قدم پر گری۔ عمرو بھی ہاتھ پھیلا کر کر ملنے بڑھا۔ اسرار کو کچھ نہ بن پڑا۔ بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمرو سے ہاتھ ملایا۔ رونے لگی اور گویا ہوئی۔ "بیٹا! اچھا نہ کیا جو شہنشاہ ایسے مالک کو چھوڑ اس نے تجھ کو ملک و مال دیا تھا' بڑا رتبہ کیا۔ اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔"
مخمور نے کہا۔ "امی جان! آپ کے سر کی قسم مجھ کو بھڑوے افراسیاب نے چھنالا لگایا اور ایسا مارا کہ سارا جسم میرا فگار ہو گیا تھا۔ اب تک درد ہوتا ہے۔ میری خالہ جان آپ کی بہن ملکہ نسترن مجھ کو لے بھاگیں اور لشکر عمرو میں لے آئیں۔ نہیں تو مواء جان سے مار ڈالتا۔ پھر اس صورت میں میری کیا خطا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ عمرو نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی ہوتی تھی۔"
اسرار نے کہا۔ "یہ کیفیت سب سن چکی ہوں' اچھا بیٹی جو تقدیر کا لکھا تھا۔ وہ پورا ہوا' جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا۔"
یہ کہہ کر عمرو سے بطور بزرگانہ سفارش نسبت مخمور کے کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہے اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہیں جانتی۔ کم بخت' ابھی میں اپنی ایڑی دیکھ

کے کہتی ہوں چودھویں تو برس میں ہے۔ ثابت سحر پڑھنا بھی نہیں آتا۔ ایک بار میرے یہاں آ کر رہی تھی تو روز صبح کو اٹھ کر روٹی رو کر مانگتی تھی۔ آپ اس کو اپنی کنیز سمجھ کر حفاظت میں رکھئے گا اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر ادھر ادھر پاؤں نہ پڑنے دیجئے گا۔"

URDU4U.COM

عمرو نے کہا۔ اے ملکہ! یہ ہماری دختر کے برابر ہے۔ بجائے فرزند کے اس کو میں جانتا ہوں۔ تمہارے کہنے تک ہے جو مجھ سے اس کی خدمت ہو گی بجا لاؤں گا اور ہر حال میں اس کا شریک رہوں گا۔

اسرار نے کہا۔ "میں آپ کو اپنی جائے سکونت پر لئے چلتی اور دعوت کرتی۔ مگر موقع نہیں ہے کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ طلسم میں جائے گی۔ وہاں سے باز پرس ہو گی اب میں بھی کہیں چھپ رہوں گی اور انشاء اللہ آپ کے لشکر میں موقع پا کر پہنچ جاؤں گی۔"

یہ کہہ کر ایک درۂ کوہ میں دونوں کو لائی۔ اس پہاڑ کی خوبی پر روح فرہاد نثار تھی۔ بلندی اس کی کوہسار تھی شیریں کہ ہستیوں کو رو برو اس کے پشتہ خاک جانے اس کی بہار و فضا کے سامنے لیلیٰ دشت نجد کو جائے۔ ہولناک سمجھے۔ درۂ کوہ میں ایک دریا جاری تھا۔ پانی اس کا سات دھاریں سبز و سرخ و سفید و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا۔

مخمور نے کہا۔ خواجہ دریائے ہفت رنگ یہی ہے کہ طلسم کے گرد بہا ہے۔ اس کے پار بیابان ریگستان ملے گا پھر مکان لوحدار جادو کا پڑے گا' مگر اس سمت کو یہ دریا آگے بڑھ کر بہا ہے۔ وہ تمام مقام طلسم ہوشربا کا ہے اور اس جگہ جو ہم آئے ہیں تو اس کے لیے پار دریا کے عمل داری کوکب کی ہے۔ وہ ہم کو بلائے گا۔ اگر خدا نخواستہ اس نے ہم کو طلب نہ کیا تو بیان ریگ وغیرہ طے کر کے لوحدار کی سرحد سے گزر کر پھر دریا یہی ملے گا اور ہم کو دوبارہ اترنا ہو گا۔ یہ جگہ بہت نزدیک ہے اور آسان گزار ہے اور اس گھات کو بھی ہم ہرگز نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ

ہوتیں۔ یہ باتیں کر رہے تھے کہ اسرار نے بڑی دیر تک سحر پڑھا' ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور آپ سے آپ کنارے لگ گئی۔ اسرار مع مخمور اور عمرو کے سوار ہوئی۔ کشتی روانہ ہوئی۔ اس وقت ساتوں رنگ کا پانی دھاریں ہو کر بہنا عجب لطف دکھاتا۔ یہ ظاہر تھا کہ آب قبائے ہفت رنگ متلون زیب بر کئے ہے یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے زخم بر میں رنگ تیار کر رکھے ہیں۔ مچھلیاں سرخ رنگ کی ہیں اور سبز رنگ ہیں۔ سرخ و سفید میں زرد زرد میں سیاہ ہر رنگ میں مختلف اللون شناور تھیں ان سے عجائب و غرائب بہاریں ظاہر تھیں۔ دریا کے ہر طرف درخت لگے تھے اور زمین سرخ رنگ تھی اور اس طرف جدھر سے سوار ہوئے ہیں زمین کا رنگ سبز تھا۔

اسرار نے کہا۔ "جو میں نہ ملتی تو آپ کو یہ گھاٹ نہ ملتا۔ کیفیت یہ ہے کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے میں ہیں اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے۔ بس جہاں جہاں اتارے کی جگہ ہے وہاں ایک ایک سردار ادھر افراسیاب کا ادھر کوکب کا رہتا ہے اور دریا کے اندر جو ساحر ہیں۔ اس مقام پر کے سردار کی اطاعت میں ہیں۔ اس کے حکم سے راستہ کر دیتے ہیں۔ لہٰذا یہاں کی میں مالک ہوں۔ سحر پڑھ کر کشتی اس جگہ کے ساحروں سے منگا کر آپ کو نصف دریا تک پہنچاتی ہوں۔ پھر آگے کوکب کے سردار کو اختیار ہے۔"

یہی باتیں کرتے ہوئے بیچ دریا میں جب پہنچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان میں جو رنگ ہے۔ اس میں خط باریک سا نظر آتا ہے۔ گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اتنے ہی ادھر ہیں۔ پس اس خط کے پاس جا کر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا۔

اسرار نے پکار کر کہا۔ "اے ملکہ پری زاد ماہی! اس کشتی کے قریب آیئے تو ایک بار راز کی ہے وہ عرض کروں۔"

مچھلی قریب کشتی کے لے آئی۔ اس نے جھک کر کہا۔ "عمرو عیار تمہارے بادشاہ کی

طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ ہمسری شاہ طلسم ہوشربا نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے مدد مانگنے تمہارے بادشاہ کے پاس جاتا ہے۔ میں اپنے مطیع ساحروں کو فقرہ دے کر اپنے مقام سے تمہاری سرحد تک لائی ہوں اگر کہو تو اس پار اتار دوں۔ ورنہ تم آپ اپنے ان کو لے جاؤ' ٹھہرنا اچھا نہیں۔"

وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا۔ "اچھا لے جاؤ اس پار اتار کر پھر جانا اور پوچھا۔ "یہ دوسری کون ہے؟"

اس نے بتلایا۔ "میری دختر مخمور ہے۔ یہی رہبری کر کے خواجہ کو لائی ہے۔ اسی کے باعث میں نے بھی تم تک عمرو کو پہنچایا اور نہ میرا بادشاہ اس کے گرفتار کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔"

مچھلی یہ کل کوائف سن کر غوطہ مار گی۔ کشتی آگے بڑھی یہاں تک کہ اس کنارے پر جا کر ٹھہری۔

اسرار نے کہا۔ "خواجہ یہ زمین سرخ کوکب کے عمل میں ہے۔ اب جائیے اور بر وقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی کا بھی حال کہہ دیجئے گا۔"

عمرو اور مخمور اس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار ناؤ لے کر پھری۔ دم بھر میں اپنی سرحد پر پہنچ کر غائب ہو گئی۔ عمرو جب اس پار پہنچا' گویا ہوا۔

للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری
طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

مخمور ہاتھ پکڑ کر خواجہ کا آگے بڑھی۔ دونوں سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے کچھ دور گئے تھے کہ ایک سیب کے درختوں کا باغ نظر آیا کہ شجر پر از اثمار کوسوں تک بکے جو خزاں و آسیب باغبان سے پری ہرے بھرے مراد مند کی طرح دست دعا اٹھائے ہوئے کھڑے تھے۔ مرغان خوش الحان درختوں پر نغمہ سرائی کرتے تھے۔ ہزاروں غزال دشت

چوکڑیاں بھرتے تھے۔ آب صاف کی نہریں ہر سمت جاری صحرا میں رنگ رنگ کے پھولوں کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالاں دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پست بتاتے سیب کے سامنے سیب ذقنان عالم پستان شرم سے چھپاتے تھے۔

URDU4U.COM

عمرو نے مخمور سے کہا۔ "یہ کون سی جگہ ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ "یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے۔ اس کے آگے بیابان انارستان ہے۔ اناروں کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبوں میں بھی یہی جادوگری ہے۔ ہم تم یہاں آئے ہیں۔ موکل یہاں کے خدمت بادشاہ میں گئے ہوں گے اور خبر ہماری عرض کریں گے۔ جیسا حکم ہو گا وہ حکم ظہور میں آئے گا۔"

اسی کا ذکر ہو رہا تھا کہ ایک جھونکا ہوائے سرد کا آیا اور ہر وقت مثل صوفیاں با صفایا برنگ نوجوان سرشار نشہ شراب کے جھومنے لگا۔ ہزارہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور ان سے کچھ طائر نکلے۔ اڑ کر ایک سمت کو چلے۔ عمرو اور مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا میں سیر دیکھ رہے ہیں۔

لیکن حال کوکب کا سنئے کہ قلعہ طلسم میں تخت شاہی پر جلوہ گر ہے۔ حکیم ندیم مشیران سلطنت وزیران بہت کا مجمع ہے۔ ہر ایک سردار حاضر ہے۔ اپنے اپنے عہدہ پر ہر ایک ساحر ہے وہ جادوگر جمشید کا استاد اور سامری کا استاد بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن میں قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ دربار معمور سے رعب و داب کا یہ دستور ہے۔

بیابان سیب سے جو طائر اڑے تھے وہ دربار میں آ کر حاضر ہوئے اور انسان بن کر بصد ادب دعا بادشاہ کو دے کر زمین ادب کا بوسہ لے کر صفت شاہی کرنے لگے پھر گویا ہوئے۔ "عمرو اور مخمور داخل باغ سیب ہوئے۔ ان کی نسبت کیا حکم ہوتا ہے۔"

کوکب نے کہا۔ "مجھ کو ان کے آنے کی خبر اہل دربار سے معلوم ہو چکی۔ تم میں سے ان کو کوئی نہ روکے۔ ہم جیسا مناسب سمجھیں گے' آ کر حکم دیں گے۔" طائر اڑ کر چلے گئے اور بادسا نے مشیروں سے کہا۔ "عمرو عیار کے بارے میں تمہاری کیا صلاح

جو کچھ لائق حال بندگان وار دربار تھا' گزارش کیا۔ میری گستاخی اپنی رحملی سے معاف کر کے اس عرض پر غور کیجئے۔"

کوکب نے اس کے التماس کو سن کر ایک خندۂ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک و مال ہونا اس کا جیسا کہ بیان کیا راست و درست ہے لیکن جب تقدیر برگشتہ ہو جاتی ہے۔ پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہے۔

اور پھر طلسم ہوشربا کا حاکم گو کہ زبردست ہے مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا۔ اس وقت اس کی زبردستی کچھ نہ چلے گی اور خدا عمرو کا ہر چند کہ اکیلا ہے' مگر سب سے زبردست ہے کہ اس نے عمرو ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہے جس سے خداوند زمرد شاہ لقا بھی عاجز ہیں اور پونے دو سو خداوند کی تقدیریں روبروئے یک تدبیر عمرو باطل ہیں۔ دیکھو اس طلسم ہوشربا میں آ کر اس نے ہزار ہا بندگان سامری و جمشید کو مار ڈالا۔ افراسیاب کے ممالک خالی کرا دیئے اور متازل طلسم طے کر کے میرے طلسم میں آ گیا۔ پونے دو سو خداؤں نے اس کا کچھ نہ بنا لیا۔"

یہ کہہ کر کوکب نے دبیر کو طلب کر کے حکم دیا۔ "میری جانب سے میری دختر ملکہ بران شمشیر زن کو نامہ لکھا جائے مضمون یہ ہو کہ اے فرزند شہنشاہ عیاراں عمرو عیار تشریف لائے ہیں۔ تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھجوا دو قلعہ ہفت رنگ میں جو تخت گاہ طلسم ہے بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت و سلطنت تمہیں کرتی ہو۔ یہ کام بھی تمہارے حوالے ہے۔" اس تقریر کو جو نامہ لکھتے ہیں اس وقت بادشاہ زبان پر لایا ماہ جادو نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نامی کی طرف مسکرا کر دیکھا۔ خورشید نے چپکے سے کہا۔ "اے برادر کیا ہنستے ہو' جمشید خیر کریں۔ بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہو گیا۔ دین میں فرق آ گیا۔ اب وہ ملچھ ترک مسلمان عمرو یہاں آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم میں ہو گی۔ ہمارے خداوند راشد الشیاطین اور زردشت و سامری

وغیرہ ناراض ہو کر چلے جائیں گے۔ ہم در بدر مارے مارے پھریں گے طلسم سے برکت جاتی رہے گی۔ بربادی اور تباہی آئے گی۔"

URDU4U.COM

خورشید نے اس طرح سے یہ سب باتیں کیں کہ ماہ رونے لگا اور جسارت کر کے دست بستہ سامنے شاہ کے جا کر عرض رسا ہوا۔ "شاہ عالی جاہ میرا عرض کرنا پذیرا فرمایے اور اپنے خداؤں کو ایسے ملچھ کو بلا کر ناراض نہ کیجئے۔"

کوکب نے جواب دیا۔ "عمرو کو برا کہتا ہے آج اس کی شوکت دیکھئے گا اور اس کے ہنر ہائے شایستہ پر غور کرے گا۔"

ماہ نے التماس کیا۔ "اس کی شوکت ہی کیا اگر مجھ کو حکم دیجئے تو ابھی مار ڈالوں۔"

کوکب نے یہ بات سن کر ایک قہقہہ مارا اور کہا۔ "جس کی تعریف کرتے ہوئے اس افراسیاب نے تو کچھ علاج ان کا کرنا نہ جانا تم جاتے ہی مار ڈالو گے۔ اچھا جاؤ ہم نے اجازت دی سر کاٹ لاؤ۔"

ماہ نے کہا۔ "بہت خوب ابھی گیا او دوسرے لے کر پھر آیا۔"

کوکب نے کہا۔ "تم ساحر ہو وہ غیر ساحر' مزا تو یہ ہے کہ ہوشیار کر کے اس کو قتل کرنا۔"

اس نے جواب دیا۔ "اس کے ساتھ مخمور ساحرہ ہے وہ لڑے گی۔ گھر کی لڑکی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائے گی۔ ہاں خوف یہ ہے کہ اس لڑائی میں عمرو بھاگ جائے گا۔"

کوکب نے کہا۔ "ہم مخمور کو اس کے ساتھ سے الگ کئے لیتے ہیں۔ تم بیابان زریں میں ہمارے طلسم کے جادو ہاں وہ تم کو اکیلا ملے گا اور کوئی اس کے ساتھ نہ ہو گا۔"

ماہ نے کہا۔ "بہتر ہے' میں اب نعرہ کر کے اس کو اسیر کروں گا۔"

یہ کہہ کر سمت بیابان زریں روان ہوا۔ مگر عمرو و مخمور جو باتیں کرنے چلے آتے تھے۔ یکایک بیان سیب سے نکل کر ایک جھیل کے قریب پہنچے۔ آب صاف و شفاف سے وہ بھری تھی۔ کنارے اس کے گھاس ہری ہری لگتی تھی۔ ہزار ہا درخت سر کشیدہ و

بلند سونے و چاندی کا لگا تھا۔ صناعان چابک دست نے بہشت کا چربہ اتارا تھا۔ اتنے درختاں ارجمند کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے۔ پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آتے تھے۔ شاہد بہار زیور مرصع کار پہنے تھے سونے میں زرد اور موتیوں میں سفیدی بنی تھی۔

URDU4U.COM

اس صحرائے بہار آگیں و نزہت قریں کے بیچ میں ایک چبوترہ طلائے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا۔ واقعی بیٹھنیکی جائے جوان و پیر تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گستہ وہ ہے۔ عمرو کو وہ تختہ خاک اور چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اس کو تخت سلیمانی جان کر مع مخمور کے قریب چبوترہ پہنچا۔ وہاں پہنچتے ہی ایک صدا تڑاکے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اکھڑ کر اونچا ہو گیا۔ مخمور سحر بھولی اور خواجہ پھاند نہ سکے۔ جب بلندی پر پہنچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹا آدھا ادھر اور آدھا ادھر ایک پر مخمور دوسرے پر عمرو الگ الگ روانہ ہو گئے اور ٹکڑے چبوترہ کے دونوں کو دوطرف لے چلے۔ دونوں کی خاطر میں فراق یک دیگر بہت شاق ہوا۔ مگر چارہ کچھ نہ تھا ناچار تن بہ رضینا بالقضا دے کر چلے۔

پہلے عمرو کا حال سنئے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا وہ نگاہ مخمور سے ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لحہ بھر میں سن سے ایک مقام پر آ کر زمین پر پہنچا۔ عمرو نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زریں ہے اس کے سونے کی زمین ہے اس پر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہیں اور لعل و گوہر سے سب پھلے پھولے ہیں۔ عروس دہر کو مشاطہ قدرت سر سے پا تک گہنے میں لادے تھی یا زمین سے دولت قاروں کی اگی تھی۔ زمین کی چمک سورج کی ضیاء کو شرماتی تھی۔ چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی۔ گل سرخ جو پتوں کے بیچ میں کھلا تھا۔ گوش شاید بہار کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردیں کے بیچ میں گلہائے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کر دیا تھا۔ رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سورج مکھی چہرہ حور سے روشن زیادہ تر لالہ و جام نگاریں جواہریں خمخانہ بہار نخل ہر ایک نخل قامت سیم تنان خورشید رخسار سنبل تر کے روبرو گیسوئے حور پریشان

بلکہ جواہر آئینہ سکندر حیران چشم نرگس شہلا چشم مہر و ماہ پر چشمک زن گل اشرفی کے نزدیک روبرو دینار طلائے مہر بد چین نسرین و نسترن کی سفیدی دیکھ کر قمر کا سینہ فرط غیرت سے داغدار خوشہائے انگور پر عقد ثریا و پرویں و پردرن کا دل نثار عجائب و غرائب طلسمی بہار

گل ارغوان کی تھی ایسی بہار
کہ ہو جیسے گلگونہ روئے یار

جواہر سے تھا دشت سارا بھرا
رزگل کا اس جا پہ توڑا نہ تھا

زمین کا وہاں کی یہ تھا احترام
فلک کا ذرا تم سنو انتظام

بنا تھا زمد کا اک آسماں
ستارے تھے ہر وقت جس میں عیاں

کہیں مہر تاباں تھا نکلا ہوا
حرارت کا جس میں اثر کچھ نہ تھا

مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب
برستے تھے اس میں سے در خوش آب

برس کر جو گرتے زمین پر گہر

جواہر کے اس جا سے اگتے شجر

گلوں کی چمک یوں تھی پھیلی ہوئی
شفق جیسے گلشن میں ہے پھولتی

عمرو چبوترے سے اتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ ٹکڑا چبوترے کا غائب ہو گیا۔ خواجہ کو اس عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئیہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی۔ فی الجملہ مخمور اسے رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہے بغیر واقف کار کے آگے بڑھنا مناسب نہیں۔ بس اسی جگہ ٹھہر کر سیر و کیفیت میں صحرائے جواہرین کے مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اس کا ایک پتا ٹوٹ کر گود میں گرا۔ اس نے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہے اور یاقوت کے حرف اس پر منقوش ہیں یہ دیکھ کر اس کو اٹھایا کہ دیکھوں کیا لکھا ہے۔ جب اٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ باغبان گلشن عیاری آپ کے بارے ماہ جادو نامی ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم کے بحث ہوئی ہے اور ماہ جادو آپ کے قتل کا بیڑا اٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اس کا بیابان زریں سے آیا چاہتا ہے ہوشیار ہو جایئے۔"

عمرو نے پتے پر پتہ کی یہ بات دیکھ کر چاہا کہ پتا زنبیل میں رکھوں اور آپ فکر عیاری کروں پتا ہاتھسے چھوڑ کر اڑا اور پھر درخت میں جا کر لگ گیا۔ عمرو دل میں حیران تھا کہتا تھا الٰہی کیا اسرار ہے کیا عالی جاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے مگر مال اس کا پاپی کا مال ہے کہ ایک پتا سر کے کیا مجال ہے مجھ کو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھ کر اور کشتک اور رونی پن کیا ہو گا اور یہ کون ایسا میرا درست ہے یہاں جس نے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی۔ یہ عنایت بغیر ملاقات مجھ پر فرمائی۔

خیر جو کوئی ہو گا معلوم ہو جائے گا لیکن تم ہوشیار رہو۔ یہ تجویز کر کے ایک تاج زمرد نگار زنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زردوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے

گلے میں ڈالے' بت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھنے جھولا باولہ نگار اسباب سحر رکھنے کا گلے میں لٹکایا یا منقل آتشیں کو سلگا کر سامنے رکھ لیا۔ ترسول زمین میں گاڑ دیا۔ اس ہیئت سے ساحر معزز صورت بن کر بیٹھا۔ بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آ کر پہنچا اور اول تمام صحرا میں بیک نگاہ دوڑا کر عمرو کو تلاش کیا' کہیں نظر نہ آیا۔ ایک درخت کے نیچے تاج پہنچے ساحر کو بیٹھے پایا۔ سمجھا کہ یہ بھی کوئی عہدے دار سرکاری ہے پس سحر سے دریافت کر کہ عمرو کس جگہ ہے۔ یہ سوچ کر چاہا کہ سحر کروں پھر خیال آیا کہ پہلے اس ساحر سے دریافت کرنا اگر یہی بتا دے تو پھر کیا سحر کی ضرورت ہے۔

غرضیکہ عمرو کے پاس آیا۔ اول صاحب سلامت کی پھر یوں گویا ہوا۔ "بھائی تم کب سے یہاں بیٹھے ہو؟"

عمرو نے کہا۔ "بڑی دیر سے اور میرا تو یہ مسکن ہے۔ شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زریں یہ احقر متعین ہے۔

ماہ نے کہا۔ "پھر تم کو کچھ معلوم ہے کہ عمو عیار یہاں آیا تھا یا نہیں۔"

عمرو نے منہ بنا کر جواب دیا۔ وہ آیا بھی اور شاہ کوکب نے اس کو بلا بھی لیا تھا۔ یقین ہے کہ دربار میں پہنچ گیا ہو گا۔ کیا تم اس کو لینے کو آئے تھے؟"

ماہ نے کہا۔ "نہیں بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہے۔ خدائے نادیدہ کی پرستش کیا چاہتا ہے۔ میں عمرو کو شرط کر کے قتل کرنے آیا ہوں۔"

یہ کہہ کر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی۔ وہ سب حقیقت بیان کی۔ پھر کہا۔ "بھلا جس کی طرف بادشاہ ہو گا وہ کب ہاتھ آئے گا۔ دیکھئے اپنے سچے ہونے کے لیے مجھ کو ادھر روانہ کیا اور عمرو کو بلا لیا۔ اب ایسی دھوکے بازی سے سامری کی پناہ۔ اچھا میں جاتا ہوں اور دربار ہی میں اس کو ماروں گا۔"

یہ کہہ کر پرواز کر کے روانہ ہوا اور چشم زدن میں اندر دربار کے سامنے شاہ کے آیا۔ یہاں عمرو کو نہ پایا۔ حیران ہر سمت دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا۔ "کہو سر عمرو کا لائے؟"

اس نے عرض کیا۔ "حضور نے مجھ کو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا۔"
شاہ نے کہا۔ "تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہے۔"
URDU4U.COM
اس نے کہا۔ "میری کیا مجال ہے' لیکن محافظ بیابان زریں مجھ سے کہتا تھا کہ شاہ نے اس کو بلا لیا۔"
شاہ ن ے یہ سن کر ہنس کر کہا۔ "او بیوقوف' محافظ کیا وہی عمرو عیار ہے اگر وہ چاہتا تجھ کو مار ڈالتا۔ اے ماہ میں یہ کہے دیتا ہوں اگر عمرو تجھ کو مار ڈالے گا تو میں شنوائی نہ کروں گا تو اپنا خون اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے۔ عمرو کی اس میں کچھ خطا نہیں۔"
ماہ یہ تقریر سن کر حیران ہوا کہ واقعی میں پاس کھڑا رہا اور پہچان نہ سکا۔ لیکن دل کڑا کر کے عرض پیرا ہوا۔ "اے بادشاہ میں نے اپنا خون سجل کیا۔ اب میں اس ناعیار کو مارے لیتا ہوں۔"
یہ کہہ کر الٹے پیر پھرا اور عمرو کے پاس آیا۔ عمرو نے کہا۔ "کیوں پھر کیوں آئے؟"
اس نے نعرہ کیا۔ "باش او دزد مکار' تو نے بڑا غضب کیا کہ روبروئے بادشاہ مجھ کو ذلیل کرایا۔ فقرہ دے کر الٹا پھیر دیا۔ اب تجھ کو کب چھوڑتا ہوں۔ پس اتنی مہلت تجھ کو ضرور دوں گا کہ گھڑی بھر میں تو اپنا حربہ درست کر لے۔ یہ بھی اس لیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ عمرو کو ہوشیار کر کے ماروں گا۔"
یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھ کر اس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمرو یہاں سے کہیں اور بھاگ نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ ہو گیا۔ اس کا چلا جانا' عمرو کو غنیمت ہوا۔ فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کر کے بفن عیاری لحہ بھر میں اپنی ایسی صورت بنا کر وہی لباس اس کو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا۔ "اے شخص! میں خداوند لات اعلیٰ کا پیک ہوں۔ بڑی مشکل سے تجھ کو عمرو کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمرو کی ایسی صورت تیری بنا دی۔ اب جو کوئی تجھ سے پوچھے کہنا میں عمرو ہوں۔ خداوند جو سلطنت کہ عمرو کی ہے وہ تجھ کو دیں گے' بشرطیکہ تو اس امتحان میں پورا اترے۔ اگر تو اپنے تئیں عمرو نہ ظاہر کرے گا تو خداوند اب کی قتل کر ڈالیں گے۔ اس قیدی

نے رہائی پا کر خوش ہو کر کہا۔ "جیسا آپ فرماتے ہیں ویسا ہی میں کروں گا۔ عمرو اس پکار کو آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہیں اور نہ جا سکا' وہیں ٹھہرا رہا بعد لمحہ کے ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمرو سے کہا۔ "میں تجھ کو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار کر چکا۔ اب وعدہ شاہ کوکب پورا ہو گیا لے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سن کر پکارا۔ "کیا بکتا ہے' میرا نام عمرو ہے۔"

یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولہ فولادی مارا۔ اس نقلی عمرو کے سر پڑا کے سر ہزار ٹکڑے ہو گیا۔ تڑپ کر مر گیا وہ قیدی عمرو نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا۔ اس وجہ س٦ے علامت اس کے مرنے کی کچھ برپا نہ ہوئی۔ ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا۔ لیکن دل چاہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تریف کرتا تھا کہ ایسا ہے اس نے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اس سے نہ ہو سکا۔ خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی نہ ہوئی' ورنہ بڑا کشت وخون ہوتا۔ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اس وجہ سے عمرو کو بے دست و پا کی طرح میرے قابو میں کر دیا۔ ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کرسکے۔ یہ عنایت سامری ہے۔

یہ سوچتا ہوا دریائے فکر میں غوطہ لگائے دو ہی دقم آگے چلا تھا کہ بروئے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک پری زاد ہوا سے اتر کر زمین پر آئی۔ معلوم ہوا کہ کنیزان کوکب میں سے شاید یہ ہے۔ بس اس نازنین کے قریب گیا۔ دیکھا کہ آفتاب تاباں گویا زمین پر اتر آیا ہے۔ا س کی طلعت پر نور دیکھ کر مہتاب نے سینہ میں داغ کھایا ہے' ہر تار مویں موتی پردے ہیں یا شب تار میں تارے چمکتے ہیں کوچہ زلف میں ہزارہا روشن دل پڑے بھٹکتے ہیں گیسو اس کے دام الفت تھے گرفتار اس میں اہل محبت تھے۔

رومی تاباں بسان آفتاب تاباں لب لعلیں برنگ یا قوت رقائی درخشاں کہ فرد لب لعلیں ہیں تیرے لعل یمن سے بہتر۔ مشکبو زلف ہے تاتارخن سے بہتر۔ سیب زنخدان پر گلزار

جنت قربان صراحی گردن سے مہ سرخ کی طرح عرق پان کا نمایاں ساعدو بازو دست بیشل عالم شکم و ساق و پا نرم نرم مثل سحاب و سخاب وقاقم ازسرتاپا شعلہ نور بلکہ شمع طوریاں شرر طور پر بھی اس کے حسن کا فرغ سن کر افسردہ ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک نہیں اٹھا۔ ماہ جادو اس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا۔

وہ گل پیرہن مسکرا کر یوں گویا ہوئی: "مجھ کوشاہ کوکب نے آ کی خبر لینے بھیجا تھا' فرمایا تھا کہ جا کر دیکھو عمرو اور ماہ سے کیا گزری۔ فی الجملہ میں تم کو سر عمرو کا لیے ہوئے دیکھتی ہوں' معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا۔ بس یہی حال میں جا کر عرض کئے دیتی ہوں کہ ماہ صاحب سر دشمن کا لیے حاصر ہوا چاہتے ہیں۔

ماہ نے کہا: "اے حور ترا وہم بھی دربار شاہ میں جائیں گے اور تم بھی وہیں چلتی ہو۔ ہم تم ساتھ ہی نہ چلیں۔ ایک سے دو بھلے۔

اس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا: "چل خچے مردوے ذرا ہوش میں آ جا میں فریب تیرا سمجھتی ہوں۔ تیری باتیں میرے ناخونوں پر ہیں کچھ بندھی ایسی گدھی نہیں لو صاحب یہ موا مردوا مسٹنڈا میں اکیلی دھان پان سی عورت اس کے ساتھ چلوں بھلا سن تو اگر راہ میں تجھ پر شیطان چڑھے تو میں نگوڑی کدھری کی نہ رہی تو مجھ چڑ غٹو کرے' لے تیرے منہ کو جھلسا "سات چھیروں کا پھوس۔"

ماہ ان کی باتوں کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا۔ پھر اپنے تئیں سنبھال کر اس پریوش کا ہاتھ پکڑا اور کہا

"میں بغیر ساتھ لے جائے نہ رہوں گا۔"

نازنین نے بگڑ کر کہا: "دیکھوں تو کیونکر لے گانا صاحب میں نہ جاؤں گی۔ جو کوئی سنے گا یہی کہے گا کہ ہوا تم ننھی تھیں جنگل بیابان سنسان میں مردوے کے ساتھ چلی گئیں کیا تم نہیں جانتی تھیں کہ اکیلے میں سب کچھ کر ڈالے گا پھر میں لاکھ لاکھ قسمیں کھاؤں گی کسی کو یقین نہ آئے گا۔ سب یہی کہیں گے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو یہ جوان جہان ہو کے مردوے کے ساتھ چلی گئی میں

ایسے چلنے کے قربان جس سے آبرو میں فرق آئے بندی ایسی اوماتی نہیں تم جاؤ اپنے کام لگو میرے فراق میں نہ پڑو۔"

URDU4U.COM

ماہ اس کی دوبارہ تقریر سنکر مر ہی گیا اور پکارا

فرو نانہ سے اتر کر چلنا قہر تھا
ٹکڑے ہو کے دامن محشر گرا

یہ کہہ کو اس رشک قمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "ہم سے قسم لے لو جو ہم تمہیں بے طریق ہاتھ لگائیں۔"

اس غنچنہ دہن نے کہا: "بے بس اپنے اڑھائی چاول الگ گلاؤ ہاتھ بے طریق اپنی ماں کے جا کر لگاؤ اور سنو میرے صاحب کسی کی مجال ہے جو مجھے بری نگاہ سے دیکھے' آج تک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری میں ہزاروں جگہ اکیلی دو کیلی ملکہ بران جنین جم جم ان کی سلامتی میں جانا ہوا بھلا کوئی کہہ دے کہ اس شخص کو ہم نے کسی سے ہنستے دیکھا تھا اور میاں اگر ہمارا جی چاہے کرنے کو تو کوئی کیا ہے سونوج چھائیں پھوئیں۔ آچ تک سامری نے بچایا ہے۔"

اس گفتگو میں ماہ نے اپنی طرف کھینچا۔ واضح ہو کہ یہ پری زاد عمرو ہے جو عیاری کرنے آیا ہے۔ لیکن پہلے ماہ جاوو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی۔ اس وقت تو میں نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے' لیکن تو میری صورت مصنوعی پر ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نہ کر سکا۔

فی الجملہ ماہ اس کا ہاتھ کھینچا اس نے اپنا ماتھا کوٹا کہ ہے ہے میں نگوڑی کیوں آئی تھی میری تو غضب میں جان پر گئی۔ جس بات سے سدا میں ڈرا کی جمشید قسم آخر وہی سامنا ہوا۔ لیکن نہ بخیریت ہے اے میں بھی اپنی ملکہ سے کہہ کر دھرے تو اڑا دوں۔ "کوئی مجھے ہاتھ لگائے تو دیکھے پھر تو دیکھے میں کیا کرتی ہوں۔ اچھا چلو میں ساتھ

چلتی ہوں۔ دیکھوں تو کیا کر لیتا ہے۔"

یہ کہہ کر ساتھ چلی۔ راہ میں خاصدان نکال کر اس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے آپ ہی انگوٹھا دکھا دیا' وہ اس کی اداؤں کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ انکار اس کا عین اقرار ہے۔

یہ سوچ کر اس نازنین سے کہا: "ہمیں بھی گلوری دو۔"

اس نے کہا: "منہ بنواؤ۔"

ماہ نے کہا: "نہ دو ہمارے پاس عطر ہے ہم بھی نہ دیں گے۔"

اس نے کہا: "دیکھیں۔"

ماہ نے جھولے سے سحر کی شیشی نکال کر دکھائی اور کہا: "لو ہم تمہاری طرح بخیل نہیں۔"

اس سیمبر نے ہنس کر کہا: "مجھے کیا کرنا ہے۔ میری محرم بسانے کو خواتین عطر کی شیشیاں انگیا میں رکھ دیتی ہیں اور میرے عطر دان میں بھی عطر بہت ہے۔"

یہ کہہ کر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا۔ پھر ہاتھ دوسرا ماہ کی آنکھوں پر رکھ دیا کہ: "سامری قسم میرا دوپٹہ ہٹا ہے میری محرم پر آنکھ نہ ڈالنا۔"

یہ کہہ کر خوب زور سے آنکھیں اپنے ہاتھ سے بند کیں اس پر بھی کہتی جاتی تھی کہ "یا سامری جو میرے تئیں ننگا دیکھے ۔ اس کے دیدے پٹم ہو جائیں۔"

غرضیکہ اس حیلے سے آنکھیں بند کر کے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھیں کھول دیں۔

کہا: "لو عطر موجود ہے۔ موے عطر کی بھلی یہ اصل ہے جس پر کوئی اترائے اور سات پردہ میں چھپائے۔ یہ کہہ کر شیشی ماہ کے ہاتھ میں دی۔ اس نے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا۔ اس نے زبان میں اس کی سوزن دیا اور درخت سے باندھ کر ہوشیار کیا۔ جب وہ ہوش میں آیا عمرو نے کہا: "اے ماہ دیکھا عمرو کو۔ اب کیا کہتا ہے شناخت میں پروردگار کی۔"

ماہ جدو یہ کیفیت دیکھ کر پہلے تو حیران زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے انکار کیا۔ عمرو

ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کر کے اپنی پست پر اس پار لے گئی۔ جب اس کنارے پر پہنچا پنجہ پیدا ہوا اور لے کر چلا۔ شہر ہفت رنگ کو طے کر کے جب پار ہوا سات دریا راہ میں طے کئے اتفاقاً ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ میں سیر کرنے گئی ہیں اور موتی باغ دریاؤں کے پار ہے۔ موتی باغ کی بارہ دری اتنی بلند ہے کہ اس کے اوپر کے درجوں پر یہ ساتواں دریا بہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔غرضیکہ پنجہ ماہ کو لیے ہوئے موتی باغ پر آیا اس نے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا۔ آج دیکھا کہ چہ دیواری اس باغ کی چاندی کی ہے۔ در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہے۔ ہزار ہا موتی جڑا ہے پردہ زر دوزی کا پڑا ہے پردہ چشم عاشقان کا پردہ ہے۔

ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نرا طلسم کا پایا تعریف بصراحت تمام بر وقت آنے عمرو کے بیان ہو گی بیچ میں باغ کے بارد دری موتی کی بنی تھی ہزاروں دروازے کی جوڑی چڑھی تھی سب در کھلے ہوئے تھے۔ اوپر کے درجوں سے وہی ساتوں دریا نظر آتے تھے۔ بارہ دری کے گرد چوبیں بنگلے تھے اور چوبیں برج آراستہ تھے۔ برجوں کے سامنے نمگیرے مخمل کے کار چوبی و موتی جواہر کے جالر کے استادہ تھے۔ استاد سے ان کے جواہر کے تھے بیچ میں بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سو زینے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گرد ا گرد ہزارہا دنگل جواہر کار آراستہ۔ تخت پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما تھی اور ہزارہا انیس مدبراں سلطنت وغیرہ دنگلوں کرسیوں وغیرہ پر بیٹھے تھے۔ پس پشت تخت چودہ ہزار غلامان مہر صورت حور پیکر غلمان منظر زریں لباس زریں کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سن گردن جھکائے رعب سے بات کرنا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملاتے' ناچ سامنے ہوتا تھا۔ دورہ شراب ارغوانی و زعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجا لای اور بصد ادب بزبان عجز ملکہ کی دعا و سلام میں مصروف ہوا۔ ملکہ نے اس کو رقیب شاہ کوکب جان کر خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنے کا استفسار کیا۔ ماہ نے نامہ بادشاہ لانے کا حال عرض کیا۔ میر زان وزیر ملکہ کا مندیل وزارت پہنے پایہ تخت کے قریب حاضر تھا اس نے لے کر ملکہ کے رو برو پیش کیا۔

ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بعد اس کے لفافہ چاک کر کے مطالعہ فرمایا۔ مضمون مندرجہ سے واقف ہو کر میر زان کو حکم دیا: "جاؤ اور نہایت تعظیم کے ساتھ عمرو بن امیہ تشریف لائے ہیں باغ بیابان انارستان میں ہیں انہیں اسی باغ میں لے آؤ۔ ایک عورت اس کی اس جگہ جائے گی' جب تک شہرت ہفت رنگ آراستہ ہو گا اور کواجہ بھی بیرون طلسم کر لیں گے۔ پھر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائیں گے" وزیر یہگ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سنکر آداب بجا لایا اور باہر آ کر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کر کے تخت طاؤسی بہر سواری خواجہ ہمراہ لے کر بڑے سازو سامان سے روانہ ہوا۔ علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے۔ کئی ہزار کنزان مہر دیدار چنور بال سجا کے اور عہدے ہاتھوں میں لیے تخت کے ہمراہ تھیں نہایت تجمل اور شوکت سے یہ سب چلے۔

لیکن عمرو جو ماہ جادو کو ہمراہ پتلہ بلور کر دیا تھا اور ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ میں چل کر سیر کروں۔ پس تمام باغ میں پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ دشت زریں طلسم سے کہیں بڑھ کر ہے کہیں زمرد نگار سر موزوں ہے۔ کسی جایا قوت لالہ احمر ہے۔ آفتاب اپنی شاخ ہائے شعاع زریں کو وہاں کے درختوں کی شاخوں پر نثار کرے۔ نخل کہکشاں روبروئے درختاں پر اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشہ سنبلہ فلک وہاں کی شاخوں اور شگوفوں پر سوحبان سے نثار زبان پر انبتہ اللا بناتا حسنہ ہر بار اس باغ کا۔ یہ ادنی شگوفہ ہے کدیور روزگار نے اس کی سر سبزی پر شک کھا کر گلہائے مہر و ماہ کو مع گلہائے انجم سید فلک میں لگایا سامنے ہوا خراہاں کے لایا انہوں نے مہ ومہر کی جو پر ضیا تھی اس پھولوں کے روبرو جو باغ میں ہے ناپسند فرمایا یعنے ماہ کو داغی اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہائے انجم آج تک وہاں کے پھولوں کے سامنے ارزاں ایسے ہیں کہ کوئی خیال مں بھی نہیں لاتا۔ اس باغ کے اشتیاق میں فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہے مگر ایک شگوفہ بھی نہیں پاتا ہے۔

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار
URDU4U.COM
عشق پیچان بن گیا طغر اے فرمان بہار
روشنی ہوئے جو آنکھ میں تو سیر باغ ہو
لالہ آتش زباں ہے شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواراں چمن ہیں مرد میدان بہار
آب جوئیں ہیں صفا میں سینہ اشراقیاں
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن
سرو شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

عمرو سیر کرتا ہو اور باغ پر آیا۔ یہاں پہلوئے در میں زینہ بنا تھا اس پر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختوں کا جنگل لگا تھا۔ ہزارہا انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہے اور ہر انار شق ہو گیا ہے دانے اس کے دندان سبز دنگا دہر کو شرماتے ہیں درخت مثل حلہ پوشاں کے سر سبز نظر آتے ہیں زبان باغبان روزگار پر ثناء میں اس دشت کی آیہ نخل درمان جاری ہے جا روب کش اس دشت کی باد بہاری کہ:

نوجوانان چمن استادہ ہیں چالاک و چشت
نغمہ زا ہیں نالہائے عندلیب خوش بیاں
ابر ہے اٹھکیلیوں پر برق ہے بیتاب حال
چہچہے میں طائران خوش نوا کے ہر زمان

○○○

## • ملکہ بران شمشیر زن

عمرو کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھ کر آیہ دانی ہدایہ کمثل حبتہ انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتااور کبھی دشت نضارت آگیں کے تماشے سے جنت وعدن تجری من تحتہاالانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے نشان ہاتھیوں پر نمودار ہوئے۔ ڈنکے بجتے سنائی دیئے۔ شتر سواروں کے پرے نظر آئے یہ ایک بار ماہ جادو کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہے۔ سمجھا کہ ماہ جدو تو پتلا لے گیا ہے وہ یہاں کا سردار ہے اب دوبارہ فوج لے کر تیری گرفتاری کو آتا ہے۔ یہ سمجھ کر اسی جگہ رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بن کر جا بجا دست و گوش میں سادہ سادہ زیور الماسی مہنا ہاتھوں میں پیڑیاں اور سمرنیں کہر بائے شمعی کی باندھیں کانوں میں ایک ایک بالی ڈالے۔ گلے میں ہیکل جس کی تختیوں پر نام سامری و جمشیدی زرد ہشت وغیرہ کندہ تھے پہنی اور گھڑا ایک زنبیل سے نکال کر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور گھڑے کو لے کر نیچے اتر کر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہے اس کو نذیہ سامری کا شربت پلاؤں اور بیہوش کر کے ماردوں جو بچ جائیں گے ان کو حقہ آتشیں مار کر بھگا دوں گا۔ جیسا کچھ ہو گا دیکھ لوں گا

غرضیکہ گھڑا لیے ہوئے ایک درخت انار کے نیچے آیا۔ یکایک اس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شق ہوا۔ ایک پتلا بالشت بھر کا اس میں سے نکلا گویا مشیمنہ بہار سے پھل پیدا ہوا۔ لحہ بھر میں وہ پتلا جوان خوشر و ہسین طرحدار بن گیا لباس سرخ زیب قامت کئے تھا اور اس نے خواجہ کو سلام کیا۔

عمرو نے دعا دی کہ: "سامری عمر دراز کرے برخوردار ہو" پھر کہا: "میں بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کالائی ہوں تم بھی ذرا سا چکھ لو۔" وہ جوان ہنسا اور کہا: "خواجہ آپ مجھ یو دم دے کر بیہوش کرنا چاہتے ہیں آپ کو معلوم نہیں کہ بیابان اندرستان ہے

جتنے انر اس میں لگے ہیں ان سب میں فوج شاہ کوکب ذی شان ہے۔ یہاں آپ ہی کا ایسا کسی کا اقبال ہو تو آسکے۔ ہم کو آپ کے آنے کی خبر مل چکی ہے اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہے نہیں تو یہاں سے جان غیر ممکن تھا جس طرح گولر میں بھنگے رہتے ہیں۔ اسی طرح سے فوج اناروں سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی۔ میں آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہوں کہ یہ فوج جو آتی ہے یہ میر زان وزیر ملکہ بڑان آپ کو لینے کے لیے آتا ہے جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہے حضور کو چاہیے کہ ان سے بڑے تپاک سے ملیے نہ کہ ان کے قتل کی فکر کیجئے۔"

عمرو نے جب یہ کیفیت اس جوان سے سنی کہا: "پہلے سے تو نے مجھ کو اطلاع کیوں نہیں دی۔ میرا شربت سب خراب گیا۔"

وہ جوان ہنسا اور کہا: "اس کے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو۔"

عمرو نے کہا: "عمرو نے کہا کچھ مجھ کو محتاج سمجھا ہے۔"

یہ کہہ ہر شربت کا کھڑا زنبیل میں رکھا پھر کہیں کام آئے گا۔ وہ جوان پھر پتلا بن کر انار میں چلا گیا اور انار درخت میں جا کر لگا۔

عمرو وہاں سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری میں پہنچ کر جلد جلد فرش قاقم و سنجاب زنبیل سے نکال تمام بارہ دری میں بچھایا' مسہریاں آراستہ کیں دنگل ہائے جواہر کارگستردہ کئے مسندیں مغرق پر تکلف موتیوں کے جھالر کی بچھائیں ایک تخت کئی سوزینہ کا بیچ میں دنگلوں کے بچھایا اور یہ سب سامان چنا جن بچوں کو زنبیل سے نکال کر آن واحد میں درست کرایا۔

راوی کہتا ہے کہ جب ملک سبائل' جہاں لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اس کا تخت گاہ تھا۔ وہ اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمرو نے اس کی بہشتوں کو جس میں جواہر کے لاکھوں درخت تھے اور اسباب نادرا عجوبہ روزگار بہت تھا توڑ کر زنبیل میں رکھا ہے۔ پس وہی اسباب اس جگہ نکال کر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا ہے زیب قامت کیا۔ اس میں ایک ایک موتی برابر

بیضہ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے چشم مہر و ماہ سے بھی نہ دیکھا تھا باوجود کہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا تھا مگر اس خلعت کا ایک ایک لعل رشک دے کر آفتاب کو جلاتا تھا۔

URDU4U.COM

غرضیکہ تابع لعل و گوہر سر پر اور قبائے سلیمانی در بروہ قبائے زریں شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار نفس مہر طلعتاں لے کر سی گئی تھی۔ گوٹ اس کی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اپنے رو برو ملگجی بتاتی تھی۔

بان زینت آرائش اس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا۔ اس اثنا میں میر زان وزیر تجمل شاہی کو آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا۔ یعنی عمرو جو آئے ہیں تو کس جگہ ہیں۔ غرض سب بنگلوں میں پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا کہ چلمنیں پڑی ہیں۔ اس نے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اٹھایا عروم کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جس کی کلغی میں جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے۔ قبادہ ہے کہ جس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی ہے دربر کئے تخت پر جلوہ گستر ہے۔ دربار شاہانہ آراستہ ہے۔ دنگل کرسی میز بے انتہا ہے کوئی اور نہیں نظر آتا ہے لیکن عمرو کرسیوں کی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی ان پر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہیں دیتا ہے• وزیر کے ہوش پراب ہوئے اور سمجھا کہ عمرو بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے سازو سامان سے آیا ہے۔ فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر بادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دے کر بجا آوری آداب دعا ثنا شہریاری میں بہزارن آرزو نیاز مصروف ہوا۔

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا: ”اے شہنشاہ عیاراں ملکہ بران نے سلام نیاز کہا ہے اور مجھے بھی خدمت ملازمان عالی میں بھیجا ہے۔ عذر کیا ہے کہ ایک سر ہزار سودا اور امور سلطنت سے چھٹی نہیں ورنہ حضور کو لینے نہیں آتی۔ امید ہے کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمائیے ملکہ عالم مشتاق ملاقات ہیں۔ آج موتی باغ میں چل کر آرام

کیجئے اور ہماری آبرو بڑھایئے کل شہر ہفت رنگ میں داخل ہوجیئے گا۔
عمرو نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشئہ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ کیا وزیر بیٹھ گیا۔
URDU4U.COM
عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ وزیر حیران ہوا کہ یہ شخص جن ہے یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے۔ عروم ایک ملازم کی ایسی صورت بن کر اور خلعت پر زرکشی کر کے سامنے وزیر کے لایا اور کہا: "شہنشاہ عیاراں اپنے لشکر میں پوشاک بدل رہے ہیں۔ برآمد ہوا چاہتے ہیں آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے۔ وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ اس شخص کے ہمراہ فوج جفیاں ہے۔
غرض یہ کہ عمرو خلعت دے کر اور اس جگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی یکجا کر کے نظر سے غائب ہو گیا۔ بعد لحہ کے صورت اصلی بنکر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا۔ وزیر اٹھ کر اس کو حکم دیا: "آنکھیں بند کرے تا کہ میرے ملازم اسباب اٹھا لیں"
اس نے حسب ارشاد آنکھیں بند کر لیں۔ عمرو نے جال مارا کہ تمام اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمرو فوج جناتوں کے ہمراہ لایا ہے۔ بس اس نے تخت طاؤس حاضر کیا۔ خواجہ سوار ہوئے۔ طبل و نقارے بجے صدائے طرقوا پیدا ہوئی۔ باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو میں چلی نقارچی زری پوش نقاروں کو بجاتے اس کے پیچھے شتر سوار سانڈنیاں اڑاتے پھر خاص برادر غول باندھے پلٹنیں اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد ان کے طفلاں قمر پیکر لوٹے تحلخوں کے اور منقلہائے عود عنبر لیے عود برمکی کا دشت کو رشت دشت تتار بناتے گذرے ۔ پھر تخت عمرو کا برآمد ہوا چار سو پری زادیں طلسم کی چنور کی بال ہما کے لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواص آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے حسن میں یگانہ دہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اوگال دان وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کہا رقدم باقدم تخت اٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو رواں ہوئے اور بارہ ہزار ساحر بازو بط و فیل سرخاب و بو تیمار داشتر ہائے سحر سوار تخت کو

گھیرے ابر پیدا کرتے' موتی برساتے سواری کے جلو میں آتے تھے۔ نقیب آگے آگے صد ہائے ادب و نفاوت لگاتے تھے' بڑھے عمرو دولت شیراں بہادر کہہ کر للکارتے تھے اس دبدبہ سے کہ بموجب نظم

URDU4U.COM

تھے کھڑے صد ہا نقیب و چوبدار
اور پیادے بے عدد بے حد سوار
سینکڑوں حاضر غلام ماہ رو
دست بستہ صف کشیدہ و سو بسو
غرق لعل و در میں از پا تا بہ سر
زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہر دم چوبدار
اے جوانوں جلد تر ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار
ہوں پیارے آگے اور پیچھے سوار
با ادب آہستہ نہ بیش نہ کم
ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

سواری شہنشاہ عیاراں کی راوں تھی چشم بہرام عیاراں کی رواں تھی چشم بہرام فلک بحسرت چاکری نگران تھی۔ شہر ہفت رنگ کو داہنے ہاتھ کی طرف روک کر بیرون حاجت طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ میں لے کر آئے۔ اب یہاں سے کونج اور اندر قلعہ کے جانے کا ارادہ کرے تو وہی ساتوں دریا جن کا ذکر اول ہوا کہ ماہ جادو طے کر کے آیا تھا' پڑیں گے۔

غرضیکہ جب سواری موتی باغ کے در پر پہنچی وزیر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھلوایا کیونکہ

ملکہ بران وزیر کو بھیج کر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری سامان دعوت خواجہ کے گئی تھی۔ ملازموں کو برائے خاطر داری و خدمت گزاری چھوڑ گئی تھی۔ اس وقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزیں مہ پارہ سمن اندام گلدستے ہاتھوں میں لیے اندر سے باغ کے نکلیں کہ ایک ایک حسن میں رشک حور تھی۔ سراسر بقیہ نور تھی۔

ان پری پیکروں تے وزیر سے عرض کیا کہ ملکہ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے مہمان کو موتیوں کے تخت پر سوار کر کے لانا اور موتیوں کی پوشاک پہنانا' چنانچہ یہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے۔ وزیر نے کشتیاں خلعت مروارید کی اور تخت ان سے لے کر خدمت میں عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزوں نے جو وزیر سے کہا خواجہ سے بھی عرض کیا۔ عمرو نے ہنس کر کہا۔ "اے وزیر' ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا' میں صاحبقران کا بھائی ہوں جس کی زوجہ ملکہ آسمان پری ہے۔"

یہ کہہ کر ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کی طرف سے سفارش کر رہی تھی اس کو گھورا اور کہا۔ "رہ تو جا تیری گردن ماروں' وہ کنیز سمجھی کہ اصل میں یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دے گا تو ضرور میرے قتل میں کسی کو تامل نہ ہو گا۔ یہ سمجھ کر فرط دہشت سے گر پڑی۔ جتنے لوگ تھے ہمراہ سب کے سب اسی طرف متوجہ ہو گئے اور نگاہ ہر ایک کی اس کنیز کی طرف تھی۔ عمرو نے سب کی نگاہ دوسری سمت کرنے کو یہ فقرہ کیا ہے۔ فوراً گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا۔ وزیر وغیرہ نے اس کنیز کو اٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب دیکھا عمرو کو نہ پایا جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہو کر چلے گئے ملکہ بران ہم لوگوں کو مار ہی ڈالے گی کہ تم نے خواجہ سے کیوں گستاخی کی پس پری زادان طلسم سے کہا کہ ہر سمت جا کر ڈھونڈ اور ساحروں کو حکم دیا' تلاش کرو۔"

دونوں ہر طرف دوڑے اور دور دڑائے گئے مگر کہیں نشان نہ ملا' ناچار پھر آئے وزیر مضطر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوئے۔ وزیر نے دیکھا کہ موتیوں کا تاج

سر پر دھرے جامہ گوہر آگیں پہنے بڑے بڑے موتیوں کا کنتھا اور تمام در خوش آب جسم پر آراستہ فرمائے ہیں۔ ڈاب کمر سے لگی ہے۔ ہر انگشتری کے نگینہ کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہے آگے بازوؤں پر نگینہ مہر و ماہ سے بہتر مالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو بنانے والے' اس سجاوٹ کو دیکھ کر وزیر نے با ادب عرض کیا۔ "حضور کہاں تشریف لے گئے تھے؟"

فرمایا' لشکر حمزہ میں گیا تھا وہیں سے آتا ہوں۔"

وزیر اور زیادہ بد حواس ہوا کہ کہاں یہ مقام اور کہاں کرۂ عقیق لشکر صاحبقران۔ خلاصہ کار عمرو بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا ان کے ملک دل پر سکہ بٹھاتا بہ تجمل تمام داخل باغ ہوا اور جہاں بران شمشیر زن تخت پر بیٹھی ہے اس جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا اس نے دیکھا کہ ملکہ یہاں نہیں ہے اور اہل دربار چند آدمی بھی ہیں زیادہ نہیں صرف وہ مقام نہایت آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبائش سے پیراستہ ہے۔ خواجہ نے وزیر سے پوچھا۔ "ملکہ کہاں ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ "شہر میں سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہیں۔ آپ یہاں تشریف رکھئے اور سیر دیکھئے کل ملکہ سے ملاقات ہو گی۔"

عمرو اس وقت تخت پر جلوہ گر تھا۔ چار سمت پیک نظر دوڑانے لگا۔ وہاں سے قلعہ کی طرف دریا موجزن تھے۔ ایک سمت صحرا میں جست کناں غزال و ہرن تھے سامنے جو موتی باغ تھا۔ سب موتی کا باغ تھا۔ نرگس شہلا کی آنکھ میں موتی کوٹ کوٹ کر بھرے تھے۔ زلف سنبل پر چاندی کے جگنو بنا کر ڈالے ہیں یا محبوب نے زلفوں میں موتی بنا جگنو پالے ہیں۔ درخت ہائے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کی طرف زمرد کے اور منہ غنچوں کے یاقوت کے لگائے تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبز رنگ مسکراتے ہیں خنجر موج تبسم شوریدہ کان فصل بہار پر چلاتے ہیں۔ زمین پر ہر جگہ موتی بچھے درختوں پر لڑیاں موتی سے گوند کر پڑی تھیں۔ سر ہر شاخ سے لٹکی تھیں۔ عروس بہار کے چہرے کا جلوہ دکھاتی تھیں۔ جال موتیوں کے درختوں پر پڑے موتیوں کے

کی چمک برگ اشجار زمردیں پر پڑی تھی یا شاید بہار چاندی کی پات بالیاں پہنے تھی۔ زمین و زبان نور بیز تھا عجب جلسہ عشرت خیز تھا۔

یہاں تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہے مگر ملکہ جو قلعہ ہفت رنگ میں تشریف فرما ہوئی حکم دیا "تمام شہر آئینہ بند ہو' سامان دل پسند ہو۔ ہر ایک کامدار لباس زریں پہنے مکانوں پر چاندی سونے کا مصقلہ کیا جائے۔ نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب و مطلا کوچہ و بازار ہو' موتی باغ اور قلعہ مذکور کے مابین جو دریا واقع ہوئے ہیں اور بارہ دری سے دکھائی دیتے ہیں ان کے گھاٹ بھی طلائی اور نقرئی بنیں ناؤ بجرے مور پنکھی طاؤساں زریں چہرے کے چہرے درست ہو کر کنارے لگائے جائیں۔"

چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کار پرواز ان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنی کنول ہائے زریں دیرا میں چھوڑ دیئے اور نمگیرے زربفتی کنارے کنارے فرسنگہائے فرسنگ استادہ ہوئے قبا ہائے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے رو برو سراس کا نیچا کر دیا' خمیدہ قامت بنانے لگے' ناچ بارگاہوں میں ہونے لگا۔ دریا بھی فرط خوشی سے موج میں آیا' مستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا حباب چشم تماشائے بحر تحیر میں ڈوبے تھے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بدیدہ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے۔ فرط مستی و مسرت سے دریا بھی بلبلا نکلا تھا' حباب نہ تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا۔ عمرو کو مہمان ہونے سے آبرو پائی۔ ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی۔

لب جو تھا معشوقوں کا اژدہام
تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام

لب آب تھیں باگاہیں کھڑی
چمک جن کے بتوں کی گردوں پہ تھی

کہیں جھاڑ روشن تھے بلور کے
کہیں گیند لٹکے ہوئے نور کے

پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول
شگفتہ ہو پانی میں جیسے کنول

ستاروں کا جو عکس پانی میں تھا
URDU4U.COM
مگر دی تھیں گردوں نے آنکھیں بچھا

طوائف قمر طلعت رشک حور
گلے نور کے صورتیں رشک نور

لیے ساز ہاتھوں میں سب خوبرو
کھڑی صف بصف بر لب آب جو

بجاتی تھیں قانون و بین و رباب
ہر اک جوش مستی سے تھی بے حجاب

جوانی کا عالم بندھی گاتیاں
وہ ابھری ہوئی سینوں میں چھاتیاں

دم رقص چل پھر وہ آفت کی تھی
قیامت تھی دامن میں ان کے چھپی

کبھی ناچ ان کا جو یاد آئے گا
تو پانی سے طوفان ہو گا بپا

ہر اک مور پنکھی جواہر جڑی
پڑی ہر طرف بحر میں تیرتی

URDU4U .COM

سواراں پہ شہزادیاں خوبرو
سمن برگل اندام دبا آبرو

لیے مانجھنیں ڈانڈ رشک بلور
کہ شیدائی ہو جن کے قامت

مگر چہرے عمدہ نزاکت بھرے
کڑے دونوں ہاتھوں میں انکے پڑے

وہ پہنے ہوئے لہنگے زربفت کے
کہ مہنگے متھے جو اطلس چرخ سے

لگے گھنگھرو ڈانڈوں میں تھے پر نوا
جو چھم چھم کی کہنے میں دیتے صدا

لہک کر یہ گاتی تھیں وہ بار بار
کہ سیاں لگا دے میرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گزرا ملکہ بران نے خوان پر الوان نعمتہائے گوناگوں سے تلو کر روانہ کئے اس تجمل سے کہ روشن چوکی آگے بجتی سقے چھڑکاؤ کرتے کہ گدو غبار کھانے پر نہ پڑے پر نہ پڑے' تورے پوش کشتیوں پر پڑے کنے خوانوں پر کسے بسادل و چوبدار آگے آئے اہتمام کرتے کہ نظربد سے طعام محفوظ رہے۔ ملکہ کی مہر ہر خوان پر لگی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی اہتمام و انتظام سے بکا دل ساتھ بہنگوں پر منقل ہائے آتشیں لدی پتیلیاں دم پر لگائے جواہر کے ظروف بار کرائے باغ میں لائے دستر خوان' دیبائے رومی کا گستردہ کیا۔ میرزان نے دست بستہ ہو کر خواجہ کو لا کر بٹھایا عرض کیا! ملکہ نے کہا ہے یہ کھانا گو آپ کے لائق نہیں اور کچھ تکلف بھی نہیں کیا گیا۔ چمچہ آش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہے۔ اگر اولش کیجئے گا باعث میرے فخر کا ہو گا اور آج تو تنہا نوش فرمایئے گا۔ کل انشاء اللہ اس میزان غریب سے جو کچھ نان جویں ممکن ہو گی قبول کیجئے گا۔ آپ کو قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجئے گا۔ باعث میرے فخر کا ہو گا۔"

عمرو نے کہا "مجھ کو بناتی ہیں میں بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہوں' یہ سب ان کا مسافر نوازی ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا۔

باز آئے' ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم
مشتاق بندگی و دعا گوی دولتم
من گز وطن سفر نہ گزیدم بعمر خویش
در عشق دیدن تو ہوا خواہ خویتم

حاصل مرام بعد سفر گستری طعام لذیز و خوشگوار چنا گیا۔ وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زریں و ابریق جواہریں سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مروجہ جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا۔ بکا دل اور داروغہ باورچی خانے کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار

روپیہ زنبیل سے نکال کر انعام دیا لیکن سینہ میں دل ہلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چند روز میں ایسی بخشش محتاج کر دے گی۔

URDU4U.COM

غرض دسترخوان بڑھا۔ خواجہ نے وزیر کو بسعی خدمت گزاری پھر خلعت دیا۔ سواری حاضر ہوئی۔ سوار ہو کر دریا کی طرف پے سیر رخ کیا۔ وزیر نے وہی تجمل جو سابق میں ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا اور آپ خدمت ملکہ میں گیا تقریر عمر و گزارش کی اور حال عجائبات دکھائے۔ خواجہ کا یعنی خلعت دینا اور غائب ہو جانا اور سامان کو وفر جو کچھ اول سے اس وقت تک دیکھا بیان کیا۔

بران نے کہا "عمرو کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاء نادرہ ہیں ان باتوں کا اس سے سرزد ہونا کچھ تعجب نہیں تردد کرنا بیجا ہے۔"

یہ گفتگو کر رہی تھی کہ دو پری زاد نامہ کو کب لائے ملکہ نے بعد دائے مراسم پڑھا لکھا تھا۔ "اے فرزند! آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان دربندہ کوہ و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجو کہ صبح تک تمہاری خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ ان کو ہمراہ لے جانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر میں جو آتا ہے اس سے تمکنت نہیں کرتے۔ یہ نہ جاننا کہ میں شہزادی ہوں اور ایک شاطر ہے۔ عمرو کی وہ قدرو منزلت کرنا کہ اس کے سامنے کنیز بن جانا۔ کیونکہ عمرو وہ شخص ہے کہ جس کو چاہے شہزادی بنا دے۔ وہ تاج بخش شاہاں ہے۔ دیکھو مہ رخ کو اس نے بادشاہ بنا دیا اور دیکھو افراسیاب کا مد مقابل ٹھہرا دیا بس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہوں کوئی دقیقہ اس کی تعظیم میں فروگذاشت نہ ہو۔"

یہ نامہ پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا "اے پدر بزرگوار میں جیسے آپ کی کنیز ویسے ہی عمرو کی' انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھ کر میں بجا لاؤں گی۔"

یہ عرضی نامہ داروں کو دے کر رخصت کیا اور کہا کہ دریا کے کنارے آتش بازی نصب کی جائے اور ہماری سواری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائیں گے

تا کہ یہ کہہ کر منشیوں کو یاد فرمایا اوران سے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عالموں کو شقے مالکان دربند حسب الطلب ترقیم کرو۔ مضمون یہ ہو کہ "تم سب بنا پر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اسی وقت بجا و چشم تمام مع ملازم و خدام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چل کر شاہ عیاراں کو نذر دو اور استقبال کر کے قلعہ میں لاؤ۔ اس امر میں تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو' جو کوئی تعمیل حکم نہ کرے گا۔ مغضوب درگاہ سلطانی اور مصتوب نگاہ خسردانی ہو گا۔"

دبیران عطار و تحریر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم توقیع دقیع جہان مطاع و عالم مطیع تسطیر کیے۔ ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرما کر کچھ ساحروں اور کچھ پتلوں کو کچھ پری زادوں کو جس جس کے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرمائے اور بنا پر ارشاد آتش بازاں صنعت پرویں از آتش بازی جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لے کر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کر کے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوئے اور کنارے دریا کے کوسوں تک یہ چرخیاں کاڑھ دیں اور مہتا ہیں بانسوں میں باندھ کر نصب کیں۔ قلعہ آتشبازی ایک طرف ایستادہ ہوا۔ سرد کا درخت کہیں گاڑ دیا۔ آتش بازی کا پٹارا کہیں نصب کیا تفصیل اس کی کیا کی جائے۔ ہر جگہ مناسب و بہتر درستی کر کے انتظار کرتے تھے کہ یکایک خواجہ بجرے پر سوار ہوئے جلترنگ بجنے لگا۔ وزیر نے حکم آتشبازی چھوڑنے کا دیا۔ آتشبازوں نے گل ہائے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنا دیا۔ کہ نظم

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی
رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی
لب آب چھوئیں جو واں چرخیاں
طپاں ابر دریا میں تھیں بجلیاں
ہوئے پھول ہر رنگ کے آشکار

فلک جن کی نیرنگیوں پر نثار
جو یاد ان کی گردش کا آتا ہے حال
تو چکراتا ہے چرخ اب تک کہاں
اندروں سے یوں گل ہوئے آشکار
کہ آئی گلستان میں فصل بہار

فلک سے برسنے لگا آب زر
زمین سے ہوئے پیدا زریں شجر
کہیں سرد آتش ہوا شعلہ بار
ہوائی ہوا پہ لگی چھوٹنے
فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گل فشاں
لب بحر تھا تختہ' گلستاں
زمین اس طرح سے ہوئی شعلہ زر
جدھر دیکھئے نور تھا جلوہ گر

ہوا ایسا شرمندہ اس نور سے
نہیں شعلہ اٹھتا ہے اب طور سے

ہر اک بجرے اور کشتیوں پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا۔ دور شراب ارغوانی شروع ہوا۔ مور پنکھی عمرو کی دریا میں ہر سمت پھرنے لگی۔ یہ تو سیر دریا میں مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار سے اٹھ تنہائی میں جا کر ایک پتلا بصورت عمرو ماش کے آتے کا بنایا اور بیر سحر کا اس میں بٹھایا کچھ اس کو سمجھا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زریں پر بٹھایا اور سرحد طلسم دوم پر ایک باغ ہے کہ جواہر اس کا نام ہے وہاں بھیج دیا۔ وہ پتلا اس باغ کی بارہ دری میں پہنچ کر تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ٹکڑا چبوترہ کا مخمور

کو جو عمرو سے جدا کر کے چلا تھا' اسی باغ میں لایا اور زمین پر اترا۔ مخمور اس پر سے اتری' وہ چبوترہ غائب ہو گیا۔ یہ آگے چلی باغ نہایت پر بہار دیکھا ہر روش کو بہر روش عمدہ قطعدار دیکھا غنچہ گل دس بیس نہیں ہزار دو ہزار سوسن وہ زبان کا کیاشمار گل ہزارہ اور صد برگ بیشمار عنادل برسر شاخسار نغمہ زن کہیں بہار سمن و نشترن۔ یہ کیفیت اس باغ کی دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر آئی جواہر اس کی چار دیواری میں پچی کیا تھا اور موتیوں کی جھنجھریوں لٹکایا تھا۔ روزن جھنجھری کا چشم معشوق سے بہتر تھا۔ موتی کے لٹکنے سے موتی آنکھ میں بھرے تھے۔ نہیں نہیں ہر روز بسان وہاں پر گہر تھا۔ پر وہ ہائے زنبوری پڑے تھے۔ سراسر جواہر دوزی کے تھے۔ مخمور نے پردہ اٹھایا۔ عمرو کو تخت جواہرین پر جلوہ گر پایا۔ شاداں و فرحاں آگے بڑھی وہ پتلا بھی تخت پر بیٹھے مخمور بولی "خواجہ آپ نے ہماری خبر دو دن تک نہ لی۔" پتلے نے کہا "مصلحت یہی تھی۔"

اس نے کہا "پھر فرمایئے کہ بادشاہ کے یہاں کے ملاقات ہوئی۔"

پتلے نے جواب دیا "ابھی نہیں' مگر استقبال کرا کے مجھ کو یہاں فروکش کرایا ہے اور مدد دینے کا وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہاں رہیں اور نظر بفضل کر دگار رکھیں دیکھیں کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔"

مخمور اس پتلے کو عمرو سمجھ کے اس باغ میں فروکش ہوئی اور یہاں عمرو مصروف عیش و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسہ عیشو فرحت و نبساط ہے۔ خیال میں ہے کہ جب ملکہ برآن سے ملاقات ہو گی تو حال مخمور کا پوچھوں گا اور سعی کر کے بلواؤں گا۔ فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے۔ اس وقت خواجہ کو سب کار پرواز اسی باغ میں لائے اور بلائے بام مسند پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصوں نے بہاگ گایا سماں بند گیا جام متواتر پیے۔ دماغ گرم ہوا۔ یہ تو اس راگ و رنگ میں مشغول ہوئے تھے۔

مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنی نامے جو ملکہ برآن نے مالکان دربند کو برائے طلب

بھیجھے تھے وہ تمام بادشاہوں اور ناظمان طلسم کو پہنچے۔ سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیاں جواہر اور گوہر کی بہر نذر ہمراہ لیں نوج کو حکم دیا۔ "مسلح ہو کر ساتھ چلے چلو۔ آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سواریوں پر سحر کی سوار ہوئے اور خدمت ملکہ میں حاضر ہونے لگے۔ منجملہ ان ناظموں کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ روئیں تن نامی ساحر ذی احترام کے پاس بھی جادو گرینیاں فرستادہ ملکہ نامہ لائیں چرخ ایوان شاہی میں تخت حکمران پر جلوہ گر تھا اور سترہ سو ساحر رست ادب بستہ حاضر تھے شب کا دربار تھا۔ کرسی دونگل پر متمکن فوج کا ہر سالار تھا گھنٹے اور ناقوس درایوان پر بجتے بسادل وصاحب بیٹھے تھے۔ جادو گرنیوں نے عرض کا بھیجا۔ چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامہ ملکہ لے کر آنکھوں سے لگایا سر پر رکھا زر نثار کرایا اور نامہ داروں کو مقام برتر پر بٹھایا۔ پھر نامہ وا کرکے پڑھا۔ مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرہ کا تبدیل ہو گیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کر کے نامہ داروں کو خلعت دیا اور عرض کیا "میں بھی آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر انہیں رخصت کیا۔ جادو گرنیاں تو چلی گئیں لیکن اہل دربار نے اس منعض دیکھ کربا ادب تمام پوچھا! "کیوں حضور ایسا کچھ نامہ میں کیا لکھا ہے جس نے آئینہ خاطر بادشاہ مکدر کر دیا اس نے آنکھوں میں آنسو بھر کے زانوں پر ہاتھ مارا اور کف افسوس مل کر کہا "کیا بتاؤں غضب ہو گیا۔ طبقہ زمین طلسم الٹا چاہتا ہے' دین پونے دو سو خداؤں کاٹتا ہے' وہ چور دغا باز مکار جس نے ساحروں کے گھر بے چراغ کر دیئے ساربان زاد دشمن ساحراں' اندہ درگاہ خداوند لقا۔ اس طلسم میں بھی آیا ہے' ملکہ برآن نے سب ناظموں کو اسے نذر دینے کے لیے بلایا ہے۔ ایسا رتبہ اس نالائق عمرو کا کیا ہے کہ خود اس کو لینے جائے گی۔ رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کو کب کی عقل میں بھی فتور ہے کہ اس مکار کے مکر میں آ گیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے۔ پہلے اس کو جانور عجیب سمجھ کر افراسیاب کے دام سحر سے ملکہ برآن اٹھالائی تھی اب

اس کو یہ آبرو بڑھائی کہ جس کا عد بیان نہیں مجھ کو افسوس آتا ہے کہ یہ سرکار بھی برباد ہو گی۔

ہم سے یہ تو کبھی نہ ہو گا کہ ہم جاویں اور سامنے اس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائیں۔ ہمارا تو یہ ارادہ تھا کہ لشکر کشی کر کے حمزہ اور اس کے تمام لشکر کو قتل کریں اور ان مسلمانوں کو خانہ کعبہ تک زندہ نہ رکھیں' بلکہ پردہ دنیا سے نام ان کانیست و نابود کردیں کہ جنہوں نے خاندان ساحران برباد کر دیا۔"

غرضیکہ یہ کافر بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سو چکر حکم دیا۔ "فوج ہماری تیاری کرے کیونکہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے میں جاؤں گا اور تمام رفیق میرے تیار ہوں' دربار برخاست کیا جائے۔"

اس کے کہنے کے بموجب سب مصروف درشگی و روانگی ہوئے اور یہ خود بزور سحر غائب ہو گیا۔

یہاں عمرو بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ یہ آخر پہنچا اور بروئے ہوا ٹھہرا۔ سحر ایسا پڑھا کہ ہوائے سرد چلی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ عمرو بھی تکیہ پر سر رکھ کر سو گیا۔ یہ ہوا سے اترا اور پنجہ میں خواجہ کو داب کر اڑا اور لیے ہوئے سیدھا قلعہ اپنے میں آیا اور اپنے بھائی کو فولاد روئیں تن کہلاتا ہے بلا کر خواجہ کو دکھلایا اور کہا۔ "میری صلاح یہ ہے کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیاں نذر کی لے کر خدمت ملکہ میں جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ بھی آتا ہے۔ میں اس دزد کو مخفی کر کے آؤں گا۔ جب لوگ ڈھونڈھ کر تھک جائیں گے اور ہنگامہ اس کے گم ہونے کا فرد ہو گا اس وقت سر اس کا کات کر خدمت شاہ جادواں میں لے جاؤں گا اور شاہ کوکب بھی آئندہ اس کام سے خوش ہو گا کہ اس کا دین میں بچاتا ہوں۔ ابھی گو کہ یہ اس کے نزدیک برائی ہے مگر آگے احسان مانے گا۔"

بھائی نے اس کے جواب دیا "اے برادر تمہارا چلنا خدمت ملکہہ میں ضرور ہے کیونکہ باغ میں لوگ ہوشیار ہو کر متلاشی اس دزد کے ہوں گے اس وقت جو حاضر نہ ہو گا۔

ملکہ اسی پر گمان بدی کرنے کا' کریں گی۔ پس اس کو یہیں کہیں چھپا دو اور میرے ساتھ چلو۔" اس کو یہ رائے پسند آئی اور ایک صندوق میں بند کر کے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا' اس میں عمرو کو رکھا اور دہن غار لکڑیوں سے ڈھانک دیا۔ اندر محل کے اس واسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل میں سے کوئی اس صندوق کو کھولے اور یہ مکار چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئے۔ اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے آگاہ کرنا منظور نہیں جو کہہ دیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا۔ لہٰذا اسی جگہ چھپا دو پھر آ کر سمجھ لینا۔

غرضیکہ وہاں صندوق رکھ کر چاہتا تھا کہ چلے اس وقت عمرو کو ہوش آ گیا' کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ کو لے کر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اس نے دفع کر دیا سب وہاں ہوشیار ہو گئے۔ لیکن عمرو صدمہ تموج ہوا سے بیہوش رہا۔ اب کہ اس نے صندوق میں بند پایا۔ غل مچانا شروع کیا۔ چرخ نے آ کر بھر پٹڑا کھولا اور کہا "او غدار تو نے سامران سامری عہد کو مار کر یہاں بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چتا ہے کہ دو بادشاہ بنگان جمشید کو باہم لڑا دے اور اس گھر کو بھی برباد کرے۔"

عمرو نے کہا! "بھائی میرا قصور کیا اور تمہارا میں نے کیا گناہ کیا ہے میں تمہارا مہمان عزیز ہوں مجھ کو گرفتار کرنا کب روا ہے۔"

اس نے کہا"اگر تو ملازم بادشاہ ہے تو بڑا نمک حرام ہے کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہے۔ اگر تجھ کو روپیہ کی ضرورت ہو تو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو تو وہ بھی حاضر ہے' زمانے کی چیزیں تم کو دے سکتا ہوں اور علاوہ اس کے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمہارا بادشاہ ہماری مدد کرے گا' دنیا میں کیسی ناموری تم لوگوں کی ہو گی کہ ملازمان کوکب نے کیا جوانمردی کی ادنیٰ کو اعلیٰ کیا اس شخص کو مارا جس کو ترک فلک بھی مغلوب نہ کر سکا تھا پس آدمی کو نام چاہیے۔ تجھ کو چاہیے کہ مجھ کو چھوڑدے اور اس فراق میں نہ پڑ' نہیں تو پچھتائے گا۔ میں وزیر اعظم حمزہ ہوں' وہ حمزہ جو لقا کو بھگائے پھرتے ہیں اگر میرا ایک رویاں بھی میلا ہوا تو نہیں معلوم حمزہ تیرا کیا حال

کریں گے۔ تیری زریات کو بھی باقی نہ رکھیں گے۔"

خلاصہ کلام عمرو نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ مجھ کو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ برسر رحم نہ ہوا اور بولا "اے دزد میں تیرے مکر میں نہ آؤں گا۔ صبح قریب ہے ملکہ کے پاس ہو آؤں تو تجھ کو راہ عدم دکھاؤں۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر خواجہ کو صندوق میں بند کر کے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم بے حس ہو گیا۔ صندوق کو مستحکم کر کے اسی جگہ رکھ کر آپ مع اپنے بھائی کے خدمت ملکہ میں روانہ ہوا اس اثنا میں ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر مہر جہاں تاب کو نکال کر فروغ بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم میں محصور فرمایا۔

قریب سحر باغ میں ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی۔ عمرو کو نہ پایا۔ ہر سمت تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ پایا۔ نالاں و گریاں خدمت برآن میں حاضر ہوئے۔ ملکہ سوار ہو کر کنارے دریا کے بارگاہ میں داخل ہو چکی تھی۔ سردار و ناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے۔ عمرو کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ "حضور خواجہ سلامت کو کوئی لے گیا یا کچھ ان کے مزاج کے خلاف گزار کہ وہ خود تشریف لے گئے۔ یہاں کہیں تشریف فرما نہیں ہیں۔"

برآن نے کہا "خواجہ ہمارے یہاں مدد طلب کرنے آئے تھے۔ ہم نے بظاہر تو کوئی برائی نہیں کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہاں رہتا ہے۔ قابو پا کر پکڑ لے گیا ہے۔ خیر معلوم ہو جائے گا۔"

یہ گفتو ہو رہی تھی کہ فولاد اور چرخ دونوں بہ تجمل تمام داخل ہوئے ملکہ کو تسلیم کی پھر پوچھا "یہ کس کی تلاش ہو رہی ہے۔"

برآن نے کہا "شاہ عیاراں تاج بخش شاہین تشریف لائے تھے گم ہو گئے ہیں۔"

چرخ نے جواب دیا "کوئی ساحر افراسیاب کا یہاں آ کر لے گیا ہو گا۔

ملکہ نے کہا "چہ خوش' افراسیاب کا ساحر یہاں آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی۔ راہ طلسم

کیونکر طے ہوتی۔ بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو نہیں آسکتا نہ کہ موتی باغ میں سے خواجہ کو لے جاتا۔"

اس نے عرض کیا "تو عمرو آپ ہی کہیں چھپ رہا ہے یقین ہے کہ مثل طلسم ہوشربا یہاں بھی عذر مچائے۔"

URDU4U.COM

ملکہ نے فرمایا "وہ مہمان عزیز ہے اس کی ذات سے یہ امید مجھ کو نہیں کہ برائی کرے۔"

یہ کہہ کر ایک عرضی مشتملبر کوائف گم ہونے عمرو کا کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کے خدمت اقدس میں لے گئے اور عرض پہنچائی۔

کوکب ازبسکہ روشن ضمیر اس وجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسم پر اس کو آگاہی ہوتی ہے مگر اس صورت میں اگر پہلے سے غور کرے اور اگر غفلت میں کوئی کام کر جائے تو جب یہ پوجا وغیرہ کر کے دریافت کرے اس وقت ظاہر ہو۔ اس وقت جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرض میں پڑا۔ ساحروں سے کہا "پہلے طلسم میں تلاش کرو پھر میں کوہ آئینہ پر جا کر مراقبہ کر کے بتلا دوں گا۔"

لوگوں نے کہا "حضور شاہ طلسم ہوشربا کا کوئی رفیق آ کر لے گیا ہو گا۔"

کوکب نے ہنس کر کہا "بچوں کی طرح باتیں نہ کرو وہاں کا ساحر آتا اور ہم کو خبر نہ ہوتی۔"

غرضیکہ بجواب عریضیہ برآن تحریر کیا کہ جلد تلاش کرو۔ ملکہ نے نامہ پڑھ کر طائران سحر اور پری زادان طلسم و ساحران نامی اور پتلے وغیرہ ہر سمت طلسم میں روانہ کئے کہ وہ سب پھیل گئے اور طلسم وغیرہ اور کوہ و دشت و بحرد بر چھاننے لگے' ملک ملک اور وہ بدہ پھرنے لگے اور بہت سے بروئے ہوا اڑ کر ڈھونڈھتے تھے تھوڑے مچھلیاں بن کر دریاؤں میں غوطہ لگاتے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اس طرح کی تلاش ہونے لگی۔

چرخ کو تردد ہوا اور چکرایا کہ ایک تو بادشاہ روشن ضمیر ہے۔ دوسرے حد کی تلاش ہو رہی ہے اس صورت میں عمو کا پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے مجھ کو ایسی امید نہ تھی کہ

ایسی تلاش ہو گی۔ اب لازم ہے کہ یہاں سے جا کر اس کو مارا ڈالوں۔ اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہو گا تو کہہ دینا کہ بوجہ جوش حرات مذہب اور ازراہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کیا۔ یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار سوچ کر سزا دہی سے باز رہے اور ایسا نہ ہو گا تو جلائے وطن کرنا۔ شاہ افرانیاب کے پاس جانا۔

ایسا کچھ سوچ کر ملکہ سے کہا "میں ایک کام رکھتا ہوں بھائی کو بھی لیے جاتا ہوں۔ دم بھر میں حاضر ہوں گا اور اپنے ملک میں خواجہ کو تلاش بھی کروں گا۔"

ملکہ کو اس کی گفتگو سے منطنہ بدی کا گزارا تھا لیکن اس وقت اضطراب تھا۔ اس کو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا۔ فوج کو یہیں چھوڑا۔

مگر ادھر کا حال سیئنے کہ جہاں عمو صندوق میں بند تھا' وہاں بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نامی ایک چور نے نقب لگائی تھی اور اسی غار میں مہرہ نقب رکھا تھا کہ یہاں سے محل بادشاہی قریب ہے۔ چوری کروں گا اور اگر کچھ ہنگامہ ہوا تو اسی غار میں سے چھپ کر نکل جاؤں گا۔

چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور برائے نقب غار میں آیا۔ یہاں صندوق رکھا دیکھا دل میں سوچا دوسرا چور شاید یہاں آیا تھا۔ مال اپنا رکھ گیا ہے مجھ کو خوب ملا چور کے گھر میں مور پیٹھا چرائے کوئی اور ملے کس کو۔

غرض لالچ میں آ کر اس صندوق کے قفل کو توڑا اور پٹرا کھولا۔ عمرو بصورت اصل اس میں پڑا تھا لباس پرزرے پہنے تھا' چور ڈر گیا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی بلا ہے عمرو نے اس کو خائف دیکھ کر بزبان تسکین کہا "اے محو حیرت تو کچھ خوف نہ کر' میں ایک آدمی ہوں مجھ کو ایک ساحر بند کر کے چلا گیا ہے۔"

چور نے کہا "پھر کیا چاہتے ہو۔"

کہا "مجھے اپنے سحر سے چھڑا دو تو اپنی حقیقت بیان کردوں' میرے جسم میں طاقت نہیں جو اٹھوں"

چور کے پاس غسل جمشید کا پانی ہے کہ جس پر وہ چھڑکتا ہے سحر اس پر سے اتر جاتا

ہے۔ وہی پانی اس پر چھڑکا۔ عمرو سے سحر اتر گیا۔ صندوق میں سے نکلا اور جست کر کے دہن غار پر آیا۔ جال مار کر صندوق بھی لیا۔

چور یہ چالاکی دیکھ کر حیران ہوا اور غار سے نکل کر بولا "یار تمہارا نام کیا ہے۔ تم بھی چور معلوم ہوتے ہو' آنکھ تمہاری کہہ دیتی ہے۔"

عمرو نے کہا "برادر جو ہم وہ تم" یہ تاج تمہیں دوں گا اور میں ایسا چور ہوں کہ زمین کا دفینہ جانتا ہوں' اندھیرے میں سارا مال دیکھ لیتا ہوں' جہاں رکھا ہو نکال لاؤں' بے کمنہ محل پر چڑھ جاؤں' جہاں ہوا نہ جا سکے' سماؤں۔" چور نے کہا "ہماری سنگت کرو گے۔"

اس نے کہا "ہاں لیکن اب رات تک نہیں ہے یہاں سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جاوے گا۔"

چور نے کہا "وہ صندوق تم نے کیا کیا؟"

جواب دیا "غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہوئے جاتے ہیں۔" یہ کہہ کر گلیم اوڑھ غائب ہو گیا۔ چور کے حواس بجا نہ رہے اور سوچا کہ ایسے کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات کیسی دن ہی کو اٹھا لائے یہ جان کر پکارا "بھائی کہاں ہو' اب ظاہر ہو' معلوم ہوا کہ تم بڑے چور ہو۔"

عمرو ظاہر ہوا اور کہا "برادر تمہارا نام کیا ہے۔"

اس نے کہا "ہوشیار جادو"

عمرو نے کہا "ہمارا نام ہے عمرو عیار۔"

یہ سنتا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمرو عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے۔ تمام طلسم میں اس کی آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اس کو رہا کیا۔

عمرو نے اس کو بدحواس دیکھ کر کہا "گھبراؤ نہیں ہم سے چرخ نے برائی کی ہے ہم اس کو مار کر تمہیں یہاں کا حاکم کریں گے۔ چور قدر گرا۔"

عمرو نے کہا "میری تلاش میں چرخ یہاں آئے گا اس غار میں مال جو کچھ رکھا ہو لے

آؤ اور مجھے دے دو پھر آگے بڑھ کر لے لینا' بلکہ جو تمہارے پاس ہو' وہ بھی دے دو کہ میں غائب کر دوں تمہارے کام آئے گا۔"

چور نے جو کچھ مال تھا' اس کو دے دیا۔ اس نے لے کر زنبیل میں رکھا۔ پھر نقب میں کھود کر دونوں قلعہ کے باہر نکلے۔

ازبسکہ صبح ہو چکی تھی۔ قلعہ سے دھوبی نکل کر گھاٹ کو جاتے تھے۔ ان میں سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہ گیا تھا عمرو اس کے برابر جا کر حباب بیہوشی مارا اور اس کو بیہوش کر کے چور سے کہا "بیل اور لادی لے کر تم چلے جاؤ۔ یہیں کہیں چھپ رہو میں تلاش کر لوں گا۔"

چور بیل لے کر چلا گیا اور عمرو نے اس دھوبی کو اپنی کی صورت بنایا۔ لباس پرز ہپنایا اور ساحر کی سی صورت بن کر اس گاذر کو لے کر چلا۔

ادھر سے چرخ اور بھائی اس کا باارادہ قتل عمرو آتے تھے۔ راہ میں ملاقات ہوئی۔ عمرو نے سلام کیا اور کہا "یہ شخص قلعہ سے نکل کر بھاگا تھا میں نے چور سمجھ کر پکڑا ہے۔ انہوں نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو عمرو کو پایا بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر بھاگا ہو گا۔ اس کے ہاتھ لگ گیا۔ خوب ہوا سامری نے خیر کی۔ یہ جاتا تو نہیں معلوم کیا ہوتا۔

غرضیکہ عمرو سے کہا "تونے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی۔ تیرا نام کیا ہے۔"

کہا "مکار جادو۔"

نام پوچھ کر بھائی کو بھیجا کہ جا کر غار میں دیکھ آؤ"

وہ گیا وہاں صندوق بھی نہ پایا آ کر بیان کیا کہ غار میں کوئیبھی نہیں۔ اب یقین واثق ہوا کہ بیسک عمرو بھاگا ہوا اس ساحر نے پکڑا ہے میں اس ساحر سے کہا "اس دزد کو زمین پر ڈال دے کہ ہم سرکائیں۔"

اس نے اس گاذر کو ڈال دیا۔ یہ دونوں خنجر کھینچ کر چلے۔ عمرو نے پشت کی طرف سے کمند ماری۔ دونوں کی گردن پھنسی یا تو آگے کو بڑھے تھے یا پیچھے کو کھنچے اور گھبرا

کر پھرے تھے کہ منہ پر ہیضہ ہائے بیہوشی پڑے دونوں بیہوش ہو گئے۔
عمرو نے خنجر سے فولاد کا سر کاٹنا چاہا وہ روئیں تن تھا۔ اس نے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا جناب داؤد کا لے کر سر پر مارا کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہو گیا۔ غل و شور اور تاریکی ہو گئی۔ عمرو سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ قلعہ کے ساحر غل سن کر دوڑیں۔ اس وجہ سے بسبب جلدی کے' چرخ کو زنبیل میں ڈال کر بھاگا اور غل سن کر چور جو چھپا تھا دوڑ کر آیا۔ عمرو اس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور حیرت ناک ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا "میرے گھر چلیئے۔"
عمرو اس کے ساتھ اس کے گھر آیا ایک گاؤں ویران سا تھا اس میں مکان کچا بنا تھا مگر لپا تھا۔ چور نے لا کر فرش بچھایا اور عمرو کو وہاں بٹھایا' شراب و کباب موجود کیا یہ تو یہاں ٹھہرے۔
مگر ملازم برآن کے ہر طرف ڈھونڈھ کر خدمت ملکہ میں گئے اور عرض کیا "ہمیں کہیں پتہ نہ لگا۔ ملکہ نے اپنے باپ کو لکھ بھیجا' کوکب نے جب سنا کہ عمرو نہیں ملا بزور سحر غائب ہو گیا اور کوہ بلور اس طلسم میں ہے' بت خانہ بنا ہے۔ بادشاہ اس کی پرستش کرتا ہے۔ اس بت خانہ میں جا کر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اس کو سجدہ کیا اور پوچھا "عمرو کا حال بتایئے وہ کہاں ہے" وہ پتلا یہ سن کر غائب ہو گیا بعد لحہ بھر کے آیا اور گویا ہوا "عمرو چور کے گھر میں اس کے گاؤں میں ہے اور چرخ کے لے جانے کا حال اور فولاد کو زنبیل میں رکھ لینا اور بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کر دیا۔
کوکب سارا ماجرا سنکر وہاں سے اپنی جگہ پر آیا اور برآن کو نامہ لکھا کہ عمرو نے ایسا کچھ کیا۔ اب ہوشیار چور کے مکان میں ہے۔ تم وزیر کو بھیج کر ہمارا ایک باغ اس حوالی میں ہے اسی باغ میں خواجہ کو پہنچا دو کہ کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ پھر تم مالکان در بند وغیرہ کو ہمراہ لے جا کر بے تجمل تمام استقبال کر کے لاؤ۔"

برآن کو جب یہ نامہ پہنچا اس نے اسی وقت وزیر کو روانہ کیا' وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمرو سے ملا۔ وزیر نے زبانی کوکب جو کچھ سنا تھا عرض کیا "خواجہ آپ کے غائب ہو جانے سے برا تردد تھا۔ شکر خدا کا کہ آپ کا حال معلوم ہوا اب آپ میرے ساتھ چلیے۔ ملکہ بھی آیا چاہتی ہیں کچھ دیر باغ میں آرام فرمائیے۔"

یہ کہہ کر تخت پر سوار کیا اور لے کر چلا چور بھی ساتھ ہو لیا۔ اسی باغ میں جس کا پتہ کوکب نے دیا تھا وزیر لایا یہ باغ بھی جنت نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا۔ گلہائے خوشبو دار اور میووں سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف خوف ناتمامی قصہ ہے مختصر بیان اچھا ہے۔ پس اس باغ بارہ دری میں عمرو کو فرکش کیا۔ ملازم بہر خدمت مقرر ہوئے۔ سامان عشرت پیرا حاضر کیا پھر باغ کے داروگہ کو تاکید کیا۔ بہر خدمت گاری کی "خبردار کوئی تکلیف خواجہ کو نہ ہو۔ غرض بہت کچھ انتظام کر کے وزیر خوش تدبیر ملکہ کے پاس آیا۔ ملکہ نے کشتیاں تحفہ و ہدیہ پیش کرنے کی تیار کروائیں۔ بادشاہان در بند کو حکم دیا "جب سب جمع ہو لیں تو مجھ کو خبر کرنا کہ سوار ہو کر خواجہ کو لینے جاؤں۔"

چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ میں آئندہ عرض کروں گا۔ مگر اب حال مہ رخ کے لشکر کا سنیئے۔

کہ برق عیار ہمراہ جادو گرنیوں کے جو نامہ حیرت لے کر چلی تھیں۔ روانہ ہوا تھا۔ جادو گر بنا ہوا ان کے نیچے زمین پر نگاہ سے مخفی دوڑتا جاتا تھا۔ جب کچھ دور وہ نکل گئیں۔ ان میں سے ایک کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی۔ زمین پر دونوں اتریں درہ کوہ میں رفع احتیاج کو گئیں اور دوسری ٹھہری رہی۔ برق بہت جلد اس کے پاس آیا اور کہا "وہ دیکھئے آتے ہیں۔"

ساحرہ حیران ہوئی کہ کون آتے ہیں مگر پھر کر دیکھنے لگی۔ برق نے کمند ماری اس نے ادھر منہ پھیرا حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر دیا اور جلد کپڑے اس کے اتارے اسے غار میں چھپا دیا اور اسی جگہ آپ بیٹھ کر صورت اپنی مثل اس کی شکل کے تبدیل کرنے لگا۔ اس عرصہ میں دوسری ساحرہ پیشاب کر کے آئی اور اپنی ساتھ والی کو ڈھونڈھنے

لگی۔ برق نے پاؤں کی آہٹ جو سنی پکار کر کہا "بہن ادھر نہ آنا ٹھہرو میں آتی ہوں۔"

یہ سن کر سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہو گی' پس ایک جگہ بیٹھ گئی۔ برق بخوبی تمام صورت بدل کر غار سے نکلا اور اس کے پاس آیا دونوں اٹھ کر چلے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑ کر چلوں۔ اس نے کہا "اڑنے سے شانے تھک گئے ہیں اب پیدل چلو یا تم جاؤ میں آتی ہوں۔"

وہ ساحرہ بخاطر اس کے پیدل چلی۔ یہاں کہ بعد قطع راہ لشکر صنعت میں پہنچے' دیکھا کہ ساتھ لاکھ ساحران غدار کا مجمع ہے۔ بازاریں لگی ہیں کٹورا کھنکھتا ہے گرم بازاری ہے دلالوں کی گفتگو خریدار اور بیوپاری خوبروسپاہیوں کے بسترے لگے ہیں۔ سواروں کے گھورے بندھے ہیں' لین اور لشکر میں گھماگھمی ہے بارگاہ صنعت کے قریب پہنچے حاجب دربان وہاں حاضر تھے۔ انہوں نے جا کر آنا ان کا عرض کیا۔ صنعت نے دونوں کو بلوایا۔ انہوں نے اندر جا کر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے' دنگلوں پر ساحر بیٹھے ہیں شیشہ آلات سے بارگاہ سجی ہے آئینہ لگے ہیں ملکہ تخت پہ جلوہ گر ہے۔ خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر ہے۔ انہوں نے مجرا گاہ سے مجرا کیا۔ صنعت لے ان کو آگے طلب کر کے نامہ لیا' تعظیم کر کے پڑھا۔ مضمون سے واقف ہو کر جواب لکھا "میرا صندوقچہ سحر عیار لے گیا تھا۔ میں اس کے لینے کو بارگاہ باغیاں میں گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت میں نہیں پہنچی۔ اب حاضر ہوں گی لیکن شہزادیوں کو ایسی غفلت نہ چاہیے کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجیں۔ میں اس عیار سے سمجھ لوں گی۔ آپ کو اطلاع کر دی کہ پھر ایسی غفلت نہ فرمائیے گا۔

یہ لکھ کر اس ساحرہ کو دیا اور خلعت دے کر رخصت کیا' برق نے چاہا کہ میں بھی روانہ ہوں۔ اس سے کہا "تم آج ہمارے مہمان ہو کل چلے جانا۔"

برق اپنے دل میں خوش ہوا کہ اب لیا اور اس مالزادی کو کہاں جاتی ہے اس کے روکتے ہی ٹھہر گیا۔ اس نے کرسی بیٹھنے کو دی' یہ بیٹھا اور وہ ساحرہ نامہ لے کر چلی اور خدمت حیرت میں پہنچی' جواب نامہ دیا۔ ملکہ حیرت نے پڑھا۔ اس وقت ساحرہ اور عیار بچیاں

پانچوں حاضر تھیں عیار کا نامہ دار کے ساتھ جانا سن کر سب کو حیرت ہوئی اور کہا "یہ عیار بے کلیجے ہیں' ایسے بہادر نہیں دیکھے لیکن صنعت بھی آفت کی ہے اس نے بنگاہ اول پہنچانا

URDU4U.COM

غرضیکہ تاکید ملکہ حیرت نے پھر لکھا "اے ملکہ! تم نے عیار کو خوب پہچانا۔ اب اس بذات کو چھوڑنا نہیں۔ مار ہی ڈالنا۔"

یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے میں باندھ کر بھیجا کہ جلد لے جائے۔ طائر لے کر آن واحد میں صنعت کے پاس پہنچا۔ اس نے نامہ لے کر پڑھا۔ طاحر کو روانہ کر دیا۔

یہاں حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحر جس کی صورت بن کر عیار گیا ہے کہاں ہے' معلوم ہوا کہ غار میں ہے چنانچہ ساحر بھیج کر اس کو غار سے اٹھوا منگوایا اتفاق سے صرغام عیار برائے خبر گیری بارگاہ حیرت میں حاضر تھا۔ یہ سب خبریں دریافت کر کے مہ رخ کے پاس ایا اور سارا ماجرا برق کی عیاری کا بیان کیا۔ اس اثنا میں در پتلے جو مہ رخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کر دیئے تھے آئے اور کہا "مہتر صاحب اس وقت صنعت کے پاس بیٹھے ہیں۔"

مہ رخ تو حال سن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی ہے اور ضرغام نامہ آنے کا ماجرا بیان کر چکا تھا۔ پس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا۔ یہ سمجھ کر لشکر کو بہار کے سپرد کیا اور آپ اڑ کر روانہ ہوئی۔

○○○

## • ملکہ آفت جادو

لیکن ادھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب نشاط کو بلایا۔ ناچ ہونے لگا سترہ سو ساحر کرسی پر بیٹھا تھا۔ دورہ جام شراب آغاز ہوا' ملکہ نے بعد لحہ کے حکم کے حکم دیا اور دربار برخاست ہو۔" برق کو ٹھرا لیا کہا۔ تم ہم کو شراب پلاؤ' اس لیے کہ ملکہ حیرت بھی تمہاری قدر کرتی ہے۔ ہم کو بھی مدارات تمہاری لازم ہے۔"

برق یہ سن کر خوش ہوا کہ اب اس کی موت آئی اور عرض کیا۔ اے ملکہ' جیسے ہم ملکہ حیرت کے تابعدار ویسے ہی آپ کے۔"

غرضیکہ ساقی سے جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگا' پہلے تو جام سادہ دیا' دوسرے میں نگاہ بچا کر بیہوشی ملائی اور دینے لگا' صنعت ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی کو دے دو۔"

اس نے کہا "آپ پیجئے میں اس کو اور دیتا ہوں۔"

اس نے کہا "جو ہم کہتے ہیں وہ کرو۔"

اس نے وہ جام ناچار ہو کر ساقی کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش ہو گیا۔

صنعت نے اس کی جانب گھورا اور کہا "کیوں ہم نے تمہاری خاطر کی اور تم نے یہ بدذعا کی ہے۔ شرفہ کہ مار ڈالوں۔"

برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کر کے بھاگوں مگر دیکھا کہ زمین پاؤں پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا۔

اس نے کہا "اب بتاؤ تیرا کیا حال کروں۔"

برق نے کہا "تو اپنی خیر منا میرے اور بھائی بغیر مار ڈالے تجھ کو باز نہ آئیں گے اور میں چھوٹوں گا تو لشکر میں تیرے آگ لگا دوں گا۔

صنعت نے اس کی سخت کلامی سے ناراض ہو کر قفس آہنی منگایا اور اس میں بند کر

کے ساحروں کو طلب کیا اور حکم دیا "اس ناعیار کو ملکہ حیرت کے پاس لے جاؤ میرا سلام نیاز عرض کرنا اور کہنا۔ میں منتظر ہوں کہ عمرو کوکب کے پاس گیا ہے اور مجھ کو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوکب نے بڑی اس کی خاطر کی ہے اب لڑائی بہت بڑی ہو گی اسی وقت میں بھی جنگ آغاز کروں مگر آپ اس عیار کو جو چاہیے وہ کیجئے۔"

یہ پیام دے کر پنجرا روانہ کیا۔ جادو گرنیاں اور ساحر نہایت بندوبست سے چلے۔ مگر مہ رخ جو اڑ کر روانہ ہوئی تھی۔ اس نے راہ میں اس کو مع قفس پایا' مگر قابو نہ ملا' جو برق کو رہا کراتی آخر ساتھ ساتھ چلی مگر الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ ملکہ حیرت میں پہنچے' پیام صنعت بیان کیا اور پنجرہ دیا' آپ پھر کر چلے آئے وہاں صرصر موجود تھی۔ برق کو دیکھ کر ہنسی اور کہا "آپ کا مزاج اچھا ہے۔"

برق نے کہا "اس وقت ہم قید میں ہیں کل سب کو مزاج کا مزا بتادیں گے۔"

صرصر نے کہا "آج بچ جانا تو بتانا۔"

برق نے کہا "آج حیرت کے ماتھے جائے گی۔"

حیرت کو ان باتوں سے غصہ آیا اور فورا حکم دیا "اس کو پنجرے سے نکالو ساحروں نے پنجرے سے نکالا۔ اس نے کہا "جلاد کو بلاؤ۔"

جلاد بنا برآنکہ عیاروں کے ہاتھ سے قتل ہوتے ہیں۔ خوف کے مارے بلانے سے آتے نہیں ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک جلاد حاضر ہوا اور برق کو بارگاہ کے باہر لایا چبوترہ تکبت کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا۔ ملکہ حیرت نے سراپچۂ بارگاہ کے اٹھوا دیئے سامنے تخت پر بیٹھی رہی۔ جلاد نے تینوں حکم پوچھ کر تیغہ تول کر چاہا کہ ہاتھ ماروں۔ اس وقت ایک پتھر آ کر جلاد پر پڑا کہ سر اس کا اڑ کر گیا۔ کیونکہ جانسوز بشکل مبدل موجود تھا اس نے پتھر مارا جلاد کے مرنے کا غلغلہ جو ہوا۔ ملکہ حیرت نے حکم دیا "اور جلادوں کو بلاؤں اور مجمع کو ہٹادو کہ نیار میں مل کر چلے آتے ہیں۔ ملازمین نے سب کو ہٹا دیا۔ اس وقت حیرت نے ایک ساحر مہم جادو نامی سے کہا "تم کہا کرتے

تھے" میں نے تلوار پر باڑھ رکھوائی ہے مسلمان ملے تو اس کو مار کر باڑھ کی آزمائش کروں۔" اس وقت اس عیار پر آزماؤ۔"

مہم جادو یہ سنکر اٹھا اور تبغہ توں ہوا چلا۔ برق سے کہا "جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا ہے۔"

برق نے جواب دیا "اے مکارا! عمر تیری پوری ہو گئی ہو گی ہم تو طلسم توڑیں گے اور افراسیاب کو ماریں گے۔ مہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ مارے وہاں بصورت ساحر قرآن بھی حال گرفتاری برق سن کر آ گیا تھا۔ جیسے ہی اس نے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اس نے تانک کر بغدا مارا' ٹانگوں سے نکل گیا۔ غل و شور اس کے مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھ کر دوڑے اسی غلغلہ میں مہرخ جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آتی تھی پنجہ بن کر گر پڑی اور برق کو اٹھا کر لے اڑی۔ قرآن نے دو چار جادو گرنیوں کو اسی ہنگامہ میں قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور عذر ہو گیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا۔ ملکہ حیرت نے جلد سحر کر کے وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحروں کو حکم دیا کہ جلد ڈرو اس لے جانے والے کو مع قیدی کے گھیرو ساحر اڑ کر جھپٹے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کے کنارے پہنچ گئی۔ کسی نے نہ پایا سب پھر آنے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر اب کی مقابلہ میں کسی کو جیتا نہ رکھوں گی۔ اس گفتگو میں تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کر کے بٹھایا اس نے ملکہ کو متفکر دیکھ کر حال پوچھا اس نے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا میں نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب میں پہنچ گیا اور اس نے شاہ سے ملاقات کی' شاہ نے وعدہ مدد ہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لے کر آئے گا۔ پس لازم ہے کہ جب تک وہ آئے۔ ہم مہرخ کا کام تمام کر دیں اور اسد کی میعاد کے دن تھوڑے ہیں اس کو بھی مار ڈالیں۔ یہ تقریر سن کر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ میں اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہوں۔ دیکھوں کیا فرماتے ہیں۔ یہ کہہ کر عرضی شاہ طلسم

کو لکھی اور جملہ کوائف رہائی برق اور گفتگوئے ابریق اس میں درج کر کے طایر سحر کے گلے میں باندھ کر بھیجی طائر عرض باغ سیب میں لایا شاہ طلسم نے لے کر پڑھی چاہتا تھا کہ کچھ لکھے اس وقت پنجہ سحر نامہ لقالے کر پہنچا اس نامہ کو جو لے کر پڑھا لکھا تھا کہ یہاں ملکہ نازک چشم نے آ کر ہم کو بہت خوشنود کیا لیکن ان کی مدد کے لیے کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سوفار تنہا ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ گڑ بڑ جائے۔ شاہ نے یہ دونوں نامہ پڑھ کر اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں مجھ کو سب حال عمرو کا معلوم ہے میں بندوبست قرار واقعی کروں گا اور کوکب میرا کچھ نہ کر کسے گا۔ میں اس کے رو برو عمرو اور اس کے تمام لشکر کو غارت کر دوں گا۔ یہ لکھ کر طائر کے گلے میں باندھ کر اڑا دیا طائر ملکہ کے پاس پہنچا وہ نامہ پڑھ کر چپ ہو رہی اور ادھر مہرخ بار گاہ میں برق کو لائی۔ تخت پر جلوہ گر ہوئی۔ حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا' باطمینان تمام بیٹھی۔ اس طرف کو صنعت اپنے لشکر میں بارادہ جنگ ٹھہری ہوئی ہے۔

مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اس نے نامہ لقا پڑھ کر ایسا سحر کیا کہ ایک پتلا زمین سے نکلا۔ اس کو حکم دیا' جا اور ملکہ آفت شمشیر زن جادو کو بلا لا۔

تپلا یہ حکم سن کر غائب ہو گیا۔ بعد لمحہ کے ایک ابر سرخ رنگ بردے ہوا پیدا ہوا اور زمین پر اتر۔ اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی۔ زروزیور سے اراستہ ساحروں میں ذی وقار تھی۔ اس نے بادشاہ کو بادب تسلیم کی اور پایہ تخت کو بوسہ دیا' بلا گردان ہوئی۔ بادشاہ نے دست شفقت اس کی پشت پر رکھا۔ اجازت بیٹھنے کی دی اور مجرا کر کے کرسی پر متمکن ہوئی۔ بادشاہ نے فرمایا "میں نے تم کو اس لیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنا برطلب مدد آیا ہے۔ پس تم لشکر لے کر جاؤ۔ سوفار اور نازک چشم وہاں ہیں ان کی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو۔ یہ بیان سن کر ساحرہ اٹھی اور سلام کر کے رخصت ہوئی۔ بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا۔ خلعت پہن کر اپنے قلعے میں آئی اور بارہ

ہزار ساحر کا لشکر تیار کراکر سمت کوہ عقیق بصد جاہ چشم تخت سخر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی۔

اسی تجمل بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوشربا کے طلسموں میں سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہاں کی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم نورفشاں میں ہے ملکہ طلسم آئینہ دونوں بادشاہوں یعنی کوکب اور افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہیں پہنچی۔ خیال میں اس کے آیا کہ اے آفت تجھ سے اور ملکہ آئینہ دار سے از حد دوستی ہے' اس سے ملتی چل۔ اس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانوں سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندہ ساحران ہیں۔ شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کر کے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا تجھ کو دے۔ جس کے باعث سے تو مسلمانوں کو غارت کر سکے۔

یہ سوچ کر افسران فوج سے حکم دیا کہ "تم لشکر لے کر خدمت خداوند میں چلو' میں بھی آتی ہوں۔"

افسر بنا پر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اڑا کر سمت طلسم مذکور چلی۔ یہاں تک کہ داخل طلسم ہوئی۔ وہاں کے ساحر ہمیشہ اس کی آمدورفت سے اگاہ تھے اور اس کو پہنچانتے تھے۔ کسی نے روکا نہیں۔ یہ راہ طلسمات قطع کر کے قلعہ طلسم میں آئی۔ قلعہ بہت آباد تھا' ہر ساحر دلشاد تھا' عمارتیں طلسمی بنی تھیں' کوٹھیاں لاجواب نظر آتی تھیں دکانیں لگی تھیں' دکانداروں کی پوشاکیں رنگین تھیں۔ یہ بازار سے گزر کر دارالامارت شاہی پر آئی۔ یہاں دربانوں کا ہجوم تھا۔ حاجب دربانوں کا شمار نا معلوم تھا' اس نے اپنے آنے کی اطلاع کرائی۔ ملکہ آئینہ یہ خبر سنکر تا درایوان سے لینے کو آئی اور اندر لے جا کر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اراکین سلطنت نے نذر دی۔ ملکہ آئینہ نے بڑی گرم جوشی ظاہر کی' مزاج پرسی فرمائی' اس نے جانا اپنا بہر جنگ مسلمانان کہہ کر بیان کیا کہ مدت سے میں نے تم کو دیکھا نہ تھا۔ ادھر آ نکلی مشتاق دیدار ہو کر تمہارے پاس آئی بہن یہ میری آخری ملاقات ہے تم نے بھی سنا ہو گا کہ خداپرستوں سے جو لڑتا ہے' زندہ

نہیں رہتا۔ مجھ کو سامری بچائیں گے تو پھر تم سے ملوں گی' نہیں تو جاتی بلا کے منہ میں ہوں۔ آج کی ملاقات غنیمت سمجھو۔ ہم تمہیں دیکھیں تم ہم کو۔"

URDU4U.COM

آئینہ نے اس کی تقریر سن کر کہا "بہن گھبراؤ نہیں آج دعوت کھاؤ' کل جب جانے لگو گی' میں تمہارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا کروں گی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جائے گا اور دم بھر میں سب مسلمانوں کو مار ڈالے گا آفت یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار میں رہی۔

سرشام دربار برخواست کر کے آئینہ دار اپنے باغ میں آئی۔ آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا۔ شراب و کباب جلسہ چنگ و رباب برپا ہوا۔ اس وقت عرض بیگی نے حاضر ہو کر غرض کیا "ملکہ نازک چشم تشریف لاتی ہیں اس نے یہ خبر سن کر استقبال کرایا۔

نازک چشم کا حال سنیے کہ جب سے ناصر کو ہی جا کر مسلمان ہو گیا اور دختر اس کی گلابی چشم ماری گئی اس کو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہے۔ وہاں چل کر کوئی تحفہ طلسمی لاؤں اور اس کے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اس کی جان بچانے کی تدبیر اس نے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہیں ان کو جمع کر کے جسم اس کا سحر بند کرایا ہے کہ کسی ہربے سے ماری نہ جائے' کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اس کی موت نہ آئے۔ بس اس کے جسم کو سحر بند کر کے ایک تلوار ساحروں نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اسی تلوار سے قتل کی جائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم میں بااحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طسلم فتح کرے اور وہ تلوار پائے' اس وقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم میں شہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جن کا عشق جلد اول یعنی پہلی قسطوں میں مذکور ہوا' قید ہیں کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کو قلعہ حنظل جادو کا ہے اور اس کے شوہر زنار بلا افگن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈال دیا تھا اور قاسم کو پکڑ

کر اس طلسم میں قید کرا دیا ہے غرضیکہ استقبال کرا کے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن کیا جام شراب کا دور شروع ہوا۔ ناچ ہونے لگا۔ نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونوں نے اپنی اپنی سرگذشت کہی۔ افت نے اپنی بھیجنا مدد کے لیے شاہ جادواں کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا۔ رات بھر یہی حرف و حکایت کہہ کر بسر کی شمع محفل ان کی دل سوز تھی اشک حسرت بہایا کی۔ آئینہ نے بہت کچھ ان کی تشفی کی۔ دم سحر جب آئینہ آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہو کر منہ آئینہ مہر میں رکھا۔

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونوں کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکل کر ایک درہ کوہ میں آئی۔ اس جگہ ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا' قفل اس میں برابر ران شتر کے لگا تھا حجرہ ساخت میں بے نظیر تھا۔ آئینہ نے سحر پڑھ کر حجرہ کھولا اس میں بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا۔ ایک پتلا باہر نکلا بڑھ کر مثل سوار کے مع مرکب ہو گیا۔ اس نے اس کو حکم دیا۔ "اے سوار طلسمی' تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور خدا پرستوں سے مقابلہ کر کے ان کو گرفتار کرو۔" اور ملکہ موصوف کے سپرد کیا۔

اس پتلے نے یہ سن کر گھوڑا اٹھایا اور ایک سمت کو چلا گیا۔

آئینہ نے آفت سے کہا "بہن اب جاؤ اور میدان میں کھڑے ہو کر جب پکارو گی" اے سوار طلسمی آؤ۔ یہ سوار آئے گا اور تمہارا کہنا کرے گا اور کسی سے زیر نہ ہو گا اور نہ کسی حربے سے مارا جائے گا۔ ہاں وہ شخص اس کو قتل کر سکے گا جس کے اسی طلسم کا تیغہ ہو گا۔"

آفت یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور نازک سے کہا "چلو یہ سوار کافی ہے۔ اب تم کچھ نہ مانگو۔"

آئینہ نے کہا "بہن تم کو کیا احتیاج ہے۔ تم کو پہلے ہی میں سحر بند کرا چکی ہوں' جب تک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو' کسی کے پاس نہ ہو گا' تمہاری قضا نہ آئے

گی۔"

نازک چشم یہ کلام سن کر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے۔ اب چل کر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار کروں اور مسلمانوں کو ماروں۔"

غرض دونوں آئینہ سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوئیں اور تخت سحر پر بیٹھ کر چلیں۔ یہاں تک کہ طلسم سے باہر نکل کر اور طلسم ہوشربا کی سرحد سے گزر کر داخل لشکر لقا ہوئیں اور بارگاہ میں پہنچ کر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا۔ یہاں پہلے سے لشکر اس کا آ چکا تھا۔

بختیارک نے متصل لشکر اتروایا تھا۔ آمد آفت کی خبر سن کر بارگاہ استادہ کرائی تھی کہ آفت سجدہ کر کے ہر آرام اپنی بارگاہ میں آئی۔

شام کو بارگاہ لقا میں پہنچ کر آفت نے حکم نواحت طبل جنگ دیا۔ ساحروں نے تفیر سحر کر بجائی۔ دلاوروں نے کوس حربی پر چوب لگائی۔ زمانے میں ہل چل پڑی ہرکاروں نے خدمت ہمایوں بادشاہ اہل اسلام میں حاضر ہو کر خبر عرض کی "اے شہریار! طبل جنگ لشکر اعدا میں بجا ہے۔ آفت نے آ کر آفت برپا کرنا چاہی ہے۔"

شاہ اسلامیاں نے یہ خبر سن کر بایمائے صاحب قران نامور حکم نواکت کوس حربی دیا۔ طبل سکندر کو چاشنی ملی۔ کام جاں بہادراں کو ذائقہ شجاعت یاد آیا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر مسجھے ردسے ساحر شب آئینہ تیغ اس شب تار میں اس طرح کھلا کہ جیسے پرند مشکیں پرمانی و بہزاد کے نقش و نگار بخط گلزار بنے تھے خاصہ تیغ نے خط تقدیر پر عدو نے تیرہ بختی کے کیے تھے سرخ سرخ چہرے دیکھ کر جرات شعاروں کے خنجر گذار سر بسان مہر خوف کھاتا تھا' ہتھر تھراتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ رات بھر تیاری اسی طرح رہی۔

آخر نہیب شمشیر و نعرہ شیر گر بہادران تہور قرین و جلالت آگیں سے حاملہ شب کا حمل ساقط ہوا اور طفل نورانی چہرہ خورشید دائیہ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک میں دیا۔

سب کے آگے لقا بے بقا راندہ درگاہ خدا ہاتھی پر سوار' گرد اس کے ناقوس نمواز گھنٹے بجاتے ناقوس پھونکتے تھے۔ جے سامری اور جمشید کی بولتے تھے۔ رال و گوگل کے شعلے اٹھتے دھواں بلند تھا۔

URDU4U.COM

غرضیکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوئے دونوں طرف سے بیلداروں نے پشت بلند میدان کو ہموار کیا۔ سقے آب پاشی کر گئے۔ روئے شاہدارض صفا میں صورت آئینہ بنا صفا آراؤں نے صفوف حرب کو آراستہ کیا۔

گھوڑی کی دم سے دم اور پٹھے سے پٹھا' سم سے سم ملا دیا۔ بہادروں کا شانہ سے شانہ' پیادوں کا پاؤں سے پاؤں ایک کر کے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر بنا دیا۔ تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوئے نقیب آگے بڑھے سرود نوازوں نے سرود بجایا گویوں کے لڑکوں نے رغبت جنگ دلاوروں کو دی۔ مذمت دنیائے فانی کو سنایا۔

"آج روزنام و ننگ ہے' عرصہ زیست تنگ ہے۔ داد شجاعت دو' مرنے میں دریغ نہ کرو۔"

جب نقیب پکارے' آفت نے نازک چشم سے کہا "بہن' تم کو سامری کے سپرد کیا' میں جاتی ہوں اور نصیب آزماتی ہوں۔"

اس نے جواب دیا۔ "جمشید کے حوالے کیا۔"

وہ سامنے لقا کے آئی تخت سے اتر کر سجدہ کیا اور دست بستد اجازت حرب چاہی۔

لقا نے کہا "اے بندی قدرت ہم نے تجھ کو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا۔"

بختیارک بولا "خداوند تیری موت اپنی مٹھی میں لیے ہیں تو ماری نہ جائے گی بے خوف جا کر مقابلہ کر۔"

آفت یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان میں پہنچ کر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی۔ درخت زمین سے پیدا کئے' کبھی آگ برسا کر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخر کار نعرہ مارا "اے فرقہ منحرفان' تمہاری قضا دامن گیر ہے آؤ میرے رو برو کہ تم کو راہ عدم دکھاؤں۔"

یہ نہیب جب لشکر اسلام نے سنی۔ اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا۔ عرض کیا "سر مثار کرنے کو جی چاہتا تھا۔ بارے مراد بر آئی۔ اس فتنہ کی سزا دہی کو غلام جاتا ہے اجازت چاہتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا "تم مہمان عزیز ہو' دم کرو لڑنے نہ جاؤں۔"

شہزادہ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ غلام نوازی فرمایئے۔ بہادروں میں ابرو نہ رہے گی۔ یہ نکلا ہے تو تصدق ہونے کی اجازت دیجئے"

شاہ نے اس کو خلعت دیا اور فرمایا "سپرد یزداں پاک کیا۔"

ناصر نصرت قرین شاداں و فرحاں مرکب (گھوڑا) اڑا کر چلا۔ گھوڑا اس کا طرارہ بھر کر رواں ہوا۔

آفت نے اس تہوار دستگاہ کو جوش و خروش سے اتے دیکھ کر صدا دی کہ "اے سوار طلسمی آؤ۔"

یہ کہنا تھا کہ صحرا کی طرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیر غران نعرہ زنان آ کر پہنچا۔ اس نے حکم دیا اجا اور مسلمانوں کو باندھ لا۔"

سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا۔ اس نے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا۔ بعد رو و بدل طفہائے چند نیزے مانند خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس وقت دونوں نے قبضہ شمیشر پر ہاتھ ڈالا۔

برو دست و آن تیغ بران کشید
زگرد سواران جہان نا پدید
بکین اندرون تیغ برہم شکست
سوئے گر زبردند یکبار رست
سواران چنان گرز زد ہیچو کوہ
کہ از زخم اوگشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت

بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا۔ سوار نے مشکیں باندھ کر سپرد لشکر لقا کیا اور آپ مرکب پر چڑھ کر پھر مبارز خواہ ہوا۔

ادھر سے شہزادہ نور الدہر نے اجازت لے کر عزم میدان کیا۔ لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے۔ طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طنیک گردوں سے غلغلہ ظاہر ہوا۔ شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر و ہاموں شکوہ مثل برق و باد چلا۔

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ دری اور شمشیر بازی شروع ہوئی۔ آخر کار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اس نے اسیر کر کے لشکر میں بھیجا اور پھر نہیب دی "کوئی اور سامنے آئے۔"

ادھر سے سرداران شہزاد نورالدہر نکلنا شروع ہوئے۔ شام تک سوا سو سردار یکے بعد دیگرے فضل بن گیا ہو رو' نوح بن گیا ہو' خون آشام وغیرہ جا کر اسیر ہوئے جس دم نیزہ دار فلک نیزہ خطی شاع لے کر سمت کا شانہ مغرب گیا اور میدان ملک میں لشکر انجم کا داخلہ ہوا۔

شام کو سوار طلسمی مرکب اٹھا کر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طلب آسائش بجوا دیا۔ دونوں لشکر پھر سے امیر اور شاہ اسلام بادل پر درد داخل بار گاہ ہوئے سپاہ نے کمر کھولی۔ عیار بہری عیاری روانہ ہوئے۔

اس طرف آفت ہنستی ہوئی نازاں و خنداں مع نازک چشم کے اپنے لشکر کو گئی۔ لقائے زر نثار کرایا۔ بارگاہ میں پہنچ کر حکم دیا "جشن نوروزی کیا جائے۔"

اسی وقت شاقیان مہر دیدار پری تمثال جام و صراحی جواہر بے مثال لے کر حاضر ہوئے اور طوائفاں شعلہ رخسار رشک وہ بغتاں لندن و چین رقص کرنے لگیں مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی۔

اسی جشن میں بختیارک نے کہا "اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم و سوفا رو

مہنت داخگر وغیرہ نے قید کیے ہیں۔ وہ سب موجود ہیں اور آج تم نے سوا سو سردار گرفتار کیے ہیں مجھ کو یقین ہے کہ ان سب کی نگہبانی نہ ہو سکے گی اور ملیاران اسلام اسی فکر میں ہیں۔ آج تک بہت حفاظت سے قیدی ہے مگر اب عرصہ گزرا ہے ان کو پتہ مل گیا ہو گا چھڑا لے جائیں گے۔ پس لازم ہے کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کہ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو۔"

آفت نے کہا "ملک جی میں اس فکر میں ہوں کہ حمزہ کو بھی پکڑلوں تو سب کو قتل کروں۔"

یہ کہہ کر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ میں نے سوار طلسم سے اتنے سردار قید کرالے لکھ کر ملکج آئینہ کو بھیجا کہ ایک ساحر نامہ لے کر روانہ ہوا۔ اتفاق سے سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ قاسم بامرجاسوسی اس مقام پر موجود تھا' جیسے آقا اس کا قاسم کشتہ سحر ہوا ہے اسی فکر میں بہ صورت مبدل رہتا ہے کہ شاید لشکر ساحراں میں سے کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو۔ اس وقت ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھوں یہ نامہ کہاں لیے جاتا ہے وہ ساحر جو چلا خوف سے عیاروں کے کچھ دور تو اڑ کر گیا۔ پھر نظر سے غائب ہو گیا۔ سیارہ حیران و پریشان لشکر کی طرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان میں جا پڑا۔ ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا۔

اب حال سنیئے کہ شہزادہ ایرج بن قاسم جن کا ذکر جلد اول یعنی سابق اقساط میں کیا گیا کہ غم میں اپنے باپ کے بہر شکار نکلے تھے اور ان کو پنجہ اٹھا لے گیا تھا اور آندھی کی ہوا میں عیار ان کا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا۔ اس وقت کوہستان میں ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پاؤں کے آہٹ کی سنی اٹھ کر دیکھنے لگا۔ جب سیارہ قریب پہنچا پکارا کون ہے۔"

سیارہ نے آواز پہچان کر کہا "کیا بھائی شاپور میں۔" اس نے اقرار کیا۔ سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا اور دونوں باہم باتیں کرتے چلے' یہ تو روانہ ہوئے مگر اب ذکر شہزادہ ایرج سیئے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اس کا گزر ہوا وہ پہاڑ سیر گاہ ملکہ صنوبر مرضع پش جادو ہے' وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر میں مصروف تھی کہ نگاہ اس کی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہے۔ شعشہ حسن وجمال سے اس کے روئے ہوا منور روشن روئے تابان اس کا انجمن روزگار میں نور بیزبسان شمع انجمن ہے۔ یہ معلوم ہوتا کہ آفتاب فلک سے اتر کر بروئے ہوا بھاگا ہوا جاتا ہے' ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہے اس کو یہ ماجرا دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ سحر پڑھ کر سمت فلک پھونکا۔ پنجہ تو غائب ہو گیا۔

شہزادہ تموج ہوا سے بیہوش تھا' پڑا رہا۔ صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کے پاس آئی' صورت زیبا دیکھ کر غش ہو گئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت و گل رخسار بیہوش پڑا ہے۔ باغ دہر میں قد اس کا نخل متنا ہے گوس گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن کے سننے کی آرزو ہے۔ سنبل تر اسی کے زلف معنبر کی خوشبو سے پیچیدہ خو ہے۔ صبا سونگھ کر ژولیدہ وہے نرگس ہمہ تن چشم ہو کر اس کے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہے۔ بادصبا اس کے لیے آوارہ پھرتی ہے لالہ اسی کے عشق میں دل داغدار ہے سرد کو اسی کی غلامی درکار ہے آزادی سے بیزار ہے۔

یہ تماشائے حسن بے مثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقاب دار سرہانے کھڑا ہے لباس مردانہ پہنے ہے مگر عورت معلوم ہوتا ہے۔ یہ دیکھ کر اٹھ بیٹھا اور اس نقابدار سے پوچھا "آپ کون ہیں کیوں مجھ کو طلب کیا ہے۔

نقاب دار نے کہا "پنجہ لیے جاتا تھا میں نے اس سے چھڑایا ہے۔ آپ میری دعوت دعوت کھایئے۔ آسودہ ہو لیجئے تو مجھ کو سپاہ گری کا مزہ ہے۔ ہمارے اپ کے مقابلہ ہے۔"

شہزادے نے فرمایا' تم نے مجھ کو پنجہ سحر سے چھڑایا احسان کیا۔ تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تم سے ناروا ہے اور اگر براہ راستی جی بہلایا چاہتے ہو تو میں سب طرح چاق و چست ہوں۔ ایک صدمہ موج ہوا کا تھا' وہ بھی برطرف ہو گیا۔ اب کوئی کسل نہیں۔

آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سن کر ان کو ایک میدان میں اس کوہ کے لایا اور اپنے ملازموں

کو طلب کر کے گھورے جن کو دیکھ کر حسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادے کو سوار کیا اور اپ بھی سوار ہو کر برسر مقابلہ آیا اور تیرکمان میں پیوستہ کرکے لگایا۔

اسی اثناء میں نقاب دار کی نقاب چہرہ سے الٹ گئی شہزادے نے اس کی صورت حور مثال دیکھ کر عش عش کیا معلوم ہوا کہ نقاب اس کے چہرے سے نہیں اٹھی۔ بدلی سے دھوپ نکل آئی' زہے گوہر گراں تایہ دارج خوبی و خے اختر تابندہ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اس کی غلامی آرزو رکھ کر داغ اپنی پیشانی میں رکھتے ہیں۔ شب و روز خواہش دیدار میں اسی کے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہیں۔ شاید بکارت اس کا گوشہ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا۔ کوچہ سنبلستان گیسو میں دور باش غرور عصمت سے نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا۔ لائق اورنگ شاہی دلبری تھی شاہان حسینان دہر کی افسری تھی۔ زیبائش تاج ارجمند تھی۔ افسر سپاہ حسن و بہتری تھی۔

شہزادہ دلدادہ و فریضہ جب ہوا وہ قمر رخسار خود شیدا ہو چلی تھی۔ ہنس کر گویا ہوئی "بس ہمارے آپ کے مقابلہ ہو چکا چلیئے اور جام لے کولب میگون سے لگا کر ہنسایئے کنیز کو منہ لگا کر سرفراز فرمایئے۔"

شہزادہ اس کے ہمراہ روانہ ہوا۔ پہاڑ پر ایک چہل ستون نادر بنا تھا۔ فرش مکلف وہاں بچھا تھا۔ تخت عاج گسترده تھا۔ دونوں تخت پر آ کر جلوہ گر ہوئے کنیزان سمن بدن و گل رخسار حاضر تھیں۔ جام و صراحی لے کر شراب پلانے لگیں۔

شہزادے نے مے کشی سے انکار کر کے کہا "جب تک تمہارا مذہب و ملت ظاہر نہ ہو گا ہم کو تم سے ہمشرب ہوتا زیبا نہیں۔ طریقہ بددینی اچھا نہیں۔"

ملکہ نے کہا اے شہر یار میں دختر بلند اختر زرومان جادو ہوں کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکل گئی تھ اب وہ مسلمان کہ نام اس کا قاسم ہے۔ طلسم آئینہ میں قید ہے۔ شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سن کر خوشنود ہوا اور کہا "اے ملکہ میں اسی مسلمان کا جس کو تم قیدی کہتی ہو' بیٹا ہوں اور وہ نبیرہ حمزہ صاحب قران ہے اگر تم کو ہم سے محبت ہے تو دین سامری و لقاپرستی ترک کر

کے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمہارے عد ہیں۔ ہم سے ہاتھ اٹھاؤ۔"
ملکہ ازبسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی "مجھ کو آپ کا فرمانا بدل منظور ہے' عشق میں جان اور ایمان نذر کرنے کا دستور ہے۔"
URDU4U.COM
غرضیکہ تمام خواصوں دائیوں کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا "جب طلسم آئینہ فتح ہو گا کلمہ پڑھوں گی۔"
غرضیکہ مے کشی آغاز ہوئی۔ ہنگامہ رقص و سرود برپا ہوا۔ پہلو میں دلدار لب پرجام بادہ گلنار یہ عشرت تمام بیٹھے۔
لیکن ملکہ حنظل جو اس کی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم میں مبتلا رہتی ہے۔ اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلایا کرتی ہے۔ اس وقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس عوض دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو ملا کر پیار کروں اور اس کے دیدار سے خرسند ہوں۔ یہ سوچ کر ایک ساحر مریخ جادو نامی سے کہا "تم قلعہ رومانیہ میں جاؤ اور ملکہ صنوبر کو لے آؤ۔"
وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ مذکور میں پہنچ کر زورمان ملکہ کے باپ سے پیام اس کی بہن کا کہا۔ اس نے کہا "ملکہ اپنی سیرگاہ میں پہاڑ پر گئی ہیں۔ وہاں سے بلا کے لے جا۔"
مریخ وہاں سے پہاڑ پر آیا۔ یہاں شہزادہ اور ملکہ باہم سرگرم نشاط تھے۔ فریاد و شیریں یک جا بصد انبساط تھے۔ یہ معاملہ دیکھ کر آنکھوں میں خون اتر آیا اور نعرہ زن ہوا "باشید اے ننگ خاندان یہ کیا رسوئی ہے۔ جو تم چھوکریوں نے تمام عالم میں شہرت بے حیائی پھیلائی ہے۔"
یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت بھولی رہی۔ یہ تڑپ کر جو گرا۔ دونوں کو پنجہ میں داب کر لے اڑا اور سوچا کہ حنظل کے پاس ان کو لے چلو وہ جو چاہے کرے۔ یہاں ایسا نہ ہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت سے بیٹی کی حمایت کرے۔ پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا اور ایک مقام پر تھک کر

اترا کہ دم لے لوں تو چلوں۔

ادھر سے قضا راشاہ پور اور سیارہ آتے تھے دونوں ساحر کی سی صورت بنے ہوئے تھے اس نے ان کو دیکھ کر پوچھا "تم کون ہو۔"

URDU4U.COM

عیاروں نے کہا "جو تم وہ ہم۔ تم کون ہو۔"

اس نے سب حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحروں کا ان چھوکریوں نے برباد کر رکھا ہے مسلمانوں سے عاشقی کر کے ستم ڈھایا ہے۔ یہ کہہ کر شہزادہ اور ملکہ کو دکھایا کہ میں ان کو گرفتار کر کے حنظل کے پاس لیے جاتا ہوں۔"

عیاروں نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم سنا۔ بہت خوش ہوئے کہ دونوں شہزادوں کا حال معلوم ہوا آپس اس ساحر سے بظاہر التفات کر کے کہا "اے برادران مسلمانوں کو جہاں پاؤ مار ڈالو۔ میں تو اس کو مار ڈالتا' مگر تمہارے پیچھے جو کھڑے ہیں وہ منع کرتے ہیں۔"

ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور پھر کر دیکھنے لگا۔

شاپور نے کند ماری یہ گھبرا کر ادھر پلٹا۔ سیارہ نے بیضہ بیہوشی مارا وہ بیہوش ہو کر گرا۔ عیاروں نے سر کاٹ ڈالا۔ غل و شور مچا تاریکی ہو گئی۔ صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی دور ہوئی ملکہ شہزاد نے رہائی پائی اور عیاروں سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ پھر عیاروں نے کہا "اے ملکہ! یہ ساحر تمہارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم میں سے اس ساحر کی سی صورت بنتا ہے اور تم سخت سحر تیار کرو۔ ایک ہم تمہاری خواص کی سی صورت بنے گا اور تمہارے ساتھ چل کر حنظل کا کام تمام کرے گا تاکہ شہزادہ چھوتے اور سب کام بن پڑے۔

غرضیکہ سیارہ ملکہ سے حلیہ ایک خواص کا پوچھ کر ویسی ہی صورت بنا اور کہا "شاید میری صورت پر شبہ کرے حنظل پوچھے کہ یہ کون ہے تو کہنا میں نے نیا نوکر رکھا ہے۔"

یہ سمجھا کر شاہ پور بصورت مریخ تیار ہوا اور اس کا لباس پہن کر ملکہ کے ساتھ تخت سحر پر بیٹھ کر چلا۔ شہزادے سے کہا "آپ یہیں ٹھہریں جس وقت کہ ہم کو بہت عرصہ

ہو آپ کو آ کر حنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہے۔"

فی الجمدان کو چھوڑ کر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر میں پہنچے حنظل چشم راہ انتظار تھی کہ

URDU4U.COM

ملکہ نے جا کر تسلیم کی اس نے گلے سے لگایا اور پیار کر کے آغوش میں بٹھایا۔ ملکہ نے بعد تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا "وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہیں حاضر کرو۔"

خواص یعنی سیارہ نے ایک قاب میں عمدہ میوہ چن کر پیش کیا۔

صنوبر نے کہا "پھوپھی اماں' یہ میوہ بہت نایاب ہے آپ بھی کچھ نوش فرمائیے۔"

مشکل نے اس کی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہاں جو ملازم اور خواصیں حنظل کی تھیں۔ ان کو بھی وہ میوہ کھلایا۔ بعد لحہ بھر کے سب بیہوش ہو گئیں۔

عیاروں نے بہرا تمام حجت حنظل کو اٹھا کر ستون سے ایوان کے باندھا' زبان میں سوزن دے کر ہوشیار کیا اس کی جب انکھ کھلی' دیکھا میں بندھی ہوں اور صنوبر سامنے کھڑی ہے' اشارے سے پوچھا "یہ کیا ماجرا ہے"

عیاروں نے کہا "ہم دونوں عیار ہیں اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہے۔ اب تجھ کو بغیر قتل کئے ہم نہ جائیں گے جان بچانا اگر منظور ہے تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم میں راہ عدم دیکھے گی۔"

حنظل یہ حال سن کر سمجھی کہ بیشک ان خداپرستوں کا دین زبردست ہے۔ ان سے بچنا دشوار ہے۔ دوسرے دختر پر تو سانحہ گزر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہو گا لازم ہے کہ اطاعت کرو۔ اولاد بھی ملے گی اور ملک و جان و مال و آبرو بھی رہے گی۔

یہ سوچ کر اشارے سے کہا "میں نے اطاعت قبول کی۔"

عیاروں نے فوراً کھولا۔ زبان سے سوزن نکال لیا اس نے عیاروں سے کہا "میں مطیع الاسلام ہوئی۔ بعد فتح طلسم کلمہ پڑھوں گی۔"

عیاروں نے کہا "شہزادہ ایرج صحرا میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان کو بلانا چاہیے۔"

حنظل نے اپنے ملازموں کو جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار کرایا اور ان میں سے ایک کو

حکم دیا "شہزادہ کو اٹھا لاؤ۔"

وہ بزور سحر عیاروں سے پتہ پوچھ کر روانہ ہوا' ایرج منتظر عیاراں ٹھہرے ہوئے تھے کہ ساحر آ کر پہنچا اور عرض کیا "چلئے حضور کو ملکہ حنظل نے بلایا ہے۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ میں لایا۔ حنظل نے اٹھ کر تعظیم دی اور مسند پر بٹھایا۔ جتنے ساحر نامی تھے ان کو بلا کر اپنا راز ظاہر کیا کہ میں نے اطاعت اس شہزادہ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے ساتھ تمہیں رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو۔"

سب ساحر حسب ارشاد اس کے مطیع ہوئے۔ اس نے انجمن عشرت ترتیب دی' کشتیاں شراب کی قابیں گزک کے لیے کباب کی حاضر کیں۔

شہزادہ عالی نژاد نے فرمایا "اے ملکہ! تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہاں بلا کر رہا کر کے رکھو۔"

اس نے اس وقت ایک نامہ محبت آگیں۔ ملکہ آئینہ دار کو لکھا "اے بادشاہ طلسم براہ عنایت آپ میرے قیدیوں کو میرے پاس بھیج دیجئے۔ اس لیے کہ میں ان کو طلسم ہو شربا میں بھیج کر شاہ جاوداں کے پاس قید کراؤں گی اور وہیں میرا شوہر بھی ہے۔ مجھ کو اطمینان رہے گا۔ یہاں رکھنے میں مسلمانوں کا لشکر نزدیک ہے کھٹکا ہے۔"

یہ لکھ کر دو ساحروں کو دیا اور درباہ اخفائے راز تاکید اکید کر کے روانہ کیا۔ ساحر گئے اور خدمت ملکہ آئینہ میں پہنچے۔ نامہ بادب تمام پیش کیا۔ اس نے نامہ پڑھ کر قیدیوں کو بلوا کر ان کے حوالے کیا اور کہا "کہہ دینا مجھ کو تمہاری دوستی سے کام ہے جہاں تمہارا جی چاہیے قید کرو۔ میرے طلسم کا تو قیدی ہی نہیں جو مجھے اس کے بارے میں کچھ کہہ ہوتی بلکہ اس کے یہاں رہنے سے مسلمانوں کی چڑھائی کا دن رات و عذغہ رہتا ہے۔"

ساحر یہ پیغام سن کر اور قیدیوں کو تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد حنظل کے پاس پہنچے۔ اس نے شہزادے پر قید دفع کی ہوشیار کیا ایرج اور عیاران سے

لپٹ گئے اور ہاں و ناخن جو قید میں بڑھ گئے تھے دیکھ کر رونے لگے۔ آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کر کے محفل میں پہنچ کر رونق بخش ہوئے اور فرزند کو گلے سے لگایا۔

URDU4U.COM

صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا" ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اس کو بلانا چاہیے۔"

حنظل نے یہ سن کر کہا "وہ بھی حاضر ہیں۔"

اس عرصے میں مقبل بھی نہا دھو کر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا "تم جاؤ اور ہمارے سردار جو غم و الم میں مبتلا ہیں ان کو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو۔"

مقبل یہ حکم سن کر بیرون قلعہ آیا۔ یہاں بعض سردار تو لباس شنجرفی پہن کر غم میں شہزادے کے فقیر ہو کے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض ان پتلوں کے ساتھ روتے پیٹتے لشکر کو گئے تھے۔ لشکری تمام پرگندہ حال تھے کہ مقبل نے جا کر ہر ایک کو ڈھونڈھ کر مژدہ رہائی شہزادہ کا دیا۔ سب نے سجدہ شکر کیا۔ لشکر تیار ہونے لگا۔ خیمہ خرگاہ منگا کر استادہ کئے۔

شہزادے کو اطلاع دی۔ شہزادے نے برآمد ہو کر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ تشری فرما ہوئے۔

اس اثنا میں ملکہ نرگسی چشم کی حنظل نے جا کر بلالیں گلے سے لگایا۔ پھر حمام کرا کے خلعت فاخرہ پہنایا۔ زرو زیور سے آراستہ اور ہوج زریں میں بٹھایا اورشہزادے کے پاس بھیجا۔ ملکہ کو شہزادے کے ملنے کے از حد خوشی تھی۔ ادھر شہزادہ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا تھا۔ مگر دن مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا۔

اسی انتظار میں یکایک آئے سے ملکہ کے' قاسم محفوظ ہو کر داخل شبستان ہوا۔ مجلس انبساط مرتب ہوئی۔ دورہ جام مئے گلگوں ہواوف دنے کی صدا بلند ہوئی۔ یہ اس طرف جلسہ عشرت جمائے کرم و خندان ہیں۔

ادھر قلعہ میں صنوبر اور ایرج نوجوان ہیں شبانہ روز شیدائے یک دیگر داد نشاط و عشرت

دیتے رہے روز چہارم جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ مشرق سے لے کر انجمن عالم میں گردش پذیر فرمایا۔

URDU4U.COM

اس صبح کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوال میں شکار کھیلے' اور سیر میں مصروف ہو۔ پس ملکہ حنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا۔ اس نے سامان صید افگنی درست کرایا۔ شہزادہ صنوبر کو قلعہ میں چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر شہر سے صحرا میں آیا۔ باز تیز پرواز کو جانوراں پرند پر چھوڑا اور صحرا کو جانوراں درند و پرند سے خالی کیا۔

جب آفتاب عانتساب نصف النہار پر پہنچا۔ حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا۔

شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختاں سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار میں مصروف تھا۔ مگر وہ پنجچہ جو پہلے شہزادے کو اٹھا کر چلا تھا اور راہ میں صنوبر جادو نے اس سے چھین لیا تھا۔

وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے خود دختر آئینہ دار جادو مالک طلسم آئینہ ہے۔ اس نے بھیجا تھا۔ اس لیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کناں اس جگہ کہ جہاں ایرج نخچیر کش کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی۔ پس اس نے پنجہ سحر بھیج کر شہزادے کو بلوانا چاہا تھا۔ وہ پنجہ خالی پھر گیا۔ ملکہ چشم براہ انتظار تھی۔ یاد معشوق میں بے قرار تھی۔ آنکھیں جانب در نگراں' اسی رنج ہجر میں طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بہ شکل انسان متمثل ہو کر حال کہا۔ "میں شہزادے کو لاتا تھا' راہ میں ملکہ صنوبر دختر زرد مان حاکم قعلہ زرومانیہ نے چھین لیا۔ یہ خبر سننا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا۔ رنج فرقت نے کلیجہ کھایا۔

اس بے قراری میں اپنی وزیر زادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے ہلائے ہوئے شخص کو اس نے چھین لیا۔ ہر چند کہ مجھے اس مردود سے کچھ مطلب نہیں۔ وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے' مگر غصہ تو یہ ہے کہ

لڑا کے آنکھ تم آنکھوں سے ہو گئے پنہاں
پر آنکھوں سے مری مثل نظر نہیں جاتے

URDU4U.COM

اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھئے حور چہرہ انہیں لاتی ہے یا نہیں' بھلا وہ مغرور حسن و جمال کاہے کو ائے گا۔ خدا معلوم قاصد کیا پیغام لائے گا۔

پس فنا بھی ہماری کھلی رہیں آنکھیں
بس اس امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے

غرضیکہ یہ ملہ پر از اشتیاق شکایت دوری دلدار کر رہی ہے اور ادھر حور چہرہ جو روانہ ہوئی۔ اول قلعہ زرومانیہ میں آئی۔ زرومان نے تنظیم تمام بیٹھ کر سبب آنے کا پوچھا۔ اس نے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے برائے تلاش ایرج بھیجا ہے اور اس کو تیری دختر نے چھینا ہے۔ پس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ "میں ملکہ صنوبر کے دیکھنے کو آئی تھی۔"

زرومان نے کہا۔ "وہ اپنی پھوپھی حنظل جادو کے پاس گئی ہیں۔" یہ سن کر حور چہرہ رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی۔ یہاں لشکر شہزادہ قاسم کا اترا تھا۔ سمجھی کہ مسلمانوں کا لشکر چڑھ آیا ہے۔ اس جگہ جانے میں عرصہ ہو گا حنظل اپنا دکھ کہیں گی اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھوپھی کے پاس آئیں گے۔ حیلے سے صنوبر پر شہزادے کو حولی میں کہیں لے چھپ کر بیٹھی ہے۔ پس یہ تجویز کر کے ڈھونڈتی ہوئی چلی اور تجسّس کناں آخر اس جگہ پہنچی کہ جہاں شہزادہ ایرج شکار کر کے پہاڑ پر بیٹھا مصروف مے خواری تھا۔ اس نے پاس جانا مناسب نہ جانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے۔ پس ایسا سہر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی۔ سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے ان کی آنکھ خیرہ ہوئی۔ اور یہ پنجہ بن کر جو گری' شہزادے کو لے کر رواں ہوئی۔ بعد جانے شہزادے کے

ملازم ہوشیار ہوئے اور شور و غل کرنے لگے۔ آخر وہاں سے ملکہ حنظل کے پاس آئے اور حال گم ہو جانے شہزادہ کا کہا۔ صنوبر بے قرار ہوئی اور ڈھونڈنے چلی۔

URDU4U.COM

ادھر حنظل نے ساحروں کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو۔ ایک طرف سے شاپور عیار تجسّس میں چلا' مگر حال شہزادہ کا سنئے!

حور چہرہنے ان کو لا کر ایک پہاڑ پر اتار دیا اور آپ وہاں سے خدمت ملکہ میں آئی۔ ملکہ نے اس کو بشاش و خنداں دیکھ کر معلوم کیا کہ گل مراد اس نے جنا ہے اور گوہر مقصد پایا ہے۔ تجاہل کرکے استفسار کیا۔ "کہو' کہاں گئی تھیں' کیا کر آئیں؟"

اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ "جو کچھ کیا ہے وہ اب ظہور میں آتا ہے' بیان اس کا کرنا بے جا ہے۔"

ملکہ کو رہا سہا شک بالکل دفع ہو گیا اور یہ جگہ اس کی سیرگاہ ہے۔ ہر طرح کا اسباب عشرت یہاں مہیا ہے۔ سامان تیاری انجمن آرائی میں مصروف ہوئی۔

اور ادھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک پہاڑ پر بنگلہ پر تکلف بنا ہے۔ چمنستان پر فزا لگا ہے۔ ہر بوٹا اس گلستان کا روے خرمی آگیں شاہد ان کو شرماتا ہے تازہ بہاری حسن سبزہ رنگاں خاک میں ملاتا ہے۔ گل بصد تجمل زیب و سادہ چمن کہیں بیلا' کہیں جعفری' کہیں نسرین و نسترن کوسوں تک سبزہ زار گل خود رو کی انوکھی بہارتد رو کہساری کوہ کے دامن اور دانگ پر خراماں طاؤساں زریں زری بال چماں چماں رواں نہروں رواں نہروں نے بہہ کر گرو کدورت خاطر دھوئی تھی۔ شبنم ہر گلشن میں اسی جگہ کے عشق میں روئی تھی۔ عیسیٰ دم مسیح نفس ہوا کا چلتا حضرت راہ عشق کے مردہ دلوں کو زندۂ جاوید بناتا تھا۔ ابر کہساری سبزہ و زرد سرخ پہاڑ پر چھاتا تھا۔ قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جمایا تھا۔ نہیں نہیں فلک پہ کسی کمان ابرو پر قربان ہوا چاہتا تھا۔ مور چنگھاڑ کسی خوش گلو کو رکنا یاد دلاتی تھی۔ طاؤس رقصاں کی رفتار دل ماپال کئے ڈالتی تھی۔

شاہزادہ سیر بہار میں مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اس کے گلشن حسن کی

بہار دیکھی۔ قد و فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا۔

ترقی دو گے تم کب تک قد بالائے قامت کو
نکلوا دو گے کیا تم دونوں عالم سے قیامت کو

زلف مشکیں شکن در شکن گل سے رخسار برعکس افگن جیسے ارد گرد سمن بلکہ ہ حال ہے کہ

کیا تماشا ہے کہ لے کر آئینہ کو ہاتھ میں
دیکھ کر وہ زلف اپنی آپ بل کھانے لگے

روئے تاباں کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزاں آئینہ سکندر حیران کے بموجب

ہو گیا پرتو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ
میں نے منہ چوم لیا تیرے تماشائی کا

ملکہ اس صورت دلفریب کو دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ انیسوں جلیسوں نے عرض کیا۔ اب تو یہ آہو صحرائے حسن دام میں آیا ہے۔ گھبرائیے نہیں خدا نے روز وصل دکھایا ہے۔ ہم جاتے ہیں اور اس کو یہاں لاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔ ایرج نے دیکھا کہ بنگلہ کی طرف سے گل رخاں سمن بدن و گل پیر ہناں سیمیں ذقن آتی ہیں۔ حسن میں مہر و ماہ کو شرماتی ہیں۔

شہزادہ بھی آگے بڑھا ان ماہ پیکر نے قریب آ کر پوچھا۔ "اے نوجوان تیرا کہاں سے آنا ہوا۔ کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ ملکہ بلور جادو کی سیر گاہ ہے۔"

ایرج نے کہا۔ "میں گم کردہ راہ ہوں۔ خود حیران ہوں کہ کس نے میری خواہش کی ہے اور غلبہ حرص و شہوت سے مجھ کو پریشان کر کے یہاں بلایا ہے۔ شاید تمہیں مستانیوں نے یہ شعبدہ بنایا ہے تو یہ بخیریت ہے۔ میں کبھی تھوکوں کا بھی نہیں۔"

وہ سب اس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسیں اور بولیں۔ کیا مروا باتیں بناتا ہے۔ عورتوں کا مکر مشہور ہے لیکن اس نے ان کے بھی کان کاٹے۔

ایک بولی۔ "نام خدا سے ایسے ننھے ہیں کہ راہ نہیں جاتے ہیں۔"

دوسری نے کہا۔ "مکاری تو دیکھو' کہتے ہیں کہ میں آپ سے نہیں آیا' کوئی ان کو گود میں اٹھا لایا ہے۔"

تیسری نے کہا۔ "کسی کی بلا کو کیا غرض تھی جو ان کو اٹھا لاتا۔ ذرا اپنی صورت تو آئینہ میں دیکھو۔ کچھ ایسے خوبصورت بھی نہیں ہو' جو کوئی ریجھا ہو گا۔"

چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔ "اس پھیکے شلجم کی صورت میں اتنا اترانا اچھا نہیں۔ آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ کے پاس چلو۔ وہ مہمان نوازی میں تمہاری خاطر کریں گی۔ لیکن میاں یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمہیں بلاتی ہوں' تمہاری غریبی پر ترس کھاتی ہوں۔"

ایرج ان باتوں سے ہنسا اور گویا ہوا۔ "تمہیں تو لاکھ برس بھی نہ پوچھتا مگر جو تمہاری ملکہ کا جی چاہا ہے تو خیر چلتا ہوں۔"

انہوں نے اس تقریر پر تیوری چڑھائی اور منہ بنا کر کہا۔ "مردوے! حواس میں آ' منہ بنوا۔ ایسی باتیں کسی مالزادی سے کریو' صاحبو کیا ہماری شامت آئی ہے جو ان کی شکل پر ریجھیں گے۔ میں سچ کہوں مجھے پھوٹے دیدوں بھی میاں تم نہیں بھاتے۔"

ایک ان سے تڑق کر بولی۔ "اے بوا جتنا تم اس مردوے کو منہ لگاتی ہو یہ جانتا ہے جو میرے وہ راجہ کے نہیں' اور زیادہ اتراتا ہے۔"

دوسری نے کہا۔ "سچ تو ہے اس کا مزاج تو ساتویں فلک پر ہے۔"

تیسری بولی۔ "چلی بھی آ' اس کا آنا ہو گا۔ آپ ہی آئے گا۔"

چوتھی نے پھر شاہزادے کی طرف دیکھ کر قہقہہ مارا اور کہا۔ "چلے آؤ' چلے آؤ' ہمارا کہنا مانو' نہیں تو پچھتاؤ گے۔"

شہزادہ بھی ہنستا ہوا ان کے ساتھ چلا اور بنگلہ میں آیا۔ حسن ملکہ سے بنگلے کو رشک برج آسمان پایا۔ دیکھا کہ ایک حوروش نازک اندام بیٹھی ہے جو ہوا کے جھونکے سے مرجھائی جاتی ہے۔ رضوان اس کے رخسار پر گلہائے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہے۔ مگر وہ تصدق کے بھی لائق نہیں جانتی۔ حوریں رخسار اپنا تلوؤں سے ملاتی ہیں۔ لیکن اس کے کف پا کو کب پاتی ہیں۔ لب جاں بخش کا اس کے چشمہ حیوان سامنا نہ کر سکا۔ سکندر نے ہر چند چاہا۔ مگر اس نے منہ نہ دکھایا۔ فرط خجالت سے پردہ ظلمت میں چھپایا۔ عالم سے اپنے تئیں محض کیا۔ چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہو کر پانی بھرے۔ گلوے نازک پر عالم گلا کٹائے شانوں کو دیکھ کر دل نشانہ تیر بلا ہو جائے۔ سینہ حسن کا گنجینہ' اس پر چھاتیاں سنگدلوں کے دل سے پتھر کلائی میں نارنگی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا میں غیرت بخش شعلہ طور کمر جوہر آئینہ رخسار مہوشاں سے زیادہ باریک تر آگے جگہ حیا کی ہے۔ دفتر حسن پر مہر لگی ہے۔ ساق پا شمع طور ہے۔ کف پا کے روبرو نور سحر بے نور ہے۔

زیور الماس میں غرق طلائے حسن میں مرصع از پا تا فرق فرط نزاکت سے پیشواز اتار ڈالی۔ کبھی پائجامہ زربفتی پہنے تھی۔ کرتی جالی مقیش کے گلے میں گھاس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی۔

شہزادہ یہ حسن و ادا دیکھ کر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تادیر جلوہ جمال نے آئینہ دیر حیران بنایا۔ جب کچھ آپ میں آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے۔ بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے۔ کشتیاں شراب ناب کی چنی تھیں۔ صراحیاں طاقوں پر رکھی تھیں۔ جام زر نگار آراستہ مدہوشان پیمانہ عشق کے منہ چڑھے ہوئے قدح مہر و ماہ ساغر جم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریضہ دیکھ کر مسند زریں پر بٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر

کر دیا۔

شہزادے نے پینے سے انکار کر کے سوال اسلام لانے کا کیا۔

ملکہ نے ہنس کر کہا۔ "کہنا آپ کا بہر صورت قبول ہے' خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہے۔"

URDU4U .COM

شہزادے نے جب اس کو مطیع اسلام کر لیا اس وقت دور جام و مادم چل نکلا۔ رقاصہ طلب ہوئی۔ ناچ ہونے لگا۔ جلسہ عشرت جما۔ پہاڑ پر سبزہ زار ابر سیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل میں معشوقہ گل رخسار و طرحدار' یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلائے جو اگر دلوں کا نام عنقا رکھے۔

شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا۔ قمر پیکروں کا ناچنا دیکھ کر پیر فلک گردش بھولا تھا۔ گانا وہاں کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بنایا تھا۔

شہزادہ اسی نشاط عشرت میں زیب و سادۂ مسرت تھا کہ فلک کج رفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ بروئے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لے کر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اس کے ساتھ سیارہ عیار روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ سیارہ تو شاپور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینے دار کے پاس پہنچا۔ نامہ اس کے حوالے کیا اس نے نامہ پڑھا۔ حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھ کر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دو روز دعوت کر کے رخصت کیا۔ جواب لکھ دیا۔ "بہن آفت تمہارے فتح یاب ہونے سے میں بہت خرسند ہوئی۔ ایک روز توقف کرو۔ میں اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک و مال سپرد کر کے آؤں گی اور سرداران مقید اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھوں گی۔ حتی الامکان میرا انتظار کرنا۔ اگر نہ آؤں تو قتل کر ڈالنا۔"

نامہ دار یہ تحریر لے کر ادھر گیا۔ اس نے اپنی دختر کو نامہ لکھ کر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر دیکھنے گئی ہے ان کو پہنچا۔ ساحر وہ خط لیے اس وقت آ کر پہنچا کہ ایرج ملکہ ملکہ کو گود میں لیے جام مے گلفام پیتا تھا اور بجائے گزک بوسہ اس کے لب شیریں کا لیتا تھا اور حسن ملاحت بیز سے کام جان کو چاشنی گیر حلاوت

عشق کرتا تھا۔ کنیزیں محرم راز بنگلے کے در پر بعجلہ پاسبانی ٹھہریں تھیں وہ اس ساحر نامہ دار کو روک کر گویا ہوئیں۔ "ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہیں' برہنہ ہیں' تم نہ جاؤ۔ خط ہمیں دو اور جواب لے کر پھر جاؤ۔"

URDU4U.COM

اس نے خط حوالے کیا۔ کنیزیں ملکہ کے پاس آئیں مگر گھبرائیں ہوئیں۔ ملکہ نے پوچھا۔ "کیا ہے؟"

کہا۔ "یہ نامہ آپ کی ماں نے بھیجا ہے۔"

نامہ لے کر پڑھا' لکھا تھا۔ "اے فرزند پارہ جگر ہم خداوند لقا کے پاس جانا چاہتے ہیں۔ وہاں زیارت خداوند بھی کریں گے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہے۔ علاوہ ان کے اور سردار بھی پہلے سے قید ہیں' ان سب کا قتل بھی دیکھیں گے۔ پس تم کو چاہیے کہ سیر گاہ سے پھر آؤ اور سلطنت طلسم چندے سنبھالو۔"

یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے جواب لکھا۔ "امی جان! کل میں حاضر ہوں گی۔ آج میری طبیعت بہت ست ہے۔ معاف فرمائیے گا۔"

پس یہ جواب کنیزوں نے جا کر نامہ دار کو دیا کہ وہ لے کر پلٹ گیا۔

○○○

- شہزادہ ایرج

اور یہاں ملکہ نے بخاطر ایرج کہہ دیا تھا کہ میں مطیع اسلام ہوں۔ کچھ زیادہ تفریح تو اس کی نہ ہوئی تھی بلکہ ملکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلامم کسے کہتے ہیں۔ معشوق نے جو کہا' کہہ دیا تھا' قبول ہے۔ اس وقت نامہ میں حال گرفتاری مسلمانان دیکھ کر خوشنود ہوئی اور کہا' شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ موئے دشمن خداوند پکڑے گئے اور مارے جائیں گے۔

یہ کلمہ ایرج نے جب سنا' آگ بگولہ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے۔

ملکہ نے ان کی یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا۔ "کیوں تم نے رو دیا۔ شاید تم یہ جانتے ہو کہ میں اب چلی جاؤں گی۔ اے شہزادے کل میں اپنے ہمراہ تمہیں لے جاؤں گی' امی جان جائیں گی۔ مکان اکیلا ہو گا' تم وہاں رہنا۔"

ایرج نے یہ کلام سن کر کہا' خدا تیری صورت اب مجھ کو نہ دکھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے۔

ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ ہوئی۔ دوپٹہ سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی تھی اور کہتی تھی۔ "آخر مجھ نگوڑی نے کیا کیا ہے' بتاؤ تو میری خطا کیا ہے؟"

ایرج نے کہا۔ "تم مسلمانوں کی اسیری سن کر خوش ہوئیں۔ اور وہ میرے جد و آباء ہیں۔ میں نبیرۂ علمشاہ بن حمزہ ہوں۔ افسوس ہے کہ یہاں بیٹھا رہوں اور لشکر اسلام تباہ ہو جائے۔ اسے بے ایمان خود جا کر ان ساحروں کو اتنی تلواریں ماروں گا کہ ٹکڑے اڑا دوں گا اور اگر بس نہ چلے گا تو خنجر مار کر مر جاؤں گا' تم اب اپنے گھر جاؤ' میں سمت لشکر امیر جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اٹھا۔ ملکہ نے دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا۔ "پہلے مجھے مارتے جاؤ۔"

گھر جانے کا ارادہ ابھی سے نہ کیجئے
یہ میرے درد دل کی چمک ہے سحر نہیں

URDU4U.COM

غرضیکہ وہ تلوار شہزادہ کو دی کہ اس نے زیب کمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچ کر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہو کر چل نکلا۔ ملکہ فراق کشیدہ وہاں سے بنگلہ میں آئی۔ غم یار میں روئی پیٹی چلائی اور منہ لپیٹ کر پڑ رہی۔ پھر ایک کنیز سے حکم دیا۔ "امی جان کے پاس جا کر عرض کر آ کہ میں آج بھی حاضر نہ ہوں گی' کل سے زیادہ باندھی ہوں۔"

کنیز خدمت ملکہ آئینہ میں گئی۔ پیام ملکہ کہا۔ وہ دختر کی علالت سن کر مضطر ہوئی اور سوار ہو کر پہاڑ پر آئی یہاں ملکہ تپ عشق رکھتی تھی۔ منہ لپیٹے پڑی تھی۔ اس نے در حقیقت اس کو بیمار پایا۔

کہا۔ "اے فرزند! تمہارا کورا پنڈا ہے اب پہاڑ پر نہ رہو' طلسم میں چلو' طبیب سے اپنا حال کہو۔"

ملکہ نے کہا۔ "مجھے آب و ہوا وہاں کی راست نہیں' اور زیادہ بیمار ہو جاؤں گی۔"

آئینہ نے کہا۔ "میں خداوند ککے پاس جانے کو تھی' اب نہ جاؤں گی' تم اچھی ہو نا تو میرے پاس چلی آنا۔"

یہ کہہ کر طلسم میں آئی اور عزم رفتی فسخ کر کے بیٹھی۔

ادھر ایرج جو سمت لشکر چلے۔ مرکب طلسم ان کے ارادے کے بموجب اسی جانب چلا۔ اور لشکر لقا میں جب آئینہ نہ پہنچی تو باقیماندہ سرداروں کو آفت کے گرفتار کرنا چاہا۔ پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا ہے۔

رات بھر تیاری حرب میں بہادروں نے بسر کی ہے لشکر دم سحر میدان میں پہنچ کر صف آرا ہیں۔ بادشاہ اسلام اور امیر آمادۂ مرگ اور مہیائے قضا ہیں۔ اس لیے کہ آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہے۔ جانتی ہے کہ سوار طلسم پر اسم اعظم

تیغہ طلسمی نے اس سوار کے دو ٹکڑے کئے۔ آفت کی جان نکل گئی۔ لشکر اسلام میں مسلمانوں نے تکبیر کہی' طبل و نقارے بجے۔ بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہو کر اذان کہنے لگا اور لقا کو لعنت دیتا جاتا تھا۔

URDU4U .COM

نازک چشم اور آفت نے جھلا کر سواروں کو حکم دیا۔ "ہاں لینا ان خدا پرستوں کو۔" پھر تو گھٹا کی طرح چار سمت سے سپاہ گر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی۔ ادھر سے لقا کا ہاتھی بڑھا۔ ادھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا۔ نمازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار تلوار و نیزہ لے کر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حریف پر جا پڑے۔ دونوں لشکر غٹ پٹ گئے۔ تلوار چلنے لگی۔ چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید کو خیرہ کرنے لگی' گرد سپاہ کمینہ خواہ سے دیدۂ جہان پرخاش جو تیرا ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ کو آب کر دیا ژوپین و تیر کا مینہ برسنے لگا۔

اس معرکہ زور گشت میں پہلے سب سے نعرہ ایرج بلند ہوا تھا۔ جس سے لرزاں فلک زور مند تھا۔

آفت نے اور تمام ساحروں نے بڑے بڑے سحر کے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گرائے۔ شہزادہ نامور کے پاس تیغہ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی با آواز بلند پڑھتے جاتے تھے۔ وہ پہاڑ زیرہ زیرہ ہو کر لشکر ساحراں پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا۔ جس سے لشکریاں تھا مرتے تھے۔

اسی ہنگامہ میں ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہنچا۔ آفت نے اس وقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے۔ امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ میں لائے۔ حکم جشن دیا۔ تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ تازہ کرنے لگے۔ ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے۔

ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ میں آ کر بیٹھے۔

بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا۔ "کیوں ملکہ! سچ کہنا کس کروفر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا میں تو اس کے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہوں کہ بہ یک ضرب دو ہی

پرکالے اس نے کئے۔
آفت نے پوچھا۔ "یہ جوان کون تھا؟"
اس نے جواب دیا۔ "پوتا علمشاہ کا پروتا امیر کا تھا وہ مہینہ بھر سے کہیں گیا ہوا تھا
URDU4U .COM
آج آیا تو اس شدومد سے آیا۔"
آفت نے کہا۔ "ملک جی! میں تم سے چھپاؤں کیوں؟ ایک طلسم آئینہ ہے وہاں سے اس سوار طلسم کو لائی تھی۔"

یہ کہہ کر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا۔
بختیارک نے کہا۔ "بس معلوم ہوا وہاں کو عورت اس جوان پر عاشق ہوئی اور اس نے کوئی تلوار دے دی۔ جس سے اس نے سوار طلسم کو مارا یا کوئی خط اس سوار کے جسم میں ہو گا۔ اس کا حال کہہ دیا ہو گا کہ اسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مر جائے گا۔ بس اس جوان نے ویسا ہی کیا۔ اچھا کہو' اب تمہارا کیا عزم ہے۔"
آفت نے کہا۔ "جب تک زندہ ہوں لڑے جاؤں گی مگر تم نے بات قاعدے کی کہی۔ بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا۔ اچھا میں ایک لڑائی ان مسلمانوں سے اور لڑوں تو طلسم میں جاؤں۔

یہ کہہ کر دربار سے اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی اور سحر کرنے لگی۔ تھالی سامنے رکھکر نیوا کنڈے سلگا کر اگیار کرتی تھی ڈمرو سجاتی تھی۔
آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ ماش کے آٹے کا اس نے بنایا اور اس کو حکم دیا۔
اے سحر کے سوار جب تجھ کو بلاؤں حاضر ہونا' اور مسلمانوں سے مقابلہ کرنا۔
یہ حکم دے کر اسی اگیاری میں اس کو ڈال دیا کہ وہ سوار جل کر غائب ہو گیا۔ یہ تدبیر کر کے اس نے ایک دن جنگ بسبب خستگی لشکر موقوف رکھی۔ جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب میں گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانہ دہر میں آئینہ خانہ دہر بصدق صفا ظاہر کیا۔
حکم سے آفت بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی اہلکاروں نے جا کے بادشاہ اسلام سے

خبر عرض کی۔ ادھر بھی شورنائے ترکی بپا ہوا۔ ہر ایک دلاور سامان حرب کرنے لگا۔ فوجیں جمع ہونے لگیں۔ سواروں کی وہ کثرت ہوئی کہ روئے زمین لعل سے مرکبوں کے چھپ گیا۔ سرداروں کے پرچم سے روئے ہوا سرخ نظر آتا تھا۔ ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا ہے۔ تلواروں کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا۔ طول اس جگہ بچا ہے۔ آخر کار شب بھر یہی سامان رہا۔ دم سحر جب خورشید انور نے اس خاکدان تیرہ و تار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ پر نیرنگ افلاک کو زینت طراز کیا۔

امیر نماز سحر پڑھ کر در دولت پر آئے۔ بادشاہ جب برآمد ہوئے' سب سرداروں نے مجرا کیا اور تخت کے ہمراہ رخ جانب جنگ گاہ کیا۔ اس وقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردوں نثار تھا۔

اسی جاہ و تجمل سے دشت میں پہنچ کر صف کھینچی اس طرف کو فوج ساحراں لیے آفت آئی۔ لقا تخت نکہت پر سوار گرد تمام کوہیوں کی قطار لشکر کے بیچ میں آ کر ٹھہرا۔ بعد صفوف آرائی اور دوستی میدان حرب نقیبوں نے نقابت کی اور ندامت دنیا سنائی۔

جب یہ بھی کنارے ہوئے بہادر جوش تلوار سے بیخود ہو گئے۔ آفت نے اجازت حرب خداوند لے کر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان میں پہنچ کر دستک دی۔ بونڈلا گرد کا اڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آ کر جنگ گاہ میں مسلح شوری دکھانے لگا۔ آفت نے پکار کر کہا۔ "اے خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤ گے۔ یہ فوج غیب سے خداوند نے طلب کی ہے۔ آؤ مقابلہ میں۔"

یہ نہیب سننا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایہ تخت کو بوسہ دے کر اجازت لی اور مرکب اڑا کر سامنے آیا۔ سوار سحر نے تگاور زنی کی اور تیرہ اٹھا کر حملہ آور ہوا۔ بعد چند طعن کے نیزے اٹھ ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچ کر خبردار کہہ کر ضرب کی نعمان نے سپر کر چہرے کی پناہ کیا۔ لیکن تلوار سپر پر سے گزر کر خورد و بلغہ عرق و چین زرہ ٹوپ کو کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی۔ اس بہادر نے داستانہ

مارا کہ تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور خون کی چادر چہرہ پر پڑ گئی۔ سرہر نے پر زین کے لگ گیا۔ سوار سحر نے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر قاش زین سے اٹھا لیا اور اسیر کر کے حوالے لشکر کے کیا۔ پھر نعرہ مبارز طلبی کیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر دست چپ کے لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اڑ کر سامنے تخت شاہی کے آ کر حرب اجازت لی اور گھوڑا چمک کر سوار سحر کے سامنے آ کر ضرب مانگی اس نے وہی تیغہ خونچکان برسر شہزادہ ذی شان لگایا۔ شہزادے نے گھوڑے کو کاوے پر لگا کر تیغہ خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو تبلا کر سر پر مارا۔ اس نے بھی سپر کو سامنے کیا۔ سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گزر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اوجھ جھوجھ سے گزر کر پشت مرکب پر آئی۔ لیکن مثل برق مرکب بھی دو پر کالے کر کے زمین میں در آئی۔ لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا۔ "لینا اس کو"

فوج چار سمت سے لینا لینا کہہ کر آ گری۔ شہزادہ نہنگ اسا اس دریائے لشکر میں غوطہ زن ہوا۔ لشکریان اسلام بھی جا پڑے۔ اور کشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے۔

آفت نے پھر طبل بازگشت بجوایا۔ جنگ موقوف ہوئی۔ بہادر پھر خیمہ گاہ میں آئے اور آسودہ ہوئے۔ امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اتارا اور مصروف عشرت ہوئے۔ ادھر آفت جو پھر کر آئی سب ساحر وغیرہ تو باآرام مسکن گزیں ہوئے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طے مسافت راہ طلسم کے اندر پہنچی۔ محافظان تو بخوبی آگاہ ہیں۔ کسی نے روکا نہیں۔ یہ قلعہ میں پہنچ کر ایوان شاہی کے متصل جب آئی۔ ملکہ آئینہ نے خبر سن کر استقبال کرایا اور اس کو اپنے پاس بلایا۔

اس نے سامنے پہنچ کر سلام کیا اس نے ہاتھ پکڑ کر پاس بٹھا لیا اور کہا۔ "بہن مزاج اچھا ہے' کہو ہمارے سوار کا حال تم نے پہلے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوئے ہیں۔ میں آنے کو تھی لیکن چھوکری کی طبیعت ماندی پڑ گئی۔ ملکہ بلور جارو کی اس وجہ سے نہ

آ سکی۔

آفت نے جواب دیا۔ اے ملکہ! تمہارے سوار نے غدر مچایا تھا۔ بہت سے سوار گرفتار کئے گئے جس کو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہو جاتا تھا۔ اس کے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا۔ تیسرے دن میں طبل جنگ بجوا کر نکلی تھی کہ صحرا کی طرف سے پروتا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اس نے سوار کے دو ٹکڑے کئے۔

یہ سننا تھا کہ آئینہ کے حواس پکڑ گئے اور گھبرا کر کہا۔ "بہن! کیا کہتی ہو؟"

آفت نے کہا۔ "میں سامری کی قسم سچ کہتی ہوں اور تمہارے سوار کے علاوہ ایک پتلا میں نے بنایا تھا اس کو بھی اس نے قتل کیا۔ میری عقل حیران ہے کہ یہ معاملہ کیا ہے اسی لیے میں تمہارے پاس آئی ہوں کچھ حال دریافت کروں۔"

آئینہ بولی۔ "میں نے بہت بری حرکت کی۔ سوار طلسم کو تمہارے پاس بھیجا۔ یہ سوار اس واسطے ہیں کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے۔ اس وقت ان سے کام لیا جائے۔ ہم نے آئین طلسم میں فرق کیا۔ کیا حرکت ناشائستہ کی۔ دیکھئے طلسم بھی رہتا ہے یا نہیں۔ یہ کہہ کر اٹھی اور کہا۔ "تم ٹھہرو' میں آتی ہوں۔"

غرضیکہ خزانہ میں آ کر قفل تڑوا کر دیکھا تو صندوق میں تین تلواریں ہیں۔ چوتھی تلوار جس سے اس کی اجل تھی نہیں ہے۔ حیران ہوئی کہ یہ تلوار کون لے گیا۔ یہ خزانہ میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہے۔ سو اسے اس کے اور کوئی یہاں آئے کیا مجال پس بلور ہی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی۔"

یہ سوچ کر خزانے سے نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا کہ آفت بیٹھی ہے۔ مبادا لڑکی نے کچھ شرارت کی ہو اس وقت وہی مجرم ٹھہری۔ تو بیٹی بدنام ہو گی۔ یہ سوچ چپکی آ کر بیٹھ رہی۔ آفت کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ آفت نے اس کے چپ ہونے سے پوچھا۔ بہن تم نے مجھے جواب نہ دیا۔ تم تو گھنگنیاں منہ میں بھر کر بیٹھ رہیں۔ اے توبہ کچھ آدمی ہست نیست کا جواب دیتا ہے۔ یہ کیا چپ ہو رہیں۔

آئینہ یہ سن کر جھلا کر بولی۔ بہن حواس پکڑو' جو کوئی دوست بازو دیتا ہے تو کیا بازو کاٹ لیتے ہیں تم انگلی پکڑتے پونہچا پکڑتی ہو۔ تم کیا آئیں کہ طلسم پر آفت آئی۔ اگر تم ایسی ہی بودی تھیں تو کاہے کو گھر سے نلکیں۔ افراسیاب سے کہا ہوتا کہ اور کوئی جائے۔ میں ڈرتی ہوں ننھی بھولی ہو۔ اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیرے برتے پر اے لوگو' کسی کا بھروسہ کیا' بھروسہ تو سامری کا بھروسہ' ایک تو سوار طلسم کو قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا چاہتی ہو۔ بہن ایسی دوستی سے میں در گزری۔ تم کیا میرے برتے پر آئی ہو۔ ایک تو میں نے یہ بیوقوفی کی کہ اس وقت تمہاری بد حواسی دیکھ کر نہ اونچی کبھی نہ نیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا۔ آئین طلسم میں فرق ڈالا۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا ہے یا نہیں۔ بہن اب سے آئے گھر سے آئے۔ میں نے تو کان اینٹھے۔ اب کسی کے کہنے سننے میں نہ آؤں گی۔

آفت نے جو یہ کلمات سنے غصہ آیا اور بولی۔ بہن اتنی ٹیڑھی نہ ہو۔ تم نے تو نگاہ طوطے کی پھیر لی جیسے ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا۔ تمہارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لوگ تو دوستی میں سر کٹوا دیتے ہیں تم اتنی ہی سی بات پر پھری جاتی ہو۔ احسان جتا جتا کے مارے ڈالتی ہو۔ فوج کوئی اور اوچھے کا احسان لے۔

آئینہ نے کہا۔ "بس بس حقیقت اپنی ذرا دیکھ گھبرائی ہوئی آئی تھی۔ اگر سوار نہ جاتا تو گور کے پرے جاتی۔ اچھا پھر اس نے کہنا کیا۔ چلو اب سہی جب جانوں کہ کچھ مسلمانوں کا تو بنا لے۔"

آفت طیش میں آ کر اٹھی اور کہا۔ سامری ایسی ہے مروت سے بات نہ کرائے اچھا بی بی' تم نے مجھ کو سوار کیا دیا کہ جلا لیا۔ میں حرام زادی خود پچھتاتی ہوں کہ تمہارا سوار کیوں لے گئی تھی۔

یہ کہہ کر وہاں سے چلی دل سے کہتی ہوئی کہ اب چل کر جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہے اس کو جاری کر کے ایرج کو پکڑا اور مار ڈالی۔ سب کے دانت کھٹے نہ

کر دیئے۔ سچ تو ہے مل تو اپنا بل اور کا بن جائے جل۔ غرضیکہ ایسے ہی منصوبے کرتی ہوئی طلسم سے نکل کر لشکر میں آئی اور فرط رنج سے دربار میں نہ گئی۔ ایک کرات اور ایک دن سحر کرتی رہی۔ ڈمرو بجا کر اپنی بارگاہ میں آئی۔ ناچا کی اگیاری کر کے جوت کھڑی کی بیروں کو ملا کر موہن بھوگ گھلایا کی۔ افراسیاب کا بتلایا ہوا سحر خوب جگایا۔ جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرہ شب سے مکدر ہو طلسم مغرب میں گیا اور سیہ منظر لیل نے چراغدان کہکشاں فلک پر ستاروں ککی جوت کو قائم کیا۔

آفت بارگاہ لقا میں آئیی اور حکم نواخت نقارہ حرب دیا۔ لشکر ساحران میں نفیر بجی۔

بختیارک نے کہا۔ اے ملکہ تم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے میرا دل دھڑکتا ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا ہے طلسم میں چلی جاؤ۔

اس نے کہا۔ "ملک جی' یا سر نہیں یا سرد ہی نہیں یا میں کل نہیں یا ایرج نہیں۔"

ان سب باتوں کو جو اسیسان لشکر اسلام نے سنا اور خدمت امیر میں حاضر ہو کر دعا و ثنا کے عرض کیا۔

خدا رکھے سردار کو برقرار
عدو پھر ہے آمادہ کار زار

امیر نے خبر سن کر حکم دیا۔ "ہمارے لشکر میں بھی یہ عنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے۔"

بموجب ارشاد لشکر میں طبل جنگ بجا۔ ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا۔ امیر جب دربار برخاست کر کے بادشاہ کو شبستان میں پہنچا آئے تیاری میں اسباب و جدال میں مصروف ہوئے۔ پھر تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کی طرح آنکھیں نکالے تھی۔ سنان نیزہ' نیزہ کہکشاں کو دیکھے بھالے تھی' سپروں کی سیاہی باوجود کثرت چراغاں لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادہ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی۔ جرار کمر کستے تھے۔ بہادر موت

کے نام سے ہنستے تھے۔ شمع خیال شجاعت روشن کر کے انجمن آرائی کی تھی۔ تلواروں کی صفائی کی تھی اسلحہ کی جھنکار سرود کی آواز تھی۔ دل کی تپش رقاصہ کا انداز تھی۔ ناموری کے نام پر فرش ہوئے جاتے تھے۔ عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے۔ آہن کی دعوت میں عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی۔ دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہا رہی تھی۔ براتی نوشاہ شجاعت کے جمع تھے شربت پلائی میں جان دینے کی مجتمع تھے کمانیں جھک کر مجرا کرتی تھیں۔ تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے کلہ عمود کلہ زنی سکھاتے تھے۔ کمندوں نے بہادروں سے رشتہ جوڑا تھا۔ تلواری باڑھ ڈورا رشتہ جان دشمن بنا تھا۔

غرضیکہ رات بھر میں ہنگامہ دونوں طرف تھا۔ لشکر آمادہ جنگ صفہ بے صفہ تھا۔ آفت اور جملہ ساحر کنارے دریا کے جا کر ٹھہرے تھے۔ ڈمرو بجتا تھا۔ ہوم ہوتا تھا۔ پوتوں کے ستائے تھے۔ بیر شراب و خون خوک دستور کا خون چاٹتے موہن بھوگ کی چاٹ پر آئے تھے۔ مسان کی مٹی تیلی کے کولہو سے اتار کے کہا کے چاک پر چڑھانے گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے۔ آفت کوئلے کی سیاہی منہ پر ملے تھی۔ سیہ بد بختی اپنی اور بڑھانا چاہتی تھی۔ ڈھولا سامنے بٹھا کر لونا چماری کو بلا کر مناتی تھی۔

کبھی لونا چماری کو بلاتی
کبھی بیروں کو تھی تلوا کھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسوں بہ نیرنگ
ظفر دشمن پہ تاپائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی
برہنہ ہو کے تھی ہر دم مٹکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی۔ وہ زمانہ آیا کہ چرخ مقوس میں کماندار روزگار

نے تیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور نشانہ باغ سیہ شب اڑایا۔ ترک روز نے چہرہ خون آلود شمس دکھایا۔

دونوں جانب سے بیرق بیرق اور سجق سجق ارد دشت قتال ہوئے۔ امیر فریضہ نماز سحر سے فرصت کر کے اشقر پر سوار ہو کر در دولت پر آئے۔ بادشاہ عالم پناہ بصد عظمت و جا برآمد ہوئے۔ زنانہ سامان سواری کا پھر گیا۔ کہاروں نے تخت بدلوایا۔ ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا۔ سترہ سو فانوسیں مینا کاری آگے روشن اٹھارہ سو گلدستوں پر پیچ شاخوں کے جوبن اگر سوز و عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طفلان مہر دیدار لیے عود برمکی کا بگٹا جھونکتے نخلوں سے دشت کو پر از مشک بنائے چلے۔ نفیریوں کی صدا نے گوش چرخ کو کر کیا پھیر دیں بھیاس کی آواز نے دل میں اثر لیا۔ سوار اور سرداروں کے پلٹ پیادوں کی قطاریں آگے بڑھیں۔ سنان ہائے نیزہ چمکنے لگیں۔ ستارے گویا سوا نیزے پر اتر آئے یار روزگار عذار نے دیدے نکالے تھے۔ نقارہ دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا۔ یہ مقدمہ حالی تھا۔

اس حشمت و جاہ سے دشت حرب گاہ میں پہنچ کر ٹھہرے تھے کہ اس طرف سے لقا گمراہ اکیس ہاتھی زنجیر بند پر تخت کھنچا کر سوار ہوا۔ پشت پر ساحران غدار کا پر سواروں اور کوہیوں کا مجمع ہوا۔ بڑے کر و فر سے میدان نبرد میں آیا۔ پشت و بلند ارض غرا کو بیلداروں نے درست کیا۔ صفوف لشکر کو صف آرا ترتیب دینے لگے۔ امیر بعہدہ سالاری آگے بڑھے۔ تخت بادشاہوں کے قلب لشکر میں قائم ہوئے آفت و سوفار اور نازک چشم تخت ہائے سحر پر سوار میدان میں آئے۔ نقیبوں نے صدا دی۔ بہادروں کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا۔

"آج تم بھی روئے عروس جلاوت کو گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھا کر دکھا دو۔ باغ بے خزاں ناموری لگا دو۔"

یہ کہہ کر نقیب ہٹے' بہادر مرنے پر ڈٹے۔ آفت ساحروں سے رخصت ہو کر لقا سے اجازت لے کر میدان میں نکلی۔

اور پکاری۔ "اے ایرج نوجوان میں خود تم سے لڑنے آئی ہوں' سوا تمہارے اور کسی سے نہیں چاہتی آیو میرے سامنے۔"

ایرج یہ نعرہ سن کر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لے کر اپنے سرداروں سے رخصت ہو کے سمت میدان چلے۔ مرکب طلسمی طرار سے بھرتا ہوا سے باتیں کرتا فر فر کی آواز نتھنوں سے دیتا روانہ ہوا۔

جب مقابل آفت پہنچا' اس نے وہی ناریل جو پہلے اچھالا تھا' اس وقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور دھواں آندھی کی طرح پیدا ہوا اور مثل بگولے کے اکٹھا ہو کر گردا گرد ایرج کے پھیل گیا۔ شہزادہ کو اس دھوئیں سے چکر آیا اور تیغہ جھوٹ الگ گرا گھوڑے سے بھی گر کر پشت بزمیں ہوا۔

آفت نے تیغہ اٹھا کر ساحروں کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا۔ لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے تھے کہ وہ پنجہ بن کر گری اور شہزادہ کو اٹھا کر لے اڑی۔ لشکریوں کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہیں روکو ان کو۔ لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا اور دونوں لشکر مل گئے۔ تلوار چلنے لگی۔ نقارہ طبل سے دماغ ترک فلک پھر گیا۔ ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین پہ شنگرفی فرش بچھا۔ سر دوست و پائے بہادران کے ڈھیر ہو گئے۔

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ میں پہنچ کر کہلا بھیجا۔ دشمن کو پکڑ لائی۔ اب کیا ضرور مقابلہ کرنا۔

لقا نے طبل بازگشت بجوایا۔ لشکری جنگ گاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ سے پہنچ کر کھولی۔

امیر اور بادشاہ بارگاہ میں آئے۔ عیار ببر بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے۔ ادھر آفت نے شہزادے کو قید بخت میں مطوق و مسلسل کر کے بارگاہ لقا میں پہنچایا۔ لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا۔ اور مصروف عیش و عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا۔ "میں اسے قتل کرنے آئی ہوں۔"

اس نے جواب دیا۔ کہ تو خد عقلمند ہے تجھ کو کون سمجھائے۔ آئے پر چوکنا نہ چاہیے۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ دشمن پر پھر کوئی بار بار قابو نہیں پاتا۔ آفت نے کہا۔

میرا جی چاہتا ہے کہ میدان میں روبرو لشکر اسلام کے اس کو ہلاک کروں۔
اس نے جواب دیا۔ جیسے میدان میں ویسے یہاں ایسا نہ ہو کہ حمزہ آ کر چھڑا لے جائے۔"
URDU4U.COM
آفت بولی۔ "ایسی تدبیر کروں گی کہ کوئی نہ آ سکے۔ دیکھیں اور افسوس کر کے رہ جائیں۔"

یہ کہہ کر حکم دیا تو میدان خونی کی تیاری کی جائے۔ بموجب حکم جلاواں قوی بازو حاضر ہوئے اور روبروئے لشکر اسلام میدان میں دار استادہ کی چبوترے دیگ کے بنائے منادی نے ندا دی کہ گنہگار خداوند ہلاک کیا جائے گا۔ سب لشکر تماشا دیکھے۔
ساحری اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جوق در جوق میدان میں جمع ہونے لگے۔ بعض ان میں عشرت سے قہقہے لگاتے تھے۔ دانشمند عبرت کر کے ان کو سمجھاتے تھے کہ میاں

ہنسنا نہیں اچھا ہے مصیبت پہ کسی کی
یہ بھی گردش فلک کج مدار اور بے وفائی زمانہ غدار ہے
کہ کبھی کسی کو تخت عزت سے اتار کر تختہ مرگ پر سلاتا
ہے اور کبھی خاک گور وہاں ملذلت و ملامت میں ڈالتا ہے۔

غرضیکہ میدان خونی تیار ہو چکا ساحر ایرج کو کشاں کشاں وہاں لائے۔ لقا سامنے آ کر تخت پر بیٹھا اور شہزادہ کو روبرو طلب کر کے سوال کیا کہاسے بندۂ قدرت مجھ کو سجدہ کر' شہزادہ نے فرمایا۔ میں تجھ پر اور تیرے پرستاروں پر کروڑ کروڑ لعنت کرتا ہوں اور بے حیا تو ذوالامان پر جب قیدا ہوا تھا۔ امیر سے سفارش کر کے میں نے تجھ کو بچایا تھا اور مسلمان ہو کر میرے ساتھ سے بھاگ گیا۔ اب یہاں یہ خدائی بگھارتا ہے۔ کیا کہوں' سحر میں گرفتار ہوں' نہیں تو بتلا دیتا۔
لقا کو ان باتوں سے غصہ آیا اور حکم دیا۔ "لے جاؤ اس

بندہ بے ادب کو اور قتل کرو۔"

جلاد شہزادے کو زیر دار لائے۔ لیکن عیار جو بہر خیر آئے تھے۔ وہ یہ سب کیفیت دریافت کر کے خدمت امیر میں آئے جملہ حال بیان کیا۔ امیر کے فرط رنج سے کلیجے میں بشدت درد تھا۔ بہر اعانت شہزادہ نہ جا سکے۔ مگر وہ سردار بے قرار ہو کر اٹھے اور بارگاہ سے نکل کر مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر نے جلد از جلد کمر باندھی۔ علم شاہ ولندھور مالک وغیرہ جو گرفتار ہونے سے بچے تھے۔ آمادہ حرب پیکار روانہ ہوئے فوج پیکراں کے پرے ساتھ چلے۔ لیکن وسواس و فناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کر کے گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر اسلام بہر حمایت ایرج آتا ہے۔

یہ خبر سن کر آفت نے جادو گروں کو حکم دیا' میدان سحر بند کرو' کسی مخالف کو آنے نہ دو۔ جادوگر بموجب حکم سحر کرنے لگے۔ آگ دھتورے کے پھل اچھلنے لگے' چنگاریاں اڑنے لگیں۔

آفت نے بھی ایک گولہ فولادی مارا زمین پر کہ وہ شق ہوا اور اس میں شعلہ ہائے آتش نکل کر ہر سمت پھیل گئے اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہو گیا اس اثناء میں علمشاہ وغیرہ جا کر پہنچے۔ فرط محبت ایرج سے کلیجوں میں آگ لگی تھی۔ بے محابا گھوڑے اس آگ میں ڈال دیئے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ تا کرہ نالہ پہنچے اور مرکبوں کے روئے جلے' الٹ پلٹ کر بھاگے۔ ہر چنداں بہادروں نے روکا مگر نہ روکے۔ آخر سب نے ناچار ہو کر چاہا پیدل جائیں لیکن سمجھے کہ راہ میں جل کر خاک ہو جائیں گے۔ ایرج تک نہ جا سکیں گے۔ جانا بیکار جان کر مایوس اس جگہ سے پیچھے ہٹ کر ٹھہرے اور دست و عابد درگاہ خدا بلند کر کے بصد گریہ زاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے۔

اے خالق انس و جاں' ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے۔ یہ سب تو مصروف نگاہیں مگر اب تو شمہ حال اس قتیل کثیر انداز یا روکشتہ تیغ ناز دلدار ذبیح خنجر آبرو ملکہ بلور کا سنئے کہ مادر کو بحیلہ بیماری رخصت کر کے جب وہ دن تمام ہوا۔ اشتیاق مواصلت

ہے لب پر نالہ و بکا ہے۔ سامنے میدان میں حصار آتش کھینچا ہے سرداروں کا مجمع ہے۔

اس نے حیران ہو کر بزور سحر وضع تبدیل کی۔ ایک سقہ کھڑا اشک حسرت بہا رہا تھا۔ اس سے پوچھا۔ یہ کیا ماجرا ہے؟

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ ایرج کو آفت پکڑ کر لے گئی ہے ان کی گردن ماری جاتی ہے۔ یہ لشکر اسلام ہے۔ بہ سبب حصار آتش اندر نہیں جا سکتا۔ اس لیے ہر ایک روتا ہے اور دعا کرتا ہے۔

حور چہرہ یہ سن کر وہاں سے اڑی' مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو چپکی رہ اس کو قتل ہو جانے دے۔ جھگڑا فیصل کر ورنہ گھر آئینہ دار کا برباد ہو گا۔ اسی سوچ میں خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا نہ ہو ملکہ بھی مر جائے۔ عوض خیر خواہی کے تیرا بھی سر جائے۔

یہ سوچ کر بدحواس و مضطر بصد عجلت ملکہ کے پاس پہنچی۔ ملکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ کہہ وہ کیا کرتے تھے' میں جانتی ہوں کسی معشوق کے پاس بیٹھے ہوں گے' اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اٹھ آئے کچھ مجھ کو پوچھا یا نہیں۔

حور چہرہ یہ تقریر سن کر رونے لگی اور کہا۔ بی بی! تم کسی کو پوچھتی ہو' شہزادے قتل ہوا چاہتے ہیں۔ ان کے دشمن بیڑیاں پہنے تلوار کے نیچے بیٹھے ہیں۔

یہ سننا تھا کہ جی سنایا کلیجہ منہ کو آیا۔ پوچھا۔ اری' مفصل کہہ کیا ماجرا گزرا۔ ہائے افسوس مجھ بد نصیب نے ناحق انہیں جانے دیا۔

حور چہرہ نے ساری حقیقت کہہ سنائی۔ ملکہ آتش محبت میں دل جلی کی تپش زیادہ بڑھی اور اٹھی کہ دیکھوں یہ مالزادی آفت کیونکر قتل ہوتی ہے۔

حور چہرہ نے کہا۔ واری یہ کیا کرتی ہو' کہاں جاتی ہو' جانے بھی دو' وہ مرد ہیں کس کے ہوئے ہیں اور کس کے ہوں گے۔ کیوں گھر غارت کرتی ہو۔ اپنے تئیں تہس نہس کرنا اچھا نہیں۔ بس جو ہونا تھا' ہو گیا۔

ملکہ نے جھلا کر کہا۔ اری کیوں باتیں بناتی ہو۔ لو صاحبو کسی کی جان جائے اور کوئی اترائے۔ کچھ ترس خدا بھی ہے۔ بھلا میں کیونکر درگزروں' نہ صاحب مجھ سے یہ نہ ہو گا میں کسی کساتھ تو لیے جاتی نہیں۔ پھر کوئی کیوں پھڑپھڑائے۔ میرا تو خوف خدا سے رواں رواں کانپ گیا۔ کچھ مردوے کی محبت نہیں' صرف خدا راہ کا سودا ہے۔

حور چہرہ سمجھی کہ یہ نہ رکے گی' ناچار بولی۔ اے میں تصدق جو جی میں آئے وہ کیجئے۔

ملکہ اسی وقت اڑی اور طلسم س کے ایک بیابان میں آئی۔ وہاں پہاڑ چھوٹے چھوٹے تھے اور ان کے بیچ میں ایک مکان بنا۔ اس نے اس مکان کا قفل کھولا۔ اندر جا کر ایک حجرہ کو وا کیا۔ اس حجرے ایک اندر ایک صندوق سو گز کا رکھا تھا۔ اس صندوق کو چاہا اٹھائے اور اس عرصے میں حور چہرہ اور کنیزیں بھی آئیں۔ ان سب نے مل کر اس صندوق کو اٹھایا اور باہر مکان کے لا کر تخت پر رکھا۔ ملکہ نے مکان بند کر دیا۔ آپ تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھ کر مع صندوق تخت کو اڑا کر چلی۔ اس جلدی کے ساتھ رواں تھی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ میں چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام کنیزیں اور حور چہرہ جاتی تھیں۔ دل سے کہتی تھیں کہ دیکھئے کیا نشہ عشق میں سرشار ہے کہ کچھ خبر انجام نہیں کی۔ ماں سنے گی تو کیا ہو گا۔ ایک بولی' اری عشق بری بلا ہے۔ اس نے قیس کو مجنوں کیا ہے۔

غرضیکہ یہ باتیں کرتی ہوئی روانہ ہوئی لیکن ملکہ ان سے پہلے طلسم سے نکل کر جائے قتل ایرج پر پہنچی۔

وقت وہ ہے کہ دو حکم لقا دے چکا ہے۔ تیسرے حکم کے جلاد منتظر ہیں۔ شہزادے نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے کہ ملکہ نے پہنچ کر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولہ بلور کا نکالا اس پر سحر پڑھ کر اسی آتش حصار پر مارا۔ فوراً ایک لکہ ابر (بادل کا ٹکڑا) پیدا ہو کر قلعہ عقیس سے تا حصار آتش گھر کر کے برسنے لگا۔ اس زور شور سے برسا کر جیسے دریا بہا دے وہ آتش سرد پڑنے لگے۔

بختیارک نے کہا۔ اے آفت ذرا دیکھو تو کیا آفت آئی۔ اس نے گھبرا کر اوپر دیکھا اور پکاری۔ پہچانا میں نے۔ یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی۔

URDU4U.COM

بلور نے نعرہ کیا۔ میرا نام بلور جادو ہے۔

اور وہاں سے تلوار بن کر مثل برق چلی۔ آفت جلد بروز سحر زمین میں سما گئی۔ ملکہ بلور زمین پر پہنچ کر مجسم صورت انسان ہوئی اور تاریخ ترنج مارنے لگی۔ ساحر ہلاک ہونے لگے۔ جلاد تلواریں پھینک کر بھاگے۔ اس عرصہ میں آفت بھی زمین سے نکلی اور ساحروں کو پکاری۔ کیا کھڑے دیکھتے ہو اداس کو۔

ایک لاکھ ساحر ملکہ پہ آ گرا۔ ترسول پنسول وغیرہ ہزار ہا حربہ سحر کا ہر ایک نے پیدا کیا۔ شعلوں نے چار طرف سے گھیرا۔ سر پر پتھروں کا منہ برسنے لگا۔

ملکہ بلور نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ چالیس سپریں سر پر آگیں' پھر ملکہ نے جلد اس صندوق کو جو اپنے ہمراہ لائی تھی کھولا اس میں چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا ہر ایک پتلا' صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور بڑھ کر مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار لے کر ساحروں پر جا پڑا۔ ساحر ہر چند نارنج ترنج مارتے تھے۔ مگر پتلوں کو کچھ اثر نہ ہوا۔ انہوں نے ہزار ہا کو کاٹ کر ڈال دیا۔ ادھر حور چہرہ اور کنیزیں آ گریں۔ اس طرف جب وہ آگ جواہر لٹتا بڑے کروفر سے لشکر میں داخل ہوا' بارگاہ ایرج میں سواری اتری۔ ملکہ گیتی افروز ماور ایرج اور ملکہ خورشید خاوری ماور قاسم ملکہ رابعہ زربفت اطلس پوش ماور شہزادہ علمشاہ بیبیاں امیر کی اور بہوئیں وغیرہ سب مشتاق بہو کے آنے کی اس بارگاہ میں جمع تھیں۔ جب ملکہ اتری سب نے بلائیں لیں۔ اس نے بھی ہر ایک کو تسلیم کیا۔

گیتی افروز نے پانی اتار کے پیا' پھر سب بیبیوں نے گہنا اتار کے پہنانا شروع کیا۔ کسی نے رونمائی میں کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے۔ پھر جلسہ عشرت شروع ہوا۔ مجرئی ڈومنیاں ہر ایک شہزادی نے طلب کیں کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے

قوالہ فلک کو بے سرا اور بیچکارہ بنانے لگیں۔ خاطر اہل انجمن لبھانے لگیں۔

اس اثنا میں خبر ہوئی کہ امیر بہو کو دیکھنے آتے ہیں بلور نے یہ خبر سن کر سر سے پاؤں تک دوپٹے سے بدن چھپا لیا۔ گھونگھٹ زیادہ نکال لیا۔ سر زانوں پر جھکا کے ادب سے بیٹھی۔ سب بیبیاں امیر کے استقبال کو اٹھیں۔ جب امیر بارگاہ میں آئے۔ ملکہ نے شرم سے اٹھ کر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی۔ امیر نے سر سینے سے لگا لیا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زیور الماسی کے ہمراہ لائے تھے۔ وہ منہ دکھائی میں دے کر فرمایا۔ اے فرزند میں شکر کرتا ہوں خدائے پاک کا' کہ تو نے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا۔ اب کلمہ پڑھ اور ادیان باطلہ پر لعنت بھیج۔ ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزوں کے بصدق دل کلمہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی۔ امیر خوش ہو کر رخصت ہوئے۔

بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیاں بھی اپنے اپنے مقام پر گئیں۔ ملکہ بارگاہ میں تخت جواہریں پر متمکن ہوئیں۔ سامنے چنگیریں گلدستے وغیرہ چن دیئے گئے۔ امیر نے باہر جا کر ڈالیاں میووں کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے۔ شہزادہ ایرج بھی خبر سن کر کہ ملکہ اکیلی ہے' داخل بارگاہ ہوا اور پہلوئے دلدار میں بیٹھ کر داد عشرت دینے لگا۔

مگر آفت جو شکستہ حال وابستہ لڑائی سے بھاگ کر چلی' سیدھی طلسم آئینہ میں پہنچی۔ ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا۔ تمام جسم پر لہو کی چھینٹیں پڑیں۔ پیرہن تار تار' بدحواس گھبرائی ہوئی آتی ہے۔

یہ حال دیکھ کر پوچھنے لگیں۔ حضور مزاج کیسا ہے؟ اس نے کہا۔ میں آئینہ سے حال کہوں گی۔ جلد بتلاؤ' وہ کہاں ہے؟

انہوں نے کہا۔ اپنے باغ میں تشریف فرما ہیں۔ آپ تو ان کے برابر کی ہیں بے تامل تشریف لے جائیں۔

یہ س کر آفت سیدھی باغ میں آئی۔ از بسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہو گئی تھی۔

اس وقت جو آتے اس کو دیکھا۔ مثل مشہور ہے کہ گھر آئے گئے گتے کو بھی نہیں ہانکتے آئینہ اٹھی اور استقبال کر کے اس کو لائی' حال ابتر بہت دیکھا جسم خونچکاں ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال' یہ حالت مشاہدہ کر کے اگلی باتوں کو زبان پر نہ لائی اور براہ دل سوزی مستفسر ہوئی۔ "بہن یہ کیا حال ہے؟"

اس نے جواب دیا۔ آپ کی بیٹی کا یہ سارا کرتوت ہے۔ میں پہلے ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھیں کہ یہ ملی بھگت ہے۔ بہن جو تم کو مسلمانوں کا ساتھ دینا تھا تو مجھ سے پہلے ہی کہہ دیا ہوتا۔ یہ کیا کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیج کر میرا ہاتھ کٹوایا اور بنی بنائی لڑائی کو بگاڑا۔ میں جانتی ہوں کہ ایرج کو اول بھی تیغہ دے کر تمہیں نے بھیجا تھا۔ ہائے افسوس کیا زمانہ آ لگا ہے کہ نہ کسی کو برادری کا پاس ہے نہ ایک دین ہونے کا خیال ہے۔

بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور کہا۔ بہن تم ٹھہرو میں آتی ہوں۔

آفت نے کہا۔ "چلو میں بھی چلتی ہوں۔"

○○○

- ملکہ بلور جادو

غرضیکہ دونوں باغ سے باہر نکل کر کچھ دور باہر چلی تھیں کہ پتلے طلسمی جن کو بلور نے چھوڑ دیا تھا آ کر پہنچے اور عرض کیا۔ "ملکہ نے ہم کو لڑوایا' پھر اس جانب بھیج دیا۔"

URDU4U.COM

آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور پتلوں کو لے کر اسی بیابان میں جہاں سے بلور لے گئی تھی اور پتلوں کو بزور سحر صندوق میں تہہ کر کے حجرے میں رکھا۔ پھر وہاں سے سیرگاہ ملکہ کی سمت آئی۔ یہاں بالکل سناٹا پایا۔ آفت نے کہا۔ "بلور مسلمانوں کے پاس گئی ہو گی اور کہیں نہ ملے گی۔ تم میرے ساتھ چلو میں پتہ لگا دوں گی۔

آئینہ اس کے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑی پر آ کر ٹھہری۔ آفت وہاں سے ایک طائر کی سی صورت بن کر اڑی اور سیدھی بارگاہ س ایرج پر آ کر تھرائی۔ کیونکہ یہ لشکر میں رہتی ہے' بارگاہیں سرداروں کی جانتی ہے۔

غرضیکہ بارگاہ میں ملکہ کو تخت پر پہلوئے ایرج میں بصد عیش جلوہ گر پایا۔ وہاں سے پھر کر آئینہ کے پاس آئی۔ اور حال کہا۔ صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے صبر کرو اس لیے کہ حمزہ باطل السحر ہے' تم نہ لا سکو گی۔ اس وقت آئینہ نے کہا۔ میں بادشاہ طلسم ہوں۔ میرا حمزہ کیا کرے گا۔ بغیر لوح طلسم میں قتل نہ ہوں گی۔

آفت نے کہا۔ "یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو پڑ جائے گی آئینہ سمجھی یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہے لڑنے اور قضیہ بڑھانے سے سہل میں کام نکالنا چاہیے۔ یہ سوچ کر اس وقت تک وہاں ٹھہری رہی کہ ساحرہ شب جو پردۂ جہان میں مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت نور آگیں چھپائی۔

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا۔ آفت نے اس کو اس وقت تک روکا کہ جب تک آدھی رات نہ آئے۔ جب زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہنچی' دونوں اڑ کر سمت لشکر

اسلام چلیں۔ لشکر میں طلایہ پھر رہا تھا۔ بیدار باش و خاطر باش کی صدا بلند تھی۔ آئینہ نے سحر کو پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہو گیا' ہوا سرد چلی۔ بارگاہوں میں سردار عیار غافل سو گئے۔ صرف لوگ جو بارگاہ سلیمانی میں تھے ہوشیار رہے۔ ایرج کی بارگاہ میں پاری دار وغیرہ ترکنیں حبشنیں سب بیہوش ہو گئیں۔ اس وقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج میں اتری۔

یہاں دونوں شیدائے یکدیگر لیٹے پڑے تھے۔ ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی۔ قمقمے دست ایرج میں تھے۔ پائنچے چڑھے تھے۔ ران سے ران گتھی تھی۔ زلف عنبر فام قریب دماغ تھی۔

یہ حال دیکھ کر آئینہ نے بغضب تمام دوڑ کر اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوئے دلدار سے الگ کیا۔ ملکہ کی آنکھ کھلی۔ پنجہ مادر مثل پنجہ ملک الموت پایا۔ پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز آپ پر تصدق ہوئی۔

اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی۔ ملکہ کو اسیر دیکھ کر بعجلت تمام اٹھا اور تیغہ سحر کش صندلی پر سے اٹھ کر دوڑا۔ اس وقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی۔ ڈانٹ کر آگے بڑھی کہ خبردار کہاں جاتا ہے۔

شہزادہ کو غصہ بے حد تھا کمر کو بتلا کر سر پر ہاتھ مارا۔ آفت نے چاہا کہ سحر پڑھوں' سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا۔ تیغہ سر پر بیٹھ کر ٹانگوں سے نکل گیا۔ غل اس کے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے۔ اسی اندھیرے میں آئینہ بلور کو لے کر بلند ہو گئی۔ ہر چند ملکہ روئی پیٹی چلائی کہ شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھ کر اور کلمات الوداع کہہ کر بلایا مگر کسی نے اس ہنگامہ میں نہ سنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے۔ دیکھ کر لشکر پر اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر اسم اعظم باآواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی' لیکن آئینہ مالک طلسم ہے' اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ

جا وہ جا ملکہ کو لے کر روانہ ہو گئی۔

لشکری کچھ دور دوڑ سے تیز بہت سے مارے مگر کچھ نہ ہوا۔ ناچار ہو گئے۔ اس طرف نازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اٹھے تھے۔ انہوں نے بھی سنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ لے گئی۔ مرگ آفت کا حال سن کر ساحر رونے لگے اور اس کے ساتھ ساحروں نے قصد شب خون لشکر اسلام پر کیا۔ نازک چشم مانع ہوئی' کہا۔ "تم سب میرے ساتھ ہو' میں مسلمانوں سے بدلہ لوں گی۔"

ساحر سب قاتل پذیر ہوئے۔ مگر یہاں ایرج نے جو معشوقہسے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریاں سے دریا آنسو کے بہا دیئے ' بسان شمع سوزاں کے حال پر دل جلایا اس قدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہو گئے۔ پھر جو ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑیں کھانے لگا۔ پروانہ وار بے قرار ہو کر اس شمع مدار سے لو لگاتا۔

اس بے قراری میں خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوئے تو وہ امیر سر پنجہ تقدیر تاب نہ لائی تھی۔ پتلے طلسمی لے کر تم کو چھڑانے آئی۔ اب وہ قید ہو گئی ہے اور تم بیٹھے رہو مبادا اس کی ماں لے جا کر قتل کر ڈالے گی تو کیسی بڑی نامردی ہے۔ خلقت کہے گی جو سنے گا وہ یہی کہے گا کہ عورت نے تو یہ مردی دکھائی اور مرد نے بدتر از زنان بات کی۔

بس یہ سوچ کر مرکب جو رات کو بنا بر دستور کے ہر شاہ و شہر یار کے در پر لشکر میں کھچا ہوا استادہ رہتا ہے ان کے یہاں بھی تیار تھا۔ اس کی پشت پر بیٹھ کر صحرا کا راستہ لیا۔ دل سے کہتا جاتا تھا۔ اے بخت وارڈن والے گردوں کہیں ایسا نہ کرنا کہ اس ناشاد ک پر ارمان زیر خاک چھپا دینا کلنگ کا ٹیکہ میری پیشانی پر نہ لگا دینا۔

اسی دھن میں یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلو وہاں حنظل اور صنوبر ہوں گی۔ وہ بخوبی طلسم آئینہ میں پہنچا دیں گی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتائیں گی۔ یہ سوچ کر جانب نرگس کوہ راہی ہوا۔ اب وہاں کا حال سنئے۔

کہ صنوبر و شاہ پور شہزادے کو ڈھونڈتے چلے تھے ہر طرف ڈھونڈ کر جب پتہ نہ ملا پھر آئے اور حنظل کے پاس ٹھہرے۔ لیکن صنوبر عاشق جمال شہزادہ ہے فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گردا گرد جنگل کے جہاں سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ میں یہ گل رخسار برنگ گل مرجھاتی ہے مگر چہرہ تمتما جاتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرما جاتا ہے وہ اس کے پھول سے گالوں پر پسینہ آنا' یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب کا عرق کھینچا ہے۔ جب اس دھوپ میں بھی شہزادے کو نہیں پاتی ہے تو بے قراری سے تڑپنے لگتی ہے۔

اسی طرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا۔ رات بھر اشتیاق میں جاگا کی خاطر حزیں بیحد مضطر جذبہ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ اسی بیخور و خرابی میں وہ رات بھر کی شیشم تمط رویا کی جب معشوقہ پروین و پرن نے چشم مردم دہر سے منہ چھپایا اور آفتاب تاباں بسیان دل سوختگاں شاہد روز کو میدان افلاک میں ڈھونڈنے آیا۔

صنوبر شہزادے کو ڈھونڈنے چلی' جب جنگل میں پہنچی نسیم سحری نے گلہائے زخم دل شگفتہ کر دیئے اور پھولوں نے صحرا کے داغہائے خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین یار گلغدار یاد دلاتا تھا' جانوروں کی زمزہ سرائی نالہ دل کی گواہی تھی۔ دل شیون کرنا چاہتا تھا۔

اسی طرح بلبلاتی صحرا میں پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا۔ صنوبر بے تابانہ دوڑی اور پکاری۔

بیاتا نقد جاں را بر فشانم در ہوائے تو
نہ پا بر سرم تا سر نہم بر خاک پائے تو

چنانچہ نامہ پڑھ کر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت برآن میں بھیجا ہے چنانچہ وہ وہاں حاضر ہے۔

اور یہاں آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم میں پہنچ کر دو طمانچے زور زور سے مارے اور کہا۔ "اے اماں' پیٹی تجھ کو مسلمان دھگڑا دیار کرنا تھا نا نصیب کہنے غارت ہوئی۔ ناشدنی تیرے جیئے کتا نہ جیئے سامری تجھے نہ غارت کرے۔ یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری میں ناک کٹوا دی۔ اری چینی بھر پانی میں ڈوب مر۔

غرضیکہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ یہ کہیں پھر نہ بھاگ جائے قید خانے میں بھجوا دیا۔ وہ قید خانہ اسی طرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اس میں بنا تھا ایوان میں تخت طلائی پر ملکہ کو لا کے بٹھا دیا اور پاؤں میں زنجیر سونے کی ڈال دی اور ایک شیر بزور سحر صحرائے طلسم سے بلایا زنجیر اس کی گردن میں ڈال کر پایہ تخت سے باندھ دیا اور کہہ دیا۔ "اسے شیر اس عورت کے پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور اس مجرمہ کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کر کے آپ اپنے مکان میں آئی اور ایک خط بہن کو لکھا۔ مضمون یہ تھا۔

اے بہن شعلہ دار یہاں مسلمانوں سے اور ہم سے بگڑ گئی۔ بھانجی تمہاری مسلمان ایرج نامی پر عاشق ہوئی۔ میں نے بلور کو قید کیا ہے۔ اب عاشق اس کا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئے گا۔ بڑی لڑائی ہو گی۔ تم کو چاہیے کہ ہمارے پاس آؤ' دیر نہ کرنا۔ تھوڑا لکھا بہت سمجھنا۔

یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب میں لے گیا یہاں برآن عمرو کو لینے جانا چاہتی ہے اور عمرو ہوشیار چور کے مکان سے نکل کر باغ میں استقامت پذیر ہے برآن کے حکم سے حاکمان در بند جمع ہوئے جاتے ہیں۔ بارگاہ میں استادہ ہیں۔ شہر ہفت رنگ کے گردا گرد جلسہ ہے کہ یہ نامہ دار شعلہ دار کی بارگاہ دریافت کر کے وہیں پہنچا اور شعلہ دار وہ نامہ پڑھ کر متفکر ہوئی۔ پھر خیال آیا کہ ملکہ برآن سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ

ملکہ تو مسلمانوں کے عیار کی اس قدر حرمت کرتی ہیں اور مسلمان ان کے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہیں کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہو کر نامہ مسلمان کو لکھیں اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ میں نہ آئیں۔ میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے۔

غرضیکہ وہ خط لیے ہوئے اندر قلعہ کے دارالامارہ شاہی میں آئی۔ یہاں برآن سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی کہ اس نے جا کر تسلیم کی پھر دست بستہ جا کر عرض رسا ہوئی۔

یہ خط میری بہن نے لکھا ہے۔ اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہیں۔ حضور ان کو لکھیں کہ وہ فساد سے باز آئیں۔ اور مجھ کو میری بہن کے پاس جانے کی اجازت دیں۔ ملکہ نے یہ تقریر سن کر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا۔

ارے نادان! ہم شریک اہل اسلام کے ہو گئے ہیں۔ اگر ہمارا بھی طلسم برباد ہو جائے جب بھی نہ ہم کچھ کہیں' اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے مختار جادو وہاں ہے اس کے پاس ہے اس سے طلسم کشا کو دل دے اور آئینہ دار سے کہہ دینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے۔ اگر جادۂ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنی کنار میں دیکھے گی۔

شعلہ دار یہ باتیں سن کر گھبرائی مگر کیا کر سکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہوں میں اسی طرح اپنی بہن سے کہوں گی۔

یہ کہہ کر وہاں سے رخصت ہو کر مع اپنے ملازمین سمت طلسم آئینہ چلی۔ جب یہ جا چکی ملکہ برآن کو خیال آیا کہ ابھی عمرو کے لینے جانے میں عرصہ ہے کیونکہ مالک اور بندوں کے جمع ہو رہے ہیں پس ایک احسان یہ بھی خواجہ پر کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ دار سے حکم سنائے گی۔ لیکن مطیع افراسیاب ہے شاید اس طرف عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے۔ لوح طلسم کشا کو نہ دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے

اس لحاظ سے تجھ کو چلنا چاہیے۔ یہ تجویز کر کے چاہتی تھی کہ چلے۔ پھر خیال میں آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہیں۔ لوح لے کر کہاں پھرے گی چاہیے کہ مرقع تصویر لے کر دیکھ لے۔ پس یہ خیال آتے ہی حکم دیا۔ موقع شاہان جہاں لاؤ۔

ملازم حسب ارشاد حاضر لائے۔ ملکہ نے تصویر نواسے کی لقا کے فرزند قاسم خاوری خلاصہ نسل صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان ڈھونڈ کر نکالی۔ اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی' صورت تصویر چپ اور سن ہو گئی۔ نگار خانہ دل میں بمصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا۔ دیوانگی کا خاکہ ہاتھ آیا جس کی تصویر تھی اسے مصور ہولذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ مصور رشک مانی و بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اس تصویر میں رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا۔ زلف مشکبار جوزا سے ہو بہو کناں اس مرغزار مینو نشان میں رواں تھا کہ دور ایک دیوار یا قوت رمانی کی نظر آئی۔ پچھلا پہر دن باقی تھا۔ شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہاں تاب تہ تاب ہو گیا ہے اسی وجہ سے لباس ارض وغیرہ ارغوانی نظر آتا ہے۔ یہ سوچ کر آگے بڑھا کر یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھوں میں خون اترا ہے کسی گل رخسار کی محبت میں اشک خونیں رلائے گا۔

ادھر جب سیارہ دشت طلسمات ایرج خوش صفات اس دیوار کی طرف ششدر ہو کر چلا۔ یہاں تک کہ نزدیک اس کے پہنچا' دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اس کی سرخی سے لالوں لال تمام صحرا ہے۔ زینت طراز دہر نے شاید بہانہ کو پھول گلنا پوش بنایا ہے درختوں پر اس کی سرخی کا عکس چھایا ہے۔ اس دیوار کو نقش پر دیوار حیرت سے بنا' پا گل ہو کر کھڑا ہو رہا۔ دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندرنش نے صد کھینچی ہے۔ آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی حد کھینچی ہے۔ اسی فکر میں تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پروازی کی تڑانے کی صدا آئی اور دیوار میں در پیدا ہوا اس طرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرائش و زیبائش رشک فرمائے تصور جناں تھا۔ سامان عیش و راحت سے بصد تکلفات سے آراستہ نہایت پیراستہ تھا۔

ایک طرف تخت جواہر آگیں پر ایک عنبریں گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار

زلف اس کا سودا بخش خاطر زلیخائے مصر محبت و لیلائے محمل الفت ہے لمعہ آفتاب رخ تابندہ تار شعاع مہر رفعت ہے اس طرح کا جواہر کار زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہے کہ کبھی شہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہو گا' ایسا حسن دل آویز گردوں کے سات پشت کو بھی نظر نہ آیا ہو گا جفائیں اس ستم خوں ناز پرور کی جور گردوں سے کہیں بڑھ کر نازک مزاجی میں طبیعت خود پسند اس کی ٹوٹے ہوئے شیشہ دل عشاق سے نازک تر آئینہ حسن خوبی جواہر آسماں رعنائی و زیبائی کی رخشندہ اختر شتابی ازل نے بادہ ناب دلبری سے اس کو پر خمار و سرشار کیا تھا۔ باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اس کے ہمیشہ پر بہار بنایا تھا۔ طور زیبائی کی تجلی تھی۔ حرمت پان لیلیٰ تھی۔ نور دیدۂ کاشانہ وفا کی شمع پر تو رنار داد امیں یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور و ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت زار سے مسیحائی پیدا مہر پیشانی چہرۂ نورانی مژگان خنجر براں ابر و نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بودست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخاں فرخار کیا۔ جناں کے گلزار سے امیر کجکلاہ و سپاہ دلربائی شہنشاہ مفرور کشور بے وفائی داروئے درد و اشتیاق مرہم زخم جان فراق حسن سے متوالی پہلو پہلو میں اف اف کرنے والی۔

شہزادے نے اس بت دلفریب اور صنم بازینت و زیب کو دیکھ کر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر و دگرگوں ہوئی غشی طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئیں سنبھالا اور پکارا۔

کس کس نے ہم کو روکا اس در پہ ہم جو پہنچے
لغزش نے پاؤں پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا

یہ صدا اس عاشق دیدار نے جب سنی شہزادے کی جانب نگاہ کی' پہلے تصویر دیکھی تھی' اب اصل صورت جاناں نظر آئی۔ ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہائی راز کا بھیدی

شب وصل کا نو امیدی ہنس کر چھیڑنے والا ستم اٹھانے سے منہ پھیرنے والا اور راتوں کا جگانے والا' وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا' عشق کا نقشہ زینت چار بالشت سراپا چاہت کی صورت لب شیریں کا ذائقہ مند خانہ حسن کے لوٹنے میں چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہونٹ چوسنے کی آرزو میں منہ پھیلائے در استغنا کا فقیر بوسوں کا سائل حسینوں کا امیر دل لگی پر مائل دشت عشق کا جوگی ہے' کا روگی ہے' عقیق کو نیلم بنانے والا ہونٹوں پر دانت لگانے والا جس کے پہلو میں نہ ہونے سے دل کو شور و شین انتہا کا بے چین شوخ و طرار اور چلبلا ذرا سی بات پر قسمیں دینے والا نمک محبت سے مزے لوٹے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزاروں دل لوٹ لیے' کروڑوں گھر حسن کے برباد کئے۔ قید الفت میں پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقوں کی آنکھوں کا تارا۔ دل و جان سے زیادہ پیارا پری زادوں کا بناؤ' مہ جبینو ں کا کھیل' نازنینوں

کے دل کا رکھ رکھاؤ' ہر دل کو اسی سے شکیب عاشق پر فریب معشوق پا زیب۔

ملکہ یعنی برآن جو لوح دینے آئی تھی۔ یہ اسی نے دیوار یاقوت بنائی تھی۔ اسی وقت سراپا پری تمثال شہزادہ بیمثال دیکھ کر غش ہو گئی۔ کنیز جو ہمراہ آئی تھی۔ اسے شہزادہ کی طرف اڑ کر کے گلاب چھڑکا جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزوں کو فرمایا۔ اس شخص کو جا کر دریافت کرو کہ تم کون ہو' کہاں سے آئے ہو۔

کنیز جب فرمان خدمت ایرج میں آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی۔

شہزادے نے کہا' کہہ دینا یہاں کاروان ناکام تمام ہو چکا۔ اس بے اعتنائی سے خوب آپ کا نام ہو چکا۔ ماشاء اللہ تم کڑی کمان گا تیر ہو' ہم بے خبر آ کر دام عشق میں اسیر ہوئے کبھی شہنشاہ تھے۔ شاہوں کے شاہ تھے۔ اب جنگل میں مسکن ہے۔ افسوس نبیرہ حمزہ ہے۔ اور یہ بن ہے سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔ یگانہ بیگانہ نے رشتہ الفت توڑ دیا۔ اب خدائے واحد ہمراہ ہے۔ لب پر نالہ و آہ ہے۔ کنیز نے یہ تقریر سن کر کہا۔ میاں

تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا۔ خیر میں جاتی ہوں اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہوں۔

URDU4U.COM

یہ کہہ کر ہنستی چلی گئی اور ملکہ سے جا کر عرض رسا ہوئی۔ واری' انہوں نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتوں کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کی کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ خود بلا کر پوچھئے۔

ملکہ نے کہا۔ "اچھا' بلا لا۔"

کنیز پھر آئی اور کہا۔ "چلئے آپ کو بلاتی ہوں۔ شہزادہ اس کے ساتھ سامنے ملکہ کے گیا۔ ملکہ نے شہزادے سے کہا' تشریف رکھئے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلایئے۔

شہزادہ اجازت پا کر پہلو میں ملکہ کے جا بیٹھا اس نے شرما کر سر نیچا کر لیا گیا ہوا دل پھر پہلو میں آ گیا۔

آہستہ سے فرمایا۔ "آپ کی چالاکی کے صدقے اچھا فرمایئے آپ کیا مطلب رکھتے ہیں۔"

شہزادے نے کہا۔ "اے ملکہ' حال مبتلائے فراق بہت تباہ ہے' اس کا خدا گواہ ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "تو آپ کے سائے سے خدا بچائے' ذرا ہٹ کے بیٹھئے' ایسا نہ ہو کہ مجھ پر کہیں پرچھاواں پڑ جائے۔

شہزادے نے کہا۔ مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہے وہ تنگ راحت ہوں کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہے۔

ملکہ نے جواب دیا۔ تمہاری ملاقات کیا گویا جی کا جنجال ہوئی میں آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی۔

شہزادہ بولا۔ بس اب نہ ٹالو ہماری طرح ہمیں پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو۔

ملکہ جواب دہ ہوئی۔ چہ خوش ابھی تو آپ اور دکھڑا کہتے تھے۔ اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوئے۔ خوب پاؤں پھیلائے۔ اب صاحب' تم جس پر مرتے ہو وہی تم کہ مبارک رہے۔ ایک تو قید الم سے چھڑا لو' جب دوسری پر آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے کہ ایک تو اس پر دشمن رہے اور عاشق اس کا دوسرے سے مزے اڑائے۔ واہ

واہ آپ کا بھی عشق دیکھا۔
شہزادے نے کہا' اے بحر الفت والے دریائے محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب ایسا نہ خطاب کر دل کا حساب لے۔ ابھی اللہ اپنے سوال کا جواب لے جس کی الفت میں صحرا نورد ہیں نہ اس کو چھوڑوں گا نہ تیرے عشق سے منہ موڑوں گا۔ میں اس لیے پیدا ہوا ہوں کہ سختیاں ہمیشہ سہوں گا۔ ملکہ نے یہ سن کر ایک قہقہہ مارا اور کہا۔ یہ شرکت اچھی نہیں کہ

میں اس طرح کا دل لگاتی نہیں
یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہیں

شہزادے نے جب نام دل لگانے کا سنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا۔ اے حور شمائل اے راحت دل پری رکھائی سے عیش درہم برہم ہو گیا۔ دیکھ تو میرے دل کا کیا عالم ہو گیا۔ جانی میں دل نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہوں' بے پروائی سے مر جاؤں گا۔ جی سے گزر جاؤں گا۔ دیکھ تو میرا دل کیا مزے دکھلاتا ہے۔ یہ نیا خریدار کیا رنگ لاتا ہے۔
ملکہ نے کہا۔ صاحب نچلے بیٹھو' یہ ڈھے پڑنا ہونا اچھا نہیں۔ لو خیر میں کہہ دیتی ہوں کہ ہاں میں بھی تم سے محبت رکھتی ہوں۔ بس اب زیادہ عشق نہ جتاؤ' بک بک کر میرا مغز نہ پھراؤ۔ تمہارے رونے پر کلیجہ کانپتا ہے۔ جی ہانپتا ہے۔
شہزادے نے کہا۔ بارے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبہ دل نے اثر دکھلایا۔
ملکہ یہ سن کر چپ ہو رہی۔ شہزادے نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی۔ ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچ کر جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا۔ شہزادے نے کہا۔ اے غارت گر ہوش و خرد تیرا دین کیا ہے؟
ملکہ نے ہنس کر کہا۔ کافریشی اور ستمگاری اپنے مذہب میں روا ہے۔ جو کوئی ہم سے

دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا ساجد بنے' ہمارا آئین اختیار کرے۔

شہزادہ یہ کلام سن کر سن ہو گیا۔ پھر دل سے کہا گو اس کی محبت میں جان بھی جائے لیکن دین اسلام میں رخنہ نہ آئے۔ یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ اٹھے' ملکہ اس کے بشرے سے ناراضی پہچان کر ہنسی اور کہا۔ "صاحب آپ خفا نہ ہوں میں شریک عمرو عیار ہوں اور وہ میرے ہی گھر میں آج کل تشریف فرما ہیں۔ پس مجھ کو مطیع اسلام سمجھئے اور شراب نوش کیجئے۔

یہ سننا تھا کہ شہزادے کا رخ انور لیسان بادۂ احمر بشاشت سے سرخ ہو گیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لے کر پیا دور جام احمر شروع ہوا۔ اس عرصے میں بزم پر نور انجم افلاک میں ساغر گردش پزیر ہوا اور جام زریں آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب میں دھرا۔

برآن نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی مٹا دی اب کوسوں تک وہی دشت پر فزا جس کا ذکر اول ہوا نظر انے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا۔ زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا۔ نہریں اور چشموں کی تراوٹ گرمی کی فصل یونہی خنکی صحرا کا سناٹا' محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خواری سبحان اللہ اس مزے کوئی شوریدگان دشت سبت کے دل سے پوچھے' وہ چاند پر لکہ ابر کا آ جانا دشت میں نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت دور کا چمکنا عجب کیفیت دکھاتا۔

رات بھر شعل بادہ کش رہا۔ شہزادہ اس ماہتاب تاباں کو بغل میں بے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا۔ ران سے ران ہمسری کرتی رہی۔ بوسوں نے مسی ہونٹوں کی چھڑوائی آخر وقت آیا کہ شاید روز کے عارض پر نور مشاطہ قدرت نے گلگونہ شفق ملا ارلب سحر پر کہ مستی مالیدۂ سواد شب تھے لالی جمائی۔

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی۔ شہزادے نے بھی اپنی حالت تباہ کی۔

ملکہ نے فرمایا۔ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا۔ میں فخر کوکب' روشن ضمیر' بادشاہ

طلسم نور افشاں ہوں' تجھ کو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی۔ یہاں رام محبت زلف گیرہ گیر میں اسیر ہوئی۔ خیر یہ محبت اپنی جتانا یاد رکھنا۔ یہ لوح حاضرت اور طلسم فتح کر کے اپنے لشکر میں پھر جاؤ۔ نظر بفضل کریم کار ساز رکھنا وہ خدائے بزرگ و برتر جب کبھی ہم کو ملائے گا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک نور تم سے ملنے کا نکلا ہے کہ باپ میرا شریک عمرو ہوا ہے جو فلک کو برا نہم معلوم ہوا اور عمرو سے اور میرے باپ سے دووستی رہے۔ پھر البتہ تم سے ملاقات ہو گی۔ ورنہ ہم کہاں اور تم کہاں۔ دیکھئے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ جان جاتی ہے یا محبوب ملتا ہے۔

یہ کہہ کر سارا حال عمرو کا پہلے جاں سے اٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اس کا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی۔ پھر رو کر کلمہ الفراق زبان پر لائی۔ غم مفارقت سے بیتاب ہو کر رونے لگی۔

شہزادے نے اس مہ پارہ کو گلے سے لگایا' فرمایا۔

اے مجبوروں کی تسکین دینے والی اسے مشتاقوں کی خبر لینے والی ہماری دل انکاری مبارک ہو۔ ہمیں بے قراری مبارک ہو۔ ہمیں اس جنگل میں تڑپیں گے کون اٹھائے گا۔ تجھے یاد کر کے جب روئیں گے کون سمجھائے گا۔ اب ہم کو گلستان جدائی کی بہار دیکھنا ہے۔ فضل خزاں میں لطف لالہ زار دیکھنا ہے۔ سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائے گا۔ ہر تختہ لالہ باغ کو شرمائے گا۔ ساعد نازک آپ کا یاد کر کے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہو گا۔ ساق نہال قامت کو یاد کر کے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہو گا۔ کیونکہ اپنے رخسار رشک گلشن دکھایا۔ اے عندلیب حدیقہ ناز کیوں برنگ بلبل مجھ کو تڑپایا کہ استخوان میرے ابھی سے لسیان شمع روشن سوز فراق سے جلتے ہیں۔ منہ سے بات کرنے میں دھوئیں نکلتے ہیں۔ سچ ہے آپ کا کچھ قصور نہیں' تقدیر میں یہی تھا۔

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادہ دلدادہ سے سن کر کہا۔ اے معشوق کے منانے والے ہر بات پر صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقوں کے سرتاج تیری باتیں جب ہم کو

یاد آئیں گی تو آٹھ آٹھ آنسو ہجر شب میں رلائیں گی۔ تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھ کر دیوانہ پن بھی کرو گے بلبل نمط نالہ و شیون کر کے بصد یاس دل پر ارمان کی بھڑاس بھی نکالو گے۔ ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی میں گھٹیں گے حسرت سے ایک ایک کا نہ دیکھیں گے کچھ کہہ نہ سکیں گے جب تیری صورت کا خیال آئے گا۔ خواب میں بھی دیکھنا محال ہو جائے گا۔ غنچہ سر بستہ کی طرح خاموش رہیں گے دل پر خون میں ارمانوں کے جوش رہیں گے۔ دل کہیں اور ہمیں کہیں یہ سامان بے خبری نظر آتے ہیں' کیا کہیں بہت پچھتاتے ہیں۔

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھ کر اور لوح شہزادے کو دے کر آخر کار روانہ ہوئی یہ محو دیدار ہمہ تن واصل دلدار نرگس دار اس وقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جب تک تخت اس پری کا بلند نہ ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس دوراں پنہاں ہو گئی اس سلیمان بزم ماتم آسمان پر غم ٹوٹ پڑا بسان شبنم فرش خاک دشت پر گرا اور مثل گوہر بحر چشم عاشق گوہر جان کو خاک میں ملاتا تھا۔ دامن صحرا کو بھگوتا لخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا۔

ادھر ملکہ اشک ریزاں و نالہ کشاں ہوئی۔ داغ عشق پر دل آہ پر لب بصد رنج و لقب رواں تھی۔ سرگرم فغاں تھی۔ وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا۔ نسیم سحر کا چلنا غنچہ زخم ہائے خاطر حزیں کو کھلاتا تھا کسی دل رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا۔ آفتاب کا طالع ہونا شاہد و دہر کا دیدۂ پر خون دکھائی دیتا تھا۔ روئے سحر پر زردی چھائی تھی۔ دھوپ نہیں نکل آئی تھی۔ کلیاں پھولوں کی خاموش بسورتی نظر آتی تھیں۔ آنکھیں نرگستان میں گھورتی نظر آتی تھیں۔ جب پپیہا کہاں کہتا تھا۔ ملکہ کا جی کہاں قابو میں رہتا تھا مور کی چنگھاڑ شیون فریاد عاشق کا مزا یاد دلاتی تھی کوئل کی کوک دل میں ہوک اٹھاتی۔ اس کشتہ فرقت پر غش طاری ہوتا۔ جب ذرا ہوش میں آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے

سیل خون بہاتی۔

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو روئے تابناک پر ابر غم چھا جاتا تھا۔ بسان گل مرجھا جاتی تھی۔ ہونٹ چاٹنے لگتی تھی۔ دل بے قرار پہلو میں دلدار کو ڈھونڈتا تخت اڑ کر طلسم کی طرف جاتی۔ مگر سحر الٹا زبان سے نکلتا۔ تخت شہزادے کی طرف چلتا۔ کنیز ہمراہ کی عرض کرتی۔ واری کا ادھر چلئے تو چونک جاتی اور اسی صحرا کی طرف جہاں اپنے شیدا کو چھوڑا ہے منہ کر کے فرماتی۔

نہ سمجھے گا زمین کو واں کی فرش خواب کوئی بھی
نہ اس ظلم و ستم کی لا سکے گا تاب کوئی بھی
بہائے گا نہ آنکھوں سے کبھی خون ناب کوئی بھی
خفا سے اس کی ٹھہرے گا نہ اے تواب کوئی بھی

آخری اسی طرح بصد آہ و زاری و بہزار بے قراری طلسم میں پہنچی اور صدر عزت پر بیٹھ کر تیاری استقبال عمرو میں مصروف ہوئی۔ مگر اس طرف مجروح خنجر ادا دند لوح تیغ جفا ایرج دلدادۂ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ شیفتہ جمال ملکہ رو پیٹ کر غم دل فرقت کاہش میں لے کر مع لوح طلسم آگے چلے۔ وہ نور کا تڑکا ہے کہ ٹھنڈی ہوا' یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی رو سپیدہ آہ بھرتا ہے۔ سرد مہری فلک نے کافور سحر کار ہم بہر زخم دل و جگر بنایا ہے سوزش دل داغ دل کے لیے آفتاب کا پھاہا چڑھانا چاہیے۔ وہ سہانا جنگل اس گلرو کے جانے سے سونا سونا ہو گیا تھا۔ ہر کوہ فرہاد کی طرح سر سے جوئے خون بہاتا تھا۔ جب آفتاب کا عکس آتشباز قلعہ کوہ میں نظر آتا تھا۔

شہزادہ جوش وحشت میں دامن صحرا کی دھجیاں اڑاتا تھا۔ جب بشکل قیس غبار برباد کرتا تھا۔ نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا بنتا تھا۔ ہر برنگ جور شاہد بہار

سے برنگ عاشق ہاتھ ملتا نظر آتا تھا شگوفے ہنستا یار گلغدار کھلکھلا کر یاد دلاتے رونی صورت بنا کر رلاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا۔ اوس درختوں سے ٹپکتی باہر نخلی روتا تھا جو شجر دشت و بغل یکدیگر نظر آتا تھا۔ یہ مہجور جانتا تھا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہے مگر یار کا بغل گیر ہونا اس کو بھی یاد آتا تھا۔

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور رات کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھایا۔ تھک کر ایک جگہ پڑ رہا۔ فرش ناک پر لوٹنے لگا اور باد صبا سے باتیں کرتا تھا۔

اس رنج و الم میں جب تیسرا پر ہوا اور سہانا وقت صحرا میں تھا۔ درخت ہرے گلہائے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے۔ یہ بیچارہ یاس و حرماں کا بار دوش امید پر اٹھا کر آگے بڑھا' مگر مگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گزرا کہ دہنہ طلسم پر یعنی درہ کوہ میں جو سیارہ و شاہ پور کھڑے تھے گویا ہوئے۔ اے حنظل ہم بھی طلسم میں جاتے ہیں کہ کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہے پھر ڈرنا بیجا ہے۔ رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال میں انسان شریک رہے۔ حنظل نے کہا۔ اگر تم جاتے ہو تو میں بھی چلتی ہوں۔

یہ کہہ کر مع عیاروں کے داخل درۂ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل میں پہنچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہاں ملاقی ہوئے تھے۔ دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہیں شراب کی بوتلیں اور جام اوندھے ہیں گویا اہل انجمن کی یاد میں سر جھکائے کچھ سوچتے ہیں۔ پھول لالے کے داغ دل دکھا رہے ہیں۔ زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ اسی جگہ سے کسی کو داغ دل نصیب ہوا ہے۔

حنظل نے کہا۔ اے سیارہ یہاں معلوم ہوتا ہے کوئی بیٹھا تھا۔

یہ کہہ کر خاک اٹھا کر سونگھی اور خوش ہو کر کہا۔ شہزادے کے قدم مبارک کا پتہ ملتا ہے۔

غرضیکہ تخت سحر پر بیٹھ کر بعجلت تمام تر چلی اور ایک جگہ پر پہنچ کر صدائے نالہ و فریاد اس نے سنی کہ کوئی مجنوں دشت الفت کراہتا ہے۔ غم دل زبان پر لاتا ہے۔

حنظل اور عیار اسی جگہ اترے۔ شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا۔ حنظل اور عیاروں نے روبرو آ کر تسلیم کی اور مزاج پوچھا۔

URDU4U.COM

شہزادے نے کہا۔ حالت طلسمی مجھ پر طاری ہے اسی وجہ سے بے قراری ہے۔ لوح طلسم فضل خدا سے میں نے پائی ملکہ برآن دختر کوکب نے بھجوا دی۔ اس لیے کہ عمرو کا کوکب شریک ہوا ہے سارا حال جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی ہے اور میں اس پر عاشق ہوا ہوں یہ اس لیے نہیں کہا کہ ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا۔

الحاصل لوح ملنے سے کہ حنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہیں اسی طرح شاہ جاوداں کو بھی یہ قتل کریں گے۔

غرض یہ سب مل کر مع شہزادہ ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے۔

مگر حال سنئے کہ جب تک برآن صحرائے طلسم میں رہی اس صحرا کے محافظ ساحر وابستہ سحر ملکہ رہے جب ملکہ چلی گئی۔ اس وقت بسبب لوح کے شہزادے کا وہ کچھ نہ کر سکے مگر خدمت آئینہ دار میں گئے اور مجرا کر کے عرض پیرا ہوئے۔ اے بادشاہ عالی جاہ طلسم کشا صحرائے طلسم میں داخل ہوا اور جب سے صحرا میں آیا ہے ہم لوگوں پر عجب سانحہ گزرا کہ سحر فراموش ہو گیا اور جب گھر سے نکلے تھے تو سوائے ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ میں باہر آنے سے تاریکی نظر آتی تھی۔ حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نہ کر سکے۔ آج ہم کو سحر بھی یاد آیا اور ہم نے اس کو گرفتار کرنا چاہا مگر اس کے پاس لوح طلسم ہے ہم کچھ نہیں کر سکتے باقی خیریت ہے۔

یہ سننا تھا کہ آئینہ بد حواس ہو گئی اور چاہتی تھی کہ خود جائے اس وقت بہن اس کی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آ کر پہنچی اور بہن سے ملی حال پوچھا۔ آئینہ نے کل کیفیت بیان کر کے مستفسر ہوئی۔ بہن ملکہ برآن کا حال تو کہو کہ وہ کس

طرح ہیں؟

شعلہ نے کہا۔ کیا حال ان کا پوچھتی ہو وہ تو شریک مسلمانان ہوئیں۔ عمرو عیار وہاں آیا ہے۔ اسی کے استقبال کو تمام ناظم بلائے گئے ہیں۔ بڑی تیاری ہو رہی ہے تمہارا خط میں نے دکھلایا تھا ملکہ کو۔ انہوں نے مجھ بتاکید حکم دیا کہ جا لوح ابرج کو دلا دے۔ اس کیفیت کو سن کر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا۔ معلوم ہوا لوح طلسم کشا کو ملکہ نے لوح دار سے دلا دی۔ محافظان صحرا بھی عرض کر گئے ہیں کہ لوح اس کے پاس ہے۔ اے بہن تم جا کر دریافت تو کرو کہ لوحدار کس فکر میں ہے۔ میں فکر گرفتاری طلسم کشا کرتی ہوں۔

شعلہ دار اس کے کہنے سے لوح دار کے مکان پر گئی اسے تعظیم کر کے بٹھا دیا۔ حال پوچھا' اس نے سارا حال برآن اور عمرو کا بیان کیا۔ لوحدار تو واقف ہو چکی ہی تھی۔ اب تصریح دار حال سن کر گویا ہوئی۔ اے بہن شعلہ دار ہم تم کو لازم ہے کہ طلسم کشا سے چل کر مل جائیں کیونکہ ایک تو مسلمان صاحب اقبال ہوتے ہیں۔ دوسرے کوکب ایسا بادشاہ جب ان کے شریک ہو گیا۔ پھر اس طلسم کا بچنا غیر ممکن ہے۔

شعلہ دار نے کہا۔ "آئینہ مجھ کو مار ڈالے گی۔"

لوح دار بولی۔ "جب لوح طلسم کشا پاس پہنچے گی تو آئینہ کیا کر سکتی ہے۔ پھر اس میں کیا طاقت رہے گی۔ ہاں افراسیاب سے مدد طلب کرے اور وہ خود آئے تو شاید آئینہ لڑ سکے۔ سو افراسیاب کا مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہے۔ میں بہن تمہارے بھلے کو کہتی ہوں اگر تم کو اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور میں تو تم جانتی ہو ہمیشہ سے مطیع کوکب ہوں۔ جس کا وہ شریک ہے۔ اس کی میں بھی شریک ہوں۔ شعلہ دار کو سمجھانا اس کا پسند آیا اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے پس گویا ہوئی۔ اچھا اے لوح دار' جو تم نے کہا' مجھے منظور ہے۔

لوح دار نے کہا۔ تو اسی وقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا میں چل کر ٹھہرو

کیونکہ کچھ دیر میں بموجب ہدایت لوح کے طلسم کشا آیا چاہتا ہے اور جب وہ یہاں آ جائے گا اس عذر میں ایسا نہ ہو کہ ہماری بھی جان جائے۔

شعلہ دار نے کہا۔ اچھا' چلو۔ لوحد نے اپنے ملازمین کو تمام مکان سپرد کیا اور ان سے کہا۔ میں ایک کام کو جاتی ہوں۔ تم ہوشیار رہنا۔

یہ کہہ کر کچھ زر و جواہر لے کر مع شعلہ کے اس صحرا کی طرف جہاں ملکہ نے اس کو بلایا تھا چل خیال میں گزرا کہ طلسم کشاہ ہنہ طلسم پر جو صحرا ہے اس جا ہو گا۔

یہ سوچ کر اسی طرف روانہ ہوئی۔ ایک جنگل تک پہنچی کہ راہ میں ایک درخت کے نیچے چند آدمیوں کو بیٹھے پایا یہ ان کی سمت بڑھیں۔

ادھر حنظل نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہیں۔ شہزادے سے کہا۔ آپ الگ ہو جایئے۔ چند ساحر آتے ہیں ان کا حال معلوم کرتی ہوں کہ کون ہیں۔ یہ کہہ کر آگے بڑھی ایک تاریخ سحر پڑھ کر مارا۔

لوح دار نے دستک دی کہ نارنج زمین پر گر گیا اور اس نے پکار کر کہا۔ بارادہ اطاعت ہم آئے ہیں۔ کوئی دشمن نہیں ہیں بلکہ ہم ملازمان ملکہ برآن ہیں۔

یہ سننا تھا کہ شہزادے نے حنظل کو منع کیا اور آپ آگے بڑھے۔ لوح دار نے دوڑ کر سر پاؤں پر رکھ دیا۔ شہزادے نے سر اس کے سینے پر لگایا۔ پھر شعلہ دار کی ملازمت ہوئی۔ جب یہ دونوں حلقہ اطاعت میں آ چکیں لوحدار جادو عرض رسا ہوئی۔ حضور نے تامل و رباب طلسم شکن کیوں فرمایا۔ ہر چند کہ آپ کا آئینہ اقبال تو فلک غدار مکدر نہیں کر سکتا ہے لیکن دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے۔

شہزادے نے اس کے کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا۔ اس میں کچھ معلوم نہ ہوا اور واضح ہو کہ لوح طلسم کی مثل قرعہ و مال کے ہوتی ہے۔ جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہے۔ ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اس کے باطل کرنے کا ماجرا حکما نے لوح طلسم میں رکھا ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ چار نقطہ اس طرح

پردے ------- ان کو اس طرح پر منقسم کیا کہ اول نفسہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک۔ پس ان ہی چار نقطوں کو چار میں ضرب دیا تو چار چوک سوار ہوئے۔ سولہ شکلیں بنا کر قرعہ میں کندہ کیں اور ان شکلوں کو تمام عالم سے حسب مزاج عناصر ممنسوب کیا۔ یعنی آتش شکل مشرق سے منسوب کیا اور مزاج گرم سے اور بیماریوں میں صفرا سے قس علی ہذا جو اشیاء کہ آتشی ہیں اس شکل اسی سے نسبت دی اور اسی طرح بادی شکل ک بادی چیزوں سے اور آبی کو آبی چیزوں سے اور خاکی کو خاک چیزوں سے نسبت دیا۔ پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہے جس طرح کی شکلیں قرعہ میں آتی ہیں ویسا ہی حال دریافت کرتا ہے کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے۔ مگر تمام عالم کا حال اس سے آئندہ زمانہ کا بتلا سکتا ہے۔ ویسے ہی لوح بھی حکما نے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع وہی ہوتے ہں اور اس کے ہر چیز کی پیدائش کی اطلاع رکھتے ہیں۔ پس لوح میں کچھ نشان ایسے بنا دیتے ہیں جس سے حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس طرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہو گا طلسم کشا کے دل پر خدائے تعالیٰ ان خطوط کو اور نکات کو ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس حال کو دریافت کر کے طلسم توڑتا ہے اور سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہیں پڑھ سکتا۔ جس کی قیمت میں وہ طلسم فتح کرنا ہو گا۔ اسی پر حال لوح ظاہر ہو گا اور یہ بھی قید ہے واسطے فتاح طلسم کے کہ وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے واقف ہو اور مثل رسم و اسفند یار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم میں زور رکھتا ہو' جب طلسم فتح کر سکتا ہے اور پہلے رجوع بعالم غیب کر کے معلوم کرے کہ میں توڑنے والا اس طلسم کا ہوں یا نہیں۔ اگر بشارت ہو کہ ہاں یہ طلسم تم فتح کر سکو گے اس وقت قصد اس کا کرے اور اگر مبشر یہ بشارت نہ ہو تو ہرگز عزم نہ کرے۔

## • ماہی سنکمیں طلسم

اس لیے جب اسد کو طلسم ہوشربا میں امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زاروں سے دریافت کر لیا تھا کہ طلسم ہوشربا کی فتح کس کے نام سے جب خواجہ زاروں نے اسد کا نام بتلایا۔ اس وقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے سر علم سے ماہر اور شجاع اور نسل پیغمبر جناب ابراہیم علیہ السلام سے ہیں۔

URDU4U.COM

الغرض آتا ہوں میں مطلب پر کہ شہزادہ ایرج نے جب دیکھا کہ حرف لوح ظاہر نہ ہوئے۔ خیال میں گزرا کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے نہیں پائی۔ شاید تو فتاح طلسم نہیں ہے۔ پس آج رات کو عبادت صائغ طلسم عالم کر کے فیض یاب بشارت سے ہونا چاہیے۔ یہ سوچ کر چاہا کہ مصلے بچھائے پھر خیال میں آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہ ہوتا تو یہ سامان بہم نہ پہنچتا۔ یعنی یکایک لوح نہ ملتی تیغہ سحر دستیاب نہ ہوتا' شہزادی طلسم کی تیرے عشق میں قید نہ ہو جاتی۔ یہ سب آثار فتح طلسم کے ہیں اور اسی کو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے۔ پس یہی سوچ رہا تھا کہ لوح دار نے بڑھ کر دست بستہ عرض کیا۔ حضور کے چہرہ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہیں۔ اس کا کیا باعث ہے۔ شہزادے نے فرمایا۔ اے لوحدار میں نے لوح کو دیکھا تو اس میں کچھ ظاہر نہیں ہتا۔ اسی فکر میں ہوں کہ کیونکر طلسم توڑ دوں۔

لوحدار نے یہ سن کر عرض کیا۔ واری یہ طلسم سخت زیادہ ہیں۔ بانیاں طلسم نے لوح یہ بنا کر اس کو تاریک کروایا ہے۔ اور اس کی لاک یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا ہے اس دریا پر جا کر لوح کو جب طلسم کشا دکھائے تو اس میں دریا سے مچھلی نکلے گی کہ نام اس کا سنکمیں طلسم ہے۔ واقعی اسم بامسمی ہے پس جب مچھلی باہر

دریا سے آئے تو اس کے دو ٹکڑے کرے اور اس کے خون سے لوح کو دھوئے جب لوح میں حرف پیدا ہوں گے۔

یہ کنیز ازبسکہ لوحدار تھی اس وجہ سے حال جانتی تھی آپ ایسا ہی کہئے ککہ اسی دریا کی جانب روانہ ہو جائیے۔

URDU4U.COM

شہزادہ یہ بیان سن کر بہت خوش ہوا اور بموجب اس نے بتلائے کہ اس جانب چلا۔ یہ سب بھی مل کر بزور سحر اڑے اور غضب شہزادہ چلے۔ عیار بھی دونوں پراگندہ ہو کر بطور مخض چلے۔

شہزادہ سیر طلسم کرتا کہیں کوہ کہیں کہیں دریا کسی جا دشت پر فضا دیکھتا رواں تھا۔

آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اسی دریا پر گزر ہوا کہ جس کا پتہ لوح دار نے بتایا تھا کہ ایک دریائے زخار و قہار کو دیکھا کہ ایک ایک سوچ اس کی بسان کوہ بلند ہوتی ہے حباب قہر سے آنکھیں نکالے ہیں گرداب گردش بد بختاں یاد دلاتے ہیں۔ بحہ و نطمہ گھبرائے ہوئے دل کی طرح جوش مارتے ہیں جیسے دل کو کھلاتے ہیں حباب اس کی رشک حباب آسمان چشمہ خورشید روبرو اس کی عظمت و جلال کے لرزاں فرط ندامت سے برج آبی میں آ کر سرد ہو جاتا ہے۔ چہرہ اس کا تمام زرد ہو جاتا بلکہ اسی دریا میں غیرت سے ڈوبا نظر آ جاتا۔ جانوراں آبی اس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے جو سہ پہر کو شکار کرتے بلکہ ان کے خوف سے کرگس فلک اور سیرغ قاف آشیانہ اور گھونسلے سے چرخ بریں کے باہر نہ نکلتے۔ ماہی زمین روبرو نہنگ دل تنگ ہو کر زمین پوشیدہ سرطان فلک مقابل سرطان سما ہوا عکس آسمان جو اس بحر میں ظاہر ہوتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایاں آسمان غیرت سے پانی میں ڈوب گیا ہے۔

ایرج اس قلزم بے پایاں کے کنارے ٹھہرا تھا کہ حنظل لوح دار اور شعلہ دار پہنچیں اور عیار بھی آئے اور لوحدار نے عرض کیا۔ اے شہر یار کوئی دم میں آئینہ یہاں آئے گی اور بکھیڑا مچائے گی آپ عیاروں سے فرمائیے کہ صحرا میں پراگندہ ہو کر صورت بدل کر پھریں اور آپ کے حال کو دیکھیں رہیں۔ وقت بد پر آپ کے پاس آ جائیں

اور مجھ کو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید تم سے طلسم لوح کبھی جاتی رہے تو بزور اس سحر کے احاطہ بنانا اور اس میں بیٹھ رہنا' تجھ کو گرفتار نہ کر سکے گا۔ بس میں کنارے اس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بنا کر مع حنظل و شعلہ کے اس میں بیٹھوں گی۔ جب آپ طلسم فتح کر لیں گے۔ اس وقت حاضر ہوں گی۔

شہزادے نے یہ رائے پسند کی اور اس کو اجازت دی۔ لوحدار وہاں سے چلی اور ایک جگہ محکم و استوار دیکھ کر ترسوں سے گردا گرد اپنے دور تک کنڈلی کھینچا اور اس میں بیٹھ کر کچھ دیر میں وہ کندلا چار دیواری سنگ زیادہ کی بن کر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بنا کہ دژ روئیں شاہ ارجاسپ چین بھی سامنے اس کے پست و ناپائیدار تھا۔

اس حصار میں لوحدار اور وہ دونوں ساحرہ مقیم ہوئیں اور عیار بھی جنگل میں جا کر صورتیں بدل کر شہزادے کی خبر گیری کرنے لگے۔ یعنی قریب اسی دریا کے پھرنے لگے۔ یہاں تو یہ ماجرا گزرا اور ادھر جب شعلہ دار کو گئے ہوئے عرصہ گزرا آئینہ نے کتاب طلسم آئینہ نکالی اس میں دیکھ کر معلوم کیا طلسم کشا سمت دریائے مغرب جاتا ہے لوح دار نے لوح اس کو دے دی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے۔ یہ دیکھتے ہی اس پر غضب طاری ہوا اور اسی وقت نفیر سحر بجائی۔ افسران فوج نے حکم تیاری لشکر دیا۔ تین لاکھ ساحر غدار بازور بط و فیل و اسپ و ابر سحر تیار ہو کر سوار ہوا۔ برقیں اڑنے لگیں۔ آندھیاں بڑے زور و شور سے پیدا ہوئیں۔ مال و تیل کے شعلے اڑنے لگے۔ ڈمرو اور نفیرو ناقوس بجنے لگے۔ سامری و جمشید کی جے کی صدا بلند ہوئی۔ آئینہ بھی تخت بھی تخت سحر پر بیٹھ کر بصد قہر و غضب چلی۔

شہزادہ یہاں لوح کا دوڑا پکڑ کر دریا میں ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صدائے دہل و نقارہ سے زمین تزلزل آشکار ہوا اور بروئے ہوا۔ دریائے آہن موج مارتا نظر پڑا یعنی دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہے اور تین لاکھ

ساحر پشت پر اسباب سحر اور آلات حرب سے درست رواں ہیں۔ روئے آفتاب چھپا ہے اس قدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکار و غدار ہے سحر میں جمشید روزگار ہے کانوں میں کنڈلی ڈالے ہیں۔ صورت ہیبت ناک ہے منہ کالے ہیں' سحر میں آفت کے پرکالے ہیں۔

شہزادہ ان کو دیکھ کر ٹھہرا تھا کہ آئینہ تخت سے اتر کر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری گویا ہوئی۔ اے شہر یار گردوں وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اس مچھلی کو نہ نکالیے۔ مجھ سے باج و خراج لیجئے اور مجھ کو اپنی کنیز جانئے۔ ملکہ بلور کو بھی میں نے چھوڑ دیا۔ یقین ہے کہ خدمت میں آئیں گی آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم میں تشریف فرما ہو جایئے تا کہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جائے۔

شہزادے نے یہ تقریر سن کر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہے تو پھر کیا ضرور ہے کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجئے اور اس کے ملک کو برباد نہ کیجئے۔ یہ سوچ کر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے۔ اس وقت عیار جو ساحر بنے ہوئے تھے اور پھر رہے تھے۔ فوج آتے دیکھ کر قریب شہزادہ آئے اور گفتگوئے آئینہ سن کر پکارے۔

اے شہزادے اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی۔ معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے۔ اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ کیوں نہ لائی۔ اچھا اس سے کہئے تو ٹھہر میں مچھلی نکال لوں اور لوح دھو لوں تو تیرے ساتھ چلوں۔ یہ کہہ کر عیار غائب ہو گئے۔ اور شہزادہ ہوشیار ہو گیا۔ اور آئینہ سے وہی کہا جو عیار کہہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب نہ گرفتار ہو گا۔ بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو' اس کو۔

فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح کو دریا میں ڈالا۔ لوح دریا میں پڑنے سے ایک شور و غل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے نبرد کمان سے نکلے اور فوج پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنا رکا اور ایک مچھلی دریا سے نکل کہ جس کو دیکھ کر اژدر دماں کا بھی زہرہ آب ہو جاتا۔ حوت فلک کلمہ الامان زبان پر لاتا۔

وہ مچھلی نہ تھی وہاں اژدھا
جسے دیکھ ثور فلک کانپتا

شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اس کے دو ٹکڑے ہوئے اور لب ساحل سیل خون جاری ہوئی۔

URDU4U.COM

شہزادے نے لوح اسی خون میں دھوئی۔ پھر شور و غل بلند ہوا بعد لحہ کے جو دیکھا تو مثل خاطر صافی دلان منورہ روشن ہے اور بسان قمر نور آگیں ہے۔ لوح طلسم آئینہ کی خون ماہی سے صیقل ہوئی۔ اب صورت مطلب اس میں نظر آنے لگی۔ لیکن جیسے ہی لوح روشن ہوئی۔ وہ پتلے جو لڑ رہے تھے پھر دریا میں کود کر غائب ہو گیے۔ لشکر ساحران شہزادہ پر حملہ آور ہوا۔

شہزادے نے لوح کہ اس میں حمد الٰہی اول و نعت رسالت پناہی تحریر تھی۔ پھر خطوط طلسمی ظاہر تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اسے فاتح طلسم والے سیارایں عجائبات جس وقت شورش بحر فوج کنارے دریا کے دیکھنا اس دعا کو گو دعائے قمر ہے پڑھ کر اس فوج کی جانب پھوکنا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے اور لوح کو حکماء نے شرف قمر میں بنایا اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر کا برج ثور میں تیسرے درجہ پر شرف ہے اور قمر دشمن مشتری ہے پس بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے اسی سبب سے مچھلی کے مارنے کا اور اس کے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت تھی جو پتلے دریا سے کماندار نکلے تھے۔ اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی۔ لازم ہے کہ دعائے قمر پڑھ لے۔

شہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا اس میں معلوم ہوا کہ برج ثور میں برج زہرہ ہے اور اسی میں قمر کو شرف ہے اور اسی باعث سے پریاں آئینے لیے نکلی تھیں۔ اب تجھے چاہیے کہ یہی دعائے قمر بساعت قمر پڑھ کر اور درود مسعود جناب پیغمبر خدا ﷺ پر بھیج کر

زمین ہے وہ ہر ایک بسان تعر دونخ منہ کھولے غار وہاں کے مثال اژدر مان نظر آتے۔ پتھر کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ

URDU4U .COM

کبھی آہ مظلوم سے گر ڈرے
فلک اس کے دامن میں آ کر چھپے
جو دونخ کی تاریکی میں ہو قصور
تو اس کوہ سے لینے آئے ضرور

درے میں اس کے ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے۔

شہزادے نے اژدھے کے سامنے ٹھہر کر اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا۔ جب وہ اسماء تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا۔ اژدر طلسم یہ بیشک طلسم کش آ ہے۔ اس کی اطاعت کرنا اچھا ہے۔

یہ کہہ کر قریب شہزادے کے آیا اور عرض پیر ہوا۔ اے شہر یار آپ کوہ وقار ہیں۔ آپ کا تابعدار ہوں۔ ہمیشہ اطاعت گزاری کروں گا۔ بشرطیکہ لوح طلسم آپ مجھ کو دے دیں۔ پھر مجھ سے جو جی چاہیں کام لیں۔

شہزادے نے اس کو تو ان باتوں کا کوئی جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہے اور کار زحل مکاری ہے۔ اور زحل و قمر باہم دشمن ہیں۔ اس وجہ سے لوح کو شرف قمر سے بنی ہوئی ہے یہ مانگتا ہے تو اس سے کہہ اے پیر مرد جب تم اس اژدر کو مار ڈالو گے اس وقت لوح پاؤ گے۔

اس پیر نے کہا۔ پہلے آپ لوح دیجئے تو میں اس کو ہلاک کروں گا۔

شہزادے نے کہا۔ چہ خوش آپ میرے کون ہیں جو میں آپ کو پہلے لوح دے دوں۔

قاعدہ ہے کہ جب انسان مزدوری کرتا ہے اس وقت اجرت مانگتا ہے یا یونہی پہلے سے خواہاں اجرت ہوتا ہے۔ تم میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ کون سا ہے۔ سوائے آج کے اور کبھی کی ملاقات و صاحب سلامت بھی نہیں پھر میرے صاحب میں لوح پہلے کیوں دوں۔ ہاں تم میرا کام کرو۔ مجھ سے لوح اس کے عوض میں لو۔

پیر مرد یہ کلمات سن کر معقول ہوا اور ایک بلندی پر جا کر سنگ گراں اٹھا کر سر اژدر پر اس نے مارا کہ وہ اژدر سر پھٹ کر ہلاک ہو گیا۔ بھیجا اس کا پاش پاش ہو گیا۔ تمام پہاڑ میں تاریکی ہو گئی۔ دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے کے پاس آیا۔ شہزادے نے روشنی ہوتے ہی لوح کو دیکھا تھا۔ اس میں نکلا تھا کہ

وہ پیر مرد جب اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو تو کہنا لوح حاضر ہے لے لیجئے لیکن اتنا کیجئے کہ اس اژدر کو مار کر آئے اور طالب لوح ہو تو کہنا لوح حاضر ہے لیجئے لیکن اتنا کیجئے کہ اس اژدر کو پھاند جایئے اور اس دریا میں کہ یہاں سے تھوڑی دور ہے۔ میرے ساتھ چل کر غوطہ لگایئے۔ پھر لوح لیجئے۔

غرضیکہ اس پیر نے آتے ہی کہا۔ اے طلسم کشا میں آپ کا کام کر آیا۔ اب لایئے لوح مجھ کو دیجئے۔

شہزادہ نے کہا۔ لیجئے مجھ کو دینے سے کب انکار تھا مگر اے پیر اس اژدر کو پھاند کر میرے پاس آیئے اور میرے ساتھ چلئے آگے دریا ہے پھر وہاں حمام کیجئے کیونکہ لوح ایسی متبرک چیز پہننا نہ چاہیے اور جس کو انسان قتل کرتا ہے پھر دفع خونخواری کے لیے اس کی لاش کو پھاندتا ہے۔ پس یہ دونوں کام آپ کو کرنا ضرور ہیں۔ جایئے اور دیر نہ فرمایئے۔

پیر یہ سن کر اژدھا پھاندنے گیا اور شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا۔ اس میں نکلا کہ اسے شکنندۂ طلسم زحل و قمر ہر چند کہ دشمن ہیں مگر ازراہ عناصر دوست ہیں یعنی زحل کا مزاج خاکی ہے اور قمر کا مزاج آبی ہے۔ اسی سبب سے یہ پیر مکار تمہارا

کہنا مانتا ہے۔ اب جو آئے گا تو اس کو اپنے ہمراہ اسی دریا پر کہ جہاں سے تم آئے ہو لے جانا اور اس کو نہلانا۔ جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا بن جائے گا۔ باعث اس کا یہ ہے کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہے یعنی قمر سعد ہے اور زحل نحس ہے۔ پس سعد نحس پر غلبہ رکھتا ہے۔ فی الجملہ جب یہ گھوڑا بن جائے تو ان درختوں پر جو کنارے دریا کے لگے ہیں دیکھنا' ساز و لگام وغیرہ ملے گی۔ مرکب کو کھینچ کر سوار ہوتا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا۔ یہ تم کو ایک سمت لے جائے گا اور منزل مقصد تک پہنچائے گا۔

شہزادہ لوح سے یہ حکم لے کر ٹھہرا تھا کہ وہ پیر اژدر کو پھاند کر آیا۔ شہزادے نے کہا۔ لے اب تشریف لے چلئے۔ دریا میں نہائیے پھر لوح لے کر گلے میں پہنئے۔

پیر ان کے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہنچ کر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا میں کود کو غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن میں سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر لوٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ کفل کوہ سریں بن کر تیار ہوا۔

شہزادے نے درختوں پر سے ساز و براق اتارا اور مرکب کے منہ میں لگام چڑھائی۔ اس نے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا۔ شہزادے سے دو گھونسلے پسل پر ایسے مارے کہ وہ کانپ کر تھم رہا۔ شہزادے نے اس کو کھینچ کر درست کیا۔ اس وقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اس کا ہلتا تھا اور ہاں جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا۔ کیوں بیٹا جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کے ساتھ یہی کرتے ہیں۔

شہزادے نے کہا۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ مثل چلی آئی ہے کہ گدھے کو مار مار کر گھوڑا بناتے ہیں۔

وہ بڑھیا لگی منتیں کرنے۔ شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں معلوم ہوا کہ بڑھیا سے کہہ دو کہ میں تھک گیا تھا۔ بضرورت اس کو گھوڑا بنا لیا ہے۔ کوئی ہرج نہیں ایسا ہوتا ہے آدمی سے کام نکلتا ہے۔ تم گھبراؤ نہیں جو سامنے باغ نظر آتا ہے وہاں جا

کے اسے آدمی بنا دیا جائے گا۔ تمہارا جی چاہے میرے ساتھ چلو اسی کے ساتھ چلی آنا۔

شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کر کے اس بڑھیا سے کہا۔ بڑی بی کیا قباحت ہے جو میں نے اس کو گھوڑا بنایا ہے کچھ چھین تو لیا نہیں۔ اس کے حق میں اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور فراخی آئی۔ خوش رفتاری سکھا دوں گا۔ بد چلن تھا چال اس کی بتا دوں گا۔ جو چاہتا تھا وہ کہہ بیٹھتا منہ میں لگام چڑھائی سراسر اس کے ساتھ میں نے نیکی کی اگر تم کو برائی ثابت ہوتی ہے تو میں اس باغ تک جو آگے ہے اس کو لے جاؤں گا اور وہاں جا کر آدمی بنا دوں گا۔ تم بھی ساتھ چلو' اس کو لیتی آنا۔

یہ کہہ کر جست کر کے اس مرکب پر سوار ہو اور پٹھے پر دو تین کوڑے ایسے لگائے کہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل میں مرتبہ کیوان جاہی پر پہنچا۔ رخسار تاباں کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا بسان سریع السیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے میں ڈالے تو سن زحل پر سوار وہ نورد صحرائے طلسمات تھا۔

شہزادہ حسب ہدایات لوح اس فوج سے لڑتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہو گیا۔ کسی نے اس کو نہ دیکھا۔ یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق میں بسر کرتا رہا۔

ازبسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا۔ اس باعث سے اس کو خیال ملکہ برآن بہت آتا تھا۔ عشق سینے میں جوش مارتا تھا۔ باغ منسوب گل اس گلبدن کی یاد دلاتے تھے۔ غنچہ ہنس کر یار دہن میں رلاتے تھے۔

رات بھر ایسی جوش و خروش میں بسر کی جس وقت کہ طلسم کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپر میں آیا اور لوح سمیں پر قبضہ کر کے طلسم ظلمت شب کو فتح فرمایا۔

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سرفراز کہ در فوج اس طرح لڑ کر سب کٹ گئی ہے کوئی دو چار سوار باقی ہیں۔ اس وقت تیغہ س کھینچ کر شہزادے نے ان پر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لا سکے رو بفرا لائے۔ جب کوئی حریف باقی نہ رہا۔ شہزادے

نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا بڈھا بھی غائب ہو گئے۔ اس وقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہو گی۔ پس اس ساعت بھر باغ میں توقف کر۔ جب یہ ساعت تمام ہو گی تو ساعت زہرہ کا آغاز ہے۔ پس اس ساعت میں زیر شجر بیٹھ کر یہ اسما جو حاشیہ لوح پر لکھے ہیں۔ برائے تسخیر مواکیل زہرہ میں پڑھنا کہ موکل اس کے تسخیر ہو کر پوشاک طلسمی لائیں اور اسلحہ طلسمی حاضر کریں کیونکہ تجھ سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہو گا اور وہ بغیر اسلحہ قتل نہ ہو گی۔ یہ مضمون معلوم کر کے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا۔ جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی۔ وضو کر کے چمنستان میں نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھ کر عمل زہرہ کا آغاز کیا۔ اب کچھ دیر شاہزادے کو عمل خوان رکھئے۔ اور جان لشکر ظفر پیار صاحبقران عالی جاہ اور لقا گمراہ کا سنئے۔

جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اس کی فوج سے وعدہ کیا کہ میں اہل اسلام سے عوض اس کا لوں گی' چنانچہ ایک دن یہ دربار میں بیٹھی تھی کہ بختیارک نے اس کو ترغیب جنگ دلائی' کہا۔ اے ملکہ تمہارے آنے سے سوفار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا۔ نازک چشم نے خفا ہو کر کہا۔ ملک جی' کیا میں منع کرتی ہوں۔ آپ جس کو جی چاہے لڑوایئے اور طلسم بلوایئے۔ بلکہ میں جاتی ہوں نہ یہاں رہوں گی نہ خلل اندازی کروں گی۔

لقا یہ کلام سن کر بولا۔ اے بندی قدرت تجھ کو آزردہ نہ ہونا چاہیے۔ شیطان تجھ سے ہنستا ہے اس نے یہ عذر خداوند کا سن کر سجدہ کیا اور شام تک مصروف سے خواری رہی۔ جب طاق مینا فام آسمان سے شیشہ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب میں رکھا گیا اور ساغر سیمیں ماہتاب انجمن انجم میں دور پذیر ہوا۔

یعنی حکم سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایوں بادشاہ اسلام میں صدا اس کی آئی اور ہرکاروں نے بھی خبر عرض کی۔ اس طرف بھی نقارہ اسکندر پر چوٹ پڑی رات

بھر تیاری آلات حرب بہادروں میں رہی۔

اس طرف ساحر سحر جگاتے رہے پونیں بلاتے رہے لڑنے والوں نے آسن شب کو اس قدر صاف کیا کہ چمک سے تلواروں کے ہر طرف سفیدہ سحر کا گمان ہوتا تھا۔ آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا۔ زنگی شب تیرہ فام بھاگا چاہتا تھا۔ شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر دینے کے ارمان کی باڑھ رکھتے تھے۔ خنجر گداز نیام سے نکال کر یہ پتہ دیتے تھے کہ اسی طرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کی نکلیں گے۔ غرضیکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جس دم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی۔ یعنی صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بصد تجمل میدان ملک میں آئی۔

امیر مسجد کے پاس سے در دولت پر آئے۔ بادشاہ عالیجاہ بھی برآمد ہوئے۔ ہر ایک کا مجرا ہوا سواری شاہ نفصت نشان کی سوئے دشت کار زار باسپاہ چلی گرو سپاہ سے روئے روز روشن سیاہ تھی سرگرد تا بہاہ تھا۔

اسی کر و فر سے میدان نبرد میں پہنچ کر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر لکہ ہائے ابر پیدا ہوئے اور بجلیاں چمکتی نظر آئیں کالی کالی بیرقی اڑتی دکھائی دیں۔ سواریوں ساحروں کی میدان میں اتریں۔ ہاتھی پر لقا سوار ہمراہ کئی لاکھ ساحر نابکار ظاہر ہوا اور جنگ گاہ میں پہنچ کر حکم صف کشی دیا۔ ساحروں نے صف کھینچی۔ نازک چشم بھی آگے تخت بڑھا کے گھڑی ہوئی۔ اس طرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا۔ قلب لشکر میں تخت شاہی ٹھہرا۔ امیر بعدہ سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے۔ علم اژدھا پیکر کے چھتیس شعلہ معدی کرب نے سر پر کھول دیئے ان میں سے صدائے یا صاحبقران آنے لگی۔ میدان میں خوشبوئے مشک وغیرہ پھیلی۔ نقیب بولنے لگے کرکیٹ کڑکا کہتے ہیں۔ نازک چشم تخت سے آ کر سامنے لقا کے گئی اور سجدہ کر کے اجازت خواہ حرب ہوئی۔ اس گبر نے کہا۔ میں نے اپنے قدرت کے سپرد کیا' جا اور کام حریف کا تمام کر۔

یہ سن کر اس نے رخ سمت میدان کیا اور جائے مصارف پر پہنچ کر سحر کی نیرنگیاں

دکھانے لگی پھر خود مبارز طلبی بلند کیا۔ اس طرف سے علم شاہ نوجوان نے استر مالا کپور فرنگی کو دست چپ کی طرف سے لشکر کے نکالا' کل دست چپ کے طرف کی فوج پیادہ ہو گئی۔ اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوئے۔ شہزادہ والا جاہ فریب تکت شاہ آ کر دست بستہ اجازت حرب کے خواہاں ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت دیا اور سپرد خدا کیا۔ شہزادہ مرکب پر دوبارہ روانہ ہوا اور بسرعت تمام تر مقابل نازک چشم پہنچا۔

اس نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو پہچانو اور جاؤ اس کے حمزہ کے بہکانے میں نہ آؤ۔ یہ سننا تھا کہ شہزادے کی عقل بزور سحر زائل ہو چکی تھی۔ مرکب اڑ کر سمت لقا راہی ہوئے اور اس کے ہاتھی کے پاس جا کر ٹھہرے۔ نازک چشم نے پھر نہیب دی اس طرف سے جمہور پسر خواندہ امیر نے بادشاہ سے اجازت لے کر باگ اٹھائی۔ جب روبرو اس فحبہ کے پہنچا اس نے سحر پڑھ کر دستک دی اور ان سے بھی وہی کہا جو علم شاہ سے کہا تھا۔ یہ بھی اس طرف سے چلے گئے۔

ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جس کو دعویٰ ہو وہ آئے اس طرف سے سرداروں نے جانا شروع کیا اور مجبور ہو کہ اطاعت لقا کرنا اختیار کیا۔

غرضیکہ ایک سو بیس سردار یونہی جا مسحور ہوئے۔ اس وقت امیر نے چاہا کہ میں مقابلے کے لیے جاؤں مگر بختیارک سمجھ گیا ککہ میدان قرق ہوا ہے۔ حمزہ آیا چاہتا ہے۔ اس نے فوراً حکم دیا۔ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہے۔ خداوند فرماتے ہیں اب مقابلہ کل ہو گا۔ بموجب اس کے حکم دینے کے طبل آسائش پر چوپ پڑی۔ لشکر میدان سے پھرے۔ بادشاہ رنجیدہ خاطر داخل بارگاہ ہوئے۔ سردار لشکر مدت سے قید ہوئے چلے آتے ہیں۔ اس سبب سے اب بہت کم باقی رہ گئے ہی کیونکہ مہنت داغگر و سوفار وغیرہ ہر ایک کی لڑائیوں میں قید ہونا بیان ہو چکا ہے اب تک رہائی نہیں ہوئی۔ چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی۔ یعنی لقا جو پھر کر بارگاہ میں آیا۔ نازک چشم نے

ان سرداروں کو زنداں میں بھجوا دیا۔ اس لیے کہ حمزہ ملک باطل السحر ہے وہ ایسا نہ ہو ان پر سے آ کر سحر اتار دے۔

غرضیکہ تمام ساحر بعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ ہوا کیا۔ جب رات زیادہ گئی اور دربار برخاست کر کے لقا آرام کرنے لگا۔ نازک چشم بھی اپنے خیمہ میں آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجھ کو خبر ہو جائے۔ بیر سحر کے نگہبانی کرنے لگے۔ ادھر تو یہ انتظام ہوا۔

اس طرف لشکر اسلام میں عیاروں نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا۔ چاہا کہ جا کر اس ساحرہ کو ماریں اور سرداروں کو چھڑا لائیں۔

غرضیکہ چالاک و ابوالفتح و سرہنگ و نیرک خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چاروں الگ الگ ہو گئے۔ اتفاقاً ابوالفتح کو راہ میں ایک خدمت گار ملا کہ اس کی نوکری دوپہر رات گئے کی تھی۔ چنانچہ اسی وقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک چشم نوکری بدلوانے جاتا تھا۔ اس نے اس کو پکارا۔ کون جاتا ہے۔ خدمت گار نے نام بتایا۔ ابوالفتح اس کے قریب میں آیا اور کہا۔ بھائی وہاں نہ جاؤ۔ ملکہ نے سب کے آنے کی ممانعت کر دی ہے۔

خدمت گار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھ سے خبر کہتا ہے۔ شاید ایسا ہی ہو۔ مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ آؤ میں تمہیں تماشا دکھاؤں۔ وہ حیران ہو کر اس کے ساتھ چلا۔ ایسے مقام پر اس کو لایا کہ طلایہ لشکر کا ادھر نہ آئے۔

غرضیکہ وہاں اس کو حباب مار کر بیہوش کیا اور اس کی ایسی صورت بن کر کپڑے اس کے پہن کر اور اس کو کسی غار میں ڈال کر آپ دربار گاہ پر آیا اور لحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا۔ جیسے ہی اس نے اندر قدم رکھا نازک چشم کو بیر نے خبر دی کہ یہ ابھی جو خدمت گار آیا ہے۔ یہ عیار ہے۔ یہ پلنگڑی پر سے خبر سنکر اٹھی اور ابوالفتح سے آنکھ ملا کر کہا۔ ارے آفتابہ اٹھا لے میں چوکی پر جاؤں گی۔

اس نے آفتابہ اٹھا لیا۔ وہ اٹھ کر اس کے پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی۔ تو پہرے پر سے کہاں گیا تھا۔ سامنے کیوں نہ حاضر رہا۔

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ حضور میرے پیٹ میں درد تھا۔ برائے رفع اشتباہ گیا تھا۔

یہ سن کر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا۔ کیوں اپنی جان دینے پر آیا ہے جا چلا جا اب نہ آنا۔ میں اب کی چھوڑے دیتی ہوں' پھر آئے گا تو مار ڈالوں گی۔

ابوالفتح سن کر بھاگا اور باہر بارگاہ کے پہنچ کر بفن عیاری صحرا میں آیا وہاں چالاک ملا۔ اس سے سب حال کہا کہ بھائی اس طرح اس فتنہ نے مجھ کو پہچان لیا۔

چالاک نے کہا۔ برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہیں۔

یہ کہہ کر جس طرح کی صورت ابوالفتح بنا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کی جانب چلا یہاں بسبب اس کے کہ سحر کا بندوبست ہے اس وجہ سے پہرہ چوکی نہیں ہے۔ طلا یہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک نہیں ہے۔ یہ سیدھا بارگاہ میں چلا گیا۔ بیر نے پھر خبر دی ککھ طیار آیا ہے۔

نازک چشم نے دیکھا کہ وہی عیار یہ ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب تو کیوں آیا۔ یہ دوڑ کر پاؤں پر گرا۔ اے ملکہ راہ میں مجھ کو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہیں اور نہ ایسے بہادر نظر سے گزرے کہ دشمن کو قید کر کے پھر چھوڑ دیں۔ لہٰذا میں تو یہ جوانمردی تجھ پر شیر زن کی دیکھ کر عاشق ہو گیا۔ اب لشکر اسلام نہ جاؤں گا۔ تیری ہی اطاعت میں رہوں گا۔ خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجئے گا اور اپنے پاس مجھ کو رکھئے گا۔

نازک چشم اپنی تعریف سن کر خوش ہوئی اور کہا۔ تم بیٹھو بہت اچھے آدمی ہو' تمہارا رتبہ کیا جائے گا۔ یہ عنایت دیکھ کر چالاک سلام کر کے بیٹھ گیا۔ جب نازک چشم مطمئن ہو کر لیٹ رہی اور اس نے بیٹھے بیٹھے پرواز ہائے بیہوش ہو گئی۔ چالاک مجبور بیٹھا رہا۔ کیا کرے کہ دست و پا قابو میں نہ تھے اس ونیرک پشت خیمہ پر بفن عیاری پہنچ چکا تھا۔ سرائچہ چاک کر کے اندر بارگاہ کے آیا۔

چالاک نے کہا۔ اے برادر بر وقت تم آئے میں بیہوش کر چکا ہوں تم قتل کر ڈالو۔

نیرک خنجر کھینچکر چلا اس کے دو ٹکڑے کرے مگر اس کے بیر تو نگہبانی کر رہے ہیں۔ ایک بیر نے پنجہ بن کر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے نے اس کو بھی پکڑ کر پہلوئے چالاک میں بٹھایا۔ اس نے کہا۔ بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کریں۔ اس اثنا میں سرہنگ بھی سیاہ پوش بنا ہوا قنات پھاڑ کر اندر آیا چاہتا تھا کہ چالاک سے پوچھے کہ پاؤں اس کے بھی زمیں پر جم گئے۔ اس نے بھی کہا۔ اے برادر ہم بھی اسیر ہوئے۔

اب تینوں عیار غل مچانے لگے کہ دوڑو ملکہ کو چوروں نے گھیرا ہے۔ ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے۔ سب نے ملکہ کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اس کی جب آنکھ کھلی' تین عیار گرفتار دیکھے۔ ہنسی اور کہا۔ کیوں مود اب بتاؤ تمہارا کیا حال کیا جائے۔ خیر جب میں تمہارے سرداروں کو ماروں گی اس وقت تم کو بھی قتل کروں گی۔

یہ کہہ کر حکم دیا۔ زندان میں ان کو لے جاؤ۔

ساحر ان کو بھی قید خانے میں لے گئے اور جہاں سردار قید میں وہیں اسیر کیا۔

ادھر بہادروں میں سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل میں اسی عالم بدحواسی میں یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنے چاہیے۔ پس اشقر کو مہمیز کر کے روانہ ہوئے۔

تمام سردار دوڑے اور عرض کیا۔ آپ کہاں جاتے ہیں۔ ہم جانثار کس دن کے لیے ہیں۔

امیر نے سرداروں کو بنگاہ غضب دیکھا اور ادھر بادشاہ نے بھی سرداروں سے کہا۔ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگ گاہ کرے اور اس کو اجازت نہ ملے۔ اب ان کو نہ روکو ان کے لیے دعائے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو۔

سردار تمام رکے اور بادشاہ عالی جاہ تاج ہاتھوں میں لے کر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرم کر کے خدائے قادر و توانا کی بارگاہ دعا کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے۔

دعا ان کی بدرجہ اتجابت پہنچی۔

یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونوں لشکروں میں ہو گئی۔ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی رفع ہو گئی۔ اہل اسلام حیران ہو گئے کہ یہ کیا ماجرا گزرا۔ پھر خیال میں آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کر لیا ہے۔ مگر نازک چشم نے پکار کر کہا۔ اے مسلمانان تم نے بھی ساحر وغیرہ کمیں گاہ میں رکھے ہیں کہ وقت پر وہ تم کو بچا لے جایا کرتے ہیں۔ خیر امیر میرے ہاتھ سے کہاں چھپ کر جائیں گے۔ مسلمانوں نے یہ سن کر لعن و طعن کی' او فتحہ کار اسلامیان دغا شعاری نہیں ہے یہ کام تمہیں جادوگروں اور شیطان پرستوں کا ہے کہ مکاری کرتے ہو۔ نازک چشم کو یہ کلمہ سن کر غصہ آیا ار ایک نارنج سحر پڑھ کر سمت آسماں اچھالا وہ بروئے ہوا جا کر شق ہوا اور اس میں سے دھواں نکلا باعانت ہوا اور دھواں مثل ابر ہل اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر میں تاریکی ہو گئی کہ ہاتھ کو ہاتھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ اسی تاریکی میں اس نے ایک اور ناریل مارا کہ پھر ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور اس میں سے پتھر اور گولے فولاد ہی برسنے لگے۔ لشکر اسلام میں تہلکہ پڑ گیا۔ بہادروں نے سپروں کا سر پر سایہ کیا اور ہزار ہا سپر سر بادشاہ کے آڑ کی' اب یہ حال ہے انجمن عالم میں شمع آفتاب اب صرصر حوادث نے گل کر دی ہے۔ زمانے میں مثل قلب بے دیں سیاہی ہے وہ پریشانی ہے کہ شاہد روز نے مثل زن سوگوار بال اپنے کھول دیئے ہیں یا آہ مظلوماں کا دھواں اس دشت میں یا چاہ بابل سے دھواں کر پھیلا ہے۔ فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہے یا جہنم کا در کھل گیا ہے۔

العیاذ اللہ اس تاریکی میں یہ اندھیرا ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے۔ فلک سنگ دل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے تھے۔ کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمان بھاگے تھے۔ کچھ ہاتھی اور اشتروں کے پیٹ کی آڑ میں ٹھہرے تھے۔ بہت صحرا کے غار اور تناہائے درختاں کو ماوا و ملجا بنائے تھے۔ جیسے شیر کچھار میں یا اژدر غار میں رہتا ہے یا طائر زیر برگ چھپتا

ہے۔ اس طرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت میں دمبدم ترقی ہوتی تھی۔
بادشاہ اسلام دست بقبضہ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہو کر پشت دست کاٹتے تھے
آخر مصروف دعا ہوئے۔ اے خدا برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی
الیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کر دے۔ ہم پر سے بلا دفع کر' ہم کو
فتح عطا کر۔

اس دعا سے مقلب ملغوبہ نے قلب نازک چشم پھیرا یعنی دن بھر تو یہ آفت اس نے
برپا کر رکھی۔ جب مثل بخت شوم بختاں اصل میں اس وقت تاریکی شب آیا اور آفت
نے یہ آفت دیکھ کر خوف کور چشم ہونے سے نماز مغرب میں اپنے تئیں چھپایا۔
شام ہوتے ہی نازک چشم نے رد سحر اپنا کیا اور جہاں روشن ہوا۔ وہ سنگباری کم ہوئی
اس نے پکار کر نہیب دی کہ اسے اسلامیان دیکھا تم نے قدرت خداوند لقا ک کہ
دن رات ہو گئی تھی۔ اگر آج تم نے مشورہ کر کے اطاعت آ کر خداوند کی نہ اختیار
کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھو گے اور برے حال سے مارے جاؤ گے۔
لندھور جانشین امیر کو یہ لاف و گزاف معلوم ہوا اور پکارا۔ اے تیرہ بخت ایسے ایسے قرآن
صعب لشکر اسلام پر بہت آ چکے ہیں تو کیا بکتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس گرز گراں
سے تیرے سر کو میں کچلوں گا۔
یہ کہہ کر گرز سترہ سو من کا اٹھایا اور اس کو ہاتھ بلند کر کے دکھایا۔ اس نے ایک
پڑیا جھوٹی سے خاک کی نکال کر اسی کی جانب اڑا دی۔ اس کے ہاتھ کو جنبش ہونا
موقوف ہو گئی۔ جس طرح اونچا تھا اس طرح بلند رہ گیا۔
اس نے ہنس کر کہا۔ پس گرز زنی تم نے دیکھی۔ بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آ کر سجدہ
کر۔ آج میں چھوڑے دیتی ہوں پھر بغیر قتل کئے باز نہ آؤں گی۔
یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ ہاتھ اس کا مثل اصل ہو گیا اور اس نے طبل امان بجوا دیا۔
بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہو گیا ہے ایک لاکھ آدمی جان سے اس پتھر

کے برسنے میں ہلاک ہو گیا ہے اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہے۔ بہت سا لشکر بھاگ گیا۔ ہزار ہا شتر و اسپ فیل کام آیا ہے جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے۔ مردہ ہی مردہ آدمی نظر آتا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اشک حسرت گرائے اور اشقر دیو زاد کو تلاش کیا۔ اس کا لاشہ میدان میں نہ ملا۔ سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لے گیا اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرا کی طرف غم میں اپنے راکب کے نکل گیا ہو گا۔

غرضیکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھوں بیلدار طلب کر کے گڑھے کھدوا کر گنج مقتولاں کرایا اور جانوروں کی لاشوں کو بھی کوہستان میں گڑوایا۔ یہ اس لیے کہ زاغ و زغن ان کا گوشت کھائیں گے اور ان کا ہجوم دیکھ کر سب بے دین ہنسیں گے کہ اہل اسلام کے یہاں لاشیں چیل کوے کھاتے ہیں۔

○○○

## • ملکہ مجلس جادو

غرضیکہ یہ رات تک اسی طرح کام میں مشغول بدل رہے۔ جب میدان لاشوں سے پاک ہو چکا' اس وقت نالاں و گریاں بارگاہ میں تشریف لائے۔ اس وقت اہل لشکر گریہ و زاری دیکھی نہ جاتی تھی۔ خصوصاً وہ عورتیں جن کے وارث مارے گئے تھے اسی طرح بلک بلک کر روتی تھیں کہ دل سنگ آب ہوتا تھا۔ ایک ہنگام عظیم برپا تھا۔ کسی نے بال بسان سنبل پریشان کئے تھے کسی نے طمانچوں سے رخسار بسان سوسن نیلے بنائے تھے۔ کوئی گریباں برنگ گل چاک کئے تھے۔ منہ پر خاک ملے تھی کسی فغان تابہ آسمان پہنچی تھی۔ کسی کی فریاد سے زمین کی چھاتی در کی تھی۔ کہکشاں کا سینہ شق تھا۔ ستاروں پر فلک کے دیدۂ پر خون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤں کا شبہ ہوتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ زمین و آسمان روتا تھا۔ بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے۔ خادمان محل کا رونا پیٹنا سن کر روتے تھے اس وقت خواجہ زادے بھی بر بنا تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آئے تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے عرض کیا: "اے بادشاہ گردوں بارگاہ بنا بر ترقی خواہی اور دولت سگالی ہم عرض کرتے ہیں کہ دن لشکر اسلام کے بہت سخت ہیں ستارے سب بنظر دشمنی آ گئے ہیں۔ سعد ستاروں کو خصیض و نکبت و وبال ہے۔ جو ستارہ ہے وہ نظر تمثیث سے مقابلہ میں جا پڑا ہے۔ سب کا حال برا ہے۔ آپ مع لشکر کوچ کر جائیے اور تاظاہر ہونے امیر بفتح و فیروزی نہایت شان و شوکت سے آئیں گے اور بہت جلد دشمنوں کو آ کر راہ عدم دکھائیں گے۔"

بادشاہ نے فرمایا: "استغفراللہ یہ کبھی نہ ہو گا کہ میں دشمن کو پشت دکھاؤں اور میدان بنرد سے ہٹ جاؤں لڑنے سے منہ چھپاؤں۔"

خواجہ زادوں نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہاں سے قدم بہ ہٹائیں گے براہ خیر خواہی پھر عرض پیرا ہوئے: اے شہنشاہ' اگر آپ تشریف نہ لے جائیے تو ناموس امیر اور جملہ سرا

پر وگیاں عصمت کو ہمراہ کسے سردار عالی نژاد کے کسی جائے امن میں بھیج دیجئے اور اثاثہ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جھانجھ و نفیر وغیرہ کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نہ کرے وہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا۔ ناموس کے آبرو جانے کا خیال ہے اور اثاثہ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔ بادشاہ کو یہ رائے دنیا ان کاس پسند آیا اور اسی وقت کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ:بارگاہ سیلمانی وغیرہ لے کر مع ناموس کے یہاں سے چلے جاؤاور سات کوس پر یہاں سے ایک پہاڑ ہے سنگ مرمر کا سفید وہاں ٹھرو۔"

شہزادہ کرب از بسکر داروغہ بارگاہ سیلمانی ہے اس کو کچھ عذر بن نہ پڑا۔ کیونکہ اگر جانے میں تامل ہو گا تو خوف تارا جی بارگاہ و ناموس ہے۔ اس لحاظ سے اثالا بارگاہ کا بارکراکر اور سب عورتیں کو سوار کر کے اسی رات کو سمت کوہ مرمر روانہ ہوئے۔ بادشاہ بارگاہ میں حضرت دانیال کے تشریف فرماہوئے۔ رسالہ دار کمیداں اور مشیران سلطنت وغیرہ برائے زینت و شوکت حاضر دربار رہے۔ عیار بہت سے برائے حفاظت ناموس ہمراہ کرب گئے اور بہت سے یہاں رہے اس جگہ تگو یہ ماجرا غم واندوہ رہالیکن اس طرف جو نازک چشم پھر کر گئی لقا کی بارگاہ میں بعد عشرت و نگل پر جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا۔ ناچ ہونے لگا۔ شراب ارغونی کا دور چلنے لگا وجشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہو گا۔ یہاں ترتیب دی گئی اس خوشی کابیان اندازۂ ترقیم سے باہر ہے ۔

اسی عشرت میں بختیار نے نازک چشم کی صورت دیکھ کر رونا شروع کیا۔ اس نے گھبرا کر پوچھا: "ملک جی خیر تو ہے کیوں روتے ہو۔"

اس نے جوابا دیا :"تم کو روتاہوں افسوس کہ یہ صورت خاک میں مل جائے گی۔ ہائے یہ پیارا نقشہ طعمنہ آتش ہو گاے ملکہ مسلمانوں کی ایک دن کی شکست ہے تو دوسرے روز مدد ان کی آسمان سے مثل باران سے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے بسان مورچگان ظاہر ہو کر عدد کو خاک میں ملاتی ہے تم نے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا۔ لشکر

کا آج ہی خاتمہ کرنا ہے ۔اب میر کو جو کوئی اٹھالے گیاہے وہ ان کو بعزت تمام یہاں لائے گااور وہ آ کر تم کو قتل کریں گے ۔ کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہیں سے آئے گااور لڑائی کو فتح کرے گاہر صورت ہم پھر بھاگتے پھریں گے ۔خداوند کو زحمت ہو گی اسباب لوٹ میں برباد ہو گا۔ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے میں جو کہتا ہوں اس میں کچھ فرق نہ ہو گا۔"

نازک چشم یہ تقریر سن کر ہنسی اور کہا:"ملک جی کوئی ایسا پردۂ دنیا میں ہے جو مجھ کو قتل کرے ۔ میری قضاپیدا نہیں ہوئی ۔ بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گاقتل کر لوں گی ۔مثل مشہور ہے کہ زدہ راتمیتواں زد. اچھاتمہاری خاطر سے میں توقف کروں گی ۔ کل ہی سب کا خاتمہ کر دوں گی۔ طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوئے تو بہتر ہے اور اگر نہ ہوئے تو سزا اپنی اپنے کنار میں دیکھیں گے ۔"

یہ کہہ کر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے۔ بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقار خانہ جمشیدی میں جا کر طبل بجایا۔ صدااس کی تمام ساحروں کے کان میں پہنچی ۔ پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگیں۔

یہاں کلبادوگلباد و عراقی ۔ نسیم بن عمرو قیسم بن عمرو بصورت مبدل تھے. چناچہ ان چاروں عیاروں نے یہ اکلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سنے۔ باہم مشورہ کیا۔" تم میں سے دو عیار خدمت بادشاہ میں جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کریں اور یہیں ٹھر کر اس فتنہ کو جس طرح ہو سکے گرفتار کریں ۔"

غرضیکہ دو عیار تو روانہ ہو گئے اور ٹھرے ہوئے تھے کہ نازک چشم کوپیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی ۔کنیز سے اس نے حکم دیا:"آفتابہ چوکی پر رکھ آئے۔" عیاروں نے جو یہ سنا بارگاہ سے نکل کر کہ اس کے پہلو میں چوکی لگی تھی اور قنات کے پس پشت چھپے رہے۔ اس عرصہ میں ایک کنیز آفتابہ لئے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور نازک چشم چوکی پر آئی ۔ کنیز باہر دروازہ پر ٹھریں اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیاروں نے

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار در دولت شاہ جمجاہ پر پرحاضر ہوئے۔ بادشاہ شبستان میں تشریف اس شب کو نہ لے گئے تھے دیکھا تو عیار مسلح و مکمل بیٹھے دعائے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہیں۔ سرداروں نے مجرا کیا۔ بادشاہ ان کو دیکھ کر پشت مرکب پرسوار ہوئے۔ باجے جنگی بجنے لگے بڑے کر وفر ست سمت بارگاہ چلے۔ جب دارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ گرد تیرہ و تار اڑی اور سپاہ عدد نمودار ہوئی۔ لقا تاج کئی سو کنگرہ کا پراز زر و جواہر سر پر رکھے قبا زرد پہنے پاتھی پر زر چتر جواہر نگار بیٹھا اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آتاہے۔ لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لاتا ہے جو کوئی ہے وہ اپنی بناہوا ابلا پڑتا ہے اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہے گرد سپاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے۔ ہر نخوست سوار کو وہ روز نیک ہے کہ وہ ایک طرف سے ساحر آ کر جمے ہیں نارنج اچھلتے ہیں۔ غول کے غول اور پرے کے پرے ہیں۔ غرضیکہ جانبین سے بعد برابر کرنے نشیب و فراز دشت کے اور بعد بٹھانے غبار اس خاکدان پشت کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئیں اور نقیب نقابت کرنے لگے۔اس اثناء میں نازک چشم بھی بروئے ہوا پیدا ہوئی اور میدان میں ٹھہری۔ لقا کو سجدہ کیااور اجازت حرب لے کر بڑھی۔ بادشاہ کو پکاری ک بھیجئے کسی کو میرے سامنے۔ بادشاہ نے خود چاہا کہ میں بمقابلہ جاؤں لیکن لندھور نے اپناہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لے کر چلا۔ ہاتھی اس کا مثل شب وصل عاشق رواں ہوا اور مقابل اس کے پہنچا۔ پھر گرز کو چرخ دیکر للکارا کہ "اے بیحیا جو ضرب رکھتی ہو نکال۔" اس نے یہ سن کر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھ کر مانر کہ تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا۔ ایک کو دا سرا نظر نہ آتا تھا۔ مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور دیکھتی تھی پس جب وہ سحر کر چکی اس نے چاہا کہ گرز لگاؤں۔ ساحرہ نے کہا:"اے لندھور یہ لمبااور موٹا ڈیل لے کر مجھ عورت سے لڑنے آیاہے۔ شرم نہیں آتی۔"

یہ کہہ کر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤں زمین میں جم گئے۔ لندھور ہاتھی پر

سے کود کر زمین پر آیااور پکارا:"اے گیسو بریدہ تیرا مار ڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ پہلوان میں یہ قدرت کہاں ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور تجھ کو خود شرم نہیں آتی جو تو مردوں کا سامنا کرتی ہے۔ یہ کہہ کر گرز چکر دے کر مارا۔ ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اڑ گئی۔ گرز تخت کو چور چور کر کے زمین پر پڑا کہ خاک اڑی اور دور تک غار پڑ گیا۔

لندھور نے نعرہ مارا کہ "زدم وپشت کردم۔"

ساحرہ نعرہ سن کر زمین پر اتری اور پکاری کہ:"کرازدی و پشت کردی حریفہ تو نیک رسیدم یہ" کہہ کر اب کے اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کو گرفتار کر کے حوالے اپنے ساحروں کے کیا اور سحر پڑھ کر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ سلام کی جانب سے مالک اژدر نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی۔ شاہ نے حوالہ خدائے تعالی کیا۔ یہ سپہ سالار دست ہے۔ کل علم جلوہ دکھانے لگے۔

خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا۔ اس نے پہلے ایک ترسول مارا اس نے اس کو رد کر کے ایک نیزہ اس کے سینے پر کینہ پر لگایا۔ یہ بہادر فن نیزہ بازی میں اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا ہے تو وہ بھی چھد جاتا ہے مگر ساحرہ کے سینے پر سے نیزا اچٹ گیااور اس نے سحر پڑھ کر دم کیا۔ یہ بھی بے دم ہو کر گرا۔

ساحر آئے اور باندھ لے گئے۔ اس نے چاہا کہ اور کسی کو بہر جنگ طلب کرے۔ بختیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے میں عرصہ ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ افتاد پڑے۔ پس کہلا بھیجا کہ "اے ملکہ حکم خداوند ہے کہ ان مسلمانوں جلد خاتمہ کیاجائے۔ نازک چشم کو جب یہ پیغام پہنچا۔اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنا آغاز ہوئی۔ لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح

سے پھر آج مبتلا ہوں گے یہ سوچ کر تلواریں کھینچ کر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اس طرف سے انہوں نے بھی حملہ کیا کہ دریا آہن تھا کہ جوش مار کر مل گیا۔ تلواریں لہرانے لگیں۔ سپر سنگ پشت نظر لگیں۔ غوغائے مردم تلا علم سحر زخار کا شور تھا۔ بادل سپاگری کا گھنگھور تھا زرہ پوشوں کے بازو کی مچھلیاں دام میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔ بیروں کی صورتیں بسان کلسنہ حباب دکھائی دیتی تھیں۔اس عرصہ میں وہ سیاہی کل سشکر پر چھا گئی اور ساحرہ اور ساحروں کے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریاں اسلام بیہوش ہو گئے۔ بعض راہر و ملک عدم ہوئے بعض بیدم ہوئے۔ کسی کے لگا سحر کا ایک ترنج ہوا کوئی بیہوش بادرد رنج دھواں چھا گیامرکز خاک پر غبار زمین پہنچاافلاک پر وا اس طرح روز روشن سپاہ کہ بخت سید جس سے مانگے پناہ ہوئی گرمئی سحر کی ایسی تاب کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب ہوا سنگدل اس طرح چرخ پیر کہ پتھر برسنے لگی اور تیر بہادر زمین پر تڑپنے لگے در بحر جرائت تھے غلطاں ہوئے رواں خامنہ تیغ سے خوں ہوا ورق سرخ تھا صفحنہ خاک کا بادشاہ اسلام نے پائے شجاعت جمادئے اور ہزاروں کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہوگئے۔ یعنی بیہوش انپر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اس وقت لشکر میں بھگدر پڑی اس اندھیرے میں ایک کی دوسرے کو خبر نہیں. جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنگ سیسہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے اسیر کو ملا تھااور اسیرہی اس پر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیو زادا امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لئے مقرر کر دیا۔فی البد یہ گھوڑا معجزہ کا ہے۔ اس نے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر ست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میری گر جائے گا۔ پس نہایت شائستگی سے کہ تکان نہ ہو. بادشاہ اسلام کو اس ہنگامے سے لے کر چلا اور جہاں تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا۔ جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھل کر سمت صحرا روانہ ہوا۔ مگر نیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے۔ صحرا میں پراگندہ ہو کر فکر عیاری کر رہے تھے سب لشکر میں بھگدڑ پڑی جس اس تاریکی

سے بھاگ کر صحرا میں آیا۔ عیار اس کو سمت کوہ مرمر لے گئے کہ وہاں کرب مع ناموس ہیں۔

غرضیکہ بادشاہ کو بھی عیاروں نے دیکھا کہ مرکب ان کو در حالت غشی لئے ہوئے جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر عیار قریب مرکب آئے اور اس کو چمکارا گھوڑے نے بغضب ان کی طرف دیکھا۔نیار دوڑ کر روتے ہوئے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہیں۔ بس گردن ڈال کر کھڑا ہو رہا۔ عیار اس کو مع بادشاہ لے کر کوہ مرمر پر آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لا کر تخت پر لٹا دیا۔ بعد لحہ کے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیااور بادشاہ کی آنکھ کھلی۔ کرب نے مجرا کیااور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے۔ تمام جسم فگار تھا۔ ان کے لئے جراحان شفادست کو بلوایا۔ زخم دوزی ہوئی۔ تیمارداری میں لوگ مشغول ہوئے جو جو لوگ بھاگ کر آئے ہیں ان کا بھی علاج ہوتا ہے۔ لشکر میں مجمع ہوتا جاتاہے یہاں تو یہ کیفیت واقع ہے۔ مگر اس طرف تادیر ہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی میں ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے۔اس سبب سے نازک چشم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی مٹی۔ دیکھا کہ لشکریان اسلام میں کوئی باقی نہیں ہے۔سب بیہوش پڑے ہیں اور بہت سے بیجان ہو گئے ہیں۔ حکم دیا کہ "جو مردہ ہیں ان کو رہنے دو۔ باقی جو بیہوش ہیں ان کو پکڑ لو۔"

ساحروں نے حکم سن کر سب کو گرفتار کر کے باندھ لیااور اس نے سحر سے اس جگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسوں تک احاطہ میں دھوئیں کا کھینچ گیااوراس جگہ سب قیدی چھوڑ دیئے کہ نہ یہ نکل سکیں اور نہ کوئی ان کو چھڑانے آسکے۔ ساحروں کا پہرہ مقرر کر دیا۔ جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اورخیرو خزگاہ سرداران پر قبضہ کر لو ملازمان لقا نے وہاں پہرا کر لیا۔ یہاں کے لشکر کی بازاریں بند تھیں۔ دکاندار اہلحرفہ و پیشہ سب فراری تھے۔ عجب بے رونقی تھی کہ خامہ دوزبان کی زبان بیان سے قاصر

ہے۔ غرضیکہ جب اردو سے اسلام غارت ہو چکا اور لشکر قید ہو چکے۔ سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے۔

نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی۔ جب میدان میں بادشاہ کو بیہوش نہ پایا سمجھی کہ نکل گئے۔ اس اس نے طبل آسائش بجوایا اور لشکریوں میں سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا "کمر نہ کھولے' طلا یہ پھرے کہ باثمیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہ ہو غفلت میں ہم پر آئے۔"

بموجب حکم فوج حسب تقداد و مذکور تیار وہی اور باقی نے کمر کھولی۔ لقا مع سرداروں کے اپنی بارگاہ میں نہ گیا اور بارگاہ مشامی میں آیا اور اپنے سرداروں کو خیمے سرداران اسلام کے عنایت کئے اور آپ بجائے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا۔ اس بارگاہ میں تخت سلیمانی نہیں ہے تخت طاؤسی نہیں ہے۔ اس تخت پر یہ نانجار بیٹھا۔ گویا مسکن ہما بوم کا آشیانہ بنا۔

خلاصہ کلام نازک چشم نے بیٹھتے ہی حکم درستی مجمع انبساط دیا۔ اس فتح کی خوشی میں نقارے بجنے لگے۔ سردار لباس زرق برق پہن کر حاضر دربار ہوئے۔ نذریں گزرنے لگیں ارباب نطاط حاضر ہوئے۔ صدا مبارک باد بلند ہوئی آواز کامرانی اور شادمانی سے قلب زمین و آسمان پر ہو گیا۔ در و دیار کوہ دشت سے صدائے عشرت پیدا ہو گئی۔ ہر دشت و درد سے یوں آواز ساز ہائے ترنم مسرت کی سنائی دیتی تھی کہ جیسے بند مکان گونجتا ہے۔ بولیاں قمر و پیکر محو شاہ پیمبر را مشگراں مہر دیراروں قاصان شعلہ رخسار اس طرح رقص کرتھے تھے اور ترنم صحرا تھے کہ جن پر طاؤس مینا فام فلک بلا گردان ثنا تھا۔ ناہیدہ چرچ کا دل بیقرار تھا۔ ساقیاں نور چلعت حور صورت جام بلور لٹک فرمائے۔ کاسہ خورشید وغیرت وہ قدح ہلال لے کر شراب مفرح و پرسردراہل انجم کو پلاتے تھے۔ نیا کرشمہ دکھلاتے تھے کہ آفتاقب کو ماہتاب پر نور کے دائرہ میں اتار تھے۔ باد خواروں کو دیوانہ بناتے تھے۔ یہ تماشہ گلابی و ساغر کے الٹ پھیر کام دکھاتے تھے۔

نیا تھا وہ بزم عشت کا ساز
کہ اس بزم کو بزم جنت پہ ناز

URDU4U .COM

بڑھا موج بادہ کا اس درجہ جوش
بط مے کے تھا قہقہں کا خروش

دکھانے لگا چرخ نیرنگیاں
نبی فلک مے کشتی آسماں

لگے پھرنے خوابوں عالم تمام
لئے ہاتھ میں جام خورشید فام

وہ رقص تباں ایسا کچھ بھا گیا
کہ چرخ اس شوق میں ناچتا

وہیں کی ہے گل بانگ عشرت سنی
لہ قمقتی نہیں ہے گلگوں کی ہنسی

اس رقص کی ہے ہوا لگ گئی
چمن میں صبا پھرتی ہے ناچتی

سردران لشکر کو منصب و جاگیر و زر ما انعام میں بٹ رہا تھا۔ لقا طرہ پیغمبری افراسیاب کو بھیجنا چاہتا تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہیں ان کو بھی پکڑ لیجئے تو ملکہ نازک چشم کو زوجہ قدرت بنائیے نور قدرت پیٹ میں ان کے اتاریئے

کرب یہ کلمہ سن کر ناچار ہوا اور بادشاہ اسی حالت زخم داری میں آمادہ حرب و پیکار ہوئے۔"

عیاروں نے جو یہ ماجرا دیکھا۔ خیال کیا کہ بادشاہ اب کی شہید ہو جائیں گے اور کرب اگر کام آ گیا تو ناموس امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہیں رہے گا۔ پس یہ سوچ کر تھوڑا سا عطر بیہوشی اپنے جسم پر بلا اور بادشاہ اور کرب سے عرض کیا: "غلامان جانباز بہر عیاری جتاتے ہیں۔ شاید کام آئیں تو فاتحہ غیر سے فراموش نہ فرمایئے گا اور اسو وقت آرزو رکھتے کہ حضور سے بغل گیر ہو کر رخصت ہوں۔"

یہ عرض عیاراں سن کر باکمال بشاشت کرب نے ان کو گلے سے لگایا۔ بیہوشی نے تاثیر کی۔ دو نوں بیہوش ہو گئے ناریان کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیاروں نے ملکہ کا خیمہ رسرار پردہ قنات وغیرہ بارگاہ سلیمان پہاڑ پر الگ الگ کر چڑھائیں۔ پھر سب لشکریوں کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جس آدر آ سکیں چڑھ آئیں اور باقی صحرائے کوہستان میں جا کر پوشیدہ ہوں۔ جس دم یہ قران حس یمبر سے دفع ہو گا اور ہماری فتح ہو گی۔ سب کو بلا لیں گے اندر آگر ہم موگ ہلاک ہو گئے تو ہمارے لئے دعائے مغفرت کریں اور لڑنے مرنے کا اختیار ہے۔"

غرضیکہ بموجب حکم عیاروں جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کر کے جدھر جس کے جی میں آیا چلا گیا اور عیران نے پہاڑ پر چند غیمہ بارگاہ سلیمانی استادہ کر کے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریوں میں سے ان کو اور چند خیموں میں ناموش کو اور ایک میں بادشاہ دکرب کو رکھا اور گھاٹیاں پہاڑ کی روکیں سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا۔ باندھ ہائے عیاری سے آراستہ ہوئے۔ یعنی تو بڑوں میں پتھر بھرے ہاتھوں میں حقہ ہائے نفتی چڑھائے گھاٹیوں میں حباب بیہوشہ دبائے کمندیں بازاروں پر لپیٹے کمانوں میں تیر پیوستہ کئے۔ سرکوہ پر ٹھہرے۔ ادھر خیموں میں عورتیں موئے مشکیں و زلف عنبریں کھول کر گودیاں پھیلا کر دعا مانگنے لگیں کہ اے میرے کرم' اے غفور الرحیم اس بلا کو ہم پر سے دفع کر دے خدا وند یرے کرم کے امیدوار ہیں۔

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم
کہ ہے قبضہ میں تیرے جان عالم

URDU4U .COM

تیری ہر چیز میں قدرت عطیاں ہے
کہیں ظاہر کسی شے میں نہاں ہے

طفیل پنج تن اے رب کونین
مٹا دے غم کا دل سے شیون و شین

تمنا جی کی ہے اس کو برملا
تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا

میرے دشمن الٰہی خاک ہو جائیں
جگر دل ان کے تین میں چاک ہو جائیں

مرے مالک میری فریاد سن لے
مرادوں سے طبیعت صاف کر دے

غرضیکہ جتنے عرصہ میں یہ انتظام یہاں ہوا! اتنی ہی دیر میں فوج عدد مثل مورد ملخ آ پہنچ اور ساحرہ نے آتے ہی کوہ کو گھروا لیا اور ایک طرف سے ساحروں نے دوسری طرف سے سپاہیوں وغیرہ نے حملہ کیا۔

عیاروں نے خدنگ دل دوز اور حقہ ہائے نفتی مارنا شروع کئے۔ ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اس کا منہ جھلس گیا۔ ہزاروں سینہ تیروں سے غربال کیا۔ فوج کا رخ پھیر دیا دھاردا پیش نہ ہوا۔

نازک چشم یہ حال دیکھ کر غضب ناک ہوئی اور سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک لگہ بر گڑگڑا کر سر کوہ پر آیا اور اس میں سے سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی۔ عیاروں نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے میں پہاڑ سے اتر کے جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے ان کو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیوں میں پہاڑ کی چھپ رہے۔ مگر اتنے عرصہ میں وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور نالکل تاریکی ہو گئی۔ سوائے خیام بارگاہ سلیمانی تمام پہاڑ پر اندھیرا ہو گیا۔ اس وقت لشکریوں نے پھر حملہ کیا۔ ازبسکہ وہ وقت اس لشکر کے آنے میں آ چکا تھا کہ خشتہ زریں آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے ٹوٹ کر غار مغرب میں گری اور رات مثل ماتم زدگان سیاہ پوش دمات کناں پیدا ہوئی۔

ساحروں نے اس خوف سے کہ ہرچند بالائے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہے مگر عیار بارگاہ سلیمانی میں محفوظ ہوں گے حملہ کیا۔

نازک چشم اور بختیارک سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دیں گے اور علاوہ اس کے اسلامیوں کے قید ہو جانے سے مطلب تھا وہ یہاں قید نہ ہوئے۔ پہاڑی پر مقیدوں کی طرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لئے جائیں گے۔

پس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا: "یہیں بارگاہیں استادہ ہوں۔"

بموجب ارشاد اس کی' بارگاہیں اور خیمے وغیرہ آراستہ ہو گئے۔ فوج پہاڑ کو گھیر کر اتر پڑی۔ افسر داخل ہوئے۔ لقا مع ساحرہ بارگاہ نکبت اشتباہ میں مسمکن ہوا اور وہی جلسہ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا۔ ادھر اہل اسلام اس شب پر تعسب میں مصور برسر کوہ تھے۔ عاجز اہل ستوہ تھے۔ ایک تو تار تاکی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی۔ وہ پرول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی۔ صدائے ہولناک و پرہیم وحشت آگیں۔ ہر سمت سے پیدا عورتوں کا بلک کر رونا۔ پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائیں سائیں کی آواز آتی تھی۔ اور روئے تن میں

گھبراتی تھی۔ شب مرگ انسان بھی ایسی نہ ہو گی جیسی وہ کالی رات تھی۔ پلنگ درندہ کی طرح پھاڑے کھاتی تھی۔

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ
کہ تھی شامت عاشقاں کی گواہ

کھلے ثم سے تھے خوبرویوں کے بال
شب تیرہ میں تیرگی تھی محال

صدا ہر طرف تھی یہی ہائے ہائے
خدا جانے کیا ہم کو صورت دکھائے

کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال
پڑی رنج میں اک طرف تھی نڈھال

پریشان کوئی زلف منہ پر پڑی
گہر آنسوؤں کے پروتی لڑی

یہاں لشکر اسلام سیر و رنج و محصور اعدا ہے۔ ساحروں کے یہاں جلسہ مسرت برپا ہے۔ دیکھئے صبح کو کیا ماجرا گزرتا ہے۔ ان کو اسی حال پر چھوڑ کر اب ذکر فتح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے۔

یہ زیر شجر باغ میں بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزارہاں اشکال مہیب مواکیل کی نظر آئیں کبھی کبھی اژدر وہاں منہ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریائے زخار

کو قریب تر پایا۔ لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہ ہوا اور اسم پڑھے گیا یہاں تک کہ اسم تمام کیا۔

اس وقت دو مرضع ٹھلیاں ہاتھ میں جام طلوریں پانی سے لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے۔ شہزادے کے پاس آئے اور ان حامیوں نے دست بستہ عرض کیا: "آپ حمام کریں۔ شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ یہی موکل اسم ہذا تم ان سے کہو: "اگر مجھ کو نہلاتے ہو تو پوشاک اور ہتھیار طلسم کے بھی میرے لئے لاؤ۔"

شہزادے نے بموجب لوح ان سے لباس اور اسلحہ طلب کیا۔ انہوں نے قرار کیا اور وہ شخص نظر سے غائب ہو گئے اور وہ اس جگہ ٹھہرے رہے۔ بعد لمحہ بھر کے وہ آدمی کے وہ دو آدمی جو نظر سے غائب ہو گئے تھے کشتیاں پوشاک اور سلاح کی لئے حاضر ہوئے۔

شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ ان سے کہو میں پلے لباس پہن کر اور ہتھیار لگا کر دیکھ لوں کہ میرے جسم پر ٹھیک اور دست ہیں یا نہیں بعد کو پھر حمام کر دوں گا۔"

شہزادے نے ان سے یہی کہا اور پوشاک طلسمی پہنی ہتھیار لگائے۔ پھر لوح کو دیکھا۔ اس میں معلوم ہوا کہ ان سے کہو رنگیں جادو مالک کو اس باغ کے حاضر کرو۔"

شہزادے نے ان سے حکم کیا کہ "رنگین پکڑ لاؤ۔"

یہ سن کر وہ سب نظر سے پوشیدہ ہوئے اور کچھ دیر میں ایک ساحر کو گرفتار کئے سامنے لائے۔

شہزادے نے بموجب حکم لوح اس ساحر کو قتل کرنا چاہا۔ اس نے عرض کیا: "اے طلسم کشا' میں اس دن کی خبر رکھتا تھا کہ آپ مجھ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہیں گے۔ پس اپنی جان بچانے کے لئے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان رزم س اٹھا لایا اگر آپ مجھ کو رہا کریں تو میں امیر کے پاس آپ کو لے چلوں۔

شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں نکلا کہ یہ سچ کہتا ہے اس کے ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو۔

یہ معلوم کر کے شہزادہ اس کے ہمراہ ہوا۔ اور لوح کچھ اسم ایسا پڑھا کہ وہ موکل اسم غائب ہو گئے۔ شہزادہ اس ساحر کے ساتھ اس باغ میں ایک ایسی جگہ آیا کہ وہاں ایک حجرہ بنا تھا اور در میں اس کے قفل لگا تھا۔ اس نے قفل کو وا کیا اور شہزادہ کو اندر لایا۔ دیکھا اس حجرہ میں ایک تخت بچھا ہے اس تخت پر فرش کا ملوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوہ فرما ہیں۔

شہزادے نے سر اپنا قدم پر جھکایا۔ امیر نے سر کو لے کر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا: "اے فرزند تم نے اپنے باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتہ پایا۔

شہزادے نے عرض کیا وہ نرگس کوہ پر سخیریت تمام ہیں۔

یہ کہہ کر کل احوال طلم کا بیان کیا۔ پھر وہاں سے مع اسیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا تھا کہ اس احر سے کہو مجھ کو فوج طلسم کے مقام پر پہنچا دے۔"

شہزادے نے اس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا۔ اس کو کھول کر جو آگے بڑھے ایک کوہستان میں پہنچے کہ وہاں چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفلی تھا۔ اس کو وا کیا۔ اس میں وہی صندوق جو ملکہ بلور لے گئی تھی' رکھا تھا۔ اس کو اٹھا کر باہر لائے اور پٹڑا کھول کر چالیس ہزار پتلا بلور کا مرکبوں پر سوار نکلا اور بیٹھ کر مثل انسانوں کے ہو گیا۔ شہزادے اور اسیر کے لئے بھی رنگین جادو سواری لایا۔ یہ بھی سوار ہوئے۔ بموجب لوح کے اس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور ایرج باتوقیر پس پشت چالیس ہزار سوار دلربا گز و خنجر و تیر لئے بڑے جاہ و چشم سے روانہ ہوئے۔

یہ تو اس تجمل و شوکت سے روانہ ہوئے مگر آئینہ جادو جو دریا پھر سے شکست کھا کر گئی تھی۔ تابیر لشکر کشی اور قتل کرتی تھی۔ ہچ کچھ تدبیر بن نہ پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی۔ اس میں سب کیفیت حال بربادی طلسم منہرج کیا وہ ساحر طلسم

ہوشربا میں گیا اور خدمت ملکہ حیرت میں پہنچ کر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا۔ اس نے عرض پڑھ کر مع عرضی اس ساحر کو باغ سیب میں بھیج دیا اس نے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کر کے مشیران سلطنت سے اس امر خاص میں مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے میں کیا کیا جائے۔

مشیروں نے عرض کیا کہ وہ طلسم شراکت میں کوکب کے ہے وہ شریک عمرو ہے اس مقدمہ میں دخل نہ دے گا۔ اب رہے اہل اسلام ان سے آپ دونوں جگہ مقابلہ ہو رہا ہے یعنی کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہیں اور یہاں مہ رخ سے بھی لڑتے ہیں۔ پس تیسری جنگ سے کیا فائدہ' آئینہ کو یہاں بلا لیجئے جب مسلمان مارے جائیں گے۔ اس وقت طلسم اس کا حوالے اس کے کیجئے گا۔

یہ رائے شاہ جاوداں کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا: "اے ملکہ آئینہ' تم یہاں چلی آؤ۔ میں سمجھ لوں گا۔"

پس یہ جواب اس ساحر کو دے کر درایئے سحر کے پار اتار دیا اور وہاں سے پاس آئینہ کے آیا۔ جب اس نے جواب عرضی پایا۔ ازبسکہ دل میں مزا سلطنت کرنے کا بھرا تھا۔ دوام آرزو ہوا نے پابند بلا۔ بلک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نہ کیا۔ بس افسران لشکر کو بلا کر فرمایا: "ایک لڑائی ساکھے کی میں طلسم کشا سے اور لڑوں گی۔ تم میں سے جسن کو جان دینا ہو۔ وہ میرے ساتھ چلے اور جس کو آرام منظور ہو وہ چلا جائے۔"

سب نے عرض کیا کہ ہم جانبازی کو حاضر ہیں۔ غرض کہ تین لاکھ کا لشکر درست کر ک اژدر پر بیٹھ کر رواں ہوئی کچھ ہی دور رقعہ سے نکل کر آگے بڑھی تھی کہ شہادہ جو اس طرف سے آتا تھا۔ آشنائے راز میں مقابلہ ہوا۔ دونوں لشکر باہم تلواریں کھینچ کر مل گئے۔

شہزادے حسب حدایت لوح ان پتلوں کو حکم جنگ دیا ک انہوں نے فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا۔ امیرو ایرج لڑنے لگے۔ رنگین جادو حفاظت امیر کرتا تھا اور ایرج پر

بسب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا۔ طلسمی پتلوں نے ہزاروں کو بیجان کیا تھا اور آئینہ جادو نے بھی اس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا۔ آگ برسا کر صدہا پتلون کو جلا دیا تھا۔ جب دوڑ کر ترسول مارتی تھی۔ دو چار کے کلیجے چھید لیتی تھی اور شجاعت میدان دیتی تھی۔ دریا خون کے بہائے تھے۔ ایک طرف شہزادے نے لاشوں کے ڈھیر لگائے تھے۔

آتش جدال و قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر روحوں سے ویران کر دیئے تھے۔ برق تیغ شعلہ فام نے خرمن ہستی جواناں خاک کر کے بیاد فنا پریشان کر دیئے تھے۔

اسی ہنگامہ میں شہزادے نے لوح کو دیکھا اس میں واضح ہوا کہ جب تک آئینہ کو نہ مارو گے فتح نہ پاؤ گے۔ بہتر ہے کہ چھپ کر اس کے پاس جاؤ اور لوح اس کو دکھاؤنگا اس کی خیزہ ہو گی۔ اس وقت فوراً تلوار اس اس کے سر پر مارو۔ تاکہ ہلاک ہو جاوے ورنہ اگر بچ جاوے تو آفت برپا کرے گی۔"

شہزادہ یہ حکم لوح دیکھ کر مصروف جنگ رہا اور جب غول میں لشکر کے پہنچا۔ مرکب پر سے کودا۔ آئینہ نے جو گھوڑا اس کا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ "اے بہادر طلسم کشا زخمی ہو کر گھوڑے سے گرا ہے' جلد اس کا سر کاٹ لو اور لوح طلسم چھین لو۔"

یہ کہہ کر آپ اژدر سے کود کر خوشی خوشی چلی۔ ادھر سے شہزادہ آتا تھا۔ راہ میں سامنا ہوا۔ شہزادے نے لوح سامنے کر دی۔ آنکھیں اس کی بند ہو گئیں اور سحر فراموش ہوا۔

شہزادے نے چمک کر تلوار ماری کہ سر پر بیٹھ کر ٹانگوں سے نکل گئی۔ دو ٹکڑے ہو کر وہ گری۔ شور دار و گیر برپا ہوا بڑے بڑے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ٹکرانے لگے۔ زمین میں غار پڑ گئے۔ طلسم کے خشک ہو گئے۔ آندھیاں اٹھیں۔ بعد کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجھ کو اے شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا۔ زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحراں میں بھگدر پڑی بقیہ السیف نے چادر امان ہلائی۔ ایرج نے ہاتھ روکا۔ افسران لشکر نے خدمت میں حاضر ہو کر رکاب کو بوسہ دیا

اور اناالمطیع کا دم بھرا شہزاسے نے ہر ایک کو سرفراد فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہیں آتے معلوم ہوا کہ وہ وابستہ طلسم تھے بعد مرگ بادشاہ طلسم وہ بھی غائب ہو گئے۔

URDU4U .COM

غرضیکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ در شخص معزز پیدا ہوئے اور پاس آ کر یہ عرض کیا: "مبارک ہو طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہیں۔ چلئے اور مال لیجئے۔"

شہزادے نے ان کو ہمراہ لیا۔ اس عرصے میں حنظلح و شعار دار و سیارہ شاہ پور و لوحدار اپنے احاطہ سحر سے نکل کر حاضر ہوئے اور تسلیم کر کے مبارک باد فتح طلسم دی اور نذر گزاری۔

شہزادے سب کے ہمراہ وہاں سے چلا اور داخلہ قعلہ طلسم ہوا۔ یہاں رعایا تم فراری تھی لیکن عمارتیں عمدہ بنی تھیں دکانیں مثل دل عاشق مہجور خالی پڑی تھیں۔ بازا ویران تھیں۔ گلیاں سنسان تھیں۔

شہزادہ تمام مقا ملاحظہ فرماتا اور دارالامارہ شاہی میں آیا اور دنگل شوکت پر متمکن ہوا۔ حکم آبادی شہر دیا' منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت سے امان ہے۔"

یہ صدا سن کر اکابران طلسم و رعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے۔ نذریں گزرنے لگیں۔ تمام شہرا اسلام آباد ہوا۔ تصاویر سامری کے مندر وغیرہ منہدم کے گئے۔ مسجدیں اور خانقاہیں تعمیر ہوئیں۔ شہزادے نے کسی کو سرفراز کیا اور کسی کو جان سے مارا۔

غرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو جنفل سے پوچھا کہ تمام طلسم فتح ہوا ملکہ بلور کا پتہ نہ ملا۔ اس کو تلاش کرنا لازم ہے۔"

یہ کلام سن کر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ حضور ایک باغ میں ملکہ قید ہیں۔ وہاں تشریف لے چلئے۔ ملکہ سے ملاقات ہو گی۔ شہزادہ اسی وقت روانہ ہوا۔ اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولوں سے بھرا سرسبز دہر نظر آیا۔ چار بارہ دری چار

کونوں پر تعمیر خوبی میں آپ ہی اپنی نظیر۔ پردہ ہائے زیورک ہر ایک میں پڑے۔ جن کی ڈوریوں میں مقیش کے پھندنے لگے۔

شہزادے نے اندر جانا چاہا کہ اندر سے چند کنیزیں ملا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئیں اور شہزادے کو سلام کر کے ایک بارہ دری کی طرف لائیں۔ پردہ اس کا اٹھایا۔

شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اس پر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے۔ ایک شیر پایہ تخت سے بندھا ہے اس سے کہہ رہی ہے: "اے شیر تو مجھ کو کھا لے کہ فراق شہزادے دلدار مرگ سے بدتر ہے کہیں یہ دم نکل جائے تو روح خواب عدم میں آرام پائے۔"

شہزادہ یہ سن کر رو دیا اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے ہیں۔ لباس خاکستری ہو گیا ہے۔ چہرے پر خراش ناخن جابجا ہے۔

یہ دیکھتے ہی بتیا بانہ آگے بڑھا۔ وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا۔ شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اس شیر کے لگا دے' پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے۔

شہزادے نے جب وہ زنجیر توڑ کر طمانطہ تیار کر کے آگے بڑھا لوح کو اس کے سر پر مارا اور وہ قلا بازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہو گیا۔

شہزادے نے بڑھ کر زنجیر توڑ کر پائے ملکہ کو دفع کیا اٹھ کر گلے سے لپٹ گئی۔ دونوں بلک بلک کر رونے لگے۔ منہ اشکوں سے دھونے لگے۔ غم فراق زبان پر لائے۔ اپنے اپنے دکھڑے سنائے آنکھوں سے دریا بہائے۔

بغل کھول کر پھر تو آپس میں مل
وہ رویا کئے دیر تک متصل

بیان دونوں اپنا جو کرنے لگے
در اشک سے چشم بھرنے لگے

گلے مل کے رونے لگے زار زار
کیا اپنے تن من کو اس پ نثار

یہ اس تخت کے گرد پھرنے لگا
بلا اس کی لے لے کے گرنے لگا

URDU4U .COM

کہی سرگزشت اپنی اس دم تلک
کہ اس طرح پہنچے ہیں ہم تم تلک

ادھر اشک خونیں ادھر چشم نم
اسے اس کا غم اسے اس کا غم

نہ وہ رنگ اس کا نہ وہ اس کا حال
تن زرد زرد اور رخ لال لال

بہم و خزاں دیدہ گلزار سے
ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی سب فراق جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کی۔ اب خدا تم کو نہ روئے۔ یہ روز جدائی خدا تم کو نہ رکھائے۔ اب ہنسی خوشی کی باتیں ہوں۔ رونا دھونا موقوف کرو۔

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو
خدا پھر رلائے نہ تم کو کبھو

URDU4U.COM

حاصل مرام بلکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل میں پہنچ کر حمام میں گئی۔ نہا دھر کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بصد تزئین و آراستہ ہو کر بہتر ازماہ خورشید بنی حسن چمک ضیائے مہر کو شرمندہ کرتی۔

دوبارہ کیا اس نے اپنا سنگار
چمن میں نئے سر سے آئی بہار

نہا دھو کے نکل عجب آن سے
کہ الماس نکلے ہے جوں کان سے

نہانے سے نکلا عجب اس کا روپ
نکل آئے بدلی سے جس طرح دھوپ

جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن
لیا سرخ اس گل نے جوڑا پہن

اسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس
تصویر میں ہو سرخ جس کے قیاس

بھبھوکا سا تن اور مہ کی دمک
کہ جوں شعلہ آتش سے اٹھے بھڑک

نکیل وہ اٹھی ہوئی چھاتیاں
بھری اپنے جوبن میں اترائیاں

گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک
تڑاقے کی انگیاں کسی ٹھیک ٹھاک

وہ کنچن سی اس میں کچیں لال لال
URDU4U.COM
بھری رنگ سے قمقمے کے مثال

نیلاہٹ وہ بھٹنی کی اس سے نمو
کہ جوں سرخ چہرے پہ خال کبود

شہزادہ سے ازبسکہ عقد ہو چکا تھا اور خیمہ شہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی۔ اس وقت ملکہ کے پاس آ کر شہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسہ انبساط رہا۔ جام شربت وصال پیا۔ بھر برآمد ہو کر ہمراہ خزانہ اداروں کو کوٹھے جا کر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا۔ چالیس ہزار خفتاں زریں بادلہ گار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور دنگل اور اسلحہ اور مرکب اور پانچ ہزار غرارے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑیاں نقاروں کی سیمیں و طلائی اس میں سے نکلیں اور ایک صندوق میں سے دو تلواریں ملیں۔ ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک چشم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحراں جہان تھی۔ اس صندوق میں چار تلواریں تھیں۔

پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور بہر قتل سوار طلسم لے گئی تھی اور ایک موکل اسم کی پوشاک کے ہمراہ شہزادے کے پاس لے گئے تھے۔ جس سے آئینہ ماری گئی اب در باقی تھیں وہ بھی ملیں۔ شہزادہ ان کے ملنے سے خوش ہوا اور دارالامارہ میں آ کر سامان

روانگی کیا۔ سب مال طلسم بار کرا کر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا۔
ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کر کے امیر سے خلعت حکومت دلوایا۔ تاج شاہی پہنچایا اور رنگین کو افسر کیا۔ شعلہ وار کو نائب بنایا۔ لوحدار کو مشیر سلطنت مقرر کر کے ملہ خنچل اور سیارہ کو خلعت دے کر حکم دیا: "قعلہ نرگس کوہ میں جا کر پدر بزرگوار شہزادہ قاسم کو ژدہ گنج دین اور ملکہ صنوبر کو ان کے ہمراہ سمت لشکر اسلا روانہ کریں۔"
خنظل حسب ارشاد مع سیارہ روانہ ہوئی۔ یہاں ہشادہ قاسم اترا ہوا تھا کہ یکا یک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اڑا۔ صدائے مہیب آئی۔ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا اور پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا۔
قاسم نے مقبل سے کہا: "کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا فتح یاب ہوا۔ یہ فرما رہا تھا کہ سیارہ اور منظل نے آ کر مژدہ فتح دیا۔ قاسم نے سمندہ شکر کیا اور جلد از جلد کار سازی لشکر فرما کر ملکہ صنو نرگسی چشم کو ہمراہ لے کہہ مع سیارہ بچشم و خدم کوچ فرمایا۔
پس اس جاہ جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اس طرف ایرج نے چند ساحروں کو یکم دیا اور لشکر اسلام جس جگہ اترا ہے۔ وہاں وہاں سے اشقر لے آؤ۔
رنگین نے عرض کیا: "اشقر صحرا میں ہو گا کیونکہ جب میں امیر کو اٹھایا لایا تھا تو لشکر پر بڑی تباہی تھی۔"
یہ کہہ کر سب حال ابر برادی عسکرت نصرت انجام اسلام بیان کیا۔
شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کے مرکب پر سوار ہوا امیر کو ایک تخت پر سوار کر کے ساحروں نے اس تخت کو اڑا دیا۔ یہ اس لئے کہ جب امیر پردہ قاف پر گئے تھے اور ارنا مکس دیوار لاینسا پری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور ان کو ملہ اسمان پری نے اس جرم میں قتل کیا کہ وہ دونوں امیر کو پردہ دنیا کی طرف لاتے تھے۔
پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا۔ اور اس سے وعدہ فرمایا کہ

سوا تیری پشت کے اور کسی پر میں سوار نہ ہوں گا۔ چنانچہ ایک بار امیر فیل کندھو پر سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہو کر دریا میں گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہو گیا۔ اس سے بچہ پیدا ہوا کرہ بن اشقر کو جو شہزادہ ایرج کو ملا ہے۔ حال اس کا نوشیرواں نامہ اور ایرج نامہ کے دفتروں میں درج ہے۔

غرضیکہ شہزادہ بہ تمکنت وہ جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پرالم جلوہ دکھاتے اور کئی سو نقارے بجتے بیچ میں مرکب پر یہ شہریار بہادروں کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لدے خزانہ کا منہ کھلا علم شیر پیکر کا سر پرسا یہ شاپور عمار رکاب تھا بنے۔ ہنس کر باتیں کرتا۔ صدائے طر توا پیدا ہوتا۔

اس طرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونوں سمت اسلامیان روانہ ہوئے۔

ادھر اہل اسلام کا حال سنیے کہ رات بھر پہاڑ پر کھڑے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور تو سن فلک پر سوار ہو کر فوج سیار گان پر حمل آور ہوا کہ صبح ہوتے ہی نازک چشم و بقا فوج گراں سوار ہو کر سامنے پہاڑ کے آئے اور دیکھا کہ چار سمت اندھیرا چھایا ہے۔ خسیار بھی گھاٹیاں چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ پہاڑ پر سے رغونے کی صدا آتی ہے۔

یہ حال دیکھ کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھواں تیز کر دیا کہ پہاڑ پر فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اڑ کر چلی کہ سب کو کا باندھ لاؤں۔

غرضیکہ سامری جمشید کے نعرے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا۔ پہاڑ سے عیاروں نے بارگاہ سلیمانی درجوں میں ٹھہر کر پتھرا اور تیر مارنا شروع کئے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بہ درگاہ بے نیاز کریم کار ساز کیا کہ

تیرا آسرا ہے ہمیں اے رحیم
بچا لے ہمیں دشمنوں سے کریم

دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضائے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اڑی کہ سپر دوار تیرہ تار ہو گیا۔

URDU4U.COM

نازک چشم گرد کو دیکھ کر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پر کھڑے ہو کر گرد کی طرف دیکھ کر کہا: "آیئے آیئے۔ بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ فحبہ نے سر اٹھایا ہے' مانتی ہی نہیں دراصل جہنم اس کو فرمایئے۔

لقا نے یہ سن کر کہا: "شیطان کیا بکتا ہے۔"

اس نے کہا: "جلدی بھاگئیے' وہ آ گئی تقدیر پل گئی نازک چشم ماری گئی۔"

یہ کہہ رہا تھا کہ نازک چشم اس کے قریب آئی اور کہا: "ملک جی' کیا بکتے ہو۔"

اس نے کہا: "آج تک تمہاری زندگی تھی آج تم مردہ ہوا اگر بچ جاؤ تو مجھ کو شیطان نہ کہنا۔ مسلمانوں پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جو اب آئی۔ آخر ان کی خدا نے مدد کی۔"

اس گفتگو میں یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قام نظر آیا کہ زرہ یاقوت زرنگار پہنے جیسے آفتاب تاباں میاں شفق نمایاں مرکب کوہ کفل اڑاتا برچھا ترچھا کنوتی پر مرکب کے رکھا۔ ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس میں آ گیا ہے بلکہ کبادہ چرخ کبود اس پر قربان ہوا ہے۔

پس پشت سواروں جرار مقبل وفا وار آتے ہیں۔ نعرہ زن ہوا: "اے فرقہ ساحراں اثرار دست خودرا نگہدار ک ماہم رسیہ یم۔"

یہ کہہ کر مرکب اٹھا کر فوج پر آپڑا۔ تلور کھنچی' بجلی چمکنے لگی۔ پتھر برسنے لگے۔ پہلے ہی جملہ میں بہت ساحر واصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا: "کیوں ملکہ دیکھا

کہ اب مسلمانوں کی مدد آنے کا پتا لگ گیا۔ خیریت اسی میں ہے کہ بھاگ چلو۔"
نازک چشم پر یہ کلمات سن کر غضب طاری ہوا' اور خود آگے بڑی۔ فوج کو للکارا۔
URDU4U.COM
ادھر سے قیماس خان و الماس خان وغیرہ سردران شہزادہ آ پر پڑے۔ تیر جگر دوز و خنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوئے۔
نازک چشم تڑپ کر بروئے ہوا گئی اور پکاری: "اے قاسم تیرے دادا کو میں بھگا چکی ہوں اور سب سردار پکڑ لئے میں تو میرا کیا کر لے گا۔"
شہزادے نے یہ کلمات سن کر ایک خار خدنت دل دوز اس پر لگایا کہ اس کے سینے پر پڑا۔ مگر اچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہاں سے گری مثل بلائے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ میں داب کر لے اڑی۔ لشکر میں لائی۔ قید سحر میں مبتلا کر کے بیہوش کر دیا اور پھر آگے بڑھ کر ایسا سحر کیا کہ دھواں اس لشکر پر بھی چھا گیا۔ اور ہر ایک مبازر پاگل ہو کر اپنے مقام پر کھڑا رہ گیا۔ سوجھنا بھی آنکھوں سے موقوف ہوا۔ پس اس نے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کر کے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو۔ وہ سب رکے۔
اس نے قاسم کو سامنے طلب کر کے کہا: "اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ خداوند کو بارات سجدہ کر۔"
قاسم نے زبان لعن و طعن کھولی۔ اس نے جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے بہا کے بھیک کر کہا بھیجا ک اہل کوہ سے کہو کہ حاضر ہو کر اطاعت کریں۔ بادشاہ سلام کے اگر سجدہ کرنا منظور کریں تو خداوند ان کی بڑی عزت و حرمت فرمائیں گے اور ملک و مال عطا کریں گے۔"
وہ ساحر روبرو کوہ جا کر پیام گزار ہوا۔ یہاں قاسم کی آمد دیکھ کر عیار خوش ہوئے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفہ طلسم لایا ہو گا اور ساحرہ کو قتل کرے گا۔"
یہ سمجھ کر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا۔ بادشاہ یہ سانحہ دیکھ کر آراستہ ہو کر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اتریں کہ اس وقت خبر گرفتاری قاسم پہنچی۔ نہایت درجہ صدمہ ہوا۔ اس اثنا میں پیام ساحرہ شاہ کو پہنچا۔

فرمایا جواب ان باتوں کا سخت اور اور درست لکھ کر تیر میں باندھ کر نیچے پھینک دو۔"

نامہ تیریں باندھ کر بجواب ان قلمات کے پھینک دیا مضمون یہ تھا۔

URDU4U.COM

"او قحبہ تو کیا کہتی ہے' میں لقا پر لعنت کرتا ہوں اور خدا پر شاکر ہوں۔ انشاء اللہ عنقریب تو ماری جائے گی۔"

غرض جب یہ جواب ساحر نے جا کر نازک چشم کو دیا دو آمادہ حرب کھڑی ہوئی تھی۔

پھر فوج کو درست کر کے چلی اور ادھر عیاروں نے عرض کیا: "اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہیں ہے۔ دھواں سحر کا چھایا ہے۔ پہاڑ سے اتر نہ سکیں گے۔ باہر نکلتے ہی گرفتار ہو جائیں گے اس سے لازم ہے کہ یہیں اس قحبہ کو آنے دیں اور اسی جگہ سے لڑیں۔"

شاہ اور کرب یہ سن کر مجبور ہوئے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جا سکے تو پھر باہر نکلنا۔ بیکار ہے۔ اس سے یہی ہوش و حواس کے ساتھ رہیں اور اور جب لوح یہاں آ جاوے تو اپنی جان دیں۔"

جی الجملہ یہ تو آمادہ مرگ یہاں ٹھہرے اور زیر کوہ لقا نازک چشم شاداں و فرحاں آ کر حملہ آفد ہوئے۔ پھر وہی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتیں دعا کر رہی تھیں کہ یکا یک صحرا سے گرداڑی۔

بختیارک پکارا: "اے دیکھو' اجل کا پیغام دم بہ دم آتا ہے۔ لو کہے دیتے ہیں کہ اب کی ستارہ تمہارا گردش کھا گیا ہے۔ تمہارے لئے فنا ہے۔"

نازک چشم نے کہا: "تو شیطان ہے۔ یونہی بیہودہ بکتا ہے یہ کہہ رہی تھی کہ آ کر اس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے سواری زبدہ خدا پرستاں شہزادہ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ کہ رکب طلسمی زیر ران بکھری کرتا' طرار سے بھرتا آتا ہے پش پر فوج کثیر کا مجمع ہوا۔ ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رواں شاہ پور عیار کاب تھامے باتیں کرتا آتا ہے۔ جب قریب پہاڑ کے پہنچا۔ سامان جنگ دیکھر کر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے۔ پس ایک نعرہ کوہ شگاف بلند کیا۔

یہ نعرہ کر کے تیغ کھینچ کر لشکر عدد پر آ پڑا۔ اس کے ساتھ فوج طلسمی ہے۔ مار تلوار سے تہلکہ ڈال دیا سنان ہائے نیزہ اس تاریکی دور سحر میں لیسان انجنم چرخ جورو چمکتی تھیں روحیں قفس تن میں پھڑکتی تھیں۔ تلوار کی زبان خون کی پیاسی تھی۔ زبان تیر لب سوفا رچاٹتی نظر آتی تھی۔ چہرے مبارزوں کے خاک پر خون میں آلودہ کٹے پڑے تھے۔ مصور مرگ نے نگارستان جنگ میں خاکے کھینچے تھے اور روئے زمین مرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا۔ تقدیر کا لکھا بیاوری شمشیر آگے آیا تھا۔ موت کے کنکھنوں پر زبردستوں کو چلنا پڑا تھا۔ لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی۔ طغرا مگارا جل نے حیات کی مد کی لشش مختصر کھینچی تھی۔ قضا کے دائرہ میں نقط دار ہر ایک گھیرا تھا۔ فوج کے لام کو الف تیغ سے الف بنا کر لایعنی نیست کر دیا تھا۔ جوانوں کے چہرے جو دفتر شجاعت میں صاد تھے۔ وہ نون نفی نے نظر کر دئیے تھے۔ خلاصہ یہ کہ کشتوں سے کلک شمشیر نے صفحہ درست بھر دیئے تھے۔ دامن صحرا میں سروں کے نقطے دیئے تھے۔

اسی گرمی حرب میں نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آ پڑی اور ایک نارنج پڑھ کر مارا شہزادے پر بسبب لوح اور تیغہ وغیرہ کچھ اثر نہ ہوا۔ نارنج شق ہو کر الگ گرا۔

شہزادے نے وہ تلوار جس سے اس کی قضا بغیر تیغ طلسمی نہیں ہے یہ میرا کیا کرے گا۔ پس اس نے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھوں سے قبول کیا۔ سر تسلیم جادوہ فرمان رگ پر رکھا۔ شہزادے کی تلوار جو سر پر پڑی۔ ٹانگوں سے نکل گئی۔ العیاذ اللہ زمانہ میں آف عظیم آئی۔ وہ سیاہی جو عالمگیر ہو رہی تھی دفعتہ غائب ہو گئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے۔ شور قیامت خیز برپا ہوا۔

بختیارک پکارا: "واہ واہ کیا کہنا' ہاتھ کی صفائی اس کو کہتے ہیں کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا۔ خداوند جلد تقدیر گریز کیجئے نہیں تو یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہے۔ نواسہ حضور کا

بہت ہت چھٹ نظر آتا ہے لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور سو فار کو للکارا کہ لے اس بندہ بے ادب کو آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکار کر قریب شہزادہ آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو اثر نہیں کرتا ہے۔ وہ بھی سحر خالی گیا۔ اس نے ترسول مارا شہزادے نے رد کر کے کمر میں ہاتھ دے کر اس کو اژدر پر سے اٹھا لیا اس وقت فوج کو ہی اور ساحران وغیرہ لقا ن نہیب دی کہ ہاں روکو اس کو وہ سب جھپٹے ادھر سے مبارزان مرد میدان سرو تن کے خریدار جان کے خواہاں دوڑ کر غٹ پٹ ہو گئے ہلچل پڑ گئی بڑھ جھمکڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنے سے تاریکی جو واقع ہوئی عیار پہاڑ پر سمجھ گئے کہ ساحرہ دار الور میں پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا۔ بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کر بالائے کوہ موجود تھی اس کو ہمراہ لے کر پہاڑ پر سے اتر آئے اور اس عرصہ میں تخت پر امیر سوار آ کر پہونچے اور مارے جانے سے ساحرہ کے وہ موتی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا۔ پس یہاں پہونچ کر ایک نعرہ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرہ صاحبقران کی صدا چونسٹھ کوس جاتی ہے اشقر نعرہ سن کر صحرا سے دوڑا اور خدمت امیر میں آیا۔ امیر سوار ہوئے اور لڑنے لگے۔ جگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ درانہ سے یعنی پہلے ساحر مثل اخگر و عقاب و مہنت وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اور سب کواہی قحبہ ساحرہ نے اپنے سحر میں کر لیا تھا اور خود بھی سرداروں کو مقید کیا تھا۔ چنانچے اس کے مرتے ہ وہ سب ہوشیار ہو گئے اور قید سحر ان کے جسم سے دور ہو گئی پس اصلی قید توڑ توڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے اور بحر حفاظت مقام مرود گاہ پر ساٹھ ہزار حوار نازک حشر چھوڑ آئی تھی۔ ان پر جا پڑے ازبسکہ یہ سردار دیو بند و دیو کش ستم سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ وہ سوا و تاب جنگ نہلا سکے۔ بھاگ کھڑے ہوئے یہ بھی ان کے تعاقب میں چلے اور لقا کے لشکر میں سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوئے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک چشم سے جب بادشاہ نے شکست کھائی تھی تو اس نے وہ لوگ جو میدان میں بیہوش اور نابینا' ہو گئے تھے ان کے

گرد احاہ سحر کر دیا تھا۔ الحال وہ احاطہ سحر بھی دفع ہو گیا اور لشکری ہوشیار ہو کر چلے اور آ کر زیر کوہ شریک رزم ہوئے۔ اور لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ تازہ گرفتار ہوا ہے۔ وہ بھی لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا۔ اس ہجوم کے ہوتے ہی لشکر ساحر باقی ماندہ فرار ہوا۔ اور بختیارک نے فیل بان کی پگڑی اچھال دی کہ اے جلد ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائے گا فیل بان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرمٹ کھایا بھگدڑ شکر مخالف میں پڑی اور اسلامیوں کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اس نئے اس کو حباب کے بیہوش کیا اور میں سوزن و بمبے کر مقیدے کر کے لشکر میں رکھا۔ شہزادہ زود کشت کرتا ہوا۔ عقب لشکر حریف چلا لقا پہل ہی اس جگہ آیا کہ جہاں اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ یہ مقام بھی یہ قبضہ میں کر چکا تھا۔ غرضیکہ وہاں پہونچ کر ٹھہرنا چاہا تھا کہ وہ فوخ غفر در موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر بھاگا اور اپنے مقام فرود گاہ پر آیا یہاں پڑاؤ پر بھی نمازیان و دیندار نے پڑنے دیا۔ اس جگہ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوا۔ اور قلعہ عقیق کوہ کے اندر چلا گیا۔ اہل اسلام نے تابہ قعلہ پیچھا نہ چھوڑا جب یہ قلعہ میں جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل پختہ اٹھوا لیا۔ اس وقت اہل اسلام پھرے اور اس اڑدو پر آ کر گرے تا دیر بارگاہ و بازار دین و خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آ خیموں میں لگا دی۔ اور بفتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ سے منگوا کر استادہ کی ناموس امیر و سرداران بھی داخل ہوئے۔ امیر بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی میں رونق افروز ہوئے۔

○○○

- زنار جادو

بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا: "بازار میں لشکر کی آراستہ ہوں۔" اس وقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی' ملک بادشاہ کا صاحبقران بہادر کا دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا۔ در امن و امان کھلا ہے۔ اہل اسلام جہاں جہاں مخفی ہیں۔ وہ آئیں اور آرام سے مسکن گزیں ہوں۔ ساحر فی النار ہوئے۔

یہ صدا سنتے ہی فوج جو شفاب جبال میں پنہاں تھی آنے لگی۔ اس عرصہ میں رعایائے انجم جو بارگاہ چرخ سے نجوف مہر درخشاں فراری تھی پھر کر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی نہ زیادہ تر نظر آئی۔

اسی رات بھر میں وہی سامان جو پہلے تھا۔ درست ہو گیا بازار کھلیں رعایا پھر آباد ہوئی۔ خلعت دلشاد ہوئی۔ سب سردار حمام کر کے لباس فاخرہ پہن کر بارگاہ میں رونق افروز ہوئے۔ محل میں بر محل رت جگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگیں۔ لاکھوں روپیہ کا تصدق اتر گیا۔ آپس میں کلے مل کر مبارک باد دیتے تھے۔ دربار میں بادشاہ سے جشن ہونے کا حکم دیا۔ طائفے رقاصاہ کے حاضر تھے۔ ساقیان گلعذار جام لے پلاتے تھے۔ مجرا الٹا نغمہ عشرت سناتے تھے۔

خوش میں کیا یاں تلک زار نثار
جسے ایک دنیا تھا بخشے ہزار

جہاں تک کہ سازندے تھے ساز کے
دھنی دست کے اور آواز کے

لگے گانے اور ناچنے ایک بار

جہاں تک کے تھے گائیک اور تنت کار

لگے بجنے قانون و بین و رباب
بہار ہر طرف جوئے عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلوں کی مردنگ کی
صدا پہنچی ہونے لگی چنگ کی

کمانچوں کو سارنگیو کو بنا
خوشی سے ہر اک ان کی طربیں ملا

ستاروں کے پردے بنا کر درست
بجانے لگے سب وہ چالاک و چست

کئی روز تک یہی جلسہ برپا رہا اور اسی زمانہ عشرت آگیں میں امیر نے سو فار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا۔ اس مکار و غدار نے اشارے سے اقرار کیا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔

امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور کھلوا دیا۔ وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین میں آئے کیا کہے۔"

امیر نے کلمہ طیب ارشاد کیا۔ یہ دل میں کینہ رکھ کر طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا۔ امیر نے اس کو خلعت دیا۔ یہ بھی رہنے لگا۔

اس طرف لشکر سوفار رنجیدہ و پریشان حال قلعہ میں کئی روز تک ساکن رہا۔ جو جو فرار ہو گیا تھا وہ بگھیلے دس پانچ روز میں پھر آ کر جمع ہوئے اور لاکھوں مارے گئے تھے جو بچے تھے جب وہ آ چکے تھے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب

کو لکھی۔ اس میں جملہ کوائف جنگ درج کر کے تاکیداً درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسی کو بھیجے کیونکہ یہاں کوئی باقی نہیں رہا۔ سوفار بھی زندہ گرفتار ہو گیا ہے اور یہ بھی ترقیم کیا کہ در صورت عدم مدور رسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خدا وند آج کل ہم بندوں سے ناراض بہت ہیں۔

غرضیکہ اسی عرضی کو حسب دسور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا۔ پنجہ عرض اٹھا لے گیا۔ سب لقا پرست با انتظار جواب عریضہ مستور بیٹھے لیکن سوفار جو بمبکاری مسلمان ہوا ہے اس کا حال بیان کیا جاتا ہے۔

کہ امیر نے اس کا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمہ زر بفتی رہنے کو ملا ہے۔ تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جسن سے فرصت پائیں تو کوئی ملک حضور سے کہہ کر اس کو دلوائیں ادھر تو یہ پرورش ہے۔

مگر اس نے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بوجہ جشن جاگے ہوئے تھے۔ ایک خیمہ میں آ کر رام پذیر ہوئے۔ پس موقع نے پایا۔ قریب خیمہ آ کر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمت گار بیہوش ہو گئے۔ یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اس لئے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہاں مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئے گی۔

فی الجملہ اس نے سحر سے شاہ کو بھی بیہوش کیا اور پنجہ میں داب کر اڑ گیا۔ اپنے لشکر کی طرف یہ سوچ کر گیا کہ عیار پتہ لگا لے جائیں گے۔ صحرا میں سیدھا آیا اور ایک پہاڑ دوے میں غار تیرہ تار دیکھ کر اس میں شاہ کو رکھا اس یوسف مصر سلطنت کے غار میں پہنچنے سے وہ غار یا تو بسان دیدہ یعقوب اندھا تھا یا روشن ہو گیا اور اس گنجینہ کنیز صاحب قرآنی کو اس ماخونوار نے اس طرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر ایک پتھو دہن غار پر رکھ کر بند کر دیا اور ایسا سحر کر دیا کہ وہ غار نظر موم سے نہان ہو گیا۔ پھر آپ لشکر اسلام میں آ کر اپنی جگہ پر رہنے لگا۔ وہاں رات بھر خدمت گار وغیرہ بیہوش پڑے رہے۔ جب غار مشرق سے شاہ خادر نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم میں بطور شاہ اسلام مخفی ہوا۔

صبح کو سو فار نے رد سحر پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوئے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نہ پایا۔ شور و غوغا مچایا لشکر میں غلغلہ ہوا۔ محلات میں جب خبر گئی کہرام پڑ گیا۔ امیر یہ حال سن کر بیقرار ہو گئے تخت سلیمانی پر غاشیہ پڑ گیا۔ سردار و عیار سب پچھاڑیں کھانے لگے۔

ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ جو دھوم
کیا خادمان محل نے ہجوم

کہا شہ نے واں کو مجھے دو بتا
عزیز و جہاں سے وہ یوسف

بتایا پتہ وہ یہاں سے گیا
کہا ہائے بیٹا یہاں سے گیا

عجب بحر غم میں ڈبویا مجھے
غرض جان سے تونے کھویا مجھے

کروں اس قیامت کا کیا میں بیان
ترق میں ہر دم تھا شور و فغان

شب آدھی وہ جس طرح سوئے کٹی
رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیاروں کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ۔ عیار بفن عیاری روانہ ہوئے اور صورتیں بدل کر قعلہ عقیق میں گئے

کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا تھا۔ یہ جانتا ہے کہ امیر قلعہ پر حملہ نہ کریں گے اور انتظار طبل جنگ بجے کافر فرمائیں گے۔

URDU4U.COM

غرضیکہ پہرا چوکی دروازہ پر تھا۔ عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ جب قعلہ میں گئے۔ خدائی پر بیٹھا تھا۔ سردار حاضر دربار تھے۔ مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا۔ عیاروں نے ہر طرف اس قعلہ میں چرخ مارا ایک آدھی سے اجنبی بن کر پوچھا بھی' مگر کہیں سراغ نہ لگا۔ سمجھے کہ قلعہ میں کوئی نہیں لایا۔ ناچار جس طرح گئے تھے اسی طرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا۔ جب کہیں پتہ نہ لگا مجبور ہوئے اور عرض کی کہ کہیں سراغ نہیں ملتا۔

امیر نے فرمایا: "پانچ ہزار اشرفی انعام میں دوں گا جو پتہ لگائے گا۔" قاسم نے فرمایا کہ ایک ہزار اشرفی میں بھی دوں گا اور اسی طرح سب سرداروں نے دینے کا وعدہ فرمایا۔

چالاک عیار نے کہا: "یا امیر کچھ اشرفیوں پر کیا ہے ہمارے خود دل سے لگی ہے۔ میں تین روز کا وعدہ کرتا ہوں کہ پتہ لگاؤں گا اور اگر اس عرصہ میں پتہ نہ لگا تو میں بھی منہ نہ دکھاؤں گا۔"

یہ کہہ کر بانہ ہائے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا۔ جب کہیں پتہ نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا: "تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا۔ اب کیا جا کر منہ دکھائے گا۔"

یہ سوچ کر ایک تختہ سنگ پر بیٹھ کر فکر کرنے لگا۔ آخر دل میں یہ خیال گزرا کہ سوفار لشکر اسلام میں تازہ دار وہی اور پیشانی اس کی کچھ تاریک نظر آتی ہے کیا عجب ہے کہ محبت لقا و سامری وغیرہ کی اس کے دل سے گئی نہ ہو۔ ذرا چل کر اس سے تو پوچھ دیکھ' تو کہ کیا ہوتا ہے کہ۔

سے کوئی سروکار نہ رکھئے۔"

مہنت نے ہنس کر کہا: "میں جمشید کے باغ میں رہتا ہوں اور مجھ کو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہیں۔ غرضیکہ مجھ کو سب دے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند دھوکا تھا۔ کل مجھ سے فرمایا کہ میں بندہ خاص مسلمان ہو گیا تھا۔ مگر نہیں وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہے مسلمان ہو گیا تھا مگر نہیں وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہے مسلمان نہیں ہوا ہے تدبیر میں اپنے دین افزائی کے ہے تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے پتلے سے ملاقات کرو۔ پس میں نبا پر حکن خدا وند تمہارے درشن کر آیا ہوں۔ واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو۔ اس وقت خداوند اپنے باغ میں ہیں اور وہ باغ ایسا ہے کہ رہ ہزار۔ دریا قدرت سے جمشید کی بہہ رہا ہے اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آ گیا ہے۔ اس کے بیچ میں خداوند ایک مندر بنائے بیٹھے ہیں۔ اس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہے۔ ہر ایک گنبدی سے ہزاروں شعلے او لویں نور کی نکلتی ہیں۔ اور لاکھوں ستارے ٹوٹ رہے ہیں اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہیں ان میں پھل بصمورت انسان ہیں ان درختوں کا جو پتا گرتا ہے طائران کر اڑتا ہے اور درخت پر بیٹھ کر نام سامری کا جاپ کرتا ہے۔ پس میں اسی جگہ کا رہنے والا ہوں تمہارے دل کا حال بخوبی جانتا ہوں اور سوائے اس کے تمام زانے کا حال مجھ پر ہویدار روشن ہے۔"

سوزار یہ باتیں سن کر دنگ ہو گیا اور سناٹے میں چپ بیٹھا رہا۔ چالاک سمجھ گیا کہ یہ حرامزادہ بادشاہ کو لے گیا ہے پس خفا ہو کر اٹھا اور کہا: "میں خداوند سے جا کر تیری شکایت کروں گا تو نے میری باتوں کا کچھ جواب نہ دیا' بلکہ مجھ کو دیوا نہ سمجھا کہ میں یکا کیا اور تو چپکا بیٹھا رہا۔

سوفار نے کہا: "جو آپ نے فرمایا اس کا میں کیا جواب دوں۔ جانتا ہوں سب سچ ہے اور خداوند سب کے دل کا حال جانتے ہیں۔ کیونکر بیان کروں یہاں لاکھوں دشمن ہیں قبول دینا اچھا نہیں۔ خیر جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا وہ دیکھ لیجئے گا کہ یہاں وہ کر میں

کرتا ہوں۔"

مہنت نے جواب دیا: "بہتر ہے نہ بیان کرو' مگر یہ چاہتا ہوں کہ شاہ کو باغ جمشیدی میں لے جا کر رکھوں کہ پھر کوئی اس کا پتہ نہ پائے' بلکہ تم جس کسی کو لشکر اسلام سے چرا لایا کرو' مجھ کو اس کے رکھنے کی جگہ بتایا کرو میں وہاں سے لے جایا کر دوں۔"

سوفار نے یہ سن کر کہا: "اچھا تو ہے آپ شاہ کو لے کائیے۔ یہاں سے کچھ دیر پر ایک غار ہے کوہستان میں اور پھت دہن غار پر ہے اس می بادشاہ بند ہے۔"

یہ کہہ کر کماحقہ پتا بتا دیا اور کہا: "وہ بے آب و دانہ مر گیا ہو گا۔ میں نے اس پر خاک جمشیدی چھڑ کر بیہوش کر دیا ہے اور غار نظر رزم سے مخفی کر دیا ہے۔"

چالاک نے یہ سن کر چاہا کہ اس کو مار ڈالے مگر کچھ سوچ کر تامل کیا اور کہا: "میں جاتا ہوں' تم ایسا سحر پڑھو کہ مجھ کو غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ میں بادشاہ کو اسی طرح بیہوشی سامنے خداوند کے لے جاؤں۔"

اس نے کہا: "اچھا جائیے آپ کو وہ مقام نظر آئے گا۔"

یہ کہہ کر سحر پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ میں چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسن نشان آیا پتھر اس کا ہٹایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور کاندھے پر لاد کر بارگاہ میں لایا۔

امیر بارگاہ حشامی میں تھے جب بادشاہ کو اس حال میں پایا فرمایا: "بارگاہ سلیمانی میں لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑ کو کہ حضور والا ہوشیار ہوں۔"

چالاک نے کہا: "آپ انہیں ہوشیار نہ فرمائیں جس نے انہیں بیہوش کیا ہے اسے بلوائیں۔ اگر بارگاہ میں جائیں گے اور ہوشیار ہوں گے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہو گا وہ مجرم ساحر بھاگ جائے گا۔ آپ انہیں چھپا رکھئے۔ سوفار کو مطلب کیجئے۔"

امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جال دار میں کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب بھیجا کہ اس نے سوفار سے جا کر کہا: "خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہیں اور حضور کو یاد کرتے ہیں فرمایا کہ یہاں آؤ تو شب ماہ کی کیفیت میں بھی دیکھتے جائیں

اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھیں۔"

سوفار یہ پیغام سن کر وہاں سے چلا اور جب خدمت امیر میں آیا۔ امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزار تمام بٹھایا اس اثنا میں چالاک وہی مہنت کی صورت بن کر سامنے آیا سوفار کے ہوش اڑ گئے گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤں چالاک نے کمند ماری کہ گردن اس کی پھنسی۔

امیر نے اسم اعظم باآواز بلند پڑھا کہ سحر نہ کر سکا چالاک نے سوزن زبان میں دیا اور ستون بارگاہ میں باندھ دیا۔ پھر صندوق سے بارگاہ کو نکالا اور کہا: "جلد ان کو ہوشیار کر۔"

اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکال کر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوئے اور ان کی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ اب کی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے۔

اس نے کہا: "اچھا جایئے آپ کو وہ مقام نظر آئے گا۔"

یہ کہہ کر سحر پڑھ کر دستک دی اور آپ خیمہ میں چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کو ہٹایا بادشاہ کو غار پر حسب نشان آیا پتھر اس کا ہٹایا بادشاہ کو غارے سے نکالا اور کاندھے پر دکر بارگاہ میں لایا۔

امیر بارگاہ حشامی میں تھے جب بادشاہ کو اس حال میں پایا فرمایا: "بارگاہ سلیمانی میں لے چلو اور پانی اسم اعظم کا چھڑ کو کہ حضور والا ہوشیار ہوں۔"

چالاک نے کہا: "آپ انہیں ہوشیار نہ فرمائیں جس نے انہیں بیہوش کیا ہے اسے بلوائیں۔ اگر بارگاہ میں جائیں گے اور ہوشیار ہوں گے تو ان کی رہائی کا غلغلہ ہو گا وہ مجرم ساحر بھاگ جائے گا۔ آپ انہیں چھپا رکھیئے۔ سوفار کو مطلب کیجئے۔"

امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جال دار میں کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار بہر طلب بھیجا کہ اس نے سوفار سے جا کر کہا: "خداوند نعمت اس وقت امیر بہت خوش ہیں اور حضور یاد کرتے ہیں فرمایا کہ یہاں آؤ تو شب ماہ کی کیفیت میں دیکھتے جائیں اور بادشاہ

کو بھی ڈھونڈھیں۔"

سوفار یہ پیغام سن کر وہاں سے چلا اور جب خدمت امیر میں آیا۔ امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزار تمام بٹھایا اس اثنا میں چالاک وہی مہنت کی صورت بن کر سامنے آیا۔ سوفار کے ہوش اڑ گئے گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤں چالاک نے کمند ماری کہ گردن اس کی پھنسی۔

امیر نے اس اعظم باآواز بلند پڑھا کہ سحر نہ کر سکا چالاک نے سوزن زبان میں دیا اور ستون بارگاہ میں باندھ دیا۔ پھر صندوق سے بارگاہ کو نکالا اور کہا: "جلدان کو ہوشیار کر۔"

اس نے تھوڑی خاک خوف جان سے نکال کر چھڑک دی کہ شاہ ہو شیار ہوئے اور ان کی تیمار داری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا کہ اب کی بھی اگر بصدق اسلام قبول قبول کرے تو بچ جائے۔

اس نے اشارے سے کہا: "میں نام جمشید پر فدا ہوں۔"

امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا۔ ذوالخمار علوی جلاد نے اس کو زیر تیغ بٹھا کر اور کوئلے کا خط گردن پردے کر آنکھ میں پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اس کا تن سے جدا کیا۔ تادیر تاریکی اور غل شور رہا۔ بعد اس کے زمانہ روشن ہوا۔ لاش اس کی کھنچوا کر مزبلے پر ڈال دی اور سرکنارے لشکر کے درخت میں لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی اور صدا سن کر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخموں میں چور کھڑا رہا ہے۔ اس نے پوچھا تو یہاں پر کیوں آیا ہے اور کس لئے روتا ہے۔"

اس نے کہا: "میں ملازم ناک چسم ہوں وہ قتل ہوئی اس کو یاد کر کے روتا ہوں اور اس لئے یہاں آیا ہوں کہ اہل اسلا مجھ کو بھی مار ڈالیں گے۔"

چالاک نے کہا: "تجھ کو لازم ہے کہ دن اسلام اور ملت بیضا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائیں گے۔"

سر نامہ ہے وصف سامری کا
گو سالہ کیا تھا جس نے گویا

URDU4U .COM

جمشید و لقا کی کیا صفت ہو
دیتے وہی جان ہیں ساحروں کو

بعد ان کے ہوئے ہیں جتنے معبود
ہے وصف سے وصف ان کا افزود

اس وصف کو چھوڑ کر با آداب
کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب

اے انسر فرق سر بلنداں
سلطان شہان خود پسنداں

سر تاج شہان ہفت کشور
گردوں سہنشی کے اختر

سر دفت داوراں دوران
سر طبقہ سروران ذی شان

سر چشمہ بخش و مروت
مجموعہ الفت و محبت

آب دور بحر تاجداری
نگ گل باغ شہر یاری

خورشید سپر بادشاہی
خوشبوئے گل جہاں پناہی

آرائش تخت ارجمندی
زیبائش تاج سر بلندی

ہو فضل کا سامری کے سایہ
ہم مرتبہ فلک ہو پایہ

تحریر کریں یہاں کا کیا حال
URDU4U.COM
ہر ایک بشر کا ہے برا حال

بدلی ہوئی یاں کی کچھ ہوا ہے
چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے

اندھیر ستم سے آج کل ہے
ہر ایک کی تاب میں اجل ہے

ہر سمت تلاطم اک پڑا ہے
ہر شہر میں شور جابجا ہے

طوفان عظیم تر اٹھا ہے
خشکی میں جہاز ڈوبتا ہے

ایسی ہوئی دفعۃ ہے ہلچل
اشراف حزیں ہے شاد ازول

عیار کچھ ایسے ہیں مسلماں
بد گوہر و بے حیاؤ ناداں

کچھ چھوکریاں ہمارے یاں کی
بہکا کے شریک کی ہیں اپنی

URDU4U.COM

اس بات پہ ہے ہنسی کچھ آتی
وہ ہم سے مقابلہ ہیں کرتی

ذرے کو ہے مہر سے لڑائی
دریا پہ کنوئیں ہے چڑھائی

پشتے کو ہے فیل مست سے جنگ
روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ

کب مور ضعیف ہو سلیماں
کب ہمسر دیو ہو گا انساں

ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے
رتبہ مرا نور سے سوا ہے

ہے پشت زمیں کو اوج کا دھیاں

بڑھ جانے کا چرخ سے ہے ارماں

ازراہ عنایت و نوازش
میں نے نہیں جنگ کی ہے خواہش

جس روز آفتاب میرا ہو گا
سن لینا جو حال ان کا ہو گا

URDU4U.COM

دم بھر میں ملے گا خاک میں نام
جز خواب عدم کہاں پھر آرام

تھی تم سے قدیم رسم الفت
اس واسطے سب لکھی حقیقت

سنتا ہوں کہ ایک و زو عمرو نام
پہنچا ہے تمہارے پاس ناکام

بد دین ہے مفتری ہے مکار
کر لینا اسے وہاں گرفتار

جو ہم ہیں وہ تم ہو فرق کیا ہے
آپس میں فساد کب روا ہے

سب نے بہکایا تھا بہت کچھ
غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ

اک سیل فنا وہاں پہ جاتی
میں کیا آتا قضا ہی آتی

اگلی الفت جو یاد آئی
کی حلم نے غیظ پر چڑھائی

رو کا لشکر بھی خود کو ٹھہرا
تم کو الطاف نامہ لکھا

URDU4U .COM

لازم ہے تمہیں بھی مشفق من
بننا تم بھی میرے نہ دشمن

فی الفور عمرو کو بھیج دینا
بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا

ہے مجھ کو یقیں کہ تم بھی اے یار
الفت کی ہو رسم سے خبردار!

ہو صاحب حلم و صاحب ہوش
آئے گا محبتوں کا کچھ جوش

دشمن کو ہمارے قید کر کے
احسان ہم پر نیا کرو گے

بس ختم ہے اشتیاق نامہ
چلنے سے رکا کمیت خامہ

رفعت پہ رہے ترا ستارا
آباد رہے طلسم سارا

یاہ نامہ منشی ندرت طراز نے لکھ کر شاہ کے روبرو پیش کیا۔ بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کر کے طوف بہ کیسہ زریں فرمایا اور ایک ساحر ذی مرتبہ کے حوالے کیا کہ پاس کوکب کے لے جائے۔ پھر چند تحفہ و تحائف دے کر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لے کر جب چلنے لگا۔ اس نے فرمایا: "تو اس راہ سے نہ جانا جدھر سے عمرو گیا ہے' بلکہ اس راہ کو اختیار کرنا جہاں مولسری کے درخت سرحد طلسم پر لگے ہیں اور دو پتلے درخت پر بیٹھے ہیں۔ جب وہاں پہنچنا تو کہنا کہ میں نامہ شاہ رواں لاتا ہوں۔ وہ پتلے تجھ کو بہت جلد پاس کوکب کے لے جائیں گے ادھر سے کہ جدھر سے عمرو گیا ہے۔ جانے میں عرصہ ہو گا۔"

غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا' نامہ درار نامہ سر سے باندھ کر روانہ ہوا کہ حال اس کا بیان آگے ہو گا۔ بعد جانے نامہ دار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا کے پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا! "اے خاتون من نامہ کوکب کے پاس میں نے بھیجا ہے جو آپ آئے تو اسد کو قتل کروں۔ تم جب تک مصور سے کہو یا مرشد آپ کب تک چلہ میں رہیں گے لازم ہے کہ ان نمک حراموں کو سزا دیں۔ یقین ہے کہ مرشد زاد سے جنگ کر کے سب کو غارت کر دیں اور میں بھی ساحران نامہ مذکور عقت میں بھیجوں گا اطمینان رکھو۔"

یہ لکھ کر طائر سحر کے گلے میں باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی میں کرنے لگا۔

ادھر ملکہ حیرت کے پاس جب نامہ پہنچا پڑھ کر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کار بند ہوئی۔ ان کو تو اس حال میں چھوڑیئے مگر اب حال ملاقات عمرو اور بران سنئے۔

URDU4U.COM

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی
میخواروں سے کچھ سے وعدہ ساقی

مہمان کی چاہئے مدارت
دن توڑنے کی نہ کیجئے بات

میخانہ برنگ آسماں ہے
جس جا دیکھو نیا سماں ہے

شیشے مے سرخ کے چنے ہیں
سیخوں پہ کباب بھن رہے ہیں

بھٹی پہ ہیں بادہ خواروں کے ٹھٹ
کھوئے ہوئے ساقنیں میں گھونگھٹ

آنکھوں میں ہے نشہ سب کے چھایا
دل میں ہے نیا مزا سمایا

پھرتی ہے نگہ میں صورت یار
ایسے میں غضب ہے ہجر دلدار

منہ دختر رز بہت لگی ہے

میخواروں سے ہوتی دل لگی ہے

پیمانے بھی رہیں گے منہ پر چڑھتے
قہقہہ قہقہہ میں شیشے کرتے

ساقی تجھ سے ہے چشم امید
میں ذرہ ہوں لطف تیرا خورشید

URDU4U .COM

مے پی کے ترا ہوں میں ثناخواں
بلبل کی طرح ہوں نغمہ سنجاں

ایسے میں نہ مجھے کو بھول جانا
کیفیت میکدہ دکھانا

اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم
ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم

تاکیں جو درخت رز کو آ کر
ہو لیا خفا ہمارے اوپر

رصل نبت العنب قو ہو گا
پی جائیں گے سن کے جو کہے گا

صہبائے خوشی سے مست ہو نمیں

توبہ کب مے پرست ہوں میں

ہاں پیر مغاں وہ مے مجھے دے
تو مجھ کو مطیع اپنا کر لے

وہ جام پلا دے رند کو آج
جو نشہ کے اوج کی ہو معراج

URDU4U.COM

بیعت کرے مجھ سے آ کے زاہد
میخواروں کو پھر کہے نہ فاسد

سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد
بس آیہ واشربوا رہے یاد

دے پھول تو مجھ کو جام گل میں
افسانہ لکھوں سورمل میں

زرز شجر ابر خوش بیانی
سیراب شور و گل معانی

زیبائش و ہندگان کا شانہ مہمانی و زینت افزائے فسانہ دعوت و میزبانی محفل آرائیاں' افسانہ بیان و انسانہ سرازاں سبادر زبان۔ بیاوری خامہ میزبان تسر مضامین کو مہمان تحریر سے اس طرح رونق آگیں فرماتے ہیں اور الفاظ معانی کو چار بالش افسانہ پر بصد عزت یوں بٹھاتے ہیں کہ گل گلزار تیاری و رونق بوستا سرازی یعنی عمرو بن امیہ ضمری اسی باغ میں چور کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہے۔

لیکن برآن جب طلسم آئینہ سے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرایش کرا کر سوار ہوئی۔ اس ک سوار ہوتے ہی تمام ناظمان در بند طلسم بھی سوار ہوئے۔ مثل ان کے

URDU4U.COM

کہ طولان بن قاہر ماہی خوار' طوفاں آسماں نشین تو سن بن خرسان سنگ انداز مزی بن نعمان کوہکن' ترسان بن خونخوار روئیں تن' بطور گن آزار اژدر خوار' کلال بن قہر حرس دندان ازرین کو پیکر نیل سوار' مرزا ابن فابن زلزلہ قہر کن توس بن مانوس شیرا فگن ملکہ نسیم صہبائے شدہ چشم' نحمتی بن کوہ فیل پیشانی' ملکہ یاقوت گد دندان' ملکہ شیریں دہان نیشکر لب ملکہ سنبستان گیسو دراز' ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو وغیرہ۔

غرض کہاں تک بیان کیا جائے کئی ہزار نام و ناظمہ سوار ہوئیں اور ملکہ آ کر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئی اور مرزان وزیر کو بھیجا کہ جا کر خواجہ کو سوار کر کے سیر دریاؤ دشت دکھاتا ہوا لائے۔

وزیر خوش تدبیر مع جلوس شاہانہ اور کئی ہزار ساحران مامی کے تخت رواں لے کر روانہ ہوا ادھر عمرو مشتاق ملاقات ملکہ ہو کر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو آتے دیکھا۔ پس جدل بام سے اتر کر بارہ دری میں آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئیں آراستہ کیا۔ تاج لعل و گوہر سر پر رکھا۔ یاقوت کا کنٹھا گلے میں پہنا کہ ہزارہا چاند اس میں نصب تھا۔ ستارے الماس کے قبا میں جڑے تھے۔ دیدہ خورشید کو خیرہ کرتے تھے۔

غرضیکہ جب اس طرح آراستہ ہو چکا اس چور کو بھی خلعت پرز ردے کر مطلع کیا۔ اس اثنا میں وزیر درباغ آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ میں داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آ کر دست بستہ الماس کیا: "ملکہ دوراں مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آ کر ٹھہری ہیں امید وار ہوں کہ آپ بھی سوار ہو کر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دیں۔"

یہ سن کر عمرو مسکرایا اور پھر بی تکلف اٹھ کر ہمراہ وزیر آیا۔ دیکھا کہ ہزاروں کنیزان مہ پارہ اسباب ترک لے کر کھڑی ہیں۔ تخت رواں جواہر نگار موجود ہے۔ ساحران نامہ

بہر استقبال حاضر ہیں۔ ان سب نے مجرا و تسلیم کی اور نذر لے کر چلے خواجہ نے کہا: "یہاں کی نذر ہم نے معاف کی۔ قلعہ میں پہنچ کر نذر لیں گے۔"

URDU4U.COM

غرضیکہ تخت پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کیا۔ سواری آگے بڑھی جلو میں ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی۔ زرد گوہر نثار ہونے لگا۔ نقیب صدائے طرقوا دینے لگے۔ دشت لخلخوں کے لوٹوں سے اور شمیم عنبر و اگرد عود سے بسان زلف مہوشاں مہکنے لگا۔ گلاب و کیوڑے کا چھڑکاؤ شرم سے گلرخوں کو عرق کوتا ہوا وہاں ایسی معطر ہوئی تھی کہ دماغ رنگین رخان دہر کو بساتی تھی۔ باغ میں جاتے ہوئے اتراتی تھی۔ پھولوں نہ سماتی تھی۔ جس قدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زرد جواہر کا ہر جگہ انبار تھا۔ اٹھانا لوگوں کو دشوار تھا۔

برابر کھڑے تھے سوار
ہزاروں تھی واں ہاتھیوں کی قطار

سنہری روپہلی وہ عماریاں
شب و روز کی سی طرحداریاں

چمکتے ہوئے بادلوں کے نشان
سواروں کے غٹ اور پیادوں کی شان

ہزاروں ہی اطراف میں پالکی
جھلا پور کی جگمگی نالکی

کہاروں کی زربفت کی کرتیاں

اور ان کے دبے پاؤں کی پھرتیاں

بندھیں پگڑیاں تاش کی سربسر
چکا چوند میں جس سے آئے نظر

وہ ہاتھوں میں سونے کے موٹے کڑے
جھلک جس کی ہر ہر قدم پر پڑے

URDU4U.COM

وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں
وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سماں

وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی
قدم باقدم بالباس زری

بجاتے ہوئے شادیانے تمام
چلے آگے آگے یونہی شاد کام

سوارو پیادہ صغیر و کبیر
جلو میں تمامی امیرو وزیر

مرصع تھے سازوں سے کوئل سمندر
کہ خوبی میں روح القدس سے دو چند

چلے پایہ تخت کے ہو قریب
بدستور شاہانہ تپتی جریب

غرض اس طرح سے سواری چلی
کہے تو کہ بار بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہنچے۔ یہاں مور پنکھیاں اور بجرے جواہر کے پڑے تھے۔ چنانچہ تکلفات یہاں کے اول بیان کئے گئے مگر لکھنا باعث طول فسانہ ہے۔ غرضیکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤس لگا ہوا تھا۔ عمرو اس پر رونق افروز ہوا۔ گرد تمام کشتیاں اور بجرے شہزادیوں کے اور بیچ میں خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا۔ پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیاں چاندی کے پتر کی طرح چمکتی تہ آب نظر آتی تھیں۔ غوطے ادھر ادھر لگا جاتی تھیں۔ آگے چوبدار کشتیوں پر سوار اہتمام کرتے جاتے۔ کنارے کنارے سوارو پیدل چلے آتے۔ اسی طرح جب اس پار پہنچے۔ ملکہ تخت پر سے اتر کر چلی۔ ایک حور گلزار جناں کو پردہ دینا پر دیکھ کر تعجب کیا اور صورت دیکھ کر دوود پڑھا۔ پھر آپ بھی بجرے سے اتر کر آگے بڑھا ادھر ملکہ نے سر اپنائے سلام جھکایا۔ اس طرف خواجہ نے فرزند کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا۔ پھر زبان مدارت بیان کو صفت و ثنا اور دعا نے بزرگانہ میں وا کیا گوہر سخن کو اس لعل درج شہر یاری پر سے نثار فرمایا۔

دعائیں لگا دینے بے اختیار
کہا خوش کرے تجھ کو پرور دگار

کہ تیری خوشی سے ہے سب کی خوشی
مبارک تجھے روز و سب کی مہی

نہ آئے کبھی تیرے خاطر یہ میل
چمکتا ہے جب تک فلک پر سہیلی

ملکہ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اس ویران کدہ کو اپنے قدم سے ویران فرمایا۔ سر مجھ عاجزہ کا فلک تفاخرہ پر پہنچایا۔ زہے نصیب اس سر زمین کے جس پر قدم فلک رفعت آپ کا پہنچے اور خمے اوج بخت اس صاحب خانہ کا کہ جس گھر میں حضور رونق افروز ہوں۔

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کر کے پھر دونوں سوار ہوئے اور اسی تجمل و شان سے شہر کی طرف چلے بعد کچھ عرصے کے در شہر نظر آیا۔ اس کو بہتر ازروضہ جناں پایا۔ دروازہ طلائی لگا۔ اس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا۔ چار دیواری شہر کی صفا میں میں بہ ازماہ داختر تھی۔ بلندی دروازے میں سد سکندری تھی شکار گاہیں اور تصاویر بوقلموں بدستیاری مصوران چابکدست اس پر منقش تھیں گویا بولا چاہتی تھی۔ پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت میں اس کو دیکھ کر منہ چھپاتا تھا۔ تارنگاہ رگ سنگ بن کر وہیں رہا جاتا تھا۔ نگاہ ناظرین اس کی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیاں پتھرائی جاتی تھیں۔ بلکہ اس کی آب و تاب میں ڈوبی نظر آتی تھیں۔

موج دریائے نور دیوار
عکس رخسار حور تھی دیوار

دروازے پر بھی ہزاروں ساحروں کا مجمع تھا۔ ملکہ کے آتے ہی انہوں نے جھک جھک کر تسلیم کی۔ سواری داخل شہر ہوئی۔ اس شہر کا کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آ گئی۔ جب وہاں کی عمارت پر نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک خشت ہر ایک روزن کا اس کا حلقہ چشم خوب رو دیا تھا۔ ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا۔ طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازاریں ہر طرف ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانیں غرفہ ہائے جنان سے ہزار درجہ سوا دکاندار رشک مشتری زہرہ شمائل ہر ایک فلک قدر و بسان بدر کامل ہر طرف لین دین میں مشاغل اخباس گراں بہا اور اشیائے

نادرہ روزگار و بے بہاد گرانما کا کیا وصف کیا جائے قیمت ان کی ایسی نہیں جو کوئی نام لے کہ۔

مثل بازار مصر ہر بازار
یوسف وقت ساکناں و یار

شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا
گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا

شادمانی سے اہل شہر تمام
محو عشرت تھے صبح سے تا شام

حسن میں ہر ایک ماہ جبیں
غیرت بعتان لندن و چین

ہر طرف شعلہ روسمن اندام
شکل طاؤس و کبک گرم خرام

واں تو بیکار آسمان کا ہے دور
گردش چشم مہاشان کا ہے دور

جو کہ مخمل نشین سے لیلیٰ ہے
ایک معمورہ تجلی ہے

حاجب مہر و ماہ نہیں واں ہے

پھول والے گلے کا ہوتے ہیں ہار
کوچہ کوچہ ہے کوچہ گلزار

ہے ہر ایک گل فروش البیلا
پھول والوں کا دور ہے میلا

کیا کھری صورتوں کے ہیں صراف
URDU4U.COM
دلبری کے چلن میں ہیں حراف

کس غضب کی نگاہ رکھتے ہیں
خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہیں

ہیں طرحدار کتنے میوہ فروش
پستہ لب پہ ان کے ہجر یہ خروش

جان دیں لے کے شاہدان چمن
بیچ ڈالے ہیں سیب سیب ذقن

رشک لیلیٰ ہے ایک اک کنجڑن
جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن

دلفریب ان کا ہے غضب جوبن
ناسپاتی ہے ان کا سبھی ذقن

بانکی بانی ادا غضب باتیں

وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتیں

جب کہیں بیچنے نکلتی ہیں
دل کو تلوؤں سے ملتی چلتی ہیں

ہر گھڑی کہتی ہیں وہ غمزدہ سے
گھاتے میں ہیں انار پستان کے

URDU4U.COM

سب کو بن جوکھے چیز دیتے ہیں
ہم تو نظروں میں تول لیتے ہیں

بھنگ نوشوں کی اک طرف ہے بہار
ساقنوں کی دکانیں ہیں گلزار

شام سے صبح صبح سے تا شام
نشے بازوں کا جمگھٹا ہے مدام

دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
بے سری ایک اک اپجتا ہے

کہتے ہیں ساقنوں سے ساغر نوش
ہم کو بھی کر دے جان من بیہوش

دید و دید بھی ادھر ہو جائے
ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے

گہ بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
بھنگ نوشوں میں گاڑھی چھنتی ہے

ساقنیں حقے جب پلاتی ہیں
عاشقوں کے دھوئیں اڑاتی ہیں

نشہ باز اک دم لگاتا ہے
ایک مخمور غل مچاتا ہے

URDU4U.COM

بی بی ساقن کے دم کی خیر رہے
ہم ہی محروم دم بغیر رہے

ایک جانب کھلا ہے بزراہ
ان دکانیں ریزے ہیں کیا کیا

کسی بزازے سے کہیں یہ حال
در گھڑی تلک جھگڑتے ہیں دلال

سیٹھ جی اتنے آڑے ترچھے نہ ہو
واجبہ نین سکھ کا مول کرو

چھی دینا دلائے گر بھگوان
نفع بھر کھانے میں کیا نقصان

کہیں گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی

مشتری آپ سے سوا ہے کوئی

پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو
ہاتھ کی آپ ہی کے بھنی ہو

کتنے شیریں ادا ہیں حلوائی
مثل شیریں ہیں ان میں رعنائی

URDU4U.COM

چاشنی گیر عشق خود بھی ہیں
باتیں قند مکرر ان کی ہیں

شیرہ جان کی وہ مٹھائی ہے
جس نے کھائی ہے جان پائی ہے

وہ شکر پارے ایسے ہیں شیریں
چاٹ لے ہونٹھ کائے گر شیریں

ہر دکان رشک نان نعمت ہے
جان سرمایہ حلاوت ہے

تھال ہیں مہر و مہ سے روشن تر
رشک تار شعاع مہر چنور

کس قدر خوشگوار حلوا ہے
صاف لذت میں من و سلوا ہے

دل عاشق ہے ایک ایک جرس
ہے وہ زنجیر رشک تار نفس

غل مچاتے ہیں خوانچے والے
دیکھ پچھتاوے گا نہیں کھالے

ذی حلاوت بہت کرار ہے
منچلوں کے لئے بنایا ہے

URDU4U .COM

ہونٹوں سے ٹوٹے خستہ ایسا ہے
شوربہ بوسہ صدا سے پیدا ہے

نوجواں نوجواں پری سقے
ابرو ابرو دلبری سقے

وہ مصفا سڑک وہ ان کا جماؤ
آب گوہر کا چرسو چھڑکاؤ

رات دن جمگھٹا ہے میلا ہے
قہر و مہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضیکہ شہر کی آرائش و تکلفات ملکہ دکھاتی ستر سو نازنین سرخ پوش دست راست کی طرف اور اٹھارہ سو گل پیرہن سبزہ پوش دست چپ کی طرف چنور بال ہما کے لئے مروجہ جنباتی کرتی ہوں ہوں سامنے سے گزری ہزار غلاماں زریں لباس اگر سوز ہاتھوں میں لئے رواں یہ سامان دیکھ کر فلک پر حیران در و بام پر زن دمرد کا ہجوم تماشائیوں

میں سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشہ زر و جواہر خواجہ پر سے لٹتا قدم باقدم سواری روانہ۔

اب کیفیت سنیے کہ برآن تو عمرو کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری برآن جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر میں حال سواری کا دیکھ رہی ہے یہاں تک کہ سواری جلوہ خانہ بادشاہی میں داخل ہوئی۔

عمرو نے ایک مکان رفعت میں برترانہ آسمان دیکھا کہ جس کا ہر منزلت میں تارک چرخ چہارم سر اونچا کئے تھا۔ ہر کنگرہ اوج میں کرسی کا پیم پایہ تھا۔ ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی میں کہیں اوج مراتب دانشمندانہ کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر روبرو اس کے کثیف مرات رخسار آئینہ رویاں اس کے مقابل کہاں ارض جناں کی پوشیدگی سے شرمندگی اس کی عیاں ہر سمت کمرے اس میں تعمیر تھے۔ سرسبزہ بے نظیر تھے۔ چمک دمک میں بہ ازماہ منیر تھے۔ فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا۔ اسباب ساہانہ سے ہر کرہ تھا کہ۔

وہ سجا تھا برنگ خلد برین
صدقے کیجئے نگار خانہ چین

شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون
صورت سرد باغ تھے موزوں

کھڑکیاں تھیں دریچہ جنت
درجہ درجہ حد سینئے جنت

واں کے پردوں کوس سے نسبت دروں
پردہ چشم عندلیب لکھوں

گوش عشاق کے ہیں وہ پردے
چشم مشتاق کے ہیں وہ پردے

ہانڈیاں تھیں سباب نہر چمن
کنواں انجم کی طرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام محلدار حاضر تھی کہ اس کا دورہ توند کا نکلا ہوا اور پائجامہ و کرتا سفید پہنے ہاتھوں میں الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کا عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے ہوئے اور بلور کا عصا ایک ڈال ترشا ہوا تھا کہ کھڑی ہو گئی اور ایک کشتی جس میں کئی سو الماس کے اور یاقوت کے نگینے تھے۔ خواجہ کو تسلیم کر کے نذر دی قرق زنجیر کو پھر ہٹایا پردہ مردے نے اٹھایا سواری اندراس قصر دارالمارہ کے دار ہوئی یہاں مقام صدر پر تخت طاؤس کئی سو زینے کا تھا۔ گرداس کے کرسیوں اور اور و گلہائے جواہر نگارہ کا دورہ بندھا تھا فرش قاقم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا۔ اور جملہ شاہزادیاں اور کار پروازاں سلطنت ان رنگوں پر متمکن یہ وہ سب شہزادیاں ہیں جو طلسم میں کئی کئی ملکوں کی مالک ہیں اور جواری کے ساتھ ہیں وہ ناظم اور قلعہ دار یں فی الجملہ یہاں جو شہزادیاں کئی سو حاضر تھیں مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار قہ نگاہ و ملکہ گوہر مدراں زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ نازک وہاں کاکل کشا و خش اندام یاقوت پرش و ملکہ سلیمان زریں ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم ملکہ خوب رنگ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش و ملکہ سلطان شور افگن و ملکہ مہبوت گیسو کشاد ملکہ ہزن پوش تاجدار و ملکہ' ماہ رخسار خوش ادا ملکہ ہوائے تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب آبرو و ملکہ سوار چشم ملکہ مجر تاجدار و ملکہ

عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا باری و ملکہ فیروز رخ و ملکہ سر کشی و ملکہ فرجام و ملکہ اقار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مردایدو و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقداس بن القارس و محک و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ غدار گل پیرہن اور چند مشیر منتظم سلطنت مانند کاہن جادو کہیں جادو قاقم جادو ارقم جادو امر من جادو' امثال جادو و طغیان جادو وغیرہ سب نے تعظیم کی اور نذری دی خواجہ نے نذریں قبول کیں اور لے کر زنبیل میں رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ برابر کمر کے ہاتھ لے جا کر کہاں غائب ک دیتے ہیں حاصل مرام اب جو سواری آگے بڑھی اس طرف بران اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیچہ سرحر ہاتھ میں لیا۔ سوا سو کشتی بہر نذر ہمراہ لے کر تابہ دروازہ پئے استقبال روانہ ہوئی۔ ادھر دارلامارہ میں تخت کے پیچھے کی طرف مفسرا کا دروازہ اس کا پردہ زنبوری چرخی پر کچھی اس وقت مرزان و وزیر نے دست بستہ عرض کیا حضور ملکہ و دوران تشریف لاتی ہیں۔ اگر مناسب جانیے تو اتر پریے عمرو نے دل میں کہا کہ بران موجود ہے اب کونسی ملکہ آتی ہے۔ یہ سوچ کر جو پھر دیکھا بران نقلی کو ساتھ نہ پایا سمجھا یہ الوالعزمی ملکہ نے تجھے دکھائی تھی کہ شبیہ اس کی تجھے لینے گئی تھی اب وہ تابہ دروازہ از خود آئے گی یہ قصور کر کے ہوا دلر پر سے اترا تھا کہ یکایک ملکہل مع سترہ ہزار نازنین گلی اندام کے بسان مار چہار وہم ساطع ولامع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بہر سلام اس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا۔ عمرو نے اپنی بیٹی کہہ کر قریب پہنچ کر سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم نے کیوں تکلیف کی' میں تو آیا ہی تھا۔"

ملکہ نے وہ سوا سو کشہ نذر دی۔ عمرو نے ہنس کر نذر زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ و جواہر وغیرہ نکالا کہ ملکہ پر سے نثار کیا۔ ملکہ نے صفت و ثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بزرگانہ مجتبوں کا میں کیا شکر ادا کروں اور کون سی زبان لاؤں۔ ملکہ کی یاجن کی جس سے صفت و ثنا کروں۔"

عمرو نے یہ کلمات تحسین سن کر کہا: "اے ملکہ کچھ اوصاف حمیدہ کو میں نے تمہارے

سنے تھے اس سے کس درجہ اور تعداد یکو شمار و حساب میں لاؤں کہ جس سے زیادہ بتلاؤں۔"

المتصر باہم کلمات صفت و ثنا کر کہہ کر ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اور لے کر اندر چلی۔ ہزار ہازن و مہر طلعت الماس پوش و زمرپوش مروجہ جنباتی کرتی ہوئی ساتھ تھیں عمرو نے جیسے ہی قدم محل میں رکھا گویا زندہ بہشت بریں میں داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگا ہے۔ پھلا پھولا ہے چمنشتان جواہر کا سراسر پر بہار لگے ہیں۔ روح کو تازگی بخشے ہیں ہر پھول وہاں کا داغ وہ خاطر رضوان نظر آیا۔ ہر ایک درخت اشجار گلزار جناں کی عمدگی میں شاخسانے نکالتا تھا۔ سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودا زدگان محبت زلف رسا کا حوصلہ سب ایک جا جمع ہو گیا ہے یا تار نظر شوریدگان گیسوے جانان اکٹھا ہیں۔ درخت ساؤنی کے اس طرح پھولے تھے کہ تھالے ان کے شاہدان گلابی پرش کے مہندی ملنے کے طاس تھے۔ نرگس نہ تھی چشم تماشائی بصد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرفہ بوباس تھی۔ سرد ہر ایک ستون کہ زمردیں قصور بہت تھا۔ باغ شداد رو برواس بوستان کے سراسر زشت تھا۔ غنچہ یہاں کے دل و تنگ نہ تھے۔ زر و گل میٹھوں میں لئے لٹانے پر تیار۔ گوش گل ناشنوا نہیں' بلبل کا فسانہ ان کے کان کو درکار گلوں کی ہنسی موج تبسم غنچہ وہان و رنگیں لبان کو شرماتی سو سن کی ادواہٹ مسی نالیدہ لبوں نازک دہنوں کے دھوئیں اڑاتی۔ برگ سبز پر اور دھے پھول کا وہ جوبن تھا' جیسے زمرد پر نیلم جڑا تھا۔ برہم رنگیں لباں کو سو سن نے مجلد حیران خطاب دیا تھا۔ نہریں یہاں کی تسنیم و ما معین کی تعین تھیں لب گردانیں ان کی رنگیں تھیں۔ اس طرح اتر کر موجیں چلتی تھیں کہ جیسے معشوق کنائی کاٹ کر چلتا ہے کنارے ان کے ہزارے کا آب افشاں اور اس کا پانی سنگ سرخ یاقوت حمراہ پر گرتا یا پانی بھر کے فراق میں اشک خونیں روتا سامنے بارہ دری بنی تھی۔ واقعی طلسم تھی آگے اس کے نمگیرہ کئی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اس میں فرش بلور کا بچھا تھا شیشہ آلات و جواہر آگیں بصد فرد نمکین سجا تھا۔

یعنی خواجہ کو زیر نمکیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فروکشی کیا۔ اس وقت کل ناظم طلسم اور شہزادیاں جو یہاں آنے کے لائق تھیں۔ ان کی نذر گزری اور عرمو پر زرد جواہر کے طبق نثار ہوئے۔ خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیاں جو دست بستہ سامنے کھڑی تھیں۔ عمرو نے ان کی نسبت ملکہ سے کہا: "ان کو حکم بیٹھنے کا ملے۔"

ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیوں پر جلوہ گر ہوئیں اور ساقیان مہ جبیں پیمانہ جواہرین لئے حاضر ہوئے۔ کشتیاں شراب مصنفا کی لائے۔ ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سے سامنے عمرو کے بڑھایا کہا: "یہ بادہ محبت ہے۔ اسے نوش فرمایئے۔ میرا رتبہ بڑھایئے۔" عمرو نے زبان پے غدار کھولی اور کہا: "اے ملکہ میں نشہ بادہ زبد سے مخمور ہوں شراب پینے سے معذور ہوں۔"

ملکہ ازبسکہ صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے واقف ہو چکی ہے سمجھ گئی کہ مجھ کو ساحرہ سمجھ کر شراب نہ پیئیں گے۔"

پس ی تو مطیع السلام ایراج کے پاس ہو چکی ہے چپکے سے کان میں عمرو کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کریں۔ میں مطیع اسلام ہوں۔ اس لئے ظاہر نہیں کرتی ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ میں بدنام ہوں۔"

عمرو یہ سن کر خوش ہوا اور جام لے کر دست ملکہ سے لبیک جرعہ ورکشید کیا۔ پھر تو دور جام و مادم و متواتر چلے دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا۔ سر ایک کاسہ سر جم بنا۔ اس دور میں سے ایک پیمانہ بھی اگر پیر گردوں کو مل جاتا' تو ہمیشہ سر خوش رہتا۔ طرز جفا بھول جاتا۔ اس عشرت کدہ کے روبرو بزم جم صحت فقیرانہ تھی۔ عجیب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی۔

○○○

- شہنشاہ کوکب

مغنیاں خوش جمال و زہرہ پیکر و ناز نینان حور تمثال و ترنم ریز قانون وہی در باب و چنگ ودف وائرہ الگوزہ وغیرہ سب ساز درست کر کے اس گت سے سجائی تھیں کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھیں۔ کوشک سے بزرگ تک عشاق ناہید سرا بنا تھا۔ جوگیاں بے راگ اختیار کرنے میں جنگلے کی دھن دل کو تھی۔ دماغ میں مستی نے ٹھیکہ کھایا تھا۔ رقاص اس طرح ناچتے تھے کہ اہل بزم کی ٹکٹی بندھی تھی گویا منہ توڑے لیتے تھے۔ پیر چرخ اپنی اپنی گردش بھولا تھا الٹا ناچ ناچا تھا۔ عوض رنج دینے کے عشرت بخشا تھا۔ پیمانے ہنستے ہوئے ہاتھوں پر ناچتے پھرتے تھے۔ مطرب ترانہ یخ اس طرح گاتے تھے کہ تان سین کے گانے کہ مدھم بناتے تھے۔ بیجوں اسی گانے کے خیال میں باورا ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنے سے دل وجدار ہیں آ کر حاں لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا چھلنا وہ بھی اندازہ رقص آج تک بناتا ہے کہ۔

عجب جلوہ حسن جانا تھا
کہ بزم سلیمان وہ کاشانہ تھا

نہ پایا کبھی جسم نے یہ مرتبہ
کہ جو آھج اس بزم عشرت کا تھا

لگے بجنے قانون و بین و رباب
کھلا عیش و عشرت کا ہر مست باب

ہزاروں قمر چہرہ زریں جمال

فن موسیقی میں بہت باکمال

دف ونے بجاتی تھیں یوں اس گھڑی
کہ ناہیدہ چرخ غش ہو گئی

وہ دیبک کا راگ ایا تھا لاجواب
فلک پر تھا سوزاں دل آفتاب

URDU4U.COM

دل زہرہ چرخ میں آج تک
پڑی شعلہ و راک کی وہ چمک

کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال
تو ساعت میں زہرو کے ہو باکمال

وہ محفل کے پیمانے کا گھومنا
لب رندے نوش کو چومنا

بط مے لگانے لگی قہقہے
وہ آپس کی چہلیں تھیں وہ چہچہے

وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد شاد
کہ آتا ہے فردوشی کا قول یاد

بدد ساقی نوش اب جام جم

کہ بزد ایداز دل زمے رنگ غم

ازیں پنج شین ردے رغبت متاب
شب و شاہد و شہد و شمع و شراب

کہ امروز رد زیست بافر و داد
کہ از میہمان ہس بران شاد

URDU4U .COM

بیا راست ایوا نہا چون بہشت
گلاب دمے و مشک و عنبر سرشت

فشاندند بر سر ہیں مشک و زر
کہ شداز گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضیکہ اسی جلسہ نشاط آگیں میں عزیز داران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے بہ تجمل تمام پہنچ کر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوئے۔ انہیں لوگوں میں عمرو نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنزان مہ جمال اور انیسان مہر تمثال کے بیچ میں جیسے جواہر معدن یا نور کے ہالے میں قمر ہوتا ہے۔ قریب آئی۔ کوئی پانچ برس کاسن رکھتی ہو گی مگر حسن میں متاع خوبی و گرہر گنجینہ حسن و محبوبی تھی گھتیلا جوتا پہنے گلے میں کرتا آب راں کا پائجامہ ے پائنچے چھوڑے روال ناک پونچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالوں کی مینڈھیاں گندھیں ناک میں بلاق پڑا۔ آنکھوں میں کاجل گہرا گہرا لگا۔ گالوں تک یہاں ہوا ایک موتی کی نتھنی پہنے امی' امی جان پکارتی ہوئی جب قریب بران آئی۔ اس نے گود میں اٹھا لیا اور کہا: "میری جان تم نے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی۔"

یہ سن کر وہ اٹھی اور ننھے ننھے ہاتھوں سے جھک کر تسلیم کی پھر پلٹ کی بران کی گود میں بیٹھی۔ بعد لحہ کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمرو کے قریب آئی اس نے اس کو بچہ سمجھ کر گود میں اٹھا لیا اور پیار کیا۔ پھر ایک مشت بھر کر جواہر زنبیل سے نکالا' اس کو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے کھیلو۔ وہ ایک بار اوڑھنی سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناک جو بہہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پونچھے بران نے رومال سے پاک کر دی اور وہ تتلا تتلا کر باتیں کرنے لگی کہ ہم کیا کریں کہ ہماری امی جان پاس یہ بہت ہے۔ واہ تم اس کے لالچی ہو۔"

وہ یہ کہہ رہی تھی کہ ایک کھلائی نے اس کا منہ چڑھا دیا۔ اس نے بھی کھلائی کا منہ چڑھا دیا۔ کھلائی اب منہ چڑھائے جاتا ہے۔ موقوف نہیں کرتی۔ بران نے جلد سحر پڑھا کہ اس کھلائی کا وہ حال موقوف ہوا۔

اس لڑکی نے چاہا کہ پھر منہ چڑھاؤ۔ بران نے ملانچہ اٹھایا ہ سامری قسم مار مار کے تیرا بھرتا نکا لوں گی۔ مانتی نہیں' خواجہ بیٹھے ہیں ان کا کچھ لحاظ نہیں۔ ساری محفل درہم برہم ہوئی جاتی ہے تو نچلی نہیں بیٹھتی۔"

یہ غصہ دیکھ کر وہ لڑکی بسور کے منہ بنا کر گود میں بیٹھ گئی۔ عمرو نے پھر اس کو چمکارا اور ملکہ سے کہا: "آپ گھڑ کیسے نہیں کیا ہوا بچہ ہے اس نے منہ چڑھا دیا۔

بران نے کہا: "خواجہ آپ واقف نہیں ہیں۔ یہ بھتیجی شاہ کوکب کی ہے۔ بلکہ مجلس جادو اس کو کہتے ہیں۔ یہ ساحرہ بے حدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی بنی رہتی ہے اور سحر بھی لڑکیوں کے کھیل کا کرتی یعنی گردیاں کھیلتی ہے۔ منہ چڑھاتی ہے۔ مگر جو یہ کرتی ہے وہ ہی حریف بھی کرتا ہے مجھ کو ماں کہتی ہے۔ اس وقت اس نے کھلائی کا منہ چڑھایا اگر میں دفع سحر نہ کرتا تو وہ ہمیشہ چڑھانا موقوف کرتی۔ اس لئے میں نے اس کو روکا کہ شاید آپ سے یہ گستاخی نہ کرے۔"

عمرو یہ تقریر سن کر حیران ہوا اور اس نے بران کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا: "میری

امی جان سچ بتائیے کہ یہ کون ہیں۔"

بران نے کہا: "یہ بیٹا یہ ریش ترا شندہ کا فران و سربندہ جادو گراں سارا خطاب لے کر خواجہ کا نام لیا۔

مجلس یہ بات سن کر اچانک کے گود میں عمرو کے جا بیٹھی اور کہا: "خواجہ موندی کاٹے افراسیاب کی تمہیں سے لڑائی ہے۔"

عمرو نے کہا: "ہاں"

مجلس نے کہا: "ہماری ایک لونڈی جنہیں جادو نامی وہاں بھاگ کر گئی ہے۔"

عمرو نے جواب دیا: "ہاں اس کی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے۔ ملکہ طلسم خطاب ہوا ہے۔"

یہ سننا تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی: "مالزادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہوں۔ لو موئی کو دن گلے ہیں۔"

عمرو نے کہا: "بیٹا جانے در گئی چیز کا رنج نہیں کرتے۔ بران نے کہا: "خواجہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے جو کچھ دحر ہم نے دس دس بس میں سیکھا۔ وہ اس نے شبانہ روز میں حاصل کیا ہے تم اس کی کیفیت دیکھو۔

عمرو چپ ہو رہا اور مجلس نے اپنے گلے مالا اتارا اور ایک موتی اس پین سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تتلا کر سحر پڑھا کہ وہ دانہ بروئے ہوا اڑ گیا۔ بعد لحہ بھر کے ایک پتلا زنجیر آتشیں ہاتھ میں لئے پیدا ہوا اور اس نے سامنے آ کر سلام کر کے عرض کیا: "مجھے کیا حکم ہوتا ہے۔"

مجلس نے جہا: "موئے میں تجھ سے کہتی ہوں کہ جلد جا اور جنہیں قحبہ کو پکڑ کر لے آ سنا تو نے میرے اچھے اچھے پتلے تجھے سامری جیتا رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا۔"

پتلا اس کی باتوں سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اڑ کر چلا۔ بعد اس کے جانے کے پھر گانان ناچ وغیرہ کا آغاز ہوا۔

اس اثنا میں مشاہد زریں لباس شب نے زلف مشکیں نام کھول۔ بزم عالم میں آ کر جلوں گر ہوئی اور زینت طراز دہر نے کہکشاں سے مانگ عروس چرخ کی سنواری شام ہوتے

ہی تمام اراہ دری میں روشنی ہوئی اور باغ میں قنادیل مجوریں لٹکائی گئیں۔ سر پر چراغاں اپنا فروغ بہار دکھانے لگی۔ ہزوں میں کنول روشن کر کے ڈال دیئے۔ بجرے پڑ گئے۔ جلترنگ بجنے لگا۔ خواجہ کو لے کر ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی۔ وہ سبز سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو گھروں پر عکس انگن تھے تو عجیب طرح کے گل بوٹے پانی میں نظر آتے تھے۔

چار آب منقش و رنگین تھی۔ شاہد آپ کی ہر سفت زیر سے تزیین تھی جہاں کہیں پانی گھومتا تھا وہاں کنول بھی گرد گھومتے تھے اس وقت کی بہار قاب دید تھی گویا شعلہ رو لباس رنگا رنگ زیب جسم کئے گردش کھاتے تھے۔ کنارے کنارے کنیز ان در درگوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھیں۔ نوارے سرکشی پر آمادہ سرو قدوں کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے۔

غرضیکہ تا دیر سیر آب میں مصروف بجرے سے اتر کر بارہ دری میں آئے۔ یہاں سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مند زیر پر جلوہ گر ہوئے۔

یکا یک وزیر نے دست بسہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے سکم ملا کہ لاؤ۔"

آول کنزوں مہر دیدار سر دے کر روانہ ہوئیں اور مطبخ خانے سے خان کسا کر مہر سے وزیر داروغہ کے جب فاصلہ چلا سرد بجنے لگا اور تعریف ملکہ میں گنا شروع ہوا۔ مروجہ جنبانی ہر جوان پر ہونے لگی کہ پشہ و مگن سے محفوظ رہے۔

غرضیکہ بڑے تجمل سے کھانا آیا دستر خوان و اطلس کا بچھا پھر کاغذ یہ لطیف و گرنا گوں کو بہتر تو کر مکارا۔ پہلے نمک چشنی کے نئی خوان سب کھانے سے نگالے اور دستر خوان چنا گیا۔ پھر ہاتھ دھلوا کر خواجہ اور ملکہ نے کھانا تناول فرمایا۔ بعد فراغ کھانے کے محفل انبساط میں بیٹھے اس وقت دو ساحر معزز بروئے ہوا پیدا ہوئے اور سامنے آن کر ملکہ کے آداب بجا لائے اور دو کشتیاں طلائی تورے پوشش زر دوزی ان پر پڑے تھے۔ سامنے ملکہ کے پیش کیں یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہیں۔

بران نے تورے پوش ان کے اٹھائے۔ عمرو نے وہ جواہر جو کبھی دیکھا تھا ان میں پایا

اور ایک نامہ بھی اس میں رکھا تھا اور موتی کے مالے انگوٹھیاں لال و الماس کے تاج گوہر نگار نور تن کے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے۔

URDU4U.COM

بران نے وہ نامہ اٹھا کر پڑھا لکھا تھا۔ خواجہ نے جواہر پردہ قاف ملاحظہ کیا ہے۔ اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن میری جانب سے کہنا کہ اس تحفہ مختصر کو قبول فرمائیں اے فرزند! عمرو جس کو چاہے بادشاہ بنا دے۔ تم اس کی تعظیم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا میری خوشنودی اس میں ہے خبردار اپنی شہزادی ہونے کا غور نہ کرنا خواجہ شہزادیوں سے کام لینا۔ سمجھتے ہیں اور ہزاروں شہزادیاں ان کی خدمت گزاری کی آرزو رکھتی ہے اور لکھا تھا کہ نامہ افراسیاب کا سہر طلسم جہاں مولسری کے درخت لگے ہیں پہنچ چکا ہے۔ اس کو طلب کر لو اور نامہ پڑھ کر جاب باصواب دینا۔ بس یہ نامہ پڑھ کر بران نے عمرو کو دکھایا۔ یہ بھی بہت خوش ہوا اور بران نے کہا: "جواہر یہ علیحدہ رکھ دو کہ میں خواجہ کو اپنے بدلے کے ساتھ دوں گا۔"

عمرو نے جو یہ کلام سنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوائے گی تو کشتیاں سونے کی پھر جائیں گی اور دوسرے اس رکھنے رکھانے سے کچھ تعلقب و صرف ہو جائے اس سے ابھی وصول کرنا چاہئے۔

یہ و کر گویا ہوا: "اے ملکہ یہ تحفہ ہمارے مہربان کا عطیہ و فرستادہ ہے اس کو ہم رکھنے نہ دیں گے کہ یہ نشانی اس کی ہے۔"

یہ کہہ کر سب کشیتاں جال مار نذر زنبیل کیں۔ پھر بات بنانے کی راہ سے کہا کہ میں نے رلطی کی جو کشیاں رکھ لیں تو میں نکالے دیتا ہوں تمہیں رہنے دو۔

ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میرے کہنے کا خیال نہ کریں اور کشتیاں اپنے پاس رکھیں۔

عمرو نے کشتیاں رکھ لیں اور کہا: "اے ملکہ تم اور تمہارے باپ وہ خلق رکھتے ہیں کہ میں تعریف نہیں کر سکتا۔ اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہے میں بتلائے دیتا ہوں وہ پیام یہ ہے عمرو مفتری ہے اور مکار ہے ہم تم ایک مذہب رکھتے ہیں۔ اس کو پکڑ

کر یہاں بھیج دو۔

یہ بیان سن کر بران نے کہا: "خواجہ ہم آزماتے ہیں کہ نامہ میں یہی لکھا ہے یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہے تو واقعی آپ معاملات ملکہ مداری میں بہت رائے سلیم رکھتے ہیں اور بادشاہوں کو اور اک مطالب پر ایسا ہی عبور چاہئے جیسا کہ آپ کو حاصل ہے۔"

URDU4U.COM

یہ گفتگو کر کے ان ساحروں کو رخصت کر دیا اور ملکہ نے خواب گاہ بہر خواجہ درست کرائی۔ پلنگڑی جواہرین پر بارہ دری میں خواجہ نے آرام کیا لخلخلے رکھ دیئے گئے کنیزیں چچی کرنے لگیں۔ ملکہ علیحدہ دوسرے درجہ میں آرام پذیر ہوئیں۔ وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گزر گئی اور وہ زمانہ آیا کہ برب نواز دہر نے دائرہ آفتاب بصد آب و تاب غلاف خاورت نکالا اور کافہ فلک کی پیشواز ستارہ ستارہ دار کو اتارا۔

دم سحر عمرو نے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز پڑھی۔ ملکہ نے فوا کہات کی ڈایاں بھیجیں۔ پھرا ہمراہ اپنے لے کر دارالامارہ میں آئی اور بعد مجرا و سلام کے کار پر وازان سلطنت کو حکم کہ کچھ ساحر یہاں سے سرحد طلسم پر جائیں اور نامہ دار افراسیاب آیا اس کو لے آئیں۔

بمجرد و حکم محکم ملکہ' ساحر روانہ ہوئے اور قاصد قریب درختاں مولسری پہنچ چکا تھا کہ ساحروں نے پہنچ کر عرض کیا کہ چلئے حضور میں آپ ہی کی یاد ہے۔"

وہ نامہ دار ہمراہ ساحراں بعلمات تمام اڑ کر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ میں پہنچا یہاں کی آرائش و زیبائش دیکھ کر عقل دنگ ہو گئی۔ سمجاھ کہ یہ سامان بہر دعوت عمرو ہے۔

غرضیکہ دارالامارہ شاہی میں جب پہنچا' یہاں کا کرونسر دیکھ کر حیران کار تھا۔ یعنی عمرو برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا اور ہزارہا ساحر معزز اور ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خوش ادا اور طواف مہر لقا حاضر تھے۔ جلسہ انبساط مہیا تھا۔ قاصد بموجب قاعدہ۔ سم تعظیم و آداب کر کے آگے بڑھا۔ ملکہ نے ملکہ دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا۔ یہ فروکش ہوا۔ ساقی

کو اشارہ ہوا کہ اس نے جام دیا۔

مانہ دار ساغر پیا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا پکارا: "میں نامہ دار ہوں۔"

URDU4U .COM

ملکہ نے کہا: "لاؤ نامہ کس کا ہے۔"

قاصد نے کہا: "یہ نامہ شاہ جاوداں مالک طلسم ہوشربا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھ کو حکم ہے کہ شاہ کوکب کے ہاتھ میں نامہ دوں اور جواب لوں۔"

ملکہ نے چاہا کہ ان باتوں کوا جواب سخت دوں مگر عمرو نے کہا: "اے ملکہ یہ ایلچی سے جیسا اس کے مالک نے کہہ دیا تھا ویسا بجا لایا۔ آپ اس کو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیدیں۔

یہ کملہ عمرو نے اس لئے کہا کہ قاصد کو کب کے پاس جائے اور دیکھو کہ اس نے کیا جواب دیا۔ اس کا مافی الضمیر بھی دریافت ہو جائے گا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی۔

غرضیکہ ملکہ نے نامہ دار کو ٹھہرایا اور ایک غرضیکہ خواجہ کے کہنے سے آپ کو لکھا ہے۔ اس لئے قاصد امیدوار باریابی کے کہنے آپ کو لکھا ہے۔ اس لئے قاصد امیدوار باریابی اور روبرو حاضر ہو کر زبان فیض ترجمان سے جواب نامہ کا سنا چاہتا ہے۔ زیادہ حد آداب۔

یہ عریضہ ایک ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہاں سے حالی دریافت کر کے کوہ فیروز پر پہنچا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے نامہ دیا۔ شاہ نے پڑھ کر تحریر کیا: "اے فرزند نامہ دار کو بھیج دو۔"

ساحر واپس آیا اور ملکہ کو حکم شاہ مجری دیا۔ اس نے چند ساپھروں کے ساتھ نامہ دار کو روانہ کر دیا اور آپ مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہو کر مصروف بہ عیش ہوئی۔

لیکن قاصد جب کوہ فیروز پہنچا دیکھا کہ کوہ سب فیروز کا ہے اس پر کوسوں تک سبزہ ہے۔ پھولوں کی بہار ہے۔ گھاس زمرد کی گلی ہے۔ اس پر پھول الماس و بلور کے ہیں سراسر نور کے بیچ میں ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے گڑھی ہے۔

نامہ دار اس بہار کو دیکھتا اور آفریں مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے

اس کو زمرد کے نظر پڑے ان کے آگے سائبان زر بفتی کھنچے تھے اور ہر جنگلے میں کرسیاں جواہر کی بچھی تھیں۔ ان پر طاؤس نیلم و زمرد کے ترشے ہوئے رکھے تھے۔ ان

URDU4U.COM

بنگلوں سے جب اور آگے بڑھا۔ ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی کہ اس کی توصیف اگر لکھی جائے تو داستان ناتمام رہے۔

اس بارہ دری میں تخت یاقوت پر کوکب جلوہ گر تھا گرد تمام سردار سرداران ذی وقار کا دورہ بندھا ہزارہا غلام زریں لباس حاضر تھا۔

نامہ دار نے یہ کروفر دیکھ کر مجرا گاہ پر ٹھٹھہ کر سر جھکایا۔ مردہے نے شاہ ساحران بادشاہ مہابل سلطان جہان قاصد افراسیاب نگاہ روبرو کہا۔

بادشاہ نے سر اٹھایا۔ قاصد نے مجرا کیا۔ آنکھ سے سلام کیا۔ پھر اشارہ نزدیک آنے کا کیا۔ قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا۔

شاہ نے دست زبردست نے منشی کے حوالے کیا۔ منشی جادو طراز پڑھنا شروع کیا۔ جب سب حروف بحرف پڑھ چکا۔ بادشاہ عالی منشن مضمون پر مطلع ہو کر چین برجبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدیہ وغیرہ پیش کئے۔ دست ناقبول دراز کیا۔ پھر نامہ دار کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا۔

قاصد سلام کر کے بیٹھا۔ بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اس خط کے جواب میں ترقیم کر دو۔ مضمون اس کا پر مذاق ہوا اور سرنار خدائے نادہدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہر چند کہ میں اہل سلام نہیں ہوں مگر اس مضمون کے لکھنے سے افراسیاب کو شرکت مسلمانان ثابت ہو جائے گی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نہ رہے گا۔ راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اس سے بہتر تدبیر اور نہ ہو گی۔

منشی عطارو رقم نے حسب الحکم مرکب سوا دیدن زصل کو دوات میں حل کر کے پارہ حریر پر ایک نامہ بصد توقیر بجواب اس نامہ کے تحریر کیا۔

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری
کیے دریا ہوا پر جس نے جاری

URDU4U.COM

رواق گنبد خضرا میں اس نے
کئے روشن چراغ ہیں اختروں کے

کیا پرنور اس خاک سیہ کو
فروغ اس نے دیا ہے مہر و مہ کو

اسی سے ہے نشان اوج پستی
اسی سے ہے بہار باغ مستی

خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے
کہ جو چرخ رسالت کے ہیں تارے

محمد آفتاب چرخ اسلام
چراغ آفرینش روح اجسام

شہ لولاک و ممتاز دو عالم
معظم آستان فخر آدم

بہار گلشن ایجاد وہ ہیں
ظہور عالم آباد وہ ہیں

ہوا ہے نور ان حضرت کا پیدا
ہوئی کل کائنات اس سے ہویدا

خدا کی ہو گی اس عالج پہ رحمت
قدم رنجہ کریں گے جب وہ حضرت

URDU4U .COM

پس از توصیف سردار رسالت
لکھا جاتا ہے یہ نامہ بہ الفت

کہ شہنشاہ جہاں سلطان ذی جاہ
ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ

بہار بوستاں شہر یاری
گل نزہت فزائے تاجداری

چراغظ افروز بزم عقیل و تمکین
فروغ افزائے علم سحر آگیں

ہلال آسمان سحر سازی
فلک تمکیں پے نیرنگ بازی

درخشاں اختر اوج شرافت
در افشاں ابر دریا بار رحمت

شہ افراسیاب آسماں جاہ
کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہی ماہ

لکھا جاتا ہے تم کو بعد تسلیم
ادا کر کے حقوق رسم تعظیم

نزول نامہ حضرت ہوا آج
پہنایا سرفرازی کا مجھے تاج

سرسار وہ محبت سے بھرا تھا
عجب مضمون دور آگیں لکھا تھا

URDU4U.COM

رزالت کا بیان تھا اس میں اکثر
زمانے کی شکایت تھی سرا سر

مجھے پڑھ کر ہنسی آئی بہت سی
اڑا اک قہقہہ دربار میں بھی

کہ حضرت اس طرح عاجز ہوئے ہیں
کمینے بھوت بن کر سر چڑھے ہیں

لکھا تھا یہ بھی اس میں مشفق من
تحمل مجھ کو ہے برحال دشمن

بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ
کہ تصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ

تحمل ہی یہاں پر چاہئے تھا
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

زمانے کے نرالے کچھ ہیں نیرنگ
سنی تو ہو گی مور و فیل کی جنگ

URDU4U .COM

غرور و کبر کب زیبا یہاں ہے
کہ جو چرخ مشہور جہاں ہے

گدا کو بخشا ہے بادشاہی
کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی

کسی سے ہے عروس نو ہم آغوش
جنازہ ہے کسی کا بار بردوش

کسی کے برہیں شاہانہ ہے پوشاک
بڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا
تن باغ جہاں بھی ہے لرزتا

عداوت کا فلک کی پاکے کچھ بھید
لرزتا ہے ہمیشہ سے تن بید

سحر دم بھر کو گرخنداں ہے ہوتی
تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی

دل لالہ میں داغ اس نے دیا ہے
گلوں کا گل چراغ اس نے کیا ہے

URDU4U .COM

سرد نے گرچہ آزادی ہے پائی
پھنسی قید محبت میں ہے قمری

شگفتہ کر کے روئے گل کو اس نے
دیا ہے خار و غم بلبل کو اسنے

فلک کے جور سے ہو کر پریشاں
ہے سنبل باغ میں باموے عریاں

وہاں غنچہ ہے حیرت سے خاموش
خزاں کے غم سے سوہن ہے سیہ پوش

خاں کا دیکھ کے از بسکہ ساماں
ہوا ہے دیدہ نرگس بھی حیراں

ہوا جب جورد گردوں کا یہ نقشہ
تو پھر بیجا ہے یکبر اے شاہ واں

فتور عقل ہے حضرت سراسر
عدد کو جانتا ہے اپنے سے بدتر

عمرو کو لکھتے ہو مکار و غدار
سراسر ہے حماقت کی یہ گرفتار

پڑے گی چاند پر اڈے سحر کب خاک
URDU4U.COM
کہاں عرش اور کہاں یہ خاک ناپاک

مملک کے حمت جو تھوکے گا شاہ
تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا

کہاں تم اور کہاں عیار عالم
کہاں جنت کہاں نار جہنم

کہاں گندم نمائی جو فروشی
کہاں پانی فلک پر سنبلہ کی

عمرو پشت پناہ مومناں ہے
عمرو شہنشہ شاہنشاں ہے

خیال خام ہے یہ ان کی نسبت
کہ ان کو مدد لینے کی حسرت

خدا جس کی مددگاری کرے گا

بھلا اس کو مدد کیا کوئی دے گا

انہوں نے کلبہ احزاں کو میرے
عطار کی روشنی تشریل لا کے

بلایا ہے انہیں خود میں نے اس جا
کہ ان سے دست بستہ کچھ کوں گا

URDU4U.COM

مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ
محبت کا ہوا تھا یہ تقاضہ

سفارش آپ کی کرتا عمرو سے
کہ بچنا ملک دشمن کے ضرر سے

وگرنہ غازیان صف شکن کا
جوانان تہمتن تیغ زن کا

ارادہ ہے کہ آئیں اس طرف کو
الٹ دیں ایک دم میں رن کی صف کو

معاذاللہ اجل پھر جس کو تاہ کے
ہدف سے کب بچے تیر فضا کے

کرے سیل فنا جس گھر کو برباد
نو کیا بالوں کی دیوارو کی بنیاد

ڈریں لشکر کی کثرت سے نہ جنگی
کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی

ہجوم بزوں سے کیا ہے حاصل
بھلا کب شعلہ و خش ہوں مقابل

URDU4U .COM

مجھے رہ رہ کے آتا یہی یاد
ہوا افسوس گھر حضرت کا برباد

محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت
کہ اب بھی چھوڑیئے یہ کبر و نخوت

وگرنہ پھر کہاں افراسیابی
نہ کیجئے موت آنے میں شتابی

زیادہ کیا لکھوں اے مشفق من
بنایا دوست کو خود تم نے دشمن

خدا توفیق نیکی کی تمہیں دے
تمہارا ملک و مال آباد رکھے

مشنی بدائع طراز خامہ ندرت نگار اس مقام پر روک کر نامہ مشک ختامہ روبرو شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کر کے صاف کیا۔ پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسہ گوہر آگیں رکھ کر قاصد کے حوالے کیا اور

رخصت فرمایا۔

نامہ وار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کر کے روانہ ہوا۔ ساحر پہلے قلقہ ہفت رنگ میں لائے۔ ملکہ مضمون جواب نامہ سے ملع ہوئی اور عمرو بھی بہت خوش ہوا۔

ساحروں نے حسب الحکم ملکہ، قاصد کو سرحد طلسم تک پہنچا دیا۔ وہ بعد قطع منازل باغ سیب میں پہنچا۔

شاہ جاوداں نے اس عرصے میں بہر جنگ مہ رخ ایک ساحر معزز طلسم زنار آفت خیز جادو نامی کو طلب فرمایا ہے اور وہ بارہ ہزار ساحروں سے حاضر ہوا ہے۔ ہنواز اس کو کچھ حکن نہیں دیا ہے کہ قاصد آ کر پہنچا۔ شاہ کو آداب بجا لایا اور جواب نامہ کا پیش کیا۔

افراسیاب نے منشی کے حوالے کیا۔ اس نے حرف بحرف سنایا۔ مضمون پر اطلاع پا کر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا۔ پھر براہ نخوت اور بات بنانے کے لئے ہنس کو گویا ہوا: "لیجئے کوکب ایسا عمرو سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر بے دین ہو گیا۔ بس ایسے کی بات کا برا ماننا کیا۔ میں اب اس پر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لڑنے آتا ہے۔ اب میں اس کو سزا معقول دوں گا۔"

اہل دربار نے براہ خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی حضور کو کب کچھ اور ترک بے ایمان ہو گیا۔ نامہ خدائے نایدہ کی تعریف میں لکھا ہے۔ آپ سحر وہ بھول جائے گا پھر آپ کا مقابلہ کیا کر سکے گا۔ اول تو یوں ہم مرتبہ ملازمان جناب نہ ھا چہ جا کر سحر فراموش کر کے مقابلہ کرے۔ کیا جان رکھتا ہے۔ اس کی شامت آئی ہے۔"

شاہ طلسم ان کی باتوں کو سن کر خوش ہوا اور زنار سے کہا: "تم جاؤ لشکر مہ رخ سے جنگ کا اغاز کرو۔ میں قتل اسد کی تدبیر کرتا ہوں۔"

زنار یہ سن کر آداب بجا لایا۔ خلعت رخصت عنایت ہوا۔ یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے ہمراہی ساحر درست کر کے اژدہے پر سوار ہو کر یہ تجمل تمام روانہ ہوا۔

جب یہ جا چکا تو نامہ حیرت آیا: "اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپ کے قاصد کا کچھ رتبہ

پیش کو کب نہ ٹھہرا۔ عمرو کا بڑا رتبہ ہے۔ کوکب ارادہ لکشر کشی رکھتا ہے آپ غلفت نہ کریں۔ اسد کو قتل کر ڈالیں۔ آگے آپ کی جو مرض میں جانتی ہوں کہ جب جنگ عظیم کا سامنا ہو گا۔ اس وقت اسد ہلاک نہ ہو گا۔"

یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ نے اہل دربا سے کہا: "دیکھو جو کوکب نے لکھا ہے کہ وہ میری بی بی نے وہیں بیٹھے بیٹھے بتلا دیا۔ ان کو ملک داری میں بہت سلیقہ ہے۔"

غرضیکہ تعریف کر کے نامہ کا جواب لکھا: "اے ملکہ! تم گھبراؤں نہیں' میں نے زنا' کو بہرا استیصال لشکر باغیان تمہارے پاس بھیجا ہے۔ یہ ساحر معزز ہے۔ اس کی خاطر کرنا۔ حال نامہ کا بھی وہ تم سے بیان کرے گا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کر دے گا۔ میں نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہوں وہ سب جمع ہوں تو انتظام طلسم کشا کروں۔"

یہ نامہ شحر کے گلے میں باندھ کر بھیجا۔ طائر قبول پہنچے زنار کے پہنچا۔ ملکہ نے نامہ گلے سے کھول کر پڑھا اور حال آمد زنار معلوم کر کے ساحر استقبقال کے واسطے بھیجے زنار بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہنچا استقبال کر کے لے گئے۔ اس نے لشکر اپنا ملحق لشکر ملکہ حیرت اتر وایا۔ آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی ندا دی۔

ملکہ مذکورت خلعت عطا فرمایا۔ دنگل زریں پر بٹھایا۔ ساقی نے حسب ایما ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اس نے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اس وقت ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اس نے بارہ خواری کی جب نشہ ہوا اس وقت ملکہ نے حال نامہ کوکب کا بھیجنے کا استفسار کیا۔

اس نے جو کچھ جواب وہاں سے آیا تھا۔ اس کو بیان کیا۔

ازبسکہ عیار لشکر مہ رخ برائے خبر گریہ شکل مبدل یہاں رہتے ہیں۔ انہوں نے بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوئے کہ الحمد اللہ جس نے محنت ہمارے استاد نے گوارا کی تھی۔ وہ مراد بر آئی۔ فی الجملہ زنار بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا۔ جب سواد شب سے مہر قمر صفحہ روزگار پر ثبت روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز منشی دہر نے جاری فرمایا۔

سر شام اس نے حکم طبل بجنے کا دیا۔ نقارہ جنگی گڑگڑایا۔ عیاران لشکر اسلام خبر لے کر ارگاہ میں آئے ملکہ مہ رخ کو تسلیم کر کے زمین ادب کو بوسہ دیا۔ دعائے عمرو دولت دے کر اس طرح حال بیان کیا وہ شاہ عیاراں کوکب کے یہاں پہنچنے اور وہ بھدارات پیش آیا۔ افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا۔ اس کو جواب سخت وہاں سے ملا۔ بے نیل مرام وہ پھر آیا۔ شاہ جاوداں نے غضب ناک ہو کر ایک ساحر زندہ جادو نامی کو بھیجا ہے اس نے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوا دیا ہے۔ یہ خبر سن کر تمام سردار شاد ہوئے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی۔

پھر یہاں بھی کوس حرب پر چوپ پڑی۔ دریا سویرے سے برخواست ہوا۔ ہر شخص اپنے مقام پر آ کر بیٹھا اسباب حرب و ضرب کرنے لگا۔ سحر کی جاگ منتروں کے چاپ شروع ہوئی۔ جدھر دیکھ تلوار کی جھنکار تھی۔ جدھر سنو کلو ابھرا سنکھ کی پکار تھی۔

اس طرف زنار کے لئے خیمہ زر بفتی استادہ ہوا وہ بھی بارگاہ سے اٹھ کر خیمہ میں آیا اور سمر جگانے لگا۔ لشکر میں بھی اس کئے یہی سامان تھا۔

مگر برق فرنگی وغیرہ عیاروں نے باہم مشورہ کیا کہ یہاں عمرو موجود نہیں ہے اور زنار کو زبردست سمجھ کر شاہ طلسم نے بھیجا ہے۔ میادا کل ہمارے لشکر میں کچھ ضرر پہنچا تو اچھا نہ ہو گا۔ پس چاہئے کہ ہم لڑائی سے پہلے کچھ تدبیر کریں۔ یہ مشورہ کر کے باہم جانسوز کو برائے حفاظت لشکر چھوڑ کر صحرا میں آئے اور زفیل بجائی۔ قران بھی آیا۔ اس نے اپنی رائے ظاہر کی۔

اس نے کہا: "اچھا تم دونوں جاؤ میں بھی آؤں گا۔" یہ سن کر ضرغام و برق صورتیں ساحران لشکر حریف کی ایسی بنا کر چلے دیکھا کہ لشکر عدد میں ہوم ہو رہا ہے ڈمرو بجتا ہے۔ تیاری جدال میں ہر ایک مصرو ہے۔ ہتھیاروں درستی سے مالوف ہے۔ یہ ہر سمت پھرے لیکن تدبیرین نہ آئی اور رات بھر تھوڑی رہ گئی۔ اس وقت دونوں الگ الگ ہو کر' مایوس اپنے لشکر کی طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گزر جانب خیمہ سپہ سالار زنار دسواس جادو نام کے ہوا اور وہ خیمہ سے نکل کر برائے تربیت و نگاہداشت لشکر ایک

سمت جاتا تھا۔ برق نے اس کو تجویز کیا اور دوڑ کر اس کے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا میں آپ کو دکھاؤں۔

URDU4U.COM

اس نے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا میں لشکر حیرت کا ایک ملازم ہوں۔ اس وقت آپ کے لشکر میں آیا تھا۔ دو عیار ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے میں نے چاہا کہ گرفتار کر لوں' مگر ہم لوگ ان عیاروں سے ایسی زک پا چکے ہیں کہ میرا حوصلہ ان پر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا' کیونکہ میں اکیلا تھا۔ پس اگر آپ چلیں تو مل کر ان کو پکڑ لیں۔

یہ تقریر سن کر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آ گئے تو لڑائی بالکل فتح ہے۔ میرے مالک کی بڑی ناموری ہو گی غرض شادان و فرمان اس کے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکل کر صحرا میں آیا۔ برق نے کہا دیکھے وہ جو سامنے درخت ہے وہاں پر بیٹھے ہیں۔

یہ اس طرف دیکھنے لگا۔ اس نے حباب بیہوشی مارا کہ وہ منہ پر پڑا اور وہ اس کے غبار سے بیہوش ہوا۔

برق نے اس کو خوب بیہوش کر کے کپڑے اتار لے اور اس کی کمر میں کمند باندھ کر درخت پر چڑھ کر اور کھینچا' پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور آپ رنگ و روغن لگا کر اسی کی ایسی صورت بن کر اس کے خیمہ میں آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اس کا بیان کیا جائے گا' مگر ضرغام جو مایوس پھرا اس نے ایک ساحر یکے بستر پاس جگا کر پکارا کہ ابے بر اور جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمہیں بلاتے ہیں۔

وہ ساحر افسر کا نام سن کر اس کے پاس آیا اور کہا سپہ سالار صاحب کہاں ہیں؟

لشکر حیرت سے نکل کر کسی کام کو صحرا میں آیا تھا۔ وہاں ایک افسر کھڑے تھے' مجھ سے کہا ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو' کہنا سپہ سالار بلاتے ہیں۔ میں ان کے کہنے سے آیا ہوں اور کچھ نہیں جانتا ہوں۔ یہ بیان سن کر وہ ساحر سمجھا کہ صحرا میں شاید درستی سحر کے لئے گئے ہوں گے یا کسی عیار کو دیکھ کر گرفتار کرنا منظور ہو گا۔

پس بوجہ تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہو گا یہ سوچ کر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو۔ ضرغام اس کو صحرا میں لایا اور بیضی بیہوشی مار کر اس کو بیہوش کر کے غار میں ڈال دیا اور آپ اسی کی ایسی صورت بن کر وہ ہی لباس اس کا پہن کر اس کے پڑاؤ پر آ کر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا۔ لیکن جب یہ دونوں قران سے رخصت ہو کر چلے تھے تو وہ بھی بہرعیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمت گار زنار کا اس کو کنارے لشکر کے ملا۔

اس نے اس سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟

خدمت گار نے کہا تار بارگاہ حیرت سے اٹھ ک اپنے خیمہ میں آئے ہیں۔ انہیں کا ملازم ہوں' پیچھے رہ گیا تھا۔ اب مالک پاس جاتا ہوں۔

قران نے کہا بھائی ہمیں بھی کہیں نوکر رکھا دو' بے کار ہیں' تمہیں دعا دیں گے۔

اس نے پوچھا تم کیا کام کرتے ہو؟ کہا رکا بداری اور دیکھو ایسے کھجلے بنائے ہیں۔ ملکہ حیرت کے بکا دل کے لئے نمونہ لئے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر ایک کھجلہ کمر سے نکلا اور کہا۔

"لو اس کو کھا کر دیکھو۔"

خدمت گار بیچار غافل اور فریب عیاری وہ کھجلا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چل کر بیہوش ہوا۔ قران اس کی صورت بن کر اور اس کیلباس سے محلی ہو کر اس کو درخت سے باندھ کر آپ درخیمہ زنار پر آ کر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا ازبسکہ رات کم تھی۔ کچھ ہی دیر میں وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہائے کواکب کو چن لئے اور باد سحر نے مسموم آسائے غنچہ ہائے بخوم پژمردہ کر کے غارت کئے۔

رات بھر دونوں لشکر دن میں تیاری رہی تھی۔

صبح ہوتے ہی سرداراں نامی ساحراں گرامی سوار ہو کر بارگاہ کے در پر مہ رخ کو لینے آئے۔ مہ رخ درگاہ خدا میں کرے تاج شاہی اور لباس فرما نروائی پہن کر برآمد ہوئی۔

ایک سمت ملکہ بہار بصد آرائش و وقار سے نکلی۔ تخت ان دونوں کے فیل سحر پر کسے گئے۔ چھتر پھرنے لگا۔ گرد طاؤسان زریں بال پر جادو گرنیاں سوار اور ساحر لشکر کے افسران طائران سحر پر بیٹھے ہوئے نفیر سحر بجاتے چلے۔ نقارے جنگی گڑگڑانے لگے بصد حشمت و جاہ سواری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی۔

المختصر میدان میں پہنچ کر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی۔

ملکہ حیرت سحر کے بنگلے میں منسد زر پر بیٹھی ہوئی اور بنگلہ بردے ہوا اڑتا اندر بنگلے کے جادو گرنیوں کا گرد ملکہ نجمع سپاہ ساحراں سواریوں پر سوار بڑے تزک و احتشام سے جائے گا رزار پر آ کر ٹھہری۔

ادھر زنار بھی خیمہ سے نکل کر سوار ہوا۔ قران جو بمشکل خدمت گار تھا۔ جہاں اور خدمتگار تھے وہیں جا کر ٹھہرا رہا' کہا میدان جنگ میں ہم لوگوں کا کیا کم ہے' جب میاں پھر کر آئیں گے اس وقت ان کی خدمت ہم بخوبی کریں گے اور ضرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریوں میں سے بنا تھا' لشکر کے ساتھ ہو لیا' لیکن برق جو بصورت وسواس سپہ سالار ہے' اس نے اپنے رفیقوں اور ماتحت ساحروں سے حکم دیا کہ ایک سڑدر بزور سحر میری داری کے لئے بناؤ کہ خوب چست و چالاک۔

اس وقت ایک ملازم عرض کی کہ حضور میں اژدہا بنتا ہوں۔ آپ مجھ پر سوار ہوں اور مجھ سے بھی کام لینا نہ پڑے گا۔ جدھر آپ فرمائیے گا ادھر چلوں گا۔

برق نے اس کو ایک مشت زر نکال کر دیا اور فرمایا کہ ہم تمہارا عہدہ بڑھا دیں گے اور تم کو خوش کریں گے۔ وہ ساحر یہ سن کر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور برق اس پر سوار ہو گیا۔

اس نے بارہ ہزار ساحروں کا ایک لشکر ترتیب دیا اور پشت اپنے سب کو لے کر اژدو اڑاتا' منہ سے شعلہ آتشین اژدہے کے پیدا ہمراہ زنار یہ بھی چلا۔ زنار جٹائیں خاک آلودہ لٹکائے جھولے سحر کے گلے میں ڈالے' سانپ جسم میں لپیٹے' بصورت مہیب اژدر پر سوار بارہ ہزار ساحران نابکار ہمراہ لئے نفیر بجاتا داد گاہ میں کہ آیا۔ وہ ساحر بھی شب

زشت رو اور خبیث صورت بدسیر تھے کہ ہر ایک کے موٹے زہار لنگوٹوں سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بنائے ترسولوں پر مارا سیاہ لپیٹے تھی تھالیاں ہاتھ میں 'ن میں چوکیں روشن کیے۔ چوکوں کی لو پر جب وہ چانول اور ماش مارتے' ان میں سے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ میں صف بستہ ہوئے۔

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے۔ اس عرصے میں یہاں میدان پاک و صاف ہو چکا تھا۔ تخت شاہان قطب لشکر میں ٹھہرے تھے صفون کے جمگھٹے تھے۔ نارنج ترنج اچھلتے تھے۔ نقیب پکارتے تھے کہ دنیا میں ہر ایک کو فنا ہے' مگر جادہ رکشہ شمشیر راہ ملک بقا ہے جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل پر پہنچ گیا۔ زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس کی راہ سے بھٹکا وہ زندہ درگور مردہ نام و ننگ ٹھہرا۔ یہی گو یہی یہ میدان ہے مردی و نامردی کا امتحان۔

نقیب یہ کہہ کر جب ہٹے زنار تو پہنچا ہے اس نے اژور اڑا کر ملکہ سے اجازت رزم لے کر میدان میں اپنے تئیں پہنچایا اور کچھ سحر سازی دکھا کر مہازر طلب ہوا۔

لشکر مہرخ سے ایک ساحر نامی سما۔ جادو نام مقابلہ میں گیا زنار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھ کر مارا۔ اس بہادر نے رد سحر پڑھا کہ گوٹہ اٹلا پھر گیا نہ نار نے اب کی غصہ میں آ کر ایک ناریل سحر کا مارا۔ اسماء نے ہر چند رد سحر کیا مگر ناریل نہ پھر اس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہو گیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر اور ایک ساحرہ کینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سر خمو دوڑی اور اسماع کوٹ کر آپ مقابل ہوئی۔

زنار نے اب کی ناریل سحر کا مارا کینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کی طرف سے نکل گیا۔ بیرون نے اس کے غل مچایا اور زنار نے پھر میازر طلبی کی۔ ادھر سے سر خمو اجازت لے کر چلی جب سامنے پہنچی زنار نے پھر ناریل سحر کا مارا اس نے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا۔ زنار کو غصہ آیا اور اس نے ایک نارنج نکال کر سمت فلک اچھالا۔ اور پھر اس نارنج کو آپ ہی روکا۔ اور پھر اچھالا۔ یہ حرکت دیکھ کر ضرغام جو لشکر بنا ہوا اس کے لشکر میں کھڑا تھا۔ سمجھا کہ یہ نارنج

تین بار اچھال کے جو لگائے گا تو یقین ہے کہ سرخمور سے رد سحر نہ ہو سکے اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے پس نارنج اچھالا ضرغام نے غول میں فوج کے اپنے تئیں پوشیدہ کر کے ایک پتھر ایسا مارا کہ نارنج پر پڑا وہ ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ کیونکہ وہ اسی طرح کا تھا۔ کہ جب تک تین بار اچھال کر تاریخ نہ رکے سحر پورا نہ ہو۔ ضرغام نے اس میں فرق ڈال دیا۔ غرضیکہ زنار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا اے سرخ مو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہیں۔

سرخ مو کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اس نے بھی دھمکانے سے کہہ دیا کہ ہاں میرے ساتھ کسی سو پتلے ہیں۔ اس نے کہا تو اچھالے اس سحر کو رد کر یہ کہہ کر ایک تیر نکالا اور اس کے پیکان پر سحر پڑھ کر کمان میں پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے ضرغام نے اب کی چکر ایسا تاک کر مارا کہ تیر و کمان دونوں کٹ گئے۔ یہ بہت حیران ہوا اور دل میں سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے۔

ادھر مہ رخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اے ملکہ سرخ مو کیا کہنا جانسوز جو لشکر میں کھڑا تھا اس نے کہا اے ملکہ یہ ضرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہے۔

مہ رخ کو با تعجب ہوا۔ زنار کو تیر کے کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ جاپروں اس وقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے۔ اس کو خیال آیا کہ اگر یہ جائے گا تو سرخ مو گرفتار یا قتل ہو جائے گی۔ اب اس کافر کو روک اور جو عیاری تجویز کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اس کو جہنم رسید کرو۔ یہ سوچ کر اس نے اژدر سے کہا زنار کے پاس مجھ کو لے چل وہ اڑ کر سامنے زنار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی ہے۔ ناموری حضور کی اس میں ہے کہ آپ کا ملازم اس کو زیر کرے۔

پس امیدوار ہوں کہ مجھ کو اجازت حرب دیجئے کہ میں اس کو باندھ لاؤں زنار نے کہا۔ تجھ کو سپرد خداوند سامری کیا۔ یہ حکم سن کر اژدر اڑا کر میدان میں پہنچا اور پکارا کہ اے لکا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا تھا۔ لے اس ضرب کو یہ کہہ کر

ایک نارنج کچھ بدبدا کر مارا۔

سرخ مو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نہ کرے۔ ازبسکہ نارنج عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر کام آتا ہر چند دستکیں دیں مگر کچھ نہ ہوا۔ نارنج آ کر منہ پر پڑا اور شق ہوا سب نے دیکھا کہ اس میں سے ایک شعلہ چمکا اور دھواں نکلا۔ سرخ مو مثل مردے کی چرخ کھا کر طاؤس سے گری۔ اس نے ساحرون کو اپنے حکم دیا کہ وہ باندھ کر لے گئے اور اس نے پھر نہیب دی۔ اب کی ملکہ نافرمان روبرو آئی اور پکاری کہ لا حربہ سحر اس نے ایک ناریل چکر دے کر مارا۔ نافرمان بھی سحر پڑھ پڑھ کے پھو لنکا کی۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ ناریل جا کر منہ پر پڑا کہ شعلہ چمکا اور یہ بھی بے ہوش ہو گئی۔ جادو گردوں نے آ کر باندھ لیا اور پھر اس نے پکارا کہ کہ آؤ میرے سامنے۔ ادھر سے طاؤس نکلی اس منہ پر گلدستہ مارا کہ منہ پر پنکھڑیا اس کی بکھریں اور وہ بے ہوش ہوئی۔ گرفتار کر لیا۔ وجہ گرفتاری یہ اور بھی ہے کہ طرف داران اسلامیان پہلے آپ سحر نہیں کرتے ہیں۔ اسی سے حربہ طلب کرتے ہیں۔ اور نارنج و ترنج وغیرہ بے ہوشی آمیز سے بے ہوش کر رہا۔

ادھر جانسوز اور ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا اس وقت اس طرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہیں کہ یہ برق عیار ہے۔ بس وہ بھی کچھ تدارک نہیں کرتے ہیں۔ الغرض اس نے تیسرے پہر تک تیں چالیس ساحرہ اور ساحر گرفتار کئے۔

اس بہت بہار نے چاہا کہ میں جا کر لڑوں۔ برق ارادہ بہار مفہوم کر کے سمجھا کہ یہ آئے گی تو سحر باغ و بہار کا کرے گی۔ میری عیاری کھل جائے گی۔ پس یہ سمجھ کر پکارا کہ اے فرقہ نمک حراماں اب دن کم رہا ہے۔ اس وجہ سے طرح دیتا ہوں اگر تم نے اطاعت شاہ جاوداں نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ تک فنا دکھاؤں گا۔ سب کو خواب عدم میں سلاؤں گا۔

ادھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیئے مگر برق میدان سے پھر گیا۔ زنار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار سن کیا کہنا اور اس کی خاطر سے طبل بازگشت بجوا

دیا۔ لشکر دونوں پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی۔ ادھر حیرت سپہ سالار پر زر نثار کرتی ہوئی آپنی بارگاہ میں آئی۔ لشکر نے کمر کھولی۔ خلعت بہت بھاری۔ حیرت و زنار نے سپہ سالار کو دیا۔ پھر عیش میں مصروف ہوئے اتنا دن بارگاہ ملکہ میں زنار بیٹھا رہا اور سپہ سالار دلاف و گزاف کیا کہ اے ملکہ میں کل سب نمک حراموں کو پکڑ لاؤں گا اور بہار کو وہ جوتیاں لگاؤں گا کہ بھیجا نکل آئے گا۔ سب تعریف کو رہے ہیں کہ آپ ایسے ہیں لیکن بہار کا نام لینے سے حیرت دل میں برا مانتی ہے کہ یہ مجھ پر طعن ہے یعنی گویا یہ در پردہ کہتا ہے کہ تمہاری بہن پر کیا میں سبقت لے گیا تم پر عذاب آیا۔ ظاہر میں یہ بھی تعریف کر رہی ہیں۔ ناچ ہو رہا ہے۔ حاصل یہ کہ سبب فرو خورشید سے دفتر کشائی سب نے حساب سمجھ لیا۔ اور رقم انجم کو کتاب سپہرہ پڑ چڑھایا۔

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ میں دن بھر کا خستہ ہوں اب جا کر آرام کروں گا۔ ملکہ نے کہا چھا جایئے مگر قیدیوں کو اچھی طرح رکھئے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجئے گا کہ عیاران کی فکر میں ہوں گے۔ اگر اکیلا پائیں گے تو زندہ نہ چھوڑیں گے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیئے گا۔ اس نے کہا بہت خوب اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ میں آیا۔ جملہ سردان کو طلب کر کے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوا ی اس میں قید کیا اور ایسا سحر کر دیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہو جائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنایا کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے ور وہ اس قنات میں جانے کی اپنے خیمہ کے اندر رکھی۔ وہ سراچہ جو قنات کی طرف تھا۔ گڑوا دیا کہ سامنے سے قیدیوں کوا دیکھتا رہوں گا جب یہ بندوبست کر چکا تو ایک خدمت گار کو پکارا۔ قران بھی بشکل خدمت گار تھا۔ یہ ہی حاضر کہہ کے سب سے پہلے سامنے آیا۔ اس سے کہا تم دروازے پر حاضر رہو کچھ کام ہو گا تو بلا لیا جائے گا۔ اور سب نوکروں سے کہا جاؤ۔ آج تمہاری نوکری معاف ہے۔ خبردار یہاں نہ آنا۔ سب چلے گئے۔ اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کر اندر بارگاہ کے گیا۔ مسند زیر پر بیٹھ کر کشتی شراب و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی

کہ تم بھی پیو اور مجھ کو بھی دو سپہ سالار نے سلام کر کے روبروے مسند بیٹھ کر شراب پلانا شروع کی۔ ایک آدھ جام تو خالی ازبے ہوشی دیا۔ جب اس کو نشہ ہوا اس وقت سمجھا کہ اب یہ نگاہ سحر جام پر نہ ڈالے گا۔ بس بے ہوشی ملا جام دیا وہ بھی پی گیا۔ یہاں تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آج کی جنگ میں نہ تھی۔ یہ طلسم باطن میں کسی کام کو گئی تھی۔ شام کو پھر کر آئی اور سامنے حیرت پہنچ کر تسلیم کر کے ٹھہری تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آج کی جنگ قابل دیکھنے کے تھی۔

زنار جو آیا ہے اس کے سپہ سالار نے ایک نارنج میں سرداران مہرخ کو' اسی کیا اور شہزادیاں طلسم مثل نافرمان وغیرہ سے اس کا نارنج تک نہ ہو گا۔ بڑی لڑنے والی تھیں مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئیں کہ مجھ کو بیان کرتے شرم آتی ہے۔ کچھ ان سسے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہو گا۔ مجھ کو اندیشہ عیاروں سے ہے تو جا اور اس کی حفاظت کر بلکہ میوہ اور شراب میرے یہاں سے لیتی جا کہنا اپنے یہاں کی کوئی چیز کھاؤ پیو نہیں۔ مباد پہلے ہی کسی عیار نے اس میں بے ہوشی ملا دی ہو۔ اس سے یہاں کی شراب پیو صرصر یہ حال سن کر متعجب ہوئی اور اشتیاق پیدا ہوا کہ چل کر دیکھو تو وہ کیسا سحر ہے جس نے یہ کارنمایاں کیا ہے۔ غرض کشتی شراب کی اور میوہ لے کر چلی۔ جب درخیمہ زنار پر پہنچی۔ دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قران نے بھی اس کو دیکھا چاہا کہ روکے پھر سمجھا کہ یہ تم کو پہچان لے گی۔ جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اس وقت سمجھ لینا۔ یہ سوچ کر اس کو گوردان جھکا کر آنکھ سے آنکھ نہ ملے۔ اسلام کیا۔ یہ سلام لے کر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالر زنار کو شراب پلا رہا ہے۔ اس نے وہ کشتی سامنے رکھ کر اور میوہ دے کر پیام لکہ کا کہا کہ فرمایا ہے یہ شراب پینا اور عیاروں سے ہوشیار رہنا۔ یہ رہنا۔ یہ کہہ کر غور جو کیا تو زنار کا کام تمام پایا۔ اس قدر سرشار دیکھا کہ بے ہوشی سے بدتر تھا۔ اس وقت اس نے سپہ سالار پر نظر فطرت ڈالی۔ سپہ سلائی بھی گردن اٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتا ہے نرات

کا نکالا ہے مجھ کو بھی کوئی اور بنایا ہے اری وہ ہوں میں کہ سرداران حریف کو پکڑ لایا ہوں اور اب میاں کا کام انجام کو پہنچاتا ہوں۔ اگر ایسا نہ کرتا تو میاں میرے ہتے نہ چڑھتے۔ اعتبار نہ مانتے۔ صرصر نے یہ سن کر ہچانا کہ یہ برق ہے چاہا کہ زنار سے کہوں مگر اس کو بے خود پایا سمجھی کہ اس کے کہنے سے تو بھی پھنس جائے گی اور یہ عیار قتل کر کے اس کو صاف نکل جائے گا۔ لازم ہے کہ درخیمہ پر خدمت گار بیٹھا ہے۔ اس کو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ والوں یہ سوچ کر برق کی باتوں کا جواب سچ سچ دیتی ہے۔ یہ الٹے پاؤں پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہیں سچ ہے۔ خیمہ کے باہر نکلی خدمت گار سے کہا جلدی آ۔ عیار اندر ہے پکڑ لے۔ خدمت گار نے کہا حاضر اور اس کے ساتھ جلدی سے اندر آیا اس نے للکارا کہ اے موں برق اب کہاں جائے گا۔ برق نے جلدی سے ایک لات کھڑے ہو کر زنار کے ماڑی کہ وہ تو سیوچہ شاب کی طرح لنڈھک گیا اور چھپٹ کر چلا کہ اس ساحر کو جسے صرصرلائی ہے حباب مار کر گرا دوں کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہخس پڑھتا ہے اس کو پکیڑ لے اس ساحر نے یہ سن کر دوڑ کر صرصر کو گود میں اٹھا لیا اور کہا استانی میرا بھی سلام ہے۔ اتنی جلدی کیوں کرتی ہو زنار کو مارے لیتے ہیں۔ گھبراؤں نہیں۔

صرصر نے یہ سن کر جو غور کیا۔ خدمت گار کو بہتر قران پایا۔ بس دم نکل گیا اور کہا واہ واہ کیا بندوبست کر رکھا ہے۔ برق بھی یہ حال دیکھ کر خوش ہوا۔ اور کہا اے قران آج تو جی چاہتا ہے کہ استانی کو بھی ناک کاٹ لیں کہ یہ بہت اچھلتی پھرتی ہیں۔ پھر جو یہ کچھ شرارت کریں گی تو ہم کہیں گے نکنے جئے بے احوال اور ان کی ناک کٹنے سے اوروں کے بھی کان ہو جائیں گے۔ پھر کیا منہ اور امکان کسی کا جو ہمارا سامنا کرے۔

قران نے کہا کیوں استانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لیں۔ صرصر نے کہا ارے مود مین تم کو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کروں۔ ناک اس کی کاٹو جو تمہاری استانی ہو لو

موے غار موتیوں کو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری۔ یہ کہہ کر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے گیند عیار کا منہ میں دے دیا اور ستون خیمہ سے باندے کر برق کو اشارہ کیا کہ اسے نے سر زنار کا کاٹ ڈالا اور قران نے دوڑ کر اپنے سرداروں کو زبان سے سوزن کھینچ لئے۔ زنار کے مرنے شور و غل بلند ہوا اور قیدی رہا ہو چکے تھے۔ سوزن زبان سے نکلتے ہی سحر پڑھ کر سب اڑے اور لشکر زنار پر نارنج مارنا شروع کئے۔ العیاز باللہ اک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی۔ آگ پتھر برستے تھے۔ دوسرے انہوں نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ قران نے نکل کر ایک حقہ آتشیں داغ کر خیمہ پر مارا کہ خیموں میں آ لگی اور اوپر سے بھی شعلے گرتے تھے۔ تاریکی شب حد سے افزوں تھی۔ غیرت ہامون تھی۔ فوج زنار غفلت میں بہت سی ماری گئی۔ جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا۔ باقی ماندہ لشکر گھبر کر روبفرار لایا سمجھا کہ لشکر مہرخ نے شبخوان ہم پر مارا۔ اور دہر قران نے یہ چالاکی کی صورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت میں دوڑ گیا اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ فوج و زنار کی بگڑی ہوئی تم پر آتی ہے طلا یہ دار نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی۔ پلٹنیں جلد تیار ہوئیں۔ فوج آگے بڑھی۔ اور ہر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے۔

حیرت ان کو دشن سمجھ کر لڑنے لگی۔ اور یہ اس کو فوج مہرخ سمجھ کر بڑھ گئے۔ گھمسان کی مار ہونے لگی۔ سحر چلنے لگا۔ مونا چماری کی پکار ہونے لگی۔ ماشون کے چھرے گولیوں کا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل بجلیاں بن کر گراتے تھے۔ ہوا سے بجلی سحر کی گرتی تھی۔ سرکشوں کے خرمن جان کو جلاتی تھیں تلواریں مار بن کر لہو چاٹتی تھیں۔ کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی۔ آب تیغ کی ندی بڑھی تھی۔ دریائے ہستی کو شمشیر نے مثل پیراک کے کاٹا تھا۔ دل میں پیر کر لکیجہ کا لہو چاٹا تھا۔ غول ساحروں کے تہ و بالا نظر آتے تھے۔

شاہد تیغ کے کرشمے نئے رنگ دکھاتے تھے۔ طبع معشوق کی طرح تلوں مزاج تھا۔ کسی

صف کو بچھایا تھا تو کسی کو الٹا تھا۔

○○○

- گمان جادو

ملکہ حیرت غلغلہ سن کر باہر نکل آئی۔ ادھر برق نے صر صر کو کھول دیا اور کہا۔ "استانی جاؤ تماشہ دیکھو' ہم نے دو لشکروں کو لڑوا دیا اور حیرت چٹو سے کہہ دینا کہ زنار کو میرے شاگرد جناب برق نے فی النار کیا۔"

صر صر اس کو برا بھلا کہتی ہوئی اور جب فوج آپس میں لڑ چکی' اس وقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ لی۔ یہاں ملکہ حیرت جنگ کا آغاز کیا چاہتی تھی صرصر جا کر پہنچی اور کل کیفیت معرض بیان میں لائی۔ ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا۔ پھر بزور سحر پرواز کر کے بروے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان میں اس کی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی۔ ملکہ نے ہنگامہ کم دیکھا پکار کر کہا "آپس میں مت لڑو! اے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہہ کر بارگاہ میں چلی گئی۔

فوج زنار جو کچھ قتل و غارت سے بچی وہ افسران لشکر حیرت سے بارگاہ میں سامنے ملکہ کے گئے ۔ ملکہ نے چالاکی عیاراں اور حال قتل زنار بیان کیا۔ پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکھا۔ اس ہنگامہ میں رنگ چہرہ ترک شب خوف سے اڑ گیا اور فلک پیر کا اشک چکیدہ یعنی مہر دامن روز میں ڈھلکا۔

دم سحرمہ رخ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رہا ہو کر آئے تھے ان کی نذر گذری ۔ عیاروں نے آ کر سب حال بیان کیا۔ ان کو خلعت عطا ہوا۔ ارباب نشاط حاضر ہوئے۔ جلسہ عشرت آغاز ہوا۔

ادھر زنار کی لاش اس کی فوج نے اٹھائی اور جایا چاہتی تھی کہ یہ عجیب کیفیت ہوئی کہ وسواس سپہ سالار زنار جس کو برق درخت سے باندھ آیا تھا۔ رات بھر میں اس کی بیہوشی اتر گئی اور چونکہ اس کی زبان میں سوزن تھا۔ اس سبب سے سحر پڑھ کر اپنے تئیں کھول نہ سکا۔ جب کاہ کش اور ہیزم فروش صحرا میں آئے اس نے ان کی آواز

سن کر جسم کو جنبش دی کہ پتے کھڑکھڑانے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا ۔"معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے۔ یہ جان کر کچھ بھاگ گئے مگر کچھ جی کڑا کر کے اس درخت کی طرف دیکھنے لگے۔ اس نے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھ کو کھول دو۔ ایک اس میں لشکر کا گھسیارا تھا۔ وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اس کو کھول کر زبان سے سوزن نکالی کہ یہ اٹھ کر درخت سے اترا اور ایک کپڑا ان سے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کر کے وعدہ کیا کہ تم لشکر میں آنا' میں بہت کچھ تم کو دوں گا۔"

وہ سب خوش ہوئے اور یہ وہاں سے لشکر میں آیا۔ سرداران زنار نے جو اس کو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہے جس نے زنار کو مارا ہے اور ہم کو لڑوایا ہے کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے کہ سپہ سالار کی صورت بن کر عیار آیا تھا۔ یہ سمجھ کر باہم کہا "اگر اس کو گرفتار کر کے ماریں شاید اب یہ کوئی تدبیر میں آیا ہے۔"

غرضیکہ پہلے تو یہ سب آہستہ آہستہ روتے ہوئے اس کی جانب چلے اور یہ ان کو روتا دیکھ کر مستفسر ہوا "ارے یارد ' یہ کیا ماجرا ہے۔"

وہ بے ساختہ اس پر جاہی پڑے اور جوتی اور دھپ اور لات اور مکے مارنے لگے۔ یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا' پکارا "ارے واسطہ جمشید کا مجھ کو کیوں مارتے ہو۔"

ادھر سے شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہے کیوں مارتے ہو۔ "دوسرا کہتا تھا۔ حرامزادے یہ تیرا ہی بس بویا ہے۔"

تیسرا بولا۔ "اور مارو حرامی کو۔"

چوتھا بولا۔ "اجی مار مار کے مار ڈالو۔"

غرض ایسی باتیں کہتے تھے کہ جس کا مبتدا خبر کچھ نہ تھا اور دھون پٹ چٹاخ چٹاخ' ارے لینا' مارو سور کو لگے لگے اور پانچ جوتی ہت تیرے کی' کیوں بے تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو تو ہاتھ لگتا ہے ۔ خبردار چھوڑنا نہیں ' کی صدابلند تھی اور جوتیاں پڑ رہی تھیں۔

غرضیکہ ایسا مارا کہ اس خر کو بیدم کر دیا۔ کھوپڑی اونچی ہو گئی۔ آبرومار کے ڈر سے بھاگ کے جاتی رہے۔

غلغلہ جو بلند ہوا ملکہ حیرت نے صرصر سے کہا۔ "اری جا دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہے۔"

وہ ادھر سے چلی اور یہ سب ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتے لے چلے اور اس کو جب ہوش آیا پکارا۔ "دہائی ملکہ حیرت کی' ارے مجھے مارے ڈالتے ہیں ۔ دہائی افراسیاب کی ' یارو کیا غضب ہے ' میری جان گئی۔"

یہ سن کر سب نے جوتا اتارا کہ صرصر آ گئی اور کہا۔ "ٹھہر جاؤ بتاؤ کیا ماجرا ہے۔"

سب نے کہا۔ "دیکھتی نہیں ہے' یہی تو وہ ہے جس نے ہمارے مالک کو مارا ہے۔"

صرصر نے قریب آ کر بہ نگاہ عیاری دیکھا اور کہا۔ "یہ عیار نہیں ہے اس کو چھوڑو اور ملکہ کے پاس حاضر ہو۔"

یہ سب اس کو ملکہ کے پاس لائے۔ ملکہ نے حال پوچھا کہ وسواس کل کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور اپنے رہا ہونے کی معرض بیان میں لایا اور رونے لگا۔ لشکری یہ حال سن کر پشمان ہوئے کہ ناحق ہم نے اپنے افسر کو مارا۔

ادھر ملکہ کو کچھ اس کے حال پر ہنسی کچھ اپنے ادبار پر رنج۔ خلاصہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت سی تشفی دی پھر کہا۔ "نامہ میرا تم شاہ کے پاس لے جاؤ۔"

اس نے کہا۔ "اب میں کسی کو منہ نہ دکھاؤں گا۔ سیدھا اپنے گھر جاؤں گا کہ سارے لشکر کے سامنے میری عزت گئی۔"

حیرت نے کہا۔ "یہ تمہاری ہتک نہیں ہوئی۔ ہماری ہوئی۔ یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا ہے۔"

اس کو سمجھا کر بٹھا دیا۔ تمام لشکریوں نے بھی عذر معذرت کی اور اس کے ہمراہ سمت باغ سیب لاش زنارکی لے کر چلے۔

ادھر سے وہ خدمت گار اور ساحر جس کو قران و ضرغام بیہوش کر کے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہو کر چلے تھے' راہ میں ان ملے اور حال سن کر شریک ہو کے روانہ ہوئے۔

یہ سب خبریں دربار میں مہ رخ کے بھی پہنچیں۔ سب ہنسنے لگے اور برق کی فطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع راہ باغ سیب میں پہنچا۔

URDU4U.COM

شہنشاہ کو خبر ہوئی۔ اس نے سامنے بلوایا اور نامہ حیرت پڑھا۔ اس کے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کر کے افسوس کیا اور کہا۔ "تم اپنے ملک کو جاؤ' یہاں خداوند زمرد شاہ کا غضب آیا ہوا ہے کہ ہمارے لشکر پر آفت آئی ہے اور تضحیک ہوتی ہے۔"

یہ حکم سن کر سپہ سالار رخصت ہو گیا اور شاہ نے بغصب تمام کچھ سحر پڑھا کہ زمین باغ سیب کی تھرائی اور پرچھائیں پیدا ہوئی اور شاہ کو اس نے تسلیم کی۔

شاہ نے حکم دیا۔ "اے وہم جادو' تم اپنے بھائی گمان جادو کو جا کر پے استیصال باغیاں بھیج دو۔"

وہ پرچھائیں یہ حکم سن کر غائب ہو گئی ۔ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا۔ "کیا حکم ہوتا ہے۔"

کہا۔ "جاؤ لشکر اسلام نمک حراموں کا برباد کرو' عیاروں سے بچتے رہنا۔"

ساحر سلام کر کے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار ساحر سامری وقت چیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لے کر یہ کنّاس برادر خنّاس دجال کا نواسا' لوناچماری کا پوتا' شہپال وزر دہشت کا یادگار بد کردار اژدر آتش بار پر سوار ہو کر روانہ ہوا۔

شاہ جاوداں نے مشعر بہ حالات روانگی فوج حیرت کو نامہ لکھ بھیجا اس نے سردار استقبال کو بھیجے یہ گمان بے ایمان قریب پہنچا' لوگ استقبال کر کے لے گئے اس نے ملکہ کو جا کر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا۔ لشکر اس کا اترا۔

عیار بصورت مبدل خبر دریافت کر کے آکھڑے ہوئے اس نے بھی اس وقت تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا۔ جس وقت کہ زنار تار شعاع مہر ہندو سے دہر نے اتارا اور پربط پر کوہ ظلمت کے کمل سیاہ شب کے جوگی نے بچھایا۔

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا ۔ نقارہ حرب پر چوب پڑی۔ عیاروں نے جا کر ملکہ

مہ رخ کو خبر دی ۔ وہ مقام اس خبر کو سن کر ششدر ہوئی اور کہا۔ "خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے۔"

سرداروں نے عرض کیا۔ "اے ملکہ خدائے برتر قوی و توانا ہے اس پر تکیہ کیجئے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجئے۔"

URDU4U.COM

غرضیکہ ادھر سے بھی کوس جنگی گڑ گڑایا۔ لشکر میں غلغلہ بلند ہوا۔ دربار سے اٹھ کر سردار خیمہ میں آئے۔ عروس تیغ زیور و جوہر سے اس شب سنواری گئی گھونگھٹ سے دلہن نے منہ دکھایا۔ شرما کر سر جھکایا' قامت رعنا نے غضب کاٹ پے نخل قامت اعدا پایا۔ جب رن پر چڑھے گی جوڑا شاہانہ خون سے رنگا پہنے گی۔ غضب کی چھل بل اور رفتار دکھائے گی۔ ہزاروں گلے کٹوائے گی ' جان اس پر لوگ نثار کریں گے۔ مرتے مرتے اسی کی محبت کا دم بھریں گے۔

الغرض یہ ہے ہنگامہ رات بھر دونوں لشکروں میں برپا رہا۔ دم سحر جب داغ خاطر عشاق کی طرح سینہ سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی مہ رخ بہزاران جاہ و جلال عسکر نصرت مال کو اپنے ہمراہ لے کر میدان جدال و قتال میں آئی۔ اس طرف ملکہ حیرت فرد مکنت فوج ضلالت ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوئی آتش رزم سرد ہوئی۔ آنے سے لشکروں کے گیتی گرد برد ہوئی۔ خاک تیرہ کا ستارہ اوج پر آیا۔ ہر ذرہ نے سر اٹھایا ذرے ہوا میں تتق گرد کے ساتھ اس طرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر زری پھرتے نظر آتے تھے۔ گھوڑوں کی ٹاپوں سے قلعہ خاک اڑ گیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا۔ ہتھیاروں کی چقا چاق اور گھوڑوں کے ہمہموں سے گنبد آسمان و زمین غراٹے کی صدا پیدا تھی۔

گوش ترک فلک میں گرمی ہویدا تھی۔ اسی روز سے ایسا بھرا ہوا ہے کہ مظلوموں کی فریاد نہیں سنتا ہے دلاوروں کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہے کہ چرخ کو عادت خونخواری کی پڑ گئی ہے۔

الحاصل صفیں لگیں کرنا پھونکی نفیر دم بند کرنے لگی۔ نقیب للکارے' گھوڑے سناٹے میں

آئے۔ زاغ روغن منڈلائے۔ معلوم ہوا کہ رن پڑے گا۔ سروں کا ڈھیر لگے گا۔ جادوگروں کے تخت ہوا سے نیچے اترے سامری کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔ مرچ دگوگل کا دھواں فلک تک پہنچا۔ منتروں کے جاپ پر بھینسا سر لپکا۔

URDU4U .COM

گمان بے ایمان ساحروں میں دھنتہ جوگی بیپال کی پون کا تماشا اپنی فوج کو الگ لیے اپنے سے بہتر کسی کو نہ جانتا کھڑا تھا۔ بعد ترتیب صفوف لشکر ملکہ حیرت سے اجازت لے کر میدان میں آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر آسمان کی طرف گیا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردوں کو جلا دے گا۔ دل خورشید میں آگ لگا دے گا۔ یہاں تک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپذیر ہوا بعد لحہ کے بہت باریک کاجل فلک سے گرنے لگا۔ نہیں معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھواں چھت پر چرغ کے جم گیا تھا' وہی گرتا تھا۔ جب وہ کاجل دیدہ دہر میں خوب گہرا لگ چکا' یعنی بہت سا جمع ہو گیا پرچھائیوں کی طرح اس میں سے پتلے جمع ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کی طرف پرتو انداز تھے اور گا ہے مغرب کی جانب سایہ پرواز۔

بعد ظہور ان پتلا ہائے ہمراہ مثال کے گمان نے مبارز طلبی کی۔ اس طرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو نامی نے مہ رخ سے اجازت لے کر اژدراڑایا اور برسر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا۔

گمان نے سحر پڑھا کہ وہ پرچھائیاں دوڑ کر لپٹ گئیں۔ اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پڑھ کر دستک دی کہ خاطر بداندیش میں اندیشہ پیدا ہوا۔ یعنی گمان ہوا کہ پتلیاں جس طرح لپٹ گئی ہیں اگر یہ بھینٹ دے کر پھیروں گا تو میرے لپٹ جائیں گی۔ پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کر دوں۔ یہ سوچ کر اس نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے اس کاجل میں پھر سما گئے۔

یہ سحر دیکھ کر بہار نے باآواز بلند تعریف کی کہ "واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے۔" یہ کلمات تعریف سن کر گمان سمجھ گیا کہ یہ اس کا سحر تھا جو تجھ کو اندیشہ پیدا ہوا۔ ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہے۔ پس یہ سمجھتے ہی غصہ ناک پر ہو کر سحر پڑھا کہ

اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی۔ بعد لحہ کے قلب الٹ گیا۔ خیالات فاسد نے مرتبہ و یقین درست نہ رکھا۔ اخلاط فاسد و بخارات غلیظ دماغ قلب میں معدہ سے پہنچے۔ صفرا و سودا بلغم خون خلط ہو کر جنون کی صورت پیدا ہوئی۔ اژدر سے اتر کر کبھی روتا کبھی ہنستا سمت صحرا روانہ ہو گیا۔

بعد اس کے پھر اس نے مبازر طلب کیا اور ہر ایک ساحر ادھر سے گیا۔ گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہو کر لپٹ گئے۔ ہر چند اس نے نارنج مارے کچھ نہ ہوا اور ان پتلوں نے اس کو پچھاڑ کر تھوڑا کاجل آنکھ میں لگا دیا۔ پھر جو اس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوئی پتلا نظر نہیں آیا' لیکن درخت لگے ہیں۔ ان پر پریاں بیٹھی ہیں۔ بعض ان میں ناچتی ہیں۔ پھر ناچتے ناچتے اڑ کر ایک سمت چلیں۔ یہ ساحر بھی اسی طرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ واہ کیا تماشہ ہے اسی طرح جنگل کی طرف چلا گیا۔

گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اس کی بھی آنکھوں میں پرچھائیوں نے لپٹ کر کاجل لگا دیا۔ دیدۂ دانستہ دیوانہ بنایا۔ اس کو بھی عجیب و غریب تماشہ نظر آیا۔ یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا۔ اسی طرح جو اس کے سامنے گیا۔ گمان اس کو ٹھیک نہ رہا۔ کاجل آنکھوں میں لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل میں شام تک کئی سو ساحر صحرا نورد ہوئے۔

جب دیدہ شاہ روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پرستاروں کی گردش کا نیا تماشہ نظر آیا۔

اتاری مہر نے جب چادر نور
ہوئی بزم فلک انجم سے معمور

شام کو لشکر گمان میں طبل بازگشت بجا۔ یہ لاف و گزاف کرکے پھرا کہ کل سب کو دیوانہ بنا دوں گا۔ نام و نشان سب کا مٹا دوں گا۔

غرضیکہ لشکر اپنی جگہ پر آ کر قیام پذیر ہوئے۔ ملکہ حیرت کے یہاں جشن شاہانہ تھا۔ ادھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا۔ گمان شراب خواری کرتا رہا۔ جب سرشار ہوا حکم دیا۔ "طبل جنگ بجے۔ میں ان نمک حراموں کو چین نہ لینے دوں گا' کل خاتمہ کر دوں گا۔

URDU4U.COM

غرض نفیر سحر پھونکی۔ مہ رخ نے سنی۔ نقارہ حرب بجوا دیا۔ پھر لشکر میں شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا۔ لشکر مسلمان میں تردد و انتشار تھا۔ نامرد بھاگنے کی تجویز کرتے تھے۔ بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے۔ ہوم ہوتا تھا۔ جوت کا دیا جلتا تھا۔ کسی طرف شبہال وزردہشت کی پکار تھی۔ کہیں لونا چماری کلیجے کھانے پر تیار تھی۔

مردے کی ہڈیوں کے مالے جپتے تھے۔ تلسی کی پرستش کرتے تھے۔ کھوپری مردے کی سیندروسے رنگی رکھی تھی۔ ایک طرف دھتورے پھل برگد کے جلتے تھے۔ بیر ہنس ہنس کے باتیں کرتے تھے۔ کنڈلے خون کے کھنچے تھے۔ اگیاری پر ہاتھ سینک کر منہ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پر ملتے تھے۔ بخت دشمن کو خاک سیاہ بتاتے تھے۔ سحر کی لاگیں تھیں۔ ڈھولے جھومتے تھے۔ پونیں اترا گئی تھیں۔ ڈمرد کی صدا سے ہندوے چرخ گھبرایا تھا۔ سینچر اپنے اوپر چڑھایا تھا۔ فلک پر کئی ستارے کڑے تھے۔ آج کی رات و دن اپنے دیکھنا پڑے تھے۔ منگل کے ساتھ راہ و کیت کافراں تھا۔ فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہو گا۔ اپنی بربادی کا گمان تھا۔ ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغوں کو صاف کرتے تھے۔ شمشیر تیز کے جواہر کھلتے تھے۔ واقعی موت کے دفتر کھلتے تھے۔

جواہر سواد سے زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا۔ چہرے کاٹنے کا نشان تھا۔ سپروں کی گھٹاکالی تھی۔ ضیا باغ تیغ ہلالی تھی۔ نئی بھرتی اور طرفہ بحالی تھی۔ مرنے لڑنے کے حوصلے تھے۔ نامردی سے طبیعت خالی تھی۔ ہنگامہ ستخیز گرم تھا۔ پتھر سے سخت تر دل نرم تھا۔

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی
سراسر دمک آب گوہر کی تھی

بہادر جو منت بڑھانے لگے
کمانوں پہ چلے چڑھانے لگے

عروس شجاعت پہ قربان تھے
کسی پر مریں دل میں ارمان تھے

کیا صاف یوں جوہر تیغ کو
چمک جیسے گردوں پہ تاروں کی ہو

علم ہر رسالے میں تھے یوں گڑے
کہ تھے پاؤں گاڑے دلاور کھڑے

پھریروں کے اڑنے سے تھا یہ نشاں
کہ کشتی جنگ کا بادباں

سپر دور میں دور چرخ بریں
چمک میں ہر اک پھول ماہ مبیں

فروغ مہ نو ہوا آشکارا
چمکنے لگا خنجر آبدارا

کچھ اس شب کو پیدا نیا ڈھنگ تھا
طلسمات و افسوں و نیرنگ تھا

کیا ساحروں نے یہ سامان جنگ
بنائے تھے جادو سے مارد پلنگ

کہیں ڈفلے بجتے کہیں بانسری
کڑھائی کہیں شیخ سدو کی تھی

کوئی جوگی جیپال کو مانتا

پون ڈور کو تان کر تانتا
کوئی کر کے ڈنڈوت اوندھا گرے
کوئی بت کے سامنے پوجا کرے
کوئی بولے جے سامری کی ہے
انہیں پر لگی آس اس کی ہے
کسی نے کھڑی کی تھی جادو کی جوت
کوئی دے کے آہٹ کہے ہوت ہوت

لشکروں میں تو یہ سامان تھا۔ گمان بارگاہ سے اٹھ کر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھ کر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آئے۔ عیار بھی صورت بدلے اس کی گھات میں پھر رہے تھے مگر جب اس کے خیمہ کے پاس جاتے تھے۔ آنکھوں سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے' آخر مایوس ہو کر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمت گار کی صورت بن کر خیمہ میں چلا ہی گیا۔ ہرچند کہ نابینا ہو گیا۔ مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کرلوں گا۔

غرض اندھا تو ہو ہی رہا تھا۔ ایک گوشہ میں لیٹ رہا۔ وہاں دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے انہوں نے اس کو دیکھا اور ایک نے اس کے قریب آ کر لات ماری اور کہا۔

"تو کون ہے؟"

اس نے کہا۔ "کوئی یوں حال پوچھتا ہے لے اب تیری یہ سزا ہے۔"

یہ کہہ کر منہ کے اوپر کمند ماری کہ حلقہ اس کمند کے ساحر کی گردن میں پڑے مگر اس نے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور مچایا۔ گمان بھی جاگ پڑا۔ ضرغام سے پوچھا۔

"تو کون ہے؟"

اس نے کہا۔ "میں حضور کے خدمت گار کا بھائی ہوں۔ وہ آج ماندا ہو گیا تھا۔ اپنی عوضی مجھ کو بھیجا ہے۔"

اس نے ہنس کر کہا۔ "یہ کیوں نہیں کہتا۔ میں عیار ہوں۔"

یہ کہہ کر اس کو گرفتار کیا اور زندان میں بھیج دیا پھر آپ سحر خوانی میں رات بھر مصروف رہا۔ جب سوداوی مادہ مزاج دہر سے دور ہوا۔ یعنی رنگ ظلمت شب حرارت سے کافور ہوا۔

URDU4U .COM

جب فقیب کنارے ہوئے۔ گمان برادر شیطان نے اژدر بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جو اس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا۔ وہی اندھیر اس نے کیا کاجل دیدۂ دہر سے پیدا کر کے پتلوں سے آنکھ میں ڈلوا دیا۔ ساحران مہ رخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگیں سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا' روتا' ناچتا' کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت میں مبتلا ہو چکے گمان نے نہیب دی۔ "اے نمک حراموں میں ایک ایک کو کہاں تک زیرو زبر کروں گا۔ ہوشیار ہو جاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارہ دشت ادبار کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہ رخ پر پڑے۔ لشکریوں پر حالت دیوانگی طاری ہوئی۔ رسالے اور پلٹنیں نعرہ ہائے ہو لگاتے صحرا کی طرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھ کر اپنے گرد حصار کئے کہ گنبد پتھر کے ان کے گرد بن گئے۔ ہوا گنبدوں میں نہ جا سکی اور انہیں دیوانہ نہ بنا سکی۔ ملکہ بہار نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ پری زاد پنکھیا پھولوں کی ہاتھ میں لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی۔ اس کی ہوا کے سامنے ہوائے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہ رخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ پتلیاں ایک چیتر زریں لیے زمین سے نکلیں اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگیں۔ اس کے سبب سے یہ بھی دیوانہ پن سے محفوظ رہی۔ باقی ماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر میں مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے مہ رخ کے آئی اور عرض کیا۔ "مجھ کو اجازت ہو کہ اس حرامزادے کو سزا دوں یا اپنی جان آپ پر سے نثار کروں۔"

مہ رخ نے یہ کلمہ سن کر اس کو گلے لگایا اور تسکین و عنایت کے کچھ کلمات کہہ کر خلعت رخصت دیا۔

بہار اپنی انیسوں سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان میں جایا چاہتی تھی کہ حیرت کی نظر اس پر پڑی سمجھی کہ بہن میری لڑنے آتی ہے۔ دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ آ کر لڑی۔ گمان کو دیوانہ بنا دے گی۔ مقرر آفت عظیم لائے گی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھ پر لاف زنی کرے گا۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ آج جنگ نہ کروں اور دوسرے دن میں خود اس سے لڑ کر گرفتار کرلوں۔ باقی کا گمان قید کرے۔ یہ سوچ کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فورا کوس امان پر چوب پڑی۔

مہ رخ نے خدا کا شکر کیا کہ بات رہ گئی۔ یہ وقت مل جائے گا۔ پھر خدا جانے کل کیا ہو۔ غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور داخل بارگاہ ہوئی۔ جو لشکر کہ بچا تھا اس نے بستروں پر پہنچ کر آرام کیا۔ ادھر گمان بھی مراجعت کر کے ملکہ کے ساتھ چلا۔ مگر ابھی دن بہت باقی تھا۔

اس نے ملکہ سے کہا۔ "یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی خراب کر دی' طبل امان بجوا دیا۔"

ملکہ نے کہا۔ "میرے سر میں درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان میں نہ ٹھہر سکی ۔ خیر کیا ہوا تم تو عنایت سامری سے اپنا ثانی نہیں رکھتے ہو۔ سب کو برباد کر دینا"۔

اس نے عرض کیا۔ "تو حضور تشریف سمت بارگاہ لے جائیں۔ مجھ کو شکار کھیلنے کا بہت شوق ہے۔ اتنا دن میں شکار کروں گا۔"

حیرت نے جواب دیا۔ "یہاں عیاروں کا بہت بڑا خوف رہتا ہے۔ جو آج تک آیا۔ عیاروں نے مار ڈالا۔ آج سرداران حریف گرفتار ہوئے۔ عیاروں کے دل سے لگی ہو گی۔ آپ کو میدان میں پا کر ایسا نہ ہو کہ گذند پہنچائیں۔"

اس نے کہا۔ "سب کتنے عیار ہیں۔"

کہا۔ "پانچ" مگر وہ ایسے ہیں کہ جنہوں نے حواس خمسہ منتشر کر دیئے ہیں۔ سب ان سے ناچار ہیں۔ شش جہت میں دھوم ڈال رکھی ہے۔ یہاں کی عیارنیاں ان کے مرتبہ کے مقابل عشر عشیر بھی نہیں"۔

گمان نے کہا۔ "ان میں سے ایک کوکب کے پاس گیا ہے اور دوسرے کو کل میں نے گرفتار کیا ہے۔ تین باقی رہے وہ میرا کیا کر لیں گے اور میں اسی واسطے شکار کو جاتا ہوں کہ وہ میری تلاش میں آئیں اور انہیں بھی میں دیوانہ بنا دوں۔ یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ خواہ بارگاہ میں ہوں یا کہیں جا کر ٹھہروں۔ عیار آئیں گے ضرور۔ پھر جیسے یہاں ان کی حفاظت کرنا' ایسی ہی جنگل میں۔ بلکہ لشکر میں کثرت مردم سے پہچان ان کی مشکل سے ہو گی اور صحرا میں با آسانی ہاتھ لگ جائیں گے۔"

حیرت نے کہا۔ "تم خود دانشمند ہو' جو مناسب سمجھو وہ کرو۔"

یہ کہہ کر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان لشکر ساحران کو حکم اکرام کرنے کا مرکب باد رفتار پر سوار ہوا' باز دار قرادل ببلیے وغیرہ چند لوگوں کو ساتھ لیا کہ شام تک تو پھر آؤں گا۔ زیادہ انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہے۔"

غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا۔ گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا۔ یہاں خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرکب چلا ہے۔ فی الجملہ یہ تو جاتا ہے۔

مگر عیاروں کا حال سنئے کہ جب مہ رخ بارگاہ میں آ کر تخت پر بیٹھی۔ عیار بھی برائے تسکین وہیں حاضر ہوئے۔

اس وقت بہار نے کہا۔ "یہ بھڑوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ کل اس کو میں دیوانہ بناؤں گی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤں گی۔ اے ملکہ مہ رخ آپ کچھ رنج نہ فرمائیں شراب پئیں' ناچ دیکھیں میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے میں جائے اس وقت برق عیار نے کہا۔ "اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہیں اگر آج ہم جیتا چھوڑ دیں گے۔ جب تو آپ میاں گمان کو دیوانہ کیجئے گا اور اگر ہمیں فی النار کر دیں گے تو کس سے لڑیئے گا۔"

بہار ہنسی اور کہا۔ "خیر بہتر ہے۔ دیکھئے کس کے حصے میں یہ آتا ہے۔"

برق نے کہ "تخلیہ ہو تو ایک بات کہوں۔"

اسی وقت دربار برخواست ہوا۔ مہ رخ اور بہار رہ گئی۔ برق نے عرض کیا۔ "سنا ہے

کہ گمان شکار کو گیا ہے۔ میں جاتا ہوں اور سوداگر بن کر ایک درۂ کوہ میں اترتا ہوں۔ آپ کچھ لوگ بھیج دیں کہ وہ صورت بدل کر میرے کارواں کو لوٹ لیں پھر میں اس نابکار کو مار ڈالوں گا۔"

URDU4U.COM

بہار نے کہا۔ "اچھا' میں صورت بزور سحر قزاقوں کی سی بنا کر لوٹ لوں گی۔"

غرض یہ مشورہ کر کے برق باہر نکلا۔ جانسوز سے کہا۔ "تم کچھ ساحر ایک درہ کوہ میں لے جاؤ اور یہ سامان جلد وہاں پہنچاؤ۔"

جانسوز لشکر سے دس بیس کنیزیں لے کر چلا۔ مگر اس طرح سے کہ بہت سے اشتراں پر خالی صندوق ہیں اور چند خیمے پرانے بیلوں پر بار اور اسی طرح کا سامان بسیار کاردانیاں درست کر کے درۂ کوہ میں پہنچا۔ خیمے برلب جوئے بار استادہ کر دیئے۔ آگے خیموں کے صندوق پھیلا کر رکھ دیئے۔ فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا۔

مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسور بیٹھا ادھر برق نے صحرا میں پہنچ کر زفیل بجائی۔ قران صدا سن کر آیا۔ اس نے کہا۔ "آپ خواجہ بازرگان بن کر درۂ کوہ میں جایئے۔ میں نے تدبیر کی ہے۔ سب حال اس سے عیاری کا کہہ دیا۔ یہ فورا عمامہ سر پر باندھ کر عبائے مشجری پہن کر انگشتریاں در و لعل و الماس کی زیب انگشت کر کے پٹکا بلبل چشم کا کمر سے باندھ عصائے تلخ بادام ہاتھ میں لے کر ایک چشمہ آنکھ پر لگا کر کبیر السن بن کر چلا کہ ڈاڑھی سفید تابہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید' ہاتھوں میں جھریاں پڑیں۔ رگیں نکلی ہوئیں۔ اس صورت سے انہیں خیموں میں جا کر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہٹ کر ایک درہ کوہ میں ٹھہرا ہے کہ حال اس کا بیان ہو گا۔

لیکن بہ کارروائی ایسا جنگل سبزہ زار و پر از صید و شکار دیکھ کر اترے ہیں کہ ہر شاہ و شہر یار ادھر برائے تفریح ضرور آتا ہے۔ قراہ دل و بہلیے عرض کرتے ہیں کہ ادھر چلئے تو شکار ملے گا اور فرحت بھی دل کو ہو گی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا اس سے بھی صیادوں نے یہی عرض کیا کہ اس طرف چلئے۔ یہ اسی طرف روانہ ہوا۔

جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا کہ ایک کارواں اترا ہوا ہے۔ اشتر چر رہے ہیں۔ بیل پھر

رہے ہیں۔ گھوڑے بندھے ہیں۔ خیمے کھڑے ہیں۔ مال و اسباب کے صندوق رکھے ہیں۔ سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہے۔ اس پر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے ۔ شراب بیٹھا پی رہا ہے۔ دیکھ کے اس نے اپنے ایک ملازم سے کہا۔ "جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہیں۔"

URDU4U.COM

ملازم اس کا گماشتہ کے پاس آیا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہوا سلام کیا۔ پاس اپنے بٹھایا۔ جام شراب دیا اس نے پیا اور کہا۔ "ہمارے مالک گمان جادو شکار کو آئے ہیں۔ مصاحب بادشاہ طلسم ہیں۔ تمہیں دیکھ کر پوچھتے ہیں کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔"

گماشتہ نے عرض کیا۔ "ہم لوگ تاجر ہیں۔ خواجہ تاجران ہمارے خیمہ میں ہیں۔ شہر دادیہ سے آئے ہیں۔ کل ملکہ حیرت سے راہداری لے کر دریائے سحر سے اتریں گے اور خدمت شاہ طلسم میں جائیں گے۔ مگر اس وقت آپ سے مصاحب شہنشاہ کی تشریف آوری کا معلوم ہوا ہے۔ آپ چلئے میں خواجہ سوداگراں کو لے کر حاضر خدمت ہوتا ہوں۔"

وہ ساحریہ کیفیت سن کر چلا گیا اور گمان سے جا کر حال بیان کیا۔ وہ سن کر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اس اثنا میں دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلاموں کے کشتیاں زر و جواہر کی لے کر حاضر ہوا اور تسلیم کر کے نذر دی۔

اس نے اس مرد مسن کو دیکھ کر مزاج پرسی کی اور کہا۔ "آپ کا اسم مبارک کیا ہے۔"

خواجہ نے کہا۔ "مجھ کو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہیں۔ اب حضور میرے خیمہ میں تشریف لے چلیں اور مجھ کو سرفرازی کا خلعت دیں۔"

اس نے کہا۔ "اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ سے مقابلہ ہے۔ صرف اتنا دن مہلت کا ہے اور مجھ کو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہ ہو گی۔ اس لیے چاہتا ہوں کہ آج صید افگنی کروں۔ اب تم لشکر میں کل آؤ گے تو رات کو ہم اچھی طرح ملیں گے۔"

خواجہ نے عرض کیا۔ "بہت اچھا' مگر مجھ پر نظر عنایت رہے۔" اس نے خواجہ کی دل جوئی کی اور آگے روانہ ہوا۔

جب کوئی دو کوس یہاں ایک سمت کو شکار کھیلتا نکل گیا۔ کاروانیوں پر قزاق آگرے آگ خیموں میں لگا دی۔ خواجہ بارزگان مع اپنے رفقا کے ہتھیار باندھ کر نکلا اور باہر آ کر دیکھا کہ مرکب ہائے ترکی پر بڑے قدوقامت کے تنو مند جوان سوار ہیں۔ ڈھاٹے ان کے بندے ہیں۔ چہروں پر اپنے خون ملے ہیں۔ صورتیں خون خوار ڈراؤنی بنا کر چوڑی چوڑی تغیں باندھے ہیں۔ کچھ سوار اور کچھ پیادے ہیں۔

یہ دیکھتے ہی خواجہ بارزگان نے بھی تلوار کھینچی اوراپنے ساتھیوں کو للکارا۔ وہ کچھ بھاگ گئے اور رہزنوں سے لڑنے لگے۔ جنگ زرگری شروع ہوئی۔ دکھلانے کی راہ سے ہمراہی خواجہ فاجر شمشیر مارتی ہے۔

لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے۔ سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضربت جسم کو جانبین کے زخمی نہ کرتی تھی۔ سحر سے تلواروں کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی۔ شور فریاد کاروانیاں اور ہائے وائے قطاع الطریقاں تابہ فلک پہنچی تھی۔ آفتاب گردوں پر بٹھایا تھا۔ آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا۔ فلک گنجینہ گوہر اختراں چھپائے گھبراتا تھا کہ غارت ہو گا۔

جب کاردائی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیات کی۔ غل کرتے تھے۔ دشت میں خوف سے دھوپ تھراتی تھی۔ کوسوں تک اس شور و غوغا کرنے کی صدا جاتی۔

گمان دو کوس پر یہاں سے صید افگنی کر رہا تھا' اس نے جو صدائے پر آفات سنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر کہیں ہنگامہ برپا ہے پس اس نے ایک ساحر سے کہا۔ "یہ شور کیسا ہے جلد جا اور خبر لے کر آ۔"

ساحر حسب الحکم اڑا اور آواز پر چلا۔ جب کارواں کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال و اسباب کے کھلے پڑے ہیں اور خیمے جل رہے ہیں۔ اشتر اور قاطر وغیرہ قزاقوں نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہیں۔ اہل قافلہ بھاگ گئے ہیں کچھ ہلاک ہوئے ہیں۔ رہزن شاداں و فرحاں اب جایا چاہتے ہیں۔

یہ دیکھ کر حال وہ ساحر دوڑا اور چاہتا تھا روک کر رہزنوں سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا

کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہے اور یہ راہزن ساحر بھی ہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر غالب آجائیں' پرائے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہیں۔

URDU4U.COM

یہ سوچ کر روانہ ہوا اور گمان کے پاس پہنچ کر عرض کیا۔ "وہ سوداگر جو آپ کے پاس آیا تھا۔ اس کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ میں نے درے سے خیمے جلتے دیکھے اور راہزنوں کو لوٹتے دیکھا۔ معلوم نہیں کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا۔"

یہ خبر گمان نے جب سنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اسی وقت مع اپنے ساتھیوں کے چلا۔ یہاں ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بن کر آئے تھے ۔ وہ سب جانور اور اسباب لے کر لشکر اسلام میں چلے گئے اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈال کر روانہ ہو گئے۔ وہ پتلے بزور سحر بصورت کاردانیاں بنائے تھے اور گلے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیئے تھے۔

جب گمان یہاں آ کر پہنچا۔ اس نے قزاقوں میں کسی کو نہ پایا دور گرداڑتے ہوئے دیکھی۔ اس گرد کی طرف اڑا' لیکن دور تک گیا۔ مگر وہ گرد آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہنچ سکا۔ رہزن نکل گئے' اب تعاقب ان کا بیکار ہے۔ ناچار پھر آیا اور کارواں کو جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا۔ دور گرد اڑتے ہوئے دیکھی۔ اونٹ دور بھاگتے پھرتے تھے۔ خیموں کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے۔ خواجہ بازرگان کی اور اس کے گماشتے کی مع چند رفیقوں کے لاش پڑی تھی۔ خاک و خون میں بھری تھی۔ پوشاک بھی کسی کے جسم پر باقی نہ تھی۔ ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ رو دیا اور بہت افسوس کرتا رہا۔ کبھی اس کا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا۔ یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا اور کبھی اس کی غربت پر دست تاسف ملتا۔

اسی رنج میں لاشہ تاجر پر کھڑا اشک ریزاں تھا کہ یکایک درۂ کوہ سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہے۔ گرفتار صد آلام و محسن ہے دل سنگ بھی اس کی آواز حزیں سے آب ہے۔ آبشاروں میں پیدا اضطراب ہے۔ ندیوں کے دل میں جوش ہے۔ طائروں میں پیدا خروش ہے۔ اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دکھیاری

روتی ہے کہ دامن دشت اشک حسرت سے بھگوتی ہے۔ بگولے نہیں اڑتے ہیں۔ صحرا اس کے حال پر خاک اڑاتا ہے جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے۔

URDU4U.COM

گمان نے اس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے۔

پشتہ نہیں کچھ چرخ کا اے عرش سنبھل جا
امنڈے گا مرے اشک کا دریا ابھی کچھ اور

یہ آواز سن کر اسی سمت چلا۔ اپنے ساتھیوں کو وہیں چھوڑ کر بہ عجلت تمام درۂ کوہ میں آیا۔ وہاں کسی کو نہ پایا جب درہ کوہ سے باہر نکلا۔ ایک درخت کے نیچے زن حور طلعت مہر صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا

نالے بھی سماتے نہیں اس چرخ کے نیچے
کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا

اس پریوش کی مصور آفرینش نے بے مثال تصویر کھینچی ہے مگر الٹی بات ہے کہ ہنستی پیشانی اوروں کو ہنسانے والی روتی ہے۔ وہ جلوۂ رخسار جس کی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہے۔ وہ نور چہرہ عالمتاب کہ جس کے رو برو آفتاب ایک قرص زرد نظر آتا ہے

صاعقہ حسن ہے رخسار خود آرائی کا
شعلہ طور ہے جلوہ تری یکتائی کا

بایں حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے۔ زلف مسلسل اس چہرہ رنگین پر بکھری خاطر سودا زدگان محبت کو پریشان کرتی تھی۔ گویا گلشن سرخ پر گھٹا گھنگھور چھائی تھی۔ نہیں نہیں زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال یاد آئی۔

سرمہ آلود حسینوں کی نگاہیں ہیں تمام
رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہ گیر نہیں

URDU4U.COM

چشم فتان سے فتنہ نمائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ

بجلیاں لوٹ ہیں اداؤں پر

غمزہ چشم یار کیا کہنا۔ سچ ہے بجلی نے یہ ادا کہاں پائی۔ اس کی برق نگاہ کی یہ ہے معجزہ نمائی کہ جس پر نظر مہر اس نے ڈالی۔ اس کی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اٹھائی اس کی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی۔ سبحان اللہ رخسار برنگ گلشن زلف بسان سحاب چمن اس میں نگاہ کی بجلیاں چمکنا اور چشمہ چشم سے آنسوؤ کا بہنا' باغ میں جھڑی مینہ کی لگی نظر آتی تھی۔ سرمستانہ خمخانہ چشم مخمور کو کیفیت دکھاتی تھی کہ

وہ سرمہ بھری آنکھیں فتنہ ہیں کہ جادو ہیں
کتنوں کو لگا رکھا' کتنوں کو سلا رکھا

پلکوں پر آنسو مثل در خوش آب ٹھہرے تھے۔ قطرہ شبنم کے سبزہ گلزار پر جمے تھے۔ عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ

اس رنگ سے جھمکے ہے پلک پر کہ کہے تو
ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا

URDU4U .COM

غرضیکہ کیا اس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار ہو جس پر صدقے باغ دہر کی بہار ہو۔ مرض عشق لاعلاج کا وہ علاج تھی۔ شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب حور ملائک فریب چشم حسن کے نور مژدہ نکیلی آنکھ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنہ چاہ زنخدان پر خضر حسن آب صفا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرہ خوش رنگ گل گلزار تمنا عنقا نے اوج رعنائی طاؤس ہمایوں چمن زیبائی نگہت نافہ وفا بوئے گلشن و لاقامت سے قیامت شرمندہ کہ

دونوں عالم ہوئے تہ و بالا
تم تھے پردے میں کیا قیامت کے

کف پا اس کے رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ

گدگداہٹ کے سوا نرم ہے کیا خاک قدم
ناتواں زار جوان گرتے ہیں سو جاتے ہیں

الحق اس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ

شوخیاں اور جوانی میں قیامت ہوں گی
بچپنے ہی میں وہ آفت ہیں غضب ڈھاتے ہیں

اس حسن و ادا پر کچھ ایسا رنج پہنچا ہے کہ منہ ڈھانک ڈھانک کر روتی ہے اور کہتی

ہے کہ

صحرائے لق و دق میں سلگتی ہوں آپ ہی آپ
وہ آگ ہوں گیا ہے جسے کارواں چھوڑ

URDU4U.COM

گمان اس آفت جان پر اس آفت رنج کو دیکھ کر قریب گیا اور پکارا۔

ہم مصیبت زدہ گر روئیں تمہارے در پر
نہ پسیجے دل آپ کا واللہ صنم

آج کیا صدمہ پہنچا ہے جو اس طرح بلک کر روتی ہو منہ اشکوں سے دھوتی ہو وہ نازنین اپنے رنج میں مبتلا کچھ اس کا خیال نہ رکھتی تھی۔ آواز اس کی سن کر آنسو پونچھ کر دیکھنے لگی۔ آنسو آنکھوں میں بھرے تھے یا کاسہ نرگس میں قطرۂ شبنم دھرے تھے۔ نہیں نہیں آنکھوں میں موتی کوٹ کوٹ کے بھرے تھے۔
غرضیکہ وہ آہوے صحرائے مصیبت اس کو دیکھ کر رم خوردہ ہوئی۔ یعنی سہم کر بے ساختہ اٹھی اور ایک سمت بھاگی اس وقت اس کی رفتار کا یہ حال تھا کہ

ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا
ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا

گمان بزور سحر بہت جلد اس کے پاس گیا اور اس کو روک کر گویا ہوا۔ "اے دوائے درد فراق اور اے معجون مسکن طبع عشاق' یہ کیا تیرا حال ہے۔ کون سا صدمہ و ملال ہے۔"
اس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا۔ لکنت نے زبان کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ

بات بھی منہ سے نکلتی ہے تو کچھ دب دب کے
URDU4U.COM
تنگ اس درجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہیں

آخر دل کو تھام کے بصد اشک فشانی زبان سے گہر بار ہوئی۔ "اے شخص زار ژولیدہ موزلف صورت پریشان عزیز تنگ آبرد سوگوار پدر و برادر کا کیا حال پوچھتا ہے۔ میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہیں جوسی سکے اور کوئی مرہم ایسا نہیں جو اچھا کرے کہ

جہان نے منہ مرے زخم جگر سے موڑ لیا
یہ بیکسی ہے کہ سوزن بھی رشتہ دار نہیں

میں دختر خواجہ بازرگان ہوں باپ میرا رہرو ملک عدم ہوا مجھ ناشاد کو اس صحرا میں تنہا چھوڑ کر کہ

نہ پوچھ حال میں وہ چوب خشک صحرا ہوں
لگا کے آگ جسے کارواں روانہ ہوا

قزاقوں نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی۔ میں نقد زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بچی مگر مردہ سے بھی بدتر ہوں سوگوار پدر ہوں۔
گمان تو اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی۔ گمان نے زبان پے تسکین و دلداری کھولی۔ "اے ماہ پیکر باپ تمہارا میرے پاس آیا تھا اور مجھ کو نذر دی تھی۔ مجھ کو اس کے مرنے کا بڑا صدمہ ہے۔ میں مصائب بادشاہ طلسم ہوں۔ رہزنوں کو ڈھونڈوا کر قتل کروں گا۔ تمہارے باپ کے خون کے عوض لوں گا۔ اب تمہیں لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو۔ صبر کرو۔ بی بی مردوں کو ہمیشہ کب روتے ہیں۔" وہ نازک

برق نے اس واسطے یہ تمام سامان کیا ہے کہ جانتا ہے اس ساحر کو گمان اور خیال ساحرہ کا یہ درست نہیں رکھتا ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ اس کے سامنے میں کسی صورت سے جاؤں اور یہ سحر سے خیال کرے تو مجھ کو پہچان لے گا۔ اب اس نے ایسا دھوکا کھایا ہے کہ عیار کا کوسوں خیال دل سے دور ہے۔

غرضیکہ یہ بے ایمان اس نازنین کو لے کر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا۔ تخلیہ کرایا۔ کسی کو وہاں ٹھہرنے نہ دیا۔ اس عرصے میں قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور لیلیٰ شب نے ناقہ ظلمت کو صحرائے عالم میں روانہ کیا۔

سرشام تمام بارگاہ میں شیشہ آلات روشن ہوا اور چنگیز چوکھڑے عطر دان وغیرہ سامان راحت بہر معشوقہ حاضر کیا۔ کشتیاں شراب و کباب کی سامنے رکھیں آپ سامنے بیٹھ کر گل چینی اس کے باغ حسن کی کرنے لگا۔ ملکہ حیرت کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوایئے۔ آج میں بارگاہ میں حاضر نہ ہوں گا۔

ایک ساحر یہ پیغام لے کر ملکہ مذکور کے پاس گیا اور پیام اس کا ادا کیا۔ ملکہ نے پوچھا۔ "کہ کیوں مزاج کیسا ہے جو یہاں نہیں آئے۔"

پیام بردہ نے سارا ماجرا تاجر اور اس کی دختر کا بیان کر کے کہا۔ "اس کے ساتھ صحبت آرا ہیں۔"

یہ کہہ کر رخصت ہوا۔ حیرت کو سب حال سنکر ماجرائے تاجر پہ افسوس ہوا اور عیار کا اس کو بھی شک نہ گزرا' کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیاروں نے کی تھی۔

غرضیکہ صرصر حاضر تھی اس سے کہا۔ "کچھ تو نے یہ کیفیت سنی۔ اب ہماری ایسی بدعملی ہو گئی ہے کہ دن دھاڑے ڈاکہ پڑتا ہے تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ۔ بلکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجر زادی کی ملاقات کو آئیں گی۔"

صرصر نے کہا۔ "یہ بات میرے کچھ قیاس میں نہیں آتی۔ میں جانتی ہوں۔ یہ بھی عیاری ہے۔ وہ دختر تاجر کوئی عیار بنا ہوا ہے۔ خیر میں جاتی ہوں۔ جیسا ہو گا معلوم ہو جائے گا۔"

یہ کہہ کر چلی لیکن ادھر میاں برق اپنے محسن ساختہ پرگمان کو لبھا رہے ہیں۔ کبھی نیچی

نگاہ کر کے مسکراتے ہیں اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہیں تیوری چڑھاتے ہیں کہ

کچھ تبسم سا لب ناز وہ نیچی نظریں
کس اداؤں سے شب وصل وہ شرمائے ہیں

URDU4U.COM

گمان کا دل بے قرار ہے۔ خواہاں وصل دلدار ہے جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے وہ بگڑتی ہے ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ منہ پر لگاتی ہے کہ پھٹے منہ یہ بھی اقرار کیا تھا کہ میں بغیر مرضی کوئی بات نہ کروں گا۔
یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ

حیا آئینہ کو بھی رو برو آنے نہیں دیتی
ترستی ہی رہیں گی تیری آنکھیں تیری صورت کو

آخر جب زیادہ بے قرار ہوا سوچا کہ اس گلنام کو شراب بہت سی پلاؤ۔ یقین ہے کہ مست ہو کر راضی بوصال ہو جائے۔ یہ سوچ کر کہا۔ "اے راحت دل میں کبھی اطاعت سے سرتابی نہ کروں گا اپنے عہد سے منحرف نہ ہوں گا۔ تم شراب پیو ایک جام مجھ کو بھی دو۔ اپنا دل خوش رکھو۔"
وہ مہ جبیں یہ کلام سن کر مسکرائی اور شرما کر آنکھ سے آنکھ لڑا کر گردن جھکا چپ ہو رہی کہ

گر یہی چتون تیری تو صورت آفریں
کیا کہے گا تجھ کو ظالم روز محشر دیکھ کر

پھر کشتی شراب آگے کھینچ کر جام بادہ احمر لبریز کر کے اپنے لبوں تک لائی لیکن دوپٹے

قباحت نہیں۔ تم کو استانی جان کو گود میں لیے ہوں۔ خدا نہ کرے کوئی اور خیال مجھ کو ہو۔"

صرصر نے کہا۔ "اس عیاری کی سند نہیں تو نے مجھ کو پہلے ہی سے بے بس کر دیا اگر میں وہاں پہنچ جاتی تو گمان کو قتل نہ ہونے دیتی۔"

URDU4U.COM

قران کو یہ طعنہ اس کا برا معلوم ہوا اور اس کو چھوڑ دیا کہ استانی جاؤ جو تم سے ہو سکے تصور نہ کرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ گمان کی طرف چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جانسوز کی سی بنائی۔ کیونکہ ایک بار زنار کے خیمہ میں یہ برق کو پکڑ نہ سکی تھی۔ پس صورت بدل کر پشت خیمہ پر آئی اور سراپچہ کو چاک کر کے جو اندر پہنچی۔ برق سمجھا کہ یہ جانسوز ہے اٹھ کر گمان کو تولات مار کر گرا دیا اور اس سے کہا۔ "اے برادر تم کیوں آئے میں اس کا کام تمام کر چکا ہوں۔"

صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور پاس پہنچ کر ایک حباب بیہوشی مارا۔ برق چرخ کھا کر گرا۔ اس نے اس کی مشکیں باندھیں اور چاہا کہ ستون سے باندھ دوں تو گمان کو ہوشیار کروں۔

مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی درخیمہ پر پہنچ گیا۔ یہاں چند ساحر پہرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین جانتے تھے۔

قران نے ان سے کہا۔ "مجھ کو ملکہ حیرت نے بھیجا ہے۔ بہت ضروری کچھ کہنا ہے۔"

ساحروں نے کہا۔ "وہاں نہ جاؤ۔ میاں ہمارے مزے میں ہیں۔"

اس نے کہا۔ "میں درخیمہ پر پکار لوں گا اگر وہ مجھ کو بلائیں گے تو جاؤں گا۔"

یہ کہہ کر جلد درخیمہ پر آیا اور بے محا با اندر داخل ہوا۔ دیکھا کہ صرصر نے برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے۔

یہ دیکھ کر للکارا کہ استانی میں آپہنچا۔ صرصر خنجر پکڑ کر دوڑی۔ قران نے اول خنجر اس کا رد کیا اور جلد اس کے پاس پہنچ کر ایک طمانچہ مارا کہ کیوں پھر شوخی ایسی کرے گی۔ ہاتھ آغشتہ بداروئے بیہوشی تھا صرصر طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری۔ اس نے

دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا۔ جب ظلمت رنج کی طرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خنداں منہ دکھایا کہ

URDU4U.COM

تاج زر کی بسر خور ہوئی اس طرح پھین
یوں نمودار ہوئی مہر و درخشاں کی کرن
ظلم سے تیرگی شب کے تھی دنیا اندھیر
عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

○○○

- سمک جادو

ملکہ حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھ کر افراسیاب کے پاس بھیجا۔ وہ سحر گاہ سریر جہانبانی پر خواب شیریں سے اٹھ کر بیٹھا تھا کہ سپہ سحر نے نامہ پہنچایا۔ نامہ پڑھ کر اس کو بہت غصہ آیا برنگ زلف پریشاں ہو کر پیچ و تاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ "ان نمک حراموں پر کس کو بھیجوں' جو جاتا ہے عیاروں کے ہاتھ سے مارا جاتا ہے۔ کہاں سے ایسا ساحر لاؤں جو اس جہان کا رہنے والا نہ ہو آسمان پر رہے اور عیاروں سے بچے۔"

اہل دربار نے عرض کی۔ "کوئی ایسا ساحر جائے جو جامہ انسانی میں نہ ہو' بلکہ کسی اور بھیس میں رہے تو شاید عیاروں سے بچے۔"

شاہ جاوداں نے کہا۔ "ایک تدبیر خیال میں آتی ہے یعنی میں جب کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادوگر کو لایا تھا۔ وہ تو مارا گیا مگر اس کا بھائی اظلم اژدرنشین جادو نامی ہے کہ ہمیشہ اشکم اژدر میں رہتا ہے۔ وقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہے نہیں تو شکم اژدر میں ہمیشہ اس کا مسکن ہے۔ فی الجملہ میں اس کو بلا کر بھیجتا ہوں۔"

سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہے شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھ کر اپنے کسی ملازم کے ہاتھ بنا بر طلب ساحر مذکور روانہ کیا۔ غرض حسب القلب ساحر آیا۔ سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے اور آگے ایک اژدر مہیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا۔ سب سے آگے جو اژدر تھا اس میں افسر اژدر نشین خود سر تھا۔ سب نے بادشاہ کو سلام کیا۔ اس نے سب کو خلعت دیئے اور افسر سے کہا۔ "تم جا کر نمک حراموں سے مقابلہ کرو" اور جملہ حال عیاروں کی فطرت کا کہہ کر حکم دیا خبردار ہمیشہ شکم اژدر میں رہنا اور عیاروں سے اپنے تئیں بچانا۔"

یہ ساحر حکم شاہ گوش جان سے سن کر اژدر میں سما کر روانہ ہوا۔ اس کی مہابت سے فلک موذی چکراتا تھا۔ خدا کی مار زبان پر لاتا تھا۔ اژدر بروئے ہوا اڑتے منہ سے شعلہ آتش نکلتے۔ یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم جناب یونس پر آیا ہے۔ آفتاب گردوں پر پھرایا ہے۔ بروئے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اڑتا تھا' بلکہ سیمرغ کوہ قاف میں چھپا تھا۔ نسر طائر کو طعمہ اژدر ہونے کا ڈر تھا۔

بایں عظمت و شکوہ وہ افعی مجسم لشکر حیات ضلالت شیم کے قریب پہنچا' ملکہ کو شاہ جاو داں بذریعہ نامہ مطلع کر چکا تھا۔ اس نے استقبال کرایا اور ایک میدان میں سب اژدہوں کو ٹھہرایا کہ وہ کنڈیاں مار کر بیٹھے اور ان کے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان میں استادہ کر دیئے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ منتخب کر کے معین کر دیئے مگر ان کو بھی تمغے اور معرکہ دیئے کہ عیاروں کی پہچان رہی اور ان سے کہہ دیا کہ جب اظلم اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو معرکہ دکھا دینا' باقی معرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا۔

غرضیکہ انتہائے درجہ کا انتظام کر کے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت میں جا کر بیٹھا۔ سب نے اس کی صورت نحس کو دیکھ کر خوف کھایا کہ

اژدر چالیس اس کے تھے گرد
شیطان کا وہ ایک ہی تھا شاگرد

دن بھر میخواری کرتا رہا۔ جس وقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب میں رکھا اور دشت عالم میں اندھیرا پھیلا' اژدر شب تیرہ نے مہرہ ماہ رکھ کر اوس چاٹنا شروع کیا۔

قریب شام اس نافر جام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لے کر سامنے مہ رخ کے آئے اور بعد دعائے وثنائے بادشاہی کے جملہ ساحروں کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا حال عرض کر کے کنارے ہوئے۔

سر پر ایک خود دھرے جس پہ بڑی سی کلغی
URDU4U.COM
ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ میں شمشیر دودم
زرہ حضرت داؤد گلے میں اس کے
جبروت اس کا فریدوں فرد جمشید شیم
لمعہ نور جبیں اس کے سے طالع جون مہر
سب رکاب اس کے میں موجود صنا دید عجم
اس کے افواج کے گھوڑوں پہ کیا خوب جو دھیان
تو وہ فنکارے پڑے پھرتے ہیں مثل ضیغم
اس کی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف
گھاٹ پر جس کے رہا خون ہے اعدا کا جم
حلق دشمن کے لیے زہر بھری اس کے ساتھ
صاف ایک پرچہ الماس ہے اور کلسنہ سم
ہے وہ ثعبان نہیں شعلہ نشاں خون آشام
مشکل برق و شفق صاعقہ و موج یم

حاصل مرام جائے مصارف پر پہنچ کر ٹھہری تھی کہ اس طرف سے حیرت بصد کبر و نخوت فوج ساحران لیے میدان میں آئی پرے جمنے لگے۔ بجلیاں گریں جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گردوغبار صاف ہوا۔ تیار دشت مصارف ہوا۔ اس وقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوئے کہ باہم کفچے لڑاتے اور قلعہ ہائے آتش چھوڑتے آتے۔ اثر زہر سے ان کے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی۔ باہم لپٹے پھنکار مارتے تھے۔ جب دشت میں پہنچے۔ یہاں صفیں درست ہو چکی تھیں۔

وہ اژدر جس کے پیٹ میں اظلم ہے سامنے حیرت کے آیا اور اس سے باہر نکل کر اجازت حرب لے کر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور اسی طرح وسط میدان میں پہنچا قلاب آتشیں

چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ بن گئے دھواں ان شعلوں کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہ رخ اندھا ہونے لگا۔ دھویں سے عاجز ہو کر ہر ایک یا ودود پڑھتا تھا۔ جادوگرنیاں زہرہ صورت سحر پڑھ کر برج بنائے چھپے ہوئی تھیں۔ فوج میں بلی پڑ گئی تھی۔

اس وقت مہ رخ کو بن نہ آیا۔ جنگ مغلوبہ کا حکم دے کر تخت اپنا آگے بڑھایا۔ ساحران نامی مثل ملکہ بہار اور نافرمان وغیرہ کے دور سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے ترسول اور ناریل پکڑ کر اژدہوں پر جا پڑے۔

اس طرف سے چالیس اژدہے جن کے پیٹ میں ساحر تھے منہ پھیلا کر چلے اس وقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا۔ شعلہ ہائے دہان اژدران سے زمین کرہ نار تھی۔ ہوا شعلہ بار تھی۔ ان شعلوں سے دھواں ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم عالم دھواں دھار بن گیا تھا۔ لشکریاں نے نارنج ترنج مارنا شروع کئے ہر سمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیاں گراتے' مگر اژدہوں پر اثر نہ کرتی تھیں اور اژدر دم کھینچ کر سپاہیوں کو نگل لیتے تھے۔

اس ہنگام میں ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہوائے سرد کے جھونکے پیدا ہوئے اور اس ہوا نے دھوئیں کو برطرف کرنا شروع کیا۔ آمد بہار ہوئی۔ آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی مگر اظلم کا نام جو اژدر نشین ہے اور یہ اژدر میں جو رہتا ہے۔ اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نہ کی کیونکہ یوں تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدہا بن جایا کرتا ہے اس پر کیا خصوصیت تھی جو شاہ جاوداں نے بھیجا ہے۔ بس یہی اس کے لیے شرف ہے کہ اژدر سحر میں رہتا ہے اور اس اژدر پر سحر نہیں اثر کرتا ہے۔ فی الجملہ اس نے سحر بہار کے آثار معلوم کر کے ایسی پھنکار ماری کہ شعلہ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے۔ سحر جو رد ہوا۔ ملکہ بہار پر غش طاری ہوا۔ خواصیں ہوا دار پر ڈال کر لے بھاگیں اس کے ہٹنے سے اژدر منہ پھیلا کر چلے۔ معاذ اللہ وہ شعلہ زہر ناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسی کو تاب رہتی۔ جسم جھلسنے لگے جادوگرنیاں نازنین گلفام

سیاہ تاب ہو گئیں۔ حرارت سحر سے بے تاب ہو گئیں۔ زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ موذی کا بھی جسم نیلا ہو گیا۔ سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض میں سرایت کر گیا تھا۔ خضر تک زہر مہرہ ڈھونڈتے تھے۔ دل کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے منہ کھولے اس طرح نظر آتے تھے کہ میدان میں غار دور سے دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامہ آفت خیز میں فوج حیرت نے بھی حملہ کیا۔ بجلیاں گرا کر ترسول و پنسول پکڑ کر مار مار کہتے آگے بڑھے فوج مہ رخ میں بھگدڑ پڑ گئی۔ لشکر بہت سا اندھا ہو چکا تھا اور باقی اس امید پر کہ بارہا آفت آئی ہے پھر خدا نے فضل کیا ہے' ٹھہرا ہوا تھا۔ اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا۔ اس وقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے۔ لڑنے والے سربکف تھے۔ ملکہ کے ساتھ رہ گئے اور ملکہ مہ رخ نے پائے شجاعت مستحکم کیا۔ ہزارہا کو اس نے بھی مارا اس وقت عجب غلغلہ آفت محشر برپا تھا کہ اثر سم سے صدہا ساحر پھولا سوجا میدان میں پڑا تھا اور ہزارہا لاشہ نظر آتا۔ برق سحر چمک رہی تھی۔ رعد جادو چیخیں مارتا پھرتا تھا۔ ماں اس کی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی۔ دھواں سحر کا چھایا تھا۔ آفتاب تاریکی سے گہنایا نظر آتا تھا۔ بیروں کی صدا ہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ

ہوا اس طرح کھاتی تھی پیچ و تاب
اڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھواں سحر کا تھا یہ چھایا ہوا
کہ غار زمین چاہ بابل بنا
چمکنا وہ رہ رہ کے واں برق کا
جلاتا تھا دل خسرو شرق کا
چمکنا اندھیرے میں بجلی کا تھا
کنھیا کے منہ پر گلال ہے ملا
کہیں دوڑتے پھرتے تھے اژدہے

دہن مثل قعر جہنم کھلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے
ملک آتشیں تیر تھے مارتے
ہوا تھا فلک اس قدر سنگدل
ترستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر
تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبریٰ میں مہ رخ اژدر بن کر ان اژدہوں پر جا پڑی اور ایسے شعلہ ہائے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پسپا ہوئے۔

اس وقت اظلم بہ مشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا۔ اے نمک حرام اب کہاں جائے گا۔ کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے۔"

مہ رخ نے جواب دیا۔ "اونا مردانی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لے کر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر میں بیٹھ کر مقابلہ کرتا ہے۔ اسی منہ پر دعویٰ سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا رکھتا ہے۔"

یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اس کے دل پر لگا اور کہا میں اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہوں۔ اچھا آج میں پھرا جاتا ہوں۔ کل اکیلا میدان میں آ کر تجھ کو باندھ کے لے جاؤں گا۔"

ملکہ نے کہا۔ "اکیلا آئے گا تو وہ جوتیاں کھائے گا کہ ہمیشہ یاد کرے گا۔"

اس کو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدروں کو لے کر پھرا۔ ملکہ حیرت کے پاس آ کر کہا۔ "طبل بازگشت بجوائیے میں آج نہ لڑوں گا۔"

اس نے کہا۔ "کیوں بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو' جی ہارتے ہو۔ اب باقی کون ہے۔ صرف مہ رخ کو مع چند سرداروں کے پکڑ لینا ہے۔"

اس نے سب حال مہ رخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا۔

ملکہ حیرت نے کہا۔ "اس نے تجھ کو فریب دے کر اپنی جان بچائی ہے۔ اس وقت دھوکا نہ کھا' نہیں پچھتائے گا۔"

غرضیکہ ہر چند سمجھایا مگر اس نے اپنے غرور میں نہ مانا۔ آخر حیرت نے بخاطر اس کے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لے کر پھری۔

مہ رخ نے سجدہ شکر خدا کا کیا کہ آبرو رہ گئی۔ جو سردار کہ باقی تھے' ان کو لے کر پھری' جو زہر سے سوج گئے تھے ان کو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی۔ لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے۔ بازار ویران ہیں جو سردار کہ قید ہیں' ان کی بارگاہ میں جگہ سنسان پڑی ہے۔ یہ حال دیکھ کر اشک حسرت گرائے اور ارادہ جان دینے کا مصمم کر کے سحر تیار کرنے کی فکر میں بیٹھی۔

اس وقت عیار کہ لشکر کا حال ابتر دیکھ کر چلے گئے تھے۔ طبل امان کی آواز سن کر آئے اور بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا۔

سب نے تسکین و تشفی کی۔ "اے ملکہ ہم جاتے ہیں اور کام اس نانہجار کا تمام کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوئے۔ اس طرف اظلم پھر کر گیا جو اژدر کہ سرداروں کو نگل گئے تھے۔ انہوں نے ان کو اگلا اور حیرت نے حکم دیا۔ "ان سب کو اسی زنداں میں لے جا کر قید کرو' جہاں ضرغام عیار جس کو گمان نے گرفتار کیا تھا' قید ہے تاکہ وہ بھی اپنے سرداروں کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو۔

غرض سب کو لے کر جا کر قید کیا۔ یہ سب سحر میں مبتلا اور بیہوش ہیں۔ جب یہ قید ہو چکے اور لشکر کمر کھول چکا۔ اظلم دیر تک بیٹھا رہا بلکہ ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا۔

پھر عرض کر کے کہ طبل جنگ آپ بجوائیے گا۔ میں کل اکیلا لڑوں گا۔"

یہ کہہ کر اپنی جگہ پر شکم اژدر میں بیٹھ رہا۔ مگر عیار جو روانہ ہوئے تھے۔ یہ صحرا میں آئے اور برق نے کہا کہ پہلے میں جاتا ہوں۔ تم دونوں میری خبر رکھنا۔"

یہ کہہ کر چلا۔ اس کے بعد قران اور جانسوز بھی ایک طرف بصورت مبدل ایک طرف روانہ ہوئے لیکن برق شکل ایک ساحر مہیب صورت کی ایسی بنا کر گشت کرتا ہوا اس جگہ آیا' جہاں اژدہے میدان میں رہتے ہیں۔

URDU4U.COM

یہاں دیکھا کہ اژدہے خاک میں لوٹ رہے ہیں خوش فعلیاں کرتے ہیں اور ان کے منہ سے جو شعلہ نکلتا ہے اس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے۔ وہ نارنج و ترنج متواتر اچھال کر غائب ہو جاتی ہے۔ پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے۔ ترسول چار طرف گڑے ہیں۔ گوگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ وغیرہ جلتا ہے۔ ترسولوں پر ہار لپیٹے ہیں کھپر آگ کے جلتے ہیں۔

برق یہ تماشہ کھڑا دیکھتا تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر سے ایک ساحر سیاہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا۔ یہ اس کی صورت نحس دیکھ کر اول تو خائف ہوا اور چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر دل کڑا کر کے کھڑا رہا۔ وہ اس کے قریب آ کر للکارا۔ "ارے تو کون ہے۔"

برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ "ابے تو پہچانتا نہیں جو تو ہے وہ ہم ہیں۔"

اس نے کہا۔ "ہم چالیس اژدرنشین ہیں۔ اکتالیسواں ہمارا افسر ہے۔ تو کہاں سے آیا ہے۔ اچھا اگر تو ہم میں سے ہے تو اژدر تیرے رہنے کا کہاں ہے۔"

برق اس تقریر سے نا چار ہوا۔ مگر تیزی سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر پچاس قدم پر جا گرا۔ یہ کہتا ہوا۔ "کہ اژدر بھی ہے تجھے کیوں بتلائیں۔"

اس ساحر نے جو اس کو پیچھے بھاگتے ہوئے دیکھا۔ سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے پکارا۔ "باش اور مکار پہچانا میں نے تجھ کو۔"

برق اتنے عرصے میں کہیں کا کہیں ہو رہا مگر بہ سبب میدان ہونے کے سامنا تھا۔ وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہاں سے سحر کروں۔ مبادا یہ بھی ساحر ہو۔ کود پھاند کر نکل جائے پس قریب چلوں۔ یہ سمجھ کر پیچھے دوڑا۔

برق یا تو بھاگا جاتا تھا۔ یا اس کو آتے دیکھ کر سوچا کہ اگر یوں ہی سیدھے بھاگے جاؤ

گے تو وہ سحر پڑھ کر پکڑ لے گا۔ لازم ہے کہ کہیں چھپ رہو۔

یہ سوچ کر ادھر ادھر دیکھا چونکہ میدان تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا۔ ایک غار وہاں نظر آیا۔ یہ اس میں اتر گیا۔ وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہاں تو عیار سامنے جاتا تھا یا غائب ہو گیا۔ پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا۔ بزور سحر چھپ گیا۔ مگر جب غار کے پاس آیا سوچا کہ اس میں اتر گیا ہو گا۔

یہ سوچ کر جھانکنے لگا تو برق نے وہاں حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا۔ وہ اس کی گردن میں آ گیا۔ اس نے چاہا کہ سحر پڑھ کر اس کو جلا دوں مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا تھا۔ اس نے گردن پھنستے ہی اس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھیں باہر نکل آئیں۔ سحر پڑھنے کے بدلے لڑھکتا بڑھکتا ہوا ڈھلک کر غار میں گرا

برق نے فورا خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ' ہنگامہ دارو گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے۔ بعد لحہ کے آواز آئی۔ " مارا شراب خوار جادو کو۔"

یہاں تو ہنگامہ مچا لیکن اژدر اس کے رہنے کا میدان میں جل گیا اور بیروں نے وہاں بھی غل مچا دیا۔ اظلم اور سب ساحر گھبر کر اژدہوں سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا۔ "ارے میاں خیر تو ہے۔"

ایسے بے ساختہ حواس ہوئے کہ اپنے ساتھیوں کو نہیں شمار کرتے۔ یہ حیران کھڑے ہیں کہ کوئی آئے تو اس سے پوچھیں' یہ غل کیسا تھا اور ان سب کو اپنے سحر پر ایسا ناز ہے کہ یہ مطلق گمان نہیں کہ ہم میں سے کوئی مارا گیا ہے۔

غرضیکہ یہ تو ٹھہرے ہیں مگر وہاں برق نے صورت اپنی مثل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دوبالا کیا کہ صرصر نے خواب میں بھی یہ صورت نہ پائی ہو گی کہ

روز اول سے آج تلک صورت آفرین
ممکن نہیں کہ چھپ کے تجھے دیکھتا نہ ہو

URDU4U.COM

چنانچہ آگے حال اس کے حسن کا بیان ہو گا۔ اس وقت بعجلت لاش کو اس ساحر کی اٹھا کر اسی میدان کی طرف چلا۔ یہاں سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز خلخال پا ان کے کان میں آئی۔ دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اس طرف آتی ہے کہ جس کی چال کو دیکھ کر یہ کہنا زیبا ہے کہ

بلا سے ہو پا مال سارا زمانہ
نہ آئے انہیں پاؤں رکھنا سنبھل کر

دلہائے عشاق روندتی جب قریب آئی عجب صورت اس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی۔

گئی آنکھوں کے نیچے برق اک کوند
سمند نازنے ڈالا وہیں روند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ
کہ ہے رات آدھی کچھ دعا مانگ
حواس و حوش سب کے ہو گئے تار
ہوئے سب مانگ چوٹی میں گرفتار
بہم آنکھوں سے آنکھیں لڑ گئیں خیر
عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ مکھڑا سیب کا سا
بندھا کچھ ڈول واں آسیب کا سا
یہ رخساروں میں اس کے فربہی تھی

ہوئی جس سے خجل اکثر بہی تھی
URDU4U.COM
کہو اس کی جبیں کو کس طرح چاند
کہ اس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اس کا
کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اس کا
برنگ گل نزاکت میں بھری تھی
کہ بس جو بات تھی اس کی پری تھی

یہ سب ساحر اس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھ کر دنگ کھڑے تھے کہ اس نے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈال دی۔ اس نے استفسار کیا۔ "یہ ماجرا کیا ہے۔"

اس گلفام نے کہا۔ "پہچانئے یہ آپ ہی کا رفیق ہے جو مارا گیا۔"

اس کلمہ سے اس کو ہوش آیا اور کہا۔ "ہاں سچ ہے یہ شراب خوار جادو کی لاش ہے۔"

اب سب افسوس کرنے لگے اور اظلم نے پوچھا۔ "کچھ معلوم ہے یہ کیونکر مارا گیا۔"

اس نے عرض کیا۔ "عیار لشکر حریف صحرا میں اس کو قتل کر رہا تھا کہ میں آ کر پہنچی مگر کام اس کا تمام ہو چکا تھا' میں لاشہ اٹھا لائی ہوں۔"

اظلم نے کہا۔ "اس عیار کو کیوں نہ گرفتار کیا۔"

اس نے کہا۔ "حضور میں صرصر عیار شاہ جاوداں کی ہوں اور سحر نہیں جانتی ہوں۔ وہ عیار تھا مجھ کو دیکھ کر نکل گیا۔ ہر چند میں دوڑی۔ مگر ہاتھ نہ آیا۔ اچھا اب ہوشیار رہئے گا' میں جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر کمر کولہے کا عالم دکھا کر اس طرح چلی کہ

خرام ناز تمہارا بھی اک آفت ہے
زمین پاؤں تلے سر پہ آسماں نہ رہا

URDU4U.COM

اظلم نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا۔ اس لیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے۔ اس نے نام البتہ سنا ہے صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر میں رہتا ہے اور یہاں جب سے آیا ہے کچھ دیر کے لیے بارگاہ حیرت میں گیا تو کچھ خیال تو کیا نہیں کہ عیارہ کون ہے۔ اس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہیں کہ صرصر کس مرتبہ کی عیارہ ہے اور کیسی صورت رکھتی ہے۔ اس وقت اس کے حسن دلاویز کو دیکھ کر غش ہو گیا اور سمجھا کہ یہ عیارہ تو ہے ہی۔ اس کو بادشاہ طلسم سے مانگ لوں گا۔ آج اپنی خدمت میں اس کو لایا چاہئے۔ پس اسی وجہ سے اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

گرے میری نظروں سے خوبان عالم
پسند آ گئی تیری صورت کچھ ایسی

صرصر نے یہ سن کر تیوری چڑھائی اور کہا۔ "میاں ہوش میں آؤ' فاحشاؤں سے جا کر ایسی باتیں کرو۔ ارے صاحب میں سارے طلسم میں ہمیشہ پھرتی ہوں۔ جو ایسی ہی اوماتی ہوتی تو کاہے کو میری آبرو بچتی۔ نہ صاحب ایسا بدنظر کوئی مردوا میں نے نہیں دیکھا۔" یہ کہہ کر انگڑائی لے کر گات کو اس طرح دکھایا کہ وہ ابھرا ہوا جوبن دل گدگدانے والا نظر آیا۔ یہ ساحر بے چین ہو گیا اور پکارا۔

مسلتا ہے کوئی دل یا الٰہ خیر محرم کی
URDU4U.COM
غضب ہے پردے پردے میں ابھرنا ان کے جوبن کا

پھر اس آفت جاں کا منت پذیر ہونا۔ " ارے جان عالم اتنا خفا نہ ہو' ہم کو بھی اپنا جان نثار سمجھو۔"

اس تربدہ جو نے کہا۔ "آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجئے' مجھ سے یہ چونچلا طے کر رکھئے۔"

یہ کہہ کر انگوٹھا دکھا کر کہ موئے تیرے دیدوں میں خاک' میں اور تیرے قابل۔ اظلم اس ادا کو دیکھ کر مر گیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا۔

اس نے کہا۔ "ہاں ہاں دیکھو میں چیختی ہوں سامری قسم اگر مجھ کو ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کردوں گی۔ لوگو یہ اندھیر تو دیکھو' دن دہاڑے یہ مردوا سب کے سامنے مجھ کو لیے پھرتا ہے۔ کیا بے عزتی ہے۔ پھٹے منہ آگ لگے ایسی مستی کو۔ اظلم اس کے خفا ہونے سے تو ٹھہرتا ہے مگر دو ایک باتیں ایسی کیں کہ مردوا سب کے سامنے لیے پھرتا ہے۔ یہ سن کر سمجھتا ہے کہ یہ ناز کرتی ہے اور وہ نازنین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہے۔

غرضیکہ یہ باتیں اس کی سنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود میں اٹھا کر خیمہ کی طرف لے چلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی ۔ "دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے میں لے جاؤ گے۔ میری آبرو تو جا چکی۔ غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا ہے مگر تمہاری بھی جان جائے گی۔ مجھ کو کم نہ سمجھنا' میں کوئی ایسی ویسی نہیں ہوں۔ دھرے اڑا دوں گی۔ ارے ایسا نہ ہو کہ کوئی عیار آ جائے۔ موئے تو اژدہے میں گھس رہ مجھ کو چھوڑ دے۔"

اظلم نے ایک نہ سنی اور اندر خیمہ کے اس کو لایا۔ کہا۔ "عیار یہاں آئے گا تو کیا کرے گا۔"

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

URDU4U.COM

غرضیکہ اس کو مسند پر بٹھایا اور خیمہ صرف اس کے کھانے پینے کے لیے ہی تو مقرر کیا گیا ہے۔ جو دو ایک آدمی بہر حال خدمت ہیں۔ انہوں نے اس کے آتے ہی تمغے اپنے اپنے دکھائے۔

اس نے کہا۔ "تم باہر جاؤ اور دور جا کر ٹھہرو' جب بلائیں اس وقت آنا۔"

وہ سب باہر گئے اور اس کے رفیق جو اژدہوں میں رہتے ہیں وہ بعد اس کے پھر شکم اژدر میں سما گئے۔ جب تخلیہ ہوا۔ یہ نازنین کہ برق عیار ہے دل میں سوچا کہ دوبار یعنی زنار اور گمان کو جو قتل کرنے آئے تھے تو صرصر آ کر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر یہاں سے قریب ہے۔ تمہارے آنے کی خبر حیرت کو ممکن نہیں کہ نہ پہنچے۔ پس وہ یا خود آئے گی یا کسی کو بھیجے گی۔ لہٰذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تا کہ وہ جو آئے تو ذلت پائے۔

یہ سوچ کر چاروں طرف بھونچکا ہو کر دیکھنے لگا اس وقت یہ حال تھا کہ

کبھی وہ آنکھ ادھر ہے کبھی شوخی سے ادھر
اک جگہ پاؤں ٹھہرتا نہیں ہرجائی کا

اظلم نے یہ حال دیکھ کر کہا۔ "اے نازک بدن تم حیران چاروں طرف دیکھتی ہو۔"

اس نے کہا۔ "تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے تمہیں کیا چاہے کسی کی جان جائے یا عزت پر بنے میں عیارہ ہوں' عیاروں سے لشکر حریف کے ہمیشہ اڑا کرتی ہوں اور وہ بھی میری تاک میں رہتے ہیں۔ جہاں میں جاتی ہوں وہاں پتہ لگا کر وہ بھی پہنچتے ہیں۔"

اظلم نے کہا۔ "یہاں آئیں گے تو میں موجود ہوں مجال نہیں ہے جو آئیں۔"

اس نے جواب دیا۔ "ان کو تم پہچان نہ سکو گے۔ وہ میری صورت بن کر آئیں گے اور مجھ کو عیار بتائیں گے اپنے تئیں صرصر کہیں گے۔ پس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے اور ادھر عیار مجھ کو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھ کر سب میں بدکارہ' آوارہ مشہور کریں گے۔"

یہ کہہ کر رونے لگی۔ ہائے سامری کیسی میری جان مصیبت میں پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی۔"

یہ کہہ کر اس انداز میں ماتھا کوٹا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بن گئی اور ہاتھ پکڑ کر ماتھے سے الگ کرنے لگا۔ ہزاروں منت کر کے قسمیں کھانے لگا۔ کہ "اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بن کر آئے گا تو بڑی سزا پائے گا۔"

غرضیکہ برق نے حفظ ماتقدم کر کے خوب اس کو پکا کیا اور نازو کرشمہ کرنے لگا۔ اس نے اس کو سرگرم اختلاط دیکھ کر بوسہ لینے کے لیے منہ بڑھایا۔ اس نے ایک طمانچہ جمایا اور کہا۔ "منہ بنواؤ۔"

طمانچہ کھا کر ہنس دیا اور کہا۔ "اے جانی و اے مایہ زندگی۔

جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے بوسہ میں
کہ لین دین ہے یہ نقد کچھ ادھار نہیں

اس غارت گر جان نے جواب دیا کہ

دل تیرا اور آرزو میری
جان صدقے ہو ایسی حسرت کے

اظلم نے یہ سن کر کہا۔ "اے ستم گر میں اپنا حال کیا بیان کروں کہ

میرے دل کے زخموں کو کیا دیکھتے ہو
تمہارے ہی یہ گل کھلائے ہوئے ہیں

URDU4U.COM

یہ کہہ کر چاہا کہ لپٹ جاؤں۔ اس زیب انجمن نے اپنے تئیں سرکایا اور جب گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا۔ "ذرا سنبھلو' ایسے بیخود نہ بنو۔"
وہ پھر سنبھل کر بیٹھا اور گویا ہوا کہ

جور پر اپنے بہت تھا ناز اس کو بھی مگر
ہو گیا مضطر تجھے چرخ ستم گر دیکھ کر

اب یہاں تو یہ ہنگامہ ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر جن کو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا۔ ان میں سے ایک بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا۔ اس لیے کہ اس کو صرصر کی آوارگی دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی جو ہر ایک سے آشنائی کرتی ہے۔
پس سوچا کہ ملکہ سے جا کر سب ماجرا بیان کروں غرض کہ جب یہ ملکہ کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا۔ "کیوں آئے۔"
اس نے سب حال صرصر کا بیان کیا۔ صرصر اصلی وہاں حاضر تھی۔ وہ لگی گالیاں دینے۔
اس ساحر نے کہا۔ "میری کیا خطا ہے آپ جا کر دیکھئے۔ میں جھوٹ کہتا ہوں یا سچ۔"
حیرت نے بھی کہا۔ "ہاں سچ ہے کوئی عیار تیری صورت بن کر وہاں گیا ہے۔ جو اس نے دیکھا ہے' کہتا ہے اس بیچارے کی کیا خطا ہے۔ اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہے۔"
صرصر نے کہا۔ "بی بی' دو مرتبہ مجھ کو ذلت ہو چکی ہے۔ میں نہ جاؤں گی۔ اس لیے کہ وہاں عیار میری صورت بن کر گیا ہے اور اظلم اس پر عاشق ہوا ہے اگر میں گئی اور فرض کرو کہ عیار کو میں نے پکڑ لیا۔ مگر وہ اظلم تو میری صورت پر عاشق ہے۔

وہ موا مستی میں بھرا بیٹھا ہو گا۔ اگر مجھ کو دبا بیٹھا تو میری تو موتی کی سی آبرو پر پانی پھر گیا۔"

حیرت نے کہا۔ "بی ننھی پر تو نے عیاری کیوں سیکھی تھی جو اتنا ڈرتی ہو۔ آبرو لیے بیٹھی رہتیں۔ چل اب باتیں نہ بنا جلد خبر لا۔"

صرصر ناچار تابعدار دوڑی ہوئی چلی مگر ادھر ادھر دیکھتی ہوئی کہ راہ میں کوئی عیار نہ ملے۔ ہر چند کہ دو عیار یعنی قران اور جانسوز فکر عیاری میں لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہیں مگر ان پر ان کا پنجہ قابض نہ ہوا۔ اس لیے کہ یہ دوڑتی ہوئی بہت ہوشیاری سے درخیمہ اظلم میں آئی۔ یہاں کے ساحروں نے جو خدمتی لوگ ہیں دیکھا کہ ایک تو صرصر اندر ہے اور دوسری یہ آئی ہے۔ بس یہ دیکھ کر پکارے۔ "بی بی ذرا ٹھہرو ایک تمہاری صورت اور اندر ہے۔ ہم کو کچھ فریب معلوم ہوتا ہے۔ ہم خبر کر لیں تو جانا۔"

یہ سن کر صرصر رکی اور ایک ساحر نے پردہ پاس خیمہ کے جا کر کہا۔ "حضور ایک صرصر اور آئی ہے۔"

یہ آواز سنتے ہی برق نے اظلم کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے اور کہا۔ "کیوں تیرا جی اس وقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہے۔"

اس نے دل میں کہا کہ اب یہ مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگایا اور کہا۔ "اے جان من میں تجھ پر ہزار جان سے فدا ہوں۔"

اس نے کہا۔ "اب اس عیار کی تو خبر لے' جو میری صورت بن کر آیا ہے۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ میں بدنام ہو جاؤں گی۔ خیر وہی سامنا ہوا۔ اب میں پوشیدہ ہوئی جاتی ہوں۔ اس کو بلا کر گرفتار کر لے۔"

اظلم کو اس وقت صرصر اصلی کا آنا بہت برا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا۔ اس لیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہے یہ کیونکر عورت سے ہم بستر ہو۔"

غرض نا چار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا۔ "جو آتا ہے اس کو بھیج دو۔"

ملازم نے صرصر کو اجازت دی اور وہ اندر خیمہ کے گئی۔ اس کو سلام کیا۔ دیکھا تو یہاں اور کوئی نہیں چار سمت حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ وہ عیار جو میری صورت بن کر آیا ہے۔ کہاں ہے۔ یہ تو حیرت میں ہے اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا۔ اس نے وہی صورت اس کی دیکھی جیسی عورت اس کے پاس چھپی ہوئی ہے کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بن کر آیا ہے یہ سمجھ کر پکارا۔ اے صرصر آؤ بیٹھو۔"

یہاں صرصر نے اس کو غلیان مستی میں دیکھا کہ بے تاب ہے۔ آنکھیں سرخ ہیں۔ سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا۔ یہ ایسا کچھ سمجھ کر پیچھے ہٹی اور کہا۔ "ملکہ نے کہا ہے کہ وہ جو میری صورت بن کر آیا ہے وہ عیار ہے۔"

اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹتی جاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار ہے بھاگا جاتا ہے۔ پس اب تو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہے اور اسی وقت سحر پڑھ کر پھونکا کہ صرصر بے حس و حرکت ہو گئی۔ اس نے اٹھ کر باندھا اور کہا۔

"اونا عیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا' جو دھوکا دینے آیا تھا۔ دیکھ تو میں کس عذاب الیم سے تجھ کو ہلاک کرتا ہوں۔"

صرصر چیخنے لگی۔ "ارے کیوں دھوکا کھاتا ہے میں اصلی صرصر ہوں۔"

اس نے ایک نہ سنی اور مارنا شروع کیا۔ اس وقت صرصر نقلی یعنی برق بھی پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پکارا۔ "اور مارئیے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہیں۔"

یہ کہہ کر آپ بھی آ کر مارنے لگا اور طمانچے اور لاتیں اور جوتیاں خوب ماریں۔ جب اظلم فرش پر جا کر بیٹھا' برق زدو کوب کرتا ہے' جب یہ جا کر بیٹھتا ہے اظلم اٹھ کر مارتا ہے۔ ہر چند وہ چیختی ہے۔ کوئی سماعت نہیں کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا۔

"استانی تم نے میری کئی عیاریوں میں رخنہ پردازی کی اب یہی سزا تمہاری ہے۔" بلکہ میں آج تمہاری ناک کٹوا لوں گا۔"

صرصر یہ سن کر چاہتی ہے کہ چیخے اور کہے کہ دیکھو یہ مجھ سے اس طرح کہتا ہے۔

برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل مچاتا ہے کہ اس کا کہنا سمجھ میں نہیں آتا۔
غرضیکہ صرصر کی آواز چیختے چیختے بیٹھ گئی اور مار پڑنے سے بدن نیلا ہو گیا کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ نازک اندام جب طمانچہ اس پر پڑا۔ رخسار کہ برنگ گل تھا۔ گل سوسن بن گیا۔ پیرہن ٹکڑے ٹکڑے' بال سر کے نیچے۔ برق نے جسم پائیں پر ضرب کم لگائی تھی کہ یہ برہنہ نہ ہو جائے۔ غرضیکہ جب صرصر نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا۔ بے طرح تو پھنس گئی ہے۔ پس اس نے اشارے سے منت کرنا شروع کیا کہ مجھ کو رہا کرادے۔ میں تیرے مقدمہ میں نہ بولوں گی۔
برق کو ازبسکہ اس کا مار ڈالنا بھی منظور نہیں تھا اور اس نے عجز بھی کیا۔ پس اس نے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ "آؤ جانے دو۔ یہ عیار اپنی سزا کو پہنچ گیا ہم تم اس کے سامنے مزے کریں۔ پھر اس کو مار ڈالیں گے۔"
اظلم اس گفتگو سے بہت خوش ہوا اور آ کر مسند پر بیٹھا۔ برق نے چاہا کہ اس کو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار ڈالوں۔
یہ تو کہہ کر یہاں بیٹھا' لیکن وہاں صرصر کو عرصہ ہوا۔ حیرت نے بزور سحر حال دریافت کیا۔ ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی۔ بیتاب ہو کر اٹھی کہ میں خود جاؤں' جیسے ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اس کو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے رنج ہو گا۔ شہنشاہ اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہوں گے۔
یہ سمجھ کر سمک جادو نامی اہل دربار میں سے ایک ساحر کو حکم دیا۔ "تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جس کو تم نے باندھا ہے۔ یہ صرصر اصلی ہے اور جس کو لیے بیٹھے ہو' وہ عیار ہے۔"
یہ حکم سن کر بزور سحر اڑا اور خیمہ اظلم میں آ کر اترا۔ اظلم سمجھا کہ یہ پھر کوئی عیار آیا ہے مگر سمک پکارا۔ "او نالائق' کیوں دیوانہ ہوا ہے۔ یہ جو تیرے پاس بیٹھا ہے

یہ عیار ہے اور جس کو تو نے باندھا ہے یہ صرصر ہے۔"

اظلم یہ سن کر ہوشیار ہوا اور برق لگا پیٹنے کہ "آگ لگے ان عیاروں کو موئے کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہیں۔ ارے اظلم یہ بھی عیار ہے۔"

URDU4U.COM

اظلم اٹھا کہ میں سمک کو بھی پکڑ لوں گا مگر سمک ساحر زبردست ہے اس نے سحر پڑھا کہ عیار تو پہلے ہی بے حس ہو گیا اور اظلم پر بھی بے ہوشی طاری ہوئی۔ اس نے بھی سحر پڑھا کہ اس پر سے بے ہوشی رفع ہوئی اور سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہیں جو ایسا سحر کر سکے۔

یہ سوچ کر اس نے خود سحر پڑھ کر برق کے منہ پر پھونکا کہ رنگ و روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی۔

یہ حال دیکھ کر سمک کے پاؤں پر اٹھ کر گرا اور کہا۔ "واقعی میں غلطی پر تھا۔ آپ میرا قصور معاف فرمائیں۔"

یہ کہہ کر برق کو اس نے باندھا اور صرصر کو کھولا اور منت پذیر ہوا۔ "بی بی ' میری خطا معاف کرو۔"

صرصر نے کہا۔ "تو ساحر ہو کر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھ کو بے عزت کیا۔ اب میں تیرے خیمہ میں نہ آؤں گی۔" یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔

اس نے سمک سے کہا۔ "یہ مقدمہ عیاروں کا ہے تو اس عیار کو خدمت ملکہ میں لے جاؤ۔ میں اژدر میں جا کر بیٹھتا ہوں۔ قسم لے لو جو باہر نکلوں۔"

سمک نے کہا۔ "تم کسی اور کے ہاتھ بھیجو' میں اس بیچ میں نہ پڑوں گا۔"

اس نے کہا۔ تو اچھا تم جا کر ملکہ سے کہا کہ اس کے قتل کرنے کی نسبت وہ حکم بھیج دیں تا کہ میں اس کا سر کاٹ ڈالوں۔ سمک نے کہا۔ "ہاں یہ ہو سکتا ہے۔"

یہ کہہ کر چلا جب دروازے پر پہنچا۔ یہاں قران عیار موجود تھا۔ اس لیے کہ ان دونوں عیاروں نے صرصر کو اس خیمہ میں جاتے دیکھا تھا۔ پس اس کو تو نہ پایا لیکن اب ساحر

بن کر آئے اور کہا۔ "ہم کو حیرت نے بھیجا ہے۔"
ملازموں نے کہا۔ "ٹھہریئے اندر مار پڑ رہی ہے ہم اب موقع عرض کرنے کا نہیں پا سکتے۔"
غرضیکہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال صرصر کا دیکھا اب جو برق گرفتار ہوا۔ یہ بے قرار ہوئے کہ اس اثنا میں سمک خیمے سے نکل کر چلا۔
قران نے کہا۔ "کہہ دینا کہ اظلم مارے گئے۔"
سمک یہ کلام سن کر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ قران جست کر کے بھاگ کر نظر سے غائب ہو گیا۔ سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا۔ یہ جان کر بخوف عیاراں اڑ کر روانہ ہوا۔
لیکن قران سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا۔ اس نے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور پشت خیمہ پر آ کر جست کر کے اندر گیا۔ اظلم نے اس عرصہ میں خنجر کھینچ کر برق کو ذبح کرنا چاہا ہے صرف انتظار حکم حیرت کر رہا ہے۔ سمک نقلی کو آتے دیکھا۔ ازبسکہ صرصر کو پکڑ کے ذلیل ہو چکا ہے اس کو سمک اصلی سمجھ کر گویا ہوا۔ "کیوں بھائی پوچھا تھا' ملکہ نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔"
قران نے کہا۔ "یہاں آؤ' دیوار گوش دارد جو کہا ہے سن لو۔"
وہ برق کو چھوڑ کر اس کے پاس آیا۔ قران نے کہا۔ "دیکھو درخیمہ سے کون جھانکتا ہے" وہ ادھر دیکھنے لگا۔ قران نے چمک کر سر پر اس زور سے بغدا مارا کہ سر اس کا شق ہوا۔ تیورا کھا کر گرا۔ اس نے سر کاٹ لیا۔ غل و شور اور تاریکی ہو گئی۔ وہ اژدہے جو میدان میں پھر رہے تھے وہ اسی سحر کے بنائے ہوئے تھے۔ سب جل گئے اور ان میں جو ساحر تھے نکل کر گھبرا کے بھاگے۔ ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر ایک طرف کو بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی۔
عیار یعنی قران اور برق خیمہ میں آگ لگا کر نعرے کر کے بھاگے۔ ہنگامہ برپا ہوا۔ وہاں صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے سب حال کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ پیدا ہوا۔ ملکہ

نے گھبرا کر کہا۔ "ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہے۔"
لوگ چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوئے آئے پکارے۔ "اے ملکہ اظلم مارے گئے۔"
URDU4U.COM
ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس کر رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنی جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور انہیں کے ساتھ ضرغام عیار بھی قید تھا' وہ سب رہا ہو کر اڑے اور لشکر حیرت پر گولے سحر کے مارنے لگے لشکری بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادہ جنگ ہوئے لیکن سردار نارنج ترنج سے غفلت میں دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کی طرف چلے گئے۔
یہ غل جو ملکہ حیرت نے سنا' ساحر کے مرنے سے بیروں کا شور تھا۔ یہ گھبرا کر باہر نکل آئی۔ دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہیں۔ اس نے افسروں کو بلا کر حال رہا ہونے لشکریاں مخالف کا سنا اور فوج کو اترنے کا حکم دیا۔ پھر آپ بارگاہ میں گئی اور لاش اظلم اٹھا منگائی ان ساحروں کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ نامہ بر حالات قتل اس کے لکھ کر بھیجا۔
اس طرف سب سردار مع عیاروں کے خدمت مہ رخ میں آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسہ عشرت آغاز ہوا۔
مگر ساحر لاش اور عریضہ حیرت لے پار دریائے خون رواں کے آئے۔ شاہ جاوداں طلسم باطن میں کنارے ایک دریائے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت میں حاضر تھے۔ سترہ سو نازنیناں حور چہرہ و قمر رخسار در درگوش جواہر پوش میخانہ لیے کاروبار کے لیے سامنے کھڑی تھیں۔ بجرے دریا میں پڑے تھے۔ ناچ ہوتا تھا' ماہی گیر دام ڈالے تھے۔ شست پڑی تھی۔
خلاصہ یہ کہ عجب عشت کی کھڑی تھی۔ یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے اور عرضی دی' لاش دکھائی۔
بادشاہ کماہی حقیقت حال پر آگاہی پا کر غریق سحر غم ہوا اور وہ ہنگامہ عشرت مبدل بہ

ماتم ہوا۔ کف افسوس مل کر پکارا۔ "اے غضب کیسا اندھیران عیاروں نے برپا کر رکھا ہے۔ اب کس کو بھیجوں اور کیا کروں۔"

یہ کلمات تاسف سن کر باغبان قدرت نے عرض کیا۔ "حضور کچھ رنج نہ فرمائیں غلام جانبازی کو حاضر ہے۔"

URDU4U.COM

شاہ جادواں نے کہا۔ "اگر اسی طرح دشمنوں سے لڑائی کا سامان رہا تو مجھ کو خود لڑنے جانا ہو گا۔ پس تم لوگ رکن سلطنت ہو' میرے ساتھ چل کر لڑنا' تم کو اسی دن کے لیے رکھا ہے' مگر اے باغبان میں یہ حیران ہوں کہ مصور مرشد زادے ہمیشہ چلہ کشی میں تصویریں کھینچا کئے۔ کچھ ان سے آج تک مطلب براری نہ ہوئی۔ میں نے تو اس لیے ان کو بلایا تھا کہ دشمنوں کا کام تمام کر دیں گے مگر جب وہ لڑتے ہیں ذلت انہیں ہوتی ہے۔ میں اب اس جنگ کو انہیں کے محول کرتا ہوں اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہوں۔ اگر اب بھی ان سے کچھ نہ ہوسکا تو ان کو رخصت کر دوں گا۔"

باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سن کر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا۔ "اے خاتون من' تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہو گا اور مقابلہ کس زمانے میں کیجئے گا۔ فی الجملہ جب تک میں تیاری قتل اسد کروں' حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کر دیں۔ اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے میں اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجوں گا۔"

یہ نامہ پتلا سحر کالے کر ملکہ حیرت کے پاس آیا۔ اس نے جب بارگاہ میں مصور آیا اس کو دکھایا۔ وہ نامہ پڑھ کر لاف گزاف کرنے لگا کہ شاہ مجھ کو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہیں واقعی مجھ سے چلہ کشی میں دیر ہوئی کہ میں لڑا نہیں' لکھنا ان کا بجا ہے لیکن ایک سحر میں نے تیار کیا ہے کہ سب عیاروں کو پھلوں کی طرح درختوں میں لٹکا دوں گا۔

یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیاروں کا حال یہ تھا کہ اظلم کو مار کے جو بارگاہ میں اپنی گئے بعد خیر و خبر کہنے کے باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت میں چل کر دیکھیں کہ اب

کیا سامان ہے اور کون ہم سے لڑنے آتا ہے۔

غرضیکہ روانہ ہوئے۔ ان میں سے برق خدمت گار کی صورت بن کر بارگاہ میں آیا اور سر پر مصور کے رومال جھلنے لگا۔ اس اثنا میں نامہ آیا۔

جب اس نے نامہ پڑھ لیا۔ اس نے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا۔ سب مضمون دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی۔ اس نے کہا۔ "ابے کیا جھک مارتا ہے جو خدائے تعالیٰ چاہے گا۔ وہ ہو گا تو عیاروں کو درخت میں کب لٹکا سکے گا۔"

یہ کلام مصور نے جو سنا چاہا کہ پھر کر دیکھے' لیکن صرصر حاضر دربار بھی اور مار کھا چکی تھی۔ اس وجہ سے خوف زدہ تھی۔

اس نے حیرت سے کہا۔ "یہ برق عیار ہے جلد گرفتار کیجئے۔"

برق اس کا اشارہ دیکھ کر جست کر کے یہ کہتا ہوا سرائچہ پھاند گیا کہ "دیوانی ہوئی ہے ہم کب ہاتھ آتے ہیں۔"

یہ کہہ کر بھاگتا ہوا۔ اپنے لشکر میں آیا اور مہ رخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی۔

بہار نے کہا۔ "اے برق اتنے ساحروں کو تم نے مارا اس بھڑوے کو میں سزا دوں گی۔ ہر چند کہ یہ قتل تو نہ ہو گا۔ لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نہ رکھنا۔"

مہ رخ نے کہا۔ "بہن ہم تم مل کر اس کو سزا دیں۔ ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن میں سڑی کروں۔"

بہار نے کہا۔ "اچھا میں سحر تیار کرنے جاتی ہوں' کیونکہ وہ موانیرۂ سامری ہے۔ مقابلہ اس کا سخت ہے ابھی سے فکر کر رکھوں۔"

یہ کہہ کر دربار سے اٹھ گئی اور مہ رخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی۔

لیکن وہاں جب برق جواب سخت دے کر بھاگا مصور نے پوچھا۔ "یہ کون بے ادب تھا' جو اس طرح کے کلام کر گیا۔

حیرت نے کہا۔ "سوائے عیاروں کے اور کون ہو گا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا۔ کیا کہوں یہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے۔ ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔"

مصور نے کہا۔ "اب میں سب کو غارت کئے دیتا ہوں۔ آپ میرے نام طبل جنگ بجوائے۔ میں بھی سحر تیار کرنے جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اٹھ گیا۔ اب یہ جب تک سحر تیار کرے اس وقت تک حال مہمانان طلسم کو کب یعنی عمرو اور مخمور کا ذکر ہوتا ہے۔

URDU4U.COM

لکھوں اک نئے رنگ کی داستاں
عمرو کے ہو گانے کا جس میں بیاں

زمزمہ پردازان مقال و ترنم سرایاں حال اس طرح نغمہ عشرت بصد مسرت ہیں کہ سرشار مئے الفت یعنی ملکہ مخمور ہمراہ نقلی عمرو کے بصد عشرت و سرور ایک باغ میں ساکن ہے اور عمرو اصلی ہمراہ ملکہ بران زینت فرمائے انجمن ہے۔ تمام شہزادیاں اور ناظمان ملک حاضر ہیں۔ دورۂ جام بادۂ احمر متواتر ہیں۔ ناچ ہر روز سامنے ہوتا ہے۔ تماشہ طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے۔ مجلس آ کر روز خواجہ کی گود میں بیٹھی رہتی ہے اور تتلا تتلا کہ باتیں کرتی ہے ایک دن جب چمن ستان دہر سے گل خوش رنگ مہر پژمردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا۔ عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ

چڑھا اس جوش پر دریائے مہتاب
کہ کوسوں تک پھرا سیلاب سیماب
ڈلکنے یوں لگے سب برج پکے
کہ ہوئیں جس طرح چاندنی کے تھکے

بران نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ میں تعمیر ہے۔ جواہر کا رو بے نظیر ہے لا کر فرش مکلف پر بٹھایا گرداس چبوترہ کے کرسیوں پر شہزادیاں محفل آرا ہوئیں سامنے پر

یوں کا مجمع تھا۔ عجب طرح کا باغ رشک بہشت گلبدنوں کے جماؤ سے لگا تھا کہ جس طرح خاطر رضوان بھی فریضہ اور شیدا تھا۔

URDU4U.COM

وہ جلسہ گلرخوں کا اور وہ باغ
دل رضوان میں جس کے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش
چمک جس کی زمین سے لے کے تاعرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی
جو چشم مہ کو دیتی خیرگی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی
ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی نازو ادا میں تھا یگانہ
کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لائی جمائی
دل گلشن میں آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھ کر دھانی دوپٹہ
ملایا خاک میں سبزے کا دل تھا

غرضیکہ اس جلسہ عیش و طرب میں چند ساحر فرستادۂ شاہ کوکب آئے۔ خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیاں پیش کیں۔ عرض کیا۔ "شہنشاہ کوکب نے بھیجی ہیں۔"
وہ کشتیاں جواہر اور میوے سے بھری تھیں خواجہ نے وہ جواہر زنبیل میں رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا۔ پھر کہا۔ "یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہے گا۔"

یہ کہہ کر میوہ بھی زنبیل میں رکھا۔ اس وقت عجب سماں بندھا تھا۔ جام شراب اور رقص بتاں نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا۔ اس وقت مجلس کہ خواجہ کی کمال گستاخ ہے۔ گود میں بیٹھے بیٹھے گردن میں ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی۔ "میرے پیارے پیارے چچا' میرے اچھے اچھے خواجہ میں نے تمہارے صدقے ہو کر مر جاؤں۔ میں تمہارے گانے کی بہت تعریف سنی ہے اور بانسری بجانے میں تم اپنے وقت کے کنھیا ہو' ہمیں بھی اپنا گانا سناؤ۔"

یہ کہہ کر تتلا کر ہٹ کرنے لگی۔ "یا اللہ کیا ہو گا جو آپ گائیے گا' کچھ منہ کے موتی ٹوٹ جائیں گے۔"

یہ کہتی جاتی ہے اور ٹھنکتی ہے' ننھے ننھے ہاتھوں سے بلائیں لیتی ہے۔ برآن نے یہ حال دیکھ کر گھرکا۔ "کیوں تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے۔ تیری کچھ شامت تو نہیں آئی ہے اپنے برابر والا سمجھی موئی ٹانگ برابر کی چھوکری اور ان کو کھجائے' گانے کی فرمائش کرے۔"

مجلس گھرکنے سے بسور کر رونے لگی۔ خواجہ نے کہا۔ "اے ملکہ آپ بچوں کو گھرکا نہ کیجئے۔ مجھ کو لڑکیوں کا رونا بہت شاق گزرتا ہے۔"

برآن نے یہ ترحم بارحال مجلس دیکھ کر موقع جسارت فرمائش سرد و پایا عرض کیا۔ "یہ چھوکری تو یوں باز نہ آئے گی۔ جب تک آپ کچھ نہ فرمائیں گے۔ یہ روئے جائے گی۔ اس کی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہے مشتاق ہے۔ آپ کچھ شغل فرمائیں اور سر عجز میرا آسمان پر پہنچائیں۔

نسیم فضل و کرم میں تیرے وہ ہے بو باس
نے پہنچے گرد کو جس کے کبھی شمیم مسیح

عمرو نے یہ منت کرنا دیکھ کر کہا۔ "اے ملکہ میں رنجیدہ خاطر از دست افرا سیاب ہوں'

فکر سے بیتاب ہوں اس حال میں مجھ سے گایا نہ جائے گا۔ انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہو شربا میں آپ کی دعوت اور اپنا گانا بھی سناؤں گا۔"

ملکہ نے کہا۔ "آپ کو اختیار ہے۔" لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کرے گی رو کر جل تھل بھرے گی۔ امید کہ اس کی خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور مجھ کو ممنون منت فرمائیے۔

یہ کہہ کر مجلس کو اشارہ کیا کہ وہ عمرو کے گلے سے لپٹی اور بلائیں لینے لگی۔

اس کو کچھ بن نہ آیا۔ آخر سازندوں کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے وہ بانسری جواہر جڑی جو پردۂ قاف میں ملکہ حور چہرہ اختر جبیں نے دی تھی نکالی اس وقت برآن نے کہا۔ "خواجہ آپ کے گانے کا یہاں لطف نہ ملے گا۔ چلئے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائیں اور گانا سنتے جائیں۔"

یہ کہہ کر اٹھی اور بارہ دری میں آئی۔ بارہ دری میں تین درجے بنے تھے۔ ان میں سب شہزادیوں اور ناظمان طلسم کو لا کر بٹھایا اور آپ خواجہ کو لے کر شہ نشین پر بیٹھی۔ سامنے اس کے دو درجے اور بنے تھے ان کے دروازے بند تھے۔

ملکہ نے ان میں سے ایک دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلتے ہی شمیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہو گیا۔

عمرو نے دیکھا کہ اس درجے میں ایسا گلشن غیرت دہ گلزار شداد بنا ہے کہ جس کے عشق میں رنگ و رخسار شاہد بہار پریدہ ہے۔ گل گلزار بہشت وہاں کے گلوں پر گریباں چاک کریں۔ مہندی کی سبزی دیکھ کر سبزہ رنگاں دہر حسرت سے برنگ بسمل خون میں گڑیں نہریں وہاں کی اپنی لطافت اور صفا سے گوہر کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائیں۔ سرو اس جگہ کے شمشاد قامتاں روز گار کو غلام بھی نہ بنائیں۔ بسان قمری طوق محبت میں اسیر کر کے دنیا سے آزاد فرمائیں۔ نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ جھلکتا تھا۔ دامن نگاہ سے گلستان دہر کے جو گل اس گلشن کے رو برو گر

گئے تھے تو گلوں کے لچھن جھڑ گئے تھے۔ سبحان اللہ عکس فروغ لالہ احمر نے کاسہ ماہ کو پراز نور کیا تھا۔ کواکب کو نور سے معمور کیا تھا۔

URDU4U.COM

○○○

- جادو مصور

عمرو اس باغ کو دیکھ کر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا۔ خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے سے کوہستان طلسم نظر آتے ہیں۔ زمرد کوہ یاقوت کوہ فیروز کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے تھے۔ ان پر جواہر کے مکان اور بنگلہ بنے ہیں۔ سبزہ لگا ہے۔ طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتے ہیں۔ مور چنگھاڑتے ہیں۔ پپیہے اور کوئل کوکیں مارتے ہیں کہ

کوہ بلور کا تھا ایسا نور
جل بجھا جس کے غم میں کوہ طور

کوہ یاقوت دشت سبز میں تھا
چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا
طائروں کی صدا تھی خوش آئیند
نخل طوبیٰ سے رکھتے تھے پیوند
سبزہ دشت تھا وہ خوش آئین
سنبلہ بھی ہو جس کا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا۔ یہاں سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کہ بازاریں کھلیں ہیں۔ رعایا دلشاد ہر سمت پھرتی ہے۔

غرضیکہ اسی طرح ہر دروازہ ملکہ نے دونوں درجوں کا وا کیا اور ہر ایک میں نیا تماشہ نظر آیا۔ کسی میں صحرائے پر بہار دیکھا۔ کسی میں دریائے زخار بہتے پایا۔ عمرو نے دل میں تعجب کیا کہ واقعی اس محل سرا میں تمام طلسم موجود ہے کیا قدرت رب ودود ہے۔

حاصل یہ کہ ملکہ مسند پر کہنی رکھ کر بیٹھی اور خواجہ نے منہ سے نے لگائی۔ سب خواجہ

نزع کی مشکل بھی آساں ہوتی ہے آتش نڈر
شاہ مرداں سے لطب کر ہمت مردانہ آج

URDU4U.COM

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر وغیرہ سب سناٹے میں آ گئے۔ نہروں سے مچھلیاں کنارے آ کر بسان ماہی بے آب لوٹنے لگیں۔ لہریں جھوم کر چلتی تھیں۔ جانوران گلشن خوش الحانی بھول کر ادھر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے۔ بلبل کی زبان بند تھی۔ دام تسلسل راگ میں پابند تھی۔ گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا۔ چشم نرگس حیران تھی۔ زلف سنبل پریشان تھی۔ داؤدی الحان داؤدی سن کر سفید ہوتی تھی گویا نہ ہونے سے پشیمان تھی۔ لالہ کا دل داغدار تھا۔ موتیا گوہر نثار پر کیا خواجہ کا منہ موتیوں سے بھرنے پر تیار تھا۔ بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا۔ راگ سن کر ایسا مسرور ہوا تھا کہ پھولا تھا۔ سرو کو سکتہ تھا۔ ہر چند برنگ مصرعہ موزوں بنا تھا۔

اٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک
صحرا صحرا میں پڑ گئی کوک
جنگل میں مچ گیا جو منگل
واں گونج اٹھا تمام جنگل
اچھلا سیمرغ بھی ہوا پر
بالیدگی آگئی ہما پر
رگڑیں بہتوں نے ایڑیاں وہاں
ٹوٹیں لاکھوں ہی بیڑیاں واں
دریا کے منہ پہ آگیا کف
باندھی مرغابیوں نے اک صف
لی باد بہار نے پھریری

سانس ایک بھری صبا نے گہری
جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق
سینہ ہوئے ہر انار کے شق
نیلا سوسن کا ہو گیا رنگ
تبدیل چمن کا ہو گیا رنگ
انواع طور میں ہوا غل
لپٹی ہر شاخ گل سے سنبل
گل شبو نے بھرا دم سرد
صد برگ کا چہرہ ہو گیا زرد
جو سرو پر بیٹھی فاختہ تھی
سو وہ بھی حواس باختہ تھی
رقصاں طاؤس خوش نما تھا
ایسا ہی قصہ ہما تھا

بعد کچھ عرصہ کے خواجہ نے بانسری زنبیل میں رکھ لی اور چپ ہو رہا۔ بران اور مجلس وغیرہ تا دیر اشک ریزاں عالم محویت میں رہیں' جب ہوش میں آئیں مجلس اٹھ کر لپٹ گئی اور کہا۔ "خواجہ از برائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیئے۔ اب کی پھر گایئے۔"
یہ کہہ کر منت کرنے لگیں۔ عمرو سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے۔ یہ سمجھ کر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھ کر گویا ہوا۔ "خاک گاؤں' میرا فرزند شہزادہ اسد توقید ہے۔ خدا جانے میرے ہمراہیوں پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہو گی۔ یہ کہہ کر اشک آنکھوں میں بھر لایا۔"
بران نے تسکین دی کہ انشااللہ آپ کو مع فوج قاہرہ والد میرے اس موذی کی سرکوبی کو بھیجیں گے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔

عمرو نے کہا۔ "اے ملکہ' آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اس وجہ سے زیادہ گھبراتا ہے مخمور جو ہر وقت مجھ کو تسکین و تسلی دیتی تھی۔ وہ بھی یہاں آ کر چھوٹ گئی۔"

URDU4U.COM

ملکہ نے کہا۔ "میں ابھی آپ اس سے ملائے دیتی ہوں اور اس کو بلائے لیتی ہوں۔"

یہ کہہ کر حکم دیا۔ "مخمور کو حاضر کرو۔"

ساحر دوڑے اور اسی باغ میں جہاں عمرو کا ہم شبیہ پاس مخمور ہے پہنچ کر عرض کیا۔ "چلئے آپ کو ملکہ برآن نے بلایا ہے۔"

مخمور یہ پیام سن کر سمجھی کہ مجھ کو ساحرہ یعنی اپنا ہم پیشہ اور معزز جان کر پہلے طلب کیا ہے۔ جب تو جا کر سفارش خواجہ کی کرے گی تو ان کو بھی طلب ہو گی۔

یہ سوچ کر نقلی عمرو سے کہا۔ "خواجہ دیکھئے ہم سے اور تم سے اب کب ملاقات ہوتی ہے۔"

خواجہ نقلی نے جواب دیا۔ "تم چلو میں بھی آرہوں گا۔"

یہ تخت سحر پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ "پشت باغ کی طرف کا دروازہ وا کر کے اے مخمور دیکھو' تخت پر سوار نہ ہو۔"

اس نے یہ آواز سن کر استعجاب کیا اور تخت سے اتر درپشت باغ وا کیا۔ اندر گئی دیکھا یہاں بھی دربار لگا ہے۔ پری زادوں کا مجمع ہے شہ نشین پر بارہ دری میں ہمراہ برآں عمرو بیٹھا ہے۔ حیران ہوئی کہ ایک عمرو کے پاس سے میں آتی ہوں اور دوسرا یہاں موجود ہے۔ پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہاں کا ہم کو عجائبات دکھاتا ہے وہ عمرو نہ تھا۔ یہ عمرو اصلی ہے اور مجھ کو پہلے بلا لیا گیا ہے خیر شکر ہے کہ محنت ٹھکانے لگی۔

غرضیکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آ کر سلام کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی خاطر سے ملکہ اور سب اٹھ کر بغلگیر ہوئے۔ پھر مہمان عزیز جان کر برابر اپنے بٹھایا۔

مخمور نے کہا۔ "خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ تھے اور یہاں تم اس طرح بغلگیر ہوئے' جیسے

ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے۔

بران نے فرمایا۔ "سوزن نکال لیجئے اور اس کو ہوشیار کیجئے۔"

عمرو نے کہا۔ "سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے ضرر پہنچائے گا یا بھاگ جائے تو میں نہیں جانتا۔"

URDU4U.COM

ملکہ نے کہا۔ "کیا مجال جو میرے سامنے سے کہیں جا سکے۔"

خواجہ نے اس کو ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا۔ اس کی جب آنکھ کھلی۔ عمرو کو دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤں برآن نے ایک پھول گلاب کا گلدستوں میں سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اٹھا کر مارا اور حکم کیا۔ "جانے نہ پائے۔"

اس پھول کی پنکھڑیاں پتھر بن کر چار طرف سے بسان تیر آتشیں اس پر چلیں۔ وہ بھی ساحر زبردست ہے۔ اس نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ پنکھڑیاں مرجھا کر گر پڑیں۔ پھر تو وہ غصہ ملکہ کو آیا۔ ایک پاؤں سے کھڑی ہو گئی۔ منہ مثل گلاب سرخ ہو گیا۔ لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے۔ آنکھیں لال ہو گئیں۔ شاید مردم یا قوت پوش ہوئے اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کئے جیسے کوئی انگڑائی لے۔ اس وقت اس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ

ہاتھ ہے ہالہ مہ روئے منور کے گرد
ڈھنگ دنیا سے جدا ہے تیری انگڑائی کا

ہاتھ بلند ہوتے ہی چار پتلے تیر و کمان لیے ہوا سے اترے۔ چرخ بزور سحر اڑ کر بلند ہوا تھا کہ تیر چار سو ایک مرتبہ پتلوں نے مارے۔ جسم سارا غربال ہو گیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا۔ بیر اس کے چلانے لگے۔ ملکہ نے لاش اس کی کھنچوا کر پھینکوا دی اور چند کشتیاں خلعت کی درست کر کے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے چور کے پاس بھیجیں۔

ملکہ ملازمان جب چور کے پاس لائے۔ وہ منتظر تھا کہ دیکھئے خواجہ سے کب ملاقات ہو۔ اس وقت خلقت دیکھ کر پوچھا کہ "یہ کیا ہے۔"

URDU4U.COM

ملازموں نے عرض کیا۔ "خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپ کو بھیجا ہے۔"

ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم سے اس کو تاج حکومت پہنا کہ تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئے۔ یہاں تک قلعہ مذکور میں لے جا کر تخت فرمانروائی پر بٹھایا۔ سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا۔ افسران لشکر کے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کریں گے ان سے لڑ نہ سکیں گے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی چھڑ جائے گی۔

پس یہ سمجھ کر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت میں سرگرم ہوئے۔ منادی نے ندا کی۔ "جو بادشاہ حال کا مطیع نہ ہو گا قتل کیا جائے گا۔"

سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذر گزرنے لگیں۔ چنانچہ یہ چور تو یہاں کی حکومت پا کر عیش کرتا ہے۔

مگر برآن خواجہ اور مخمور کو اندر بارہ دری کے لے کر بیٹھی اور خاطر داری کرنے لگی۔ مخمور سے یہ پوچھا۔ "کیوں تم نے افراسیاب کو چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کس لیے اختیار کی۔"

مخمور نے عرض کیا۔ "میرا یہ رتبہ کہاں جو خواجہ کی رفاقت کروں۔"

برآن نے کہا۔ "خواجہ ایسی خوبیوں کے آدمی ہیں کہ ہر ایک ان سے محبت کرتا ہے ۔ اچھا مخمور اب بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہے یا افراسیاب۔"

مخمور نے کہا۔ "واری میں کیونکر افراسیاب کو کمزور کہوں کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیوں نہ ہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفداروں سے زور آور اس کو جاننا چاہئے۔

جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی
کام میں اس کے پڑے گی ابتری

URDU4U .COM

برآن کو یہ جواب اس کا پسند آیا اور ہنس کر کہا۔ "واہ واہ خوب تم نے باتوں میں افراسیاب کو زبردست بتلایا۔"

مخمور نے جواب دیا۔ "حضور میں نے اس کی زبردستی دیکھی ہے پھر جو دیکھا ہو وہ کیوں نہ کہوں۔ آپ کے یہاں آئی ہوں۔ اگر جانتی ہوتی پہلے سے تو بزرگی اور حقارت میں بہ نسبت آپ کے اور افراسیاب کے تمیز کر سکتی۔ اس کے پاس حجرہ ہفت بلا ہے۔ لوحدار طلسم ہے۔ آپ کے یہاں بتلائیے کیا کیا چیز عمدہ ہے۔"

بران نے کہا۔ "ہمارے طلسم میں گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ ہے۔ میرے پاس اختر مروارید سامری ہے جو ہزاروں سحر دم بھر میں پیدا کرتا ہے۔"

مخمور نے کہا۔ "تو آپ کا افراسیاب کا برابر مقابلہ ہے۔ خدا ایسا کرے کہ وہ موا غارت ہو اور آپ اس پر فتح پائیں اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو بٹھا رکھا ہے۔ عیش اس کے لیے بدتراز رنج ہے کیونکہ مہ رخ وہاں اکیلی ہے اگر وہ کام آئے تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہے کیونکہ سب کہیں گے۔ عمرو لڑ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے در پردہ دوستی شاہ جاوداں کر کے عمرو کو بٹھا رکھا۔"

بران نے یہ تقریر سن کر فرمایا۔ " تم سچ کہتی ہو مگر میں مزاج میں اپنے باپ کے دخل نہیں رکھتی۔ خواجہ کا جانا بغیر ان کی ملاقات نہ ہو گا اور ملاقات ہونے کا تقاضا نہیں کر سکتی۔"

مخمور نے کہا۔ "پھر جب تک کمک کچھ بھیجئے۔"

ملکہ نے کہا۔ "ہاں یہ ہو سکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم بہر روانگی حکم دے۔ اس وقت عمرو نے کہا۔ "اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیج دیجئے کہ میرے لشکر کا

حال دیکھ آئیں اگر کچھ امر نوع دیگر خدا نخواستہ ہو تو مجھ کو روانہ کر دیجئے گا۔ ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے مدد نہ بھیجئے گا۔"

URDU4U.COM

ملکہ نے کہا۔ "بہتر ہے اور دو ساحروں کو حکم دیا۔" کہ جاؤ لشکر مہ رخ کی خبر لاؤ۔

ساحر روانہ ہوئے۔ اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے لیکن حال لشکر کا سنئے۔

بہار اور مہ رخ دونوں آمادہ جنگ مصور اور سحر کی تیاری میں مصروف ہیں۔

ادھر مصور بھی بارگاہ سے اٹھ کر سحر درست کرنے آیا تھا۔ اسی رات کو کہ جس شب برآن کے یہاں عمرو نے "نے نوازی" کی ہے ملکہ حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤں۔ اس لیے مصور سے کہلا بھیجا کہ "آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما گئے تھے۔ میں حکم نواخت کوس دیتی ہوں۔ مکرر آپ سے اجازت چاہتی ہوں۔"

یہ پیام سن کر مصور خود حیرت کے پاس آیا اور کہا۔ "اے ملکہ ابھی آپ تامل کریں مجھ کو شاہ جاوداں نے نامہ میں طنز کی عبارت لکھی تھی۔ اس وجہ سے چاہتا ہوں کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف میں جا کر سب کو پہلے سمجھاؤں اگر نہ مانیں تو گرفتار کر لاؤں۔"

حیرت نے کہا۔ "درحقیقت آپ ایسے ہی ہیں ۔ نیزہ سامری کے آگے چند ساحروں کا پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا آپ کی بلا جائے۔ ملازم موجود ہوں تو کیوں آپ اکیلے جائیں۔"

اس نے جواب دیا۔ "اے ملکہ نام میرا اسی میں ہے۔ اب مجھے نہ روکئے۔ یہ کہہ کر پکار کر کہا۔ "جو عیار کہ یہاں بہ شکل مبدل لشکر حریف کے ہوں۔ وہ جا کر خبر کر دیں کہ خداوند زادے اکیلے تمہارے قتل کو آتے ہیں۔"

یہ کہہ کر چلا۔ حیرت بھی چپ ہو رہی کہ آج اس کا کمال دیکھوں اور عیار جو یہاں حاضر تھے وہ بھی چلے اور یہاں آ کر ملکہ مہ رخ سے حال اس کے آنے کا بیان کیا اس نے بہار سے کہلا بھیجا۔" جس کے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے۔"

بہار اپنے خیمہ میں اگیار کر کے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنا کر

زعفرانی لباس پہنا کر چنگیر پھولوں کے گہنے کا اس کے ہاتھ میں دیا تھا اور گہنا پھولوں کا اس نے بھی پہنا تھا۔ پھر اس کو بھینٹ دے کر وعدہ پر بلانے کا لے کر آگ میں جلایا تھا کہ خبر آمد مصور سنی فورا اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہر کاروں نے بعد دعاد ثنا کے عرض کیا۔ "مصور لباس زرم پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے قریب بارگاہ پہنچ گیا ہے۔"

یہ خبر سنتے ہی بہار نے پڑھ کر دستک دی۔ وہاں مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھماکے کی آئی۔ اس نے سر اپنا اٹھا کر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسوں کی گرد تخت کے ہے اور وہ شعلہ حسن بیچ میں مسند ناز پر بیٹھی ہے۔ حقیقت میں مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ مشتری ہے۔

یہ دیکھ کر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اس نے دیکھا کہ یہ غارت گرتاب و تواں لباس زعفرانی پہنے ہے۔ جس کے عشق میں چہرہ عاشقاں زرد ہے دل میں عاشق کے درد ہے۔ موتنے کا عطر سارے جسم میں لگا ہے فتنہ برپا کرنے والا ہے۔ نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہے۔ چنگیر پھولوں کی تورے پوش پڑا دست نازک میں لیے ہے۔ غنچہ خاطر عاشقاں شگفتہ کئے ہے۔ شکل و شمائل میں وہ ماہ چہاردہ آسماں زیبائی و ہمسری خور ہے۔ سراپا چشم بد دور نور ہے۔ آفتاب اس کی جبیں نورانی دیکھ کر آتا ہے۔ نہیں اس مہ جبیں پر صدقے ہوا چاہتا ہے۔ مانگ اس کی موتیوں سے بھری ہے یا تاروں سے رات بھری ہے۔ کانوں میں گہر ہائے آبدار آویزاں' اس پر زلف سیاہ کا آ جانا' گویا ناگنی انڈوں پر بیٹھی تھی۔ نہیں نہیں یہ بیہودہ تشبیہہ کیا گہر کی بالی کان صباحت کے حلقہ بگوشی اختیار کی ہے۔

چشم خماریں کے ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے۔ دام محبت میں اسیر کر لیتے تھے۔ خال سیاہ قرین چشم یا کوئی مست مے خانہ میں یائے خم سے لپٹ رہا تھا۔ ناک خودبینی کی ناک تھی۔ خاطر عشاق اسی کو پیار کر کے غمناک تھی۔ گات ایسی گدرائی تھی

کہ نہال حسن میں پھل آئے تھے۔ ہونٹ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق انہیں دیکھ کر ہونٹ چاٹیں۔ کام و زبان انہیں لذتوں پر مائل تھے دھواں دھار دھڑی مستی کی جمی اور مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ، آرزو سے جان درک خاطر تمنا کی طرح گم تھا۔ زبان منہ میں تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسی کا مسکن بنا تھا۔

وہ ظالم کے مستی آلودہ دندان
جھلک میں موتیوں سے تھے دو چندان
پڑے ہونٹوں میں تھے ایسے دمکتے
کہ ہوں جوں رات کو جگنو چمکتے

بنے دو برج سونے کے یہاں ہیں
کہ سونے کے کلس ان پر عیاں ہیں
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف
بدن آئینہ ساں براق شفاف
شکم پر رونگٹوں کا ذکر کیا تھا
فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف
بھلا کوئی کرے کیا اس کا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت
نہ تھی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت
یہی کہتی تھی اس کو دختر رز
کہ ہے یہ تو بعینہ ہائے جوز
کروں کچھ اور اعضا کا میں کیا ذکر
کہ ناحق کی بھلا اتنی کہاں فکر

زہے مضمون عالی دماغی
چڑھا دیں بلبلیں اس کو چراغی
مپرس از بند شلوار ازدگر ہیسج
حکایت است اینجا پیچ و پیچ
لگا کر ناخن پا سے وہ تا فرق
سراسر حسن کے دریا میں تھی غرق
غرض وہ شوخ اس کے پا کی آہٹ
لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یعنی تخت سے اتر کر خراماں خراماں مصور کے پاس آئی۔ یہ اس کو دیکھ کر محو جمال ہو چکا تھا۔ حیرت زدہ ہو کر رہ گیا۔ اس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

"کیوں اے بیوفا یوں بھی کوئی اس طرح بھول جاتا ہے۔"

مصور اپنے دل میں حیران ہوا کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہے جو محبت ظاہر کرتی ہے لیکن پوچھ نہ سکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہے گی اور گلہ کرے گی کہ یہ پہچانتے بھی نہیں۔

یہ سوچ کر اس کی باتوں کا ویسا ہی اس نے جواب دیا۔ "اے مایہ راحت و آرام۔

تا نہ ہو دلبر کی جانب سے کشش
عاشق بیچارہ کہہ کیا کر سکے

اچھا اب یہ شکایت جانے دو۔ لمحہ بھر تم یہاں ٹھہرو میں ان نمک حراموں یعنی مہ رخ وغیرہ کو پکڑ لاؤں تو آپ کو اپنے لشکر میں لے چلوں۔"

وہ پری زاویہ کلمہ سنکر ہنسی اور کہا۔ "خیر میں ایسی مستانی ہوں جو ان کے انتظار میں کھڑی

عدو سمجھے اور پھول نہ سونگھے۔
اب جو پھول اس نے سونگھے اور ہار گجرے پہنے اس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا۔
"نام اس تحفہ بھیجنے والے کا معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولوں کی پتیاں دیکھو۔"
اس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر شاخ نرگس کا قلم بنا کر تمہیں نامہ لکھا ہے۔"

مصور بے خود اور بیتاب ہو چکا تھا۔ اس کے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو پریشان کر کے درس طغر اے سبزہ زار چمن محبت پڑھنے لگا۔ پتیوں پر یہ لکھا پایا۔ "ملکہ بہادر جادو نے یہ تحفہ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی ان کی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے۔"
پس یہ سنتے ہی تالیاں بجانے لگا اور پکارا۔

باغ میں اگتے ہیں واں سے گل رعنا ابتک
جس جگہ سایہ پڑا تھا تیری رعنائی کا

یہ کہہ کر اس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا اور ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ در حقیقت ایسی نازک تھی کہ اس کے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنی زمین پر سر الگ ' پاؤں الگ' ہاتھ الگ سب جوڑ پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے۔
مصور نے ایک نعرہ مارا۔ "ہائے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھ کو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے۔"
یہ کہہ کر اس کا سر چھاتی سے اٹھا کر چاہا۔ گلے لگاؤں مگر وہ سر کیا تھا۔ کاسہ حباب تھا۔ اس کے چھوتے ہی پانی ہو کر بہہ گیا اور اسی طرح جس اعضاء کو اس نے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا۔ جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگاریں سامنے سے بلبلے کی طرح لٹ گیا۔ بلبل نمط یہ بھی فغاں و شیون کرنے لگا کہتا تھا۔ "میں تو وہی لوں گا' ہائے میں

صبح نے پائی کہاں روز کی سی جامہ وری
پردہ صبح میں میرا ہی گریبان ہو گا
آج ہے دست رفوگر میں گریبان میرا
کل مرا ہاتھ رفوگر کا گریبان ہو گا
اک ذرا جوش پہ آئے تو یہاں غیرت عشق
ہم نشیں وصل کا الٹا انہیں ارمان ہو گا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکل گیا۔ لڑکے اور لشکری پھر آئے اور یہ اپنے لشکر میں پہنچا۔ وہاں بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ سنکر حیرت نے پوچھا۔ "یہ کیا غل ہے۔ ملازم دوڑے اور خبر لے کر گئے کہ مرشد زادے یہ کہتے ہیں۔ "میں تو وہی لوں گا۔" اور لشکر کے لونڈے تالیاں بجاتے آتے ہیں۔

حیرت یہ خبر سن کر متعجب ہوئی کہ اسی اثنا میں دربار میں آیا اور پکارا۔ "اے ملکہ حیرت' میں تو وہی لوں گا۔"

دربار میں ایک قہقہہ اڑا کہ ملکہ نے سب کو گھرکا اور کہا۔ "آیئے اے مرشد زادے وہی لیجئے۔

مصور یہ سن کر کرسی پر بیٹھا۔ ملکہ نے دیکھا کہ ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ میں بندھا ہے سمجھ گئی کہ سحر میں میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے۔ دل میں بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشد زادے کو دیوانہ کر دیا۔ مگر بظاہر کہا کہ "صاحبو میں انہیں منع کرتی تھی کہ اکیلے نہ جاؤ۔ انہوں نے نے نہ مانا' دیکھو آخر اس شخص کے سحر میں مسحور ہوئے کہ جو ایک ہی شوخ و چنچل ہے۔ اب اس سحر کا رد شاہ جاوداں کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ جب یہ گجرے اور ہار مر جھا کر ان کے پاس سے دفع ہوں تو یہ ہوش میں آئے۔"

صورت نگار زوجہ اس کی یہ تقریر سن کر رونے لگی اور ہزاروں سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے

مگر وہ پھول نہ مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ پن گیا۔ ناچار صورت نگار نے ایک پتلا خدمت شاہ طلسم میں بھیجا۔

اس نے سب حال جا کر بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ طلسم رات کے دربار میں باغ سیب کے اندر تھا۔ یہ حال سن کر غضب ناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا۔ سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹ کر ہاتھ میں آ گیا۔ اس کو کاٹ کر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھ کر پتلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھ کر پتلے کے حوالے کیا۔ مضمون نامہ کا یہ تھا۔

"اے حیرت' تم بیس برس سے ہماری معشوقہ ہو مگر افسوس کہ ایک ذرا سا سحر اس چھوکری بہار کا تم سے نہیں اتر سکتا۔ معلوم ہوا کہ تم کو اس بات کا رشک ہے کہ میں جو بہار کو پیار کرتا ہوں تو تم مجھ سے قسم لے لو' جو میں نے آج کل اس کا نام بھی لیا ہو۔ غرض اب نصف سیب کو جو ہم نے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اتار دینا۔"

پتلا نامہ و سیب لے کر حیرت کے پاس آیا۔ اس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنس کر کہا۔ "اے صورت نگار میں سحر اتارتی ہوں۔" اگر تمہارے میاں کے عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جاوداں اس کے سحر کا توڑ کبھی نہ بتلاتے' لیکن یہ مرشد زادے ہیں۔ ان پر جان تک نثار ہے۔"

یہ کہہ کر ایک پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور سحر پڑھ کر بروئے ہوا پھونکا۔ منہ سے شعلے نکلنے لگے۔ جسم خاکی میں دہن نے کرہ نار کی صورت پیدا کی۔ بخارات گرم منہ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار میں حیرت ہویدا ہوئی۔ ہوائے گرم کے جھونکے نہ تھے۔ مادہ سرسام سرد ہر تھا کہ سانسیں گرم زمانہ بھرتا تھا۔ مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے اور ہار وغیرہ بہار کے خزاں رسیدہ گل کی طرح مرجھا کر خشک ہو گئے۔

مصور بیہوش ہو گیا۔ پھر جو ہوشیار ہوا کہا۔ "میں کس حال میں ہوں۔"

صورت نگار نے سب کیفیت اس کے دیوانے ہونے کی بیان کی اور خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤں سے کھڑی ہے اور لاٹ شعلے کی بن گئی ہے۔ اس کو کمال شرم

میں بھرا اور وقت سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کہ

نقاش ازل نے قلم صنع رقم سے
URDU4U.COM
کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
بے شمع خود بزم جہاں میں تھا اندھیر
پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت و مہ رخ اپنی اپنی بارگاہ میں تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئیں مرقع بارگاہ تصاویر سرداراں سے دو جانب معمور ہوا کرسی نشیناں درگاہ شاہی بصد کروفر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب و جلسہ چنگ و رباب آغاز ہوا۔

مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت کے پاس آیا اور کہا۔ "میں بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہوں۔"

حیرت نے کہا۔ "سامری کے حوالے کیا۔" یہ سن کر وہ روانہ ہوا۔ لیکن جواسیس لشکر عمرو بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ میں آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چوم کر عرض پیرا ہوئے۔" اے ملکہ

ہے عدل تیرے عصر میں اتنا کہ بر فلک
بارہ بروج نظم و نسق سے ہیں منتظم
یزدان پرست فضل نے تیرے کیا اسے
تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

مصور خود سر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہے اور بہر گرفتاری بہار آتا ہے۔

یہ کہہ کر کنارے ہوئے اور ملکہ نے بہار کی طرف دیکھا۔ اس بہار باغ حسن نے مسکرا

کر گلفشانی فرمائی کہ "اب کی بار بھڑوے کو وہ باغ سبز دکھاؤں کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہنچاؤں کہ یہی نظر نہ آئے۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر وہ رنگ افزائے گلشن نشاط اٹھی۔ کنیزان یاسمن بدن اس کے ہمراہ چلیں اور باہر بارگاہ کے پہنچ کر ایک میدان صاف و پاکیزہ میں ٹھہری۔ چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق و مغرب، جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینک دیا۔

یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ میں اندھیرا چھا گیا۔ کچھ معلوم نہ ہوتا تھا۔ بعد ایک لحہ کے جہاں تیرہ منور و روشن ہوا۔

سب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقری و طلائی دم بھر میں تعمیر فرمائی۔ ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے۔ بہشت بریں کی نقل بنائی ہے۔ دروازہ اس احاطہ میں زبرجد کا لگایا ہے۔ سبز رنگاں دہر کا نصیب کھلا ہے اس طرح کھلا ہے یہ گل بوستان رعنائی اس حصار نقرئی و طلائی میں بکمال نازو ادا اور زیبائی داخل ہوئی۔

اندر اس حصار کے باغ سحر لگا تھا۔ کوئی مثل کہتا ہے کہ چیز ایسی عمدہ ہے کہ سحر معلوم ہوتا ہے۔ یہاں اصل میں سحر کا کارخانہ تھا۔ پھر اس گلستان روح پرور کا وصف کیا ہو سکے۔ مختصر یہ کہ نزہت آگیں و نیرنگ سے بھرا تھا۔ شاخ ہائے گل پر نیرنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا۔ گلوں نمک خندہ سے شوریدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا۔ بلکہ خندہ رنگین لباں حدیقہ دہر کو پھیکا بتایا تھا۔ سرخی کو خاک میں ملایا تھا۔ رنگ گل تار نگاہ گلدستہ طرازاں محبت سے بھی نازک تر پنکھڑیاں پھولوں کی لب ہائے معشوق گل پیرہن سے کہیں بہتر سنبلستان پر قطرہ ہائے شبنم پڑے تھے۔ یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال میں موتی پروئے تھے۔ نہیں نہیں لعتباں فرنگ نے بالوں میں پوڈر چھڑکا تھا۔ شاخ نشرن فریب پنجہ مرجان تھی یا فرنگن نے دست نازک میں بید لیا تھا۔ ساغر گل بادہ نزادت سے معمور گلابیاں غنچوں کی برنگ وہاں جاناں مخمور کلیوں کے کمروں سے شاہد نکہت نکل کر باغ میں گلکشت کر رہی تھی۔ بھینی بھینی خوشبو

پھیلی تھی۔ گلوں کا ہوا سے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورہ ساغر بادہ گلگوں ہے یا گردش چشم میگون ہے۔ گل لالہ بہر کیف جان مستانہ زمانہ یعنی نشانی نشانی پیمانہ مہ خانہ یاسمن پر رخ صبح معشوقاں نثار تھا۔ نرگس مست چشم فتان یار کا گل ہائے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبز نگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پر پڑا تھا۔ چشم نرگسی معشوق میں سرمہ دیا تھا۔ کوئی پھول نرگس کا جو سرنگوں تھا۔ تو معشوق شرمگیں کا آنکھیں جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا۔ سنبل پر پیچ کا رخ گل پر آ کر لہرانا رخ شاہد بہار پر گویا زلف کا ہلنا تھا۔

سرو ہر ایک قد موزوں حور نرگس شہلا بہ شکل چشم مخمور تاک انگور بسان مست کھڑے ہو کر جھومتی داربست تکیہ گاہ و پشت پناہ سرمستان جمخانہ دہر تھی۔ روش پڑی بہر روش عمدہ جو ابر کٹا ہوا پڑا۔ نہریں موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادوں نام کنارے کنارے نہروں کے چڑھے جواہر بہاری کو شرماتے ہوئے گل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھ کر بوسہ لب معشوق یاد آتا ہے۔

بیچ میں اس گلشن نگاری کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا۔ نمگیرہ باسلک گوہر استادہ تھا۔ سامنے بارہ دری بیبدیل ولاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی۔ سانچے میں نور کے ڈھلی بے نظیر تھی۔ پردے زنبوری پڑے تھے۔ اندر بارہ دری کے چھپرکھٹ مرصع پایوں کا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم و سنجاب بچھا مسند ہائے مکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقعہ نور کے عالم دکھاتے بغلگیر چوکھڑے نئی گرہٹ کے گھڑے عطر دان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بے انتہا ہے۔

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اس چبوترے پر باغ کے' کرسی جواہر نگار پر بیٹھی۔ اس وقت حسن دادا پر اس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی' خواصان زریں کمر زریں لباس عہدے ہاتھ میں لیے گرد اس گل کے بلبل نمط استادہ تھیں اور ملکہ پیشانی پر افشاں چنے بزم انجمن فلک برہم کر کے تاب

آفتاب کو اپنی جبیں کے ساتھ رشک سے جلاتی تھی۔
سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی۔ وہ روئے رنگین اس کا گلستان
URDU4U.COM
سحر تھا کہ بہار جان فزائے گلشن عالم و نقشہ بہشت بریں اس پر ہزار دل سے شیدا بلکہ اس کی خوبی پر یہ حال تھا۔

بھیڑ میں پڑ جائے نا آنکھ اس رخ پر نور پر
چڑھ کے بیٹھے ہیں کلیم اللہ کوہ طور پر

اس خوبی و ادا سے وہ مایہ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کئے' لالہ گل کو آگ میں جلاتی زیور جواہریں سے جسم نازنین مزیں تھا عجب جوبن تھا۔
غرضیکہ وہ ماہ سپر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑے ہاتھ میں لے کر کرسی پر جلوہ گر ہوئی۔ اور مصور جو روانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہ رخ میں آیا وسط میں کھڑے ہو کر للکارا۔ "کہاں ہے وہ مردار یعنی بہار۔"
کسی نے جواب نہ دیا مگر مہ رخ نے کہا۔ "مرشد زادے آپ تشریف لائیے' ملکہ بہار تو باغ میں گئی ہیں۔"
اس نے کہا۔ "میں اس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہوں باغ اس کا کہاں ہے۔ مجھے بتادو اور تم سب بھی آ کر اس کی حمایت کرو' دیکھو کس طرح اس کو کھینچتا ہوا لے جاتا ہوں۔"
مہ رخ یہ سن کر بولی۔ "آپ ایسے ہی ہیں' اچھا جائیے ہم بھی آتے ہیں۔ ان کا باغ بیچ لشکر میں سر راہ ہے۔ کچھ چھپا نہیں چلے جائے۔"
مصور بغضب تمام وہاں سے پھرا اور اڑ کر چلا ۔ بیچ لشکر میں پہنچ کر جو ہر سمت جویا ہوا وہ باغ بہشت آئیں۔ جس کا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا۔ بیساختہ اس گلشن میں چلا۔ جب اندر پہنچا' ہوائے سحر جسم میں لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا۔

اس باغ کی اور ہی ہوا ہے

ہوا لگتے ہی مزاج بدل گیا۔ سر میں اس بہار نے سودے کا خلل کیا۔
URDU4U.COM
بہار اسی واسطے پہلے باغ سحر لگا کر بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر مقابلہ میں آ جائے گا۔ پھر سحر پورا نہ کرنے دے گا اور سحر کامل ہو جائے گا تو پھر وہ رد نہ کر سکے گا۔

پس اب جو یہ آیا' مسحور بہ سحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا' سامنے اس نو بہار افسوں کو دیکھا۔ اس کے حسن کی بہار دیکھ کر جھومنے لگا اور اسی حالت میں وجد میں غزل پڑھنے لگا۔

ملکہ بہار نے اس کو محو حیرت دیکھ کر کچھ پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پری زاد رشک شمشاد صندوقچہ ہاتھ میں لیے پیدا ہوئی اور ملکہ کے سامنے وہ صندوقچہ پیش کیا۔

اس گنجینہ حسن نے اس کو کھولا اور اس میں سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھ کر ایک معشوق شوخ و شنگ غارت جان نام و ننگ بن گئی۔

یہ معلوم ہوتا ہے کہ مانگ اس کے بالوں کی موتیوں سے بھری ہے یا تاروں بھری رات آدھی جبیں پر اس کے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی۔ آنکھیں تھیں یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دہرے صاد کئے تھے۔ بنی کے الف نے غلام کر کے حسینان جہان آزاد کئے۔ میم دہن میم سرمستی محبت تھا۔ سرخی لب سے یہ ظاہر کیا کہ ساغر بارہ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا۔ دندان دندانہ سین سلک تھا۔ گوہر بیاض گردن صباحت میں بیاض سحر کی ہمسر۔

پس اس پتلی نے جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی' ملکہ نے چنگیر پھولوں کا اٹھا کر دیا کہ مرشد زادے تشریف لائے ہیں ان کے پاس لے جاؤ اور یہاں بلا لانا۔

وہ غیرت گلزار چنگیر لے کر چلی۔ ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مگر صندوقچہ کھول کر پتلی نکلتے جو اس نے دیکھا سمجھا کہ بہار تجھ کو دشمن جان کر سحر تجھ پر کرتی ہے۔

پس یہ سمجھ کر گولا فولادی اس نے بھی نکالا اور اچھال کر روکا اور چاہا کہ لگاؤں یکا یک پہلو سے آواز آئی۔ "میری طرف دیکھو کیا کرتے ہو۔"

URDU4U.COM

اس نے ہاتھ روکا اور پیچھے مڑ کر دیکھا اس پتلی کو جو سراسر نور تھی' بلکہ حور میں قصور ہو گا' یہ بے قصور تھی' آتے دیکھا' یا تو آمادہ حرب ہوا تھا۔ اس کی نگاہ سحر آگیں نے تسخیر کر لیا' پکارا۔

ایک خلق منتظر ہے تیری جلوہ گاہ میں
تا رنگاہ صرف ہوئے تیری راہ میں

اس شوخ بیباک نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ "چلئے میرے ساتھ۔"

یہ چپکا ساتھ ہوا۔ سامنے بہار کے وہ لائی۔

بہار نے پوچھا۔ "آپ مجھ سے لڑنے آئے ہیں یا آشتی کرنے۔"

اس نے کہا۔ "لڑنے کو۔"

بہار نے جواب دیا۔ "پھر ہم بھی موجود ہیں' مگر آپ میرے باغ میں آئے ہیں' مجھ کو لازم ہے کہ میں کچھ تحفہ پیش کروں۔"

یہ کہہ کر اس نے پتلی سے اشارہ کیا کہ اس نے چنگیر کھول کر سامنے کیا۔ دیکھا کہ اس میں گلاب کے پھول ہیں۔ اس کی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر میں ڈوبی ہوئی تھی۔ اس کی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا۔

اس نے ایک پھول لے کر سونگھا اور بہار نے اس پتلی سے کہا۔ "تو چلی جاؤ۔"

وہ اس انداز سے بصد خرام چلی کہ

اس ادا سے چلے وہ حشر کے دن
فتنے پس پس گئے قیامت کے

URDU4U.COM

مصور کو تاب باقی نہ رہی۔ بنگاہ حسرت دیکھنے لگا۔ خوف ملکہ سے کچھ نہ کہا۔
بہار نے کہا۔ "آپ بنیرہ جمشید سامری ہیں۔ اگر اس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن اگر آپ مجھ سے لڑنے کو کہتے ہیں تو بسم اللہ میں حاضر ہوں کچھ آپ سے کم نہیں ہوں اور اگر اس نازنین سے محبت ہے تو آپ کی کنیز ہے۔"
مصور نے کہا۔ "میں اس کا عاشق ہوں۔"
بہار نے کہا۔ "میں آپ کی بی بی' ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہوں۔"
اس نے کہا۔ "میں اس مالزادی کو خوب جوتیاں ماروں گا۔"
بہار نے اس پتلی کو پکارا۔ "اے نازک بدن آؤ۔" وہ پھر آئی۔
ملکہ نے کہا۔ "مرشد زادے سے دارو مدار کرو اور ان کی اطاعت کرو۔"
اس نے یہ حکم سن کر اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "چلئے"
بہار نے کہا۔ "جائیے بارہ دری میں آرام کیجئے اور یہاں سے کہیں نہ جائیے گا۔"
مصور خوشی خوشی اس رشک قمر کو لے کر بارہ دری میں آیا اور مسند پر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار باغ سحر سے اٹھ کر بارگاہ مہ رخ کے پاس آئی اور کہا۔ میں مصور کو قید کر آئی ہوں اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہ ہو گا۔ ہاں افراسیاب اگر چاہے گا تو یہ سحر اتار لے گا اور جب یہ سحر دفع ہو گا تو مجھ کو غش آجائے گا اور سر میں درد میرے ایسا ہو گا کہ بیہوش رہوں گی تم میری کنیزوں سے کہنا کہ وہ آرام میں مجھ کو لے جائیں۔"
مہ رخ نے یہ سن کر کہا۔ "اگر ایسا ہے تو تم ابھی چلی جاؤ۔ اس وقت شاہ طلسم جانے نہ دے گا اور راہ میں شاید کچھ فتور پڑے۔ اس سے ابھی جانا صلاح ہے۔"
بہار نے کہا۔ "اچھا"

اور مع اپنی کنیزوں کے سمت کوہ آرام روانہ ہوئی وہ مقام ہمیشہ سے اس کے رہنے کی جگہ ہے۔ حال اس کا بیان کیا جائے گا۔

URDU4U.COM

یہ تو ادھر گئی اور ہر کاروں نے جا کر ملکہ حیرت کو سب خبر کی کہ مرشد زادے کی نسبت زبانی بہار ہم نے سنا ہے کہ وہ باغ سحر میں قید ہو گئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی۔

حیرت نے کہا۔ "اسی دن کا ڈر تھا۔ یہ سحر ساحران عالم میں سے کوئی ایسا نہیں جو اتارے۔ شاید شاہ طلسم جانتے ہوں۔"

صورت نگار یہ تقریر سن کر رونے لگی اور کہا۔ "میں بھی اسی قید میں جاتی ہوں۔"

حیرت نے کہا۔ "شوہر تیرا آپ میں نہ ہو گا' وہ مار ڈالے گا۔"

اس نے کہا۔ "بلا سے میں اپنی جان دوں گی۔"

حیرت نے کہا۔ "بی بی' تمہارے میاں کو بہت سمجھایا تھا' لیکن ان کے غرور نے انہیں خراب کیا اور سنو صاحب میری بہن کچھ مجھ سے کم نہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ مجھ کو مصاحبت شاہ جاوداں میں سحر زیادہ یاد ہیں۔ خیر تمہاری خاطر سے میں چشمہ سامری جا کر پانی لاتی ہوں شاید اس سے سحر اترے۔"

یہ کہہ کر پرواز کر کے چلی۔ کچھ دور چل کر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اڑتا ہوا آیا اور اس کو سوار کر کے لے چلا کچھ دور گئی ہو گی کہ ایک پنجہ کمر میں پڑا اور اس کو اٹھا لے گیا۔

○○○

- مہیب جادو

آنکھ اس کی بند ہو گئی۔ اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلے میں سونے کے بیٹھا پایا۔ اس نے سلام کیا۔ شاہ نے کہا۔ "اس وقت میں سیر کو آیا تھا۔ اس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی کہ تم کہیں جاتی ہو۔ میں نے بلا لیا۔ کہو کہاں جاتی تھیں۔"

اس نے سب حال مصور کا بیان کیا۔

شاہ نے کہا۔ "اے ملکہ دیکھو' تمہاری بہن نے فتور کیا ہے۔"

حیرت نے کہا۔ "میں بھی اس سے عاجز ہوں۔ آپ اس کو مار ڈالئے۔"

یہ کلمہ سن کر شاہ جاوداں نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کر کے کہا۔ "اگر کوئی بھی ایسی ماہ سپہر حسن کو قتل کرتا ہے۔"

حیرت یہ سن کر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک پنجہ اژدہ ماش کا بنا کر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اڑا۔

اس نے کہا۔ "جا مصور کو باغ سحر سے بہار کے اٹھا لا۔" پنجہ روانہ ہوا۔

یہاں مصور اس پتلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود میں اسے لیے بیٹھا ہے اور کہہ رہا ہے۔

جس کا سر ہو گا دم نزع تری بالیں پر
کنج مرقد میں وہ کس چین سے سوتا ہو گا

اسی نشاط میں تھا کہ یکایک پنجہ آ کر گرا اور اس کو اٹھا کر لے چلا۔ یہ پکارتا اور لٹکتا ہوا۔ "اے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے۔ میرے معشوق سے مجھ کو چھڑاتا ہے۔ ہائے میری جان' ہائے میری یار وفا دار۔" پنجہ نے ایک نہ سنا اور اس کو لے کر وہ بلند ہوا۔

وہ پتلی سحر پر یہ فریفتہ تھا اس کے پیچھے اڑی اور پکاری کہ "کیوں صاحب' یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی آرام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو' بے مروتی کر کے منہ موڑے جاتے ہو۔"

URDU4U .COM

اس نے معشوق کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سن کر کہا۔ اے مونس و ہمدم۔

اختیار ہی تو نہیں آپ سے جو دوری ہے
سخت ناچار ہوں میں عالم مجبوری ہے

آخر یہ پتلی اور زیادہ نہ اڑ سکی۔ اسی باغ میں گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا۔
مصور تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا۔ پنجہ اس کو سامنے شاہ طلسم کے لایا۔ بعد کچھ دیر کے اس کی آنکھ کھلی۔ اٹھ بیٹھا افرا سیاب کو بھی نہ پہچانا۔ یہ کہتا ہوا چار طرف دوڑنے لگا۔
"ہائے کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ ہائے یہ میری جان کہاں گئی۔ کس ظالم نے اس کو مجھ سے جدا کیا۔ ارے کوئی واسطہ سامری کا اسے بلا دے' یارو اس راحت دل سے مجھ کو ملا دو۔" اور کبھی دیوانہ وار عاشقانہ اشعار پڑھتا۔
شاہ جاوداں نے اس کا حال دیکھ کر کہا۔ "افسوس وہ شوخ و چنچل کیا ستم گار پیارا دلدار ہے' جس نے یہ سحر کیا ہے۔"
اس کلمہ کو سن کر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا۔
"اس کے عشق میں پھر تم بھی اسی طرح ناچو بیٹھے کیوں ہو۔"
شاہ طلسم اس کے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھ کر کہ "اے سامری مع شیشہ آب چشمہ جمشید حاضر ہو۔"
اس کے پکارتے ہی ایک پتلا شیشہ آب لیے ہوئے اڑتا ہوا آیا۔ بادشاہ نے اس شیشہ سے پانی لے کر چھینٹا مصور کے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا' پھر جو ہوش آیا۔

بادشاہ طلسم کو اس نے سلام کیا اور بیٹھا۔

بادشاہ نے فرمایا۔ "اے مرشد زادے آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا' مگر آپ نے نہ مانا اور اپنا یہ حال کرایا' آپ تو واقف ہیں کہ وہ آفت روزگار بہار ساحرہ بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہ کر اس نے سحر یاد کیا ہے۔ اس سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد نہ تھا اگر چشمہ جمشیدی کا پانی ممکن نہ ہوتا۔ آپ کا دیوانہ پن نہ جاتا۔

مصور نے سب کیفیت اپنی سن کر جواب دیا۔ "اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجئے گا کہ ساری اس کی سحر سازی اگر جوتیاں مار کر نہ اتاری تو آپ کو نبیرہ سامری نہ کہلوایا۔"

افرا سیاب نے کہا۔ "اب اکیلے نہ جایئے گا' نہیں تو بہت پچھتایئے گا۔" اس نے جواب دیا۔ "یہ ممکن نہیں' جب تک اس خانماں خراب کو نہ پکڑ لاؤں گا۔ چین نہ لوں گا۔"

یہ کہہ کر اٹھا کہ میں لشکر میں جاتا ہوں۔ سحر تیار کر کے لڑنے جاؤں گا۔"

شاہ طلسم سمجھا کر یہ مرد بزرگ ساحراں ہے' زیادہ منع کرنے سے ناراض ہو گا۔ پس یہ سمجھ کر چپ ہو رہا۔ لیکن اس کا ذلیل ہونا عین اپنی ذلت جان کے تامل نہ کر سکا۔

ایک پتلا کاغذ کا بنا کر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا۔ اس پتلے کو حکم دیا۔ "مرشد زادے کی جا کر نگہبانی کرو جو کوئی آفت آئے تو انہیں اٹھا لانا۔"

پتلا بطور مخفی اڑتا ہوا اس کے ساتھ چلا کہ حیرت بھی رخصت ہو کر لشکر میں آئی اور مصور بھی بارگاہ میں پہنچا۔ پتلا بروئے ہوا ٹھہرا رہا۔

یہاں بی بی مصور کی رو رہی تھی۔ اس نے جو شوہر کو دیکھا اٹھ کر لپٹ گئی اور بہت روئی۔ یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے پیئے' جب نشہ ہوا اٹھا کہ میں بہار کو پکڑنے جاتا ہوں۔

بی بی اس کی منت کرنے لگی۔ "صاحب واسطہ سامری کا اب نہ جاؤ۔"

اس نے بی بی کو گھرکا کہ مجھ کو نہ روکو' اب تو مجھ سے اور بہار سے پگڑی اٹکی ہے۔ معرکہ پڑا ہے۔ دیکھو کہاں تک اس کی سحر سازی ہے۔" یہ کہہ کر اڑا۔

جا کر اس کو گرفتار کئے لاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر یہ بھی چلے اور مہ رخ نے حکم نواخت کو حرب دیا۔ نقارہ جنگی گڑ گڑایا۔ دربار برخواست ہوا سحر جگانے خیموں میں آئے۔ بہادر ہتھیار درست کرنے لگے۔

مہ رخ بھی الگ جا کر مصروف سحر خوانی ہوئی اور اگیار کر کے جوت کا دیا جلایا۔ عمدہ نایاب سحر درست کرنے لگی۔ کچھ عرصے کے ایک نیل گاؤ اڑد ماش کا بنایا اور سحر ایسا پڑا کہ وہ زندہ ہو کر گرد اگیارے کے پھرنے لگا۔ اس نے سیندور کا ایک گھر دندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بنا کر اس گھروندے میں رکھی وہ بھی زندہ ہو گئی۔ اس نے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دینا۔ پھر گھروندا ہٹا دیا اور نیل گاؤ بھی غائب ہو گیا۔

ملکہ نے آرام فرمایا۔ لشکروں میں رات بھر تیاری و درستی اسباب جنگ رہی۔

چمک شمشیر جواہر دار کی اس شب تار میں مثل انجم چرخ پھیلی تھی۔ گویا افشاں آلودہ پیشانی لیلیٰ تھی۔ خم و چم دو دم کی ناز معشوقاں تیز طبع یاد دلاتی تھی۔ ہزاروں گلے کٹواتی تھی۔ قامت رعنائے نوجوان اس کو دیکھ کر اپنی ہستی کھوتے تھے۔ بہادر دم اس کا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے۔

ایک طرف ساحروں کے سحر نے چشم دہر کو تیرہ کیا تھا۔ چراغ زندگی بجھا رکھا تھا۔ اگیار کا دیا جلا رکھا تھا۔ سامری کی روح چکر لگا رہی تھی۔ جمشید کو بلا رہی تھی۔ لونا چماری ڈمرد کی صدا پر سر چڑھ کر جھومتی تھی۔ یوں بھجن گانے والے کا منہ چومتی تھی۔

ڈفلے بانسری بجنا' ساحر فلک کو بادف مہر نچاتا تھا۔ تھالی برنجی لے کر ہندوے چرخ اگیارے دریائے اخسر کے بہرا شنان آیا تھا۔ ماہتاب فلک زنگاری پر نکلا ہوا تھا۔ خلاصہ یہ کہ رات بھر یہی سامان رہا۔ غوغائے سحر ساحران غدار سے دماغ روزگار پریشان تھا۔ کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی۔ بیروں کی آمد بھینٹ لیتی تھی کہ

لگانے لگا کوئی منہ پر بھبھوت
لگے کھیلنے سر پر ہر اک کے بھوت

کسی نے جلائے اکاسی دیئے
کوئی چومکیں چار روشن کئے

بلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے بیر
کوئی کہہ رہا تھا بگیر و بگیر

کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے
کوئی کھوپڑی لے کے جادو پڑھے

اسی طرح رات بھر سامان رہا۔ جس دم تیرگی شب مشکفام کا مثل طرہ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا سر روزگار پر بندھا اور رخ صبح شاہد بہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب
ہوا پھر یہ روشن جہان خراب
چلے دونوں لشکر بہ عزم نبرد
پڑی روئے خورشید پر اڑ کے گرد

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد دارد دشت مصارف ہوئے۔ مہ رخ بڑے کروفر سے تخت زریں پر سوار گرد تمام سردار جائے کار زار پر پہنچ کر ٹھہری ادھر مصور بھی بیدار ہو کر برائے رفع احتیاج بیت الخلا چلا۔

عیار رات بھر اس کی فکر گرفتاری میں پھرے تھے اور قابو نہ پایا تھا۔ اس وقت ضرغام اس کے خیمہ کی قنات سے لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہو کر پھرا چاہتا تھا۔ اب اس کو عازم سمت جائے ضرور دیکھ کر اس نے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے لیے جو قنات استادہ ہے اس کی پشت پر اپنے تئیں پہنچایا۔

مصور بھی چوکی پر آیا۔ خدمت گار لوٹا رکھ کر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا۔ ضرغام نے پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اس پر کمند ماری۔ اس نے گھبرا کر پھر کر دیکھا۔ اس نے بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گیا اس نے اندر جا کر چادر عیاری میں اس کا پشتارہ باندھا۔

ازبسکہ لشکر سمت میدان روانہ تھا۔ صبح کے وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا۔ یہ اس کو لے کر بھاگا راہ میں پشتارہ اس کا بھاری ہوتا چلا۔ یہ سمجھا کہ اس حرامزادے کو میں نہ لے جا سکوں گا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئے گی۔ پس سر اس کا کاٹ لے۔

یہ سمجھ کر پشتارہ زمین پر رکھا۔ چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بن کر جو پتلا کہ افراسیاب نے معین کیا ہے گرا اور اس کو مع ضرغام کے اٹھا لے گیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا۔

اس نے پشتارہ کھول کر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اس کی گردن و کمر وغیرہ میں کمند کے پھندے لپٹے تھے اٹھ نہ سکا۔

شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا۔ "اونابکار اب کہہ کہ تجھ کو کس عذاب الیم سے ماروں۔"

اس نے جواب دیا۔ "آپ کو اختیار ہے بندہ بہر صورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہے۔"

شاہ نے کہا۔ "میں ایسے فقرے تم عیاروں کے بہت سن چکا ہوں۔ اچھا تو مرشد زادے سے کمند تو نکال لے۔"

ضرغام سمجھا کہ اگر میں کمند نہ نکالوں گا۔ یہ سحر سے جلا دے گا۔ کمند بھی جائے گی اور کچھ حصول نہ ہو گا۔ یہ سمجھ کر اس نے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا۔

شاہ جاوداں نے کہا۔ "کیا اچھے یہ عیار ہیں اور کیا عمدہ ان کے پاس اسباب عیاری ہیں۔"

یہ تعریف سن کر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدر دان ہیں۔ میں کس لائق ہوں۔"

شاہ سے تو یہ باتیں ہو رہی تھیں لیکن مصور جو کمند سے چھوٹا اور حال اس سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار مجھ کو پکڑ لایا ہے۔ بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام مارنے چلا۔ شاہ جاوداں نے اٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔

URDU4U.COM

اے نابکار حرام زادے بے حیا' عیار اور ساحر تجھ کو کیسا کیسا ذلیل کرتے ہیں تجھے شرم نہیں آتی کہ پہلے عیار تجھ سے تصویر چھین لے گئے۔ بہار نے دو مرتبہ دیوانہ بنایا۔ وہاں تو نے کچھ غصہ نہ جتایا۔ یہ بیچارہ عیار جو مقید و بیدست و پابندھا کھڑا ہے۔ تو اس پر گولا مارتا ہے۔ جا دور ہو' او قرم ساق حرام زادہ بیہودہ۔"

مصور بادشاہ طلسم کے برا بھلا کہنے سے اور گھرکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ میں حیرت رخصت ہو کر سمت لشکر جا چکی تھی۔ ورنہ بادشاہ کو مانع ہوتی۔ اکیلے میں شاہ جاوداں بہت کچھ بکا جھکا' جب مصور بہت رویا۔ اس وقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے لیے بددعا کرے اور تیرے ایمان میں فرق آیا کہ تو نے مرشد زادے کو گالیاں دیں۔ یہ سوچ کر اٹھا اور پاؤں پر مصور کے سر رکھ دیا اور منت پذیر ہوا۔ "میں نشہ شراب سے بیخود تھا۔ آپ میرے کہنے سے خاطر عاطر میں جگہ نہ دیجئے گا اور براہ کرم عنایت بزرگانہ خطا ہائے گذشتہ پر میری قلم عفو پھیریے گا۔ غصہ میں انسان باولا ہوتا ہے۔ میں نے بہت برا کیا' جو آپ ایسے بزرگ کی خدمت عالی میں گستاخانہ کلام کئے۔"

یہ کہہ کر خلعت گراں مایہ و نادر منگا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا۔ یہ حال دیکھ کر ضرغام نے کہا۔ "ہت تیرے کی نا منصف بادشاہ کی ایسی کی تیسی' حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو اپنے ہی گرد گھنٹال کو دیا اور ہم نے جو یہ محنت کی کہ عین وقت پر گرفتار کر لائے اور اگر پتلا نہ اس کو اٹھا لاتا تو اب تک کب کے جہنم میں پہنچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمیں کچھ بھی نہ دیا۔ واہ واہ کیا انصاف کیا ہے۔" افراسیاب پہلے تعریف ان عیاروں کی کر چکا تھا اور اس وقت اس کے نڈر ہو کر کلام کرنے پر ہنس پڑا اور ایک خلعت پرزر طلب کر کے اس کو بھی دیا کہ

خیال کیجئے کیا آج کام میں نے کیا
جب اس نے دی مجھے گالی سلام میں نے کیا

URDU4U.COM

بعد خلعت دینے کے پنجہ سحر کو بلا کر حکم دیا کہ دریائے خون رواں کے پاس اس کو اس پار اتار دے اور سحر اپنا دفع کر دیا۔

پنجہ اڑا اور پار دریا کے پہنچ گیا۔ ادھر مصور بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر میں آیا۔

یہاں صورت نگار اس کی زوجہ نے جب ڈھونڈا اور نہ پایا اور خود تو فوج لے کر میدان جنگ میں گئی تھی۔ اس ارادے سے کہ مہ رخ نے میرے شوہر کو پکڑ وایا ہے اس کو چل کر قتل کروں۔ ایک طرف سے حیرت سوار ہونے کو تھی لیکن اس نے حال گم ہونے مصور کا سن کر تامل کیا' بلکہ صورت نگار کو بھی منع کرا بھیجا۔ "آج لڑائی موقوف رکھو۔"

اس نے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لے کر میدان میں آئی۔ بعد ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کڑکیٹ پکارے کہ دلاور و ہمت نہ ہارنا دشمن کو سر مکھ ہو کر مارنا۔ جب کڑکیٹ ہٹے بہادر مرنے پر تل گئے۔

صورت نگار نے بیچ میدان میں آ کر چند سحر دکھا کر مبارز طلب کیا۔ ہنوز کوئی اس کے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصور آ کر پہنچا اور ہر دو لشکر میدان میں صف آرا دیکھ کر سمجھا کہ بی بی میرے لڑنے کو آئی ہے۔

ازبسکہ یہ گالیاں کھائے ہوئے آیا ہے' غصہ میں بھرا ہوا تھا۔ آتے ہی فرط غضب سے ایک گولا سحر پڑھ کر مہ رخ پر مارا۔ مہ رخ گولا آتے دیکھ کر تخت پر سے بروز سحر اڑ گئی گولہ تخت پر پڑا کہ کہ وہ چور چور ہو گیا۔

مہ رخ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زریں پر وغیرہ سے درست اڑتا ہوا آیا۔ اس پر سوار ہوئی۔ اس وقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سرخ مو سمجھی کہ ایسا نہ ہو' مہ رخ زخمی ہو جائے اور اس سبب سے سینہ سپر کر کے سامنے آگئی۔ نارنج

آ کر اس کی ران پر لگا کہ حیران ہوئی اور زخمی ہو کر پھری' اس کا ہٹنا تھا کہ صورت نگار نے ایک تیر آتشیں مہ رخ پر مارا۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پتلا قرولی لیے ہوئے پیدا ہوا اور وہ تیر اس نے کاٹ دیا۔ پھر اس نے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اس زوجہ شیطان پر مارا۔ اس نے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر نہ پھرا۔ آخر وہ اپنے طاؤس پر اڑ گئی اور تیر آ کر طاؤس پر پڑا کہ طاؤس بسان طاؤس آتش بازی جل کر خاک ہوا۔

دوبارہ مہ رخ نے سحر پڑھ کر اس کو بروئے ہوا جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کی طرح چلا۔ صورت نگار نے ناریل دیکھ کر دستک سحر کو دی کہ ایک سحر کی سپر سامنے آگئی۔ مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور اس کے سر پر جا کر لگا۔ اس نے بہت جلد رد سحر پڑھا نہیں تو سر ترش جاتا۔ اس پر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی۔ ملازموں نے جلد روک کر ہوا دار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کی طرف لے گئے۔

مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تو تلوار سحر کھینچ کر لشکر مہ رخ پر جا پڑا۔ دو دریائے لشکر موج مار کر چلے فلک چکرایا' طبقات ارض تھرائے' سحر کی بجلی چمکی' بادل گھر آئے شور نشور قیامت خیز بلند ہوا۔ طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقار ہائے جنگی گڑ گڑائے۔ ہنوز نوبت نہ پہنچی تھی کہ خیمہ میں جا کر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا۔

"نبیرۂ سامری کہاں ہیں۔"

لوگوں نے عرض کی۔ "لڑ رہے ہیں۔"

یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی۔ "جلد اس کو بلا دو' نہیں تو میں جان دے دوں گی' کیونکہ مجھ کو ان کا اکیلا لڑنا گوارہ نہیں دوبار زک پا چکے تھے۔"

ملازم اس کے غل مچانے سے دوڑے اور مصور کے پاس آ کر کہا۔ "حضور جلد چلئے' ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال ان کا بہت برا ہے۔ یہ سن کر اس نے ایک چیخ ماری اور روتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا۔

ادھر مہ رخ بھی شاداں و فرحاں فوج لے کر پھری لشکر خیمہ گاہ میں آ کر اترا۔ مہ رخ بارگاہ میں آ کر سریر جہانبانی پر بیٹھی سرخ مو کی ران کا علاج ہونے لگا۔ مرہم سحر لگایا گیا۔ اس وقت ضرغام بھی آیا اور خلعت دکھا کر حال شاہ جاوداں و مصور تمام و کمال بیان کیا۔ سب اس کی دلیری پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے بھی خلعت دیا۔ وہاں سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پر روانہ ہوا۔ جب یہ لشکر میں پہنچا' دیکھا کہ شہاب جادو فرستادہ حیرت برائے دریافت حال جنگ آیا تھا پھرا ہوا جاتا ہے۔ یہ صورت خدمت گار کی بن کر اس کے ملازموں میں مل کر داخل بارگاہ حیرت ہوا۔ شہاب نے حیرت سے عرض کیا۔ "مرشد زادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کر کے داخل بارگاہ ہیں۔"

ملکہ سن کر خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آ کر بی بی سے پوچھا۔ "مزاج کیسا ہے وہ اٹھ بیٹھی اور کہا" مجھ کو تمہاری سلامتی درکار ہے۔ میں سب طرح اچھی ہوں۔"

یہ کہہ کر مرہم سحر زخم پر لگایا۔ اس نے کہا۔ "صاحب تم نے برا کیا۔ میں تو لڑ رہا تھا۔ حیلہ کر کے بلا لیا۔ آج میں سب کا خاتمہ کر دیتا۔ خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ میں بیٹھ کر ناچ دیکھیں۔"

یہ کہہ کر مع زوجہ سوار ہو کر بارگاہ حیرت میں آیا اور دنگل پر بیٹھا۔ ساقیاں مہ لقا حاضر ہوئے۔ ناچ سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا۔ جب دماغ بادہ تاب سے گرم ہوا اس نے حیرت سے کہا۔ "اے ملکہ مجھ کو شاہ جاوداں نے پتلا بھیج کر مع عیار کے اٹھا منگایا تھا۔ چنانچہ مجھ کو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا اور عیار کو جو مجھے پکڑ لے گیا تھا۔ خوب گالیاں دیں اور زوروکوب کرایا۔ اگر میں نہ بچاتا تو قتل کر ڈالتے۔ میں نے عرض کیا۔ "میں سب کو بزور سحر قتل کروں گا۔ آپ چھوڑ دیجئے۔ بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا۔"

ازبسکہ ضرغام وہاں موجود تھا۔ اس نے الٹا بیان اس کا سن کر کہا۔ "جھوٹے پر لعنت' ابے گالیاں تجھ جیسے کھاتے ہیں۔ دیکھ ہم تو یہ خلعت لے کر وہاں سے آئے اور تو

بیٹھا رویا کیا۔"

یہ کہہ کر کر چاہتا تھا کہ بھاگے۔ حیرت نے کہا۔ "تجھے قسم ہے نہ بھاگنا' مجھ سے سب حال کہتا جا۔" یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آ کر بیان کر کے خلعت شاہ جاوداں کا دیا ہوا دکھایا۔

URDU4U.COM

اس وقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی۔ "جب شہنشاہ نے اس کو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو مجھ کو بولنا لازم نہیں اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کر کے نکل گیا۔

مصور نے کہا۔ "کہاں جائے گا۔ آج عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھوں گا۔ اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھوں۔"

یہ کہہ کر فرط غضب سے اٹھا کہ "پکڑے لاتا ہوں۔" حیرت نے کہا۔ "آپ کو اختیار ہے۔ ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نہ مانیں تو کیا کیا جائے۔"

صورت نگار نے کہا۔ "میں جانے نہ دوں گی۔ اگر گئے تو جان دے دوں گی۔"

اس نے کہا۔ "اے بی بی اگر اس وقت تم نے مجھ کو روکا تو میں اپنے تئیں اور تمہیں ہلاک کروں گا۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ زوجہ اس کی مجبور ہو کر رونے لگی۔ آخر اور تو کچھ نہ بن آیا۔ باہر نکل کر نفیر سحر بجائی کہ لشکر میں کمر بندھی ہوئی۔ یہ فوج لے کر چلی۔

ادھر مصور پہلے ہی باہر آ کر مرکب پر سوار ہو کر چلا تھا' قریب لشکر مہ رخ پہنچا۔ ہر کاروں نے خبر مہ رخ کو پہنچائی کہ ضرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہو کر نہایت غیظ و غضب سے مصور ادھر آتا ہے۔

مہ رخ نے یہ خبر سن کر جلد نفیر سحر کو دم دیا۔ فوج کا سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹن اور رسالے درست ہونے لگے۔

غرضیکہ ادھر سے پہنچی اور ادھر سے برسم بلغیر مارے محبت کے صورت نگار فوج لیے ہوئے آئی۔ مصور تو پہلے سے آ چکا تھا اس نے لشکر کو جانے بھی نہ دیا۔ ایک نارنج سحر پڑھ

کر لشکر مہ رخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالائے ہوا جا کر شق ہوا اور ہزار ہا تیر و پیکان اس میں سے نکل کر لشکریوں پر گرنے لگے۔

ساحر وغیرہ ہزار ہا زخمی ہوئے۔ ادھر کے لشکر نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہہ کر چلے اس نے دوسرا ناریل مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور مینہ کی طرح سے مارو کر دم برسنے لگے جس کو انہوں نے کاٹا' وہ پانی کی طرح بہہ گیا۔

اس عرصہ میں صورت نگار نے بھی فوج کو للکارا کہ ہاں لینا۔ اب تو دو لشکر باہم مل گئے۔ شور آفت زار برپا ہوا۔

مہ رخ نے یہ زور و شور دیکھ کر تصور کیا۔ مصور آج شکست دے دے گا۔ یہ غور کر کے بسان شیر غضب ناک آگے بڑھی اور کچھ خاک جھولی سے نکال کر سحر دم کر کے اس ابر پر جس میں سے مارو عقرب برس رہے تھے۔ پھینک دی۔ خاک پڑتے ہی وہ ابر ٹکڑے ہو کر اڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پسپا ہو کر عقب مصور ہو گئی۔

اس وقت مہ رخ زمین پر اتری اور اسی طرح کہ جس طور کا حصار اگیار کر کے بنایا تھا۔ درست کر کے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کی طرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہ رخ پھرنے لگا۔ اس نے کہا۔ "جا مصور کو مار۔"

نیل گاؤ کان علم کر کے سینک اٹھا کر دوڑا۔ مصور مہ رخ کی طرف گھوڑا اٹھا کر چلا کہ گاؤ نے آ کر سینک مارے اور مرکب کو سینگوں پر اٹھا لیا۔ مصور کود کر الگ کھڑا ہوا اور دوسرا مرکب منگوا کر جلد سوار ہو کے نیل گاؤ پر حملہ کیا۔ نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کی طرف بھاگا۔ ہر چند کہ روکنا چاہا نہ رکا۔

مصور نے اس کے تعاقب میں گھوڑا اٹھایا۔ لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے حضور کہاں جاتے ہیں۔ لیکن اس نے سناٹے میں گھوڑا دوڑانے کے سوا کچھ نہ سنا۔ ادھر ملکہ مہ رخ نے سحر پڑھ کر دستک دی اور پکار کر کہا۔ "شکار نیل گائے کا مبارک ہو' اب پھر کے نہ آئے گا۔"

یہ کہہ کر چاہا کہ لشکر پر اس کے حملہ کرے۔ صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوا

دیا۔ لشکر دونوں پھرے اور داخل قیام ہوئے۔ صورت نگار متردد و متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیوں اس کے پیچھے گیا' بارگاہ حیرت میں آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کر کے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ شوہر میرا نبیرہ سامری ہے کسی کے سحر سے ہلاک نہ ہو گا لیکن عیاروں سے البتہ خوف ہے۔ اے ملکہ کسی کو بہر خبر بھیجنا چاہیے کہ عیار ضرر نہ پہنچا سکیں۔

حیرت نے سارا ماجرا سن کر گردن جھکائی اور کہا۔ "بی بی ہر چند کہ تم بنبیرہ سامری کی زوجہ ہو' بہو سامری کی کہلاتی ہو' لیکن سحر کا طریقہ نہیں جانتی ہو۔ اب عیار تمہارے میاں کو زک پہنچا کے کیا کریں گے۔ یہ نیل گاؤ اس طرح کا سحر ہے کہ اسی سے بچنا مشکل ہے۔ مہ رخ بادشاہ لشکر کچھ تو سمجھ کر ہوئی ہے۔ ایسی ویسی تھوڑی ہے۔ یہ سحر کسی سے نہ اترے گا۔ تھوڑے عرصے میں میاں تمہارے تمہیں مارنے آتے ہوں گے۔ شاہ جاوداں کو جلد لکھ کر بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کریں۔ ورنہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ میں اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی تھی۔

صورت نگار یہ باتیں سن کر رونے لگی اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور نیل گاؤ کے پیچھے جانے کا شاہ جاوداں کو لکھ کر بھیجا۔ پتلا سحر کا نامہ لے کر باغ سیب میں آیا۔

بادشاہ طلسم تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہنچا۔ نامہ پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا۔ "ہائے یہ کائنات کے سحر ہمارے بتلائے ہوئے ہماری ہی فوج پر ہوتے ہیں۔"

یہ افسوس کر کے باغبان وزیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ "اے دستور دانا' یہ سحر مہ رخ کا وہ ہے کہ سارا عالم اگر دور کرے جب بھی دفع نہ ہو۔ وہاں میں خود جاؤں تو البتہ رداس کا ممکن ہے۔"

باغبان یہ تقریر سن کر عرض پیرا ہوا۔ "حضور مجھ کو حکم دیں کہ آپ کے عوض جا کر کام کروں۔"

افراسیاب نے کہا۔ "اس میں جان کا خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فکر کرو گے۔ ہلاک

ہو جاؤ گے۔"

وزیر نے عرض کیا۔ "میری مجال ہے جو خلاف حکم بادشاہی عمل میں لاؤں۔"

یہ عرض سن کر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا کئی گز کا جسیم و لحیم پیدا ہو کر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کر کے ٹھہرا۔

URDU4U.COM

بادشاہ نے کہا۔ "اے ملازم سامری مجھ کو تھوڑی سی روئی اس طرح کی جو لباس جمشید یا سامری میں بھری گئی ہو اور خداوند نے وہ لباس پہنا ہو' اس میں کی چاہیے۔"

وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے بادشاہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ مانگے حاضر ہو سکتا ہے۔

یہ کہہ کر غائب ہو گیا اور بعد لحہ کے تھوڑی سی روئی لیے ہوئے حاضر ہوا۔ شاہ طلسم نے وہ روئی لے کر پہلے سر پر رکھی آنکھوں سے لگائی۔ پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اڑ کر سمت ہوا گئی اور ابر بن کر تیار ہوئی۔ لکہ ابر سر پر بادشاہ کے آ کر مثل چتر پھرنے لگا۔

بادشاہ نے وزیر سے کہا۔ "اب تم جاؤ لکہ ابر ساتھ لو اور جہاں مصور ہو اس ابر سے حکم کرنا کہ چشمہ سامری برسا دے۔ یہ ابر برسے گا سحر دفع ہو جائے گا۔

باغبان یہ حکم سن کر اٹھا اور آداب بجا لا کر رخصت ہوا۔ اپنے تخت پر سوار ہو کر چلا۔ شاہ نے اس ابر کو بھی حکم دیا۔ "اس کے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ۔"

لکہ ابر سر پر باغبان کے آ کر چھایا اور یہ روانہ ہوا۔ زوجہ اس کی ملکہ گلچیں جادو اپنے باغ میں تھی۔ اس نے شوہر کے جانے کی خبر سن کر ایک پتلے کو بھیجا کہ جائے اور وزیر مذکور کو یہاں بلا لائے کہنا کہ ایک بات سنتے جاؤ۔" پتلا راہ میں اس کو ملا اور پیام کہا۔ یہ اپنی زوجہ کے پاس آیا۔ حال اس کے باغ وغیرہ کا جلد اول میں بیان ہوا ہے۔

غرضیکہ بی بی نے اس کو سمجھایا کہ "صاحب تم کو میں نے بارہا منع کیا ہے کہ لڑائی میں عیار ہر ایک کو مار ڈالتے ہیں۔ تم دخل نہ دو۔ مگر تم مانتے نہیں ہو۔ مناسب

ہے کہ اب بھی باز آؤ۔ کئی بار عمرو کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو۔ دیکھو منع کرنا میرا مانو ورنہ پچھتاؤ گے۔"

باغبان نے جواب دیا۔ "تمہارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کر کے انسان تابعداری سے بچ نہیں سکتا' ملک کے کام کو کہاں تک ٹالا جائے۔"

فی الجملہ باغبان تو یہ سبب سمجھانے اپنی زوجہ کے عرصے تک یہاں ٹھہرا۔ آخر اس کو فہمائش کر کے روانہ ہوا۔ مگر اتنے میں مصور نیل گاؤ کے تعاقب میں لشکر سے بہت دور نکل گیا اور ایک صحرائے فرزع افزا میں پہنچا کہ دامن دشت دامن گلچیں گل دریائے حین سے نظر آتا تھا۔ پچھلا پہر دن باقی تھا۔ سہانہ وقت سایہ ڈھلا' جانوروں کا شجر پر بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ

دشت رنگیں ہرا بھرا دیکھا
دامن کوہ پر فضا دیکھا
چشمے لہرا رہے تھے ایسے صاف
چشمہ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامن گل چین
روح جاناں کی طرح سے رنگیں
قیس کی روح نے بسایا تھا
رخ لیلیٰ کا صاف نقشہ تھا
سرو الفت ہر ایک بگولا تھا
آہ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اس جگہ مسرور و شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا۔ غرضیکہ گاؤ اس کو سر دکھاتا ہوا ایک حصار کے قریب لایا۔ اس صحرا میں وہ چار دیواری زمرد کی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلہ عروسی تھی۔ وہ گاؤ اس احاطہ میں چلا گیا۔ یہ بھی اس

کے فراق میں اندر قدم زن ہوا یہاں چمنستان پر بہار لگا تھا۔ سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اس جگہ کی لہراتا تھا۔ سبزہ نوخیز وہاں کا سبز رنگاں دہر کی مژگان کو شرماتا تھا' آنکھیں ندامت سے جھکاتا تھا۔ گل ہائے سمن و نسرین نازک بدن گلرنگ کو بلکہ سیوتی سے رنگ کے معشوق کو شرمندہ کرتے گل بصد تجمل زیب دہ و سادہ گلشن تھے۔ روش بڑی آراستہ سر و شمشاد مثل نوجوان نوخواستہ نرگس وہاں بیمار نہ تھی' تندرست تھی۔ بیل ہر شجر درست تھی۔

تھے زر گل سے وہ سب درخت نہاں
شاخ ہر ایک واں کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا
اس سے تھا چشم منتظر کا پتا
عکس افگن تھے اس طرح اشجار
جیسے گلشن میں چھائے ابر بہار
لالہ رخ تھا کہیں پھولا
داغ عاشق کے دل کا تھا نقشہ
سنبل تر بسان شیفتہ سر
بال بکھرائے تھا وہاں اکثر

سامنے چمن ستان کے بارہ دری عالی شان تھی۔ اوج مراتب میں برتر از آسمان تھی۔ سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر بریں جواہر کار روشن عجیب طرح کا جوبن اس مکان کا چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے۔ محراب دروں کی ہلال آسا تھی۔ دالان میں پردے پڑے تھے۔ گوش گل کے پردوں کی شان رکھتے تھے۔ گلبدن اس کا وصف سننے کو کان

رکھتے تھے۔ مصور حیران گاؤ کا سر دیکھتا آگے بڑھا۔ وہ گاؤ بھی بارہ دری کی طرف چلا۔ اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سر سر کی آواز آئی۔ تیر اس گاؤ پر آ کر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہو کر بہہ گیا۔ مصور ان دونوں پنجہ نگاری کو دیکھ کر بیتاب ہو گیا اور سوچا۔ اس پردے میں کوئی صیاد صید کن دل ہائے عشاق ناشاد ہے۔ دل چھین لینے میں بہت طاق اور مشاق ہے۔ یہ سوچ کر دل سردست کھو بیٹھا۔ ہوش و حواس سے دل کھو بیٹھا۔ پردے کے پاس آ کر پکارا۔

جنگل نہیں ہیں آنکھیں مجھ سے دو چار کیجئے
وادی دل میں آ کے سیر و شکار کیجئے

ہائے او ظالم اظلم تو کون ہے کہ میں شکار کو آیا تھا۔ میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر جفا کا نشانہ بنایا' تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ

چاہتے ہیں نفس کو توڑ سارے موانست کو چھوڑ
پھر ہوں اسی طرف رواں آتش و بار و آب و خاک

جب اس نے یہ کلام کئے۔ اندر سے آواز آئی۔ مرد دنیا میں بے وفا ہوتے ہیں۔ مطلب کے آشنا ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم نے آبادی سے منہ موڑا مجنوں کردار جنگل اپنا مسکن بنایا۔ رشتہ الفت اہل عالم توڑا۔
مصور نے یہ سن کر کہا۔

اس بندے کی چاہ دیکھئے گا
URDU4U.COM
اور اس کا نباہ دیکھئے گا
میں کیسی بناتا ہوں تم سے
انشا اللہ دیکھئے گا
فوجیں اشکوں کی تل رہی ہیں
یہ حشمت و جاہ دیکھئے گا

اے عربدہ ساز نیرنگ پرواز انجمن محبوبی میں کبھی آپ کی اطاعت سے منہ نہ موڑوں گا۔ تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیروں گا۔

یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی۔ "بہتوں کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم باقی ہو' اچھا اندر آؤ' تمہارا بھی عشق دیکھیں کیسا ہے۔"

مصور یہ سن کر شاد شاد پردہ اٹھا کر اندر آیا۔ پردہ کیا اٹھایا کہ پردہ نام و ننگ اٹھ گیا۔ ایک آفتاب محشر کو کہ پردہ ابر میں چھپی ہوئی تھی۔ واہ ری عربدہ ساز کہ ہزار ہانیر نگیاں جس کے ہاتھ پر لکھی تھیں کہ ہاتھ دکھاتے ہی کیا جادو گری کا کرتب یاد آیا تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کر دیا۔

مصور کی آنکھ برق بجلی جمال سے خیرہ ہوئی۔ واہ واہ زلف سیاہ کا قرین چشم آنے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو برلب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا۔ نہیں نہیں آہواں ختن نے شمیم کا کل معنبر کو سونگھنا چاہا تھا۔ آنکھوں کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے۔ نگاہ بجلی کی طرح کوندتی تھی۔ صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی۔ رخسار اس کے گلزار حسن کے گل تھے۔ لب معجز نما نزاکت میں گلبرگ جان بلبل تھے۔ لب نازک کے قرین خال تھا۔ نہیں نہیں' اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا۔ عشاق کا خیال تھا' مختصر یہ کہ وہ جان عشاق کی جان تھی۔

آستین کوچہ ماہتاب نظر آتی تھی
اس کی ساعد کے چمکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ
سینہ جوں آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
جس میں مخمل کی شکن کی سی پڑی تہری بٹ
سبز سبز اس کے وہ سب رونگٹے یا وادی عمل
سیلی ایسی دھواں جیسے کہ سنبل کی لٹ
قمقمے نور کی تھیں اس کی کچیں وہ دونوں
ہو انہیں دیکھتے ہی اور ہی کچھ للچاہٹ
گزگ بادہ کشا رنگترے سے دونوں
دل یہ چاہے کہ انہیں دوڑ کے لے بھاگے چٹ
گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑ جائے نظر
پس کف دست خیال اس سے وہیں جائے لپٹ
ہو یقین دل کو کہ ہے حسن کے دریا کا بھنور
گھر کے ساری ہی نزاکت یہاں آئی ہے سمٹ

مصور اس کے حسن کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور اس آئینہ رونے ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "صاحب' آئے ہو تو بیٹھ جاؤ۔"

یہ حکم پا کر بیٹھا۔ اس نے جام بادہ گلرنگ لبریز کر کے کہا۔ "لیجئے یہ ساغر الفت ہے نوش کیجئے اور مجھ سے عہد و پیمان کیجئے۔ قول و قسم دیجئے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤں گا اور جورو یا کوئی آشنا اب میرے پاس ہو گی اس کا سر کاٹ لاؤں گا۔"

مصور نے وہ جام اس کے ہاتھ سے لیا اور کہا۔ "تجھ پر جب اپنی جاں نثار ہے تو پھر اور کسی کی جان کیا حقیقت رکھتی ہے۔ جو رو کیا مردار ہے۔ میں ابھی اس کا سر لا

آزار ٹوٹ گیا۔ کنیزیں پروانہ وار اس شمع انجمن ساحری پر آگریں اور پشواز درست کی دیکھا تو اس کا پیشاب خطا ہو گیا ہے۔ اسی طرح بوندیں پیشاب کی ٹپکتی ہوئی کنیزیں اس کو اٹھا کر لے بھاگیں۔

URDU4U.COM

مصور نے بڑھ کر دو ایک کو زخمی کیا۔ لونڈیاں برا بھلا کہتی ہوئی بھاگیں۔ "یہ موا آپ سے گذر گیا ہے۔ نگوڑ مارے کو بڑھاپے میں یہ حوصلہ سوجھا ہے کہ گھڑی گھڑی سحر کی پتلیوں پر عاشق ہو آتا ہے۔"

ایک بولی۔ "اس بوبک پر ہائے وائے کرنا' دم عاشقی کا بھرنا پھوٹے منہ نہیں اچھا لگتا۔"

دوسری بولی۔ "نگوڑ مارے سے لڑنے کو کس نے کہا تھا کہ وہاں دمبدم جاتا ہے اور سڑی ہو کر آتا ہے۔"

تیسری بولی۔ "قربان ایسے لڑنے کے جب پھرے تو گھر ہی والوں پر جوتا تیز کیا۔ مہ رخ اور بہار کے سامنے نانی مرتی ہے۔ وہاں سوائے ہاتھ باندھنے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔"

غرضیکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے۔ یہ ہر ایک کوسگ دیوانہ کی طرح مارتا پھرتا ہے۔ لوگ بھاگتے پھرتے ہیں۔ لشکر میں کمر بندھی ہوئی ہے کہ ہمیں ضرر نہ پہنچائے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے۔ لوگ منع کرتے ہیں کہ ادھر نہ جاؤ۔ ایک سڑی آتا ہے۔"

دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر مارتے ہیں لونڈے ایک طرف تالیاں دیتے ہیں۔ "لو لو ہے دھتا ہے" کا شور بلند ہے جب یہ آگے بڑھتا ہے لوگ ساتھ ہوتے ہیں۔ لڑکے کہتے ہیں۔ "جاتا ہے' لینا جاتا ہے۔" جب پیچھے پھرتا ہے۔ سب بھاگتے ہیں۔ جب اس کے کوئی ڈھیلا لگتا ہے یہ کہتا ہے۔

زخم پر چھڑکیں نہ کیوں طفلاں بے پروا نمک
کیا مزا ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک

حیرت نے جو یہ غلغلہ سنا پوچھا۔ "یہ کیا غل ہے۔ ہنوز کوئی خبر نہ لاتا تھا کہ کنیزیں

صورت نگار کو پیشاب میں لت پت لیے ہوئے پہنچیں۔"

حیرت نے دیکھا کہ سب بدحواس اور صورت نگار کا پائجامہ ناف سے نیچے اترا ڈوپٹہ کہیں' محرم کہیں۔ کچھ عجب عالم ہے۔ اس نے پوچھا۔ "کیا ہوا۔ سب یہی کہتی ہیں کہ وہ آ گیا۔ کوئی نہیں کہتا کہ مصور آ گیا اور ہوش میں آ کر صورت نگار تخت کے نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی۔ لڑکوں اور لشکریوں کو روکا اور آپ قریب آئی کہا۔ "اے مرشد زادے' آپ کس کو مارتے پھرتے ہیں اس نے بغور صورت دیکھ کر حیرت کو پہچانا اور کہا۔ "اسے ملکہ میں اس فتنہ صورت نگار کو ڈھونڈتا ہوں۔"

حیرت نے کہا۔ "آیئے میں آپ کا اس کا سامنا کروں مصور اس کے ساتھ بارگاہ میں آیا اور کرسی پر بیٹھا' مگر نہایت مضطرب ہے کہ بی بی کو کس طرح پاؤں تو سر کاٹ کر معشوقہ کے پاس لے چلوں۔ پس لمحہ بہ لمحہ کرسی سے اٹھتا ہے۔ حیرت روکتی ہے کہ "صاحب ٹھہرو میں نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہیں۔ وہ آیا چاہتی ہے۔" یہ کہہ کر روکتی ہے اور سحر پڑھ پڑھ کر پھونکتی ہے کچھ اثر نہیں ہوتا۔"

عیاروں نے یہ سب خبریں مہ رخ سے کہی ہیں۔ وہاں سب بیٹھے قہقہے لگا رہے ہیں۔ تعریف ہو رہی ہے۔ "اسے ملکہ سبحان اللہ کیا سحر کیا ہے۔"

مہ رخ کہہ رہی ہے کہ اس سحر کا لطف جب ہے کہ روئی لباس سامری کی بادشاہ طلسم کو نہ ملے اور وہ بھڑو ابھی عاجز آئے۔"

فی الجملہ مصور پھر گھبرا کر اٹھا اور کہا۔ "اے ملکہ جلد بلوایئے اس مالزا دی کو کہ میں سر کاٹ کر اپنی معشوقہ کے پاس لے جاؤں۔"

حیرت نے کہا۔ "اچھا بلواتی ہوں لیکن اس کے مارنے سے کیا حاصل ہے۔"

اس نے کہا۔ "اس بیسوا کے جینے میں کھٹکا رہے گا اور دوسرے فرمائش محبوبہ سے ناچار ہوں کہ اس نے سر مانگا ہے۔"

حیرت نے کہا۔ "میں بغیر قتل صورت نگار تمہاری معشوقہ بلوائے دیتی ہوں اور چاہا کہ کسی زن حسینہ کو بلوا کر اس کا دل اس کی طرف مخاطب کروں۔"

لیکن اس نے کہا۔ "میں بغیر قتل کئے اپنی زوجہ کے باز نہ آؤں گا۔ افسوس کہ معشوقہ کبھی نہ کبھی ایک ادنی کنیز کا سر مانگے اور عاشق سے فرمائش پوری نہ ہو سکے۔"

URDU4U.COM

یہ کلمات سن کر صورت نگار کا یہ حال ہوا کہ زیر تخت تھر تھر کانپنے لگی۔

لیکن اور دل لگی سنئے کہ عیار بعد خبر دینے اپنی مالکہ کے پھر اس کا تماشہ دیکھنے آئے تھے۔ ان میں سے برق بصورت چوبدار یہاں کھڑا تھا اور صر صر بھی حاضر تھی۔ اس نے صرصر کے بازو میں چٹکی لی۔ جب اس نے پھر کر دیکھا۔ اس نے چپکے سے کہا۔ "کیوں استانی کبھی تم نے طلسم میں ایسی لڑائی بھی دیکھی تھی۔ یہ سحر بھی کرتے کسی کو سنا تھا۔"

صرصر نے یہ سن کر اس کو پہچانا اور خنجر کھینچا۔ برق نے جو مردھا کھڑا تھا اس کا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور بچالا کی آپ اس کے پیچھے ہو گیا۔ خنجر مردھے پر پڑا کہ وہ زخمی ہو کر گرا اور سب مرد ہوں وغیرہ نے غل مچایا۔ "ارے لینا یہ عیار ہے اس نے مارا ہے۔"

باہر کے ساحر یہ سمجھ کر دوڑے کہ شاید مصور مار رہا ہے اور صرصر سمجھی کہ اس وقت عیار کے دھوکے میں پٹ جائے گی۔ نکل جا پھر چلی آنا۔ یہ سمجھ کر جست کر کے بھاگی۔

حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار بہ شکل صرصر تھا پس اس نے سحر کیا کہ صرصر باہر جا کر ٹھہر گئی۔ ادھر سے جو دوڑے تھے وہ پکڑ کر اندر لائے۔

حیرت نے حکم دیا۔ "مار پڑے۔"

مرد ہے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے۔ ہر چند یہ کہتی ہے۔ "میں صرصر ہوں۔" عیار وہ جو چوبدار بنا کھڑا ہے۔

مرد ہے کہتے ہیں۔ "دیکھئے ہمارے بھائی کو عیار بتاتا ہے اور آپ بچنا چاہتا ہے۔" یہ کہتے ہیں اور مار رہے ہیں۔

اس وقت اور عیار بچیاں صبا رفتار وغیرہ چاروں آگئیں اور بسبب ساتھ رہنے کے انہوں

نے صرصر کو پہچانا اور حقہ ہائے تفتی مرد ہوں پر مارے کہ بارگاہ میں دھواں بیہوشی کا بلند ہوا۔

حیرت گھبرا کر بزور سحر اڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آ گئے ہیں۔

URDU4U.COM

برق نے اس اندھیرے میں دو ایک ساحروں کو مارا۔ غل ان کے مرنے کا بلند ہوا۔ اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے اٹھ کر مارنا شروع کیا۔ ترسول پنسول تیغہ سحر چلنے لگا۔

اب عیار بچیاں صرصر کو لے کر نکل گئیں اور برق بھی کنارے ہوا لیکن یہاں ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ "لینا مارنا جانے نہ پائے۔ جو آتا ہے یہی کہتا ہے' سر و پاؤں نہیں کہ کس ماریں بعض لوگ بھاگے جاتے ہیں دکانیں لشکر کی بند ہوئیں۔ جو کوئی پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے کہتے ہیں کہ "وہ آ گئے۔"

اسی ہنگامہ میں حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عیار کوئی نظر نہیں آتا سمجھی کہ سب نکل گئے۔ اس نے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ ہٹا۔ یعنی لشکری لڑنے سے تھم گئے۔

لیکن مصور بموجب اس مثل کے کہ "دیوانہ را ہوئے بس است' نہیں رکتا ہے۔ حیرت جلد اس کے پاس آئی اور کہا۔ "تمہاری بی بی کے سر کٹنے میں ہنگامہ ہوا ہے۔ چلو سر اس کا آیا ہے۔"

یہ سن کر وہ ساتھ ہوا اور ملکہ نے کہا جلد منادی کرا دو۔ لشکر میں امان ہوئی۔ عیار بچیاں بھی بارگاہ میں آئیں۔ ملکہ نے ان سے پوچھا۔ "یہ کیا ماجرا تھا۔"

انہوں نے کہا۔ "اس طرح عیار نے وقت خنجر زنی مرد ہے کو سامنے کر دیا تھا۔"

یہ کہہ کر ادھر ادھر دیکھا۔ برق پھر صورت بدل کر آکھڑا ہوا تھا۔ اس پر صرصر کی نگاہ پڑی کہا۔ "دیکھئے یہ ہوا تھا۔"

برق یہ کہتا ہوا بھاگا۔ "ہم پھر دو چار کو مارنے آئے تھے۔"

حیرت دنگ ہو گئی اور کہا۔ "سامری ان موذیوں کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر مصور کی دلجوئی میں مصروف ہوئی اور برق نے جا کر حال سارے ہنگامہ کا

مہ رخ سے بیان کیا۔ یہاں تو یہ حال ہے۔
لیکن ادھر باغبان جب اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور دریائے سحر کے پار اترا اور جو پتہ کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا اسی سمت چلا اور احاطہ سحر کے قریب پہنچ کر تخت سے اتر کر اندر گیا۔ جب چمن ستان میں پہنچا۔ پردے کے اندر سے آواز آئی۔ "کون آتا ہے۔ اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہے تو میں تیر سے نشانہ اجل کرتی ہوں۔"
یہ کہہ کر تیر و کمان پردے کے باہر نکالا۔ باغبان سمجھا کہ یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں اور تجھ کو شاہ جاوداں نے جو کچھ سمجھا دیا ہے وہ کرنا چاہیے' خلاف اس کے کرنا خطا پانا ہے۔
یہ سمجھ کر جلد وہاں سے پھرا اور لکہ ابر ازبسکہ اس کے سر پر سایہ افگن تھا۔ اس سبب سے اس باغ سحر سے نکل آیا۔ نہیں تو باہر ممکن نہ تھا اور بہ تلاش مصور لشکر حیرت میں آیا کیونکہ پردے سے صدا سن چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہو کر لشکر میں گیا ہو گا۔ فی الجملہ اس وقت یہ آ کر پہنچا کہ یہاں وہ ہنگامہ مٹ چکا ہے۔ سب بیٹھے ہیں کہ اس کے آنے کی خبر سن کر ملکہ حیرت نے پیشوائی کو لوگ بھیجے۔ اس نے آ کر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی۔ پایہ چہارم تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت نے اس وقت ایک ساغر آب پر سحر دم کر کے مصور کو دیا کہ "پیجئے"
اس نے وہ پانی لے کر پھینک دیا اور کہا۔ "اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ میں کسی کے ہاتھ سے شراب کا جام نہیں پیوں گا اور پھر ساغر لے کر غیر سے پیئے۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔"
یہ کلمات سن کر باغبان نے کہا۔ "اے مرشد زادے مجھ کو شاہ طلسم نے بھیجا ہے اور کہا ہے کہ تم کو ساتھ لے جا کر تمہاری معشوقہ کو راضی کرا دوں۔ تم جانتے ہو کہ شاہ جاوداں کے قبضہ میں جو کچھ طلسم میں ہے' سب ہے۔ میں جب اس کو فرمان شاہی سناؤں گا وہ تم سے ضرور راضی ہو گی۔"

یہ کہہ کر اٹھا کہ آؤ چلو۔ مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی بھی نہیں پھر اس کے ساتھ چلو۔ شاید مطلب نکل آئے یہ سوچ کر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہشیار) اس کے ساتھ ہو لیا۔

URDU4U.COM

باغبان تخت سحر پر بٹھا کر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اس کے وصل سے کامیاب ہو گے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے اتر کر کہا۔ "اے مرشد زادے' میں بغیر حکم تمہاری معشوقہ کے اندر نہیں جا سکتا۔ ایسا نہ ہو کہ تم سے بھی ناراض ہو۔ اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہاں۔ دروازے پر سر آدمی لیے کھڑا ہے۔ چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کر واپس اس حیلے سے اس کو یہاں بلا لاؤ تو میں حکم بادشاہ اس کو سنا کر راضی کر دوں کہ پھر تمام عمر اس کے پاس رہو اور تم کو وہ کبھی جدا نہ کرے۔"

مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر گیا اس پری نے پکارا۔ "کون آتا ہے۔"

اس نے نام بتایا۔

اس نے پردہ اٹھا کر اس کی جانب دیکھ کر مسکرا کر پوچھا۔ "کہو ہماری فرمائش لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے۔"

اس نے کہا۔ "بھلا میری کیا مجال ہے۔ جو خلاف حکم آپ کے عمل میں لاؤں گا اور لایا وہ قحبہ بھاگ گئی تھی۔ اس سبب سے اس کے ڈھونڈنے میں عرصہ ہوا۔ جب ملی تو سر کاٹ کر لایا۔"

اس نے کہا۔ "تو پھر لاؤ کہاں ہے۔"

اس نے کہا۔ "میرا ملازم دروازے پر کھڑا ہے۔ وہیں جا کر دیکھ لیجئے اور آنکھیں تلوؤں سے اپنے مل کر گلگشت چمن کیجئے۔"

یہ سن کر وہ سراپا ناز بصد انداز پردہ اٹھا کر نکل آئی اور اس کا ہاتھ آ کر پکڑ لیا۔ گلے میں باہیں ڈال کر سمت دروازہ چلی۔

باغبان نے دروازے سے جھانک کر اس کو آتے دیکھ کر لکہ ابر کو حکم دیا۔ آب چشمہ

سامری برسا دے۔ ابر گڑ گڑا کر چمن میں چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین بھاگ کر بارہ دری کی طرف چلی تھی راستے ہی میں شرابور ہو گئی اور مصور سے پھر کر کہا۔ "او ظالم تو نے دغا کی۔"

URDU4U .COM

یہ کہہ کر جوگری کاغذ کی طرح گل گئی اور پانی موسلا دھار پڑنے لگا۔ دیوار ہائے حصار و چمن ستان و بارہ دری وغیرہ بالو کی دیوار کی طرح بہہ کر ناپدید ہو گئیں۔

مصور پہلے تو بہ چشم عبرت کھڑا ہوا۔ یہ حال دیکھا کیا اور رویا کیا کہ یہ مکان سراب گاہ ناپائدار میں حباب کی طرح تھا۔ افسوس یہ کیسا مینہ برسا کون عاشق اس طرح پھوٹ کر رویا جس کی آہ سرد ہوا بن کر ایسے ابر کو گھیر لائی۔ جس نے یہ آفت ڈھائی۔

غرضیکہ جب وہ جگہ مع اس معشوق رعنا کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی یہ بھی بیہوش ہو گیا۔ باغبان نے اس کو آ کر اٹھایا۔ جب اس کی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور میں ایک صحرائے لق و دق میں ہمراہ باغبان کھڑا ہوں۔ یہ حال دیکھ کر مستفسر ہوا۔

باغبان نے از ابتداتا انتہا کیفیت اس کے مسحور ہونے کی بیان کی اور کہا۔ "اس جگہ کی زمین دیکھو۔"

اس نے جو سمت زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروندا لکیروں کا بنا ہے اوس میں سیندور سے درختوں کے نقش بنے ہیں اور ایک تصویر گاؤ اور تپلی کی بنی ہے۔

اس نے کہا۔ "یہی گھروندا باغ مجھ کو معلوم ہوتا تھا اور ایسی تصویر پر میں عاشق تھا۔

وزیر نے کہا۔ "اے مرشد زادے' یہ سحر ایسا تھا کہ شاہ تک اس سے عاجز تھے۔ سامری نے تمہیں بچایا۔ اب چلو شاہ تمہیں یاد کرتے ہیں۔"

کہا۔ "میں بوجہ ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نہ جاؤں گا۔ مجھ کو لشکر میں لے چلو۔ تا کہ اپنی بی بی سے صفائی کر سکوں۔"

باغبان اس کو لے کر چلا اور لشکر میں آیا۔ لشکریوں نے جا کر حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہیں۔

صورت نگار بعد اس کے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی۔ اب آتے جو سنا۔ پھر تخت کے نیچے چھپ رہی اور کنیزیں بھاگیں۔ مگر باغبان اس کو لے کر بارگاہ میں اترا۔ اس نے ملکہ حیرت کو سلام کیا اور اتر کر بیٹھا۔ ہوش کی باتیں کیں۔ سب خوش ہوئے۔

صورت نگار بھی تخت کے نیچے سے نکلی۔ مصور نے اس کے رو برو ہاتھ باندھے کہ "اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر میں نے بے وجہ تجھ کو گالیاں دیں اور قتل کا درپے ہوا۔"

صورت نگار نے کہا۔ "میں اسی دن کے لیے منع کرتی تھی۔ آپ نے نہ مانا۔ اب یہ ذلت پر ذلت اٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اب ہاتھ باندھنا اپنا رہنے دو۔ میں درگذری ایسے ملاپ سے۔ اگر یہ عہد کرو کہ میں اکیلا لڑنے نہ جاؤں گا تو البتہ میں ملتی ہوں۔"

اس نے کہا۔ "اے ملکہ ابھی تو بیشک لڑنے نہ جاؤں گا لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا اور وہ مجھ کو بتلایا ہے۔ اس سحر کو میں تیار کر لوں تو ان ذلتوں کا بدلہ لوں گا۔"

غرضیکہ یہ عہد و پیمان کر کے سب داد عشرت دینے میں مصروف ہوئے شراب خواری کرنے لگے اور اہلکاروں نے یہ سب خبریں جا کر ملکہ مہ رخ سے عرض کیں کہ اس طرح باغبان نے آ کر سحر اتار دیا۔ مصور اچھا ہو کر آیا ہے۔ ناچ ہو رہا ہے۔ باغبان وزیر کی دعوت ہے' تیاری ہو رہی ہے۔

یہ خبر سن کر مہ رخ نے کہا۔ "خیر خدا مالک ہے معلوم ہوتا ہے کہ پنبہ لباس سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہو گیا جب ہی پنبۂ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا۔"

یہ کلمات سن کر برق عیار کہ جو اس وقت موجود تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے آیا اور عرض پیرا ہو۔ "جب آپ سے اور بہار سے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو میں نے عرض کیا تھا کہ دوبار آپ لوگ اس کو سڑی کیجئے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دیں گے۔ اب بموجب اس قول کے نوبت تو گزشت نوبت مار رسید ہمارا حصہ اس وزیر باغبان کو زک دینے کا ہے اور انشا اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے

یہ ساحر ہیں سب کو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا۔ کیونکہ یہ وزیر مسخرا استاد کے ہاتھ سے کئی بار زک اٹھا چکا ہے' آج باز نہ آیا تو ایسا اس کو ذلیل کروں کہ پھر کبھی حرا مزادہ ادھر رخ نہ کرے۔"

URDU4U.COM

مہ رخ نے جواب دیا۔ "الحق آپ ایسے ہی ہیں اور ہم سب نے آپ ہی لوگوں کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہے۔ اب کیا ضروری ہے کہ آپ تکلیف کریں اگر یہ وزیر لڑے گا تو دیکھ لیا جائے گا۔ ابھی چھیڑنا مناسب نہیں کیونکہ خواجہ سلامت نہیں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ بیچ میں پڑ جائے۔ باغبان زبردست بہت ہے۔"

برق نے کہا۔ "اے ملکہ خدا تعالیٰ ہمارا قادر و توانا ہے اگر اس وزیر کو سزا نہ ملے گی۔ جسارت یہ جنگ و جدال کرے گا اور چھیڑ اس نے آپ ہی کی قول و اقرار جو استاد سے ہوئے تھے وہ سب بھول گیا۔ انشا اللہ العزیز میں اس کو قرار واقعی سزا دوں گا اور علاوہ بریں قول مرداں جان دارد۔ آپ لوگوں کی باری ہو چکی۔ اب ہماری باری ہے۔"

یہ کہہ کر بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا۔

○○○

## • شیر صحرائی

ازبسکہ سر دربار یہ گفتگو ہو رہی تھی۔ ہر کاروں نے لشکر حیرت کے جا کر سارا ماجرا حیرت سے بیان کیا کہ اس طرح عیار نے دعوی کیا ہے۔ باغبان نے کہا۔ "عیاروں کی موت آئی ہے۔"

URDU4U.COM

حیرت نے کہا۔ "راستہ بند کر دینا چاہیے۔"

باغبان نے کہا۔ "راہ بند کرنے میں معلوم ہو گا کہ ڈر گئے۔ آپ آنے تو دیجئے۔ آئیں گے اپنے پاؤں سے لیکن جائیں گے کس کے پاؤں سے۔ یہ کہہ کر چپ ہو رہا۔

حیرت نے حکم جشن کا دیا ہے کہ آج کی رات اے وزیر تمہاری دعوت ہے کل جانا۔ اس نے بھی منظور کیا ہے اسی وقت سے روشنی کی تیاری لشکر میں ہوئی ہے۔ جھاڑ سو سو کنول کا سر بلند فرشی دو رویہ سڑک کنارے سے استادہ ہیں۔ پرادے سراچوں اور بارگاہ شاہی کو اٹھایا۔ اس اثنا میں دن تمام ہوا اور دشت عالم میں خیمہ ظلام ہوا عیار عالم آئے گوے آفتاب عالمتاب کوبسان عیاراں کیسہ مغرب میں رکھا اور حقہ ہائے انجم کو میدان چرخ پر پھینکا کہ

زمین اس وقت لگتی یوں بھلی تھی
کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختوں کو وہاں مہ کی ضیا نے
دیئے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امرا وزیر افسر لشکر بارگاہ حیرت میں آ کر کرسی ہائے پرز پر متمکن ہوئے۔ ساقیاں مہر دیدار جام بادہ احمر دینے لگے۔ پری چہرگان یا سمن پیکر سامنے رقص کرنے

لگیں۔ گل بانگ عشرت بلند تھی۔ رقص مستانہ اداؤں کا دور ساغر و پیمانہ ہو شرباؤں کا اہل انجمن کو لا یعقل بنائے تھا۔ چاندنی رات کا عالم لشکریوں کی دھوم شمعوں پر جیسے پروانوں کا ہجوم۔ یہاں تو یہ حال ہے۔

URDU4U.COM

مگر برق روانہ ہوا تھا۔ پہلے صحرا میں آیا۔ فیل عیاری کی بجائی۔ قران آواز پر اپنی جگہ سے اس کے پاس آیا۔ اس نے اپنے ارادے سے اس کو مطلع کیا اور کچھ باتیں قران نے اس کو تعلیم کیں کہ تم جاؤ میں اس صورت سے یہاں پہاڑ پر بیٹھا ہوں۔" اور کچھ کہ قران نے بتایا ہے حال اس کا آگے بیان ہو گا۔

غرضیکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمت گار کی اسی بن کر اسی جلسہ دعوت کی طرف چلا۔

وہاں حیرت نے خبر دعوے عیاراں سن کر صرصر وغیرہ عیار بچیوں کو بنا پر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہے۔ عیار بچیاں ہر طرف بہ ہوشیاری پھر رہی ہیں۔

جب برق وہاں پہنچا گھات میں ہوا کہ اپنا کام کرو۔ لیکن صرصر کی نگاہ اس پر پڑی۔ اس نے پہچان کر ڈانٹا۔ "موئے تو کیوں یہاں آیا ہے۔"

صرصر نے کہا۔ "رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہوں اور حیرت سے کہنے چلی۔ برق بارگاہ سے جلد نکل گیا اور اس نے جا کر حیرت سے کہا۔ "برق آیا ہے۔"

حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی اتار کر پھینکی کہ اے انگوٹھی اس بارگاہ میں جہاں کہیں عیار ہو گرفتار کر لا۔"

انگشتری ایک طوق آہنی بن کر چار طرف پھری۔ مگر برق تو پہلے ہی جا چکا تھا کہیں نہ ملا۔ انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہو گئی۔

ملکہ نے اٹھا کر پہن لی اور باغبان سے کہا۔ "میں یہاں آنے کی راہ بند کئے دیتی ہوں۔ عیار ابھی یہاں آیا تھا کیا فائدہ جوا اس نے صحبت کو پریشان کیا۔"

باغبان نے عرض کیا آپ مالک ہیں جو چاہے کیجئے لیکن وہ آیا تھا تو آپ نے مجھ سے نہ کہا میں گرفتار کر لیتا اور اب کے آنے دیجئے پھر جو مجھ سے گرفتار نہ ہو سکے تو

راہ بند کیجئے گا۔" حیرت چپ ہو رہی۔

لیکن برق اسی واسطے پہلے اس طرح آیا تھا کہ کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحروں کو میرے آنے کی خبر ہو جائے۔ کیونکہ ظاہر کرنے میں اس کا ایک مطلب ہے جس کا حال اب بیان ہوتا ہے۔

چنانچہ برق جو بارگاہ سے سیاہہ دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا تھا اس کو دوسری ہیت پر تبدیل کر کے جب دو چار آدمیوں کو اندر جاتے دیکھا۔ انہیں مل کر چلا اور اندر آ کر آدمیوں ملازموں کے پیچھے پیچھے اپنے تئیں پوشیدہ کئے ان خدمت گاروں کی پست پر پہنچا۔

باغبان ملکہ کی پشت پر کھڑے رومال جھلتے ہیں اب سامنے بیٹھنے والے بسبب کثرت ملازمان اس کو نہیں دیکھ سکتے اور پشت بوجہ دیکھنے ملکہ کے کوئی ادھر سے اندر آتا نہیں اور برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب باغبان آ کر دامن تھام کر طلب انعام ہوئی اس وقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ اور باغبان تھی۔ کوئی کسی طرف متوجہ نہ تھا۔ انہیں کو دیکھ کر سب ہنس رہے تھے۔

برق نے قابو پا کر ایک خدمت گار کی بغل کے نیچے سے ہاتھ نکال کر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اس پر مہر افراسیاب کی لگی ہوئی گود میں باغبان کے ڈال دیا کسی کو خبر نہ ہوئی کہ اس نے کیا کیا اور یہ رقعہ مذکور ڈال کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ کر دائیں بائیں سرائچہ وغیرہ اٹھے ہوئے تھے۔ اسی طرح سے باہر نکل گیا اور دور جا کر منتظر وقت ٹھہرا۔

یہاں باغبان نے رقاصہ کو حکم انعام دینے کا دیا خدمت گار جو پشت پر کھڑا تھا۔ اس نے اس کو دو شالہ اوڑھا دیا اور وہ پھر اپنی جگہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ پایا۔ مہر بادشاہی دیکھ کر اسی طرح زانوں کی آڑ میں پڑھا لکھا تھا۔

"اے وزیراعظم، مرحبا کہ تم نے مصور پر سے سحر دفع کیا۔ تمہیں چاہیے کہ ہمارے

پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت میں ہو تو خیر صبح کو ضرور آنا' زیادہ وہاں نہ ٹھہرنا اور اس وقت ہم نے کتاب سامری دیکھی تھی۔ تمہارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش میں بیٹھے ہو اور عیاروں نے دعویٰ عیاری کیا ہے بلکہ برق عیار فکر میں عیاری کی آ چکا ہے۔ لہٰذا تم کو چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا۔ سیدھے اٹھ کر صحرا میں جانا۔ لشکر کی داہنی طرف ایک پہاڑ ہے اس پر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے۔ اس کے پاس میوہ باغ زرد ہشتی ہے تاثیر اس کی یہ ہے کہ جو کوئی وہ میوہ کھائے۔ عیار اس کو بیہوش نہ کر سکیں اور اس کی محفل میں کچھ عیاری نہ کر سکیں۔ پس وہ میوہ لا کر سب کو کھلانا اور فراغ خاطر سی بیٹھ کر داد عیش دینا۔ تمہارا نام بھی ہو گا کہ وزیراعظم ایسے زبردست ہیں کہ انکے سبب سے عیار کسی کو کچھ نہ کر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلا دو گے تو تب یہ جانیں گے کہ وزیر سے کچھ نہ ہو سکا۔ بادشاہ نے بچایا ہم کو تمہاری ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمہاری عظمت سے ہماری بزرگی بھی جانیں گے کہ جس کا وزیر ایسا اس کا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہو گا۔"

یہ مضمون رقعہ مسطور کا پڑھ کر یہ بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب میں ڈال لیا۔ سمجھا کہ یہ پنجہ سحر بادشاہ تیری گود میں رکھ گیا ہے۔ بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہے کہ جس وقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہے۔ پنجہ سحر غائب ہو کر پہنچاتے ہیں جس کو وہ اشیا بھیجی جاتی ہیں وہی جانتا ہے اور کوئی نہیں واقف ہوتا۔

غرضیکہ رقعہ جیب میں رکھ کر یہ کھڑا ہو گیا۔ حیرت نے پوچھا۔ "اے وزیراعظم کہاں کا ارادہ کیا۔"

اس نے کہا۔ "اے ملکہ میں نے آپ کو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن بعد کو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آ کر پریشان کریں۔ اس سبب سے میں ایک چیز لینے جاتا ہوں آپ ہوشیار رہیئے۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

یہ کہہ کر بارگاہ کے باہر آیا اور اڑ کر اس پتے پر چلا جو رقعہ میں لکھا ہوا تھا۔ جب لشکر سے باہر نکل گیا کئی کوس پر دہنی طرف جا کر ایک پہاڑی ملی۔ اس پر آگ روشن

تھی۔ یہ اس پہاڑی پر اترا۔ دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہے۔ سامنے اس کے کھپر جاتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے۔ آنکھیں لال لال چہرے سے غضب و جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھوں میں پڑے' حلقے اور کنڈل کانوں میں ڈالے' جٹائیں خاکستری بنائے۔ شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہے۔ اس نے جھک کر اس کو سلام کیا اور دنڈرت کر کے ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔

وہ جوگی کہ اصل میں قران ہے اور برق سے یہی مشورہ اس نے بتایا تھا کہ تم جا کر بحیلہ رقعہ وزیر کو یہاں بھیج دو میں اس کو بیہوشی کا میوہ دوں گا وہ جا کر کھلائے گا سب بیہوش ہو جائیں گے۔

چنانچہ برق نے وہی کیا۔ اب جو یہ ہاتھ باندھ کر ٹھہرا۔ قران بسبب عالی دماغی کے منہ سے بولا۔ اس نے کہا۔ "حضور مجھ کو میوہ باغ زر بہشتی عنایت ہو۔"

قران نے کئی سیر جنگل بیر کونچ کے بیہوشی نمکین اور شیریں اس میں تھی اور ایک رومال میں باندھ کر مرگ چھالے کے نیچے رکھے تھے۔

اس کے مانگنے سے اشارہ کیا۔ "یہ رکھا ہے لے لے۔"

اس نے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا اور شاداں و فرحاں سحر پر بیٹھ کر چلا۔ دم بھر میں بارگاہ حیرت میں آیا اور کہا۔ "میں وہ چیز لایا ہوں کہ عیار سر ٹپکیں اور کچھ نہ ہو سکے۔"

حیرت باصرار مستفسر حال ہوئی کہ سچ بتاؤ کہاں گئے تھے۔

اس نے کہا۔ "مجھ سے شہنشاہ نے پتلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زر دہشت میں جاؤ اور وہاں کا میوہ لاؤ۔ پس میں باغ زردہشت میں گیا تھا۔ وہاں کا میوہ لایا ہوں۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ عیار عیاری نہ کرسکیں گے۔ سب کو کھانا چاہیے۔

یہ گفتگو سن کر ہر چند عیار بچیاں حاضر تھیں لیکن ذہن میں خیال ہی نہ پہنچا کہ اس میں کوئی فریب ہے کیونکہ وزیر خود گیا اور کہتا ہے کہ باغ زردہشت سے لایا ہوں۔

پھر دھوکا اور شبہبہ کون سا باقی ہے۔ صرف اتنا بنا بر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اس پر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بن کر نہ آیا ہو۔

جب بنگاہ سحر دیکھا۔ وزیر کو فورا معلوم ہو گیا کہ ملکہ تجھ کو آزماتی ہے۔ اس نے ہنس کر کہا۔ "اے ملکہ آپ مجھ کو کیا دیکھتی ہیں۔ میں عیار نہیں ہوں۔"

ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیوں نے بھی بنگاہ عیاری اس کو دیکھا خوب پہچان لیا کہ یہ باغبان ہے۔ عیار نہیں ہے اس وقت وہ میوہ طلب کیا۔ اس نے رومال سے نکال کر حیرت کو دیا وہ بنا بر تعظیم و ادب سر پر رکھ کر کھڑی ہوئی۔ سب حاضرین محفل کھڑے ہو گئے اور میوہ سر پر رکھا۔ پھر رومال کھول کر فی ارسم پانچ پانچ بیر تقسیم کئے اور تبرک سمجھ کر خادم خدمت گار سب اہل یادگار کو دیئے کہ کھائیں اور محفوظ از مکر عیاراں رہیں۔ صرصر وغیرہ عیار بچیوں نے بھی لے کر کھائے اور سب نے کھائے۔ کہتے جاتے تھے کہ ظاہر میں تو یہ بیر معلوم ہوتے ہیں مگر واقعہ میں عجیب لذیز میوہ ہے کہ سلونا بھی ہے اور میٹھا بھی اور نہیں معلوم کہ اس کا نام کیا ہے۔

باغبان نے کہا۔ "اس میوہ کو حیات کہتے ہیں اور دافع فریب بھی اس کا نام ہے۔" سب بہت خوش ہوئے اور کھا پی کر جمع دیکھنے لگے۔ سب سے پہلے صر صر کو نشہ ہوا مگر خیالی بیہوشی کا تو تھا ہی نہیں۔ سمجھتی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر میں درد ہوتا ہے۔ اس میں رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا گری کیونکہ اس کو بھی بیر دیئے تھے لہٰذا جب وہ گری تب باغبان نے کہا۔ "کوئی نہ اٹھائے یہ الٹی ہو کر ناچے گی۔"

غرضیکہ ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور اس نے صورت نگاہ کے سر پر ایک وصول ماری کہ "مالزاری اٹھ کے ناچتی نہیں۔"

صورت نگار نے بھی نشہ میں کچھ پاس نہ کیا۔ حیرت کی چوٹی پکڑی۔ مصور لگا چھڑانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی طرف داری کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر مصور سے لپٹ پڑا اور اس کی داڑھی پکڑی۔ اس نے اس کے پٹے پکڑے۔ دونوں لڑتے ہوئے گرے۔

ادھر حیرت اور صورت نگار بیہوش ہوئیں۔ ساحر نشہ میں شرابیوں کی طرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے جوتی پیزار لڑ کر بیہوش ہو گئے۔ عیار بچیاں بھی اسی عالم میں لڑ کر مبتلا ہیں۔ عجیب کیفیت ہے۔

URDU4U .COM

غرضیکہ جب سب بیہوش ہو گئے۔ برق نے باغبان کو جاتے دیکھا۔ ادھر سے قران میوہ دے کر چلا تھا۔ کنارے لشکر کے برق کو ملا اور کہا۔ "آؤ سب بیہوش ہو گئے ہوں گے چل کر لوٹیں۔"

یہ مشورہ کر کے بمشکل مبدل چلے۔ پہرے والوں سے بچتے ہوئے جب قریب بارگاہ پہنچے۔ یہاں کے پہرے والے اور خدمت گار سب بیہوش تھے۔ عیاروں نے جلد سرائچہ بارگاہ گرا دیئے اور دروازے پر نکتہ لگا کر با اطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیوں کو پہلے رنگ و روغن عیاری لگا کر برق و ضرغام و جانسوز وغیرہ کی صورت بنا دیا اور ان کو صفیہ بیہوشاں سے الگ لے جا کر لٹا دیا۔ پھر بزم کے تمام ساحروں کی مع مصور باغبان کے داڑھی' پلکیں' موچھیں' بھنویں چار آبرو کا صفایا کر دیا۔ سب مونڈ کر جادو گرنیوں کے سر مونڈے۔

لیکن حیرت کی جب نوبت آئی۔ دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے۔ کچھ آفت آئے گی۔ اس سبب سے اس کا سر نہ مونڈا' باقی عیار بچیوں کو چھوڑ کر سب کے سر مونڈ کر منہ سب کے کالے کئے۔ ہاتھ میں جوتیاں پہنا دیں اور باغبان کو عورت حسینہ بنا کر مصور کے پہلو میں برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر والا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ میں دی اور اور تمام محفل کے کپڑے اتار لیے ایک اک تہمد باندھی کہ ننگے نہ رہیں وہ بھی صرف عورتوں کے باندھ دی اور مردوں کو یونہی رکھا۔ صرف عیار بچیاں برہنہ نہیں ہیں۔ ان کو مردانہ لباس مثل عیاراں پہنا دیا ہے۔

غرضیکہ جب یہ سامان کر چکے۔ باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل ہو سکے ان کو مارنا بھی چاہیے۔ یہ مشورہ کر کے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحروں کو جو قتل نہ ہو سکیں گے رہنے دے کر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچ کر گردنیں کاٹنا شروع کریں۔ ہنوز

کسی کو قتل نہ کیا تھا کہ وہاں شاہ جاوداں نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب حال دریافت کیا۔ عیاروں کی چالاکی معلوم کر کے خود وہاں سے چلا۔

URDU4U.COM

کیونکہ رات زیادہ ہو گئی تھی۔ کسی کو بھیجنا مناسب نہ سمجھا۔ یہاں عیاروں نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور ان کے مرنے کا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا سن کر دوڑے تھے کہ دفعتہ تاریکی ہو گئی اور آواز بڑے زور کی آئی۔ "میرا نام افراسیاب۔"

عیار یہ صدا سن کر جلد دو چار اور قتل کر کے جست و خیز کناں رو بفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے۔

یہاں بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ایسی چلی کہ جتنے شمع و چراغ گل ہو گئے تھے۔ آپ سے آپ روشن ہو گئے اور برودت ہوائے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے۔ اول عیار بچیاں ہوشیار ہوئیں اور یہ ہنگامہ و شور دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جائیں۔ شاہ جاوداں سمجھا کہ یہ عیار ہیں۔ اس نے سحر کرکے ان کو بے حس و حرکت کر دیا۔

اس اثنا میں اور بھی سب ہوشیار ہوئے۔ مصور نے جو وزیر کو مثل زن حسینہ پہلو میں پایا جان جہاں کہہ کر لپٹا اور بوسہ لیا۔ وزیر نے بوسہ لیتے وقت اس کی ناک دانت سے داب لی۔ اس نے چیخنا شروع کیا کہ "واسطہ سامری کا یہ کون سا غمزہ بیجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے۔ میں دل دوں گا مگر ناک نہ دوں گا۔"

اس ہنگامہ میں زوجہ اس کی چونکی اور میاں کو غیر عورت سے لپٹتے دیکھ کر یہ بھی فرط رشک سے مصور کو دوہتڑوں سے مارنے لگی کہ بھڑ دے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہے۔ پھٹے منہ تیری بے حیائی پر لعنت۔

مصور کے گلے میں جھولا بندر والوں کی طرح پڑا تھا اور ڈگڈگی ہاتھ میں بندھی تھی' وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت نگار کے ہاتھ میں جوتیاں تھیں۔ جب وہ دو ہتڑ مارتی تھی۔مصور کے سر پر پڑتی تھی۔ ایک طرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا۔

اس ماجرے کو دیکھ کر جتنے ہوشیار ہوئے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھنا بھول کر

ہنس رہے تھے اور جو منہ پر ہاتھ لے جاتا تھا۔ رخسار پر جوتی پڑتی تھی۔ بعض جو اٹھ کر مصور کو چھیڑنے چلے تھے۔ ننگے اچھلتے تھے۔ بلکہ حیرت جو اٹھی تھی' بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔

URDU4U.COM

بادشاہ طلسم تا دیر ہوشیار کر کے یہ تماشا دیکھا کیا اور دست تاسف ملتا رہا۔ آخر اس نے نعرہ کیا۔ "باشید اے بخیر دان چشم خود را وکنید و حال خویش را تماشا کنید۔" اس نعرے سے سب مست مے غفلت ہوشیار ہوئے اور اپنے تئیں برہنہ دیکھ کر شرمائے۔ وزیر نے ناک مصور کی چھوڑ دی۔ یہ بھی الگ ہوا۔

غرضیکہ سب نے اپنی ہیئت کو آئینہ میں معائنہ کیا اور لباس طلب کر کے پہنے۔ جب بادشاہ پہلوے حیرت میں بیٹھا اور سب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے منہ کو ڈھاٹے باندھ کر چھپائے تھے۔

بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا۔ "کیوں تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہاں آ کر ٹھہرنا۔ آخر میرا کہنا نہ ماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہوا ہے۔ کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور نہیں ہو سکتا تھا۔"

شاہ طلسم کے غضب ناک کلمات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا۔ "عیار جو میں نے گرفتار کئے ہیں۔ ان کا سر جلد کاٹ ڈالو۔"

ساحر ازبسکہ جلے ہوئے تھے۔ حکم پاتے ہی تلوار کھینچ کر بہر قتل اٹھے۔ عیار بچیاں لرز گئیں اور عرض پیرا ہوئیں۔ کچھ عورتوں کو حکم ہو کہ وہ ہم کو تنہائی میں دیکھ لیں۔ ہم آپ کی عیار بچیاں ہیں۔ آئندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے۔"

بادشاہ کئی بار اپنے ملازموں کو اپنے ہاتھ سے دھوکے میں قتل کر چکا تھا۔ اس سبب سے قتل کرنے والوں کو مانع ہوا اور عیار بچیوں سے پتہ نشان پوچھ کر چھوڑ دیا۔ یہ بھی لباس تبدیل کر کے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار ہوئیں۔ شاہ طلسم نے ان سے کہا۔ "لعنت ہے تم پر کہ تم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ دیکھو عیار ایسے

ہوتے ہیں۔"

صرصر نے کچھ جواب نہ دیا اور دل میں قائل ہوئی کہ واقعی مجھ کو گمان تھا۔ عمرو کی نسبت و گلیم وغیرہ تبرکات سے کام لیتا ہے اس وجہ سے ہم ان کی برابری نہیں کر سکتے مگر یہ گمان غلط نکلا۔ شاگردان عمرو بھی بلائے روزگار ہیں وہ عیاری کرتے ہیں کہ ہمارا ذہن بھی اس تدبیر تک نہیں پہنچ سکتا۔ فی الجملہ جب بادشاہ نے ان کو بہت لعنت ملامت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ "جو کچھ اب ہم کریں گے۔ حضور ملاحظہ فرمائیں گے اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہیں۔"

یہ کہہ کر بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئی اور افراسیاب ملکہ حیرت کو نصیحت و پند بہت سی کر کے کہ تم گھبرانا نہیں' میں ان نمک حراموں کے قتل کو ساحر زبردست بھیجوں گا۔ مجھ کو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کر لوں تو اس کو قتل کروں' مگر نہیں اب طلسم کشا کو مارنا لازم ہے اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کہے گا کہ میری شرکت کی خبر سن کر عمرو کی غیبت میں اسد کو مار ڈالا۔ شاہ جاوداں مجھ سے ڈر گیا۔ پس انتظار کرتا ہوں کہ وہاں سے بھی مدد آئے تو طلسم کشا کو قتل کروں دیکھوں کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہے۔ اے ملکہ میں کوکب کی کوئی حقیقت نہیں جانتا۔ وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان و صحرا کی ہمارے جدد آبا نے سرداری اس کے بزرگوں کو دی تھی۔ اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے۔ جس وقت میرے مقابل آئے گا۔ سزا معقول پائے گا۔"

یہ کہہ کر باغبان کو اپنے ہمراہ لے کر سمت باغ سیب گیا۔ باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہتا گیا کہ "ہم تم سے زیادہ ذلیل ہوئے۔ خیر دیدہ باید کہ کیا قسمت دکھاتی ہے۔"

مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو ادھر گئے اور مصور سحر تیار کر کے اپنے مقام پر جا کر چلہ کش ہوا۔ حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ ساکن ہوئی۔ جنگ و جدل چند روز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنی تیز تاباں رخسار سحر پر نمایاں ہوئی اور سوار ظلمت روئے روزگار سے چھڑا کر سرخی شفق سحر عیار دہر نے لگائی اور مہ رخ نے دربار کیا۔ سرداران ذی

رتبہ حاضر ہوئے دربار معمور ہوا۔
عیاروں نے آ کر ڈاڑھیاں اور لباس ساحران حریف کو دکھایا اور ماجرا شب گزشتہ بیان کیا۔ ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا۔ قہقہے اڑے۔ آخر سب باطمینان داد عشرت دینے لگے۔

URDU4U.COM

اب حال سنئے جنبین جادو کنیز کا۔ زمانہ قدیم میں ایک کنیز جنبین جادو نامی خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ کر طلسم ہوشربا میں آئی اور اس نے سرکار افراسیاب میں سرفرازی پائی۔ اب طلسم باطن میں ایک باغ دلبستان اس نے بتایا ہے اس میں رہتی ہے ہمیشہ داد عیش و نشاط دیتی ہے۔
فی الجملہ جب عمرو طلسم کوکب میں پہنچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمرو کی منظور ہوئی تو اس وقت فساد کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظر ہوا۔ آخر یاد آیا کہ جنبین کو پکڑ لانا چاہیے۔ اگر کوئی روکے گا تو موقع جنگ وجدان خوب ہاتھ آئے گا۔ پس مجلس کو ایما کیا گیا کہ وہ آغوش عمرو میں آ کر بیٹھی اور بہر گرفتاری کنیز مذکور پتلا سحر کا اس نے روانہ کیا۔
چنانچہ وہ پتلا اڑتا ہوا قریب دارالعمارتہ شاہ کوکب پہنچا وہاں ایک زنجیر آتش بروئے ہوا کھنچی ہے اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہی زنجیر نظر آتی ہے جو اس سے گذرے تو سرحد طلسم نور افشاں طے کر کے اور بہت جلد طلسم ہوشربا میں پہنچ جائے۔ دوسری طرف سے جانے میں برسوں گذریں اور راہ نہ پائے۔ یہ پتلا اور جو ساحر جو خبر لینے لشکر عمرو کی چلے تھے۔ اس زنجیر کے پاس پہنچ کر آگے نہ بڑھ سکے اور محافظان زنجیر نے جا کر بصد ادب کوکب سے عرض کیا کہ "اس طرح پتلا اور ساحر قریب زنجیر آئے ہیں۔"
بادشاہ نے کہا۔ "مجلس کی خاطر ہے جانے دو۔"
یہ کہہ کر ایک نامہ بران کو لکھا۔ "اے فرزند! تم نے غلطی کی پتلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائے گا اور خاطر رہے عمرو کی کہ یہ جنگ ہم نے اپنے ذمے لی۔ اب ہم سے

لڑائی کی بنیاد شروع ہے جو کوئی صاحب انصاف سنے گا وہ یہی کہے گا کہ افراسیاب نے برا کیا۔ یعنی ایک تو کنیز کو بٹھا رکھا۔ دوسرے جو اس کو لینے آیا۔ اس کو بھی مارا۔

URDU4U.COM

خیر اچھا کیا جو یہ پتلا بھیجا۔"

یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لے کر بران کے پاس آیا' نامہ دیا اور کہا۔ "یہ میوہ خواجہ صاحب کے لیے بھیجا ہے۔"

پڑھ کر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی۔ خواجہ نے پوچھا۔ "ملکہ کیوں ہنسی۔"

بران نے کہا۔ "خواجہ مبارک ہو' آپ کو میرے باپ نے بدل آپ کے شرکت فرمائی۔ اب تھوڑی دیر میں لڑائی شروع ہے۔"

مخمور نے کہا۔ "شاید پتلا جو بھیجا گیا ہے۔ اس سے چھیڑ شروع کی ہے مگر مجھ کو یہ خوف ہے کہ افراسیاب نے بڑے جال پھیلا رکھے ہیں۔ دیکھئے جو اس پر کوئی فتح یاب ہو ایک اس نے قلعہ ایسا بنایا ہے کہ چادر درجے اس کے ہیں۔ ایک درجے میں سامری کے مہنت' دوسرے میں اژدر سوار تیسرے میں ببر سوار چوتھے میں برقیں سحر کی ہیں پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے بی بی وہ موا بڑا زبردست ہے۔"

بران نے کہا۔ "میں ایسے قلعوں کو گھروندا سمجھتی ہوں" اور لٹ زلف کی سرکار کے اختر مروارید کا نکالا۔

مخمور ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر اس کے دیکھنے کی تاب نہ لائی۔ آنکھیں بند کر لیں۔

بران نے کہا۔ "اے مخمور' یہ سینہ ساحران عالم توڑتا ہے اور اب پتلے کا حال معلوم ہوئے تو پھر دیکھنا کہ کیا ہوتا ہے۔"

غرضیکہ یہاں تو ذکر ہے ادھر پتلا اجازت پا کر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے' لیکن پتلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر پھر خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کی طرف روانہ ہوئے۔

مگر پہلے پتلے کا حال سنئے کہ سیدھا باغ میں پہنچا' جنین چوکی پر بیٹھی منہ دھو رہی ہے۔ کنیزیں آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں بیسن دانی ہے کوئی چلچی لیے

کھڑی ہے۔ جنین نے رخسار پر صابون ملا ہے اور پپڑیاں ہونٹ پر سے لالی کی اور دانتوں سے ریختن سی کی چھڑا رہی ہے کہ پتلا آ کر پہنچا۔ ایک کنیز نے اس کو دیکھ کر کہا۔ "اوئی تو کون۔"

URDU4U.COM

اس کے کہنے سے جنین نے بھی دیکھا۔ رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اس کا معشوق بیٹھا تھا۔

پتلے نے اس سے کہا۔ "میاں ہمارا سلام ہے وہ سمجھا کہ یہ پتلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے۔ یہ سمجھ کر بولا۔ "آیئے بیٹھئے۔ پتلا سیدھا جنین کے پاس آیا اور کہا۔ "چل مالزادی تجھ کو ملکہ مجلس جادو نے بلایا ہے اور فرمایا ہے کہ آئے تو جھونٹے پکڑ کے لانا۔"

یہ سن کر اس نے کہا۔ "لو صاحبو' میں اب تک لونڈی بنی رہی۔ ہاں پہلے لونڈی تھی' مدت ہوئی کہ نکل آئی اور مجھ سے کیا کام۔ اچھا میں نامہ لکھے دیتی ہوں لے جاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ ماندی ہو گئی ہے۔"

پتلے نے کہا۔ "مالزادی فحبہ اب تو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی" اس نے منہ پر طمانچے لگائے اے توبہ میں بھول گئی۔ عرضی لکھے دیتی ہوں۔

پتلے نے جواب دیا۔ "میں لے جانے اور لے آنے کا ٹھہرا۔ تمہارا پیامی ہوں یا تمہارے باپ کا نوکر ہوں۔ خیر معلوم ہوا تو یوں نہ جائے گی۔"

یہ کہہ کر لپکا۔ جنین نے کنیزوں سے کہا۔ "روکو اس کو چار طرف سے کئی ہزار عورتوں نے آ کر گھیرا اور نارنج ترنج وغیرہ پتلے پر پڑنے لگے مگر جو نارنج پتلے پر پڑا اس کے جسم سے شعلہ نکلا اور جا کر اسی عورت کے پڑا کہ جس نے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگا اور پتلے نے جس کے دوڑ کر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی تڑپ کر مر گئی۔

جنین نے بھی بہت سحر کئے مگر کچھ اثر نہ کیا۔ آخر بزور سحر وہ اڑی اور سمت افراسیاب بھاگی۔ پتلا بھی پیچھے اس کے اڑا۔ دریائے خون رواں کا بارہ کوس کا یہاں سے میدان

نے اس کو سنبھال کر نیچے اتار دیا۔ اس نے اپنے کپڑے ہوش میں آ کر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھری بلا گرداں ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی۔

URDU4U.COM

بادشاہ نے کہا۔ ”تمہاری تو جان بچی‘ لیکن ہم سے اور کوکب سے قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا۔ جو شخص کہ عقلائے روزگار میں سے حاضر دربار تھے وہ عرض رسا ہوئے۔

”واقعہ پر حضور غور فرمائیں کہ ایک کنیز کو دامن پناہ دینے سے آپ نے اس قدر پاسداری فرمائی۔ پس جو کوئی کوکب کے پاس سفر دور دراز و سخت و صعب طے کر کے گیا ہو گا اور طالب امداد ہو گا اور اس نے اس کو پناہ دی ہو گی۔ وہ کس مرتبہ اس کی پاسداری کرے گا۔

شاہ یہ باتیں سن کر سمجھ گیا کہ یہ کنایہ عمرو کی طرف ہے یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو‘ یہ پہلی چھیڑ عمرو کی طرف داری کے لیے ادھر سے ہوئی ہے۔ میں نے برا کیا جو پتلا مار ڈالا۔ کیونکہ قائل ہونے کی جگہ ہے۔ اس نے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا۔ کچھ میری ملازم کو نہ ستایا تھا۔ اگر یہ کہئے کہ پرائے گھر زبردستی کیوں جتائی تو وہ کہے گا کہ میں تمہارے گھر کو بھی اپنی ہی گھر جانتا تھا۔ جس طرح میرا جی چاہا میں مالک مثل تمہارے تھا۔ اب تم نے مجھ کو غیر سمجھا تو میں بھی تمہیں بیگانہ جانتا ہوں۔“

یہ کہہ کر مشیروں سے صلاح کی‘ اب اس بارے میں کیا کرنا چاہیے۔

انہوں نے عرض کیا۔ ”ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ حضور ایک نامہ مشتمل بر عذر اس کا لکھیں کہ ”اے برادر یہ سب فساد عمرو کا ہے۔ ہمارا ارادہ تم سے بگاڑ کا نہیں ہے تمہاری بھتیجی کا پتلا یہاں آیا تھا۔ اس نے بہت سے ساحر میرے یہاں کے مار ڈالے۔ اس بنا پر اس کو میں نے مارا امید ہے کہ اس رنج کو خاطر میں جگہ نہ دینا اور جنہیں تمہاری کنیز مدت سے نکل آئی ہے اس سبب سے میں نے اس کو رکھ لیا کہ وہ گھر ایک ہی ہے اب تم چاہو تو میں اس کو بھیج دوں اور تمہیں بھی چاہیے کہ عمرو کو پکڑ کر بھیج دو۔ فساد موقوف کرو۔“

یہ رائے مشیر والا تدبیر نے جب بتائی شاہ کو پسند آئی۔ دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا۔ یہاں تو نامہ لکھا جاتا ہے۔

URDU4U.COM

مگر پتلے کا جب سر پھٹا وہ پتلا تو جل گیا۔ لیکن طائر خوش رنگ اس کے سر سے نکلا اور جانب طلسم نور افشاں فریاد کرتا چلا۔

یہاں بران و عمرو وغیرہ بیٹھے ہیں کہ طائر آ کر چلایا۔ ناچ ہو رہا تھا۔ ملکہ نے اس کی فریاد سن کر ناچ کو منع کیا۔ اس طائر نے پکار کر کہا۔ "میں آپ کے حق نمک سے ادا ہوا۔ یعنی ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا۔"

یہ کہہ کر زمین پر گرا' منہ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جل گیا۔ مجلس جادو نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا۔

امی جان ہمارے پتلے کو جنین فجبہ نے مارا۔ اے امی جان خود میں ابھی جا کر آفت برپا کر دوں گی۔

بران نے اس کو گود میں لیا اور آنسو پوچھے اور کہا۔

"اے بیٹا جنین بیسوا کی یہ مجال ہے کہ تمہارے پتلے کو مارے۔ یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہے ہم بھی چلیں گے اور والد بھی چلیں گے۔ اب تو بگڑی ہے ان سے۔ دیکھو تو کیا ہوتا ہے۔"

مختصر یہ کہ اس کو سمجھا کر نامہ شاہ کوکب کو پتلے کے حال کا لکھا کہ ایک سحر نامہ لے کر گیا۔ بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا۔ جب پہنچا پڑھ کر ہنسا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی۔ اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور میں بھی خواجہ سے ملاقات کروں گا اور کثیر فوج بھیجوں گا اور مجھ کو سب حال پہلے سے معلوم ہے بلکہ عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے۔ اس کا بھی حال تمہیں آگے ظاہر ہو گا۔"

جب یہ نامہ بران کو پہنچا۔ اس نے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی خوب ہو گی۔ غرض کہ اسی خوشی میں حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت

ہوئے لیکن اس طرف کا حال سنئے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامہ عنبرین شمامہ سواد مشک رنگ سے لکھنا شروع کیا۔

URDU4U.COM

یہ نامہ منشی نے تمام کر کے بعد ملاحظہ شاہ مزیں بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کر کے سامنے شاہ والا کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار فلک کی طرف سے اتر کر سامنے آیا اور سلام کر کے ٹھہرا۔

بادشاہ نے فرمایا۔ "اے قرطاس جادو' میں نے اس لیے تمہیں بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ کوکب کے پاس لے جاؤ اور جواب با صواب لاؤ۔ اس ساحر نے عرض کیا کہ "غلام آپ کا ہر چند کہ لیاقت نامہ داری اور دربار شاہان نہیں رکھتا ہے لیکن آپ نے جو اس منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہے تو آپ کے اقبال سے بچا لاؤں گا مگر جس طرح کہ خسر وانہ ذی جاہ ایلچی بھیجتے ہیں۔ یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لے کر بحشمت تمام تر جائے گا اور کسی سے دب کر عجز کے کلام نہ کرے گا۔ جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دے گا۔ اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجئے' ورنہ معاف فرمایئے۔"

بادشاہ نے فرمایا۔ "میں بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہوں کہ وہاں جائے اور شوکت میری ظاہر کرے۔ تم جس قدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا۔ بلکہ اگر جنگ کا آغاز ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ خزانہ اور لشکر بھیجا جائے گا۔"

اس ساحر نے یہ سن رک پایہ تخت کو بوسہ دیا۔ بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا۔ خلعت سے مخلع ہو کر نامہ سر سے باندھا۔ وہاں سے رخصت ہو کر اپنی جگہ پر آخر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے تخت ہائے ساحران منقش و رنگین تھے۔ جواہر پایوں پر نصب تھا۔ نہایت پر تزئین تھے۔ ساحروں کے بازوؤں پر بت بندھے تھے۔ ہالہ ہائے مروارید سب پہنے تھے۔ جھولی ہر ایک کی زربفتی تھی۔ مرکبوں کی ہیکلوں میں جواہر کی تختی تھی۔ آگے آگے طاؤ ساں زریں بال پر نقارے سیمیں و طلائی لدے تھے۔ ساحر بہ لباس عمدہ ان پر بیٹھے تھے پیچھے ان کے ساحر اور جادو

گرنیوں کے پرے سراسر دریائے جوہر میں غوطہ مارے ناقوس پھونکتی بیرتوں کو جلوہ دیتی تھیں۔ اپنے حسن پر پیر گردوں کو دم دیتی۔ ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھیں۔

URDU4U.COM

بیچ سپاہ کے چالیس اژدر تخت جواہر آگیں کہ ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اس پر بیٹھا ہوا گرد افسران نامور گھیرے پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر طائر سحر لدے بروئے ہوا' یہ لشکر اڑتا ہوا نہایت تزک سے روانہ ہوا۔

اٹھے لکہ ابر سحر آفرین
چھپا چرخ پر روئے مہر مبین
ہوا میں اڑیں سرخ جو جھنڈیاں
گھٹا میں لگیں کوندنے بجلیاں
دہن اژدروں کے کھلے بھاڑ سے
پیاپے وہ شعلے اگلنے لگے
ہوا سے تھا شعلوں میں یوں پیچ تاب
کسی دل جلے کو ہو جوں اضطراب
اڑے تھے جو طاؤس وہاں بیشمار
دل دہر میں داغ تھے آشکار
ہوا ایسا ڈمرد سے پیدا خروش
اڑے ہندو چرخ کے جس سے ہوش
بہم غول باندھے ہوئے ساحران
چلے ساتھ اس کے عز و شان

ازبسکہ قرطاس اس ارادے پر چلا ہے کہ میں جوابات سخت دوں گا' یقین ہے کہ فساد ہو پھر اس صورت میں کیا معلوم کہ زندہ رہوں یا ہلاک ہو جاؤں۔ لہٰذا لازم ہے کہ سب اپنے دوست اور رفقا اور اعزا وغیرہ سے مل لوں۔ چنانچہ اس کے چند دوست اور

عزیز لشکر حیرت کے افسر ہیں۔ ان سے ملنے و نیز اپنی شوکت وہاں کے لشکر کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا۔ جب دریائے سحر کے پار اترا۔

URDU4U.COM

حیرت کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہر رخصت ادھر آتا ہے۔ اس نے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزاز اس کو لے آئے۔ ملکہ نے عزت سے بٹھایا۔ اس نے عرض کیا۔ "میں برسم قاصدی جاتا ہوں' لیکن عزم رکھتا ہوں کہ عمرو کو مار کر آؤں گا۔ سر دربار شاہ کوکب و برآن بزور سحر بھالا بن کر پیٹ میں عمرو کے جاؤں گا اور دل و جگر چھیدوں گا۔"

حیرت نے کہا۔ "تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ ہو اپنی جان نہ دینا۔ ملک پرایا ہے۔ شہنشاہ سمجھ لیں گے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا۔"

اس نے کہا۔ "اگر ایک میں نہ ہوا نہ سہی' وہ فساد کرانے والا تو نہیں رہے گا۔"

یہ باتیں سن کر سب اہل دربار اس کی سمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر مہ رخ جملہ کیفیت معلوم کر کے بارگاہ اسلامیان میں آئے اور بصد ادب زبان پر لائے کہ "اے شہریار گردوں وقار ایک ساحر بعہد نامہ رسانی مامور ہو کر سمت کوکب جاتا ہے اور ایسا ارادہ فاسد رکھتا ہے۔" یہ خبر سن کر سب افسر بہر عمرو دست بدعا ہوئے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگران رہے۔ مگر عیار موجود تھے۔ اپنے استاد کی ضرر رسانی کی خبر سن کر گویا ہوئے۔" اس نامہ دار کی شامت آتی ہے۔ ہم راہ ہی میں اس کو دہر و ملک عدم کریں گے۔ خواجہ تک جانا کیسا راستہ میں پیام اجل پہنچا دیں گے۔ دشت جہنم کی سیر کرا دیں گے۔"

یہ کہہ کر برق نے ضرغام و جانسوز کو طلب کیا اور کہا۔

"اے برادر ہم اور قران اس ساحر کے فراق قتل میں جائیں گے۔ شاید ہم کو عرصہ ہو جائے تو لشکر سے تم خبردار رہنا۔"

یہ کہہ کر گلے ملا اور سپرد خدا کر کے روانہ ہوا۔ راہ میں قران سے ملاقات ہوئی۔ اس نے سب ماجرا بیان کیا۔ قران نے کہا۔"تم چلو میں بھی جلد آتا ہوں۔"

یہ وہاں سے بڑھ کر خدمت گار کی سی صورت بنا۔ اس عرصے میں قرطاس کے لیے بارگاہ عالی استاد ہوئی۔ اس لیے کہ یہ آج مقام کر کے دوستوں سے مل کر کل رہگذار منزل مقصود ہو گا۔

URDU4U.COM

پس حیرت سے اجازت سے لے کر بہرہ آرام قرطاس اپنی بارگاہ میں آیا تھا کہ برق بھی پہنچا اور اس نے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ یہ میووں کی ڈالیاں اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب جاتی ہیں۔ سمجھا کہ اسی بارگاہ میں وہ نامہ دار ساحر ہے۔ یہ میوہ اس کے لیے لائی ہیں۔

یہ سمجھ کر اس چمک دمک اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا کہ کون اندر گیا۔ صرصر نے پرچھائیں سی دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا ہے۔ اس نے صبا رفتار سے کہا۔ "دیکھو عیار اندر گیا۔"

اس نے کہا۔ "جانے دو۔ تم دخل نہ دو کئی بار ذلت ہو چکی ہے۔ میوہ دے کر اپنے کام کو چلو جو عیاری بن پڑے گی وہ کرتا۔ یہاں بولنا برا ہے۔"

یہ کہہ کر دونوں بارگاہ میں آئیں۔ قرطاس کو ڈالیاں دیں کہ ملکہ نے بھیجی ہیں۔ اس نے ان کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ پھر اپنے دوستوں اور افسروں کو بلوایا۔ ناچ ہونے کا حکم دیا۔ سب دوست آشنا آ کر جمع ہوئے۔ ہر ایک سے یہ ملا۔ پھر ناچ ہونے لگا۔ دور جام شراب شروع ہوا۔ اتنے عرصے میں فرمان قضا جریان حکم الحاکمین بنام خرد سیارہ گان رائے روپوشی و نظر بندی دیوان کدہ قدرت سے صادر ہوا اور منشی ندرت طراز قدرت نے نامہ صفحہ سپہر پر بخط نور انجم قلم کہکشاں سے رقم فرمایا۔

چھپا خورشید پھر پیدا ہوئی شام
کھلا نیرنگی دنیا کا انجام
کبھی یہ تیرہ رو ہے اور کبھی زرد
دل انسان میں پیدا اس سے ہجر درد

پہر رات تک جلسہ عشرت و انبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہو کر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے نوکراں سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ جو خیام کہ استادہ ہیں وہاں جا کر سو رہو اور چھ ملازم بہر خدمت اپنے پاس رکھ لئے۔

URDU4U.COM

برق جو خدمت گار بنا ہوا تھا۔ یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ میں آ کر ٹھہرا۔ سب نوکروں نے اس کو نیا آدمی دیکھ کر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہے۔

غرضیکہ ہر ایک آرام گزین ہوا۔ اس نے بھی چادر بچھا کر ایک گوشے میں قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھ کر دستک دی۔ تاثیر سے اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی عیار میرے نوکروں میں آ کر ملا ہو تو اس کا آدھا جسم نیچے کو بے حس ہو جائے پس جسم پائیں برق خیمہ میں بے طاقت ہو گیا اس نے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اٹھنے کا قصد کیا۔ اٹھا نہ گیا۔ سمجھا کہ تم پر جادو کیا ہے یہ سمجھ کر وہاں جو لوگ تھے ان کو اس نے پکار کر جگایا اور کہا۔ "بھائیو دوپہر رات گئے ایک مرض ایسا مجھ کو ہوتا ہے کہ آدھا دھڑ رہ جاتا ہے۔ اس وقت وہی عارضہ ہوا ہے۔ تم لوگ اٹھا کر مجھ کو ذرا پیشاب باہر کرا لاؤ۔"

یہ سن کر دو ایک آدمی اٹھے اور بوقت تمام اس کو اٹھا کر باہر لائے۔ برق سمجھا تھا کہ باہر جانے سے سحر مجھ پر سے اتر جائے گا۔ اس خیمہ کو شاید سحر بند کیا ہے مگر نہیں باہر آنے سے بھی وہی حال رہا۔ ناچار اس نے پیشاب کیا اور لوگ اس کو پھر اٹھا کر لے گئے۔ یہ چپ ہو کر پڑ رہا اور رات بھر میں تدبیریں ہزاروں کیں کہ میں اچھا ہو جاؤں مگر ممکن نہ ہوا یعنی کبھی ساحروں سے کہا۔ "بھائی مجھ پر کوئی سحر پڑھ کر دم کرو۔ شاید میں صحیح المرض ہو جاؤں۔" کبھی کہا۔ "مجھ کو خیمہ سے بہت دور صحرا میں لے چلو کیا بعید ہے جو وہاں کی ہوا مجھ کو راس آئے۔"

مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہ کیا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سوداوی سے جسم دہرنے صحت پائی اور داغ ہائے آبلہ انجم جسم فلک سے دور ہوئے۔ چشم خورشید میں روشنی آئی۔

صبح کو قرطاس خدا ناشناس بیدار ہوا اور ملازموں کو بلا کر پوچھا۔ "تم میں سے کسی کا دھڑ تو نہیں رہ گیا ہے۔"

سب نے کہا۔ "ایک شخص ہم اس کو پہچانتے نہیں اس مرض میں مبتلا ہے۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ "اس کو اٹھا لاؤ۔"

ملازموں نے جا کر برق کو اٹھا کر دیکھا تو یہ اس وقت بھاری زیادہ ہو گیا ہے۔ بیس پچیس آدمی مل کر لپٹ گئے اور بدقت اٹھا کر سامنے لائے۔

اس نے دیکھتے ہی کہا۔ "میاں برق بندگی کہئے مزاج اچھا ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "اللہ کا شکر ہے۔ بہت اچھا ہوں۔ آپ اپنی خیر منایئے۔"

اس نے کہا۔ "سنو اے برق' میں نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمہیں آج دکھا دیا۔ اب میں کوچ کرتا ہوں۔ خبردار اب کوئی عیار میرے تعاقب میں نہ آئے نہیں تو بغیر ہلاک کئے نہ چھوڑوں گا۔"

یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ برق بالکل اچھا ہو گیا۔ اس نے کہا۔ "جاؤ یہ احسان یاد رکھنا۔"

برق رہائی پا کر باہر آیا اور نادم و پشیمان چلا راہ میں اس کو چنے مرمرے بیچتا ہوا قران ملا۔ کیونکہ یہ بھی رات بھر فکر میں عیاری کر کے پھرتا رہا ہے۔ برق نے اس سے تمام ماجرائے شبینہ بیان کیا۔

قران نے حال سن کر کہا۔ "اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہم کو دکھائی ہے۔ اب ہمیں بھی اپنی شوکت دکھانا ضروری ہے۔ جہاں تک ممکن ہو گا۔ ہم اس کو ماریں گے لازم ہے کہ اس کے ساتھ چلو' جہاں کہیں موقع ملے اس کو ہلاک کرو۔"

یہ صلاح کر کے عازم روانگی ہوئے۔ ادھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا۔ تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحراں ذی تبار کو لے کر روانہ ہوا۔ دونوں عیار نیچے زمین پر اس کی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اس کے قتل کی سوچتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اس نے لشکر حیرت سے دو منزل پر جا کر ایک صحرائے فرحت انتما میں نزول کیا اور بارگاہ استاد کرا کے اترا۔ لشکر اس کے ساتھ کا اتر کر اپنی ضرورتوں سے فراغت

حاصل کرنے لگا اور قرطاس دربارگاہ پر بیٹھ کر میکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا۔

عیار بھی اس کے لشکر سے الگ جنگل میں آ کر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا۔

URDU4U.COM

"کہ ہم اپنے لشکر سے دور منزل نکل آئے ہیں۔ لازم ہے کہ آج اس کا کام تمام کر کے پھر چلیں۔ ورنہ کل اس کے ساتھ اور آگے جانا ہو گا۔"

قران نے کہا۔ "اچھا جاؤ اور میں بھی فکر کرتا ہوں۔"

یہ اجازت لے کر اور کوہستان میں جا کر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا۔ آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے و چرتے نظر آئے۔ اس نے ایک کانٹا پھل میں چھید کر وہاں ڈال دیا۔ ایک ہرن نے اس پھل کو کھایا۔ کانٹا اس کے چھبا۔ اس کانٹے میں کمند باندھی تھی۔ اس نے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے۔ اس نے اس ہرن کو پکڑ کر بہت سا مجروح جا بجا سے کر دیا۔ پھر اپنی صورت بھی مثل ایک ساحر کے بنا لی۔ جھولی ڈال کے کھور چندن کی لگائے۔ مورتیں جمشید سامری کی گلے میں ڈال کر اپنے جسم کو بھی رگیں وغیرہ بچا کر مجروح کیا اور تھکے خون کے جا بجا جسم پر جما کر اس ہرن کو لیے اس دوہ کوہ میں آیا کہ جہاں سے لشک قرطاس سامنے ہے اور بارگاہ میں سامنے قرطاس بیٹھا ہے۔

پس اس جگہ آ کر اس ہرن کو چھوڑا۔ ہرن ہرچند کو بہت زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور از بسکہ پشت کی طرف برق تھا۔ اس سبب سے سیدھا سمت لشکر قرطاس بھاگا۔ برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہنچ کر ہرن کے تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔

قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اس نے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا۔ یہاں گر پڑا۔ بس یہ دیکھ کر اس نے خود ایک تیر ہرن کے مارا کہ وہ گرا۔ اس نے ساحروں سے کہا۔ "لینا اس ہرن کو۔"

لوگ دوڑے اور ہرن کا شکار کیا۔ پھر قرطاس نے کہا۔ "وہ جو ساحر جو سامنے زخمی پڑا ہے۔ اس کو بھی اٹھا لاؤ۔"

لوگ گئے اسی طرح برق بیہوش کو اٹھا لے گئے اس نے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا۔

اس نے کہا۔ "میں لشکر حیرت میں ملازم ہوں۔ شکار کے لیے آیا تھا۔ شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا۔ آج اس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہتا تھا اس نے بھی مجھے زخمی کیا اور ازبسکہ میں زخمی تھا۔ یہ مجھ سے شکار نہ ہو سکا۔ ادھر بھاگ آیا۔ یہاں آ کر میں غش کر گیا۔"

قرطاس یہ سن کر بخاطر پیش آیا۔ زخم دوزی اس کی کرائی۔ مرہم سحر لگایا۔ پلنگ اپنے پاس بچھایا۔ اس ہنگام میں آہو روز تیغ کہکشاں فلک سے مجروح ہو کر دم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم میں داخلہ کیا۔

ہوا جور صیاد شب آشکار
کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پینے سے فراغت حاصل کر کے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قرطاس نے باہر نکل کر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھ کر پھینک دیئے۔ اس لیے کہ کوئی غیر نہ آئے۔ پھر بارگاہ میں آ کر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی۔ برق کہ پہلے ہی آ چکا تھا اس پر سحر نے اثر نہیں کیا ہے اس لیے کہ قرطاس نے یہ سحر کیا ہے کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے۔

غرضیکہ اس نے کفچہ میں بیہوشی رکھ کر قریب جا کر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چٹخا اور اس میں سے ایک پنجہ پیدا ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس نے چالاکی کر کے دوسرے ہاتھ سے دو شالہ اٹھانا چاہا کہ منہ کھول کر حباب ماروں اور بیہوش کر دوں۔ اس وقت دوسرا پایہ پلنگ کا چٹخا اور دوسرا پنجہ نکلا۔ دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔ اس نے جھک کر دانت سے دو شالہ اٹھانا چاہا کہ منہ سے بیہوشی پھونکوں۔ اس وقت

تیسرے پایہ سے پنجہ نے نکل کر دھکیل دیا۔

برق سینہ قرطاس پر گرا وہ اٹھ بیٹھا۔ اس وقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا۔ "میاں قرطاس بندگی عرض ہے دیکھا تم نے کہ ہم کیونکر آئے۔ اس وقت تمہاری قضانہ تھی ورنہ مر تو گئے تھے۔"

URDU4U.COM

قرطاس نے پوچھا۔ "تم کون ہو۔"

اس نے جواب دیا۔ "ہم ہیں برق۔"

اس نے کہا۔ "تم نے برا کیا جو آئے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمہارا حال کیا کروں۔"

برق نے کہا۔ "تمہیں اختیار ہے لیکن اب تم بچو گے نہیں اگر ہم مر گئے تو ہمارے اور بھائی تمہیں بغیر مارے نہ چھوڑیں گے۔"

اس نے سحر پڑھ کر پنجوں سے اس کو چھیڑایا اور کہا۔

"میں نے پہلے بھی اسی لیے چھوڑا تھا کہ مجھے آزار نہ پہنچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہوں۔ خبردار اب یہاں نہ آنا۔ ورنہ اب کی زندہ نہ رکھوں گا۔" برق نے کہا۔ "خیر سمجھ لیا جائے گا اب کی ہم بھی بغیر مارے نہ جائیں گے یا اپنی جان دیں گے۔"

یہ کہہ کر باہر آیا اور سمت صحرا چلا ادھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا' اس کو ملا۔ اس نے سب حال کہا۔

قران نے کہا۔ "یہ ساحر زبردست نہ ہوتا تو برسم قاصدی بھیجا نہ جاتا۔ پس معلوم ہوا کہ جب اس کے پاس جائیں گے گرفتار ہو جائیں گے۔ یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اس نے آپ سے تمہیں چھوڑ دیا۔ اب تم نہ جانا آج چلو ایک جگہ ٹھہر کر آرام کریں۔ کل کی منزل میں کچھ فکر کریں گے۔"

یہ کہہ کر ایک درہ کوہ میں جا کر آرام کیا۔ جب رات گزری اور بارگاہ مشرق سے مسافر خاور کمر چادر شعاع سے باندھ کر رہگذرائے دشت سپہر ہوا اور سرا پردہ ظلمت شب اور لشکر انجم سفری ہوا۔

سرا پردہ شب ہوا بار جب
URDU4U.COM
کیا لشکر انجم نے کوچ تب
ستاروں سے افلاک کی بارگاہ
ہوئی آمد مہر سے پھر تباہ

صبح کو لشکر قرطاس میں طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اس طرح بچشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی۔ عیار بھی نیچے نیچے طائر سحر کے چلے وہ لشکر بروئے ہوا روانہ تھا اور ہوا سے زیادہ رواں تھا۔ عیار بھی بلا کے دوڑنے والے ہیں۔ شاگرد دوندہ بید رنگ عمرو کے ہیں اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا دور طول و عرض راہ بخوبی پہنچانتے ہیں۔ اس وجہ سے ان راہوں سے جاتے ہیں کہ برابر لشکر کے پہنچتے اڑے ہوئے۔ اس طرح کہ کہیں قدم زمین سے لگا کہیں نہ لگا۔ چلے جاتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک بگولہ گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے۔

زمین سے نہ لگتے تھے چلنے میں گام
ہوا سے وہ اڑنے میں کرتے کلام

اسی طرح کئی منزل برابر آئے۔ اس وقت ایک دشت پرخار میں گذر ہوا اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہنچا۔ اس صحرا میں اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام کرہ تار تھا بڑا بڑا ہر ایک خار تھا۔ درپے آزار تھا۔ پتھر پہاڑوں کے تپ رہے تھے۔ شرارے نکلتے تھے۔ ندیاں بڑھی تھیں۔ کنارے خار دار درخت لگے تھے۔ نہیں نہیں وہاں ساحل کی زبان میں پیاس سے کانٹے پڑتے تھے۔ لب جوئبار تشنہ ایسے تھے کہ پپڑیاں بندھ گئی تھیں۔ زمین تابناک ایسی تھی کہ میدان حشر کو شرماتی تھی۔ ہوائے گرم دل دہر میں آگ لگاتی تھی۔ روز گار عذار اسی گرمی کا بھڑکایا ہوا ہے۔

آتش جور و ستم سے خاطر اہل عالم جلاتا ہے۔ بے وفائی سے پیش آتا ہے۔ پانی اس دشت میں نایاب تھا گوہر جان ہر ذی حیات بے آب تھا۔ آنکھ میں کسی کے سیل نہ تھی۔ مردم دیدہ کو آشنائے مروت کی آس تھی۔ انتہا کی پیاس تھی۔ چشمہ چشم ڈبڈبانا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے ندیدے تھے۔ غبار گرم ایسا چھایا تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب و ہوا تھا۔ چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھا تھا۔ ندیوں کے گھاٹ تلوار آبدار گھاٹ کی طرح سوکھے گھاٹ اتارتے تھے۔ انسان سے جو بات کرو سوکھی سناتے تھے۔ لو کے جھونکے نفس گرم عاشقاں تھے' جن سے فرشتوں کے پر نعرہ الامان تھے آفتاب سوا نیزہ پر اتر آیا۔ دشت میں لو کا دھواں سحاب بن کر چھایا تھا۔ آگ برستی تھی۔

○○○

## • بلور چہار دست

اس دشت آتش ناک میں بروئے ہوا اڑ کر چلنا دشوار ہوا۔ آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک فی النار ہوا۔ قرطاس خناس نے بزور سحر ابر بنا کر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ لا سکا۔ آخر زمین پر اتر آیا اور آگے چلا۔ عیاروں نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا۔ بصورت مبدل عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم اصلاح کی کہ اس صحرائے زنجیر کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جائے دشوار گذار ہو گی۔ پس وہاں سوائے اس لشکر کے اور کوئی نہ جا سکے گا۔ لازم ہے کہ کچھ تدبیر کریں۔ یہ مشورہ ٹھہرا کر مسافروں کی سی صورت بنے اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمت گار جو پیچھے جاتے تھے ان میں سے پانچ سات آدمی ایک طرف جاتے تھے۔ یہ بھی ان کے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے۔

انہوں نے دیکھا کہ وہ ساحر کمر باندھے' دری کاندھے پر ڈالے۔ لوٹا ڈوری لکڑی میں لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤں گرد آلودہ رخسار پر خاک پڑی پسینہ آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان سے وہ مستفسر ہوئے۔ "بھائی تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔" عیاروں نے کہا۔ "ہم رہنے والے طلسم نور افشاں کے ہیں طلسم ہوشربا میں ہمارے عزیز رہتے ہیں۔ ان کے پاس آئے ہیں اور ازبسکہ طلسمات میں عذر ہو رہا ہے عیار جہاں پاتے ہیں مار ڈالتے ہیں اور علاوہ عیاروں کے زمانہ ایسا پر آشوب ہے کہ جا بجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہیں آپس کے ساحر اکیلا پا کر ضرر پہنچاتے ہیں۔ اس لیے ہم بہت دنوں ہوشربا میں رہے کہ کوئی قافلہ تاجروں کا اگر ہمارے طلسم میں جائے تو اس کے ہمراہ ہم بھی جائیں۔ آخر سنا گیا کہ نامہ دار شاہ جاوداں بچشم و خدم جاتے ہیں۔ یہ خبر سن کر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسی واسطے ہم تمہارے ساتھ ہیں کہ بحفاظت اپنے

گھر پہنچ جائیں۔"

ان سب نے یہ حال سن کر کہا۔ "کیا مضائقہ تم ہمارے بھائی ہو ہم تمہاری خدمت کرتے چلیں گے آؤ ہمارے شریک حال رہو۔"

URDU4U.COM

عیار یہ سن کر باتیں کرتے چلے اور کچھ دور چل کر کہا۔ "اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے ہیں۔"

انہوں نے کہا۔ "پانی ہمارے ساتھ میں ہے تم کھانا کھاؤ۔"

انہوں نے جواب دیا۔ "ایک شرط پر ہم پانی لیتے ہیں کہ آپ لوگ بھی کھانے میں ہمارے شرکت کریں۔" وہ یہ کلام سن کر خفا ہوئے اور بولے۔ "کیا ہم پانی بیچتے ہیں تم اس طرح بیگانہ وار باتیں کرو تو ہمارے ساتھ نہ آؤ۔"

عیاروں نے کہا۔ "آپ خفا نہ ہوں۔ ہم نے بھی آپ کو کھانے میں اس لیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہماری آپ کی جدائی اور غیریت کسی طرح کی نہ رہے۔"

یہ کہہ کر ایک جگہ رکے اور کہا۔ "لشکر کو آگے چلنے دیجئے۔ یہاں ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لمحہ بھر میں لشکر کے ہمراہ ہو لیں گے۔"

وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ اکیلے نہ رہیں کیونکہ ساتھی لے چلنے کا وعدہ کر چکے ہیں ٹھہر گئے۔ عیاروں نے مٹھائی اور پکوان سے کھول کر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بداروئے بیہوشی انہیں دیا اور سادہ آپ کھایا۔ وہ سب کھا کر بیہوش ہو گئے۔

انہوں نے ان میں سے دو آدمیوں کا لباس اتار لیا اور دونوں کو الگ لے جا کر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا۔ اس لیے کہ یکایک مار ڈالنے سے شورو غل مچے گا۔ غرضیکہ بعد دفن کرنے کے انہیں کی سی صورت بن کر وہاں آئے کہ جہاں اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے ان کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش میں آئے کہا۔

"نہیں معلوم کہ اس کھانے میں کیا ملا تھا کہ ہمیں جس نے بیہوش کر دیا اور وہ دونوں مسافر کہاں گئے۔"

عیاروں نے کہا۔ "سامری کا شکر ادا کرو کہ جان بچ گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں

ٹھگ تھے ہم کو مالدار سمجھ کر بیہوش کر کے مال ڈھونڈا ہو گا۔ جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار کے پاس کئی بار آ چکا ہے۔ شاید یہ بھی عیار تھے کسی وجہ سے ہمیں قتل نہ کر سکے۔ کوئی آ گیا ہو گا۔ یا کوئی اور سبب ہوا ہو گا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے۔ اب جلد لشکر میں چلو اور یہ پکوان زہر آلود ہے یہیں رہنے دو۔"

یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر روانہ ہوئے ۔ یہاں تک کہ فوج میں آ کر ملے عیار بھی ساتھ تھے۔

غرضیکہ بعد قطع مسافت ایک مقام پر اسی صحرا میں گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراہند ان کے جلنے کی پھیلی تھی اور جا بجا راکھ کے ڈھیر جلے ہوئے مردوں کے تھے۔ ہزاروں ہڈیاں کھوپڑیاں ہر جگہ پڑی تھیں اور ایک احاطہ اسی مرگھٹ میں بنا تھا کہ جس کی دیواروں میں صدہا طاق تعمیر کیا تھا ان طاقوں میں مردے کمر توڑ کر بٹھائے تھے اور خیمہ کی طرح طاق بنائے تھے۔ ان مردوں کے کھانے کو ہزار ہا گدھ اور چیلیں اور کوے جمع تھے دیواروں پر اور درختوں پر اور میدان میں ہزارہا اکٹھا تھے۔ جا بجا سر اور پونکیں منقار میں دابے پھرتے تھے۔

گوشت کے لوتھڑے درختوں پر لیے بیٹھے تھے۔ ایک دوسرے سے جب چھیننے کے لیے دوڑتا وہ اڑتا۔ گوشت چھوٹ گرتا بوٹیاں برستی نظر آتی تھیں۔ ایسی جگہ کو دیکھ کر روحیں قالب میں گھبراتی تھیں۔ اندر سے احاطہ کے آوازیں مہیب آتی تھیں۔ باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلے اڑ کر پیچ و تاب کھاتے تھے۔ چنگاریاں تمام مرگھٹ میں تیر شہاب کی طرح اڑ کر گرتی تھی' ارواح خبیثاب ہر سمت آگ اڑاتی پھرتی تھیں جو بگولا اڑتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا۔ دھواں ہر طرف پھیلا تھا اس دھوئیں میں شعلوں کا بلند ہونا اور صداؤں کا ہیبت ناک آنا شیاطینوں کا دل دھلاتا تھا۔

جائے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور
URDU4U.COM
سایہ رحمت خدا تھا دور
باتیں آپس میں کرتے تھے مردے
حال مرنے کا اپنے کہتے تھے
کوئی کہتا تھا دینا مجھ کو شراب
مانگتا تھا کوئی سور کے کباب
منہ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا
غول بن کر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہاں تخت سے اترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہو گئی۔ پھر اس تاریکی سے ایک ساحرۂ تیرہ فام ہیبت ناک شکل پیدا ہوئی اس نے اس سے کہا۔ "اے مہیب جادو محافظ مرگھٹ میں شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کو کب جاتا ہوں۔ اس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ بتلا دو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے میں اس راہ سے نہیں گیا کہ جدھر سے عمرو گیا تھا۔

اس ساحر نے کہا۔ "اس راستے سے جانے کا حکم نہیں ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ میں ملکہ بہار کے ہے ہمیں کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف اطاعت ملکہ موصوفہ نہیں دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمرو ہے مگر ان کے ملک و مال کی ضبطی نہیں ہوئی۔"

اس نے کہا۔ "افراسیاب اس کے عشق کا دم بھرتا ہے۔ اس وجہ سے اس کے ملک کو نہیں چھینتا ہے اور حیرت اس کی بہن بھی عزیز داری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھ کو راہ دوگی تو شاہ طلسم خوش ہوں گے ناراض نہ ہوں گے۔"

اس ساحر نے کہا۔ "مجھ کو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارا نہیں۔"

اس نے جب سنا اس سے کہا۔ "مجھ کو بہار سے کیا مطلب' میں اپنی راہ چلا جاؤں گا۔

اس میں تمہارا کیا نقصان ہے" ساحرہ نے سوچا کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہے ایسا نہ ہو کچھ تیرے لیے قباحت ہو۔ اگر یہ نکل جائے گا تو بادشاہ بھی راضی رہے گا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہ ہو گا۔

URDU4U.COM

یہ سوچ کر اس نے کہا۔ "اچھا آؤ اور رو براہ چلے جاؤ۔" یہ اس کے ساتھ چلا۔ اس نے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اس احاطہ کا کھولا۔ یہ مع لشکر اس کے اندر قدمزن ہوا۔ عیار بھی اندر آئے۔ یہاں ایک تالاب بیچ احاطہ میں بنا تھا۔ اس میں ہزار باغول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا۔

اس ساحر نے کہا۔ "اس میں کود پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم میں پہنچو گے۔ اس کے داہنے ہاتھ کی طرف جو راہ گئی ہے۔ طلسم نور افشاں کے جانے کی ہے قرطاس اس کے کہنے سے تالاب میں کودا اس کے پیچھے تمام لشکر اس کا ایک کے بعد دوسرا کودا۔ یہاں تک کہ دونوں حایر بھی غوطہ زن ہوئے اور تا دیر غلطاں و پیچاں چلے گئے۔ پھر جو آنکھ کھلی تو صحرائے سبزہ زار اور دشت پر بہار میں گذر ہوا۔ کوسوں تک زعفران کے کھیت لگے تھے۔ رنگ رخسارہ عاشقاں کا پتہ دیتے تھے۔ نہیں نہیں عروس بہار سونے میں زرد تھی۔ وہ جگہ دیکھ کر آنکھوں میں سرسوں پھولی تھی۔ دور دل سے رنج کی گرد تھی۔ کف دست میدان میں زعفران کیا لگائی تھی۔ گویا کسی جلد باز نے ہتھیلی پرسوں جمائی تھی وہ سیر دیکھ کر ہنسی نہ تھمتی تھی۔ مثل ہے کہ کیا زعفران کا کھیت دیکھا ہے۔ وہاں اصل میں زعفران کی کھیتی تھی وہاں کی کیفیت دیکھ کر بسنت کی خبر رکھنا کیسا۔ اپنی آپ خبر نہ رہتی۔ خود فراشی ہوتی۔ وہاں سے جب اور آگے بڑھے اک پہاڑ سنگ مر مر سفید کا ایسا نورانی نظر آیا جس کے رشک میں کوہ طور جل کر سرمہ بنا عکس کوہ سے وہ رشک داری ایمن تھا۔ ہر قطع دشت نور کا گلشن تھا۔ آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی مل کر تمام دشت پرتو فگن تھا۔ درختاں صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے۔ شاید بہار کا عجیب جوبن تھا۔ یوں نور نے آرزو بڑھا دی تھی گوہر کی

آب و تاب فرط صفا سے اس نور نے مٹا دی تھی۔ ہر سمت گل ہائے سرخ رنگ اس نور میں عجب بہار دکھاتے تھے۔ بلور کے دریا میں عقیق و یاقوت بہتے نظر آتے تھے۔ اس جگہ سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حسرت رکھتا ہو۔ موسیٰ کا دل اس جگہ کے دیکھنے آرزو میں غش تھا۔ واقعی کیفیت سامان بہار لائق عش عش تھا۔ اس دشت میں نور پھیلا تھا۔ یا دیدۂ روز گار کی روشنی کا نمونہ تھا۔ چمک اس سفیدی کی بروے ہوا ہر سمت پھیلی تھی۔ چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی۔ دریائے نور موجزن تھا۔ آبرو ریز چشمہ مہر روشن تھا۔ درختوں کی سیاہی سے نور کا چھنتا تاروں کا زمین پر کھیت کرنا نظر آتا تھا۔ گلہائے احمر کی سرخی اور کوہ سبزی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور و نار ایک جگہ روشن ہے۔ نہیں نہیں معشوقان صبح رخسار کے خنداں رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس میں بھی نور آیا تھا۔ ایسا ہر جگہ نور سمایا تھا کہ

درختوں کے سایہ سے ظاہر تھا نور
تو یہ صاف پیدا تھا اس جا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا

عیاں اس میں یہ نور ہے چاند کا
صباحت کہاں یہ رخ خوب کی
سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے
تراشے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے برگوں کے سارے ورق
زمیں واں کی تھی نقرئی اک طبق

قرطاس نے قریب اس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا۔ حسب الحکم خیام نصب ہوئے۔

اہل فوج اترے۔ پچھلا پہروں کا باقی تھا۔ آفتاب کے نیچے ہونے سے دونی روشنی اس پہاڑ میں تھی۔ دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی اس کا دل مشتاق سیر ہوا۔

URDU4U.COM

ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا۔ کوہ مرمر تک بڑھ آیا۔ اس وقت ایک پہاڑ نظر آئی کہ گل ہائے بو قلموں سے دلہن کی طرح پھولوں کا گہنا پہنے تھے۔ دامن میں اس ہزارہا چشمہ جاری تجری من تحتہا الانہار کی کیفیت ساری ہر درخت بار اثمار سے بسان سرفراز جھکا۔ بار احسان نزہت نجش آفرینش سے لدا ہوا۔ وہاں کی فرحت فرمائے قلب مصفا زہے دشت نگاری و خمے گزار نضارت آگیں کہ زاہد صد سالہ بھی وہاں آ کر طالب شراب ہو۔ دل میں امنگ جوانی کی آئے۔ نہایت بے تاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغنوں دار صورت ہزارہا خاطر موسیقار میں اثر پیدا کرے۔ سوز دل سے وہ بھی آہ کر کے جلے۔ گل و بار وہاں کے بار رنج خاطر رنجیدہ ہوئے۔ مردہ دلوں کو ہنساتے لب برگ جنبش ہوا سے ہل کر مژدہ فرحت سناتے۔ خاطر گل سے گل چیں کا خوف نکل گیا تھا۔ قوت نامیہ کا ایسا بھروسہ تھا بلبل کی خاطر شاد تھی۔ صیاد کے ستم و باغبان کے جور سے آزاد تھی۔ گل ہر ایک بے خزاں تھا کچھ عجب سامان تھا۔

اس دشت پہ سو بہار صدقے
عالم کے گلعذار صدقے

جو آتشیں گل لگا ہوا تھا
عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا

مثل قد یار رفتنہ پرواز
ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز

تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو
جسم معشوق کی تھی خوشبو

سنبل ہمشکل گیسوے یار
دل پھانسنے پر ہوئی تھی تیار

اس دامن کوہ میں چند گل رخسار رشک بہار شوخ طرار جن سے سر سبز وہ گلزار گلگشت کناں ہر سمت مصروف سیر و تماشہ تھیں۔ صورتیں ان کی جان گل ہائے تمنا تھیں۔ وہ قرطاس کو دیکھ کر پکاریں کہ "اس طرف کون آتا ہے۔ یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہیں۔ آنے والا بہت پچھتاتا ہے۔"

اس نے یہ صدا سن کر جواب دیا۔ "میں نامہ دار شاہ جاوداں ہوں' عازم طلسم نور افشاں ہوں۔ آج اس دشت میں خیمہ کیا ہے کل ارادہ سفر کا ہے۔" وہ غنچہ دہن دل تنگ ہو کر ہوائے کلام سے اس کے آخر شگفتہ ہوئیں۔

اے بیداد گربانی شر ادھر سے راہ ملنا محال ہے یہاں آج تک کوئی آئے کیا مجال ہے۔ یہ جائے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہے۔ نام اس کا کوہ آرام ہے اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہے۔ ملکہ عالم کی سیر گاہ ہے۔ بعد باغ کے ملک و قلعہ ہے۔ ملکہ لالہ فام فی الحال بہر علاج یہاں آئی ہیں۔ باغ میں تشریف رکھتی ہیں اگر ان کو تیرے آنے کی خبر ہو جائے گی۔ بڑی آفت آئے گی اے شخص تجھ کو لازم ہے کہ اپنی جان بچا جدھر سے آیا ہے اسی طرف پھر جا۔" اس نے جب یہ حال سنا ان سے کہا۔ "راہ میں کسی کا اجارہ نہیں۔ پھر جانا مجھے گوارہ نہیں دوسرے بہار سے میں ڈرتا نہیں کچھ ایسا حلوہ نہیں جو دیکھا جائے گی۔ تم جاؤ میں خود آتا ہوں۔ دیکھوں کیا میرا کرتی ہے۔"

کنیزان بہاریہ نازک بدنیں تھیں۔ اس کی گفتار نا شائستہ سن کر اپنی زلف کی طرح برہم ہوئیں اور خبر کرنے ملکہ سے چلیں۔

وہاں باغ میں بہار ہر چند کی بیہوشی سے ہوشیار ہوئی تھی لیکن اب تک بیمار ہے۔ اس لیے کہ جب سحر اس کا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہو گئی تھی۔ حال اس کے لڑنے کا مصور

سے اول بیان ہو چکا ہے۔ اسی وقت سے یہاں آ کر مقیم ہے۔

غرضیکہ کنیزیں تو اس طرف چلیں اور قرطاس نے سوچا کہ یہ عورتیں جا کر میرے حال کی بہار کو خبر دیں گی۔ وہ ساحرہ زبردست ہے اگر چڑھ آئے گی تو ضرور دیوانہ بنائے گی۔ پس لازم ہے کہ غفلت میں کام تمام کروں اگر اس کو قید کر لیا اور مخمور کو مع عمرو کے' کوکب کے یہاں جا کر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو مٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر مہ رخ ہیں۔ ان کے نہ ہونے سے مہ رخ خود مر جائے گی۔"

یہ سوچ کر چاہا کہ لشکر میں پھر جاؤں اور فوج تیار کرا کے لے چلوں۔ پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہے۔ وہ بھی مع کنیزوں کے یہاں آئی ہو گی۔ لشکر اس کے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر مہ رخ میں ہو گا۔ وہ اکیلی تیرا کیا کرے گی۔ اسی طرح چلنا چاہیے۔ وہاں سے پھر جانے اور فوج ساتھ لے چلنے میں عرصہ ہو گا۔ جب تک وہ ہوشیار ہو جائے گی۔

یہ تصور کر کے مرکب وہیں چھوڑا اور بزور سحر پرواز کر کے اس طرف کو جدھر کا پتہ زبان کنیزاں سے سنا تھا۔ چلا اور پس کوہ پہنچ کر باغ رشک وہ گلزار جناں دیکھا اور باغ پر کچھ ترکنیں جبشنیں' قلما قینان وغیرہ پہرہ پر تھیں۔ یہ دروزہ پر نہ گیا۔ یوں اڑتا ہوا۔ بیچ باغ میں اترا۔ وہاں بارہ دری کے چبوترے پر فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا۔ مسند تکیہ لگا تھا۔ ملکہ بہار جلوہ فرما تھی۔ سامنے ہزارہا گلدستہ چنا تھا۔ سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریاں پیاری پیاریاں روبرو لگی تھیں۔ جواہر خانہ اے شاہانہ و ہر کو شرماتی تھیں۔ جواہر کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھے تھے۔ لعلوں کے لعل جواہر سے مالا مال تھے۔ سچ ہے لالوں کے لال تھے۔ وہ گلزار مثل باغ سیب شاہ جاوداں تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سماں تھا۔ درختوں کو بادلے سے منڈھا تھا۔ یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگاں زیبا قیامت قامت پر وہ زر تار میں پنہاں ہیں یا گرد برج سنبلہ انوار ماہ تاباں ہیں کہ

واہ رے گلشن بہشت نژاد
URDU4U.COM
مر گیا جس کے عشق میں شداد
اس گلستان روح افزا کے
فتنہ دہر سارے گل بوٹے
کہیں بیلا تھا موتیا تھا کہیں
قامت یار تھا کہیں شمشاد
بار گلفت سے سرد تھا آزاد
گلستان جہان کی جان تھا باغ
باغ رضوان میں جس کے عشق کا داغ

ملکہ بہار تاج زرنگار سر پر رکھے کلا وہ کجکا ہی سے مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی۔ چشم خود نما کا احسان سر پیہار پر دھر رہی تھی۔

قرطاس نے آتے ہی ایک نارنج اس پر سحر کا مارا وہ نارنج آتے دیکھ کر ملکہ نے سحر پڑھا کہ سامنے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلے نے اس میں سے نکل کر نارنج پکڑ لیا اور پکارا۔ "اے خیرہ سر تو کون ہے جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحراں پر حملہ کرتا ہے۔"

قرطاس نے پتلے کے کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اڑ کر بلندی پر گیا اور ارادہ کیا کہ اگر سحر کرے گی تو کچھ بن نہ پڑے گا۔ اس خاک جمشیدی سے زیر کروں پس بروئے ہوا قائم ہو کر خاک قبر جمشیدی سر پر بہار کے ڈالی۔ خاک پڑتے ہی اس گلفام پر بیہوشی طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ میں سے نکلا تھا وہ جل گیا اور یہ ہوا پر سے پنجہ بن کر جو گرا کمر میں پنجہ دے کر لے اڑا۔

پھر تو تمام باغ میں غلغلہ بلند ہوا۔ "ارے دوڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہے کہ ہماری بہار لوٹے لیے جاتا ہے۔۔"

نوکر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزیں جو خبر کہنے چلی تھیں آ کر پہنچیں۔ یہ سانحہ دیکھ کر بزور سحر اڑیں اور چاہا کہ ملکہ کو چھین لیں مگر یہ ساحر بھی زبردست ہے۔ اس نے اپنے سر سے بال توڑ کر سحر پڑھ کر جو مارے وہ بال ماراں سیاں بن کر اڑے اور جو اڑ کر اس کے قریب آیا اس کے لپٹ کے اور ایسا کاٹا کہ بیہوش کر دیا۔ اس نے پھر سحر پڑھا کہ کچھ پتلے پیدا ہوئے۔ ناہوں نے ہر ایک کو باندھا۔ پھر تو تمام باغ میں کہرام پڑ گیا۔ سوسن غم فراق سے کبود ہوئی۔ چشم نرگس سے سوجھنا گیا۔ دیدہ نابینا حیران رہا نہریں دل بیتاب کی طرح اضطراب میں تھیں۔ موجیں نہ تھیں۔ بے قراریاں جان آب میں تھیں۔ فوارے روتے تھے۔ طائر جان کھوتے تھے۔ نخل ہر ایک نخل ماتم تھا۔ گلزار سارا مثل اوراق گل صرصر جور سے برہم تھا۔ سرد کو سکتہ آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہو کر منہ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بے زبانی تھی۔ بید طبری کو بھی لرزا تھا ناتوانی تھی۔

گیا جب کہ وہ سرو اس باغ سے
نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا
گلوں کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول
ہوا غم سے از بس لہو پی کے پھول
اڑا نور نرگس کی آنکھوں کا سب
ہوئے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کے اڑنے لگی گرد گرد
گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد

لگی آگ لالہ کے دل میں تمام
URDU4U.COM
دیا خاک میں پھینک عشرت کا جام
اکڑتا گئے سرو سب اپنا بھول
اڑانے لگیں قمریاں سر پہ دھول

اس باغ کے قریب قلعہ تھا۔ وہاں کی حکومت بہار کرتی ہے اور مہیب جس کا ذکر مرگھٹ کی جگہ ہوا تھا اس قلعہ میں رہتی ہے۔ باقی رعایا برایا اسی قلعہ میں آباد ہے۔ رعیت دلشاد ہے لیکن فوج جو کچھ ہے وہ لشکر مہ رخ میں ہے۔ یہاں نہیں ہے۔ جس دم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ میں پہنچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چل کر مقابلہ کریں پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا نامہ دار ہے۔ اگر مار ڈالا گیا تو اس قلعہ میں رہنا دشوار ہو گا۔ آج تک شاہ جاوداں معترض نہیں مگر اب ملک ضبط کرے گا اور دوسرے ہم لوگ رعایا ہیں۔ شاہوں کے معاملہ میں دخل دینا ہمیں زیبا نہیں۔ ملکہ جانے اور شاہ جانے۔ یہ سوچ کر کسی نے عزم جنگ نہ کیا۔ قرطاس بہار کو لیے ہوئے مع کنیزاں و ملازماں اپنے خیمہ میں آیا۔ لشکر میں اس کے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر ہمارا پکڑ لایا۔ ہر شخص نذر دینے چلا۔

عیار جو لشکر میں موجود ہیں۔ انہوں نے بھی سنا نہایت غم ان کو ہوا۔

قران سے برق نے کہا۔ "اب مجھے تاب نہیں ہے میں جاتا ہوں اور اس موذی کو راہ جہنم دکھاتا ہوں۔"

قران نے کہا۔ "بہتر ہے۔"

اس نے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدائے طبل سفر سنائی دی۔ اس لیے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ میں لایا تو میں آہن میں اس نازک بدن کو مبتلا کر کے ساحروں کے پہرے میں دیا اور ہوشیار کر کے کہا۔ "اے نمک حرام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا۔"

بہار نے جواب دیا۔ "او بیہودہ تو کیا بکتا ہے وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہے اگر پیشتر سے تیرا آنا مجھ کو معلوم ہوتا تو مزہ چکھاتی۔ جس طرح فریب سے تو نے مجھ کو گرفتار کیا ہے ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغا باز ہے۔ اگر تجھ کو حوصلہ جنگ ہے کچھ غیرت نام و ننگ ہے تو مجھ کو رہا کر دے پھر تماشہ دیکھ کس طرح ہلاک ہوتا ہے۔" اس نے یہ کلام سن کر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے۔ پھر سوچا کہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہے۔ مار ڈالنا اس کا صحیح نہیں۔

پس یہ سمجھ کر خیال کیا کہ ایسا نہ ہوا اہل قلعہ یہاں سے کچھ فتور کریں لہٰذا اس نے ہر چند کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ دیا لشکر میں کمر بندی ہوئی۔

عیاروں نے جب یہ سامان دیکھا۔ قران نے برق سے کہا۔ "تم نہ جاؤ اور سواری پر سحر کی چلو۔ ورنہ یہ سب چلے جائیں گے تو کچھ نہ بن پڑے گا۔ رات کو تعاقب بھی نہ ہو سکے گا۔"

برق حسب فہمائش اسی وقت چیخ مار کر بیہوش ہو گیا۔ رنگ و رخسار زرد دست و پا سرد ہو گئے قران نے وہ جو پانچ ساحر جن کے ساتھ یہ آئے تھے ان کو رو کر بلایا اور کہا۔ "دیکھو ان کو درد گردہ ہوا ہے ان کے چلنے کی تدبیر کرو۔"

انہوں نے بزرد سحر تخت بنایا اور برق کو اس پر بٹھایا۔ قران نے کہا۔ "میں اپنی سواری پر نہ چلوں گا اسی تخت پر سوار ہو کر چلتا ہوں ان کا خبر گراں رہوں گا سب نے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر تخت کو اڑاتے ہمراہ چلے۔

اس طرف قرطاس نے بہار کو مع کنیزاں مہر دیدار کے تخت پر خوب گرفتار کر کے ڈال لیا اور بچشم و خدم روانہ ہوا۔ عیار بھی ساتھ تھے۔ سیر دشت نزہت انتما کرتے جاتے تھے۔ جب اس حد سے گزرے گئے سورج بالکل غروب ہو گیا۔ آمد شاہ ظلام اس خاکدان سیہ فام میں ہوئی۔

خلعت زر تار پہنے شاہد روشن جمال
بام پر افلاک کے پھرتا نظر آیا مجھے
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جان کر
پردہ شب میں چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کھیت کیا۔ وہ صحرا کوہ براق سا چمکنے لگا۔ قلعہ بہار سے آگے بڑھ کر عجیب عجیب طرہ کے پہاڑ اور جنگل مسکن ساحراں عذار نظر آئے کہیں ڈمرد بجتا تھا کہیں ہوم ہوتا تھا۔ آسنیاں بچھائے قلعہ کوہ پر دھونی مارے ساحر بیٹھے تھے۔ کسی جا دریائے زخار بہتے تھے۔ کہیں طرح طرح کے گل کھلے تھے۔

غرضیکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزلہا منزل اس رات کو چلے گئے۔ آخر ہندو سے فلک نے بت خانہ اے مشرق زریں سے بت زریں مہر نکال کر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور تار خط کہکشاں کو گردوں سے اتارا۔

قرطاس شبانہ روز میں سینکڑوں کوس نکل آیا ہے اور قریب طلسم نور افشاں پہنچ چکا ہے۔ ازبسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا۔ صبح ہوتے ہی ایک صحرا کے سبزہ زار میں اترا۔ بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا۔ لشکری بھی اتر کر داخل قیام ہوئے اور اپنی اپنی ضرورتیں رفع کرنے لگے۔ عیاروں نے اپنے ساتھیوں کو بلایا۔ انہوں نے برق کا مزاج پوچھا۔

اس نے کہا۔ اب اچھا ہوں اور ہم دونوں صحرا میں احتیاج رفع کرنے چلے ہیں۔"

یہ کہہ کر دونوں روانہ ہوئے اور ازبسکہ منتظر اس کے تھے کہ قرطاس کہیں ٹھہرے تو عیاری کریں اس وقت درہ کوہ میں پہنچ کر قران نے برق سے کہا۔ "میں اول بہار کو چھڑانے جاتا ہوں۔ کیونکہ یہ زیادہ قیام یہاں کرتے معلوم نہیں دیتا۔ پس بہار کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو میں جاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ اس طرف قرطاس جب اترا مے خانہ آراستہ کر کے شراب خوری

میں مصروف ہوا اس لیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی چلتی تھی۔ نور کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی۔ درختوں کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا۔ چشمے چقر موجزن تھے۔ مرغابیاں سرخاب غوطہ زن تھے۔ قطرات شبنم سے کوسوں تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا۔ پھولوں کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ

URDU4U.COM

نظر مصروف تھی ہر دیدہ گل پر
عجب جوبن میں تھے سب غنچہ تر
کوئی گل تھا بہ مشکل جام لبریز
کہیں پتے تھے باہم شبنم آمیز
کسی کا رنگ مثل روئے جاناں
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہماں
زمرد گوں بہار برگ شاداب
لبا لب زیر دامن چشمہ آب

ایسی بہار جانفزاں میں لطف میکشی تھا۔ اس نے سراپچے اٹھوا دیئے اور راحت میں مصروف ہوا مگر قران جو روانہ ہوا تھا۔ یہ نظر کردہ اسد اللہ لغالب ہے اس نے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا۔ "اے پروردگار واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا مجھ کو زور بازو عطا کر۔ بعد دعا کے کچھار میں جا کر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا۔

چنانچہ ایک جگہ نظر آئی۔ وہاں شیر کی بو پائی۔ اس کی نعرہ صدائے نعرہ سے دشت گونج گیا اور ایک جھاڑی سے شیر غران نکلا اس نے للکارا۔ "باش اے سگ صحرائی کہاں جاتا ہے۔ شیر طمانچہ اٹھا کر اس پر حملہ آور ہوا اس نے اس کا طمانچہ خالی دے کر اس کے سر پر گھونسا مارا۔ شیر تیورا کر گرا اور اس نے طمانچے اور گھونسے مارنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ شیر کو مضمحل کر دیا۔ اس وقت کسوت عیاری سے ایک دوا ایسی

کہ جس طرح کتوبر کو شہد اور سہاگہ دانہ میں ملا کر کھلا دو تو کبوتر اس گھر کا کہ جہاں وہ دانہ کھایا ہے عاشق ہوتا ہے اس نے نکالی اور پارہ گوشت میں ملا کر سامنے شیر کے ڈالی۔ اس نے کھاتے ہی اطاعت اس کی قبول کی رام ہو گیا اور وہی گوشت مانگتا تھا۔

اس نے فورا اس پر ایک زین پوست پلنگ کا باندھااور منہ میں لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر مہیب صورت کے بنائی۔ چہرہ نہایت سیاہ منہ بھاڑ سا کھلا زبان سرخ منہ سے باہر' سر بہت بڑا' دست و پا دراز' سانپ تمام جسم میں لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ سینے پر رینگتے۔ ہاتھ میں بھی ایک مار سیاہ کا تازیانہ لیے اس شیر پر سوار ہوا اور دو نامہ مہری شاہ طلسم کے بنا کر اپنی جھولی میں رکھے۔

پھر وہاں سے لشکر قرطاس میں چلا۔ جب راہ میں شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اسی دوا کا اس کو دیتا کہ وہ اسکے مزے سے خوس ہو کر آگے چلتا۔

غرضیکہ کچھ دیر میں یہ لشکر میں پہنچا۔ جس نے اس کو دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا۔ یہ اس طرح بارگاہ قرطاس میں آیا وہ شراب پی کر پلنگ پر بہر آرام لیٹا تھا کہ ملازموں نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا۔ یہ اٹھ بیٹھا اور قران کو اس ہیئت سے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ پکارا آیئے تشریف لایئے قران نے شیر پر سے اتر کر ایک نامہ نکالا اس کو دیا اس نے مہر اس پر بادشاہ طلسم کی دیکھی۔ نامہ کو آنکھوں سے لگایا۔ سر پر رکھا پھروا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ "فلاں روز ہم نے کتاب سامری میں تمہارا حال دیکھا۔ پس معلوم ہوا کہ تم نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت دور نکل گئے ہو۔ پس ما بدولت کو خیال ہوا کہ پرائے ملک میں مجرمہ کا لے جانا اچھا نہیں کیونکہ وہاں عمرو ایسا عیار موجود ہے ایسا نہ وہ کہ وہ اس کو چھڑا لے جائے اور دوسرے تم سے اگر جنگ وہاں ہونے لگی تو لڑائی کا خیال رکھو گے یا قیدی کا۔ جب بھی اس کے چھوٹ جانے کا احتمال ہے لہٰذا ایسا سوچ کر ایک نامہ بنام ناہر جادو مالک بیابان طلسم کے لکھا ہے

کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اس کے پاس لے جانا اور بہار کو لے کر اپنے پاس رکھنا۔

پس اے قرطاس جس وقت ناہر تمہارے پاس نامہ لے کر آئے تم قید اس مجرمہ کی ان کے حوالے کرنا وہ اپنی جگہ پر بحفاظت رکھیں گے۔ جب تم نامہ داری کر کے پھرو گے قید لینے آنا یا ہم طلب کر لیں گے۔ خبردار اس عمل میں تامل نہ کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار ہو۔"

یہ نامہ کا مطلب دریافت کر کے اس نے پوچھا۔ "آپ کے پاس دوسرا نامہ جو آپ کے نام آیا ہے موجود ہے۔"

قران نے وہ نامہ بھی نکال کر دیا۔ اس نے پڑھا وہی مضمون تھا۔" اے ناہر تم قید یہ کولے کو اپنے پاس رکھو۔"

جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اس کو مطلق گمان نہیں ہوا کہ یہاں عیار آئے ہوں گے کیونکہ منزلہا منزل نکل آیا ہے اور جانتا ہے کہ میں اڑ کر آیا ہوں عیار میرے برابر کہاں چل سکتے ہیں۔

غرضیکہ گویا ہوا۔ "اے مہربان حکم شہنشاہ سے ناچاری ہے آپ اس مجرمہ کو لے جائیں گے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیجئے پھر چلے جائیے گا۔"

قران نے کہا۔ "مجھ کو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہاں آیا ورنہ مجھ کو حکم نہیں ہے کہ کہیں جاؤں کیونکہ سرحد طلسم پر بڑے بڑے بانی شر رہتے ہیں اور دوسرے آپ بھی مسافر ہیں ہم کو آپ کی دعوت کرنا چاہیے مگر جب آپ مراجعت بفضل سامری کیجئے گا تو میرے مکان پر چلئے گا۔ وہاں اطمینان ہم آپ صحبت آرا رہیں گے اس وقت معاف فرمائیے۔"

قرطاس نے کہا۔ "بہتر ہے" اور ساحروں سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزاں حاضر کرو۔ وہ ملکہ موصوف کو قید آہن میں گرفتار لے آئے۔

قران نے کہا۔ "آپ اپنا سحر اس پر سے دفع کر دیں میں سحر میں اپنے کئے لیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ایک ہار لونگوں کا نکالا۔ قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور اس نے وہ ہار لونگوں کا گردن بہار میں ڈال دیا اور قید آہن بھی اتروا دی۔

بہار نے چھوٹ کر چاہا کہ سحر کر کے نکل جاؤں مگر لونگوں کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھا کر شیر پر رکھ لیا اور کہا۔ "کنیزوں کو چھوڑ دو یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئیں گی۔ میں سحر پڑھے دیتا ہوں۔"

انہوں نے کنیزوں پر سے سحر اتار لیا اور وہ جب چھوٹیں اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لے جاتے دیکھ کر عازم جنگ ہوئیں پھر خیال کیا کہ یہاں لشکر ساحراں سے ایسا نہ ہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائیں لازم ہے کہ آگے بڑھ کر سمجھ لیں۔

پس یہ سوچ کر جدھر ملکہ کو قران لے چلا ادھر ہی چلیں اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بے شک بہت بڑا یہ سحر ہے کہ ایک ہار میں تو اس نے اتنی بڑی ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اس کی کنیزوں کو اس طرح بے بس کر کے لے چلا۔

غرضیکہ یہ تو تعریف کر کے بہرا ستراحت اپنے خیمہ میں گیا اور قران ملکہ بہار کو صحرا میں لایا اور وہاں لا کر اس کو ہوشیار کیا۔ ہار اتار لیا' شیر سے اتارا' شیر کو چھوڑ دیا۔

بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر ہے جس نے ہار پہنایا تھا سامنے کھڑا ہے اس نے چاہا کہ میں کچھ سحر پڑھوں قران نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔ "اے ملکہ میں قران ہوں تم نے اتنے دن ہمارے ساتھ رہ کر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا۔"

بہار یہ سن کر گلے سے لپٹ گئی اور کہا۔ "اے قران آج تم ایسا بھیس بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہے میری جگہ پر خواجہ سلامت بھی ہوتے تو ہرگز نہ پہچان سکتے۔"

یہ باتیں تھیں کہ کنیزیں آئیں اور حال سن کر خوشنود ہوئیں ملکہ نے کہا۔ "اے قران اب تم یہاں ٹھہرو میں اس قرطاس خناس کو مزا چکھاؤں مع اس کے لشکر کے دیوانہ بنا دوں گی۔"

قران نے کہا۔ "اے ملکہ میں کہوں وہ پذیرا کرو' سنو' یہاں تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ

رکھتا ہے۔ ساحر بھی زبردست ہے۔ مبادا اس نے پھر گرفتار کر لیا تو اچھا نہ ہو گا۔ دوسرے یہ کہ ہم عیاروں نے یہاں تک اس کا تعاقب کیا کہ اس جگہ پہنچے۔ لشکر بھی چھوڑا اگر یہ ہم سے قتل نہ ہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نہ رہے گی۔ یہ ساحر ہمارے ہی حصے کا ہے تم اس میں دخل نہ دو۔"

بہار نے کہا۔ "کچھ تو میرے بھی دل کی آرزو نکل جانے دو۔"

قران نے کہا۔ "جب ہم اس کو قتل کریں اس وقت اس کے لشکر کو شکست دینا قتل و قمع کرنا۔"

ملکہ نے کہا۔ "اچھا' مگر اے عیار دانا' یہاں سے بعد فراغت عیاری گھر کیونکر چلیں گے کہ ہم کبھی اتنی دور نہیں آئے راہ میں ہزارہا ساحر بلائے روزگار رہتا ہے اس سے بچنا دشوار ہے۔ دوسرے راہ نہیں معلوم' اگر یہاں کے کسی مرحلہ میں طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہاں سے رہائی غیر ممکن ہے۔"

قران نے کہا۔ "خدا مالک ہم تم ساتھ چلیں گے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔"

یہ کہہ کر زنبیل عیاری بجائی۔ برق جو کوہستان میں مخفی تھا دوڑ آیا اور ملکہ بہار سے مل کر خوشنود ہوا پھر گویا ہوا۔ "خلیفہ آپ تو جو دعویٰ کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے۔ اب میں اس ساحر کو مارنے جاتا ہوں۔ خدا تعالیٰ میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ مہم سے فرصت ملے۔"

بہار نے کہا۔ "اے برق ہمیں بھی عیاری میں شریک کر لو۔"

برق نے کہا۔ "خدائے کریم ہمارا شریک حال ہے عیاری بے لاگ اچھی ہوتی ہے۔"

بہار نے منتیں بہت سی کیں۔ اس نے ناچار ہو کر کہا۔ "اچھا اپنی کنیزوں کو مجھے دے دو۔ بس اتنی شراکت تمہاری کافی ہے۔"

بہار نے کہا۔ "خیر بہتر ہے۔"

قران نے کہا۔ "اے برق' ابھی عیاری کو نہ جاؤ اس لیے میں یہاں سے ملکہ کو چھڑا لایا ہوں۔ وہ دھوکا کھا چکا ہے۔ مبادا دوبارہ دھوکا نہ کھائے۔ اس سے مناسب ہے کہ

ایک منزل اور آگے بڑھ کر اس کو مارنا۔"

اس نے یہ سن کر کہا۔ "جیسی آپ کی مرضی ہو۔ اچھا چلئے کسی مقام سبزہ زار میں بیٹھ کر بطور مخفی کھانے پینے سے فراغت کر لیں کہ راہ کے تھکے ماندے ہیں۔"

یہ سننا تھا کہ سب اٹھ کر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر برلب جوئے سبزہ زار دیکھ کر بہار نے سحر سے فرش مکلف گستر وہ کیا۔ بیٹھے عیاروں نے میوہ شیر مال کباب وغیرہ نکال کر دستر خوان چنا' مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا۔

ادھر تو یہ حال ہے لیکن ادھر جب قرطاس آرام کر کے اٹھا دوسرا پہر آ چکا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ اس دوپہر میں اور آگے بڑھ کر اترنا چاہیے۔ کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے۔ صبح کو چلیں گے اگر رات کو آج چلے تو پھر دن کو ٹھہرنا ہو گا۔ دوسرے یہ کہ رات کے سفر میں سو طرح کے ضرر ہیں ملک دشمن قریب ہے۔ دن ہی کو چلنا چاہیے۔

یہ سوچ کر اس نے حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجے وہ ساحر جن کے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سن کر گھبرائے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہیں اب تک نہ آئے آخر انہوں نے بنا چاری اہل کار لشکر جس کے سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اس نے کہا۔ "یہ امر دو علت سے خالی نہیں مگر اس امر کو پوشیدہ کرنا لازم ہے کیونکہ اگر قرطاس سنے گا تو اس کو ثابت ہو گا کہ یہ لوگ بھی عیاروں سے ملے ہوئے ہیں جب تو ان کو اپنے ہمراہ یہاں تک لائے۔"

وہ پانچ ساحر اس کے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر میں کوچ ہوا۔ غلغلہ اور صدائے طبل سفر سن کر عیار بھی صحرا میں خبردار ہوئے اور ایک جگہ پوشیدہ ہو گئے۔ جب لشکر اس راہ سے گذر گیا۔ ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کر مع عیاراں کنیزوں سوار ہو کر عقب لشکر راہ لی۔ آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے یہ روانہ تھے۔ مقامات عجائب و غرائب صحرائے ہولناک سیر دامن کوہ و صحرا دیکھتے چلے جاتے تھے۔ اس طرح منزلہا منزل جب نکل گئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی۔ اس نہر کے پار جب جانے لگے۔ اس

میں سے دھواں پیدا ہوا اور تمام لشکر میں پھیل گیا۔
قرطاس نے ہر چند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہ ہوئی یہ اس جگہ سے اتر کر کنارے نہر کے آیا اور پکارا۔ "ملازم شاہ جاوداں ہوں نامہ لے کر جاتا ہوں مجھے کس نے روکا ہے۔"

نہر سے آواز آئی۔ "کون شاہ جاوداں ہے۔"
اس نے افراسیاب کو بتلایا ۔ نہر میں کسی نے قہقہہ لگایا اور کہا۔ "وہ تجھ ایسے ساحروں کا بادشاہ ہے ہم اس کا کہنا نہ مانیں گے۔ ہمارا بادشاہ کوکب ہے۔ یہاں سے سرحد طلسم نور افشاں کا آغاز ہے۔ آگے جانے کا حکم نہیں قدم بڑھانے سے لازم احتراز ہے۔"

اس نے جب یہ سنا معلوم ہوا کہ طلسم ہوشربا اس نہر کے پاس سے ختم ہو گیا۔ اب یہاں راہ نہ ملے گی۔ چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہاں لڑنا اچھا نہیں۔ دربار کوکب تک پہنچ کر لڑنا چاہیے کہ عمرو تک دسترس پہنچے۔
یہ سوچ کر اس نے کہا۔ "نامہ دار کو کسی نے روکا نہیں' سلف سے آج تک یہ امر ہوا نہیں مجھ کو بھی راہ ملنی چاہیے۔"
نہر سے صدا آئی۔ "مرا کیوں جاتا ہے دم لے عریضہ ہمارا خدمت ملکہ دوراں سرتاج شاہاں جہاں ملکہ بران میں گیا ہوا ہے وہاں سے تیرے آنے کا جواب آیا چاہتا ہے۔ اگر طلب ہو گا ہم راہ دیں گے ورنہ جانا مشکل ہے۔"
قرطاس یہ سن کر خاموش ہو رہا۔
ادھر ملکہ بران اور عمرو زیب مسند عزت ہیں کہ ایک ساحر حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی۔ "ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجر کو نذر دینے آئی تھی وہ اب تک حاضر ہے۔ اس کے نائب کی طرف سے اس کے پاس عرض آئی ہے۔"
یہ خبر سن کر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا۔ "اے ملکہ نامہ دار افراسیاب آپ کی سرحد میں داخل ہوا چاہتا ہے۔ آپ ملکہ بران سے اس کے بارے میں دریافت فرما کے مجھ کو حکم بھیجئے بموجب فرمان حضور میں عمل میں لاؤں۔"

یہ عرضی پڑھ کر اس نے بران کو دکھائی۔ ملکہ نے فرمایا۔ "بادشاہ سے اجازت چاہیے۔"
اور وہ چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے۔ اس وقت ایک پتلا نامہ اس کا خود لے
کر آیا۔ ملکہ کو دیا اس میں لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنے کی خبر ہم نے سنی ہے اے
فرزند نامہ دار کو روکنا نہ چاہیے کیونکہ مثل چلی آتی ہے کہ ایلچی راز وائے نیست
پس اس کو جس طرح وہ آتا ہے آنے دو۔"
یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے اجازت دی۔ مروارید نے عرضی دستخط کرا کے خود بھی حکم
لکھ دیا۔" اے گرداب جادو حکم ملکہ بہر راہ وہی نامہ دار ہے تم راستہ دے دو۔"
غرضیکہ یہ عرضی جو ساحر لایا تھا۔ دستخط ہو کر اس نے پائی اور لا کر گرداب کو پہنچائی۔
قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر پھرے' تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی۔ "جاؤ اجازت
ہے۔"
لشکر لے کر یہ نہر کے پار بزور سحر اڑ کر پہنچا اور کچھ دور جا کر وہ دن تمام ہوا اس
نے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم میں دوسرے بادشاہ کے ہیں۔ یہاں قیام کرنا چاہیے۔
یہ سوچ کر ایک صحرائے سبزہ زار میں اترا۔
مگر بہار جو تخت اڑائے پیچھے اس کے آتی تھی۔ وہ بھی قریب نہر آ کر پہنچی۔ پھر وہاں
سے دھواں نکلا اور آواز آئی۔ اب کون جاتا ہے۔"
بہار تو نہ بولی مگر قران نے کہا۔ "تم کون ہو۔"
آواز آئی۔ "ملازم کوکب۔"
اس نے یہ سن کر معلوم کیا کہ یہاں سے سرحد طلسم کوکب کا آغاز ہے یہ معلوم
کر کے پکارا۔ "اے سرحد دار جلد ہم کو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمرو ہیں اگر
تمہارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کریں گے تمہارے لیے ہرا ہو
گا۔"
یہ کہنا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور دھواں موقوف ہوا صدا آئی۔ "جایئے آپ کا گھر
ہے۔"

یہ بھی مع بہار تخت اڑا کر پار اترے اور وہاں کے صحرا میں جا کر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بن کر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہاں پر اترا ہوا ہے۔ یہ خبر سن کر سب اس جگہ اترے جب بالکل اندھیرا ہو گیا یعنی شعاع مہر تاباں دریائے کہکشاں میں ڈوبی اور مہر تاباں کو نہر استوا سے گذر جانے کی اجازت ملی کہ

غروب شمس کا پہنچا جو ہنگام
نظر آنکھوں میں آیا سرمہ شام
کرن خورشید کی دریا میں ڈوبی
دیا ہر رنگ نے عکس کبودی

رات ہوتے ہی عیاروں نے کہا۔ "اے بہار اب تم کہیں جا کر مخفی ہو۔ ہم اس کا کام تمام کر دیں۔"
بہار نے کہا۔ "بہتر' کنیزیں میری لینے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے انہیں چھوڑ جاؤں یا وہ بھی جائیں۔"
برق نے کہا۔ "چھوڑ جاؤ۔"
بہار کنیزوں سے کہہ کر جو مہتر صاحب کہیں بجا لانا آپ بزور سحر طائر خوش رنگ بن کر شاخ درخت پر جا کر بیٹھی کہ تماشہ عیاری کا دیکھ کر خوشنود ہوں۔
عیاروں نے بعد اس کے جانے کے کچھ صلاح کی۔ قران تو سمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزوں سے کہا۔ "تم اپنی صورتیں بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تم کو پکڑ لے گیا تھا وہ پہچانتا ہے۔"
کنیزیں حسب الارشاد سحر پڑھ کر بصورت مبدل تیار ہوئیں پوشاک کی بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا۔
جب یہ تیار ہو چکیں۔ برق نے کہا۔ "بزور سحر یہاں اس طرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہو جائے۔

کنیزاں بہار تو ہمیشہ سے اس کی تعلیم میں رہی ہیں جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہیں۔
برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ باغ دلبستان اور قصر رفیع لائق شاہاں و ساماں عیش زینت بزم معشوقاں اسی وقت بن کر تیار ہو گیا کہ اس کی نسبت یہ کہنا زیبا ہے سراسر طلسمی کارخانہ ہے۔

URDU4U.COM

غرض جب یہ ساماں درست ہو چکا۔ کنیزوں سے کہا۔ "تم میں سے دو آدمی لشکر قرطاس میں جائیں اور کہیں کہ یہ جگہ قبضہ میں ملکہ گلزار جادو مالک بیاباں گلزار کے ہے۔ تمہارے اترنے سے زراعت و باغات وغیرہ کی پائمالی نیز دیگر اقسام کا ضرر پہنچنا متصور ہے پس تم یہاں سے آج کے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ بران سے تمہارے قیام کرنے کی نسبت پوچھا جائے گا۔ جیسا حکم ہو گا عمل میں آئے گا۔"

کنیزیں یہ حکم سن کر بصورت مبدل اڑ کر روانہ ہوئیں اور ازبسکہ شب ماہ ہے۔ قرطاس بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا سیر دشت کرتا جاتا ہے اور شراب پی رہا ہے مگر اترتے ہی سحر کر دیا ہے کہ کوئی غیر نہ آئے۔ اس لیے کہ ملکہ پرایا ہے۔ یہ تو اس طرح بیٹھا ہے۔

مگر برق دو کنیزوں کو بھیج کر اور باقیماندہ سے گویا ہوا۔ "تم ٹھہرو میں آتا ہوں۔" یہ کہہ کر آپ لشکر قرطاس میں آیا' جیسے ہی اس کی بارگاہ کی طرف چلا ایک پرچھائیں پکڑنے دوڑی۔

اس نے پھر کہا۔ "اے بیر سحر کے جا کر اپنے مالک سے کہہ دے کہ برق عیار آیا ہے۔"

وہ پرچھائیں پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جا کر گویا ہوئی۔ "آپ نے مجھ کو مامور کیا تھا کہ کسی کو آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا۔ میں نے اس کو گرفتار کرنا چاہا' اس نے کہا۔ "کہہ دو کہ برق عیار آیا ہے۔"

یہ خبر سن کر یہ حیران ہوا کہ وہ یہاں کہاں مگر پرچھائیں سے کہا۔ "آنے دے۔"

غرضیکہ برق اس کے پاس گیا اس نے کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا۔ "آپ کیونکر آئے۔"

اس نے کہا۔ "ہمارا تو یہ گھر ہے روز آتے جاتے ہیں استاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ آنا ہوتا ہے۔"

یہ تقریر سن کر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا ہو گا پس گویا ہوا۔ "پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے۔"

URDU4U.COM

اس نے کہا۔ "اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ نے دوبارہ مجھے کو گرفتار کر کے رہا کر دیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کر دیا۔ لہٰذا پاداش میں اس نیکی کے میں آج آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ عیاری کر کے آپ کو ماروں گا۔"

یہ سن کر قرطاس ہنسا اور کہا۔ "آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھ کو کوئی مار نہیں سکتا۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ دونوں ساحرہ جن کو پہلے سے یہ بھیج چکا تھا۔ اڑتی ہوئی آئیں جب زمین پر آ کر سامنے آ کر اتریں پر چھائیں ان کو بھی پکڑنے دوڑیں وہ کنیزیں بہار کی ہیں انہوں نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر پرچھائیں پر پڑا اس کی روشنی سے وہ سایہ دور ہوا۔ قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حسن میں بہتراز ماہ مبین صورتیں سلونی چہرے نمکیں چال میں مورنیاں' وصل میں گھٹورنیاں سفاک جان تمنا ملجائے حرماں شیدا زبان خوگر انکار کانوں کو لالہ و فریاد سننا درکار بینی کو انتہا کی خوردبینی دہن کو عادت نکتہ چینی نظر سوزدہ جگر لب میں آب حیوان کا اثر آنکھوں کو لگاوٹ یاد گریہ بخش عاشق ناشاد

نہ کیونکر قتل کے اس کا سبب ہو
کہ جب تیری نظر سوئے غضب ہو
وہ عارض مہر تاباں جن پہ قربان
کریں گھر دل میں ایسے تیر مژگان
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم
کہ جس کو دیکھ کر ہو طبع برہم

وہ دونوں ادھر آتی ہیں یہ دیکھتے ہی پکارا۔ "واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ میری پرچھائیں کو بھی مٹایا۔"

ان غارت فرمائے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا۔ "لو چونچلے بگھارنا تو دیکھو ہمارے ہی گھر میں تو دھرنا دیا ہے اور ہمیں کو آنے کی ممانعت ہے۔ اے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہے جس کی کہ مالک ملکہ گلزار ہے ان کے حکم سے تمہیں مطلع کرنے آئے ہیں۔ پیام یہ لائے ہیں کہ زراعت کو لشکر سے خوف پامالی ہے آپ یہاں سے ہٹ کر مقام کیجئے۔ ہماری ملکہ نے تجویز نکالی ہے کہ ملکہ بران سے کل آپ کی نسبت پوچھ کر حکم مناسب دیا جائے گا۔ آج آپ کو یہاں سے ہٹنا پڑے گا۔"

قرطاس کو یہ پیام سن کر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہاں فساد ہونے میں عمرو تک پہنچنا رہ جائے گا۔ یہ سوچ کر بمنت پیش آیا گویا ہوا۔ "آپ اتنا خفا نہ ہوں ہم مسافر ہیں مہمان نوازی شرط ہے۔ آج رات بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعہ ہفت رنگ کے چلے جائیں گے اور ہم اسی وقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی کمال ہے خیال زیادتی ملال ہے آپ ہماری طرف سے عذر کر دیجئے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور صبح کو وہ چلا جائے گا۔"

کنیزیں یہ سن کر پرواز کر کے روانہ ہوئیں۔ بعد ان کے جانے کے برق نے کہا۔ "میں بھی رخصت ہوتا ہوں خبر شرط ہے وہ کر دی ہوشیار رہیئے گا۔"

اس نے کہا۔ "میں بخوبی ہوشیار ہوں آپ جایئے۔"

یہ بھی اٹھ کر چلا اور اسی باغ میں آیا۔ کنیزوں سے کہا۔ "اب تم پھر جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہے کہ اگر آپ ہمارا مہمان اپنے تئیں جانتے ہیں تو بلا سے ہمارا نقصان ہو گا اور بران ہم پر خفا ہوں گی۔ ہم آپ کے مشتاق ہیں۔ یہاں تشریف لایئے۔ دو گھڑی کے لیے اپنے باغ میں ہم تشریف تنہا لائے ہیں آپ بھی آ کر دل بہلایئے پھر چلے جایئے گا۔"

کنیزیں حسب الحکم دوبارہ روانہ ہوئیں اور قرطاس ہنوز اندر خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ

پہنچیں وہ مستفسر ہوا کہ "کہو اب کیا پیام لائیں" انہوں نے حرف بحرف وہ پیام ادا کیا۔

اس نے سن کر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے آگاہ نہ تھی۔ اب رتبہ میرا اس نے جانا اور مجھ کو طلب کیا ہے اس لیے کہ جانتا ہے کہ وہ عیار یہاں بیٹھا ہوا تھا۔ جب کنیزیں پیام لائی تھیں اور اگر عیار ہوتیں تو اڑ کر نہ آتیں اور میری پرچھائیں مٹا نہیں سکتیں۔ یہ سوچ کر ان سے کہا۔ "میں کسل مند ہوں اس وقت معاف فرمایئے۔ صبح کو میں حاضر ہوں گا۔"

کنیزوں نے ہنس کر کہا۔ "بہن چلو اسے مردوے کو بھی دماغ ہے کہ ہم ایسے ہیں جس کو شہزادیاں بلاتی ہیں۔

کہ ہم وہ ہیں کہ جس پر اک نظر ہو
قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
ملائے آنکھ کس کی تاب ایسی
لحد تک بھی نہ بجھنے پائی آگ دل کی

لو اور غضب سنو ہماری ملکہ ایسی ہی تو ان کی مشتاق ہیں جو رات بھر باغ میں پڑی رہیں گی۔ شکر نہیں کرتے کہ ابھی تو نکالا ملا تھا۔ اب اسی نے رحم کھا کر جو بلایا ہے تو ان کو اغماز ہوا ہے۔"

یہ کہہ کر پھریں اس کو خیال ہوا کہ جیسے یہاں رہے ویسے وہاں ملکہ عورت حسینہ جوان تنہائی میں بلاتی ہے کیا عجب ہے جو اس کا اور کچھ مطلب ہو پھر ازیں چہ مطلب ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی۔ یہاں تمہارا کوئی نہیں یہ رفاقت کرے گی مدد وقت جنگ اس سے ملے گی' جانا چاہیے۔"

یہ خیال کرکے پکارا۔ "آپ آزردہ نہ ہوں میں چلتا ہوں۔"

کنیزیں پھر آئیں۔ یہ اٹھ کر اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا۔ جواہر جا بجا

زیب جسم کر کے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزاں روانہ ہوا۔ یہ تو ادھر سے چلا۔

○○○

- فولاد کو ہی جادو

اس طرف برق رنگ روغن عیاری لگا کر ایک زن خوبرو کی سی صورت بن کر مسند ناز پر بصد انداز جلوہ گستر ہوا ہے۔ لباس پر زر پہنے ہے۔ سر سے تاقدم جواہر کار زیور تن منور پر آراستہ کئے ہے۔ مانگ موتیوں سے بھری ہے۔ ناہید فلک ہزار جان سے اس بھولی صورت سے صدقے ہوا چاہتی ہے۔ قمر کا سینہ رشک سے داغدار ہوا ہے۔ یہ کہنا روا ہے کہ

لپکتی تھی دمک عارض کی ہر سو
نہایت تیز تھی شمشیر آبرو
مژہ کی برچھیاں تکتی تھیں دل کو
نگاہ مست کی ایما کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون خاطر چند
نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ آبرو جو کہ شمشیر قضا تھے
دم ایما جہاں کہ دلربا تھے
وہ آنکھیں جن پہ صدقے روح عالم
نہ دے یاد ان کی فرصت دل کو اک دم
دہن وہ تنگ جو پنہاں نظر سے
تصور میں دھوئیں اٹھیں جگر سے
وہ دورہ حلقہ چاہ زنخدان
فدا جس پہ ہزاروں جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ شور جن کا

زمین سے تا فلک ہر جا پہ پہنچا
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشاں
کہ جن کی باد ہر مرگ مسلماں
وہ ساق و خوش نما آئینہ نور
لقب جن کا جواب شمع کافور
قدم سے تا بسر جس جا نظر جائے
نہیں معلوم کیا کیا کچھ گذر جائے

یہ تو اس صورت سے رونق افزائے گلشن تھا اور قران جو صحرا میں کیا گیا تھا ایک پگڑی سر پر باندھ کر گیا تھا رومال شالی اوڑھا لباس نفیس پہن کر صورت بہ شکل ساحراں تبدیل کر کے حاضر باغ ہو کر دروازہ پر ٹھہرا کہ ہمراہ کنیزاں قرطاس پہنچا۔
قران نے بڑھ کر تسلیم کی اور نذر دی کہا: "ٹھہریئے میں ملکہ عالم کو خبر کرتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اندر آیا۔ برق کو اطلاع دی کہ وہ بنازو انداز کنیزان دیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بصد اغماز در باغ پر آیا۔
ایسا معلوم ہوا کہ جیسے برج سنبلہ سے آفتاب نکل آیا۔ قرطاس نے دیکھا کہ نور باغ سے ساطع ہوا۔ خوابگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو قوت بصارت دینے والا ہے یعنی وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر چرخ دلبری جس کا جوبن آفتاب بن کر فلک پر چمکا ہے۔ اختر سپہر وقت سحر جس کی چشم پر حیا ایک نمونہ ہے۔ نگاہ جس کی ترقی بخش انوار تصور میں جس کے قیامت تک محو دیدار غمزدوں کی ہنسانے والی عاشقوں کو راہ بتانے والی شبنم اس کے عرق جسم سے جھلک کر ہمیشہ گریہ ناک سحر اس کے عاشقوں میں ملنے کے لیے گریبان چاک فدا اس کی جان بخش دل فگاران' آمد اس کی نوید جان بیقراراں' تمنا اس کی ہمیشہ گنہگار ادا و غمزہ اس کا بہر قتل تیار شراب حسن سے بیہوش طبیعت خود فراموش

نظر آئی اسے وہ مجمع نور
URDU4U.COM
دیار ہوش جس سے منزلوں دور
بہ شکل آرزو پنہاں عیاں میں
نہایت شوخ طرز مدعا میں
چمک کر برق شمشیر نظر کی
عیادت کے لیے آئی جگر کی
لحاظ تو بہ مثل زلف برہم
لب زاہد پہ شکر خندہ غم

یہ بیہوش ہو کر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربائے جان مسرت و تمنا مسکرا کر قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھ اس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہر بار ہوئی کہ: "آیئے تشریف لایئے۔ اللہ بڑا انتظار دکھایا' ہاں سچ ہے ہمیں مشتاق جو پایا۔ اسی سے آپ نے منہ چھپایا۔"

یہ کہہ کر خنداں خنداں اس گلزار میں کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی۔ جب یہ اندر آیا اس باغ کو پراز طلسم پیا وہ درخت تھے یا امیدیں' سینہ ارض کی بر آئی تھیں سبزہ تھا یا سرسبزی کام دل شاہد بہار تھا۔ ہجوم شوق نے اس سرد مقام پر گرمیاں جتائی تھیں۔ جوش آرزوے بادہ پرستان اسی جا پر آتی تھی روح آرام پاتی تھی۔اس جا کے اسباب عشرت و صفائے عمارت پر جان گلہائے بہار پر خون پاکیزہ طینت دہر کو اس کے نقش میں جنون کہ

نظر آئے نہال سبز و شاداب
کہ جس کی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے

ہوا چلتی تو اک جوبن دکھاتے
نہال باغ سب مقیش افشاں
نگاہیں دیکھنے والوں کی قرباں
مکان مثل دل عارض مصفا
پھسل جائے نظر وقت تماشا

مناسب سازو سامان جا بجا پر
کہیں گھٹ بڑھ نہیں سب کچھ برابر
چراغ و شمع کے جلوے وہ ہر سو
دلوں میں گھر کریں مانند جادو

قرطاس یہ کیفیت دیکھ کر دنگ تھا۔ سکتے کا رنگ تھا کہ نقلی ملکہ نے لا کر مسند پر بٹھایا۔ پہلو میں آپ جلوہ فرمایا۔ اس کا دل گم شدہ پھر سینہ میں آیا۔ سمجھا کہ یہ سفر تجھ کو مبارک ہوا۔ یہ نازنین تجھ پر فریفتہ ہے۔
غرض اس کے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچ کر جام بادہ احمر جس میں بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکرا کر آنکھوں کو جس طرح ساغر چھلک جاتے ہیں یا مست بہک جاتے ہیں گردش دے کر آگے اس کے بڑھایا اس نے بھی کہ مست مے الفت تھا انکار نہ کیا بے تکلف پی گیا۔ ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی کہ

طبیعت صورت مے جوش میں تھی
تمنا عزم نوشا نوش میں تھی
ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام
جھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام
صدا آئی فراز آسمان سے

سفر ہے نامبارک اب یہاں سے

جب خوب اس کو نشہ ہوا گھبرا کر ہر سمت آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔ اس وقت قران بھی باہر سے آ کر سر نقلی ملکہ پر رومال جھلنے لگا اور برق نے اس کو بیہوش ہونے کے قریب دیکھ کر کہا: "کیوں میاں قرطاس مزاج کیسا ہے۔"

URDU4U .COM

اس نے کہا: "اے ملکہ درد سر از حد ہے اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا۔"

پھر برق نے ہنس کر کہا: "او مسخرے بیہودہ تو نے مجھ کو پہچانا کہ میں کون ہوں۔ میں برق عیار ہوں۔"

یہ سننا تھا کہ اس نے گھبرا کر سحر کرنا چاہا مگر قران نے پشت کی طرف سے ایک لات ماری کہ بسان سبوچہ مے یہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہو گیا۔

برق نے خنجر کھینچ کر سر نجس جدا کیا۔ شور و غوغا عالم میں پھیلا اندھیرا ہو گیا۔ صدا آئی: "مارا قرطاس جادو کو لشکر میں اس کے بھی اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سن کر جلد جلد مسلح ہو کر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اس کے مرتے ہی اڑی اور کنیزوں کو پکاری جلد آؤ۔

وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کر کے پیچھے چلیں۔ عیار صحرا میں چلے گئے اور بگولے لاش قرطاس کو چکر میں دیتے جانب افرا سیاب لے چلے۔ اس اثنا میں لشکر "لینا لینا" کہتا بڑھا تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یا قوت رنگ نکال کر کھولی اور سحر پڑھ کر دستک دی ڈبیا سے دھواں نکل کر مثل ابر تیر و تار تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ سب کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہے یعنی چاندنی گھٹا میں نکلی ہے۔ سامنے ایک چمن ستان سبزہ زار لگا ہے۔ سر سبزی سے خوش نصیباں زمانہ کو شرماتا ہے۔

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب
شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار
برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ براق
اداہٹ میں کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگیں
کسی میں اور ہی صورت کی تزئین

بیچ میں اس گلشن نما کے چبوترہ ہے وہاں ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہے

کہ رشک حور ہے وہ صاحب جا
پری پیکر سمن بر غیرت ماہ
نظر میں تیزیاں تیغ اجل کی
لب شیریں میں شیرینی عسل کی
غضب آنکھوں میں مثل کیف لبریز
سنان ہر مژدہ دل کے لیے تیز
نگہ پہنچی جو سوئے سینہ صاف
نظر آیا کچھ ابھرا طور شفاف
قریب پختگی پستان کوہ پائے
ہوس کچھ اور ہی مطلب بجھائے
جو اٹھی لو تھی شمع ساق پاسے
تو گھرتا ابر مستی جا بجا سے

گرد اس شعبدہ باز دلدار کے کنیزیں گل رخسار ہاتھوں میں عہدے لیے کھڑی تھیں۔ امنگیں دل میں جوانی کی بھری تھیں۔ تمام لشکر اس گل رعنائے باغ حسن کی بہار دیکھ کر اور ہوائے گلشن سحر سے مسحور ہو کر اپنی ہستی فراموش کر گیا۔ خودی سے گذر گیا۔ یہ خیال بالکل نہ رہا کہ

نہیں ہے یہ چمن شان دیدار
یہاں احسان سے ہوتا ہے گنہگار
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے
دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
مقدر نے ہے وہ ساماں دکھایا
کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا

چلے یہ شعر پڑھتے سب زباں سے
بڑھے روتے ہوئے اپنے مکاں سے
سہے جاتے نہیں رنج جدائی
دہائی ہے دہائی ہے دہائی
قریب باغ پہنچے بولے جانی
خدا رکھے یہ تیری نو جوانی
زیاد حسن کا ہے نور پیارے
رہے قربان جان حور پیارے
اجی ہم پر بھی ہو گی مہربانی
کہ ہو کچھ لحظہ لطف زندگانی

یہ صدائے آہ واہ اس رہزن شاہ راخرد نے سن کر کچھ کنیزوں سے کہا: "وہ سب درباغ سحر پر آئیں اور پکاریں کہ اے عاشقان ملکہ زمان ادھر آؤ پیام یار سن جاؤ۔" لشکری

شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے انہوں نے ایک ایک ہار پھولوں کا ان کے گلے میں پہنایا اور کہا: "تمہاری معشوقہ نے فرمایا ہے کہ تمہیں شرم نہیں آتی ہے جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے۔ میں اکیلی اور سارا لشکر مجھ پر مرتا ہے۔ چاہئے تھا کہ تم میں سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کئے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اٹھاتا یا جان سے جاتا۔ جب ایک شخص رہ جاتا تو اس کو میں اپنے پہلو میں بٹھاتی یہ بدنامیاں نہ اٹھاتی۔"

یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ میں شعلہ زن ہوئی۔ آتش گل نے جان بلبل میں آگ لگا دی آپس میں ایک نے دوسرے سے کہا: "سنا بھئی اگر میری معشوقہ کا نام اب تیری زبان پر آیا تو قسم ہے اس کے غمزہ جاناں کی میں مار ڈالوں گا۔" دوسرے نے بھی یہی جواب دیا: "میں خود تجھ کو منع کرتا ہوں کہ اس عاشق جان پر جان نہ کھونا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا۔"

غرض باہم تکرار ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے لگا۔ سحر کی لاگیں منتروں کے حربے چلنے لگے۔ ترسول پنسول ناریل ترنج وغیرہ اچھلنے لگے۔ صف مژگان یار نے صف کشی کرا دی۔ آنکھوں کے لڑنے نے لڑائی دکھا دی۔ جادوگری دکھا دی۔ دم بھر میں صدہا سر اس سفاکہ پر نثار ہو گئے۔ نوجوان بہار باغ ہستی کھو گئے۔ ہزارہا جان سے اس گلبدن پر قربان ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی میں کھو گئے۔ حسرت واراں ان پر رو گئے

صدا دی طبل جنگی نے یہ ناگاہ
کہ ہوں مرداں شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جاں فروشی
دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
کبھی کرکیٹ کہتے تھے یہ کرکا
کہ منہ کی کھائی گر دل کچھ بھی بھڑکا

کھلے بیڑے پڑے شمشیر میں ہاتھ
کھنچیں تیغیں بندھا ہر غول کا ساتھ

یکایک ہر طرف سے برق چمکی
مبارک باد دی خواب عدم کی
جو تھے افزائش جرات سے بیتاب
ہوئے رخسار ان کے آتشیں تاب
لبوں پر آئے کف غیظ اجل سے
ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے
مری معشوقہ ہو کر وائے تقدیر
وہ ہوئے غیر سے جا کر بغل گیر
اگر باقی رہے گی جان تن میں
تو ہو گا لطف کچھ اس انجمن میں
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے
ہوس اب گور سے دست و بغل ہے
جدا ہونے لگے پاؤں سر و دست
کوئی خستہ کہیں نعرے کہیں جست
کہیں سیلاب خون سے سرخ راہیں
کہیں زخمی تنوں کی سرد آہیں
کڑکتی تھی برابر برق شمشیر
اجل تھک تھک گئی ایسے چلے تیر
گرے گرداں شیر افگن زمیں پر
کہیں تن سر کہیں توسن کہیں پر
پھر آخر مہر نے چاہی بلندی

ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی
ہوئی رخصت وہ شب بس پیر ہو کر
جمال صبح چمکا شیر ہو کر

URDU4U.COM

یعنی جس وقت تیغ تیز مہر سے سردیو شب کا جدا ہوا اور سپاہ لیل کو معشوقہ صبح رخسار نے قتل کرایا۔ وہ لشکر سارا' رات بھر لڑ کر کٹ گیا۔ عجب ہنگامہ ساحروں کے مرنے سے برپا تھا' آندھیاں آتی تھیں۔ تاریکی میں بیروں کا غل شور محشر سے کم نہ تھا۔ جب اجالا ہوا' دس پانچ افسر زخمی ہو کر بچے تھے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے کچھ سحر پڑھ کر دستک دی اور وہ باغ اور تمام آرائش سحر جاتی رہی۔ ان کے بھی گلوں سے ہار مرجھا کر غائب ہوئے۔ افسر ہوش میں آگئے۔ تمام لشکر کو مردہ پایا۔ چراغ ہستی کو مردہ پایا۔ سمجھے کہ بہار کے سحر میں ہم گرفتار تھے یہ سمجھ کر ارادہ قصاص کیا۔ کنیزان بہار نارنج پکڑ کر للکارتی ہوئی آگے بڑھیں یہ زخمی بہت تھے۔ خوف میں آ کر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے۔

بعدان عیار کے دونوں تعریف کرتے ہوئے کہ: "اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا۔"

ملکہ نے کہا: "یہ کیا ادنیٰ سحر تھا کیا کہوں قرطاس کو آپ نے قتل کیا۔ ورنہ حال اس کو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر کو چلنا مناسب ہے۔"

یہ کہہ کر تخت سحر پر سب کو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا: " آخر تو چلتے ہیں۔ اس طرف کی سیر کرتے چلیں۔" یہ سن کر جدھر سے آئی تھی ادھر رخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع اقسام کے جنگل اور کوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے۔ کہیں پہاڑ نظر آتے تھے کہیں دریا تھے۔

کہیں سبزہ کہیں کچھ شہر آباد
URDU4U.COM
کہیں ویرانہ مثل طبع آزاد
کسی جانب کو کوہ آسمان جا
کہیں باہم درخت ایسے نہیں راہ

اسی طرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور ایک بیابان نظر آیا۔ سراسر اس میں طلسمی کار خانہ پایا کہ بموجب

طلسمی اس کا تھا سب کارخانہ
وہ تھا پریوں کے رہنے کا ٹھکانہ
درختوں میں اثر تھے سحر کے تیز
گلوں کے جام تراشوں سے لبریز
برابر ان کے غنچہ تھا لب بند
وہ عقد سحر سے تھا اے خرد مند
بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ
نظر آیا انہیں ایک قلعہ سنگ
کہ تابندہ ہے مثل مہر انور
جڑے ہیں زر کے دیواروں میں پتھر
زمین شفاف رستہ صاف و روا
نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ
نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب
کوئی مانند لال سرخ نایاب

ثمر کی جا گہر سب میں نمودار
URDU4U.COM
چمک پتوں میں جیسے عارض یار
وہ سب گویا بہ شکل آدمی زاد
چمن خندہ گلوں کے لب پہ فریاد
صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا
سر ہر شاخ سے بارش ہے پیدا
زمین جنبش میں مثل قلب بیتاب
تلے اوپر کہیں پیمانہ آب
قریب اک حوض اس میں خون لبریز
کناروں پر کشیدہ خنجر تیز
کہیں پتھر کے انساں وہ بھی گویا
کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت میں صحن آسماں کو شرماتی اس بارگاہ آسمان جا سے ہٹ کر بہت بڑا لشکر اترا ہوا تھا۔ کئی لاکھ ساحروں کا مجمع تھا۔

یہ دیکھ کر قرآن نے کہا: "اے بہار تم راہ بھول کر قلعہ نور افشاں کی جانب آگئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم قید ہو جائیں جلد یہاں سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا برا ہے۔ جب تک استاد کو یہاں خبر ہو گی اور وہ کوکب سے کہہ کر چھڑائیں اس وقت تک میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"

بہار یہ سن کر وہاں سے سناٹا مار کے تخت اڑاتی بہت دور نکل گئی اور ایک صندل کے جنگل میں پہنچی۔ دیکھا کہ شاہد ارض رنگ کا درد سر کھونے کو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہے۔ حرارت سودا زدگان دشت محبت کھونے کی تدبیر نئی ہے۔

وہاں پہنچ کر قلب محرور مسکن ہوا اور تخت اتار سیر کرنے لگے۔ بوئے صندل سے دشت مہکتا تھا۔ ہزارہا مار سیاہ درختوں سے لپٹا تھا۔ کنڈلیاں سانپوں کی درختوں کے ٹہنے سے لپٹی یوں نظر آتی تھیں کہ بموجب اس بیت کے'

URDU4U.COM

سیہ چوڑی بدست آن انگارے
بشاخ صندلیں پیچیدہ مارے

وہاں کی سیر کر کے جب آگے بڑھے۔ دیکھا کہ ایک دیوار سونے کی ہر طرف گھرتی آتی ہے۔ فروغ جلوہ مہر دکھاتی ہے۔ ہزارہا آفتاب چمکنے لگا۔ ہر ذرہ کا ستارہ بخت منور ہوا کہ

مقابل آگیا اک قلعہ خوب
طلائی جس کی دیواریں خوش اسلوب

یہ محاصرہ ہوتے دیکھ کر بہار تخت پر سب کو بٹھا کر اڑی اور قندیل فلک بن گئی' مگر جس قدر بلند ہوئی' وہی دیوار طلائی سامنے آئی رہائی نہ پائی۔ ہزاروں طرح کے سحر کئے کچھ اثر نہ ہوا گھبرا کر عیاروں سے کہا: "ہم کو کسی نے قید کیا۔"
یہ کہہ کر زمین پر اتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینہ رخسار کی طرح حیران تھی۔
اس عرصے میں ایک سیاہی فلک کی طرف آ کر محیط عالم ہوئی رعد گرجا' برق شعلہ فشاں چمکی اور ایک تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آ کر اس نے کہا: "بی بی کس کے لیے پریشان ہو' سربہ گریباں ہو ذرا سوچو کہ انسان اپنے بس آتا ہے اور پرائے بس جاتا ہے اب جس کے گھر آئی ہو' وہ جب رخصت کرے گا تو جانا ہو گا۔"

بہار نے پوچھا: "یہ گھر کس کا ہے۔"

اس ساحرہ نے جواب دیا: "شاہ عیاراں جناب خواجہ عمرو کا ہے۔"

بہار نے کہا: "پھر وہ کہاں ہیں۔"

اس نے کہا: "آپ میرے ساتھ چلئے وہ بھی تشریف لاتے ہیں۔"

یہ آخر اس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوئے وہ کچھ دور چل کر ان سب کو ایک باغ میں لائی کہ وہ گلشن ہزاروں بہاریں دکھاتا تھا۔ اپنی بہار دیکھ کر ایسا اترتا تھا کہ پھولے نہ سماتا تھا۔ جملہ سامان راحت اس میں مہیا تھا۔ مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کاری سجا تھا۔ اس میں بالا خانہ رشک بام آسمان تعمیر تھا اس پر نمگیرہ کھینچا ہوا' پری کی تصویر تھا زیر نمگیرہ فرش مکلف پر اس ساحرہ نے ان کو بٹھایا اور کہا: "آپ ٹھہریئے میں خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہوں۔"

یہ کہہ کر چلی اور باہر آ کے باغ کے دروازے کو بند کر کے تخت پر بیٹھ کر چلی گئی۔

یہ تینوں بالا خانے پر بیٹھے سیر دشت طلسم میں مصروف ہیں۔

مگر جس سرحد میں کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اس دشت کے ساحروں نے جا کر تمام ماجرا خدمت کوکب میں عرض کیا۔ وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھ کر بران کو بھیجا نامہ بران کو پہنچا۔ اس نے پڑھا لکھا تھا: "اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اس کو قران اور برق نے اس طرح راہ میں مار ڈالا اور بہار ملکہ نے یوں لشکر کو شکست دی اور بیابان صندل کے آگے ایک باغ میں وہ سب فروکش ہیں ۔ خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی میں آئے تو جا کر مل آئیں وگرنہ ہم ان کی دعوت کر کے رخصت کر دیتے ہیں خواجہ صاحب کے ہم شبیہ کو ان کی تسکین کے لیے بھیجے دیتے ہیں۔"

یہ نامہ پڑھ کر ملکہ عیاروں کی فطرت پر ہنسی اور ان کے حوصلہ پر آفریں خواں ہوئی کہ اس طلسم تک تعاقب کر کے بغیر قتل کے نہ چھوڑا۔ پھر عمرو کو وہ نامہ دکھایا۔ خواجہ بھی بہت ہنسے۔ پھر خیال کیا کہ شاید تم کو کوکب آزماتا ہو پس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس سے جدا نہ ہو۔ یہ سمجھ کر ملکہ سے کہا: "اے ملکہ آپ نے مجھ سے

ایسی الفت کی ہے کہ کسی سے ملنے ملانے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ اچھا آپ لکھ بھیجئے کہ بادشاہ دعوت کر کے رخصت کر دیں۔"

ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا۔ شاہ نے بموجب مرضی عمرو اسی ہم شبیہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا۔ طلب کر کے مع سامان دعوت بچشم وخدم ہمراہ ایک امرائے دولت کے روانہ کیا۔

یہاں بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا بجتا سنائی دیا۔ بالا خانے پر کھڑے ہو کر تو سامان سواری سامنے نظر آیا۔ آگے آگے شتری و فیلی نقارے بجتے ان کے بعد تخت پر سوار ساحر اہتمام کرتے۔ پھر بہت سی پالکی نالکی جن پر جادوگرنیاں لباس عمدہ پہنے سوار جسم پر ان کے زیور مرصع کار کی بہار نکلیں۔ ان کے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑے کی کرتے۔ لڑکے خوبصورت لوٹے لخلخوں کے لیے آگے بڑھ گئے۔ پھر یساول و چوبدار خاص بردار لباس معقول سے آراستہ پیدا ہوئے۔ ان کے بعد ایک تخت پر عمرو سوار جلو میں باد بہاری خلعت زرتار پہنے' جس سے زریں لباس مہر شرمسار تاج کئی سو کنکرے کا رکھے۔ جواہر سے جسم کو تزئین دیئے روانہ ہوئے۔ صدائے طرقو اسے ارض وغیرہ بھرا ہے۔ چاؤش دور باش کہہ کر للکارتے ہیں۔

نقیب کچھ تفاوت سے پیش خداوند کے نعرے مارتے ہیں۔ بڑے جاہ و چشم سے سواری جاتی ہے۔

یہ کیفیت عیاروں نے دیکھ کر کہا: "استاد جاتے ہیں۔"

برق نے کہا: "میں تو پکارتا ہوں۔"

قران نے کہا: "کہیں ایسا دیوانہ پن نہ کرنا خلاف ادب ہے' ادب سے آگے بڑھنا۔"

یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکل گئی۔ کچھ عرصہ میں وہی ساحرہ جو یہاں بٹھا گئی تھی مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی در باغ وا ہوا۔ ان کے سامنے پہنچ کر ہر ایک ساحر گویا ہوا: "چلئے آپ سب کو خواجہ سلامت نے بلایا ہے۔"

بہادر نے کہا: "ہم سمجھتے تھے کہ یہیں تشریف لائیں گے۔ یہ انہیں کے رہنے کی جا

ہے۔"

اس ساحرہ نے کہا: "جی نہیں۔ یہ اس غریب کے رہنے کا ٹھکانہ ہے۔ ان کے لائق یہ کب جگہ ہے۔"

غرضیکہ تخت پر سوار کر کے عیار وغیرہ کو ساحر لے چلے۔ اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر آئی اور کچھ دور آگے جا کر ایک باغ کی بہار دکھائی دی۔ دروازے پر اس کے عملہ کے لوگ خدام و دربان ویسا دل وغیرہ کا مجمع ہے۔ یہ وہاں اترے۔ سب نے ان کی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی۔ یہ پھر داخل باغ ہوئے۔ دور سب رنج دل کے داغ ہوئے۔ عجب بہار آگیں وہ گلشن نظر آیا۔ جس سے دیدہ دل نے سرور پایا۔ سوسن سیہ رنگ وہاں سرمہ بصارت آگیں چشم مشتاق گل روشنی میں نور دیدہ مشتاق نرگس مخمور برنگ دیدہ حور سنبل کے پیچ عقدہ سربستہ آزوئے عاشقاں سرو موزوں سر بلند مرادیاں کہ

گلوں میں سب طرح کے رنگ پیدا
ہر اک میں تھا نیا جلوہ ہویدا
لبالب آب سے نہریں ہر اک سو
جو لے جائیں دل شائق سے قابو
نوا زن جا بجا مرغاں خوشرنگ
ہر ایک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
ہر ایک بارہ دری کا شانہ نور
میسر ہر کسی کو صحبت حور
نہایت باتکلف فرش سارے
کہ حسن کے حسن پر پھسلیں نظارے
ہجوم ماہ رویاں ہر قدم پر
ہوائے شوق کے جھونکے برابر

مزاج شایقاں حسن برہم
نظر کو دید سے فرصت بہت کم

ارادے شوخیوں پر قصد چالاک
ہوس مغرور جوش شوق بیباک
ترنم زا صدا ہر نازنین کی
خلل انداز رسم کیس و دین کی

صحن گلشن میں تخت جواہر کار پر عمرو جلوہ فرما تھا۔ چتر زریں سر پر گردش کرتا تھا۔ گرد کرسیوں پرا مراؤ زرا کا دور بندھا تھا۔ ہزار ہا نازنین شوخ و چند عہدے ہاتھ میں لیے حاضر تھیں۔ صد ہا کنیز عزت دار و پر تمیز بسان مہر تاباں لباس زر میں پنہا فن عاشقی سے ماہر تھی۔ رقص سامنے ہو رہا تھا۔ ساز عشرت آواز بج رہا تھا۔ ان سب نے جا کر خواجہ کو سلام کیا۔ عمرو تخت پر سے اٹھا اور ہاتھ پھیلایا پہلے آ کر قران نے سر سینہ سے لگایا۔ ہر ایک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسی ہائے جواہر پر بٹھایا' خواصین زریں کمر نازک اندام حسب ایمائے عمرو کشتیاں خلعت گراں بہا کی جنہیں مالا مروا رید کے اور بہار کے زیور سے مرصع تھا' لائیں۔ وہ خلعت عیاروں اور بہار کو عنایت ہوئے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دے کر ہر ایک کو خوشنود کیا۔ پھر حکم آغاز ہونے جلسہ عشرت دیا۔ فوراً بط مے کے قہقہے بلند ہوئے بحر پر جوش ہوس سے پرستار رواں تھا۔ کشتی شراب چلنے لگی۔ ساغر حباب شیشہ دل بنے ایک لحہ میں یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سمن بر مزاج توبہ برہم ہوا۔ چشم زاہد میں مستی کا عالم یہ ہوا کہ

ہجوم ساغر گل رنگ ہر سو
صدائے ریزش مے سخت دل جو
ترشح کیف کا آنکھوں سے پیدا
ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا
کہیں بہکے ہوئے آغاز و انجام
کوئی مصروف دیدار ولا رام

اسی لطف مے کشی میں ناز نیناں قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا۔ بادہ خواراں کو بہکایا' جلسنہ عشرت جمایا' رقص نے دل بسمل کئے۔ آبرو نے آ کر قاتل کئے حوصلے بڑھ گئے ارمان تڑپ کر رہ گئے۔

کوئی زہرہ صف آمادہ ناز
کیا اس جا کسی نے رقص آغاز
دم رقص اس طرح گھنگرو بجائے
کہ داودی ترانے یاد آئے
ملاتی تھیں جو ساز رقص دو چار
تھے ان کے اس ہنر میں ہاتھ تیار
کسی کے دست میں رنگیں گلابی
بنی تھی مے سے برج آفتابی
نہ تھی کم محتسب سے آمد شام
چھپا جو آفتاب ارغوان فام
سیہ بال اپنے جب اس نے سنوارے
ہوئے پھر زینت مہتاب تارے

یعنی جس وقت برائے تعظیم سیہ مست شب گردوں شیشئہ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور بسان ہوس میگساراں شبنم لیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سر شام ساقی وینا و جام اس باغ کی نہر پر جمع ہوا۔ بادہ خواروں کا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوار ہوئی کہ لب جوئبار کشتی رواں ہوئی کنارے نہر کے روشنی فروغ بخش دیدہ و مرداں آبی تھی ماہیوں کو یہ جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی۔ شب ماہ میں باغ پر بہار روشنی سے خاطر تیرہ میں نور اظہار نہر میں بجیرے پڑے' فوارے ہزارے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجیب سیر عشرت انتہا تھی جس پر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ

بنا تھا فرش پر سنگین ہر دوش پر
کہیں تھا گلشن قالین سے بہتر

رواں اک سمت جو چشمہ تھے پر نور
خزانے ان میں فوارے کے معمور

ہزاروں اس میں میوہ دار اشجار
ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار

ارم تھا وہ مکاں عشرت افزا
میسر خلد کا ان میں تماشا

ہوئے سب یہ وہاں جب رونق افروز
طبیعت سیر سے تھی لطف اندوز

کہ پہنچا اک گروہ ماہر وہاں
مہیا رقص کا پاس ان کے سامان

ملا کر ساز ناچیں پھر وہ اٹھ کر
قیامت تھی بپا تا زہ زمین پر

لباس پر تکلف زیب تن تھے
نہایت ان کے پر زر پیرہن تھے

تصدق دل تھے گانے کی صدا پر
URDU4U.COM
فدا تھی زہرہ ہر ان کی ادا پر
ستارے ساغر مینا کے چمکے
نصیبے شیشہ و صہبا کے چمکے

جب سن لیلیٰ شب جوانی پر پہنچا نہر کے کنارے سے اٹھ کر بارہ دری میں آئے وہاں نعمت خانہ تیار تھا غذائیں لطیف و عمدہ دستر خوان پر چنی گئیں۔سب نے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی۔ ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہاں جا کر یہ مسہری پر پھولوں کی لیٹی نخلخے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے۔ شمع موی و کافوری روشن تھیں۔ عیار ایک اور کمرے میں کہ رشک دہ قصر جناں تھا جا کر آرام پذیر ہوئے عمرو علیحدہ ان سب سے جا کر سویا۔

مگر کیفیت سنئے کہ بہار جب مسہری میں لیٹی' کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤں دبانے کو نہ تھی۔ اس نے دیکھا کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نرم اس کمرے میں آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی۔ پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اس کی لو میں سے آواز آئی: "اے ملکہ آپ کہیئے تو یہ لونڈی آ کر پاؤں دبائے۔"

بہار نے یہ گرمی محبت اس شمع سے سنکر پوچھا کہ: "اے بی بی تم کون ہو۔"

لو سے آواز آئی: "کنیز آپ کی شعلہ بدن ملکہ بران کی سہیلی۔"

بہار متحیر ہوئی: "یہ کنیز شعلہ بدن شمع میں کیونکر آئی مگر گویا ہوئی: "اچھا آؤ۔"

یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور لو اس کی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پری زاد حور پیکر سمن بر اندام بنا شرم سے گردن جھکائے۔ شوخی آنکھوں میں چرائے سر سے پاؤں تک نور رنگ میں مقابل شمع طور چہرہ میں انتہا کی گرمی' باتوں میں حد کی نرمی رخسار پر ہجوم آرزوئے بوسہ کا غازہ۔ ذہن میں ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت چاہنے کی صورت:

جبین سے تا بپا نور مجسم
URDU4U.COM
ہر اک انداز میں سو انداز باہم
سخن کی گرمیوں سے جان بیتاب
سرور آنکھوں میں بے لوث مے تاب
تردد سے طبیعت منزلوں دور
فدائے روئے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی۔ نہایت ملکہ بہار حیران جمال تھی مگر اس نے بادب بیٹھ کر پاؤں دبانا شروع کئے کہ یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے ان کے سب پھول کھلکھلا کر بسان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی: "اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی آئے' کہانی کہہ کر جی بہلائے۔"

بہار نے پوچھا۔ "تم کون ہو۔"

آواز آئی: "میں بھی لونڈی ہوں۔ بران کی سہیلی ہوں۔

بہار نے کہا: "آؤ"

یہ کہنا تھا کہ ایک پھول چٹخا اور چند پنکھڑیاں زمین پر گر کر ٹوٹیں پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزائے رنگ و نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاح حسرت عشاق شیشہ دل کی طاق امنگوں پر جس کی بہار نثار جس پہ گلزار لطف فرمائے ایام

بڑھی کچھ دور اس نازو ادا سے
کہ جنبش قلب نے کی اپنی جا سے
ہزاروں شوخیاں اور ناز پیہم
کہ جس کو دیکھ کر ہو طبع برہم

غرض وہ گل پیرہن مسہری کے نیچے بادب آ کر بیٹھی اور لب گوہر سے گلفشاں ہوئی

کہ: ”اے ملکہ ایک بادشاہ تھا۔ ہمارا تمہارا خدا بادشاہ۔ اس کو نوشیرواں کہتے تھے۔ مرد مان دنیا اس کے وقت میں شاد رہتے تھے۔

ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اس کا گلزار سمنبری ہے۔ یہ کہانی شروع حال نو شیرواں اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی۔ حال اس کا دفتر اول نو شیرواں نامہ میں ہے۔ یہاں سارا دفتر لکھنے کی گنجائش نہ تھی۔ صرف طلسم ہو شربا بیان کرنا منظور ہے اس وجہ سے ترک بہتر سمجھا گیا۔

فی الجملہ جب اس گل نے یہ کہانی یہاں تک پہنچائی کہ ملکہ نگار دختر نوشیرواں امیر ہو کر عاشق کے ساتھ نکل آئی اور اس کے بدن سے قباد شہریار پیدا ہوئے اور قباد کا نکل جانا' علم شاہ سے لڑ کر اور عاشق ہونا ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہو کر پیدا ہونا شہزادہ سعد بن قباد اور بعد شہادت قباد حکمران ہونا۔ سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سن کر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤں نکالے۔ وحشت گریباں گیر ہوئی۔ گیسوئے پیچاں مار نے دل میں گھر کیا۔ مسکن یار دل زار بنا' نئی الجھن میں پھنسا رات کٹنی مشکل ہوئی۔ نیم بسمل ہوئی۔ ارادے ہوس کے بڑھ گئے خار غم سینہ میں گڑ گئے کہ

ہوئی الفت جو اس کی آتش افروز
جگر پر آ کے بیٹھا تیر دل دوز
الگ ہے سب سے انداز محبت
بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات
دیا دل اپنا اس دلبر کو ہیہات
طبیعت میں عجب تھی بیقراری

بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار نیند کا بہانہ کر کے چپکے چپکے رویا کی۔ ادھر عیار جو کمرے میں گئے تھے ان کی خدمت کے لیے بھی کوئی پردے کی تصویر پری بنی' کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بن کر حاضر ہوئی۔ رات بھر یہی صورت سیر کی تھی۔ یہاں تک رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب بسان عاشق بیقرار بارنگ زرد نکلا

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ
ہوئے پیدا صحر کے شرق میں ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار
نظر نہ آئی پھر کوسوں شب تار

خواجہ عمرو کا ہم شبیہ آ کر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بصد ادب سلام کرنے حاضر ہوئے اور تسلیم کر کے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا: "اس قت آپ لوگ حمام کر کے پوشاک نئی بدلیں۔"

سب نے حسب الحکم حمام کیا۔ کشتیاں پوشاک کی مع زیور اس وقت بھی عنایت ہوئیں سب مزین و مجلی ہو کر جلسے میں آ کر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش میں آیا۔

اس وقت عیاروں نے عرض کیا: "حضور یہاں سے کب چلیں گے۔"

عمرو نے کہا: "جب خدا لے چلے۔"

انہوں نے کہا:"پھر ہم رخصت ہوتے ہیں۔اس لیے کہ لشکر اکیلا ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ افراسیاب کچھ فتور زیادہ کرے۔"

عمرو نے کہا: "کہ تمہارا جدا ہونا ہر چند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا۔"

یہ کہہ کر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ پلا کر چند ساحروں

کو بلایا اس نے فرمایا: "باغ کے شمالی دروازے سے ان کو روانہ کر دو۔"
ساحر انہیں لے کر روانہ ہوئے۔ عیار اور بہار سیر اس گلزار کی کرتے اسی دروازہ مذکور
URDU4U.COM
تک پہنچے اس دروازے کو تمام جہان کی عمارت عمدہ سے کہیں بہتر پایا۔
غرضیکہ ساحروں سے مل کر باہر نکلے۔ دیکھا تو اب اس صحرائے صندل اور دیوار طلائی کو نہ پایا۔ وہ باغ کہ جس میں ساحرہ لے گئی تھی اس کا پتہ نہ ملا۔
غرضیکہ تخت سحر ملکہ بہار نے تیار کیا اور سب کو سوار کر کے چلی۔ دشت طلسمات کی سیر کرتی جاتی تھی۔ عیار راہ میں بولے: "اے ملکہ تم نے پہچانا کہ خواجہ عمرو نہ تھے۔"

بہار نے کہا: " تم نے کیونکر پہچانا۔"

قران نے کہا: "استاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار خلعت نہ دیتے۔"
برق نے کہا: "سچ کہتے ہو بیشک استاد نہیں تھے یہ کوئی سحر کا پتلا کوکب کا تھا۔"
غرضیکہ یہ تو سیر کرتے رہ نور و منزل و مقصد ہیں۔ لیکن لاش قرطاس جادو کی بیر لیے ہوئے اور چند ساحر ہزیمت خوردہ دست بہار خدمت افراسیاب غدار میں پہنچے۔ حال قتل اور کوائف جنگ زبان پر لائے بادشاہ کو غضب طاری ہوا۔ فرط غیظ سے کانپنے لگا امرائے دربار کی چالاکی پر عیاروں کے ہوش پران تھے اور باشاہ کے پر غضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے۔
الغرض اور کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا۔ سوائے اس کے ایک نامہ ملکہ حیرت کو جملہ حال گذشتہ کا لکھ کر ترقیم کیا کہ: "دیکھتے ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع مصور آمادہ کار زار ہونا' میں بھی آتا ہوں۔ وہاں میرے ملازم بہار نے قتل کئے ہیں یہاں میں سب نمک حراموں کو ہلاک کروں گا اور صر صر عیارہ مجھ سے وعدہ عیاری کرنے کا کر گئی تھی۔ اگر اس نے نہ کیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ کے نکال دینا۔"
یہ نامہ سحر کا پتلا لے کر روانہ ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اٹھانے کا حکم دیااور عازم ہوا کہ لڑائی شروع تو خبر پا کر میں بھی جاؤں۔
اس طرف یہ نامہ حیرت کو پہنچا قتل ہونا نامہ دار کا پڑھ کر حیران ہوئی کہ کیا ذبردست

عیار ہیں جنہوں نے بغیر قتل کئی نامہ دار کو نہ چھوڑا۔ بعد متحیر ہونے کے حکم دیا: "صرصر کو لاؤ۔"

صر صر جب سے وعدہ کر گئی تھیا پنے خیمہ من فکر عیاری کر رہی تھی۔ کوئی صورت بن نہ آتی تھی اسی فکر میں تھی کہ حکم حیرات برائے حاضری پہنچا۔

یہ لرزاں و ترساں سامنے آئی۔ ملکہ نے بغضب ارشاد کیا: "دیکھ عیار ایسے ہوتے ہیں کہ تعاقب کر کے تاعمل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے۔ حکم شہنشاہ تیری نسبت ناک کاٹنے کا ہے۔"

صرصر نے سارا ماجرا سنکر عرض کیا: "واقعی یہ کنیز خطا وار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ سے ہے کہ مجھ کو مہلت ملے اگر سر دشمناں شاہی کے نہ لاؤں تو موجب سزا ہوں۔"

ملکہ نے مہلت دی یہ روانہ ہوئی اور اپنی جگہ آ کر صبا رفتار سے کہا: "تم صورت قران کی بنو۔ وہ جب آئینہ رکھ کر تیار بہ شکل مذکور ہوئی اور ایک سر مقوی کا بنا کر جس میں چہرہ روغن دار ایسا کہ لحم انسان کا چہرہ اس میں ظاہر تھا۔ سرمو فرق نہ تھا اپنے سر پر لگایا اور اسی طرح ہر اعضا پر مقوے کے اعضا چڑھائے اس لیے قران دست و پا نہایت زبردست رکھتا ہے۔ اس وجہ سے اس نے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بن گئی۔

جب یہ کسوت آرائی اور بغدہ وغیرہ درست کر کے تیار ہو چکی۔ صرصر نے اپنی صورت برق کی سی بنائی اور ایک سر مقوی کا مثل صورت قرطاس بنایا کہ جس کا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اسی صورت سے سر لے کر اپنے خیمہ سے اس طرح چلیں کہ کوئی ہم کو نہ دیکھے۔ خیمہ و بارگاہ کی قناتوں وغیرہ میں چھپتی ہوئی چلیں۔ اس لیے کہ عیار جاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے۔

غرضیکہ اپنے لشکر سے دونوں نکل کر لشکر ماہ رخ میں دونوں پہنچیں۔ لشکری ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ دونوں عیار سر نامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہیں۔

غرض یہ بارگاہ میں آئیں مہ رخ انہیں دیکھ کر شاد ہو گئی اور تخت سے اٹھ کر گلے ملی۔ بہت تعریف عیاری کی۔ خلعت گراں قیمت منگا دیئے۔ ابھی تو کسی کو معلوم نہیں کہ بہار بھی عیاروں کے ساتھ تھی ورنہ اس کا حال مہ رخ پوچھتی۔ یہی جانا کہ حسب وعدہ یہ سر نامہ دار لائے ہیں۔

خلاصہ بعد اعزاز و اکرام یہ عیارنیاں کرسی پر بجائے عیاراں بیٹھیں۔ مہ رخ نے حکم ناچ ہونے کا دیا' ساقی و معنی ساز طرب لیے حاضر ہوئے ۔ ان دونوں نے تمام ماجرا قتل نامہ دار کو جو سن کر آئی تھیں بیان کیا کہ ہم نے اس محنت و فطرت سے اس کو مارا۔

یہ کہہ کر گویا ہوئیں کہ جب ہم ملک کوکب میں پہنچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوئے تو کوکب نے ہماری دعوت کی'اس دعوت میں جو شراب کہ ہم نے پی کبھی دربار شاہ اسلام میں بھی نہ پی تھی' چنانچہ اس کا ماجرا ہم زبانی نہیں کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا۔ "تھوڑی سی آپ کو چکھانے کو لیتے آئے ہیں اگر اجازت ہو تو ساقی گری کر کے سب کو ایک ایک جام پلائیں۔"

مہ رخ نے کہا: "آپ یکو پوچھنے کی احتیاج کیا ہے بسم اللہ کیجئے۔"

یہ دونوں اٹھیں اور جام لے کر کسوتوں سے گلابیاں شراب ارغوانی کی نکال کر ب کو ابی ایک پلانے لگیں۔ مہ رخ اور جملہ سردار جس نے وہ سراب پی کر بہت تعریف کی انہوں نے رقاص و ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام مے دیئے اور کہا: "تم لوگ بھی کیا یاد کرو گے کبھی ایسی عمدہ شراب پی تھی۔"

غرضیکہ بعد کچھ عرصہ کے یہ عالم ہوا کہ سازندوں کا مزاج ناساز ہوا سارنگی الٹی کر کے گلے کی طرح رتنے لگے۔ اگلا سا رنگ ہی نہ رہا۔ رنڈیوں کی نئی گت ہوئی سر نیچے ٹانگیں اوپر کر کے ہو کر نئے کھڑاک میں پھنسیں۔ سرداروں کا سر بسان چرخ دوار پھرنے لگا۔ رقص کی گردش سرنے دکھائی۔ کس کو حالت نشہ نہ آئی۔ خود غلط ہو کر

اوندھے منہ گرے۔ عیار بچیاں آستین چڑھا کر خنجر کھینچ کر چلیں کہ سب کے سر کاٹ لے جائیں اور کہیں کہ یہ اس کا بدلہ لیا ہے کہ جس طرح وزیر اعظم شاہ سواروں کو تمام عیاروں نے بیہوش کیا تھا۔

URDU4U.COM

غرضیکہ ہنوز کسی کا سر جدا نہ کرنے پائی تھیں کہ دو عیار جو یہاں باقی ہیں۔ ان کا حال سنئے کہ یہ لشکر حیرت میں گئے تھے اور لشکر کو عیار بچیوں سے خالی دیکھ کر ضرغام صورت صرصر کی بنا اور جانسوز بشکل صبا رفتار تیار ہو کر دونوں بارگاہ حیرت میں آئے۔ اس نے صورت دیکھتے ہی کہا: "مالزادیو تم دشمنوں کے سر لانے کے لیے کہہ گئیں تھیں خالی پھر آئیں ہے شرط کہ ناک کٹوا لو۔"

عیار یہ سنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر میں عیار بچیاں بہر قتل سرداراں گئی ہیں۔ یہ سمجھ کر گویا ہوئے کہ: "اے ملکہ ہم جا کر ابھی سر لاتے ہیں۔ایک کام سے یہاں آئے تھے۔"

یہ کہہ کر بارگاہ سے نکل کر بعجلت تمام تر چلے۔ دست و دعا بلند کرتے تھے کہ خداوند ہمارے سرداروں کو ہلاکت سے بچانا' ہم نے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر چلے آئے۔

فی الجملہ جب یہ قریب بارگاہ پہنچے وہاں ہر ایک کی زبانی سنا کہ قران و براق آئے ہیں' سرنامہ دار لائے ہیں۔

عیار سمجھے کہ عیار بچیاں اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اس وقت ہے آئی ہیں پس سرائچہ ضرغام پھاند کر اندر آیا دیکھا کہ سر سر خنجر لیے مہ رخ کا سر کاٹنے جاتی ہے اس نے گوپھن میں پتھر رکھ کر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمہ سے گر پڑی۔ یہ دوڑا کہ گرفتار کر لوں وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اٹھ کر بھاگی اور صبا رفتار پہلے ہی سرائچہ سے فرار ہو گئی۔

ضرغام نے پکارا: "لینا۔"

جانسوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری اس کے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی تھیں۔ اس وجہ سے ساحر سحر نہ کر سکے۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ معاملہ کیا

ہے اور یہ کیا بھید ہے۔ وہ دونوں نکل گئیں۔ عیاروں نے تمام سردار مردمان بارگاہ کوفتیلا دفع بیہوشی دے کر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی۔ ہر ایک نے سجدہ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اس نے خلعت حق دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ میں حکم جلسہ عشرت دیا۔ یہ سب با آرام مصروف عیش و عشرت ہوئے اور عیار بچیوں نے جا کر حیرت سے سب حال کہہ کر عرض کیا۔

"کنیزیں مجبور ہیں آپ کو اختیار ہے جو چاہے سزا دیجئے۔ ہم آپ کی خیر خواہی کر چکے۔"

ملکہ نے کہا: "تمہاری صورت بن کر عیار شاید آئے تھے وہ مجھ سے تمہارا جانا عیاری کے لیے سنکر جلدی گئے جب کہ تم یہ بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوئے ہمارے کام میں دخل انداز ہوئے۔"

عیار بچیوں کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا: "اے ملکہ دوراں یہ فرمایئے کہ آپ ہی نے ہماری ساری محنت رائیگاں کی۔"

ملکہ نے کہا: "بیشک مجھ سے غلطی ہوئی کہ تمہاری صورت پر ان کو دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی۔ اچھا اب تم جا کر اور فکر کرو۔ شہنشاہ کو کہہ کر خطا معاف کرا دوں گی۔"

عیار بچیاں سلام کر کے چلیں۔

اور دن سارا گذر چکا تھا۔ عیار فلک یعنی مہروز لب درود و سوز عرصہ سپہر سے مراجعت کر کے خیمہ عرب میں گیا اور عیارہ شب نے سیاہ پوش ہو کر کمند کہکشاں لے کر عالم میں داخلہ کیا۔

اس عرصے میں مہر عالم افروز
کہ جو تھا اس جہاں میں بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ
بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلایا اور حکم شہنشاہ ساحراں سنایا نامہ دکھایا۔

اس نے کہا: "ہر چند میرا ارادہ ابھی لڑنے کا نہ تھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہے یا مار دوں گا یا مرجاؤں گا۔ آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجئے۔"

URDU4U.COM

حیرت نے فوراً نقارہ رزم بجوایا۔ اہلکار خبر لے کر بارگاہ شریک اسلامیان میں آئے اور دعا و ثنا کے بعد خبر عرض کی۔

مہ رخ نے بھی نفیر سحر بجائی۔ طبل و نقارہ حرب گڑگڑائے تمام لشکر میں خبر جنگ معلوم ہوئی۔ سردار دربار سے خیموں میں آئے درستی میں لڑائی کے مصروف ہوئے سحر کی آتشبازی گڑ گئی۔ آتش غصب سینہ میں جوش زن ہوئی۔ نامردوں کے منہ پر ہوائی اڑتی تھی۔ عقل کی تیزی بسان شمشیر چرخ میں تھی بہادر مرنے پر تیار تھے۔ نشہ جرات میں سرشار تھے

بجا دونوں طرف سے طبل جنگی
ہوئی ہر جان کو قالب میں تنگی
نگاہیں پھر گئیں سینے ابھارے
سروں سے خود یہ کہہ کر اتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے
نہیں پرواہ مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظ ثنا خیز
کہ ہم ہیں مدعی کہ آبرو ریز
پڑے جس پر یہ تیغ برق آہنگ
لباس روح بھی ہو گور میں تنگ

یہی ہنگامہ دونوں طرف رات بھر رہا۔ نئے نئے سحر درست ہوئے۔ دلاور چاک و خشت ہوئے۔ جس دم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبازر سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ

گاہ عالم میں آیا

نوید صبح میں جب مرغ چہکے
URDU4U.COM
نسیم عطرزا سے دشت مہکے

موذن بول اٹھا اللہ اکبر
کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے
کسی نے یوں کہا سو التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار
اجل کا ہو جس دم گرم بازار
زماں آبرو ہے فتح دنیا
نہ حاصل ہو کہیں الزام لینا

مہ رخ بضد عظمت و جلال لشکر لے کر وارد میدان قتال ہوئی۔ ساحروں کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا۔ گرد سپاہ نے چشم آفتاب کو گدلا کیا۔ بحر پر جوش لشکر کا تلاطم تھا۔ جہاز حیات تباہ ہونے کا غم تھا۔ تلواروں کی چمک سے دھارا سیل فنا کا جاری۔ سحر کی بجلیوں سے خرمن جان جلنے کی تیاری۔ لشکر حیات و مصور بڑے کرو فر سے جب آ کر میدان میں جم چکا نقیب للکارے کڑکیٹ بڑھ کر پکارے۔ شور حشر برپا ہوا۔ ہنگامہ ہوا کہ

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
URDU4U.COM
بڑھے دونوں طرف سے صاحب زور
جھنک شمشیر کی پہنچی فلک پر
لبوں پر آ گئے دلہائے مضطر
صدا دی پھر نقیبوں نے کہ ناگاہ
کہ ہاں اے نامدارو تم ہو آگاہ
اجل کچھ دم میں ہو گی گرم بازار
مقام آبرو ہے ہاں خبردار
نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہاں
رہے گا دل ہی میں ہر دل کا ارماں
نہ دے گی اتنی مہلت برق شمشیر
کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر
جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی
شرافت پیشہ و دل بند اصلی
وہ نام اپنا کریں گے سر کٹا کے
نہیں پھریں گے منہ میدان میں جا کر

جب کڑکیٹ یہ کڑکا کہہ کر ہٹے ایک ساحر زبوں ہیئت بد انجام سامری کیش جادو نامی پرے سے نکلا اور اجازت حرب حیرت سے لے کر میدان میں آیا۔ شیطان کا سگا بھائی معلوم دیتا تھا۔ تیوری چڑھی دل میں بے رحمی بھری جلاد منش ستمگری میں ہلاکو' عقل الو' مزاج نہایت بدخو' صورت بھونڈی' کھوپڑی اوندھی' چہرے پر بے غیرتی چھائی اجل کی پیشوائی کا نکلا تھا یہ اس موذی کا نقشہ تھا۔

بشکل پیل منزل استادہ
غضب ناکی میں مالک سے زیادہ
سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار
ازل سے طوق لعنت میں گرفتار
طبیعت میں بھری شہوت پرستی
چکان لب سے لعاب جوش مستی
جبیں سے مکر و کید و فن ہویدا
مگر تھا نطفہ شیطان سے پیدا
قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ
بہت تھا بے ادب اور سخت گستاخ
سلح شوری دکھا کر یوں پکارا
کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا
کوئی ہے ہاں مقابل آئے دیکھیں
گرہ میں کیا ہے اس کے لائے دیکھیں
جو تم میں مرد ہو آئے مقابل
کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نہیب کو اس خود سر کی سنکر لشکر مہ رخ میں علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحروں کے سحر سے ہزارہا نقارے بروئے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن نازک بدن گلفام سمن اندام فوج ستمگری جلو میں لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شان و شوکت لڑنے چلی۔

چلی اس طرح جیسے بے وفا یار
گھٹے جس طرح آرام گنہگار
وہ تھی قتل آشنا شمشیر آبرو

وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اس میں نہ کچھ جوہن میں اس کے
ستم لبریز تھا دامن میں اس کے

دل اس کا رحم سے ناآشنا تھا
کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا

ارادوں میں تھا اس کے قہر آمیز
زباں وقت سخن گویا شرر ریز
نگاہوں میں تھا اس کے لطف کچھ کم

سو اتنے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اس کی فریب جاں ستان تھی
پے مشق ستم پہ امتحان تھی

برابر آ کے بولی او اجل دوست
مگر مشتاق مدفن ہیں تن پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہے کیا وار

کہاں تک تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضب ناک

کیا رہوار اپنا اس نے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر حور پیکر
بڑھی مانند شیر حملہ آور

زمیں پر وہ گرا اژدر سے اکبار
نکالی سحر کی جھولی سے پرکار

زمین پر دائرہ سا اس سے کھینچا
URDU4U.COM
پڑھے الفاظ سحر آمیز اس جا
اندھیرا ہر طرف عالم میں چھایا
بشکل شیر اس کو سب نے پایا
بڑھی یہ حور پیکر بن کے ناگن
چلیں چوٹیں کھلے جادو کے ہر فن
کبھی بنتا تھا وہ کچھ اور کبھی یہ
غرض طالب ہر ایک صورت میں تھی یہ
پھر آخر بن کے اک شمشیر خون ریز
بسان برق روشن اور بہت تیز
چمک کر اس طرح آئی سر پر
کہ دو ٹکڑے ہوا وہ مرد خود سر

○○○

- گلفام جادو

اس کے مرنے سے شور غل برپا ہوا اور مصور کی آنکھوں میں خون اتر آیا' کیونکہ وہ ساحر اسی کا ملازم تھا۔ بس اس نے افسران لشکر کو للکارا۔

URDU4U.COM

"خبردار یہ قاتلہ جانے نہ پائے۔"

فوج اس کی چار طرف سے لینا لینا کہہ کر آ گری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گڑوائی تھی اس میں آگ لگا دی۔ ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھوں ساحروں کو لے کر آ گری۔

مہ رخ ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہے' لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہے اسنے یہ انبوہ مخالف دیکھ کر بہت جلد گنج میں ہوائی کے آگ لگا دی اور تمام لشکر سے بڑھ کر فوج عدو سے غٹ پٹ ہو گئی۔ ترسول پنسول چلنے لگا۔ آتشبازی میں سے ادھر کے جو شعلہ گرا۔ پتلا آتشیں بنا۔ وہ آتش کے پرکالے گرز آتشیں لیے لشکروں پر جھپٹے۔ جس کے گزر پڑا وہ جل کر ٹھنڈا ہوا ادھر کی آتش بازی سے جو شعلے نکلے وہ دیو آتشیں تھے وہی دیوان پتلوں کو روکنے لگے۔ چرخی نے چرخ میں جان ڈالی' انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے' مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئیں سے ہو کر چاندنی نکل آئی۔ زخمیوں کو زخم کھانے کی لذت ملنے لگی۔ جس کے زخم اس کو چاند چاندنی نے مارا۔ نہیں نہیں کسی ماہ رو نے مارا۔ عروس شجاعت کے چہرے کا جلوہ گر تھا کہ آتشیں سحر کا دل میں اثر تھا۔ منہ سے ساحر کے شعلہ آتشیں نکلتے تھے خاکی ناری بن گئے تھے۔ طبقہ خاک کرہ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزاروں ٹھنڈے ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوئے ہزاروں واصل جہنم ہوئے۔ ساحروں میں تو یہ آفت برپا تھی۔ بہادروں میں شعلہ تیغ کی لپک خرمن ہستی کے لیے ایک برق بلا تھی۔ غرضیکہ ہر سمت تلوار کی چالا کی شور بحر مرگ بلند تھا۔ بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا۔ عرصہ

ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا۔ دشت لاشوں سے بھر گیا۔ پاؤں ثابت قدموں کا گڑ گیا۔

صدائے گرز سے پانی ہوئے دل
ہوئے فرش زمین شیران کامل
زمین کانپتی بہ شکل قلب بیتاب
کمر تک آگیا خون مثل گرداب
ہزاروں سر گرے روئے زمین پر
اجل تھک تھک گئی سرعت سے اکثر

آج مصور و حیرت نے پاؤں جما دیئے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے از بسکہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہ ہوتا تھا۔

ادھر سے سردار جانبازی کر کے جہاں تک ہو سکتا تھا رد سحر کرتے تھے مگر مجروح ہو گئے تھے۔ لشکر ادھر کثیر اس طرف قلیل۔ عیار سب موجود نہیں' جو کوئی تدبیر کریں فوج پسپا ہونے لگی۔

مصور پہلے کی ذلتیں اٹھائے تھا۔ اس نے چند تصویریں نکال کر زمین پر پھینکیں کہ وہ انسان ہو کر تیر مارنے لگیں تیر ان کا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا۔ لشکر تمام نشانہ سہام بلا تھا۔ حیرت نے ہزارہا بیر بھیجے تھے کہ وہ کسی کے پھرے سے نہ پھرتے تھے۔ جب یہ سامان فتح بہم پہنچا تھا تو اس نے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا کہ "اے شہنشاہ' کنیز نے بموجب حکم آپ کے کار لشکر حیف تمام کیا ہے۔ آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار ان کا ملاحظہ فرمائیے۔"

یہ نامہ پتلا سحر کا لے کر ادھر گیا اور اس طرف لشکر پر وقت تنگ تھا۔ مہ رخ پائے ہمت گاڑے ٹھہری تھی۔ لب استغاثہ وا کر کے خدا سے التجا کی۔

یہ رو کر عرض کی اے میرے اللہ
URDU4U.COM
تیرے آگے ہیں یکساں عاجز و شاہ
مری مشکل ہو آساں ایکدم میں
کہ ہے مختار ہر بیش و کم میں
امید زندگی ہے مجھ کو مسدود
سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود

تیر دعا ہدف مراد پر پہنچا۔ یعنی وہ ساحر جو ملکہ بران نے بھیجے تھے اور ذکر ان کا اول کیا گیا کہ پتلا جنین جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر خبر لینے لشکروں کی آئے تھے چنانچہ منتظر اس امر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی حال تازہ دریافت کر کے جائیں اور ملکہ مذکور کو خبر کریں۔

فی الجملہ جب طبل جنگ یہاں بجا۔ ساحر گئے اور حال آغاز جنگ بیان کیا۔ ملکہ بران خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب آیا لکھا تھا: "اے فرزند لاشہ قرطاس جادو افراسیاب کے پاس پہنچا اور اس کے حکم سے مصور نے ارادہ جنگ کیا ہے تم خبر منگواؤ۔"

یہ نامہ پڑھ کر ملکہ بران نے دو پتلے بہر خبر روانہ کئے وہ پتلے اس وقت آ کر پہنچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا۔ پتلوں نے بہر صورت اپنے تئیں ملکہ مہ رخ تک پہنچایا اور کہا: "ہم فرستادہ خواجہ عمرو ہیں۔ جو کچھ حال ہو' بیان کیجئے۔"

ملکہ نے کہا: "جو تم دیکھتے ہو یہی جا کر بیان کر دینا عیاں راچہ بیاں۔ ہم پر برا وقت پڑا ہے۔ خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہیں۔"

پتلے یہ کیفیت دیکھ سنکر روانہ ہوئے اور بہت جلد خدمت بران میں پہنچے ۔ سارا ماجرا بیان کیا۔

عمرو یہ حال سنکر بے قرار ہو گیا اور کہا: "اے ملکہ اگر مہ رخ کام میں آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائے۔ پھر جمعیت ہونا غیر ملک میں دشوار ہے آپ مجھ کو جلد روانہ

کیجئے۔"

ملکہ نے حیرت اضطرار خواجہ و ماجرائے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی جب کوکب کو پہنچی۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک آندھی آئی۔ بعد آندھی کے ایک ساحر تخت پر سوار ہاتھ اس کے چار جسم سارا بلور کا سراپا پتلا نور کا فلک پر سے اترا۔

تخت سے اتر کر بادشاہ کو سلام کر کے ٹھہرا تھا کہ زبان بادشاہ درفشاں ہوئی فرمایا: "اے بلور چہار دست تم خواجہ عمرو کے ساتھ با فوج گراں اسی وقت طلسم ہو شربا میں جاؤ اور افرا سیاب اگر لڑے تو اس کے باپ سے لڑنا مصور کو روز بد دکھاؤ۔"

بلور آداب بجا لا کر روانہ ہوا اور بادشاہ نے بران کو نامہ لکھا: "خواجہ کو اس طرف روانہ کرو۔" حال اس کا بیان ہو گا کہ کس طرح ملکہ نے خواجہ روانہ کیا ہے۔

مگر جب تک بلور اور عمرو وہاں سے آئیں بموجب تحریر حیرت' افراسیاب شاداں و فرحاں سوار ہو کر داخل ہوا اور ہال دیکھ کر ایک نارنج سمت دشت نبرد پھینکا' یکایک تمام عالم تاریک ہو گیا اور جس جگہ وہ نارنج گرا تھا۔ وہاں سے ایک میل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھ کر مثل ایک مکان بلند کے نظر آنے لگا۔ چار طرف اس میل کو دریچہ ہائے طلائی بنے تھے۔ شان ایزدی ان سے نمایاں بہتری میں ہم پایہ آسمان ان کی گلانی پر نثار گنبد نیلی سائبان بہر دریچہ منتظر بہرام کو شرماتا۔ دروازہ ہر ایک عرفہ نگاہ معشوقاں نظر آتا ہے روزن ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا ہے کہ

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد
وسیع ایسا کہ گلزار جناں گرد
بنے تھے بے نظر ان میں مکانات
مزین نقش دار عالی عمارات

ہر دریچہ میں گلفام سمن بر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھی اور میدان قتال دیکھ دیکھ

کر قہقہے لگاتی تھی۔ صورتیں ان پری پیکروں کی تصویریں تھیں۔ نگاہیں شراب الفت کا ساغر نظر آتی تھیں۔ زلفیں ان کی دل عشاق کی الجھن بڑھاتی جاتی تھیں۔ گیسو کمند الفت

URDU4U.COM

مژگان کمان دل جن پر قربان' تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھوں میں انتہا کی شرارت و سر ہنگی رخسار خون شدائے تیغ تبسم سے رنگیں وہاں شیریں کو تلخی دشنام دہی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزیں

شب ظلمات سے کالے کہیں بال
بلائے آسمانی جس سے پامال
درازی میں کمند آہ کوتاہ
نہ پائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس صدسائے چشم فتان
سر لشکر شکن صف ہائے مژگان
چراتی دم ہے شمشیریں نظر سے
بلا اڑنے کو ہے ابرو کے پر سے
دل ابرو پئے تھے دو قضا کے
عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ
حیا سے آب تھا آئینہ ماہ
غداروں سے گل خورشید بد رنگ
دہن بے مثل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے میں تھا خوش ڈول چہرہ
بنایا دست قدرت نے سراپا

ہوئے نقارے فتح کے بجے مال و متاع لشکر مہ رخ پر حکم قبضہ کرنے کا ہوا۔ افسر لشکر روانہ ہوئے۔ یہاں جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے۔ خیام و بارگاہ خالی پڑی ہیں۔ بازار بند' رعیت فراری تھی۔ سب کو ضبط کر کے پہرے ہو گئے۔

فوج کے افسر برائے تلاش لشکریاں مخالف بے قرار ہوئے کہ جس کسی کو پائیں گرفتار کریں۔ ہزارہا آدمی کوہ و دشت سے مقید ہو کر لائے گئے۔ کہ مہ رخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اس کے حال پر افسوس کرے۔ فی الفور اس کو گرفتار کرو۔

غرضیکہ یہاں تو ایک تلاطم ہے۔ تمام لشکر زیر میل کھڑا ہے اور بیٹھا ہنس رہا ہے۔ اب حال عمرو صاحب اقبال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کس طرح سے آتا ہے۔

ابھی ساقیا مجھ میں باقی ہے ہوش
ذرا کہہ دے پھر جاہ ساغر بنوش
مگر زعفرانی ہو ساقی شراب
کہ ہنستا پھروں میں لے کے بے حساب
صراحی لگانے لگے قہقہے
بھریں جام پھر خندہ جام سے
ملے پھول کا جام لب سے میرے
یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے
اگر دیکھ لوں دخت زر کی پھبن
تو صدقے لوں اس پہ میں جان و تن
بہت باکرہ کی ہے مجھ کو طلب
اچھوتی رہے گی نہ بنت العنب
مرے دل پہ چھا جائے پھر بیخودی
بلا آ کے لے جوش مستی مری
قدم آ کے پیر مغاں کے میں لوں

حواس و شیکبائی میں نذر دوں
کہاں تک ہو ساقی کرم کا بیان
بہت تیرا ممنون ہوں مہربان
پلا رند کو ایک جام مے
کہ رخصت طلب تجھ سے وہ آج ہے
ترا نام و اقبال ساقی بڑھے
زمانہ مجھے پھر شرابی کہے
اگر جوش مستی کی کچھ ہو مدد
دکھا دوں میں توبہ کو پھر زور بد
شکست اس کو دم بھر میں ایسی ملے
مرے نام سے توبہ توبہ کرے
جلے میری صورت سے زاہد مدام
کروں اس کی دم بھر میں قلیا تمام

یعنی جب لشکر مہ رخ مسحور سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہاں سے عزم روانگی خواجہ بہ عظمت و جاہ ہوا۔

ملکہ بران نے نامہ اپنے باپ کا پڑھ کر عمرو سے کہا: "خواجہ خدا حافظ بڑا زبردست افسر ہمراہ کر کے پدر بزرگوار نے میرے' آپ کو رخصت فرمایا ہے لیجئے تشریف لے جائیے اور جنگ فتح فرمائیے۔"

عمرو یہ کلمات فراقیہ سن کر آنسو آنکھوں میں بھر لایا اور کہا: "اے ملکہ مجھ کو اپنے دل سے نہ بھلانا فراموش بالکل نہ فرمانا۔ جدا ہو نا تم سے شاق ہے۔ خاطر مبتلائے رنج فراق ہے۔ کاش ایسی مہربانی تم مجھ پر نہ فرماتیں دل کو نہ تڑپاتیں۔

شاہی اور لباس فرمانروائی سے مزین و مخلی کیا۔ تاج گوہر سر پر رکھا۔ نیچہ طلسمی کمر سے لگایا' نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر جگہ موقع و مناسبت پر آراستہ کیا۔ پھر باہر لے کر آئی۔ یہاں تخت طاؤسی جواہر کے چاروں کونوں پر استادہ دم اپنی چتر کئے تھے۔ جواہر کے نگینہ پایہ ہائے تخت میں جڑے تھے۔

اس تخت پر خواجہ سوار ہوئے۔ اس وقت مخمور بادل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی: "مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا۔"

بران نے کہا: "اے بہن جانے پر اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہ کر چلی جانا' اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواصوں کو حکم دیا: "انہیں سیر کرا لاؤ۔"

پانچ کنیزیں مہر جمال بجر و حکم اس کو لے چلیں اور اسی باغ مں جہاں عمرو مشغول عشرت ہے اسے بھی لائیں۔ اس نے دیکھا کہ ایک باغ عجائب روزگار بنا ہے سراسر طلسم نظر آتا ہے۔ اس باغ میں ایک مقام بہتر پر تخت زر نگار بچھا ہے۔ عمرو وہاں جلوہ فرما ہے۔ اس نے خواجہ کو سلام کیا۔

خواجہ نے اٹھ کر باعزاز پاس اس کو بٹھا لیا اس کے دل میں خیال آیا کہ عمرو وہاں روانہ ہو رہا ہے ایک یہاں بیٹھا ہے کچھ عجب کارخانہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جاتے نہیں وہ جو روانہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو مہمان بیٹھا ہے یہ بھی کوئی اور ہے۔ اصلی عمرو کو ملکہ بران نے پوشیدہ کیا ہے۔ اس وجہ سے تجھ کو رخصت نہیں ملتی۔

یہ سوچ کر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیوں پر کسا گیا چتر زریں سر پر پھرنے لگا۔ تین سو علم جلوہ دکھانے لگے۔ نشان تین لاکھ ساحر اور جرار ظاہر تھا۔ پرچم و پھریرے کھل گئے جن پر تعریف خدا و نعمت پیغمبر لکھی تھی ہر علم کی توقیر بڑھی تھی۔ سترہ ہزار مرکب باد رفتار بازین و مرصع کار کوتل ہمراہ تیرہ ہزار فیل رعد آواز فلک شکوہ پر خیمہ ڈیرا لدا۔ کئی ہزار ہاتھیوں کی قور جلو میں ان پر امرائے طلسم نور افشاں سوار' جھولیں ہاتھیوں کی طرحدار سونڈیں اور مستکیں

رنگیں آئینوں کی مشبک پر تزئین دیکھنے والے حیران بڑی آن بان سے آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیاں زنگولے باندھے گردن میں گھنگرو بڑے بڑے پڑے چھم چھم کرتے چلیں۔

URDU4U.COM

بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے۔ بعض پر پیک طلسم سوار نہایت ادب سے نکلے پھر عود عنبر کے لوٹے لیے اور لخلخے طفلاں مہر دیدار پیدا ہوئے۔ سقے گلاب و کیوڑہ چھڑکتے چلے اور یساول و چوبدار خاص بردار لباس وردی سے درست گذرے کہ یکایک صدائے طرقوا طرقوا سے گوش فلک گر ہوا۔ نقیب نے صدا دی کہ بڑھے عمرو و دولت ادب تفاوت سے بڑھے آئیو پیش خداوند نعمت کڑ کا کڑکیٹ کہتے۔ ثنا خوانی خواجہ عمرو کی کرتے گذرے۔

اس وقت وہ چالیس فیل زنجیر بند کئے ہوئے نکلے جن پر موتیوں کا بنگلہ پڑا تھا۔ تخت کھنچا تھا۔ خواجہ بصد کروفر جلوہ فرما تھے۔ گرد تخت کے ہزار طائر زریں بال و پر کھولے حاضر کئی سو پریاں طلسم کی مروحہ جنبانی کرتی شہزادیاں بادب سامنے تخت کے بیٹھیں۔ ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ رواں تین لاکھ ساحران غدار ہنس و فیل و اشتر و اژدر پر سوار منقلیں سلگتیں تھالیاں برنجی چمکتی ترسول کی بھالیں جو دل کو عدو کی چھید ڈالیں آب و تاب دکھاتیں۔ ساحر نارنگی سحر دکھاتے' جادوگرنیاں نفیس لباس پر زر جواہر کا زیور پہنے سب کے آگے بلور چہار دست اژدر پر سوار' چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیاں بند دو کھلے' جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا۔ بلور کے ہزار پتلے ہاتھ سے نکلے اور ساحر بن کر دشمن سے لڑتے۔ نیرنگ سحر کے جادو کے انسان بناتا اس کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے وہ لشکر فیل خواجہ کے گرد قلب میں تخت فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جس کا یہ کروفر تھا کہ

ہزاروں اردلی میں خاص بردار
URDU4U.COM
ہزاروں تھے رواں ہمراہ سردار
لباس ان کے بدن پر زعفرانی
پھرا بیلوں میں تھا سونے کا پانی
قباؤں میں وہ ان صرف کم خواب
تجمل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب
گروہ ان کے عقب پھر عورتوں کا
ہر ایک خورشید اور مہتاب سیما
جوان ہر ایک ہمسن روکش حور
سراپا پیرہن جسموں پہ تھا نور
ہر اک پہنے مرصع کار زیور
مقابل میں تھا ذرہ مہر انور
عیاں نازو کرشمے تھے غضب کے
مزین برچھیاں ہاتھوں میں سب کے
بہت تھے رشک گلگوں پر سوار
ہوا پر تھے رواں گویا ہوا دار
سراپا تھا طلائی ساز ان کا
پری سے تھا الگ انداز ان کا
ٹکے تھے دامن زریں پہ گوہر
کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر
ہزاروں حرف تھے الماس پارے
تجمل تھے رو برو جس کے ستارے
تجمل اور شوکت شان سے وہ
چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قلع ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکل کر بہت جلد سرحد طلسم نور افشاں طے کر کے سارا لشکر بزور سحر برہم ہو کر چلا اور جس کسی سرحد دار طلسم ہو شربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا' خیال کیا کہ فوج شاہ کوکب ہے۔ ہمیں امور بادشاہ میں دخل دینا زیبا نہیں ایسا نہ ہو کہ خلاف بادشاہ ہو۔ پس یہ سمجھ کر روکنے سے باز رہے اور یہ لشکر کسی جا ٹھہرا نہیں کئی روز تک برابر چلتا گیا اور قریب پشتہ رنگیں حصار کے جہاں لشکر مہ رخ اترا ہوا تھا' پہنچا یہاں سب سردار میدان کار زار میں گرد میل جمع ہیں۔ بہت سے بیہوش ہیں۔ از خود فراموش ہیں وہ قہقہے لگا رہے ہیں۔ بیہوش ہوا چاہتے ہیں۔

عیار جو دو یہاں ہیں وہ بھاگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دشت میں اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار دیکھ کر شاد ہوئے: "استاد آئے استاد آئے کہتے دوڑے۔ عمرو نے پاس اپنے بلا لیا اور سارا حال بربادی لشکر کا سنکر بلور کو حکم دیا: "لینا لشکر افراسیاب کو بحکم ساحر نارنج و ترنج لیکر دوڑے۔

اور اس طرف بھی ناظماں ملک کی عرضیاں آ چکی تھیں خبرداروں نے آمد لشکر کی خبریں پہنچائی تھیں۔ حیرت و مصور نے حکم دیا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ دیر بارگاہ میں ٹھہر کر سمت طلسمات چلا گیا تھا۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت جو بلورتین لاکھ سے آ گرا یہاں پر بھی فوج ساحراں مسلح و مکمل کھڑی تھی۔ دونوں فوجیں باہم مل گئیں۔ نارنج و ترنج چلنے لگا۔ا ابر سحر برسنے لگے سانپ بچھو گر کاٹتے تھے۔ بیر غل مچاتے تھے ۔ شور برپا تھا چار سمت اندھیرا تھا۔

بلور نے آگے بڑھ کر مٹھیاں بند کر کے جب کھولیں ہزارہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلواریں پکڑ کر مثل مبارزان جا گرے اور پھر تو کشتوں کے پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسی کے مارے نہ مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیاں بار بار جو بلور کھولتا تو لاکھوں کا پتلا پیدا ہو گیا تھا اس نے مارے تلواروں کے تہلکہ ڈالدیا تھا۔ لشکر میں در آئے تھے۔ یہ آگے بڑھے تھے۔ دشمن کے زور گھٹے تھے۔ کماندار سہمے ہوئے تھے۔

مصور و حیرت گوشہ گیر تھے۔ ہر چند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر نہ بن آتی تھی۔ پتلا ہائے سحر کی چڑھائی تھی۔ میدان ستم خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا۔ موت حلقے میں گھیرے تھی عاقبت مثل کمان منہ پھیرے تھی۔ قدر انداز تھراتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے۔ شمشیر شرر بار ہزار ساحر فی النار بیروں کا شور کرتا' آندھیوں کا زور زور سے چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بجلیوں کا گرنا' طوفان گیر بحر ہستی بھاگے ہوئے امان تندرستی طبل ووف قرنا کا بجنا کڑکا ہونا دل تزک فلک کا دہلاتا تھا۔

اسی ہنگامہ گیرو دارد میں عمرو اپنے فیل پھر سے اتر کر مرکب باد پیما پر سوار ہو کر قتل کرتا ہوا جانب میل چلا اور اسی نیچہ میں جوبران نے طلسمی دیا تھا۔ ہزارہا ساحر مارا گیا۔ اور یہ لڑتا بھڑتا قریب جب پہنچا بیچ میل پر نیچہ لگایا نیچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اس میں آگ لگی۔ وہ مکانات دریچے اور نازنیان سحر جل کر راکھ ہو گئیں۔ جس قدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہو کر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہو کر لڑنے لگی میل جل کر غائب ہوا۔ ہر ایک فوج دشمن پر گرا پھر تو اس قدر خون ریزی ہوئی کہ دامن رشک دامن معشوق گلنار پوش تھا۔ جدھر دیکھئے انبار سروووش تھا۔ گیاہ دشت مژگان خون چکان تھی۔ ندی خون کی رواں تھی' لوہا برستا تھا' ابر فنا بار چھایا تھا۔ سرو پر نصرت و شکست کا سایہ تھا۔ دن پر یہی ہنگامہ رہا۔ جس وقت وہ زمانہ آیا یعنی گرد و سپاہ و شور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تاباں تیرہ ہو کر روبفرار لایا اور پروین و ماہ کے گوش و خروش نبرد سے بھرے۔

نیا پھر رنگ لائی شام جادو
برا آیا نظر انجام جادو
ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام
طلسم روز توڑا یہ کیا نام

قریب شام حیرت و مصور کے پاؤں میدان رزم میں نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا۔ بھاگ کر سمت دریائے خون رواں گئی اور طرف خیمہ و خرگاہ مہ رخ پر پہرہ تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعاقب کیا مگر مگر دریائے سحر بنا کر وہ ناز نینان کا طلسم ہے وہاں جانا مناسب نہ سمجھ کر طبل امان بجوا کر پھرے اور بارگاہ خیام دشمن پر قبضہ کیا۔

عمرو نے حکم دیا: "باقی نہ رکھو سب مال و دشمن تاخت و تاراج کرو۔ اس وقت سب لٹ گیا۔ بارگاہوں میں آگ لگا دی۔ خزانہ کل ضبط کیا۔ پھر طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پر زر نثار کرتے تھے۔

مہ رخ خواجہ سے بغل گیر ہوئی۔ عیار سب شاد ہوئے بارگاہ میں دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈورا پٹا کہ خواجہ عمرو طلسم نور افشاں سے تشریف لائے ہیں۔ دشمن مغلوب ہوا۔ اہل اسلام کے شریک بے خوف و دہشت آئیں اور آباد ہوں۔ رعیت فراری آنے لگی۔ بازار آباد ہوئے۔

لشکر بلور کا ایک عمدہ مقام پر اترا۔ خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کے لیے بارگاہ زریفتی نصب ہوئی۔ یہ اس میں فرد کش ہوا پھر مع عمر بارگاہ مہ رخ میں جملہ سردار زیب کرسی و دنگل ہوئے۔

مہ رخ نہ آمد خواجہ کی خوشی میں جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار میں خیمہ و بارگاہیں نصب کرائیں سامان دعوت بلور مہیا کرایا بمبحر و حکم کوسوں تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوئے۔ سرائچہ ان کے برائے مشاہدہ سیر و تماشہ اٹھا دیئے گئے۔ خیموں میں شیشہ آلات سے فروغ ہوا۔ میدان میں جھاڑو روشن تھے۔ درختوں میں گیند لٹکے تھے۔ طوائفاں قمر پیکر ہر جگہ رقص کناں نشاط و سرور میں پیر و جواں چاندنی رات کا سماں فلک پر مشعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت دور کا چمکنا چشموں کا مواجی کرنا۔ شاخ بلور کے جھومنے کا لطف دکھاتا تھا۔

جب یہ سامان جمع ہو چکا۔ مہ رخ بلور وغیرہ بصد مسرور مسند ہائے پر زر پر آ کر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی۔ مستوں کی لاؤ لاؤ۔ ساقیوں کا بناؤ' جسے دیکھ کر مشکل دل کا رکھ رکھاؤ۔ جلسہ طرب کا جماؤ رقاص کی ابرو۔ اشارہ کرے کہ ادھر آؤ شراب فرحت پی جاؤ

URDU4U.COM

کوئی مسرور فیض انجمن سے
صدا قلقل کی شیشوں کے دہن سے
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی بیہوش محو فیض آرام
کسی کے ہاتھ میں دامان ساقی
کہیں غل ہم بھی ہیں مہمان ساقی
کوئی نادم کہ میں نے توبہ کیوں کی
کسی کے لب پہ لب سنتا ہوں ایسی
وہ سامان جن سے ہو مسرور خاطر
کئے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریاں کیں
کھلائے تازہ کھانے راحتیں دیں
صدا طبلوں کی پہنچی آسمان تک
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
گلوں سے نکلے سر آواز کے ساتھ
لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

یہاں تو سب مصروف عشرت ہیں لیکن حیرت جب قریب دریائے سحر پہنچی۔ نئی بارگاہ اور

تمام اسباب لشکر کو از سر نو اس نے منگوا کر دریا سے کچھ ادھر ہٹ کے مقام کیا۔ فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے میں مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جاوداں کو لکھی۔ اس کے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری مجتمع ہونے لگے اور عیار بچیاں جو ایک بار مہ رخ وغیرہ کو بیہوش کر کے ناکام پھر گئی تھیں۔ دوبارہ پھر عیاری کو چلیں اور صرصر کی صورت ایک ساحر شریک مسلمان کی سی بنا کر روانہ ہوئی۔

جب لشکر عدو میں پہنچی سب کو مسرور شادان پایا۔ جشن کا سامان دیکھا۔ اسی ہنگامہ میں یہ بھی شریک ہو کر رفتہ رفتہ اسی جگہ پہنچی جہاں مہ رخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہیں۔ چنانچہ جب یہ یہاں پہنچی قاصد ہوئی کہ خدمت گار وغیرہ کو بیہوش کر کے شریک جلسہ عشرت ہوں۔

اسی فکر میں تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اٹھا اور کسی کو ساتھ نہ لایا' اکیلا چوکی پر آیا۔ مہ رخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہیں۔ نبا بر عادت کے آفتابہ رکھنے کی خواجہ نے خدمت گار نہیں لیا۔ یہ تو اس طرح ناچ دیکھا کی اور صرصر جو گھات میں لگی تھی۔ عقب خواجہ چلی' جب خواجہ چوکی پر جا بیٹھے اس نے پشت پر' جو قنات آڑ کی لگی تھی اس کو خنجر سے چاک کر کے اندر پہنچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو کی پھنسی اس نے پھر کر دیکھا۔ اس نے حباب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا۔ خواجہ کو چھینک آئی اور بیہوشی چھائی۔

صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم میرا بڑا نام ہو گا کہ

بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر
آج وہ شخص پھنسا ہے کہ نہ تھا جس کا نظیر

الغرض اس جگہ تنہائی پا کر اس نے چادر عیاری بچھائی اور پشتارہ باندھ کر دوش پر رکھا۔

از بسکہ سب مصروف عیش ہیں کسی کو خبر نہ ہوئی کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اس نے اس مقام جلسہ گاہ سے نکل کر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت میں پہنچی وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب آرام پذیر نہ ہوئی تھی کہ اس نے جا کر پشتارہ سامنے رکھ دیا۔ ملکہ نے پوچھا: "کسے لائیں۔"

عرض کیا: "عمرو کو۔"

یہ سنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اس وقت عرضی شاہ جاوداں کو اس حال کی لکھی۔ بادشاہ طلسم کو عرضی محتوی بر حال شکست لشکر جو پہنچی تھی۔ یہ ظلمات سے متفکر پھر کر باغ سیب میں آیا تھا اور تدبیر میں تھا کہ ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کروں جو مقابل بلور ہو سکے۔ اس لیے کہ اب لڑائی کوکب سے پڑ گئی ہے۔ ذرا سنبھل کر لڑنا چاہیے۔ ہنوز کوئی تدبیر نہ ہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمرو کو پہنچی۔ بہت خوش ہو کر جواب لکھا: "اے خاتون من' صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے اپنے قید میں رکھنا۔ یہ بقیہ شب گذر جائے تو مابدولت آ کر اس کو قتل کریں۔ خبردار غفلت نہ کرنا کہ وہ چھوٹ جائے۔"

یہ نامہ پنجہ ملکہ کے پاس لایا۔ اس نے پڑھ کر آہنگر بلائے اور قید گراں میں عمرو کو مقید کر کے فرط خوف سے اس طرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کر کے چھوٹ جائے۔ لہٰذا غافل رکھنا اچھا ہے۔ پس تخت کے پاس بیہوش کر کے عیار بچیوں کو پہرہ دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی۔

ادھر تو یہ کیفیت ہے۔ اس طرف مہ رخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا۔ وہاں حباب بیہوشی پڑا دیکھا اور پتیرہ صرصر کا بنا دیکھا۔ اس کا ماتھا ٹھنکا اس وقت لشکر تیار کر کے چاہا کہ دریائے سحر کی طرف جاؤں۔

ضرغام و جاسوز دو عیار موجود ہیں۔ انہوں نے کہا: "اے ملکہ آپ تامل کریں ہم جاتے ہیں اور استاد کو چھڑائے لاتے ہیں۔"

یہ کہہ کر روانہ ہوئے ہیں۔ یہاں وہ جلسہ طرب مبدل بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا

بہ شکل بخت دشمن سب تھے مایوس
زبان پر دمبدم الفاظ افسوس

ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت میں آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازے پر عیار بچیوں کا پہرہ ہے کوئی خدمت گار بھی اندر جا نہیں سکتا۔ یہ تدبیر عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی اور رات جو باقی تھی وہ گذری قید فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانوں کے لو لگی مگر سوز و ساز سے فرصت ملی

کہ وہ شب مثل دور صرصر تیز
جو تھی مانند معشوق دل آویز
ہوئی رخصت طلب بزم جہاں سے
زمین پر نور برسا آسماں سے

صبح ہوتے ہی افراسیاب بادل بیتاب بصد قتل عمرو لشکر میں آیا۔ حیرت نے تعظیم دی۔ بارگاہ میں لے جا بٹھایا اس نے حکم دیا عمرو کو ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کرو۔ صرصر نے کمند سے مضبوط باندھ دیا اور فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا۔ اس آمد بادشاہ پر ہزارہا ساحر ملازمت حاضر ہوا تھا۔ سرائچہ اٹھے تھے عیار بھی صورت بدلے ایک طرف کھڑے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑا لیں' ملکہ جلاد بن کر قریب خواجہ جائیں اور قید سے کس طرح کھلوا کر کے بھاگیں۔ اسی فکر میں تھے کہ یکایک عمرو نے ہوشیار ہو کر شاہ طلسم کو گھورا اور ہونٹ چبائے۔

افراسیاب نے للکارا کہ: "او دزو مکار اب کہہ کیا حال تیرا کیا جائے۔"
عمرو نے جواب دیا: "کہ دزو آپ ہو گا یا تیرا باپ ہو گا۔ ہم تو شہنشاہ ہیں۔ ملازم شہنشاہ کوکب عالی جاہ ہیں اے افراسیاب تیری عقل پر پتھر پڑے ہیں تو مجھ کو عمرو سمجھا ہے۔

کہاں بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاراں جہاں' کہاں میں حقیر و ناتواں اگر وہ تشریف لاتے تو ان کے ساتھ ملکہ دوراں بران یا بادشاہ خود آتے' طبقہ طلسم تیرا الٹ دیتے تجھ کو

URDU4U.COM

سخت سزا دیتے۔ ایک ادنیٰ ملازم درگاہ ملکہ مذکور ہوں۔

افراسیاب نے کہا: "اے مکار میں تیرے فقروں سے خوب آگاہ ہوں۔ اب ملازم کوکب بن کر چھوٹا چاہتا ہے اس نے کہا: "مجھے تو کوئی قتل کر ہی نہیں سکتا لے سنبھل میں جاتا ہوں۔

افراسیاب یہ سن کر بغضب اٹھا کہ خود قتل کرے اس نے پکار کر کہا: "میری کنپٹیوں کی طرف دیکھ لے تو میں جاؤں۔ شاہ طلسم نے اس کے کہنے سے جو دیکھا تو دونوں کنپٹیوں پر لکھا تھا کہ یہ پتلا چینی کا ہے اب خود بنی کا ہے۔ شیشہ خاطر دشمن چور کرے گا۔ عمرو بن کر افراسیاب کو رنجور کرے گا۔"

یہ پڑھ کر شاہ متحیر ہوا کہ اس پتلے نے زور سے کہا ایک شعلہ پیدا ہوا۔ کمند جل گئی اور وہ بسان برق تڑپا پھر رعد رعد آشا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحروں کے دہل گئے۔ عیار بھی یہ حال دیکھ کر حیرت ناک تھے۔

مگر شاہ جاوداں اور حیرت نے ہزاروں سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لیں وہ چشم زدن میں قندیل فلک ہو گیا اور کہتا چلا گیا کہ میں تیرے روکے کب رکتا ہوں۔ اپنے مالک کے پاس جاتا ہوں۔ خیر میرا سال کھل گیا۔ اب میں جا کر تیری سرکوبی کو اصلی عمرو کو بھیجوں گا۔ یہ کہہ کر یہ جا وہ جا نظر سے غائب ہو گیا۔

افراسیاب نے کھسیانے ہو کر کہا: "اے ملکہ حیرت' یہ پتلا تم نے پہچانا کہ کون تھا۔ یہ خود کوکب صورت بدل کر آیا تھا۔ میرے ہاتھ سے بچ گیا ورنہ مارا جاتا۔"

حیرت نے کہا: "اے بادشاہ آپ سچ فرماتے ہیں ورنہ یہ پتلا آپ سے نہ رکتا۔ آپ کے غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہیں۔ مجھے بھی یقین ہے کہ یہ بیشک کوکب تھا۔"

سب ساحروں نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہے کہ خود کوکب تھا۔

"اب شامت آئی ہے بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہے۔ آخر تابہ کجا ابھی اپنی سزا کو پہنچا تھا خیر اب کی بچ گیا تو اب کی سہی قضا ہی اس کی آئی ہے۔"

URDU4U.COM

شاہ طلسم ان باتوں سے خوشنود ہو کر خلعت ہر ایک کو دے کر سمت باغ سیب گیا اور کہا: "اب کی میں بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجوں گا۔ اے ملکہ' تم مقابل مہ رخ میں جا کر خیمہ کرو۔"

ملکہ مسطور بہ محرو حکم ترتیب لشکر روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آ کر اتری۔ یہ خبر ملکہ مہ رخ کو ہوئی اس نے قصد کیا کہ جا کر روکے اور مقابلہ میں نہ اترنے دے۔ لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ جاوداں ہے۔ ہر ایک مشیر نے سمجھایا کہ وہاں سے ہٹا دینے سے فتح نہ ہو جائے گی۔ پھر چھیڑ کرنا بیکار ہے۔

غرضیکہ یہ تامل پذیر ہوئی اور عیاروں نے آ کر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھے۔ پتلا چینی کا تھا۔ یہ معاملہ دربار میں گذرا۔ یہاں بھی سب کو سنکر حیرت ہوئی اور مہ رخ نے بلور کو بلا کر حال کہا۔ پھر پوچھا: "تم بتاؤ آدمی ہو یا تم پتلا ہو' دھوکے کی ٹٹی اس نے قسم کھا کر کہا: "اے ملکہ مجھے خود یہ راز معلوم نہ تھا' میں خواجہ کو عمرو اصلی جانتا تھا اور میں ملازم بادشاہ انسان ہوں کوئی پتلا نہیں۔"

مہ رخ نے کہا: "پھر جن کے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمہارا کیا ارادہ ہے۔"

اس نے کہا: "مجھ کو میرے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ افراسیاب سے جا کر لڑو اب جب تک دوسرا حکم مجھ کو نہ ملے گا۔ میں یہاں سے نہ جاؤں گا اور تمہارا شریک حال رہوں گا۔"

مہ رخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اڑتا چلا۔ پیک صبا سے بھی زیادہ تیز رو تھا ایک دم بھر میں ملکہ بران کے پاس آیا۔ ملکہ نے بعد روانہ کرنے اس پتلے کے عمرو اور مخمور کو اس باغ سے اپنے پاس بلایا تھا اور اس طرح سے خاطر داری میں مصروف تھی۔

عمرو یہ کہہ رہا تھا اے ملکہ تم نے مجھے رخصت کیا تھا یہ کیا میں یہاں سے ایک باغ میں پہنچ کر ٹھہرا رہا۔

URDU4U.COM

ملکہ نے کہا: "یہ حال بھی واضح ہو جائے گا۔ انہیں باتوں میں پتلا آ کر پہنچا۔ ملکہ نے کہا: "ارے پتلے تو نے بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کر دیا۔"

پتلے نے کہا: "میں کیا کروں' یوں عیار بچی مجھے پکڑ کر لے گئی اور یوں افراسیاب پیش آیا۔"

ملکہ بران نے فی الحال پتلے کو رخصت کیا اس وقت نامہ بادشاہ کوکب آیا۔ اس میں لکھا تھا کہ "خواجہ کو ہمارا شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہم نے اسی واسطے آپ کو رخصت نہیں کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہے اگر آپ جاتے تو دشمن آپ کے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے۔ پتلا آپ کی صورت کا جس طرح قید ہوا تھا وہی صورت آپ کے لیے ہوتی۔ آپ اطمینان رکھیے آپ کے لشکر کا میں محافظ ہوں۔"

یہ تمام کیفیت نامہ پڑھ کر جو معلوم ہوئی عمرو کو بڑی حیرت تھی کہ میں یہیں بیٹھا رہا اور میرا ہم شبیہ ساری لڑائی فتح کر کے چلا آیا۔ یقین ہے کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہوا کہ تجھ کو فتح نصیب ہو۔

غرضیکہ حال خیریت لشکر سنکر بعشرت تمام تر مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر و لقابد خصال بیان ہوتا ہے۔

کیوں چرخ کبھی وہ دن بھی ہو گا
میخانہ کا شہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور
وصلت سے ہوں اس کے شاد رنجور
ہاتھوں میں رہے ہمیشہ ساغر
جمشید کی طرح ہو مقدر

سب ہوں مے سرخ رنگ سے تر
URDU4U.COM
لبریز ہوں مے سے ساغر
ساقی سب ہوں غلام اپنے
رند و مے خوار نام اپنے
اس دن یہ دل ہو اپنا راضی
جب ہاتھ میں آئے ریش قاضی
توبہ اے جاہ یہ کہا کیا
لکھو جلدی سے اب فسانہ

افسران لشکر سخن و لشکر کشاں مضمون فگن شمشیر خامہ سے اس طرح سیف بیانی دکھاتے ہیں کہ ہر فقرے پر دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ یعنی زمرد شاہ اندہ درگاہ الہ جب سے کہ نازک چشم ہوئی۔ مقابلہ موقوف کر کے انتظار آمد ساحر میں تھا۔ یہاں افراسیاب بھی بوجہ رکنے عمرو نامہ بھیجنے کوکب کے کم فرصت رہا۔ کوئی ساحر بہر امداد خداوند روانہ نہیں کیا۔

غرضیکہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبریں مونے جانب کوہستان اپنے بھائی بند رشتہ داروں کو نامہ لکھے کہ یہاں آؤ خداوند کی مدد کرو۔بنا بہر اس کے لکھنے کے بہزاد کو ہی اور فولاد کوہ تن بھائی اس کا کئی لاکھ کو ہی ہمراہ لے کر بہر مقابلہ روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہنچا۔ اس دشت میں اس کا لشکر اترا کہ یہاں سبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہیں اور صید شکار میں مصروف رہتے ہیں قضا را پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن مع اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا میں شکار افگنی کر رہا تھا۔ ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اس جگہ پہنچا کہ جہاں بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے۔ اس کے ملازم شہزادے کو دیکھ کر للکارے کہ: "ارے یہ جائے ادب ہے۔ پہلو انان زمانہ یہاں فروکش ہیں ادھر آنے سے باز آ' الٹا پھر جا۔"

شہزادہ نے ان کا روکنا نہ سنا وہ جب زیادہ غلغلہ کرنے لگے بہزآد شور سنکر بارگاہ سے نکل

آیا اور قریب شہزادہ آ کر گویا ہوا: "اے اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے ملازموں کا نہ مانا۔ آخر دام مرگ میں پھنسا۔ سچ بتا کہ تو کون ہے۔

URDU4U.COM

شہزادے نے فرمایا: "میں بیٹا امیر کا: "ہاشم نام رکھتا ہوں اور میں نے خطا کیا کی ہے جو مجھ پر اس قدر عتاب آپ کرتے ہیں۔"

اس نے ہنس کر بجواب اس نرمی و مدارت کے کہا: "یوں تو میں بے ادبی تیری اس طرف آنے کی معاف کر دیتا مگر اب زندہ نہ چھوڑوں گا کہ تو مسلمان ہے اور پسر حمزہ ہے۔"

یہ کہہ کر مرکب طلب کر کے سوار ہوا اور مستعد کار زار ہوا۔ شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا۔

اس نے نیزہ سینہ بے کینہ شہزادہ پر لگایا شہزادہ نے کوسنان پر گانٹھا اور چند طعن ردو بدل کر کے نیزہ اس کے ہاتھ سے نکال دیا۔ اس نے پکارا: "او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا۔ اب میری تلوار سے نہ بچ سکے گا۔"

یہ کہہ کر توار کھینچ کر چلا' لیکن اس وقت قدرت خدا سے کوہستان کی طرف سے ایسی آندھی سیاہ آئی کہ تمام صحرا میں سوائے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہیں آتا تھا شہزادہ سمجھا کہ اس اندھیرے میں یہ تلوار لگائے گا تو زخمی کر دے گا۔ یہ سمجھ کر گھوڑا اڑ کر پیچھے ہٹ گیا اور وہاں سے بہت دور ایک سمت نکل گیا۔

جب وہ آندھی دور ہوئی اس کو ہی اور اس کے لشکر کا پتہ نہ ملا۔ ہر چند تلاش کیا کہ پھر ملے اور میں مقابلہ کروں تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا' مگر کہیں نشان نہ ملا۔ ناچار اپنے لشکر میں مراجعت فرما ہوا اس طرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کر کے قریب لشکر لقا پہنچا۔

اس نے خبر سنکر استقبال کرایا۔ لشکر کوہیوں کا باعزاز تمام اتروایا۔ بہزاد اور فولاد بارگاہ میں آئے خداوند کو سجدہ کیا۔ نذر دی خلعت عنایت ہوئے۔ مخلع ہو کر دونوں بیٹھے جام شراب شروع ہوا۔ جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے' بہزاد نے نشہ کی ترنگ میں بختیارک سے کہا: "میں مسلمانوں کا زور قوت آزما چکا۔ پسر حمزہ۔ ہاشم نام صحرا میں

مجھ کو ملا تھا۔ میں نے پکڑ کر خوب طمانچے مارے وہ منت کر کے جان بچا لے گیا اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا۔"

بختیارک یہ باتیں سن کر سمجھا کہ راہ میں ہاشم نے اس کو خوب پیٹا ہے بہ بالعکس معاملہ بیان کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر بظاہر ثنا خواں ہوا کہ واقعی آپ ایسے ہی ہیں۔" اب حمزہ کو یوں ہی زد و کوب فرمایئے گا۔"

یہ باتیں کر کے ناچ دیکھنے لگے۔ لیکن ہلکارے لشکر اسلام بصورت مبدل برائے خبر گیری حاضر تھے انہوں نے یہ بھی سخناں دروغ سنے اور خدمت امیر میں آئے۔

ازبسکہ سر دربار کلمات ذلت ہاشم کا بیان کرنا مناسب نہ تھا۔ جب امیر مسجد کر پاس میں بہر عبادت تشریف لائے۔ اہلکار خدمت امیر میں عرض پیرا ہوئے۔ امیر وفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضب ناک ہوئے' لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار میں آئے۔ شہزادہ ہاشم بھی دنگل پر جلوہ فرما تھا۔ اس کی جانب دیکھ کر فرمایا: "اس بارگاہ میں وہ لوگ نہ آئیں جو طمانچے کھاتے ہیں افسوس اسے غیرت نہ آئی کہ اس نے بہزاد کی مار کھائی۔"

نام بہزاد سن کر شہزادے کو یقین آیا کہ یہ مجھ کو فرماتے ہیں۔ پس یہ سمجھ کر دست عرض کیا: "اے پدر عالی وقار کس کو بہزاد نے مارا اور طمانچے کس نے کھائے۔"

امیر نے جو حال سنا تھا وہ بیان کیا۔ شہزادہ جوش تہور میں آ کر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر آنسو بھر لایا اور بعد لمحہ کے کسی حیلہ سے اٹھ کر۔ باہر بارگاہ کے آیا اکیلا مرکب باد پیما سوار ہو کر سمت لشکر لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا۔ جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی۔ شاید کسی کام کو آئے ہیں یہ تصور کر کے کوئی مزاہم نہ ہوا۔ اور شہزادہ داخل بارگاہ ہوا درگہ سالار نے چاہا کہ روکے اس نے غصہ میں آ کر ایک ایسی لات ماری کہ درگہ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اڑ کر اندر بارگاہ کے جا گرا۔

بختیارک نے یہ حال دیکھ کر کہا: "صلوٰہ بر پیغمبر خدا' اے بہزاد جس کے تم نے طمانچے

لگائے تھے۔ وہ آ پہنچے۔"

یہ کلمہ سنکر سب اہل دربار سمت در نگراں تھے کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلوہ خانہ سے بڑھا۔ چوبدار یسادل دور ہی سے ہاں ہاں لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب نہ آیا اس نے تلوار سے قرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ گرا دیا۔ صحن بارگاہ میں در آیا اور پکارا: "سلام میرا اس بزم میں اس پر جو ایک خدائے لا شریک کو مانتا ہو اور اس کے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو۔"

تمام لقا پرست یہ کلمات سنکر اکڑے اور بل کرنے لگے۔ بعض کان میں انگلیاں دے کر بیٹھے کہ تعریف خدائے نادیدہ ہم نہ سنیں اور شہزادے نے للکارا: "کون ہے تم سے وہ کاذب ابن الکذاب نامرد ازلی جو بہادروں پر طوفان رکھتا ہے اور طمانچے کہتا ہے کہ لگائے۔

بختیارک نے یہ سنکر عرض کی کہ "دیکھے میں بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزادے کی شان میں ایسا نہ کہو مگر اس حرامزادے بہزاد نے مانا۔ آخر اپنی سزا کو پہنچا۔ اب کیسا چپکا بیٹھا ہے۔ حضور دروغ گو وہ یہ حاضر ہے۔"

شہزادہ یہ سنکر پکارا: "بے حیا اٹھتا نہیں۔ اب طمانچے نہیں لگاتا۔"

بختیارک نے کہا: "اب تو نانی مر گئی۔ اب کیا اٹھیں گے زبان سے طمانچے لگاتے لگاتے تھک گئے ہیں۔"

بہزاد یہ سن کر بغضب تمام اٹھا اور تیغہ کھینچ کر پکارا۔

"باش ہو طفل بے ادب کیا بکتا ہے۔ وہاں میرے ہاتھ سے بچ گیا۔ یہاں قضا تیری لائی ہے۔"

شہزادے نے اس کو آمادہ حرب دیکھ کر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا۔ اس نے تیغہ دوڑ کر لگایا۔اس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے ملا دی اور تھپکی دی کہ تیغہ پٹ ہوا' فوراً اس کی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھٹ گئی تلوار پھینک کر ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکل گیا۔ خوب منہ کی کھائی۔

گردن کی رگیں منہ سے ٹوٹ کر سر نجس دور جا کر گرا۔ لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ تمام بارگاہ کے افسر اس کی شوکت و شہامت دیکھ کر دنگ تھے۔ سکتے کے ڈھنگ تھے کہ شہزادہ نے سر اس کا اٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا: "ہے کوئی تم میں سے ایسا جو سر لے لے مجھ سے ورنہ یہ سر نجس مزبلے پر پھینکا جائے گا اور اہل اسلام کی ٹھوکریں کھائے گا۔ بقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ بہزاد اس کو مار لے گا' لیکن اس وقت کا نعرہ سنکر خواب غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولاد سے کہا: "افسوس جس کا ایسا بھائی مارا جائے اور وہ بیٹھا تماشہ دیکھے ۔"

اس نے جواب دیا: "ملک جی جیسا اس نے کیا ویسا پایا' میں اس امر میں دخل نہ دوں گا۔"

اس نے شہزادہ سے کہا: "حضور تشریف لے جائیں یہاں مع خداوند جتنے ہیں' سب نامرد ہیں۔ کون آپ سے آنکھ ملا سکتا ہے۔ لقا نے یہ کلمہ سن کر افسروں کو للکارا کہ خبردار یہ بندہ سرکش جانے نہ پائے۔"

پھر تو بڑے بڑے سردار زبردست سرکردہ روزگار دنگلوں سے کودے۔ شہزادہ شمشیر بکف تابہ درگاہ پہنچ چکا تھا کہ غل "لینا لینا" کیا ہوا۔ باہر بارگاہ کے نکل کر شہزادہ بھی ٹھہرا۔ افسروں نے چار طرف سے گھیر لیا۔ لشکر جو اترا ہوا تھا۔اس میں قرنا پھنکی۔ فوج جلد تیار ہوئی۔ افسر کئی ہزار آگرا تھا۔ چار طرف سے تلوار پڑنے لگی۔

شہزادے نے بھی نعرہ اللہ اکبر بلند کیا اور ہمہ تن چشم بن کر لڑنے لگا۔ تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیئے سروں کے ڈھیر لگا دیئے العیاذ باللہ فوج کا ریلا کر کے مثل موج دریا اس اکیلے پر آنا اور اس بہادر کا ہر سمت قتل کرتے ہوئے لے جانا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر آہن میں شناوری کر رہا ہے۔ ہر ذی حیات تیغ دو دوم سے اس کی حباب آسا زندگی کا دم بھرتا ہے۔ لاشوں کے انبار ہیں۔ بے دست و پا تمام سردار ہیں نقشہ زیست خامہ شمشیر نے بگاڑا تھا بار سر تن سے اتارا تھا۔ قضا سروں پر کھیلتی تھی۔ فلک اظلم

کی نئی بازی گری تھی۔

اس جنگ کی خبر اہلکاروں نے جا کر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی۔ بادشاہ نے امیر سے فرمایا: "آپ جایئے شہزادہ ہاشم کی مدد فرمایئے۔ اگر وہ شہزادہ مار کھا کر آتا تو شجاعت نہ دکھاتا۔ راست دروغ گو آخر ظاہر ہو گیا۔ دشمنوں کا خدا نے مکر چلنے نہ دیا۔"

URDU4U.COM

امیر شجاعت فرزند دلبر سنکر و نیز ارشاد بادشاہ توقیر بجا لانے کو دنگل سے اٹھے۔

ازبسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والا بتا رہے ہیں۔ ان کے اٹھتے ہی پانچہزار پانچسو پچپن دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اٹھا اور باہر آ کر پشت پشت مرکب پر بیٹھ کر برسم یلغار لشکر مخالف پر جا گرا نعرہ ہائے سرداران بلند ہوئے۔

تہلکہ زمین و زمان میں پڑا۔ ہاشم کی پشت قوی ہوئی۔ بسان برق تڑپ کر لڑنے لگا۔

سردار ان اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگراں بنا دیا۔

صدائے گرز گراں نے آہن کوبی کا پتہ دیا۔ دشت لرزتا تھا۔ لوہا برستا تھا۔ خود پر تلوار کی جھنکار تھی۔ تلوار سے قتل کرنے میں اجل شرمسار تھی۔ یہ تن گرا وہ سر گرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا۔ یہی ہر طرف پکار تھی۔

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری لقاسے کہا: "اب یہاں سے بھی بھاگنے کا آپ نے ارادہ کیا۔ یا آج جان دینے کا عزم ہے۔ لحہ بھر میں امیر گرفتار کر لیے جائیں گے۔ لڑائی کوہیوں کے سبب سے رکی ہے ورنہ فوج آپ کی مدت ہوتی کہ بھاگ جاتی۔"

لقا نے کہا: "اچھا میں نے تقدیر کی کہ طبل امان بجے۔" بموجب حکم کوس بازگشت لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی۔ امیر نے ہاتھ روکا۔ سردار پھرے۔ ہاشم نے آ کر پائے پدر پر سر رکھنا چاہا۔ امیر نے سر سینہ سے لگایا۔ پھر بیچ میں سرداران کے شہزادے کو لے کر زر نثار کرتے ہوئے پھرے اور لشکر میں آئے۔ پوشاک بدل کر بارگاہ میں بیٹھے۔ سر بہزار کا شہزادہ کے حکم سے مزبلے پر پھینک دیا اور اسی خوشی میں ایک دن ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور

ابن اللیل مع انجم عرصہ فلک پر ظاہر ہوا کہ

رخ خورشید کی رنگت ہوئی زرد
حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اٹھی جو بوئے مشک دل چور
ہوئی بالکل بہ شکل روز کافور

URDU4U.COM

- ملکہ سنمبر پری

سر شام بادل ناکام غم برادر نافر جام میں فولاد نے حکم نواخت طبل جنگ دیا۔ طبل بجنے کی خبر اہلکاروں سے سنکر امیر کے یہاں بھی طبل سکندری بجا۔ دلاور خبر دار ہوئے۔ دربار سے اٹھ کر برائے درستگی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام و ننگ آئے دونوں لشکروں میں تیاری شروع ہوئی۔ مسلح خانے کھل گئے۔ بہادر لڑنے پر تل گئے۔ تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی۔ تیر ترکش میں جاگزیں ہوئے کمند کے لچھے بہت اچھے شانوں پر پڑے عمود صورت بہبود دکھاتے۔ نیزے ترکشی جتاتے کمانیں گوشوں سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور کبیدگی اظہار گھوڑوں کے ہمہمے' بہادروں کے نعرے بلند نامردوں کے دل دردمند آفت کا سامنا مصیبت سب سے زیادہ جان دینا' نقیبوں کی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور تمام بہادر عروس شجاع پر شیدا کہیں تلوار کی چمک کہیں شعلہ جان ستاں تیغ کی لپک خرمن ہوش جلاتی ہر سمت یہ صدا آتی

کہ تم ایک عمر سے ہو سب نمک خوار
کہے رکھتے ہیں ہم سب سے خبرادر
رہے باقی اگر تم میں کوئی مرد
نہ لائے اپنے دل میں وہ ذرا درد
وہیں مر جائے یا اس کو مٹانے
طلاق اس پر ہے گر دھیان اور لائے
ہوئے حاضر سلاخ جنگ سارے
ملے سب کو ہوئے پھر یوں اشارے
کہ ہے اب امتحان یارو خبردار

کمی ہونے نہ پائے آج زنہار
دیئے سرداروں کو خلعت زر و سیم
جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

URDU4U.COM

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین میں برپا رہا۔ جس دم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ جسم شب چو رنگ اور زمانہ غدار نے رنگ فساد کا ڈھنگ ڈالا۔
صبح دم امیر عبادت خالق قدیر میں مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگ گاہ روانہ تھے۔ بہادر رزم سے مالوف تھے کہ یکایک مہتر امیر مہتر چالاک بن عمرو نے خبر روانگی لشکر جانب نبرد گاہ خدمت امیر عالی جاہ میں عرض کی۔ امیر بھی سجادہ طاعت پر سے اٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرما کر برآمد ہوئے۔ سردار بہر سلام حاضر تھے ان کو ہمراہ لے کر اشقر دیو زاد اڑاتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پر آئے کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ شاہ گردوں پائے گاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردہ زرنگار در شبستان چرخی پر کھچا۔ جلو سواری ہویدا ہوا۔ کنولہائے جواہر آگیں روشن کہاریوں کا اٹھتا جوبن زیور کی نئی آن بان تھی۔ تصدق جن پر جان تھی ۔ کہاروں نے تخت شاہی بدلوایا۔
ہر سردار نے مع امیر بہر تسلیم سر جھکایا پھر تو ڈنکا بجا علم آگے بڑھے باد بہاری رواں ہوئی۔ سواری بادشاہ کی قلب لشکر میں اس طرح چلی کہ

صدا دی کہ کوس شاہانہ نے ہر سو
بہ شکل موج بدلے سب نے پہلو
بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ
چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
ہر ایک کہتا تھا کریئے جانفشانی
بشرط فضل حق اور زندگانی

سنا جب یہ ہوئے مخلوط سردار
کہا صد آفرین یاران خونخوار
ہوئی گرزوں کو حاصل سربلندی
مٹی مغرور دل کی خود پسندی
جو تھے افزائش جرات سے بیتاب
ہوئے رخسار ان کے آتشیں تاب

اس طرح جب وارد دشت مصارف ہوتے ہوئے دیکھا کہ گرد اڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی۔ لقا تخت پر سوار گرد فیل کوہیوں کی قطار آگے آگے کر گدن مست پر سوار میدان میں پہنچ کر صف کشیدہ ہوئے اور بعد صفوف آرائی جدال و قتال فولاد گیند اڑ کر اجازت لقا سے لے عرصہ نبرو میں آیا اور سلاح شوری دکھا کر طالب نبرد مرد مقابل ہوا۔ کلمات رجز بہت کچھ زباں پر لایا کہ

نکلتے ہی تہمتن یوں پکارا
کہ میں ہوں صف شکن مرد صف آرا
میری تلوار کاٹے گی سر و تن
مسلمانوں کے جی کا میں ہوں دشمن

اس طرف سے صدا اس کی سن کر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادہ تورج نوجوان بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران بادشاہ عالی جاہ سے اجازت لے کر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب فولاد جب پہنچا۔ اس نے گینڈا پیچھے ہٹا کر تگاور ماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شہزادہ والا گھر ہٹا اور چھے قدم گینڈا اس خود سر کا عقب چلا گیا۔ دونوں نے زانوں مسل کر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے۔ شہزادے نے بزبان نرمی و مدار اس کو خطاب فرمایا: "اے مرد خود سر"

نہیں ہم کرتے اپنا وار پہلے
URDU4U.COM
لگا تو ہم پہ اک تلوار پہلے
نہیں کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ
بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ
لگا شمشیر پھر دیکھ او سیہ مست
کہ کیونکر تجھ کو کرتے ہیں ابھی مست
نہ گھبرا موت تیرے سر پہ آئی
کہا جب یہ تو تیغ اس نے چلائی

شہزادہ نے تیغ اس کا سپر فراخ دامن پر روکا مگر بازو پر قوت تھا۔ تیغہ سپر کو کاٹ کر خود ودو بلغہ زرہ ٹوپ کر تراش کر سر میں در آیا۔ شہزادے نے دستانے شجاعت کے بانے در شمشیر میں لگائے کہ تلوار جھٹکا کر سر سے نکل گئی اور چادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی۔ شہزادہ نے سر زخم شدہ تحت سے باندھ کر خبردار کہہ کے تلوار بہ زبردستی اس خود کام پر لگائی۔ اس نے بھی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر قرض پنیر کی طرح تلوار کاٹ کر اس کے بھی کاسہ سر میں در آئی۔ اس نے بھی داستانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکلا' لیکن تادو آبرو زخم کاری لگا کہ سر اس کا ہرنہ زین پر جا لگا۔ شہزادے نے سر کاٹا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نہ جان کر للکارا: "لے جا اس کو کہ یہ اپنی سزا پر پہنچ گیا۔ حوصلہ اس کے دل کا نکل گیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لے گئے۔ شہزادے نے باوجود حالت زخم داری پھر مبارزہ طلب کی۔ فوج کوہیاں میں سے سپہ سالار فولاد۔ حداد کو ہی گیند اڑا کر سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ کہے کہ

برابر آ کے اک گرز گراں سنگ
کہ جس کے دیکھنے سے عقل ہو دنگ

لگایا سر پہ مرد نوجواں کے
کہ ہوں ٹکڑے ہزاروں استخواں کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور
کمر سے اپنے لی تیغ دو پیکر
بشکل برق تڑپا اور کیا وار
ہوا دو ایک سے مرد ستمگار
گرا وہ اور بھائی اس کا آیا
نہایت جلد اک تیغہ لگایا
دیا شہزادے نے وار اس کا خالی
چلائی اس پہ شمشیر ہلالی
گرا فرش زمین پر ہو کے مقتول
خاک لحد نے جلد کیا مقبول

اسی طرح تا شام شہزادہ خوش انجام نے اس حالت زخداری میں عدد کشی فرمائی۔ قریب شام لقا نے رنجیدہ ہو کر طبل بازگشت بجوایا۔ لشکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ دل کبیدہ پلٹے اور امیر شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے۔ لشکر نے کمر کھولی۔ آسودہ ہوئے کہ امیر نے جراح کو کہ لغمان نام ہے اور اس کے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتا ہے اور سب جراحوں کا افسر ہے طلب فرمایا۔ اس نے حاضر ہو کر شہزادہ والا گہر کی زخم دوزی کی۔

شہزادے نے چالاک کو بلایا اور فرمایا: ”ایک پھاہا سلیمانی کا فولاد کے لیے لے جاؤ کیونکہ جب تک وہ مرہم نہ لگائے گا‘ میں بھی نہ لگاؤں گا کہ

اگر کچھ زندگی کا لطف تجھ کو چاہیے نادان
اسی میں ہے میرا دشمن بھی ہوئے بندہ احسان

URDU4U.COM

امیر ان باتوں کی شہزادہ سے بہت خوش ہوئے اور چالاک بنا بر ارشاد پھاہا لے کر روانہ ہوا۔ لشکر بقا میں پہنچا۔ طلایہ دار لشکر نے اس کو بصورت اصل دیکھ کر روکا۔
اس نے کہا: "اس نے کہا ہمارے آنے کی خبر فولاد کو پہنچا دو کہنا کہ شہزادہ تورج نے عیار کو آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے۔"
لوگوں نے جا کر اسی طرح فولاد سے بیان کیا اس نے باعزاز تمام طلب کرایا۔
بختیارک نے کہا: "ان کا بلانا اچھا نہیں' مگر اس نے نہ مانا۔ چالاک جب داخل بارگاہ ہوا۔ بختیارک اٹھ کر تسلیم بجا لایا اور پکارا: "حضور نے کرم فرمایا' جو تشریف لائے۔ نیاز مند مشتاق ملازمت بھی تھا ونیز کچھ روپیہ کہ تحفہ حقیر ہے آپ کی نذر کے لیے جمع کر رکھا ہے لیتے جایئے گا۔"
چالاک اس کی باتوں پر ہنسا اور کہا: "ملک جی چلتے وقت تم سے بھی سمجھ لیں گے۔"
یہ کہہ کر فولاد سے کہا: "شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہے اور یہ مرہم دیا ہے فرمایا ہے کہ تم لگاؤ تو ہم بھی لگائیں۔"
فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دل میں سوچا کہ "بیشک مسلمان اپنا مثل نہیں رکھتے۔" یہ سوچ کر وہ پھاہا لے کر چالاک کو خلعت دیا۔ جب یہ چلنے لگا' ملک جی نے بہت سی کشتیاں زر و جواہر کی منگا رکھی تھیں چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشد زادے یہ لیتے جایئے اس نے وہ کشتیاں بھی لیں اور وہاں سے خدمت شاہزادہ میں آ کر حال کہا۔ شہزادے نے مرہم لگایا۔
ادھر جب یہ جا چکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا قصد کیا۔ بختیارک مانع ہوا: "ہرگز یہ مرہم نہ لگانا۔ اس میں زہر قاتل ملا ہو گا۔ خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدار پر بھولے۔"

فولاد نے کہا: "ملک جی مسلمان ایسے نامرد نہیں ہیں جو دغا بازی کر کے ہلاک عدو کو کریں اور خیر اگر زہر بھی ملا ہو گا تو میرا نام ہو جائے گا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوئے کہ فولاد کو زہر سے مارا۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر پھاہا لگا لیا اور کہا: "تو ملک جی بتاؤ کہ عیار کو تم نے اس قدر پیسہ کیوں دیا اور عجز و انکسار بہت کچھ کیا۔"

بختیارک نے ایک سرد آہ بھری اور کہا: "نہ دیتا تو کیا کرتا۔"

یہ کہہ کر رفیدہ سر پر سے اتارا کہا: "دیکھے اس لینے دینے پر تو مارے جوتیوں کے چندیا گنجی کر دی ہے۔ اگر نہ دوں تو سر کاٹ ڈالیں۔ تم کیا جانو اگر وہ خالی پھر جاتے تو خیمہ میں میرے آ کر کہتے کہ ملک جی نے ہمارے آنے کے مطلق پاس نہ کیا' نذر بھی نہ دی۔ میں پھر ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہ ہوتا۔ سارا گھر لوٹ کے مجھے صحرا میں لے جاتے اور سینہ تک زمین میں دفن کر جاتے۔"

یہ مضمون فولاد نے جو سنا بہت ہنسا اور دل میں کہا: "لقا بالکل جھوٹا ہے کہ عیار اس کے شیطان کا یہ حال کرتے ہیں اور اس سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ پس اگر یہ شہزادہ تو رج تجھے زیر کریں تو ان کے ساتھ مسلمان ہو جانا اچھا ہے۔

اسی سوچ میں تھا کہ یکایک زخم سر میں کھجلی ہوئی اس نے کھجلایا پھاہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اس نے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہیں نشان بھی نہ پایا تو وہ زیادہ حیران ہوا کہ یکایک زخم کیونکر اچھا ہو گیا۔

بختیارک نے اس کو متفکر دیکھ کر کہا: "حیران نہ ہوں یہ مرہم سلیمانی ہے اس کی تاثیر یہ ہے کہ پہر بھر میں کیسا ہی زخم ہو اچھا کرتا ہے۔ حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری ہے وہ بھیجتی ہے۔"

فولاد یہ حال سنکر اور زیادہ نفرت گزین لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دل میں جا گزیں ہوئی۔

بختیارک سے کہا: "ملک جی تم تو کہتے تھے کہ اس مرہم میں زہر ملا ہے نہ لگاؤ' ابھی

یہ صفت بیان کرتے ہوئے بڑے جھوٹے ہو۔"

اس نے جواب دیا: "میں اس لیے منع کرتا تھا کہ اس کے لگانے سے تم جلدی ہم سے جدا ہو جاؤ گے' یعنی اچھے ہو کر یا مر جاؤ گے یا مسلمان ہو جاؤ گے ونیز محبت اسلامیان دل میں تمہارے آ جائے گی۔ اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو۔"

اس نے کہا: "ملک جی اس میں تو شک نہیں کہ حریف میرا بڑا جوان مرد و صاحب وضع و شجاع ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اس میں دغا ہو مگر نہیں کوئی ان میں دغا پیشہ نہیں ہے۔"

بختیارک بولا: "عیار اگر مسلمانوں کے نام سے کوئی عیاری کریں اور حمزہ کو خبر ہو جائے تو اس عیار کو بغیر مارے نہ چھوڑے یہ تو کیا' عمرو جو ان سب کا سردار اور باپ ہے اور شاہ عیاراں ہے اس نے جب کسی پہلوان کو بہ مکر ذلت دی ہے تو امیر نے وہ روز اس کو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی برائی نہ کرے گا۔"

فولاد و صفات شجاعت اہل اسلام سنکر بہت خوش ہوا اور کہا: "میں ایسے بہادروں پر تلوار اب نہ کھینچوں گا خیر کل طبل بجوا کر کشتی لڑوں گا' جو زیر ہو گا وہ غالب کی اطاعت کرے گا۔"

بختیارک نے کہا: "تلوار کا لڑنا اچھا ہے کہ تمہارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہوں گے اور کشتی میں تو دیو سمنداں اور سرکشاں قاف ان سے ہار لیے۔ تمہاری کیا اصل ہے۔ دم بھر میں تورج دے مارے گا۔"

فولاد نے کہا: "ہرچہ بادا باد میں تو ان کا بندہ احسان ہوں۔"

یہ سن کر اس نے کہا: "صلوٰہ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جس نے ہمارے دل میں زخم کیسا ناسور ڈال دیا۔ اب تم مسلمان ہوئے ابھی سے ہم تم صبر کر چکے۔"

فولاد اس کے کلام سے ہنستا ہوا بارگاہ میں اٹھ آیا اور ایک روز تامل کر کے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوئے

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے ایک بار
ہوئی ساخت بہ شکل نبض بیمار
مزاج شام نے تفریح پائی
ابھر کر مثل ابر زلف آئی

سر شام فولاد نے طبل جنگ بجوایا۔ اہلکاروں نے سمع ہمایوں بادشاہ تک یہ ماجرا پہنچایا۔ اس طرف بھی نقارۂ حرب بجا۔ تیاری جنگ میں وہ شب بسر ہونے لگی بہادروں کی آرزو پوری ہونے کو سحر ہونے لگی۔ تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرزگر انبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش فلک کے کھونے لگی۔ فوجوں کے جماؤ سے لشکروں کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا۔ جس دم شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مردہ کئے۔

سحر نے جلوہ پنہاں دکھایا
زمین نے نور کا ساماں دکھایا
بڑھی اس شب کی جب پیرانہ سالی
فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوئے امیر مسجد سے اٹھ کر آستانے فیض نشان سلطان ذی شان پر آئے۔ بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سب نے مجراو سلام کیا۔ صدائے طرقوا بلند ہوئی۔ سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اس وقت بہادروں کی آن و بان لشکر کی شوکت و رفعت و شان قابل دید تھی منچلوں کا تیکھا پن جوانوں کا بناؤ' ہر طرف جماؤ سے گویا قربانی کی عید تھی۔
جب میدان میں پہنچے حسب معمول صفیں درست ہوئیں فوجیں لڑنے کو چشت ہوئیں۔

لقا بھی مع لشکر آیا۔ کوہیوں نے مقابلہ میں پرا جمایا۔ بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اٹھایا' لقا سے اجازت لے کر وسط میدان میں آیا۔ سلاح شوری دکھا کر پکارا: "اے مسلمانان' میں تم میں اور کوئی نبرو نہیں چاہتا۔ سوائے شہزادہ تورج کے۔"

اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے شتری و فیلی بجے۔ شہزادہ تورج نے بادشاہ سے اجازت لے کر مرکب اڑایا اور اس کے مقابل آیا۔

اس نے احسان شہزادہ کا یاد کر کے سلام کیا عرض پیرا ہوا کہ "اے شہزادہ دالا گہر اس روز سب ہتھیار کے وار ہو چکے۔ ایک کشتی لڑنا باقی ہے آج ہم آپ نصیب آزمائی کریں۔ جس کو فتح نصیب ہو' وہی حاکم بنے۔ مغلوب اس کی اطاعت کرے۔" شہزادہ گویا ہوا: "اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ۔"

یہ کہہ کر دونوں کو دے۔ عیار دونوں کے دوڑے اور لشکر میں خبر دی۔ بیلداروں نے آ کر اکھاڑہ بنا دیا۔ مشک و عنبری مٹی میں ملا دیا۔ دونوں دامن گردان کر اکھاڑے میں اترے۔ جم بجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا' طلاق پر مٹی چڑھی۔ شانوں پر ایک نے دوسرے کے مٹی لگائی۔ پھر ادھر سے ادھر داؤں گھات میں پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ کسی نے دستی کھینچی کوئی بغلی ڈوبا' لنگوٹ میں ہاتھ ڈالا کولہے پر بھر کر مارا۔ اس نے توڑ کر کے پھر سامنے پاؤں گاڑا پیچ توڑ بند ہونے لگے۔ سر سے سر مل کر ٹکر اور گھونسے چلنے لگے۔

اس طرح بسان ابر باشل فیل مست دونوں گتھے تھے۔ زور ریلا پیلی کے ہو رہے تھے۔

یہ حال کہاں تک بیان ہو' تین شبانہ روز برابر کشتی رہی۔

شہزادے نے کچھ کھایا پیا نہیں۔ فولاد نے اس کو بھوکا پیاسا لڑتے دیکھ کر آپ بھی آب و غذا کی طرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہروں باقی تھا کہ شہزادہ نے اس کا لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر چاہا تھا کہ پٹکے اس نے فریاد کی: "امان دیجئے۔"

فرمایا امان بشرط لانے ایمان کی ملے گی" اس نے عرض کیا: "قبول ہے۔"

شہزادے نے زمین پر اتار دیا اس نے دوڑ کر سر اپنا قدم پر جھکایا۔ شہزادے نے سر

سینے سے لگایا۔ کلمہ طیبہ بتایا' وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اپنے لشکر کو پکارا:
"جس کو میرا ساتھ دینا ہو' وہ آئے کہ میں نے اطاعت شہریار کی اختیار کی۔ لشکر کے افسر سب آ کر حاضر ہوئے اور دین اسلام اختیار کیا۔ بہت لشکری شریک لقا رہے۔"
بختیارک نے یہ حال دیکھ کر لقا سے کہا: "یا خداوند بندے آپ کے اب جاتے ہیں۔ مبارک ہو۔"
لقا نے کہا: "حمزہ میرا سپہ سالار قدرت پیارا بندہ ہے پس یہاں رہے تو کیا اور اس کے پاس رہے تو کیا۔ یہاں وہاں سب برابر ہے۔"
یہ کہہ کر طبل بازگشت بجوا دیا۔ امیر بھی شہزادے پر زرنثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے۔ لشکر بھی آسودہ ہوا۔ فولاد کو بارگاہ عمدہ نصیب ہوئی۔ خلعت سرکار شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا۔
فولاد مرخص ہو کر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک اسلام آباد کیا۔ نام اس کے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل میں اسم بامسمی ہوا۔ تمام بت خانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرا دیئے۔ اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا۔ لشکر کثیر فراہم کر کے حاضر خدمت امیر کشور گیر ہوا۔ یہاں اس کی دعوت بڑی دھوم سے ہوئی۔ خلعت سرفرازی ملا۔ سرداروں میں تورج کے داخل ہو کر رہنے لگا۔ یہ تو اس طرح مقیم ہے لیکن اس کے قلعہ کے قریب جو سرحد ہو شربا ہے اس سرحد کا جو مالک ہے نام اس ساحر کا گلفام جادو ہے اور اس کی بی بی ملکہ لالہ زار جادو نام اس فولاد ہی پر عاشق ہے اور شوہر سے چھپ کر اس کے قلعہ میں آتی ہے۔ اب تک وصل اس کا فولاد نے منظور نہیں کیا۔ ہر چند اس نے طمع دی' منت بہت کی' اس نے نہ مانا' ناچار اس نے بہزاد کو دام میں لانا چاہا اس نے بھی قبول نہ کیا۔ چنانچہ ساحر مذکور کو ان دنوں جو نشہ عشق کی ترنگ آئی۔ خبر قلعہ اقدس کی منگائی۔ معلوم ہوا کہ دونوں بھائی خدمت خداوند لقا میں بہر جنگ مسلمانان گئے ہیں۔
یہ خبر سنکر اس نے خیال کیا کہ تجھے بھی وہیں چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تدبیر کرانا

کہ مطلوب راضی ہو جائے دوسرے شیطان خداوند اغوا کر کے معشوق کو ملا دے گا۔ پس ایسا کچھ سوچ کر اس نے اپنے خداوند سے کہا: "ہمارے ملک کے قریب خداوند اترے ہیں اور افسوس ہم ان کی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہیں۔ میرا قصد ہے کہ میں خدمت میں جاؤں اور ان کے دشمنوں سے مقابلہ کروں۔ بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہے اگر میرا جانا سنے گا بہت خوش ہو گا۔ مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہیں کہ میں اس کی نوکر نہیں۔ ہاں تم اس کی طرف سے سردار ہو' ملک رکھتے ہو۔ تم نہ جاؤ۔ میں بحسن و عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند کے پاس جاتی ہوں اگر جنگ مسلمان فتح ہو گی تو بادشاہ ہی کا نام ہو گا وہ تمہارا بڑا رتبہ کرے گا۔"

شوہر نے کہا: "بی بی یہ تو تم نے سچ کہا' لیکن وہاں عیار ساحر کو مار ڈالتے ہیں۔ میں تمہیں پیار بہت کرتا ہوں اس وجہ سے ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ جو غم جدائی میں میری جان پر آ بنے۔"

اس نے جواب دیا: "قضا کوئی روک نہیں سکتا۔ یہ خیال بیجا ہے بلکہ وہاں خداوند موجود ہیں قضا اس کے حکم سے آئے گی بھی تو ٹل جائے گی۔"

غرضیکہ اس نے بہر صورت اپنے خداوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کر کے چالیس ہزار ساحرہ و جادوگرنیاں اپنے ہمراہ لیں۔ خود تخت سحر پر سوار ہو کر بصد کروفر جانب لشکر روانہ ہوئی۔ دل میں شوق دیدار یار بھرا تھا۔ ہاتھوں کلیجہ اچھلتا تھا۔ امید و یاس سے باہم جنگ تھی۔ کھوئے ہوئے نام و ننگ تھی۔ کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی شکوہ بد بخت بد اقبال دل پر لاکھ طرح کا ملال جور فلک کی شکایت ہجر کی جاناں کی حکایت و در زبان بسان ماہی بے آب تپاں رواں تھی۔

کہ ابیات

عجب اس کی حالت تھی اس دم تباہ
URDU4U.COM
کہ نالہ زباں پر تھا اور لب پہ آہ
دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی
لگی تھی عجب آنسوؤں کی جھڑی
کہوں اس کا کیا اس گھڑی حال تھا
یہ کہتی تھی سر پیٹ کر برملا
سنبھلتا نہیں اب سنبھالے سے دل
چھدا اس کے مژگان کے بھالے سے دل
خدا جانے یہ کون آزار ہے
کہ سر اب تن زار پر بار ہے

اسی طرح بصد درد سوز ایک روز قریب یاد جاناں پہنچی۔ نکہت زلف یار باد صبا نے دماغ میں پہنچائی۔

لقا نے کہا: "بندہ قدرت ہمارا آتا ہے۔"

کوہی اور شیطان خداوند بہر استقبال چلے اور راستہ میں آ کر ساحرہ سے ملاقات کی۔ وہ بھی تخت سے اتر کر تسلیم بجا لائی اور ان کے ساتھ چلی۔ ملازمان لشکر ساحرہ اترایا۔

ساحرہ نے جا کر خداوند کو سجدہ کیا۔ لقا نے دیکھا کہ ایک عورت نک سک سے درست عالم شباب میں چاق و چشت زیور جواہر پہنے لباس پر زر زیب جسم کئے ہے مگر آنکھوں میں صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتاتا یا منہ اترا ہوا۔ سر پر عشق کا سایہ ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ کہیں دل لگایا ہے۔

یہ دیکھ کر خداوند گرگ باران دیدہ ہے لب پر لایا "اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ کسی پر شیدا ہے خیر تدبیر اس کی کر دی جائے گی۔ تقدیر معقول مشیت قدرت سے ظہور میں آئے گی۔"

لالہ زار یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے۔ آخر دنگل زریں پر قریب تخت خدا وندی بیٹھی اور چار طرف بنگاہ جستجو دیکھنے لگی۔ فولاد و بہزاد نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ میں ہوں گے۔

URDU4U.COM

اسی فکر میں تھی کہ بختیارک آیا اور اس نے ہر طرف دیکھتے دیکھ کر پوچھا: "کس کی تلاش ہے۔"

اس نے ایک سرد آہ بھری اور کہا: "جن کے لیے یہاں تک آنا ہوا۔ انہوں نے ہم سے یہاں بھی منہ چھپایا۔ فولاد کا اشتیاق در بدر پھر آتا ہے وہ دونوں بھائی ایسے بے مروت ہیں کہ کبھی پوچھتے بھی نہیں۔ یہ آنکھیں ان کے دیکھنے کو ترستی ہیں ایسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہے تو کہتے ہیں اس کا نام نہ لو۔ کیا میں ایسی ہو گئی۔ اب جو یہاں آگئی تو انہوں نہ صورت نہ دکھائی۔"

بختیارک یہ باتیں سنکر رونے لگا اور کہا: "ہائے کیا جواناں تھے۔ ایک تو مسلمان ہو گیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے بایں ذلت سر دربار مارا گیا۔"

ساحرہ یہ سنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام میں جائے۔ بختیارک مانع ہوا اور حال عشق ناصر و نازک چشم بیان کیا کہ وہ کبھی نہیں گئی ذلت میں اٹھا کے آئی۔ تم اب مقابلہ کر کے معشوق کو اسیر کرو زبردستی وصل کی تدبیر کرو۔ یہ رائے بھی اس کو پسند آئی اور فراق یار میں ایک دن اور رات تڑپا کی۔ جب دوسرے روز قیس روز سے لیلیٰ شب آ کر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ

اندھیرا نار میں پیچیدہ ہو کر
بشکل درد دل اٹڈا برابر
کیا مشاطگی کا شوق نے کام
ہوا شانہ کش ہر گیسو شام

سرشام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل و زبان پر لائی۔ ساحران میں تیاری آغاز ہوئی لشکر لقا میں بھی طبل جنگ بجا۔

URDU4U.COM

امیر نے بھی خبر سن کر طبل سکندر بجوایا شور و شر کا زمانہ قریب آیا۔ دربار برخاست ہوا۔ ساحرہ بھی اٹھ کر اپنی بارگاہ میں آئی ۔ سحر نیازی میں مصروف ہوئی ۔ ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے غمزہ کا لوہا مان جائے اس کی تیغ ناز پر جان قربان جائے۔ تمنا کہتی تھی کہ بموجب بیت:

میں دیر تک دیکھ لوں قاتل کو الٰہی
رہ جائیں رگیں خنجر بران سے لپٹ کر

اسی اشتیاق میں اس نے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور اگیار میں اس کو ڈال دیا۔ وہ غائب ہو گیا۔ یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی۔ یکایک اگیار سے دھواں پیدا ہو کر وہی مثل سوار مردان جنگ آزما بنا ہوا اس دھوئیں سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا۔ اس نے پکار کر کہا: "وقت طلب ضرور آنا۔"

یہ کہہ کر سحر خوانی موقوف کی اور پلنگ پر جا کر لیٹی تصور یار میں جاگا کی۔ بخت بد سے لڑا کی۔ لشکر میں ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا ابر سحر چھائے رہے۔ بیر آیا کئے۔ مسلمانوں کے لشکر میں نقیب پکارتے ہیں۔

بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے۔ نعرہ شیر آسا مارتے تھے وقت آرائش عروس سجا تھا سواد سودا سے جلاوت کا سرمہ چشم تہور میں لگا تھا۔ خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا' تلوار گلے کا ہار تھی۔ جواہر آہن سے زیور مرصع کار کی پھبن آشکار تھی ۔ تیغ کا ارادہ تھا کہ جلدی حریف کے گلے ملوں۔ خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن میں فراق کروں۔ نیزے سینے ملنے پر زبان دیتے تھے۔ بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے۔ تیر بصورت آہ عشاق تھے۔

گرز ہموزن بار فراق تھے۔ آتش غضب کا دھواں اب شاید فنا پر مسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غصہ سے سیاہ ہو کر لاکھا بننا چاہتا۔ آئینہ شمشیر روبرو طبیعت برہم رنگ گیسو تزئین زلف شاہد جرات ہو۔

URDU4U.COM

کوئی ناز طبیعت تھا اٹھاتا
کوئی جوش غضب سے یہ سناتا
کرے گی تیغ جوہر دار بیباک
تو ہو گا دامن عمرو عدو چاک
ادھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران
بشکل زلف جانا تھی پریشان
لبوں پر شکوہ اے بیدار قاتل
طبیعت زلف جاناں پر تھی مائل

اسی ہنگامہ میں آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ

گھٹی جب رات مثل عمر عشاق
شعاع مہر چمکا سوئے آفاق
کھلی سرخی کناروں سے فلک کے
اٹھے ہر آنکھ سے پردے فلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم نجم بیدار
بڑھے پاداش قسمت کو گنہگار

یعنی ہنگام سحر فوج لشکر شکن جنگ گاہ قدم زن ہوئی۔ امیر نے سجادہ سے اٹھ کر لباس

رزم زیب جسم فرمایا۔ سرادروں نے مجرا کیا۔ سب کے ساتھ بادشاہ کے جلو خانے میں آئے کچھ عرصہ نہ ہوا تھا کہ بادشاہ جمجاہ کا تخت برآمد ہوا۔ زنانہ سامان پھر گیا۔ ہر سردار تسلیم بجا لایا۔ پھر تو نقارے بجے علم کے پھریرے کھل گئے۔ اس شوکت و شان سے بادشاہ کو لے کر جانب رن صف شکن چلے۔ شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے۔

کمر میں زیب وہ جوہر کی شمشیر
بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
وہ کاٹھی کہکشاں سے تھی منور
زمرد لعل سب تھے نصب اس پر
جڑاؤ پر تلہ تھا زینت دوش
تسلسل تھا کمر سے تابنا گوش
مصاحب اور سب کے سردار ہمراہ
کہ تھے وہ جنگ کی راہوں سے آگاہ
وہ گھوڑے جن پہ تھے سردار سوار
طلائی ساز تھا سب ان کا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین
گہر جھالر میں اس کے مثل پروین

بایں کروفر میدان جنگ میں پہنچ کر صف کشیدہ ہوئے تھے کہ یکایک ابر کے لکے آسمان پر آئے

لگا بادل گرجنے کس غضب کا
URDU4U.COM
ہوا ساماں نمایاں اور ڈھب کا
کہ جنگل میں عجب بھونچال آیا
مثال بید لرزاں تھر تھرایا

ہر لکہ ابر سے ساحر اژدر ہوں پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان میں اتر کر ٹھہرے۔ لقا کی سواری بھی دھوم سے آئی۔ گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پر غبار بنایا۔ تلواروں کی چمک نے دیدہ فلک خیزہ کیا۔ سپاہ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا۔ باجوں کے شور نے زمین کو سر پر اٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت رزم لے کر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر دکھا کر طالب مردہم نبرد ہوئی۔

بادشاہ نے اول دست چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر اس کی طرف سے نہ پھری تھی کہ سب اس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے' بگل بجا طنبور گڑ گڑایا۔ شہزادہ علم شاہ نے گھوڑا اڑایا۔ نزد شاہ عالم پناہ آ کر اجازت خواہ ہوئے اس نے سپرد بخدا کیا۔ شہزادہ عالم مرکب اڑا کر سامنے گیا اور طالب حرب و ضرب ہوا۔ ساحرہ نے سحر پڑھا کہ جو اگیار سے دھوئیں میں لپٹا ہوا نکلا تھا اس وقت مسلح و مکمل صحرا کی طرف سے آ کر بمقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ واری تلوار کی نوبت آئی۔

شہزادہ نے جب تلوار بچا کر اس کی کلائی پر ہاتھ ڈالا۔ اس نے گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ دونوں کو دے دوپہر کشتی بصد درشتی رہی۔ آخر پہلوان سحر نے جو ریلا شہزادہ لنگر قائم کر کے پیچھے ہٹا پانوں موشخانہ میں جا رہا اور اوپر سے پہلوانان سحر نے دھکا مارا۔ کولا شہزادہ کا اتر گیا اس نے باندھ کر سپرد لشکر ساحراں کیااور پھر مرکب پر چڑھ کر مبارز طلب کیا اس میں شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ "اے لالہ زار اس شخص کو گرفتار کراؤ جس نے تمہارے معشوق کو مسلمان کیا ہے اور اس کے بھائی کو جس نے مارا ہے۔"

ساحرہ نے یہ سنکر پہلوان سے کہا: "تورج کا نام لے کر پکارے۔"
اس نے شہزادہ مذکور کو پکارا۔ تورج اجازت بادشاہ لے کر اس کے مقابل آئے۔ حربہ
URDU4U.COM
ہائے گرزو تیغ و خنجر کے بعد اس سے بھی نوبت کشتی کی آئی۔ دونوں نے باہم دوال
کمر بند میں ہاتھ ڈال کر زور کیا۔ جب گھوڑوں کی کمر ٹوٹنے لگی۔ دونوں اس طرح
گتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے۔ تورج کا پاؤں رکاب میں الجھا اور اس نے جھٹکا
مارا پاؤں ان کا بیکار ہو گیا۔ اس نے بھی باندھ کر حوالہ ساحران کیااور پھر مرکب
پر چڑھ کر ہاشم کو پکارا۔ شہزادہ موصوف بصد عظمت و صولت اجازت لے کر اس کے
مقابل آیا' تا دیر وہی اسلحہ کی چقا حقاق بلند رہی۔ آخر پہلوان سحر نے کمر میں ہاتھ
ڈالا ان پر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اوروں پر گذرا تھا۔ جب یہ بھی گرفتار ہو چکے۔
پہلوان سحر نے اب کی فولاد ہی کو نہیب دی اور وہ بھی آ کر اسیر سر پنجہ تقدیر ہوا۔
اس اثنا میں کشتی گیر فلک نے زردار لنگوٹ کھول کر طاق میں چڑھا دیا اور اکھاڑا چرخ
کا پہلوانان کواکب سے معمور ہوا۔

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش
ہوا گھبرا کہ آخر مہر روپوش
صدا رخصت کی نقارے سے آئی
بس اب کل یہ ندا یاروں سے آئی

شام اسی لڑائی میں ہوئی۔ چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اس وجہ سے نہ نکلے تھے
کہ نام لے لے کر پہلوانان سحر پکارتا تھا۔ بس بنا پر قاعدہ اہل اسلام جس کا نام لیتا وہی
لڑنے جاتا تھا۔
غرضیکہ شام کو طبل بازگشت بجا۔ لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے کمر کھولی۔ ساحرہ شاداں
و فرحاں ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ میں آئی۔ امیر و بادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوئے ابو

الفتح مع چند عیاروں کے عیاری کے لیے چلا۔

یہاں جب لالہ زار بارگاہ میں آئی۔ سوار سحر صحرا کو چلا گیا اور اسنے قیدیوں کو سامنے بلایا۔ فولاد کی صورت دیکھ کر اس نے ایک آہ کی اور کہا: "اے بے مروت و ناانصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلپر جفا کی

تمنائیں ہوئیں سب اپنی برباد
ارے ظالم نئی کی تو نے بیداد
نہ لپٹایا تو نے کبھی گلے سے
ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھوں سے سنبھالا
لگایا اس جگہ پر غم کا بھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ مسکا
کبھی کچھ اور ڈھب پر نہ آیا
ارادے تھے یہی دست و جگر کے
تجھے ماریں طمانچے سسکی بھر کے
سزا پائے گا تو خود کامیونکی
اطاعت چھوڑ دے اسلامیونکی
ہمارا وصل کر دل سے گوارہ
وگرنہ جائے گا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دل سے منظور
وہی ہم ہیں وہی راتیں بدستور

یہ کلام سن کر فولاد نے جواب دیا: "او شہوت پرست بے حیا زانیہ میں تجھ کو ایک تو

پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام میں رہتا ہوں۔ کس طرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہوں گا تو شوہر رکھتی ہے اس سے ہوس تیری نہیں پوری ہوتی۔

URDU4U.COM

اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھولے پر ہاتھ رکھ کر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین میں سما گیا اور اس جگہ سے دھواں نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹ کر بصورت تخت دھواں بنا اور درمیان قیدیاں آگیا اور ان کو لے کر سمت فلک چلا۔ یہ سب اس تخت دوری پر سوار یا ودو پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہو گئے۔

بعد ان کے جانے کے لقا نے جہت مہاجرت مطلوب اس کو رنجیدہ دیکھ کر سراپچۂ جنگل کی طرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ ناز نینان قمر پیکر کو یاد کیا کہ انہوں نے آ کر ناچ گانے کا چرچا کیا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا۔

پھر آئے اس جگہ ارباب عشرت
مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
خوش اندازوں کا تھا گانا بجانا
قیامت ساز کا باہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جادو سے بہتر
سنے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حسن میں وہ سب سے افزوں
قد ان کے مصرعہ طوبیٰ سے موزوں
ہوا حاضر وہاں پھر شیشہ و جام
بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامہ عشرت میں ایک کنیز لالہ زار کی برائے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی۔ لوٹا لیے تھی۔ یہاں پر ابو الفتح صورت ساحر کی بدلے فکر میں عیاری کی پھر رہا تھا اس نے

کنیز کو جاتے دیکھ کر قریب آ کر کہا: "لائیے لوٹا میں لے لوں۔ اس نے خیال کیا کہ یہ ملازم خدا وند یا ملکہ کا ہے۔ عورت دیکھ کر میل کرتا ہے۔ یہ سمجھ کر ہنسی اور کہا: "ہم تم سے لوٹا بھی نہیں رکھواتے۔"

URDU4U.COM

ابو الفتح نے کہا: "اے جان جہان ہمارا دل تم پر لوٹا ہے۔"

کنیز یہ سن کر خوب ہنسی۔ یہ باتیں کرتا' شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہنچ کر محبت سے اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا۔ ہاتھ میں بیہوشی بھری تھی وہ بیہوش ہو گئی۔ یہ قنات کی آڑ میں بیٹھ کر ایسی صورت بنا۔ سارا گہنا اس کا پہنا پوشاک اس کی اتار لی اور اس کو چوکی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ میں آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا۔

وہاں جلسہ عشرت تھا۔ یہ بھی مصروف تماشا رہا کہ خدا وند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ میں جانے کی چاہی۔ خداوند نے فرمایا: "اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھا کر جانا۔ ہمارا الش کھانے سے عمر بڑھ جائے گی۔"

لالہ زار سلام کر کے ٹھہر گئی۔ خدا وند نے حکم خاصہ لانے کا دیا۔ وہ جلسہ برخاست ہوا۔ بکا دل بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے۔ یہ حال تھا کہ

بچھایا اک دستر خواں اس جا
سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابیں جو اس پر دھری تھیں
ولایت کے وہ میووں سے بھری تھیں
دھری تھی سات قانوسیں برابر
کہ تھیں کافور کی شمعیں منور
خواصیں جو کہ تھیں اسوقت حاضر
زباں اوصاف میں ہے ان کے قاصر

طلائی طشتری ہاتھوں پہ رکھے
چنے اس میں کلیجے تھے سلونے
مٹھائی نو بنو خوش رنگ و خوش آب
گزک تھی اس میں میوؤں کی بھی نایاب
غرض ساتھ اس کے میوے اسنے کھائے
مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھا کر جب ہاتھ دھویا۔ ابو الفتح نے خاصدان اٹھا لیا اور بچالا کی ایک گلوری میں بیہوشی ڈال کر لالہ زار کو دی۔ اس نے لیکر کھائی۔ پھر جلسہ نشاط آغاز ہوا۔ ابو الفتح نے حقہ بردار سے پکار کر کہا: "حضور کے لیے ہمدم لاؤ۔"
یہ کہہ کر آپ اس کے پاس جا کر کہا۔ "جلدی مانگتی ہیں' لاؤ میں بھر لے جاؤں۔"
یہ کہہ کر گڑگڑی جلد تیار کر کے لایا' بجائے تمبا کو بیہوشی خوشبو دار بھری تھی۔
غرضیکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لا کر کہا: "اب معشوق حاضر ہے۔" وہ لے کر پینے لگی جی متلانے لگا۔ سمجھی کہ قے ہو جائے گی۔ بیتابانہ اٹھی اور باہر بارگاہ کے آئی اس لیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہ ہوجائے۔
ابو الفتح سایہ دار اس کے ساتھ آیا اور کہا: "اے ملکہ بارگاہ پشت پر آیئے کہ یہاں میدان ہے تنہائی بھی ہے وہاں صاحب و دربان کے غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائے گا۔"
وہ پشت بارگاہ کی طرف آتے آتے بیہوش ہو گئی مگر بارگاہ میں اس کے گھبرا کے اٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا: "ملکہ کدھر۔"
اس نے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا: "جی متلاتا ہے۔ شاید قے کرنے جاتی ہیں۔"
بختیارک نے کہا: " ہائے مار ڈالا۔ افسوس خداوند' تقدیر پھوٹ گئی۔"
لقا نے کہا: "اگر تقدیر میں فرق آیا تو تجھ سے سمجھ لوں گا۔"

بختیارک چند خاص بردار ہمراہ لے کر دوڑا اور کہتا جاتا تھا: "ارے مار ڈالا' ارے مار ڈالا۔"

وہاں ابو الفتح خنجر کھینچ کر قتل ہی کیا چاہتا تھا کہ یہ آ پہنچا۔ اسے اس نے دیکھا کہ اب کچھ نہ ہو سکے گا۔ ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ ہائے کر کے گرا۔ ابو الفتح مندیل لے کر بھاگا۔ خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور جا کے رہ گئے۔ یہ نکل گیا۔ بختیارک نے اٹھ کر لالہ زار کو اٹھایا اور ہوشیار کر کے بارگاہ میں لایا۔ کہا: "جان بچ گئی۔"

لقا نے کہا: "مجھے پہلے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائے گی۔ اس وجہ سے تجھے بارگاہ میں تیری جانے نہیں دیا وہاں ہوتی تو ماری جاتی۔"

یہ باتیں تھیں کہ ایک پیشاب کو چوکی پر جو گیا کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ سے آ کر کہا:اس نے اٹھوا منگوایا ہوشیار کیا۔ اس نے حال ساحر کے ملنے کا کہا۔ اس کے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا تھا کہ یہاں عیار بلائے روزگار ہیں جیتا نہ چھوڑیں گے۔

بختیارک نے کہا: "اے ملکہ تمہیں لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا فیصلہ کرو اور جس کسی کو گرفتار کرو' فوراً قتل کر ڈالو۔ اگر قید کرو گی عیار چھڑا لئے جائیں گے۔ اگر چھڑا نہ سکیں گے تمہارے قتل کرنے میں کمی نہ کریں گے۔"

اس نے کہا: "ملک جی تم سچ کہتے ہو میں چاروں سرداروں کو بلا کر قتل کرتی ہوں۔"

یہ کہہ کر دل سے سوچا کہ پسران حمزہ کو بلا کر قتل کر اور معشوق کو مرنے سے ڈرا۔ شاید فرط خوف سے راضی ہو جائے۔ یہ سوچ کر سحر کو پڑھنے لگی کہ پھر قیدیوں کو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابو الفتح کئی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر عیار بشکل فراش و حاجب و خدمت گار فکر میں پھر رہے ہیں۔ ان میں چالاک خدمت گار بنا ہوا۔ سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا۔ یہ سن رہا ہے۔ جب لالہ زار سحر پڑھنے لگی کہ سرداروں کو بلائے۔ بختیارک کھڑے ہو کر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ "آج مراد دل کی بر آئی' جو فلک کو برا نہ لگے۔ اے ملکہ جلد بلوائیے ایسا نہ ہو تاخیر کرنے سے کچھ اور سانحہ

درپیش ہو۔"

یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھ کر کان میں کہا: "ملک جی تم نے ہمیں بھی پہچانا کیوں قضا آئی ہے بہت خوشی اچھی نہیں۔"

URDU4U.COM

بختیارک نے جو یہ سنا بغور دیکھ کر پہچانا۔ پیشاب خطا ہو گیا۔ جلدی سے سلام کیا کہ "اے مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے۔"

چالاک نے کان میں کہا: "قسم ہے نمک صاحبقران کی کہ ادھر سردار قتل ہوئے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے۔"

بختیارک کانپ گیا اور گڑ گڑایا: "میری کیا خطا ہے۔"

اس نے کہا: "حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلایا اور ترغیب قتل سرداراں دی۔ اب کہتا ہے کہ میری کیا خطا ہے۔" یہ کلام مابین خدمت گار اور شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے۔

لقا نے کہا: "ارے شیطان یہ کس سے تو باتیں کرتا ہے۔"

اس نے عرض کیا: "شیطان تو آپ ہو گا میں پکا مسلمان ہوں' تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑا ہے اور دیکھتا نہیں۔"

لقا سمجھا کہ شاید عمرو آ گیا ہے۔ یہ سمجھ کر کہا: "مرشد تو تیرے طلسم میں ہیں۔"

بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے۔ چالاک نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ "میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالوں گا۔"

بختیارک نے ڈر کے مارے کہا: "مرشد کہیں ہیں لیکن اب کوئی مارا نہ جائے گا۔"

یہ کہہ کر پکارا: "او لالہ زار مردار فحبہ بدکار جو تو نے سرداران امیر کا نام لیا تو اپنی سزا کو پہنچے گی میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ زبان تیری گدی سے کھینچ لوں گا۔"

لالہ زار اس کی باتوں سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ قتل مسلمانان کی خوشی سے ناچ رہا تھا ابھی ایسی کچھ باتیں کرتا ہے۔ شاید اس کو مالیخولیا ہو گیا ہے۔

اس حیرت میں اس نے سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی: "کیسی باتیں ملک جی تم کرتے

ہو۔"

بختیارک نے کہا: "ہم سچ کہتے ہیں تو اب ماری جائے گی۔ سرداروں کی بلا لے کر قتل ہو گی۔ سردار نہ ہلاک ہوں گے۔"

URDU4U.COM

چلاک یہ باتیں سنکر سمجھا: "یہ حرامزادہ بکتا ہے اور اشارہ تجھے ظاہر کرتا ہے ایسا نہ ہو کہ یہ ساحرہ تجھ کو پہچان کر گرفتار کر لے۔"

یہ سمجھ کر جلد باہر بارگاہ کے نکل گیا اور بختیارک نے جب خدمت گار کو اپنے پاس نہ دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا: "اے ملکہ یہ جو خدمتگار میرے پاس کھڑا تھا' یہ بیٹا عمرو کا بے نظیر عیار تھا اس کی وجہ سے میں ایسی باتیں کرتا تھا۔"

ساحرہ نے کہا: "تو نے مجھ سے پہلے ظاہر کیوں نہیں کیا کہ میں بزور سحر پکڑ دیتی۔"

اس نے کہا: "جب تک تم سحر پڑھتیں اس وقت تک ہم نہ ہوتے۔ ہمارا کام تمام تھا۔ لالہ زار کے حواس جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہیں جس سے شیطان ایسا ڈرتا ہے۔ دیکھئے کہ جان یہاں کیونکر بچتی ہے اس اندیشہ میں دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہ ہو سکا۔ ایک ساحرہ نسرین عذار نام اپنی رفیق سے کہا: "تم کئی منزل پر ایک صحرا میں دہ ہے پہاڑ کا' وہاں جاؤ۔ چار ساحر میرے ملازم پہرہ اس درے کا دیتے ہیں اور سردار اندر درے کے قید ہیں ان کو لے آؤ۔"

نسرین جب الحکم اٹھ کر بیرون بارگاہ آئی ازبسکہ کئی منزل جانا ہے اس لیے اپنے خیمہ میں گئی کہ کچھ اسباب راحت اور کھانے پینے کا سامان لے چلوں۔

یہ جب خیمہ میں چلی چلاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اس نے اس کو جاتے دیکھ کر لشکری سے کہا: "بھائی ذرا اس سے پوچھنا کہ کہاں جاتی ہیں" اس کے کہنے سے پوچھا: "حضور دربار سے کیوں اٹھ آئیں۔"

اس نے کہا: "میں قیدیوں کو لینے جاؤں گی۔"

یہ سن کر چلاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جب تک خیمہ میں نسرین سامان روانگی درست کرتی رہی اس نے بھی صورت بصورت لالہ زار تیار کی۔ اسی خال و خط اور لباس زیور

سے آراستہ ہو کر اس کے روانہ ہونے سے پہلے آپ رو برو صحرا میں آ کر ٹھہرا۔
اس اثنا میں نسرین خیمہ میں تیاری کر کے سحر پر سوار ہو کر اڑی اور اس طرف آئی کہ جہاں نقلی لالہ زار ٹھہری تھی۔ اس نے اسے دیکھ کر پکارا: "اے نسرین ذرا ٹھہرنا
اس نے تخت روکا اور اس کو پہچان کر زمین پر اتری عرض کیا: "حضور نے کیوں تکلیف فرمائی۔"
چالک نے کہا: "بعد تمہارے آنے کے مجھ کو خفقان ہوا کہ مبادا کچھ راہ میں فساد واقع ہو' بیچ پڑ جائے اس وجہ سے چلی آئی۔ اب ہم تم مل کر قیدیوں کو لے آئیں۔"
نسرین نے کہا: "پھر آیئے سوار ہو جایئے۔"
چالاک اس کے تخت پر سوار ہوا اور اس نے تخت اڑایا۔ جب بزور سحر کچھ دیر میں اسی صحرا میں پہنچی کہ جہاں درہ پہاڑ کا تھا۔ اس نے وہاں اتارا۔
چالاک نے دیکھا کہ صحرا لق و دق ہے اور صحرا میں ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہے کہ بالکل تاریک تراز جاہل ہے۔ ہر در سے اس کے بخار دل کی طرح دھواں نکلتا ہے۔
چار سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہیں بستر لگا ہے شراب خواری کا چرچا ہے۔ نقلی لالہ زار جب ان کے قریب پہنچی۔ انہوں نے اٹھ کر سلام کیا۔ اس نے حکم دیا: "قیدیوں کو لے کر میرے ہمراہ چلو۔"
بموجب ارشاد ملکہ' سحر خواں ہوئے۔ درے سے دھواں برطرف ہوا۔ قیدی ظاہر ہوئے۔ سب کو زنجیر سحر میں باندھ کر تخت پر ڈال دیا وہ چاروں بھی چلنے کے لیے آمادہ ہوئے تھے کہ لالہ زار نے نقلی نسرین کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "درہ کوہ میں چلی پیشاب کروں گی۔ صحرا کا واسطہ ہے مجھ کو ڈر لگتا ہے اکیلے۔"
اس نے کہا: "واری چلئے۔"
یہ کہہ کر ساحروں کو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی۔ جب درہ کوہ میں پہنچی۔ لالہ زار نقلی نے کہا: "ارے یہ سامنے مکان کیسا بنا ہے روشنی کیسی ہوتی ہے۔"
اس نے کہا: "حضور یہاں مکان کہاں' آپ کیا فرماتی ہیں۔"

اس نے کہا: "مجھے اندھا بناتی ہے وہ کیا سامنے ہے۔"
نسرین اس کے کہنے سے ادھر ہی دیکھنے لگی۔ اس نے اس کے منہ پر بیضہ بیہوشی مارا
URDU4U .COM
کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی۔ اس نے اس کے کپڑے لیے اور فتیلہ عیاری جلا
کر آئینے کے سامنے رکھ کر اسی کی شکل بنا اور وہی لباس پہن کر باہر آیا۔ ساحروں
سے کہا: "ملکہ تو ادھر سے تشریف لے گئیں مگر فرما گئی ہیں کہ قیدیوں کو جلدی لاؤ۔"

ساحروں نے کہا: "چلئے ہم حاضر ہیں۔"
یہ سن کر جس تخت پر قیدی تھے اس پر یہ تھی جا بیٹھا ساحروں نے تخت اڑایا اور بعد
قطع مسافت راہ کی لشکر لقا میں پہنچے۔
نسرین نے کہا: "تم میرے خیمہ میں قیدیوں کو لے کر ٹھہرو میں ملکہ کو اطلاع کروں۔"

ساحر حسب الحکم وہیں ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا۔ لالہ زار اسی کی منتظر دربار
میں بیٹھی تھی۔ اپنے خیمہ میں نہیں گئی تھی اس کو دیکھ کر پوچھا:"لائی۔"
اس نے انگلی دہن پر رکھ کر کہا: "چپ رہیے اور قریب آ کر کان میں کہا: "وہ چاروں
قیدی مع ساحروں کے میرے خیمہ میں ہیں۔ یہاں اس لیے نہیں لائی کہ مبادا کچھ فتور
عیار کریں۔ پس حضور وہیں چل کر انہیں قتل کریں تو بہتر ہے۔"
لالہ زار یہ سن کر اٹھی۔ شیطان خداوند کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ ہو لیا اور راہ میں
حال پوچھا: "کہاں جاتی ہو۔"
اس نے سارا مجرا بیان کیا۔ شیطان نے کہا" بخوف و عیار سردار کو بارگاہ میں نہیں بلایا
تو کیا ہوا وہ آئیں نہ آئیں جہاں سردار ہوں۔ خیر اچھا چلو' میں بھی ان کے قتل میں
تمہارا شریک ہوں۔"
یہ کہہ کر باتیں کرتا ساتھ ہوا اور خیمہ نسرین میں جب پہنچے۔ نسرین نقلی نے کہا: "یہ
چاروں ساحر پشت خیمہ جا کر حفاظت کریں کہ کوئی آنے نہ پائے۔"
بختیارک کو بھی یہ رائے پسند آئی کہا: "ملکہ یہ سچ کہتی ہے ہوشیاری مناسب ہے" لالہ

زار نے ساحروں سے کہا: "تم پشت خیمہ پر جاؤ۔" جب روانہ ہوئے۔ نسرین نے آگے بڑھ کر ان سے کہا: "ملکہ فرماتی ہیں کہ خیمہ میں کیسا ہی غل و شور ہو تم خبردار بغیر ہمارے بلائے یہاں نہ آنا اور کسی دوسرے لشکری کو بھی نہ آنے دینا۔"

URDU4U.COM

انہوں نے کہا: "ایسا ہی ہو گا۔"

یہ تو سب جا کر پہرے دینے لگے اور خنجر بختیارک اور لالہ زار کھینچ کر سر پر علم شاہ و تورج و ہاشم اور فولاد کے آئے۔ یہ بیچارے طوق اور زنجیر سحر میں گرفتار بیکس و ناچار کیا کر سکتے تھے اس وقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا۔ ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا۔ اپنے اپنے عقائد کا اقرار ایک دوسرے سے کر کے گواہ بنا لیا۔ پھر رجوع قلب سے خالق کن فیکون پکارا: "اے غالب کل غائب احکم الحاکمین

بہا اشکوں کا دریا چشم تر سے
دعا نکلی یہی سوز جگر سے
کہ یارب اس بلا سے مخلصی دے
تصدق سے پیغمبر کے بچا لے

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا: "اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہے ازل سے یہ دستور نکلا ہے اس وقت تم فولاد کے پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی سمجھائیں' تم بھی منت پذیر ہو شاید راضی ہو جائے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھ کر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہاں اور یہ کہاں جو دم کی صحبت ہے غنیمت ہے کہ

اجل سر پر مصروف حسرت
ہجوم شوق بس فرصت بہت کم

کہنا نسرین کا بہت پسند آیا۔ بختیارک کا ہاتھ پکڑ کر قریب فولاد لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان پراز نصیحت و شکایت کھولی کہ

URDU4U .COM

کہا اس نے او نا آشنا دوست
وفا کرتے جو ہیں دوست با دوست
کوئی حق محبت یاد بھی ہے
قبول خاطر آزاد بھی ہے
میں اب دشمن ہوں یا آگے بھی تھی میں
نہیں شایان ہوں لطف و رحم کی میں
کبھی ہم پر بھی تھے الطاف تیرے
جگر دل سب تھے صاف تیرے
کبھی ہم سے بھی ملتی تھی نگاہیں
صدائیں لب پہ دی جاتی تھی آہیں
حذر کر آہ مظلوموں سے ظالم
خفا ہوتے نہیں مہماں سے ظالم
یہ چند انفاس ہیں باقی جو کچھ دم
غنیمت ہے کہاں تو اور کہاں ہم
بسر کر زندگی آ پیش دلدار
بجا لا ہر طرح پر خواہش یار

اس طرح کی باتیں کرنے میں یہ خوب محو ہوئی اور بختیارک کا بھی خیال اس کی باتوں

پر لگا تھا۔ ہنوز فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بہ شکل نسرین سر پر کھڑا تھا۔ اس نے ایک حلقہ گردن لالہ زار میں کمند کا اور دوسرا گردن بختیارک میں پہنا دیا۔ لالہ زار نے باتوں کے خیال میں کچھ نہ جانا کہ کیا ہوا۔ مگر بختیارک نے جو سر اٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا کہ یہ عیار ہے: "پکارا:" اے ملکہ خبردار سر پر تمہارے اجل سوار ہے۔ اس کہنے سے اس نے گردن اٹھا کر دیکھا۔"

چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر پڑ کر شق ہوا۔ ساحرہ بیہوش ہوئی۔ بختیارک نے پکارا: "ارے دوڑنا مارے ڈالتا ہے۔"

چالاک نے اس کے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقہ کمند جھٹکے سے گردن میں پچی ہوا۔ سرداروں نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوشنود ہوئے کہ اب وقت رہائی قریب آیا اور بختیارک نے ہر چند غل مچایا۔ باہر جو ساحروں کو منع کر دیا ہے کہ ہمارے کہے بغیر کیسا ہی غل و شور ہو تم نہ آنا اور وہ کوئی بھی نہ آیا۔ اس وقت تو منت کرنے لگا کہ "مرشد زادے آپ خوب وقت پر پہنچے اس فحبہ کو ماریئے لایئے مجھے خنجر دیجئے کہ میں جہنم میں بھیجوں آپ اس کا اسباب جب تک لوٹئے اور آپ نہ آتے جب بھی سرداروں کو کوئی میرے ہوتے قتل نہ کر سکتا تھا۔

چالاک نے کہا: "او منافق آج بغیر قتل کئے تجھ کو ہم باز نہ آئیں گے۔"

بختیارک لگا کلمہ پڑھنے۔ چالاک اس کی باتیں فریب آمیز سن کر گویا ہوا: "ملک جی یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کرو۔"

اس نے کہا: "بہت بہتر میں تو اس فحبہ کا سخت دشمن ہوں۔"

یہ کہہ کر اس طرح کمند تو گردن میں پھنسی رہی اور یہ اٹھ کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھ میں لے کر بڑھا مگر کہتا چلا کہ: "افسوس اس کی جان مفت گئی۔"

چالاک نے پھر دو تین لاتیں ماریں کہ کیوں اے بے حیا یہ افسوس کیسا۔"

بختیارک تو لاتیں کھا کر پکارا: "زہے عزت یہ لاتیں صحت جان ناتواں ہیں۔"

چنانچہ یہ تو مسخرا پن کرنے لگا' مگر چالاک نے تامل مناسب نہ سمجھا فوراً لالہ زار کو

ذبح کر ڈالا۔ بختیارک آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا کہتا تھا: "ارے توبہ' ارے توبہ کیا خنجر بران کی صفائی ہے میرا دل اس سے دہلتا ہے۔"

URDU4U.COM

یہ تو اس گفتگو میں ہے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل و شور برپا ہوا۔ سردار اس کے مرتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑ کر گلوے بختیارک پر بھی خنجر رکھا۔ اس نے کہا: "اے مرشد زادے میری کیا خطا ہے۔"

اس نے کہا: "ساحر تیرے غل کرنے سے آ گئے ہیں بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تجھے بھی قتل کرتے جائیں۔"

یہ سنکر اس نے کہا: "مجھے آپ باہر جانے دیجئے کیا مجال ساحر جو روکیں اس نے عہد لے کر اس کو چھوڑ دیا۔ وہ جو باہر نکلا۔ ساحر جو غل سنکر دوڑے آئے تھے۔

اس نے کہا: "ارے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہاں وہ آفت آئی ہے کہ سب مارے جاؤ گے۔"

ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوئے۔ سرداروں کو چالاک لے کر چلا اور بختیارک اپنے خیمے میں۔ اس عرصے میں ساحرہ شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور بہر تاباں بہ شکل شمشیر بران ترک فلک کی کمر سے آویزاں ہوا

کھلا کچھ نور پیشانی سحر کا
دھواں ہلکا ہوا شب کے جگر کا
کہ مثل نقطہ باقی ہے سمٹ کر
موذن کہتے ہیں اللہ اکبر

امیر برائے ادائے فریضہ رب کریم مسجد کر پاس میں داخل تھے کہ سردار مع عیار آ کر قدمبوس ہوئے۔ امیر نے سر ان کے سینے سے لگائے۔ پھر بعد فراغت اطاعت اللہ بارگاہ میں تشریف فرما ہوئے۔ بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس فرما تھے۔ سردار جمع ہوتے جاتے تھے۔ کہ یہ سردار رہائی یافتہ نذر گرفتہ پیش بادشاہ ہوئے۔

بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو جلد وہیں اس عیاری کے مالا مال کر دیا۔ پھر ارباب نشاط حاضر ہوئے۔ رقص کا سماں بندھا۔ دور شراب گلرنگ شروع ہوا۔ یہاں تو یہ کیفیت ہے۔

URDU4U.COM

اس جانب لقا بوجہ اٹھ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا۔ دم سحر بہ کر و فرتخت نکبت پر آ کر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور بکتا ہوا: "ارے خداوند وہ تیری بندی گندی جنم کی مہری میں ڈھٹی ہو گئی۔ رات کو ہم بھی چل بسے تھے مگر رحم آ گیا جو چھوڑ گئے۔"

یہ کہہ کر سب حقیقت بیان کی۔ لقا نے کہا: "ہم نے پہلے ہی تقدیر مرنے کی کر دی تھی کیونکہ وہ بدکار شہوت پرست تھی اپنے یار کی محبت رکھتی تھی۔ ہماری الفت اس کو ذرا بھی نہ تھی۔"

یہ کہہ کر حکم دیا: "لاش اس کی خیمہ سے اٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائیں۔"

حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوئے اور سلیمان نے پھر نامہ مشتمل بر شکایت عدم رسی مدد لقا کی طرف سے افراسیاب کو لکھا بنا بر دستور پہاڑ پر سے پنجہ لے گیا اس طرف نالاں و گریاں قلعہ گلفامیہ میں مع لاش لالہ زار پہنچے۔ شوہر اس کا سریر حکومت پر متمکن تھا کہ لاش ساحروں نے سامنے لا کر رکھدی۔ گلفام نے تاج زمین پر دے مارا اور پکارا: "ہائے میرا گھر تباہ ہو گیا۔ افسوس میرا پہلو اجڑ گیا۔ میرا آرام خاک میں ملا۔ اے میری رفیق بی بی انیس شب غم تو نے آخر محبت فولاد میں جان دیدی۔ سب طرح کا حال میں نے سن کر در گذر کیا تھا لیکن فلک نے تجھ کو آخر مجھ سے جدا کر ہی دیا۔"

○○○

- گلگون جادو

ارکان دولت نے اس کے سمجھانا شروع کیا کہ حضور آپ صبر فرمایئے۔ وہ بی بی بڑی نیک تھی کہ جو خداوند پر جا کر نثار ہوئیں۔ اب ان کی بہشت میں سیر کرتی ہوں گی۔ کس کے ایسے نصیب ہیں جو اس طرح کی موت ملے۔ غرضیکہ بعد جزع و فزع بسیار اس نے حکم دیا کہ لشکر جو پھر کر آیا ہے' اس میں سے کچھ ساحر تھوڑی فوج برائے حفاظت قلعہ میں رہیں اور جو فوج یہاں موجود تھی اور جو پھر کر آئی ہے وہ سب تیار ہو کر میرے ساتھ چلے۔ بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اس نے ایک عرضی اس سب کیفیت کی شاہ جاوداں کو لکھی۔ یہ مضمون بھی اس تھا کہ اب غلام آپ کا لڑنے جاتا ہے۔ یہ عرضی ایک پتلا سحر کا لے کر افراسیاب کے پاس پہنچا۔ شاہ طلسم نامہ لقا کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر امداد خداوند بھیجے۔ یہ عرضی جو آئی پڑھ کر خوشنود ہوا کہ بہتر ہے اس کو جانے دو۔ پس جواب لکھ دیا کہ عرضی تمہارے استدعا کے موافق مزیں بہ دستخط کر کے واپس ہے۔ زوجہ کا مرنا تمہاری معلوم کر کے ما بدولت کو بھی افسوس ہوا۔ تم پر مراعات سلطانی مبذول رہیں گی۔ جاؤ اور خداوند کی مدد کرو۔ یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لے گیا اور ایک عرضی بجواب صحیفہ خداوند اس نے لکھی۔ مضمون یہ تھا کہ زہے غفلت اس بندہ احقر کی نسبت اپنے خداوند کے ہے کہ بار بار جس کی شکایت خداوند فرماتے ہیں۔ واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبوں افعال پر ہے کہ کوئی غضب اس بے اعتنائی کے عوض میں خداوند مجھ پر نازل نہیں کرتے۔ میری غفلت پر نظر کرنا میں خطا وار ہوں۔ اب شوہر لالہ زار کہ ساحر زبردست ہے۔ خدمت میں حاضر ہو کر مقابلہ بند گان خاطی کرے گا اور یہ بندہ تیرا اور بھی عقب میں اس کے بھیجے گا۔ یہ عرضی ایک ساحر کے ہاتھ خداوند کے پاس بھیجی۔

وہ عرضی پا کر انتظار گلفام میں بیٹھا اور اس طرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ میں

پہنچی' وہ تو منتظر تھا ہی جواب پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا۔ چوبیں ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار برائے حفاظت قلعہ میں چھوڑے۔ کس لیے کہ طلسم ہوشربا میں چالیس کنوئیں سحر کے ہیں ان میں سے ایک کنواں چاہ زمرد تھا کہ جس کا میلہ سابق اقساط میں بیان ہوا چنانچہ ان کنوؤں سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ کی بھی سرحد میں ہیں اور اس طلسم کی چالیس سرحدیں ہیں اور چالیس دروازے بھی داخلی طلسم کے لیے ہیں۔

ایک دروازہ ہے جدھر اسد ہے اور اس قلعہ گلفامیہ میں تین دروازے ہیں۔ ایک تو ادھر دروازہ ہے کہ طلسم کے آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوشربا میں جانا چاہیں تو پہلے قلعہ گلفامیہ میں آئیں اور دوسرا دروازہ وہ ہے کہ نرگس کوہ کے رہنے والے ادھر سے طلسم میں جا سکتے ہیں اور تیسرا دروازہ وہ ہے کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جملہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ مرمر قلعہ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم میں جا سکتے ہیں۔

چنانچہ سپاہ بیکراں اس لیے گلفام نے یہاں چھوڑی کہ ان سرحدوں کی بخوبی نگہبانی رہے۔ جب یہ انتظام ہو چکا۔ آپ بچشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکل گیا۔ ایک منزل پر آ کر اترا۔ ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ماجرائے تازہ سنیے یعنی عاشق روے شاہ اسلامیان ملکر بہار مع دونوں عیاروں کے جو طلسم کو کب سے چلی تھی۔ اور اس دروازے سے جو شمالی حد کا تھا بموجب حکم عمرو ساحران نے اس کو رخصت کیا تھا۔ چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کی کرتی سرحد طلسم آئینہ میں آ گئی اور راہ اس کو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہے۔ اس وجہ سے اچھی طرح آباد نہ تھا اور بہار اس طرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہے عیاروں سے کہا: "میں راستہ بھول کر نہیں معلوم کدھر نکل آئی۔ عیاروں نے کہا: "آپ تخت اتاریئے تو ہم راہ کسی سے دریافت کریں۔"

اس نے تخت اتارا۔ عیار صورت بدل کر روانہ ہوئے اور آیند روند سے حال پوچھ کر پھر آئے۔ کہا: "اے ملکہ' یہ طلسم آئینہ ہے۔ یہاں سے ایک راہ نرگس کوہ گئی ہے

اور ایک راہ طلسم ہو شربا۔ لیکن اول قلعہ گلفامیہ ملے گا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہے۔ وہاں سے چاہے طلسم میں جائے چاہے کوہ عقیق لشکر اسلام میں جائے۔ اب طلسم کو کب سے چلیں تو آخر طلسم ہو شربا کی طرف آ نکلیں۔" بہار نے جو یہ نام لشکر اسلام سنا' دل سے کہا کشش کس کی صادق ہے یا اپنے عشق کا اثر لاحق ہے جو دیار جاناں تک خودبخود آنا ہوا۔ ارادہ بھولنے کا بہانہ ہوا۔ اب دید کے ارمان نکالتی چلو۔ ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو۔ یہ سوچ کر عیاروں سے کہا: "مجھ کو زیارت امیر کا کمال شوق ہے نیز تم سے بھی اک مدت ہوئی کہ فراق ہے۔ اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام میں ہوتے چلو۔" عیار حقیقت میں فراق کشیدہ اپنے احیائے وطن سے تھے۔ گویا ہوئے: "اے ملکہ بہتر ہے چلو۔" اس نے کہا: "سوار ہو کر روانہ ہو۔" عیاروں نے کہا: "باتفاق چلنے میں سردار طلسم کے باہر نہ نکلنے دیں گے۔ لڑائی پڑ جائے گی۔ بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں عیاری سے بیرون طلسم جائیں اور تم بزور سحر نکلو پھرتے وقت سمجھ لیا جائے گا۔" بہار نے کہا: "اچھا" اور عیاروں کو رخصت کر دیا۔

آگے بڑھ کر قران نے برق سے کہا: "تم اپنی راہ جاؤ میں اپنی راہ جاتا ہوں۔ چنانچہ یہ دونوں بھی الگ الگ ہو گئے۔ حال ان کا بیان ہو گا۔ وہ طالب دیدار یعنی بہار جو پہلے روانہ ہوئی کہیں سحر سے اڑ کر چلتی کہیں حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی۔ دل میں جوش تمنا لب پر حکایت عشق وصل کا مزہ یاد آتا۔ کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہے۔ کیوں اپنا دل پرائے بس میں دیتی ہے۔ ابھی خیر ہے۔ پھر آگے بڑی سیر ہے۔ جب محو محسن رخسار ہو گی۔ ازروئے چشم بیمار ہو گی۔ بغیر شربت دیدار فائدہ نہ ہو گا۔ دل صید نگار ہو گا۔ وحشیوں کا سا انداز ہو گا ابر گیسو باران بلا برسائے گا۔ سر اٹھانا مشکل ہو جائے گا۔ کبھی تو اس طرح دل کو سمجھاتی اور گاہے اس طرح کی آرزو جتاتی کہ جوانی میں دیکھو دل آیا ہے تو اب نہ چوکور نگاہوں میں جو غضب پیدا ہوئے ہیں۔ رفتار میں جو ستم ہویدا ہوئے ہیں کسی پر تو جفا کی جائے۔ جو چوٹیں صاف

تھا۔ اس کے سامنے آئے۔ شکل انسان ہو کر اس طرح تسلیم کر کے بد دعا دی۔ ملکہ بہار ذی وقار فلاں صحرا میں یک و تنہا بے یار و مددگار آ کر سو رہی ہے۔ نہیں معلوم کس دکھ میں گرفتار ہو رہی ہے۔

URDU4U.COM

گلفام یہ خبر سن کر ہنسا اور کہا: "مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ ملکہ شریک باغبان بادشاہ طلسم ہے۔ یہ اسی سرکشی کا نتیجہ ہے جو ماری ماری پھرتی ہے۔ اس کو گرفتار کرنا چاہیے کہ خداوند کو نزر دینا لازم ہے۔ کیا عجب ہے کہ تیری بی بی اس کے عوض میں خداوند عطا کریں۔" یہ کہہ کر کئی ہزار چیدہ روزگار ساحر ہمراہ لے کر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کر کے مع چند ساحروں کے جو آگے بڑھا اس فتنہ پرواز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند میں غافل سو رہی ہے۔ شمع رخسار کو دے رہی ہے جاؤش حسن دور باش کہتا ہے۔ سایہ اس پری کا پہرہ دیتا ہے۔ کلیاں گلوں کی چپ ہیں کہ چٹخنے سے آنکھ نہ کھل جائے۔ گل ہنستے نہیں کہ نیند میں اس گل کی فرق نہ آئے۔ بادصبا دبے پاؤں چلتی ہے۔ کنیز کی طرح پنکھا جھلتی ہے۔ شب زلف کی رخسار سحر چڑھائی ہے۔ نہیں نہیں شام غربت صبح وطن کو پیش آئی ہے شبنمی دوپٹے کی آڑ میں سینہ کا ابھارے شکم کی صفائی پائجامہ کے پائنچو کھل جانا اور پیڑو کا اونچاں پن' ان میں پائجامے کی چرسوں کا جوبن نامرد و صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردوں کا تو یقین ہے کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ ہو جائے گا۔"

گلفام اس گل پر برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحروں نے اس کے حکم سے سوتے ہی میں سحر پڑھا کہ دست و پا اس کے بیکار کر دیئے۔ پھر پاس جا کر زبان سوز دنیا چاہا۔ آنکھ اس کی کھلی۔ ان موذیوں کو دیکھ کر چاہا کہ سحر پڑھے۔ سحر یاد نہ آیا گھبرا کر پکاری: "اے موذیوں اے بے حیاؤ' یہ دغا کرنا کیا۔ اگر مرد ہو تو ہوشیار کر کے لڑو۔" گلفام نے کہا: "تو نمک حرام ہے تیری یہی سزا ہے۔ میں پاس خداوند کے تجھے لے جاؤں گا۔ بی بی میری مر گئی ہے ان سے تجھ کو مانگ کر بی بی اپنی بناؤں گا۔"

اس نے جو یہ کلام سنا دل میں سمجھی کہ دیار معشوق میں بغیر گرفتار ہوئے جانا نہ ملے گا۔ یہ سمجھ کر بولی: "اے گلفام تو مجھ کو خداوند کے پاس نہ لے جا ورنہ بہت پچھتائے گا۔ مدعائے دل نہ بھر آئے گا۔" اس نے نہ مانا اور اس گنجینہ حسن کو سحر سے بیہوش کر کے ایک صندوق میں بند کیا اور لشکر میں لا کر حکم کوچ کا دیا۔ چوبیں ہزار ساحر طائران پر سوار ہو کر چلے۔ ڈمرو نا قوس بجنے لگا۔ گلفام نے ایک اژدر پر صندوق بار کر لیا اور تخت پر سوار ہو کر اڑتا طائران سحر سے روئے ہوا کالا تھا۔ آتش بازی سے دل روزگار میں چھالا تھا۔

مختصر یہ کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم سے نکل کر قریب لشکر لقا پہنچا۔ راہ میں جہاں کہیں ٹھہرتا۔ بہار کو صندوق سے نکال کر سحر خوب سا کر کے سوزن دور کرتا اور کھلا پلا دیتا۔ اس طرح جب کوہ عقیق میں پہنچا۔ یہاں اس کے آنے کی خبر نامہ بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہو چکی تھی۔ آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھ کر سرداران لقا بہر استقبال آئے لشکر مقام بہتر پر اتروایا۔ یہ خودبارگاہ میں آیا۔ لقا کو سجدہ کیا۔ خلعت خداوند نے دیا خلعت پہن کر اپنی بی بی کے مقام پر بیٹھا۔ بختیار نے کہا: "اس جگہ نہ بیٹھو کہ سزا وار نہیں ہے۔ بی بی تمہاری یہیں بیٹھی تھیں۔" یہ بی بی کا نام سن کر رونے لگا۔ ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تم تو اپنی زوجہ سے قریب ہو کہ جا کر مل لو گے' مگر ہم سے بی بی بھی تمہاری جدا ہوئیں اور تم بھی چھوٹے۔ یہ کلمات سن کر وہ رونا بھی بھولا اور کہا: "ملک جی' تم تو ایسی باتیں کرتے ہو' گویا میں بھی مارا جاؤں گا۔" اس نے کہا: " اس میں کچھ شک بھی ہے۔ بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو۔ مرشد زادے آئے اور تم جہنم میں گئے۔" اس نے ہنس کر کہا: "تمہیں حول سا گئی ہے۔ میں آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا مگر نہیں۔ اب کل ہی سب مسلمانوں کا خاتمہ کروں گا۔" شیطان بولا: "آپ ایسے ہی ہیں' یہ کیجئے کہ مرنے کو جی جلدی چاہا ہے۔ وہ تم کہا کرو۔ اجل جلدی کرتی ہے مثل چلی آتی

ہے کہ موت پھڑپھڑاتی ہے۔" ان باتوں سے زیادہ تر اس کو غصہ آیا اور اس وقت حکم دیا: طبل جنگ بجے۔" لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہے۔ اس کے کہنے کا برا ماننا۔ ہم تجھ کو اپنا نظر کردہ کرتے ہیں اور سب مسلمانوں کا خون تیری تلوار میں بھرتے ہیں تو سب کو مارے گا اور کوئی مسلمان تجھے قتل نہ کر سکے گا۔" ارشاد خداوند سن کر یہ بہت شاد ہوا ور زیادہ لڑنے کا حوصلہ کیا۔

شام ہوتے ہی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی۔ جواسیس لشکر اسلام خبر لے کر حاضر دربار شاہ ذو الکرام ہوئے زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا: "شوہر لالہ زار گلفام تاجدار نام ایک ساحر بد انجام نے آ کر ارادہ نبرد کیا ہے۔ لشکر حریف میں طبل جنگ بجا ہے بادشاہ نے یہ خبر سن کر امیر کی جانب اشارہ کیا۔ امیر نے حکم نواخت نقارہ رزمی دیا۔ طبل حشامی و کوس سکندری پر چوب پڑی دنیا دہل گئی۔ دربار سے اٹھ کر دلاور خیموں میں آئے تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گرزوں کی سر بلندی کا وقت نزدیک پہنچا۔ اس طرف سے ساحر نئے سحر تیار کرتے تھے کلچڑیاں بھنگے بھینٹ میں چڑھتے تھے۔ گلفام نے بھی چوکا سور کے خون سے دیا تھا۔ کلیجی کا بھوگ لگایا تھا اگیار کا دھواں جسم کو دے کر اپنے بالوں کی ایک رسی بٹی تھی۔ اس کو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا نیا سر رشتہ لڑنے کا پیدا کیا تھا۔ لشکروں میں نقیب للکارتے تھے۔ بہادر نعرے مارتے تھے۔ رعایا عوام الناس بازاری کنارے ہوئے تھے کہ آفت میں گھر نہ جائیں۔ بہادر کہتے تھے کہ سر جائیں مگر قدم نہ پھر جائیں۔

صبح کو بادشاہ گردوں پائے گاہ بصد عزت و جاہ شبستان سے برآمد ہوئے۔ امیر مع تمام سرداروں کے مسجد کر پاس سے آ کر ٹھہرے تھے۔ حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت بوسہ دے کر قلب لشکر میں لے کر سمت جنگ گاہ روانہ ہوئے۔ جب جائے مصارف پر پہنچے۔ ترتیب لشکر شروع ہوئی۔ رسالہ دار و کمیدان اپنے اپنے سرداروں سالار کی صف میں جم کھڑے ہوئے۔ بسان صد سکندری دیوار آہن کھچی تھی۔ تلواروں کی چمک نے

دیدہ ہائے حلقہ زرہ میں روشنی دی تھی۔ ادھر فوج مخالف نے مقابل پہنچ کر پڑا جمایا تھا۔ گلفام آج اژدر پر سوار ہو کر آیا تھا۔ فوج کے ساحر فیل و شیر و کرگدن و اژدر شعلہ فشاں پر سوار تھے صورت میں بدا ور سیرت میں نابکار تھے۔ کوئی سنکھ جب پھونکتا سنکھ سے شعلہ نکل کر دھواں ہو جاتا اور عالم کو تاریک بناتا۔ کوئی نفیر سحر کو دم دیتا۔ اس میں سے دھواں نکل کر ابر بنتا اور آگ برساتا' عجب آفت برپا تھی۔

URDU4U.COM

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بد انجام لقا سے اجازت لے کر وسط میدان میں آیا اور سحر سازی دکھا کر پکارا: " کہاں ہیں وہ لوگ جنھوں نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا۔ اس کے ہاتھ سے اگر بچ گئے تو اب بچنا دشوار ہے۔ ہاں آئیں سامنے یہ میدان کار زار ہے۔" یہ نہیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور بادشاہ سے رخصت خواہ ہو کر بسان شیر غضب ناک سامنے آیا۔ گلفام نے اس کو آتے دیکھ کر ایک ناریل جھولی سے نکال کر زمین پر مارا کہ زمین سے دھواں نکلا اور ایک جا جمع ہو کر گھوڑا مشکی رنگ بن گیا۔ یہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر مقابل فولاد ہوا۔ اس بہادر نے حربہ طلب کیا۔ یہ اپنی کمر میں وہی رسی بالوں کی لپیٹے تھا۔ کمر سے کھول کر سحر پڑھ کر مثل کمند فولاد پر ماری۔ اس نے ہر چند تلوار و خنجر وغیرہ سے حلقہ رسن سحر وغیرہ کاٹے' لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ الجھ کر گھوڑے سے گرا۔ گلفام نے باندھ کر ساحروں کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا۔ اب کی مرتبہ تو رج لشکر اسلام سے بہ شوکت وصولت نکل کر حسب ارشاد بادشاہ' اس کے سامنے آ کر طالب حرب ہوا اس نے وہی رسی اس پر بھی پھینکی کہ شہزادے کے ہاتھ پاؤں میں وہ رسن لپیٹ گئی۔ اور یہ بھی بندھ کر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کر لیے گئے۔ اس نے پھر نہیب دی۔ ابکی مرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آئے۔ اور جانشین حمزہ یعنی دارائے ہندو لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آ کر فیل سے کودا۔ عرض کیا: "جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس

کمترین کے شرف نفاذ پائے۔"

بادشاہ نے فرمایا: پہلوان تم نے کیوں تکلیف فرمائی اور ملازم کیا نہ تھے۔"

اس نے عرض کیا: "اب تو یہ غلام اپنے مقابل سے آگے بڑھا اگر اجازت میدان کی نہ ملے گی تو آبرو ہم چشموں میں کیا خاک رہے گی۔ ہر دور دریائے لشکر موجزن ہیں۔ آبرو میری نہ گھٹائیے۔ لڑنے سے نہ بچائیے۔ بادشاہ نے اس کو خلعت دے کر سپرد خدا کیا۔ یہ بہادر فیل پر بیٹھ کر روانہ ہوا اور سامنے ساحر خاسر کے پہنچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کئے تھا۔ جب اس نے بوقت طلب ضربت رسن کھینچ کر ماری۔ اس نے دعائے صحیفہ ابراہیمی دم کی۔ رسن کے حلقے برکت و دعا تبرکات انبیا علیہم السلام پچیدہ نہ ہوئے اور لندھور گرز اٹھا کر چلا۔ فیل اس کے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ گلفام نے گھبرا کر سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھواں زمین سے نکلا اور لندھور اس دھویں میں چھپ کر بیہوش ہو گیا۔ اس نے پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چمک کر گرا اور اسی تاریکی میں لندھور کو اٹھا کر لشکر ساحران میں لے گیا۔ جب وہ اندھیرا دور ہوا سب نے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہیں ہے۔ الیاس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام میں پھیر لایا۔ اس اثنا میں بختیارک نے عیار کو بھیج کر کہلا بھیجا کہ: "اے گلفام سرداران اسلام کا نام لے کر پکارو مجملاً اگر پکارو گے حمزہ مقابلہ میں آئے گا۔ پھر وہ مالک باطل سحر ہے کچھ بن نہ پڑے گا۔" یہ نصیحت اس نے منظور کر کے نام بنام سرداران اسلام کو نہیب دی اور اس طرف سے دست راستیوں نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا' لیکن جو آیا وابستہ رسن سحر ہوا۔ شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع میں آفتاب بندھا ہوا۔ زنداں خانہ مغرب میں اسیر ہوا اور سحر ساحرہ شب عالمگیر ہوا۔

شام کو لشکروں میں طبل بازگشت پر چوب پڑی۔ شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئے۔ فوج بھی آسودہ ہوئی گلفام جب دربار میں آیا۔ بختیارک نے کہا: "آج تم نے چشم بدور بڑا معرکہ مارا۔ کہو سرداروں کو کہاں قید کیا اس نے کہا: "ملک جی' میں سرداروں

کو ابھی تو ایک خیمہ میں قید کر آیا ہوں' لیکن زیادہ اسیر نہ رکھوں گا' قتل کر ڈالوں گا۔ بختیارک نے کہا: "عقل مندی کی دور بلا تمہیں سمجھانا کیا' میری بھی یہی رائے ہے۔" اس نے کہا: "ایک مقابلہ کر کے اور تھوڑے سے سردار اسیر کر لوں تو قتل کروں۔" بختیارک نے کہا: "اگر یہ منظور ہے تو میری صلاح پر چلو۔ وہ یہ ہے کہ تم آج کہیں چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور میں طبل جنگ بجواتا ہوں۔ صبح کو نکل کر مقابلہ کر کے سرداروں کو گرفتار کرو۔ دشمن کو مہلت دینا نہ چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ اور سامان ہو جائے۔" ساحر کو اس کا کہنا پسند آیا اور اٹھ کر مخفی ہونے چلا۔ مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا۔

چنانچہ چالاک و ابوالفتح بہ اشکال مختلف یہاں حاضر تھے۔ جب یہ پوشیدہ ہونے چلا' وہ عیار بھی ساتھ ہوئے۔ اور گلفام بارگاہ سے نکل کر اپنی بارگاہ میں آیا۔ عیار پشت بارگاہ پر آئے اور قنات میں چھپ کر ایک سوراخ برابر سوزن کر کے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھیں کیا کرتا ہے۔ غرضیکہ کہ دیکھا اس نے آ کر پہلے شراب پی کچھ کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اس کے سونے کے لیے لگی تھی' اس کے نیچے چلا گیا اور پھر نہ معلوم ہوا کہ کہاں ہے یہ دیکھ کر دونوں عیار مشورہ پذیر ہوئے کہ ہم میں سے ایک قنات چاک کر کے اندر بارگاہ کے جائے۔ جب اس کو گرفتار کرنے کے لیے گلفام مسہری کے نیچے سے آئے تو دوسرا صورت بدل کر آ جائے اور کچھ باتیں مکر آمیز کر کے اس کے منہ پر حباب بیہوشی لگانے اور بیہوش کر کے راہ جہنم دکھائے۔ یہ صلاح پسند کر کے ابوالفتح نے قنات کو چاک کیا۔ اور ازبسکہ گلفام خوف عیاراں سے پیرہ چوکی نہ رکھتا تھا' خیمہ بالکل اکیلا تھا یہ بے خوف و خطر آیا دیکھا شمع ہائے موی و کافوری روشن ہیں۔ سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتہ نہیں۔ اس نے مسہری کے قریب جا کر اس کے نیچے جھانکا کسی کو نہ پایا۔ ناچار ہو کر پھر باہر آیا اور صورت بختیارک کی بن کر اندر گیا اور پکارا: "اے گلفام کہاں ہو' جلد آؤ۔" ہر چند اس

نے پکارا مگر کسی نے جواب نہ دیا اور نہ کوئی متعرض حال اس کا ہوا۔ یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا: "اب کیا کریں۔"" اس نے کہا: "امر مجبوری ہے۔ رات بھر اسی بارگاہ کے گرد ہم رہیں اگر موقع ملا تو مار دیں گے ورنہ جو منظور خدا۔ یہ کہہ کر دونوں اسی فکر میں پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجنا اہلکاروں سے بادشاہ اسلامیان نے جو سنا۔ نقارہ رزم اپنے یہاں بھی بجوایا۔ اور شب کاروبار معاف کر کے داخل شبستان ہوئے۔ لشکری کار سازی آلات جنگ میں مصروف تھے۔ آج بسبب گرفتاری سرداران لشکریان اسلام بیدل تھے۔ ان کے دل بڑھانے کو چار سو نقیب بلند آواز سے نقابت کر رہے تھے۔ یہ نعرے بھر رہے تھے کہ ہاں اے بہادرو' یہ معرکہ جو کل در پیش ہے بیکار سب پس و پیش ہے۔ تلوار کے آگے ساحر وغیرہ سب یکساں ہیں مثل مشہور ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے۔ جو دلاور ہیں وہ اپنا وار کریں گے۔ دشمن کو تہ تیغ خونخوار کریں گے۔ جو نامردو کم اصل ہیں وہ پیٹھ دکھائیں گے جو ہر ذالت ان کے کھل جائیں گے۔ صدائے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت میں آ کر جھومتے تھے شب رزم کو شمع ہائے تیغ سے بہر نثار پروانہ ہوائے جان روشن کر دیا تھا۔ دل سے ارادہ تھا کہ دن کو کہیں یہ اندھیرا نہ ہو کہ آفتاب شجاعت گہن میں آئے۔ نام کی روشنی تاریکی شب نامردی سے مبدل نہ ہو جائے۔ اسی فکر میں چوٹیں کہیں صاف ہوتی تھیں۔ کہیں گھاتیں بہر مصارف ہوتی تھی۔ تیروں کو کبیدہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھیں۔ زبان پیکان زہر اگلنے پر تیار۔ وہ تیزی اس کو بتائی تھی۔ گرز کلہ شکنی پر آمادہ۔ نیزے سینوں پر طعن کرنے کو استادہ' تیغ باراں بل اکی میغ خنجروں کو جان لینے دیں کیا دریغ۔ تمام لشکر شب بھر جانبین کا اس طرح سر گرم کار تھا۔ دم سحر موت کا گرم بازار تھا۔ آخر شب بسان نظر کج بازاں پھر گئی و مثل نام نیک بہادراں روشن ہوا۔ طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا۔ امیر کشور گیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر گردوں سریر کو قلب لشکر میں بصد توقیر لے کر میدان مصاف میں آ کر جائے گیر ہوئے۔ اس طرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے' لیکن پتہ ساحر شریر کا نہ پایا۔ صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا

تو گلفام بدانجام اس مسہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لے کردار و دشت قتال ہوا۔ دونوں لشکر جب آ چکے۔ زمین بیلداروں نے ہموار و برابر کی۔ آبشارسقوں نے ایسا کیا کہ ظاہری گردو و غبار بٹھا دیا۔ لوگ دلوں کے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائے گا۔

غرضیکہ جب صفیں جم چکیں' گلفام نے مرکب دوری مثل روز اول زمین سے پیدا کر کے سواری لی اور آگے بڑھا کہ بموجب فہمائش بختیارک نہیب دی کہ یا حمزہ صاحبقران آج میں آپ سے طالب نبرد نہیں ہوں۔ بلکہ آپ کے سرداروں سے لڑنا چاہتا ہوں۔ جس کا جی چاہے وہ آئے۔ آخر اور بھی تو سب دعوے بہادری کے رکھتے ہیں' کچھ آپ ہی اکیلے لڑنے والے نہیں۔ یا یہ فرمائیے کہ یہ سب سردار صرف جلوی ہیں۔ میلہ دکھانے کے لیے جمع کر لیا ہے۔ لڑنے والا کوئی نہیں۔ صرف آپ ہی ذات والا ہے۔ اگر یہ امر واقعی ہے تو آج میں پھرا جاتا ہوں۔ کل آپ سے اگر مدد تھا ہو گی تو لڑوں گا۔"

یہ صدا جب بہادروں نے سنی' فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سواروں نے گھوڑے بڑھا کر اس کے کلام کا جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا عمل میں آئے گا۔ سوائے سرداروں کے امیر تجھ سے مقابلہ نہ کریں گے اور اگر تو ساحر نہ ہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے۔

فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہے کہ حریف جس طرح لڑے۔ یہ لوگ وہی طریقہ اس کے ساتھ ختم کرتے ہیں خلاف شجاعت قدم نہیں دھرتے۔ اس نے یہ کلمات سن کر کہا اچھا پھر جس کا جی چاہا' وہ آئے۔" یہ کہتے ہی دست چپ سے شہزادہ قاسم نے مرکب زہرہ جبیں سلیمانی کو اڑایا لشکری پیادہ ہوئے۔ بادشاہ نے ہنگام اجازت دی' خلعت دیا۔ شہزادہ اس کے مقابل آیا اور پکارا: "او خیرہ سر لا ضرب مرداں عالم۔ اس نے وہی رسی بطور کمند شہزادے پر ماری کہ دست و پا میں آ کر ماری۔ ہر چند انہوں نے حلقے اس کے کاٹنا چاہے' وہ نہ ٹوٹ سکے۔ اس نے رسی کھینچی۔ یہ بھی گھوڑے سے گر کر

گرفتار ہوئے۔ پھر اس نے مبارز طلب کیا۔ آج دست چلیروں کا میں تانتا بندھ گیا ایک کے بعد دوسرا سردار جانے لگا اور اس جعلساز کے رسن سحر میں قید ہوتا تھا۔ مثل مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اس نے دو سو سردار رسن سحر سے باندھے۔ اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کمہ کر مضبوط باندھتے۔ غرضیکہ جب کمند کمکشاں نے پہلوان روز کو اسیر کیا اور خط ابیض سے خط اسود ہویدا ہوا۔ سر شام لشکر میں طبل بازگشت بجا اہل اسلام کی طرف سے دلاور پکارے: "اے گلفام تمہاری شرف ہو چکی۔ اب کل صاحبقران روزگار مقابلہ کریں گے۔" اس نے یہ نہیب سن کر جواب دیا کہ میں خود سوائے امیر کے اور کسی سے کل نہ لڑوں گا۔" یہ کہہ کر مراجعت کی لشکروں نے کمر کھولی۔ لقا نے بڑی دھوم سے جشن کیا۔ گلفام کو خلعت فاخرہ دیا کہ اور کہا: "اے نظر کردہ من' بعد فتح میں تجھ کو طرح پیغمبری دوں گا اور تجھے حوریہ جنت عوض میں تیری زوجہ کے عنایت کروں گا۔" اس نے یہ کلمات محبت خداوند سے سن کر سجدہ کیا اور مشغول عشرت ہوا۔ شراب کا دور چلنے لگا۔

اس عرصہ میں بختیارک نے یاد دلایا کہ تم نے قتل کرنے کا سرداروں کے وعدہ کیا تھا۔ پھر کیوں تامل کرتے ہو۔" اس نے کہا: "ملک جی' اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے۔ اس کو بھی گرفتار کر لوں تو سب کا فیصلہ کروں۔" بختیارک نے کہا: "اب تم بھی اوروں کی طرح سب کے گرفتار کرنے کا حوصلہ کرنے لگے اور بالفرض یہ بھی سہی' تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہے وہ مالک اسم اعظم ہیں۔ کل کا دن تمہارے لیے قیامت کا ہے۔ ضرور مارے جاؤ گے۔ ورنہ کوئی فکر کرو۔" گلفام نے کہا: "آپ کا فرمانا بجا ہے۔ میں فکر کرتا ہوں اور بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا۔

اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ میں تشریف لائے۔ فرمایا کہ لشکر؟ بہر کا خستہ و شکستہ ہے۔ دربار برخاست۔ اگر لشکر مخالف میں طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی نقارے کے بجنے کا حکم دیجئے گا۔ میرے حکم کا راستہ نہ دیکھئے گا۔ یہ فرما کر داخل شبستان ہوئے۔ لشکر میں چالاک نے طلا یہ کا گشت اور پہرے کی چوکیاں

قائم کیں۔ سردار اپنے اپنے عیار کو بہر حفاظت تاکید پذیر ہوئے جب سب بندوبست ہو چکا نر سنگھا پھلنے لگا۔ بیدار باش ناظر باش کی صدا بلند ہوئی۔ اس وقت جب کچھ اندیشہ نہ رہا۔ چالاک مع چند عیاروں کے فکر میں ساحر کو گرفتار کرنے کے روانہ ہوا۔ جب لشکر ساحران میں پہنچا۔ گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا۔ اپنے لشکر کے کنارے آ کر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام میں جائے چنانچہ اس نے چالاک کو دیکھا چاہا کہ اس کو گرفتار کرے۔ پھر سوچا کہ عیاروں سے ابھی نہ بولو۔" اصل مطلب کی طرف توجہ رکھو۔ جب سردار قید ہو جائیں گے۔ اس وقت عیار آپ ہی زیر ہوں گے۔ یہ سوچ کر پھر وہاں سے غائب ہو گیا اور لشکر میں حریف کے جانے کا یہی حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر میں آئے ہیں تو ان کی صورت بن کر ان کے لشکر میں چل اور جو کرنا ہو وہ کام کر۔ پس یہی کیا کہ سحر کے زور سے صورت اپنی مثل چالاک بنائی اور لشکر اسلام کی راہ لی۔ یہاں جب دربار برخاست ہوا امیر بہرادائے نماز شب داخل مسجد کر پاس ہوئے اور نماز پڑھ کر بہر آرام جانب محل مہر گوہر تاجدار جاتے تھے کہ اس نے آ کر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا: "غلام لشکر مخالف میں گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلا نے کا کیا ہے اور آپ پر سحر کر رہا ہے۔ پس میں چاہتا ہوں کہ آپ اسم اعظم پڑھیں تا کہ سحر تاثیر نہ کرے۔"

امیر نے اس کو چالاک سمجھ کر اسم اعظم و رد زبان فرمایا۔ یہ پیچھے امیر کے کھڑا رہا۔ جب آپ پڑھ چکے۔ اس نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ جو انہوں نے پڑھا ہے' یہ ان کو اب یاد نہ آئے' چنانچہ امیر بھی تو اسم الٰہ پڑھ چکے تھے۔ اس وجہ سے آگے بڑھتے چلے گئے' لیکن دور جا کر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا۔ اب جو اسم اعظم پڑھایا نہ آیا۔ نسیان طاری ہوا۔ محل میں جانا موقوف رکھا۔ پھر کر بارگاہ میں آئے اور مصروف تلاوت صحیفہ ابراہیمی ہوئے۔ گلفام جب سحر پڑھ چکا' وہیں سے غائب ہو گیا اور اپنے لشکر میں آیا۔ یہاں صورت بدل کر پہلے عیار بارگاہ لقا میں گئے۔ گلفام کو

نہ پایا۔ وہاں سے ایک خیمہ پر جا کر مثل روزا اول جھانکا کسی کو نہ دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح آج بھی غائب ہے۔ یہ سمجھ کر باہم صلاح کی یہ اس طرح نہ پھنسے گا۔ کل جب دربار میں بیٹھے یا میدان نبرد میں بہر جنگ آئے۔ اس وقت کوئی دھوکا دینا چاہیے۔ پس یہ تجویز کر کے صحرا میں اسی کے لیے عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر میں آیا پہلے بختیارک کے پاس پہنچ کر حال کہا: "میں اپنا کام کر آیا اس نے کہا: "اب رات زیادہ ہو گئی ہے۔ تم جا کر چھپ رہو۔ اور کل جس طرح پوشیدہ رہے تھے۔ آج بھی وہی صورت کرنا۔ تم نے خوب کیا' جو عیاروں کے گرفتار کرنے کو نہ ظاہر ہوئے۔ نہیں تو آفت میں پھنستے۔

فی الجملہ صبح کو ظاہر ہو کر طبل یورش بجوانا اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا۔ اہل اسلام کسی وقت لڑنے سے بند نہیں جب کوئی ان سے لڑے' وہ موجود ہو جاتے ہیں۔ اس نے کہا: "ملک جی' جیسا تم کہتے ہو وہی کروں گا۔" یہ کہہ کر اپنی بارگاہ میں پہنچ کر مسہری کے نیچے چلا گیا۔ یہ تو اس طرح مخفی ہوا۔ لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے یعنی لشکر میں امیر اگر رہتے تو ضرور اس کے سحر میں مبتلا رہتے اور سرداران اسلام' یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیث کی مشیت و حکمت بالغہ میں اس طرح گزرا کہ یہ امیر ذلت سے بچیں اس کا یہ سبب پیدا ہوا کہ

مسبب کے اسباب دیکھو ذرا
کہ قدرت میں ہے اس کی کیا کیا دھرا

اس کوہستان میں جا بجا قلعہ جات مثل کو عقیق کے ہیں اور وہاں کے حاکم کو ہی ہیں' جیسا کہ اکثر ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک پہاڑ ہے کہ نام اس پہاڑ کا گلگلو ہے اور دامن کوہ میں ایک ملک آباد ہے۔ اس کا نام قلعہ گلگونیہ ہے۔ مالک اس قلعہ کا ایک کو ہی ہے کہ اس کو شوق عیاری سے بہت ہے۔ اپنے قلعہ

میں عیاروں کو آباد کیا ہے اور مدتوں عیاری سیکھنے میں عمر ضائع کی ہے۔ اب اس فن میں وہ مہارت حاصل ہوئی ہے' کہ بارہ سو عیار شاگرد اس کا ہے اور یہ ارادہ اس کا ہوا ہے کہ عمرو عیار سے میں مقابلہ کروں گا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے کہ عمرو طلسم سے آئے تو خدمت خداوند میں جا کر عمرو سے مقابلہ کروں۔ چنانچہ بہت عرصہ عمرو کو جب ہوا۔ اس نے صلاح کی۔ عمرو تو نہیں آیا اور میں اگر خدمت خداوند میں نہ گیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہوں تو کیا خالی ہاتھ جاؤں۔ کچھ نذر ضرور دینا چاہیے۔ اس کے رفیقوں نے عرض کی: "خداوند کی نذر کے لائق یا تو عمرو تھا اور بعد اس کے سردار لشکر مومناں حمزہ صاحبقزان ہیں۔ ان کو گرفتار کر لائیے اور یہاں سے باطمینان کوچ فرمائیے۔ پہلے سے کوچ نہ کیجئے۔ مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار ہو جائے گا۔ یہ رائے اس کو پسند آئی اور لگا کو قنطورہ زربفتی اور پیتابہ سقر لاتی حیلہ ہائے ناحق سے چست و چالاک ہو کر جانب لشکر اسلام قطرہ زن ہوا۔ نام اس عیار کا گلگون تیز رفتار ہے۔

غرضیکہ بعد قطع منازل اس شب کو آ کر لشکر ظفر پیکراں اسلامیان میں پہنچا کہ جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے۔ یہ ہر سمت فکر عیاری میں پھر رہا ہے کہ وہاں مہر گوہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر با توقیر میرے یہاں تشریف لاتے ہیں۔ قریب بارگاہ پہنچ گئے تھے کہ یکایک پھر گئے۔ نہیں معلوم کچھ ناراض ہوئے یا مزاج مبارک خدا نہ کرے کچھ ناساز ہوا۔ پس ملکہ صوفہ کو فکر لاحق ہوئی۔ یہ ملکہ بیٹی نو شیرواں کی ہے اور مہر نگار جو پہلی بی بی امیر کی تھیں' ان کی بہن ہے اور بسبب مر جانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہیں اور خالہ ہیں قباد شہر یار کی جو مر چکے ہیں اور ان کے بیٹے اب بادشاہ ہیں۔ لشکر اسلام کے بادشاہ بھی۔ اس ملکہ کو حقیقی دادی اپنی سمجھ کر بہت پاس لحاظ فرماتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ سب بیبیوں امیر کی یہ سردار ہے۔ اس وقت امیر کے پھر جانے سے منغض ہوئی اور کہا: "لو صاحب ان کا غصہ تو ناک پر دھرا رہتا ہے۔ بات بات میں تل پھوٹتے خفا ہوتے ہیں۔ اب جو وہ آ کر منت بھی

کریں گے جب بھی میں نہ بولوں گی۔ اور میں کیا کروں وہ تو نگوڑی مہ پارہ وزیرزادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہے۔ مگر خیر اللہ کی قسم اب جو یہ موئی میرے مقدمہ میں بولی تو بٹے سے منہ کچل دوں گی۔ وزیرزادی نے کہا: "یہ ناحق آپ کا مجھ پر ہے۔ بھلا مجھ کو کیا مطلب جو کسی کے مقدمہ میں بولوں۔ تم بی بی وہ میاں مجھے کیا دخل ہے۔ ہاں اتنا جانتی ہوں کہ امیر بے وجہ اس وقت نہیں پھرے۔ نام خدا تم خود عقلمند ہو۔ پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے ہیں تو پھر خفا ہونا بی بی۔ خفگی بھی جاجا کی اچھی ہوتی ہے۔ بے موقع جو بات ہے وہ بری ہے۔" ملکہ نے کہا: "وہ اسی طور سے ہمیشہ رہے رہے ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ اچھا تیرے کہنے سے میں خبر بھی منگاتی ہوں۔ جھوٹے کو گھر تک پہنچاتی ہوں۔" پس یہ کہہ کر ایک کنیز سے کہا کہ اے طرار میرے سر کی قسم بارگاہ میں جا کر دیکھ تو کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ اگر اور کسی محل میں گئے ہوں تو پھر آنا اور جو اکیلے ہوں تو میری طرف سے پوچھنا کہ آپ کا جی کیسا ہے۔ بس جو وہ کہیں سن کر چلی آنا۔ آنے جانے کا کچھ شکوہ نہ کرنا۔ طرارہ یہ سن کر نقاب ڈال کر چادر اوڑھ کر چلی۔ جب بارگاہ سے نکل کر لشکر میں آئی۔ گلگوں نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کی طرف سے نکلا۔ اس نے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت ہے چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائے ہی تھا۔ یعنی ڈاڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی۔ مونچھیں منڈیں۔ پائجامہ ٹخنوں سے اونچا گلے میں کرتا اوپر اس کے عبا ماتھے۔ پر سجدے کا گٹا۔ تسبیح ہاتھ میں اپنے اس کنیز کے پاس آیا اور بہت مودب ہو کر سلام کیا۔ کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے۔ یہ سمجھ کر اس نے ایک روپیہ اس کو دیا اور کہا: "میرے پاس اور کچھ حاضر نہیں ہے۔اس نے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے۔ مانگ کوکھ سے تو ٹھنڈی رہے۔" اے میری حاتم مائی یہ روپیہ میں کتنے دن کھاؤں گا۔ ابھی میرے ہاتھ پاؤں چلتے ہیں۔

اس لیے آیا ہوں کہ کہیں آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے۔ تو کر لوں۔ کنیز نے

سب خواصوں نے اس کی زہر کھا لیا۔ وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی۔ آہ سرد بھری اور رونے لگا۔ یہ عیار حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس کے رونے سے امیر صحیفہ گردان کر باہر نکل آئے۔ دیکھا کہ طراہ خواص کھڑی ہے اور مقبل رو رہا ہے۔ امیر متفسر ہوئے کہ" اے مقبل کیوں روتا ہے۔" اس نے کچھ جواب نہ دیا' لیکن گلگوں نے اپنے دوپٹہ سے آنسو مقبل کے پونچھے دوپٹے میں بیہوشی بھری تھی۔ مقبل چھینک مار کر بیہوش ہو گیا۔ امیر نے اس کو بیہوش ہوتے دیکھ کر طراہ سے کہا: "ارے تو کون ہے۔" اس نے جواب تو نہ دیا' مگر حباب بیہوشی منہ پر مارا۔ امیر بھی بیہوش ہو گئے۔

اس نے چادر عیاری بچھا کر' دو حلقوں سے کمند کے دونوں ہاتھ' دو حلقوں سے دونوں پاؤں' دو حلقوں سے گردن و کمر باندھ کر ساتویں حلقہ سے پشتارہ باندھا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی برابر سینے کے لگا کر پشتارہ لادا اور سیدھا قناتوں میں چھنتا ہوا ان راہوں سے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہے' نکل کر جانب اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طے مسافت راہ ملک میں اپنے پہنچ کر امیر کو پشتار لے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار نہ کیا۔ ایک صندوق میں بند کر کے رکھا۔

یہاں بعد لحہ کے مقبل کو ہوش آیا۔ گھبرا کر اٹھا اور بارگاہ میں امیر کو جا کر دیکھا۔ نہ پایا۔ گھبرا کر لشکر میں جویا ہوا۔ ایک جگہ طراہ کو بیہوش پایا۔ اس کو اٹھا کر محل میں پہنچایا۔ اب غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل طراہ دار امیر کو آ کر چرا لے گیا۔ عیاران لشکر اسلام چار سمت دوڑے کہیں پتہ نہ لگا۔ دربار پر آ کر پیترا پایا تو کسی عیار کا لقا کے یہاں کے پیترا نہ پایا۔ حیران ہوئے کہ کون لے گیا۔ آخر اسی ہنگامہ میں عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر میں باندھ کر صندوق عدم میں بند کیا اور مثل کنیز طراہ شاہد صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا۔

وقت سحر گلفام مسہری کے نیچے سے ظاہر ہو کر دربار لقا میں آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمائش شیطان طبل یورش بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آئے۔ بعد بجا لانے سجدہ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی

خدا تجھ کو کم بخت غارت کرے
جہنم میں تو مر کے ظالم جلے

URDU4U .COM

امیر آج کی شب بستر خواب سے چوری ہو گئے لشکر اسلام میں غلغلہ برپا ہے۔ ہر شخص متفکر ہو رہا ہے۔" یہ خبر سن کر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا: "کیوں ملک جی تم نے ما بدولت کا رعب دیکھا۔ میرے خوف سے حمزہ چھپ رہا' جانا اس نے کہ آج میں گرفتار ہو جاؤں گا۔" بختیارک نے کہا: "یہ تم کیا کہتے ہو' چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہیں جانتے۔ ایسا مرد مردانہ شیر بیشہ جلاوت وہ ہے کہ اگر یقیں واثق اس کو اپنے مرنے کا ہوتا۔ جب نہ چھپتا۔ چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اس کو موجود تھا اور میں اس کی طرف سے قسم کھاتا ہوں کہ وہ مکار نہیں ہے۔" یہ باتیں سن کر لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہیں ہے۔ ہمارا پنجہ قدرت اس کو اٹھا لے گیا ہے۔ ہم نے تیری خاطر اس کو پکڑوا لیا ہے۔" گلفام نے یہ سن کر سجدہ کیا اور کہا: "سچ ہے تیری بڑی قدرت ہے۔" بختیارک نے کہا: "یاخداوند' واسطہ اپنی خدائی کا۔ یہ نہ کہئے کہ میں نے پکڑوا لیا ہے۔ ورنہ مرشد زادے آ کر بہت بری گت کریں گے۔ کہیں بتاؤ امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالیں گے" لقا اس سمجھانے سے خائف ہو کر بولا: "یہ میں نہیں کہتا کہ میں نے امیر کو چرا لیا ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ بغیر میرے حکم پتا نہیں ہلتا۔ یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہے کہ جب میری مشیت میں گذرا ہے سب ساحروں و حاضرین دربار نے کہا: "واقعی صحیح کے بغیر حکم تیرے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ یہاں تو یہ ذکر ہے۔ لیکن چلاک نے جو رات کو صلاح کی تھی کہ دربار میں چل کر صبح کو عیاری کریں گے۔ چنانچہ اسی ارادے پر یہ صورت بدل کر دربار میں آئے تھے۔ سب گفتگو شیطان خداوند کی اور گلفام کا لاف گزاف سنا۔ ان کو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی عیار امیر کو نہیں لایا ہے۔ ورنہ بختیارک ایسی باتیں نہ کرتا۔ بلکہ دربار میں امیر کا ذکر ہی نہ ہوتا۔ پس اور کوئی معلوم ہوتا ہے کہ امیر

کو لے گیا ہے۔ چل کر پتہ لگانا چاہیے۔ کیونکہ ابھی یہاں لڑائی موقوف ہے۔ بعد پتہ لگانے امیر کے آ کر عیاری کریں گے۔ یہ سوچ کر دو عیاروں کو وہاں خبر گیری کے لیے چھوڑ کر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر میں آیا۔ غلغلہ برپا دیکھا۔ بارگاہ میں بادشاہ متر دو بیٹھے تھے۔ سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اس نے بادشاہ کو تسلیم کیا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمرو کے نہ ہونے سے یہ بد انتظامی ہے کہ امیر کا کل اسم اعظم بھلایا گیا اور رات کو انہیں کوئی پکڑ لے گیا ہے اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے۔" چالاک نے عرض کیا: "واقعی خادم خطا وار ہے کہ رات کو لشکر میں نہ تھا' لیکن انشاء اللہ امیر کو پتہ لگا کر نہ لایا تو لشکر میں نہ آؤں گا۔ آپ کو صورت نہ دکھاؤں گا۔ یہ کہہ کر ابوالفتح کو ساتھ لے کر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش امیر روانہ ہوا۔

یہ دونوں تو تجسّس کناں جاتے ہیں۔ لیکن گلفام جو خداوند کے پاس بیٹھا ہے۔ اس نے بعد لمحہ کے شیطان سے کہا "ملک جی اب لڑنا بے سردار کی فوج سے بیکار ہے اور حمزہ دیکھئے کہ کب تک غائب رہے۔ اس جنگ میں مجھے طول نظر آتا ہے۔" بختیارک نے کہا: "تم آپ سے کیوں لڑو۔ جب وہ لوگ خود لڑیں۔ اس وقت سب کو غارت کر دو۔ جب حمزہ آئے گا اس کو بھی پکڑ لینا۔" اس نے کہا: "وہ آپ سے کیوں لڑنے لگے۔" بختیارک نے کہا: "اس کی تدبیر یہ ہے کہ جو سردار قید ہیں ان کو زیر دار بٹھاؤ۔ ان کی حمایت کو بادشاہ مع لشکر آئیں گے۔ سب لشکر مسحور بہ سحر کر کے غارت کرنا۔" اس نے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل تیار ہوا اور ازبسکہ مشہور کرنا۔ اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم دہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند بعد اب الیم ہوں گے۔ سب اہل لشکر ان کا حال پریشان دیکھیں اور عبرت کریں کہ مخالفت خداوند کا یہ نتیجہ ہے۔ چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی۔ خلعت بہر تماشا چلی۔ سامنے بارگاہ کے جو میدان واقع تھا۔ وہاں داریں استادہ ہوئیں۔ آرہ کش جلاد

حاضر ہوئے۔ سرداران اسلام کو خیمہ سے لا کر زیر دار بٹھایا۔ ساحر ہر سمت پہرے پر مقرر ہوئے۔ لشکر لقا و کوہیاں مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوئے۔

URDU4U.COM

ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنوں کا خاتمہ ہے۔ جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے۔ وہ بچشم عبرت اس حال کو دیکھ کر کہتے تھے کہ کسی کی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا اچھا نہیں۔ جوش فلک سے اللہ بچائے۔ اس موذی نے بہت سے سرداروں کے گھر خاک میں ملائے۔ کون ایسا گذرا جو اس کے ہاتھوں ذلیل نہ ہوا۔ داغدار سینہ جلیل نہ ہوا۔

سکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی۔ دارا کو سکندر سے سرا فگندگی ظلم جمشید نے ضحا کے آراہ طلم سے ہلاکت پائی تو فریدوں نے اس کو دشت عدم کی سیر کرائی۔ اسی طرح سے اس دنیا کا پیشہ جو زود جفا ہے کہ کونسا گل ہے کہ جو پھولا پھلا ہے اور دست برد خزاں سے بچا ہے۔

یہاں تو یہ ہنگامہ برپا تھا۔ ادھر عیاروں نے جا کر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا۔ بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا۔ طبل و نقارے گڑگڑائے بہادر کفن پوش ہو کر مرنے چلے۔ بادشاہ خود مسلح و مکمل ہو کر مرکب خنگ سیہ قبطاس پر سوار ہوئے۔ کڑکا ہوا علموں کے پھریرے کھلے۔ لکھ در لکھ سوار و پیدل آمادہ مرگ و مہیا قضا ہو کر آگے بڑھے۔ اک لاکھ چوراسی ہزار عیار ڈھمدیاں بجاتے۔ تو بڑے پتھروں کے لٹکائے حقہ پائے نفتی گھاٹیوں میں دبائے کہتے تھے آج ہم نہیں یا لشکر ساحراں نہیں۔

یہ خبر اہل کاروں نے لقا کو پہنچائی کہ اہل اسلام کی فوج آتی ہے۔ بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اس فوج کا راستہ بند کریں۔ پھر جب سردار مقید قتل ہو لیں تو انہیں برباد کریں۔ گلفام نے یہ سن کر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک آتشیں کھچ گئی پس دیوار ساحر ٹھہر گئے کہ شاید دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دیں۔

یہ انتظام کر کے جلا دوں کو حکم دیا: "ہاں جلد کام کریں۔" جلاد کہہ رہے ہیں: "اے گنہگاراں جو کھانا ہو کھا لو۔ جو پیاسے ہو تو پیاس بجھا لو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے۔"

بہادر زیر دار بیٹھے' جواب تو کچھ نہیں دیتے۔ لیکن بخشوع و خضوع درگاہ رب العزت میں استغاثہ کر رہے ہیں: "اے خالق عزوجل اے مالک جزو کل ہمیں تیرے کرم پر آسرا ہے۔ جو تو چاہے تو دم بھر میں حصول مدعا ہے۔

URDU4U.COM

خداوندا! بچا لے اس بلا سے
گنہگاروں کو یا رب شاد کر دے

زمان استجابت دعا نزدیک آیا۔ یعنی بختیارک سے گلفام نے کہا: "میں ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہوں۔ بہ مصلحت اس کا حال اب تک پیش خداوند عرض نہیں کیا۔ لقا نے کہا: "مابدولت سب جانتے ہیں۔ لیکن تو نے برا کیا' جو بیان نہیں کیا۔" اس نے عرض کیا: "میں اثنائے راہ سے ملکہ بہار جو سردار لشکر طلسم میں عمرو کی جانب ہے پکڑ لایا ہوں۔ وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہے سوتے میں اس کو میں نے قید کیا ہے۔ صندوق بند رکھتا ہوں۔ اس وقت چاہتا ہوں کہ انہیں مجرموں کے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو۔ نہیں اس کو بھی قتل کروں۔ بختیارک نے یہ حال سن کر کہا: "ایسی آفت کو اس حال میں نکالنا اچھا۔ دس طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہو گا۔" گلفام نے کہا: "ملک جی جیسا آج قتل اسلامیان کے لیے بندوبست کیا گیا' ویسا ہی قتل بہار میں انتظام ہو گا۔ اگر اس نے سرکشی کی۔ پس آج ہی ہمراہ سرداراں اس سے اطاعت کرانا چاہیے' اگر منظور کرے' بہتر ہے ورنہ قتل ہو جائے۔ لقا نے اس کی رائے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا۔ ہر چند بختیارک منع کرتا رہا' مگر گلفام نہ مانا اور صندوق منگوا کر بہار کو نکالا۔ ملکہ تین روز کی بھوکی پیاسی قید میں مبتلا تھی۔ دل میں غم عشق بھرا تھا۔ چہرہ ارغوانی زعفرانی ہو گیا تھا۔ آنکھوں میں حلقے پڑ گئے۔ لب سوکھ کر غنچہ سر بستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے۔ دست نقاہت سے تھراتے تھے۔

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی۔ قلب کو فرحت

حاصل ہوئی۔ ازبسکہ یہ عاقلعہ و فرزانہ ہے اور صحبت یافتہ عمرو ہے۔ لقا کو دیکھ کر کہا کہ اگر اس کی اطاعت سے انکار کرتی ہو' رہائی مشکل ہے چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے میں پکڑ لایا۔ ویسا ہی مکر کر کے تو بھی اس کو سزا دے۔ پس اس الف قامت نے بسان دال خم ہو کر اس بے دین کو سجدہ کیا اور ہاتھ باندھ کر ٹھہری۔ لقا نے دیکھا کہ اس نے سجدہ کیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین تیرا اختیار کئے ہے۔ یہ سمجھ کر پکارا: "اے بندہ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بند گان خاص میں سے اور ہے اور ہماری جناب میں اس کو خصوصیت حاصل ہے۔ یہ وہ بندی ہے کہ اس کو ہم نے خلعت خوبی و حسن و جمال عطا کیا ہے اور لیاقت میں بے مثال پیدا کیا ہے۔ جلد اس کو رہا کر دے۔" بختیارک نے یہ کلمات سن کر کہا: "یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا۔ آپ اس مقدمے میں نہ بولیے۔" لقا نے کہا: "او شیطان تو جھک مارتا ہے' اگر میرے خلاف گلفام عمل میں لائے گا تو اپنا غضب اس پر نازل کروں گا۔" گلفام یہ سن کر ڈرا اور جلد اس نے زبان بہار سے سوزن نکال لیا۔ زبان اس غنچہ دہن کی جب قابو میں آئی۔ لقا سے عرض رسا ہوئی: "یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا رکھتی تھی۔ بارے تقدیر یاور ہوئی' جو قد مبوسی بندگان جناب میسر ہوئی۔" لقا یہ بات سن کر بسان خر پھول گیا اور گویا ہوا کہ "ہم نے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجہ گلفام مر چکی ہے۔ اس کی بی بی تجھے بنایا۔ ہماری خاطر سے اس کو قبول کر یہ تجھے طلسم ہو شربا کا حاکم بنائیں گے اور شاہ طلسم کو معزول کریں گے۔"

بہار یہ کلام سن کر گردن جھکا کر چپ ہو رہی۔ گلفام کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہو جاتا تو عجب نہ تھا۔ یقین ہوا کہ یہ بے شک راضی ہے۔ ورنہ خاموش نہ ہوتی۔ بس فرط مسرت سے اس نے سحر اپنا اور سب ساحروں کا جسم بہار پر سے اتارا اور کہا: "اے ملکہ' تا زندہ ایم بندہ ایم۔ بہار نے جسم اپنا ہلکایا پایا۔ سحر یاد کیا۔ یاد آیا۔ اٹھ کر چلنے کا قصد کیا۔ گلفام نے کہا: "تشریف رکھیے۔" بہار نے ہنس کر کہا: "تو مجھے سوتے میں پکڑ لایا تھا۔ بخت خوابیدہ نے مجھے روز بد دکھایا تھا یا فتنہ خفتہ جگایا تھا۔ اب

ذرا سنبھل کر واری غفلت سے نکل۔ ہمارا وار بھی روک۔ ہم سوتے تھے تو جاگتا ہے اس پر بھی تجھ کو آگاہ کر دیا۔" بختیارک نے جو یہ باتیں سنی' پکارا: "صلواہ بر پیغمر خدا و لعنت بریں حرامزادہ خداوند لقا۔ میں کہتا تھا اس نے نہ مانا۔ ہاں اے ملکہ بہار لینا اس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو' کہ بہت مستی میں آ گئے تھے۔ ازبسکہ بوجہ قتل مسلمانان میدان میں سب جمع تھے۔ تمام عالم اکٹھا تھا۔ گلفام نے ساحروں سے کہا: "لینا" اور آپ بھی سحر پڑھ کر دستک دی۔ ادھر ساحروں نے نارنج ترنج ہار فلفل گچھے سوئیوں کے بہار پر مارے۔ ابر گھر آیا۔ آگ پانی برسنے لگا۔ برف کی سلیں گرنے لگیں۔ بہار بزور سحر اڑ کر بیچ میدان میں جا کر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ کر پکاری: "اے بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزاں لا۔" اتنا کہنا تھا کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کی طرف سے گھٹا تیرہ و تار اٹھ کر سب لشکر پر محیط ہوئی۔ وہ جو آگ پتھر سے سر گلفام سے برستے تھے۔ وہ اس ابر پر گر کر دفع ہونے لگے اور اس ابر میں برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا۔ آنکھیں سب کی بند ہو گئیں۔ بعد لحہ کے جو آنکھ کھلی۔ عجب سامان دیکھا کہ زمین وہاں کی بسان روز روزن مصفا ہے۔ ضیا باری سے یہ ظاہر ہے کہ دھوپ کا دامن پھیلا ہے۔ اس زمین نور آگیں پر چھوٹی چھوٹی کیاریاں' پیاری پیاری لگی ہیں۔ خیابان کو شرماتی ہیں اور درخت گلوں کے سرسبز و شاداب ہیں۔ تراوت و نظارات میں نایاب ہیں۔ شاخیں بے رنگ یا رطنا و عربدہ ساز جھوم کر اٹھکھیلیاں کرتیں۔ نرم نرم کلائیوں کو معشوقان گلزار دہر کے نام دھرتیں ہوا کار مشاطگی کر رہی ہے کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہے۔ گل نکہت بیز ہیں طائر خوش نواز زمزمہ ریز ہیں۔ پھول سبزے پر جو ٹوٹ کر گرے ہیں۔ اس طرح چمکتے ہیں' جیسے فلک اخضر پر تارے نکلے ہیں۔ نرگس کی نگاہ بازی کار سحر سازی کر رہی ہے۔ سوسن باایں ہمہ خموشی و مبازی کر رہی ہے۔ سنبلہ چرخ سنبلہ

پر نثار ہے طرفہ بہار ہے کہ
نہایت باغ وہ آراستہ تھا
ریاض خلد سے پیراستہ تھا

URDU4U.COM

ہزاروں تھے گل خوشبو کے اشجار
مہکتا تھا پڑا سارا وہ گل زار

بنا تھا طبلہ عطار ہر گل
گل تر یاسمن شبو و سنبل

رواں تھے ہر طرف چشمے جو پر نور
خزانے ان کے فواروں سے معمور

ہزاروں دیکھے میوہ دار اشجار
ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار

شگفتہ خوب پھولوں کے شجر تھے
انہیں کیوڑے سے تھے گلرو نے سینچے

بیچ چمن میں چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا۔ فرش مکلف بچھا تھا۔ مسند پر ایک نازنین مہر جبیں پھولوں کا گہنا پہنے بیٹھی ہے اور بہار غائب تھی۔ اس وقت کا واقعی یہ طور تھا کہ

گل کھلاتے ہوئے باد سحری کو دیکھا
روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا

URDU4U.COM

فی الحقیقت اس کی چشم سرمہ پر نرگستان دیدہ معشوقانہ صدقے آنکھیں چڑھانے پر محراب ابرو میں خواہش رکھتے ہیں۔ رخسار پر اس کے گلہائے گلستان نثار ہو جانے پر تیار دہن اس کا چشمہ آب حیات۔ دشنام اس کی بہ از قند و نبات کہ

صدائے الحذر نکلی جگر سے
ملی چتون جو ظالم کی نظر سے

نگاہوں کو اجازت دل میں گھر ہو
اشاروں سے کہا ٹکڑے جگر ہو

نظر ہر سو مگر گردش ادھر ہو
پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو

شباب حسن میں اک بے مثالی
نزاکت مثل مضمون خیالی

طبیعت سب طرف سے پاکدامن
امنگوں پر رخ و عارض کے جوبن

مبارک باد دی تیغ و نظر نے
ثنا کو کھولے لب سب کے جگر نے

گلفام اس لالہ رو سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت بخش ضیائے مہر انور ایک نظر میرے بھی حال پر کہ

URDU4U .COM

نہیں خاطر کو آسائش کسی دم
طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم

خدارا ایک مشت خاک ہوں میں
نہیں قابو میں دل غم ناک ہوں میں

کہ خالی ہو چکا پہلو نہیں دل
صدا دیتی تھی حسرت وائے مشکل

بڑھا واں سے بشکل قلب مضطر
تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اس طرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہنچا۔ اس گلبدن نے پکار کر کہا: "یہ باغ ملکہ بہار کا ہے یہاں دخل کب اعتبار کا ہے۔ اس طرف نہ آنا۔ اپنی جان بچانا۔ اس نے اس بیتابی میں اس لالہ فام کا کہنا نہ سنا۔ اور چمن ستان میں قدم رکھا۔ وہ پری بلا کی طرح اس کے پیچھے پڑی۔ یعنی اپنی جگہ سے اٹھ کر قریب اس کے آئی اور کہا: "اے بے حیا تو نے کہنا میرا نہ مانا۔ اس کی سزا یہ ہے۔" یہ کہہ کر ہاتھ پھیلایا۔ اس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اس کے ہاتھ میں آئی۔ اس شاخ کا ہاتھ میں آنا تھا کہ صورت اس نے تلوار کی پیدا کی ہے۔ وہی تلوار اس نے اٹھا کر جو لگائی گلفام نے ہر چند چاہا کہ سحر کروں اور جان بچاؤں' ممکن نہ ہوا۔ تلوار سر پر پڑ کر ٹانگوں

سے نکل گئی۔ دو ٹکڑے ہو کر گرا۔ غل و شور مرنے کا برپا ہوا۔ اس کے مرنے سے وہ سرار جو زیر تیغ بیٹھے تھے۔ سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑ کر اٹھے جلا دو تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو روکنے دوڑنے ان سے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے گلفام نے بنائی تھی۔ وہ بھی جاتی رہی تھی۔

اہل اسلام نعرہ اللہ اکبر کہہ کر آ گرے۔ ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا۔ بہار جو باغ لگا کر چھپ گئی تھی۔ بروے ہوا جا کر اڑی تھی۔ اس نے سحر کرنا شروع کیا۔ کسی اہل اسلام پر ساحروں کا سحر اثر پذیر ہوا اور بہادروں نے شمشیر زنی کر کے تہلکہ ڈال دیا۔ لاش پر لاش گرا دی۔ ساحروں کی خاک ہستی دم تیغ سے مثل باد فنا اڑا دی۔ شمع حیات اعدا بجھا دی۔ خرمن جان میں آگ لگا دی۔

○○○

- ابوالفتح عیار

بختیارک نے لقا سے کہا: "ساحر بھاگا چاہتے ہیں۔ مسلمان اب تم پر آ پڑیں گے۔ چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ۔" لقا نے کہا یہ تقدیر میں پہلے ہی کر چکا ہوں۔ یہ کہہ کر سمت قلعہ روانہ ہوا اور اس کے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحراں میں بھگدڑ پڑی۔ اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا۔ لقا قلعہ بند ہو کر بیٹھا اور ساحروں کو بھگا کر مسلمانان بفتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوئے۔ بادشاہ سے وہ سردار جو رہا ہو کر گئے۔ شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہن کر اپنی جگہ پر بیٹھے۔ پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردوں کلاہ کیا کہ اس طرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پا کر باغ سحر لگایا اور ہم کو چھڑایا۔ بادشاہ نے جب نام گلستان محبوبی کا سنا۔ دل میں شجر الفت اگا۔ تخم محبت مرزعہ خاطر میں بویا مثل مشہور ہے کہ دل کو دل سے راہ ہے۔ نیرنگ پروازی عشق کا عالم گواہ ہے۔ سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنوں خطاب ملا۔ اگر یوسف بھی ہو تو کنوئیں میں جھانکتا ہے۔ بادشاہ اسلام کا برا حال ہوا۔ دل کو سنبھال کر حکم دیا کہ "اس ملکہ ذی مرتبت کو بلا کر شکر احسان ادا کرنا واجب ہے۔ چند سردار جائیں اور ساحرہ موصوف اپنے باغ میں ہو گی۔ باعزاز تمام یہاں لے آئیں۔ حال طلسم بھی اس سے دریافت کریں گے۔ خیریت عمر و اسد پوچھیں گے۔ سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرما ہوئے۔

مہیا ہوئے سب دعوت کے سامان
رہے عیش و طرب دست و گریبان

خدا مان عالی شان ترتیب سامان دعوت میں بدل مصروف ہوئے۔ یہاں جب تک دعوت

ہو۔" غل جو ہوا۔ گلگوں نے بھی سنا۔ عیاروں سے کہا: "پکڑ لاؤ۔" عیار نیچہ پکڑ کر دوڑے۔ یہ دونوں ٹھہر رہے کہ ہم خود حاضر ہیں۔ گرفتار کیوں کرتے ہو۔" عیار ان کو گھیرے ہوئے۔ سامنے گلگوں کے لائے اس نے حال استفسار کیا۔ انہوں نے کہا: "ہم رہنے والے کوہستان کے ہیں اور تم سے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ تم نے بڑا نام اس عیاری میں پیدا کیا ہے چنانچہ اب تک اس لیے نہ آئے تھے کہ اکیلے میں تم سے لڑے تو کیا۔ کچھ نہ ہمارا نام ہوا۔ نہ تمہارا۔ اب ہم نے خبر پائی ہے کہ تم خدمت خداوند میں جاتے ہو۔ ہم بھی آئے کہ بہ معیت تمہارے خداوند میں پہنچ کر تم سے لڑیں۔ کسی واسطے کہ آج وہاں ایک عالم جمع ہے۔ داد خوب ملے گی اور ناموری دونوں کی ہو گی۔ دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑیں گے کہ انہوں نے تمام عالم میں غدر کر رکھا ہے اور ہم سچ کہیں عیار اسلام ہم تم کو اچھا جانتے ہیں۔ اگر ہم نے تمہیں زیر کر لیا تو پھر عیاران عام کو زیر کر لیا۔ کیونکہ مثل تمہارے اب کوئی زمانے میں عیار نہیں ہے۔"

ایسا ان دونوں عیاروں نے اس کو بے مثل بنایا اور تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ اس کے مزاج کو زینہ افلاک پر لگایا۔ دماغ عرش اعلیٰ پر پہنچایا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور دونوں سے بغل گیر ہوا۔ کہا: "آپ نے کرم فرمایا جو تشریف لائے اور جیسا آپ مجھ کو جانتے ہیں۔ یہ سب آپ کی خوبیاں ہیں۔ جو جیسا ہوتا ہے۔ وہ ویسا ہی اور کو بھی جانتا ہے۔ آپ خود اچھے ہیں۔ اسی لیے مجھ کو اچھا جانتے ہیں۔" یہ کہہ کر کرسی ہائے پر زر پر ان کو بٹھایا اور کہا: "اسم مبارک آپ کا کیا ہے۔" انہوں نے کہا: "ہم کو مکار چرب زبان اور غدار اور دروغ بیان کہتے ہیں اور ایک نام ہمارا کار زار اور طرار ہے۔" وہ یہ نام سن کر ہنسا اور جام شراب بھر کر ان کو دیا۔ انہوں نے کہا: "ہم آپ سے اگر ارادہ لڑنے کا نہ رکھتے تو شریک جلسہ عشرت رہتے۔ اب ہمیں مناسب نہیں کہ یار ہم پیالہ بن کر اپنے مشربوں سے آئندہ مقابلہ کریں۔ اچھا یہ تو بتائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہیں تو کیا تحفہ ان کی نذر کو لیے جاتے

ہیں۔" یہ کلمہ سن کر گلگون کو خیال آیا ہے کہ یہ دونوں عیار لشکر اسلام کے ہیں تجھ سے درپردہ حال پوچھتے ہیں۔ ایسا کچھ سمجھ کر ان کی جانب گھورنے لگا۔ ابوالفتح اس کے برے تیور دیکھ کر اٹھا اور چالاک سے گویا ہوا: "بھائی چلو' ہم کسی کی بری نگاہ کیوں سہنے لگے۔ واسطہ کیا۔ کچھ ان کے تابعدار نہیں۔ یہی نہ ہمراہ ان کے چلتے۔ اب اکیلے جائیں گے۔" یہ کہہ کر چلے تھے کہ اس نے ہاتھ اٹھا کر پکڑ لیا اور کہا: "برا نہ مانیے۔ مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہے۔ انسان فہم ذرا سی بات پر کھٹکتا ہے۔ مجھ کو آپ کے اس پوچھنے سے خوف ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہیں اور آپ ہی فرمائیے کہ عیار ہو کر اتنا بھی خیال نہ رکھے' تو عیار کاہے کو ہے بیوقوف ہے۔ میں نے کیا بے جا کیا' جو بری نگاہ سے دیکھا۔"

انہوں نے کہا: "برا اور تم نے سچ فرمایا۔ لیکن برا نہ مانو تو ہم ایک بات کہیں۔" اس نے کہا: "فرمائیے۔" کہا "تمہارے اس گھورنے سے تو حال کھل گیا کہ بے شک کسی کو تم گرفتار کر لائے ہو۔ تمہیں چاہیے کہ بہ لطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے۔ تاکہ ہمیں راز تمہارا مطلب ثابت نہ ہوتا۔" گلگون یہ نکتہ دقیق سن کر پھڑک گیا اور کہا: "واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل عیار ہیں۔" یہ باتیں تھیں کہ داروغہ توشک خانہ دو نیچہ اس کے سامنے لایا اور کہا: "یہ حضور نے میرے سپرد کئے تھے۔ امید ہے کہ اسلحہ میں داخل کر دیجئے۔ اس نے وہ نیچہ لے کر ان دونوں کو دیئے کہ یہ بے مثل نیچہ ہیں۔ آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی بات مجھ کو اس وقت بہت پسند آئی۔ انہوں نے کہا: "آپ نیمچے دے کر ہم سے بھی کام لینا چاہتے ہیں۔ اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم جاتے ہیں اور لشکر اسلام سے کوئی تحفہ جات آپ کے لیے بھی لاتے ہیں اور ہو سکا تو حمزہ کو لاتے ہیں۔" یہ کلام سن کر گلگوں بھی مسکرایا اور اس کے شاگرد و گلزار تیز پانے ہنس کر کہا: "اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے زبردست عیار ہوا۔ اچھا تو شراب تو پیو۔" چالاک نے جواب دیا: "کہ تم ہمیں آزماتے ہو۔

انہیں باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تم نے کوئی کام کیا ہے ورنہ یہ چہل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا حاصل ہوتا۔"

URDU4U.COM

گلگون نے کہا: "آپ لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہیں۔ مجھ کو کھٹکا ہوتا ہے کہ در پردہ حال پوچھتے ہو۔ ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو۔ لیکن بالکل صاف ہو جانا چاہتے ہو۔ خیر اب تو تم سمجھ ہی چکے کہ ہم کس کو لائے ہیں۔ پھر اب چھپانا کیا۔ تم دوست ہو گئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کر لو گے۔ میں کچھ ڈرتا نہیں۔ لو صاف سن لو۔ حمزہ کو لایا ہوں۔" یہ کلمہ سنتے ہی دونوں قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا: "بے شک تم حمزہ کو لائے ہو۔" اس نے کہا: "کیوں کچھ تم کو شک ہے۔" انہوں نے کہا: "بھلا اس کے کتنے ہاتھ پاؤں ہیں' جس کو تم لائے ہو۔" اس نے جواب دیا: "ہم کو ہیوں سے بھی تنو مندی میں کم ہیں۔" یہ سن کر اور زیادہ ہنسے اور کہا: "واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے۔" اس نے کہا: "بتاؤ تو آخر تم کو کیا شبہ ہے جو طنز آمیز کلام کرتے ہو۔" انہوں نے کہا: "بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو۔ وہ حمزہ جس نے تمام عالم کے سرکشوں کی گردن توڑ دی۔ خداوند کے محلات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام درشت چنگال ہر قوم و قبیلے کے سردار رہتے تھے۔ کوئی پانچسو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی تو سو من کا سا طور لے کر جنگ کرتا تھا' سب کو حمزہ نے پست کر دیا۔ علاوہ اس کے' دیوان کاف کو مارا۔ وقائع نگار لکھتے ہیں کہ سمندروں ہزار دست دیو" کو قتل کیا۔ پس بایں حلاوت و زور وہ تم لوگوں سے بھی نحیف و ضعیف ہو گا۔"

یہ کلمات انہوں نے بدلائل ساطع و لامع بیان کئے کہ گلگون کی شمع عقل باد حماقت سے گل ہوئی۔ دل سے کہا: "بے شک یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ کہا: "بھائی تم سچ کہتے ہو' مگر میں لشکر سے جا کر پکڑ لایا ہوں اور سب حال کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا۔ انہوں نے کہا: "حضرت سلامت آپ نے سب کچھ کیا' لیکن ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص ایسا زبردست ہو گا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اس کا نوکر

ہو گا۔ وہ کس حفاظت میں رہے گا۔ کس لیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو سمجھتا ہو گا۔ ہم نے سنا ہے کہ حمزہ تہ خانہ میں اتر کر رہتا ہے اور عیار اس کی صورت کا اور کسی کو بنا کر بارگاہ میں ہر شب سلا دیتے ہیں۔ وہ شخص لشکر کا کبھی گھسیارہ ہوتا ہے۔ کبھی کوئی اور اگر کوئی اس کو پکڑ لے گیا تو حمزہ چند روز غائب رہ کر ظاہر ہوتا ہے تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہ ہو۔ غرض یہ کہ ہم نے خبر اس تہ خانے کی بھی لگائی ہے۔ ہم جاتے ہیں اور حمزہ کو لاتے ہیں۔ تمہیں اختیار ہے کہ جس کو چاہنا' برائے نذر خداوند لے چلنا۔ خواہ اپنے لائے ہوئے کو' یا ہمارے لائے ہوئے کو۔ یا دونوں کو۔"

یہ کہہ کر اٹھے جست کر کے روانہ ہوئے

گلگون کو ایسا اندیشہ کامل اور دل میں خلل پیدا ہوا کہ کہ اس نے کوچ نہیں کیا کہ واقعی دلیلیں ان عیاروں کی بہت قوی تھیں۔ یہ بے شک حمزہ نہیں ہے جس کو تو لایا ہے۔ یہ تو اس شش و پنج میں ادھر اترا ہے۔ اس طرف دونوں عیار جو چلے مزاج میں دونوں کے چہل سمائی۔ چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے۔ یہ سوچ کر برہم سمت قلعہ کوہ عقیق چلے اور دن بھر میں راستہ طے کر کے جب عیار عالم گرد گرو آوری کر کے قلعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا۔ یہ بھی قریب قلعہ مذکور کے پہنچے۔ ازبسکہ یہ مدت سے اس جگہ آئے ہوئے ہیں سب مقامات بخوبی جانتے ہیں۔ اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہے سلیمان عنبریں کا بھانجا منصور زاغ چشم نام ہر رات کو رنڈی لے کر اس باغ میں رہتا ہے۔ عیاروں کو یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہے۔ اس وقت جلدی میں اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے۔ پس ابوالفتح سے چالاک نے کہا: "اے بھائی تم ٹھہرو میں منصور کو لاتا ہوں۔"

اس نے کہا: "نہیں آپ آرام فرمائیے۔ میں لاتا ہوں" اور اس کو صحرا میں ٹھہر کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا۔ یعنی ایک سر مقوے کا سر پر چڑھایا۔ جو مثل کنگرہ قلعہ کے تھا اور اس میں دس آنکھیں بنائیں۔ جو رنگ و روغن کی تاثیر سے مشعل کی طرح روشن تھیں۔ پھر چار ہاتھ بہت بڑے بڑے' شانے کے پاس لٹکائے۔ لباس سات

رنگ کا پہنا چپل اور بوم کے پر گرد رخسار کے لگائے۔ ایک ہاتھ میں گرز لیا۔ جو روغن ملنے سے آتش ناک معلوم ہوتا تھا۔ دوسرے ہاتھ میں ایک ڈالی میوے کی لے کر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا۔ عجب صحبت دیکھی کہ چاندی کھلی ہے۔ چبوترے پر فرش سنہرا بچھا ہے۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ بیچ چبوترے پر رنڈی حسین و طرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ نجی ہے۔ منصور پاس بیٹھا ہے۔ جب لیٹنے کا قصد کرتا ہے۔ تو وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہے۔ پھبتیاں کہتی ہے کہ موئے آتشبازی کے دیو' تیرے منہ کو جھلسا۔ نچلا نہیں بیٹھتا منصور اس کی باتوں سے مزے میں آ کر کبھی چٹکی لیتا ہے۔ رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ شراب کا جام قسمیں دے کر پلاتا ہے۔ نشہ رنگ جماتا ہے۔ رنڈی سسکیاں بھرتی ہے۔ اوئی آہ کی صدا بلند ہے مستی خانہ دل میں قدم رکھتی ہے۔

وہ بستر سے اٹھا ہاتھوں میں لینا
وہ لذت میں زبان کا منہ میں دینا

وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ
وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ

لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہو کر
وہ آنا ہوش میں بیہوش ہو کر

وہ بڑھ کر سونگھنا ہر عضو تن کا
وہ گھٹنوں میں چرانا کچھ بدن کا

وہ ہونٹوں کو زبان سے سلسلانا

وہ ہاتھوں کو سر پستان پہ لانا

ابوالفتح سر دیو اس لیے ٹھہرا رہا کہ جب یہ دونوں مصروف مباشرت ہوں۔ اس وقت میں خلل انداز ہوں۔ باصطلاح عوام مزے میں کھنڈت ڈالوں اور غلیل میں غلہ لگاؤں۔ چنانچہ جیسا اس نے سوچا تھا۔ وہی زمانہ آیا کہ منصور مستی سے بیتاب ہو کر اس قحبہ بازار سے لپٹا اور اس نے نہیں اور ہاں کہنا شروع کی

مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ لائے

ہوئے عریاں لباس تن اتارے
کئے مستی میں باہم کچھ اشارے

جیسدے ہی آمادہ بفعل بد ہوئے۔ ابوالفتح دیوار سے اس طرح کو داکہ بڑا دھماکا ہوا۔ رنڈی چوتڑ اچھال کر الگ ہو ئی کہ اوئی کوئی آتا ہے اور منصور بھی پیچھے ہٹا۔ جلدی سے رنڈی نے دلائی اوڑھی۔ اس نے بھی لنگھی باندھی اور ازسکہ جوش شہوت میں تھا۔ غصہ میں اٹھ کر چلا کہ جو اترا ہو اس کو سزائے معقول دوں۔ کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب بصورت مہیب نظر آیا۔ فرط خوف سے ساری مستی اتر گئی۔ جلدی سے سلام کیا۔ اس انسان عجیب صورت میں کہا: "میں فرشتہ قدرت خداوند لقا ہوں۔ اس وقت خداوند نے مجھ پر وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لے کر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اس کو عیاشی سے بہت شوق ہے۔ اس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہے گا اور قوت باہ ازحد ہو گی۔" یہ کہہ کر میوہ جو ڈالی میں لگا کر لایا تھا اس کے حوالے کیا۔ اس نے پہلے سجدہ کیا۔ پھر ڈالی سر پر رکھ کر رنڈی کے پاس آیا اور حال کیا۔ یہ بھی بہت خوش ہوئی۔ اس اثنا میں فرشتے نے کہا: "جلد اس

کو کھا لو۔ ورنہ میوہ جنت کا ہے۔ یہ دنیا میں نہ رہے گا۔ غائب ہو جائے گا۔" یہ سن کر دونوں نے کھایا۔ فرشتے نے ڈالی اٹھائی' چلنے کا قصد کیا تھا کہ دونوں بیہوش ہوئے۔

URDU4U.COM

اس نے رنڈی کو تو وہیں چھوڑا اور منصور کو باندھ کر' اس جاتنہائی تو تھی ہی' بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاا پاس لایا اس نے رنگ روغن عیاری لگا کر صورت اس کی مثل صورت امیر بنائی۔ لباس شب خوابی پہنا کر پشتارہ باندھ کر دونوں روانہ ہوئے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاراں میں پہنچے اور ٹھہرے رہے۔ جس دم زاہد شب زندہ دار بیدار ہوا اور پشتارہ گلیم شب سے امیر روز کو عیار دہر نے نکالا۔ صبح کو پشتارہ لے کر بارگاہ گلگوں میں یہ دونوں آئے۔ وہ بھی منتظر ان کا بیٹھا تھا۔ شراب صبو جی پی رہا تھا کہ انہوں نے پشتارہ سامنے رکھ دیا۔ اس نے پوچھا کس کو لائے۔ کیا کوئی بیٹا حمزہ کے ہاتھ آ گیا انہوں نے کہا ہم سب کو باپ اور افسردہ خود حمزہ کو لائے ہیں۔ بڑی مشکل سے تہ خانے میں گئے اور اصلی حمزہ کو لائے۔ اس نے کہا: "دیکھیں تو حمزہ کیسا ہے۔ انہوں نے پشتارہ کھولا اس نے دیکھا کہ ایک پہلوان جس کا قد ہے گردن بلند بالا' قوی تن درشت چنگال' بیہوش پڑا ہے۔ وہی صورت ہے۔ جس صورت کا حمزہ لایا ہوں۔ یہ دیکھ کر اس کو متو ہم تو پہلے ہی کر دیا تھا۔ اس وقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بے شک یہ مرد قوی الحثہ حمزہ ہے۔ غرضیکہ ایک عیار کو بلا کر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی داہنی جانب خیمہ میں رکھا ہوا ہے۔ لے آؤ۔ عیار چلا تھا کہ چالاک نے کہا: "تم سے اکیلے نہ اٹھے گا۔ میں بھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر ساتھ اس کے اسی خیمہ میں آیا۔ دیکھا۔ ایک صندوق آہنی رکھا ہے۔ قفل برابر ران شتر کے فولاد کا بنا۔ اس میں لگا ہے۔ چالاک سمجھ گیا کہ بے شک اس میں امیر بند ہیں۔ یہ سمجھ کر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا۔ غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا۔ حباب اس کے منہ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ چالاک بیٹا عمرو کا ہے۔ اس کے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی۔ اسی نمونہ کی کلید اپنے پاس سے نکال کر قفل کھولا۔ ڈھکن اٹھایا۔ امیر کو اس میں بیہوش لیٹے پایا۔ ازبسکہ مرد توانا و پر قوت ہے۔ اسی وجہ سے بے آب و دانہ اس دو

تین روز میں زندہ بچے ہیں اور نہ مر جاتے۔ یہ دیکھ کر اس نے قتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا۔ امیر کی آنکھ کھلی ۔ دیکھا کہ ایک صندوق میں لیٹا ہوں۔ ازبسکہ نحیف و زار تھے۔ اشارے سے مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس نے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپ کو پکڑ لایا ہے۔ میں نے اس کو دھاکا دیا ہے۔ وہ آپ سے پوچھے تو کہیے گا۔ میں حمزہ نہیں ہوں بلکہ کچھ بات بنا دیجئے گا۔ ہر چند کہ دروغ گوئی آپ کا شعار نہیں۔ لیکن مصلحت اس میں ہے کہ کافر سے وقت جنگ حذر کرنا شروع شریعت میں جائز رکھا ہے۔" امیر یہ کلمہ سن کر خاموش ہو رہے اور اس نے پھر بیہوش کر کے صندوق بند کیا اور اس عیار کو بھی ہوشیار کیا۔ اس نے کہا: "سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیا تھا۔ میں یہ حال اپنے مالک سے کہوں گا۔"

چالاک نے اس کے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا: "بھائی میری آبرو تیرے ہاتھ میں ہے۔ میں صاف صاف جو حال ہے۔ کہے دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ صندوق دیکھ کر میرا ایمان ٹھکانے نہ رہا تھا۔ جانتا تھا کہ اس میں مال بھرا ہے۔ پس تم کو بیہوش کر کے چاہا تھا کہ کچھ نکال لوں۔ صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا۔ اسی طرح پھر بند کر دیا۔ عیار نے اس کا کلام ایسا مصنوعی متحمل براستی تھا کہ اس کو سچ جانا اور اس نے کچھ جواہر نکال کر اس کو دیا کہ بھائی یہ تم لے اور میری آبرو بچاؤ۔ اپنے مالک کے روبرو راز نہ کہو۔ عیار برسر ترحم ہوا اور وعدہ کیا کہ نہ کہوں گا یہ کہہ کر صندوق اٹھا کر سامنے گلگوں کے لائے۔ اس نے وا کر کے امیر کو نکالا۔ پوچھا: "اے شخص تو کون ہے۔" امیر نے بنا پر تعلیم چالاک فرمایا: "مجھے یہاں کون لایا اور عیار بھی بڑے جھوٹے ہوتے ہیں۔" اس نے کہا: "ارے سچ کہہ پہیلی کیا کہتا ہے۔" امیر نے کہا: "سچ یہ ہے کہ میں پہلے نوشیرواں بادشاہ کا نوکر تھا۔ وہ مر گیا تو اس کا بیٹا فرامرز لقا کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ میں آیا تھا۔ ایک عیار نے مجھ سے کہا کہ ہم تم کو روپیہ بہت سا دیں گے۔ آج حمزہ بن کر اس کی جگہ پر سو رہو۔ میں لالچ میں آ گیا۔ یہ خمیازہ اٹھایا کہ قید ہوا۔" گلگوں یہ حال سن کر بولا: "اے چالاک! اب تم اپنے

حمزہ کو ہوشیار کرو۔ دیکھوں وہ کیا کہتا ہے۔" چالاک نے لرز کر کہا: "کیوں شامت آئی ہے۔ بہت ہوشیاری اچھی نہیں ہوتی۔ حمزہ شیر بیشتہ شجاعت ہے۔ اس کو خداوند اپنا سپہ سالار فرماتے ہیں۔ وہ ہزار ہزار من کی قید توڑ کر نکل جاتا ہے۔ اس کو ہوشیار کر کے تم زندہ بچو گے؟ پس تمہاری بہتری کے لیے ہم جا کر پکڑ لائے ہیں کہ تمہیں ذلت پیش خداوند نہ ہو۔ اگر تم کو کچھ شک ہے تو تم اپنے ہی گرفتار کئے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لے جاؤ۔ ہم اپنے حمزہ کو آپ لے جائیں گے۔ میرا صاحب آپ امتحان لینے والے کون۔ کچھ ہم آپ کا دیا نہیں کھاتے۔ شاگرد نہیں' نوکر نہیں' پھر کیا مطلب جو پوچھا گچھی میں پڑیں۔ بقول شخصے خردہ نہ بردہ مفت کا درد گردہ۔ یہ کہہ کر اٹھا اور چاہا کہ پشتارہ اٹھا کر چلیں۔ گلگوں کھڑا ہو گیا کہ ہاں ہاں آپ خفا نہ ہوں۔ واقعی آپ نے ذلت سے بچایا۔ میں نے براہ امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یوں ہی کہتا تھا کہ دیکھیں وہ حمزہ کیا کہتا ہے۔ مگر سچ آپ نے کہا وہ جو ہوشیار ہو گا۔ سخت لڑائی پڑے گی۔" یہ کہہ کر امیر کو کچھ زاد راہ منگا کر دیا اور کہا: "آپ جائیے۔ جب لشکر خداوند میں پہنچے گا' تو حال نہ کہیے گا۔" امیر نے اس کے کلام کا جواب نہ دیا اور بارگاہ سے نکل کر راستہ پکڑا اور اس نے بعوض امیر منصور کو صندوق میں بند کیا اور خیمہ میں بھجوا دیا۔ چالاک کی خاطر میں مصروف ہوا۔ ایک دن ان کو رکھا۔ دوسرے دن عزم سفر کیا۔ چالاک نے کہا: "اب ہم بھی رخصت ہوتے ہیں۔" اس نے کہا: "تم تو ساتھ چلنے کو کہتے تھے۔" انہوں نے کہا: "ہمارے چار سو عیار شاگرد ہیں۔ ہم آپ کے پاس اکیلے چلے آئے تھے۔ اب جمیعت کر کے بعزت تمام خدمت خداوند میں اپنی جگہ پر سے آتے ہیں۔ یقین ہے کہ آپ کے پہنچنے تک ہم بھی آ جائیں گے۔ یہ کہہ کر دونوں روانہ ہوئے اور اس نے بھی کوچ کیا۔ لیکن امیر جو وہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ راہ سے نابلد تھے۔ کوہستان میں راہ بھول کر میدان وسیع میں پہنچے۔ جب اس میدان کو طے کیا۔ ایک باغ کا دروازہ نظر آیا۔ ازبسکہ خستہ و شکستہ کئی دن کے بھوکے پیاسے تھے۔ برائے آرام باغ میں آئے۔ دیکھا سبزہ فرش صندلیں

ارض پر خفتہ ہے۔ گل بصد تجمل و زیب و سادہ چمن ہے۔ شاید بہار پر جوبن ہے۔ بہار افزائے باغ خاطر نسرین و نسترن ہے۔ سنبل کی بیل گلوں پر پھیلی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا نافہ مشک زلف عروس چمن رکھتی ہے کہ بہار چمن اور وہ لالہ زار

بہار چمن اور وہ لالہ زار
نئے رنگ کی تھی وہاں کچھ بہار

نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی
کھلی جاتی تھی شاخ میں ہر کلی

پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہاں
مچاتی تھیں کوکو کا غل قمریاں

گھر ابر تھا رعد کا شور تھا
روشن پر ہر اک ناچتا مور تھا

زمیں پر تھی سورج کی مکھی بہار
چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ میں زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا۔ مسند پر ایک پری زاد قامت رشک شمشاد و طیبعت میں جلاد۔ ناز و غمزہ میں اس کے ہزاروں بیداد فریاد کم سن جوانی کے دن بیٹھی تھی

جبیں میں بل شکن گیسو کی برہم
نظر مصروف جلا دی ہر اک دم

URDU4U .COM

غضب آمیز چتون کے اشارے
بلا آئی ہوئی جس کے نظارے

لگاوٹ کے لب و دل محو فریاد
لحاظ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساز لیے بجاتی تھیں اور ایک بت پر فن اس طرح ناچتی کہ ادائیں اس کی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر میں لاتی تھیں۔ دم رقص یہ حال تھا

دم رقص اس نے ستم ڈھا دیا
ادا سے زمانے کو بسمل کیا

چمک کر جو اس بت سے توڑا لیا
دل عاشقاں پس کے سرمہ ہوا

ادا اس کی ہر ایک تھی پرستم
قیامت سے کچھ کم نہیں تاہم

امیر یہ سامان دیکھ کر اور طرف چمنستان میں چلے کہ سامنے کسی کا زنانہ ہے۔ عورتوں میں جانا خلاف ہمت مردانہ ہے' چنانچہ یہ تو اور سمت چلے' لیکن اس نازنین مسند نشین

کی نگاہ ان پر پڑی۔ پکار کر کہا: "اے شخص کہاں جاتا ہے۔ ادھر آ۔ ایک بات تیرے نفع کی ہے سنتا جا۔ امیر یہ صدا سن کر پھرے اور قریب اس سرمایہ ناز کے آئے۔ اس نے مرد بزرگ ووجیہ سمجھ کر تسلم کی۔ پھر بادب تمام گویا ہوئی کہ میں نے اس لیے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن دیو لعین کا ہے۔ جو کوئی بھول کر ادھر آتا ہے۔ وہ دیو اس کو کھا جاتا ہے۔ میں نوکر ملکہ قریشیہ سلطان دختر صاحب قران و ملکہ آسمان پری والیہ قاف کی ہوں اور اس ملکہ موصوف نے میرے باپ کو ایک پردہ قاف میں عنایت فرمایا ہے اور وہاں کی حکومت کرتا ہے۔ یہ دیو مجھ کو دھاکا دے کر اٹھا لایا ہے اور طلسم میں پھنسایا ہے اور خواہاں وصلت ہوتا ہے۔ جب میں قصد اپنی ہلاکت کا کرتی ہوں۔ اس وقت باز رہتا ہے مختصر یہ کہ تم یہاں سے چلے جاؤ' ایسا نہ ہو کہ وہ آ جائے تو مفت میں جان جائے۔ امیر نے فرمایا: "وہ بیدین اپنی سزا کو پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ تجھے اس بلا سے رہائی دے گا۔ تم نہ گھبراؤ اور مشغول عشرت رہو۔"

یہ فرما کر وہیں' بیٹھے اور ازبسکہ وہ شہزادی مسلمان تھی آپ نے کھانا تناول فرمایا۔ پانی پیا' باغ کا میوہ تناول کیا۔ آسودہ ہوئے۔ پھر اس ملکہ سے فرمایا: "چلو اس باغ میں سیر کریں۔ وہ مع ان نازنینوں کے کہ ان سب کو دیوا اسی ملکہ کی خدمت کے لیے اٹھا لایا ہے۔ ہمراہ چلی۔ امیر ہر سمت پھرنے لگے۔ ناگاہ ایک سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ یشب سے تعمیر تھا اس گنبد کے پاس تشریف لائے۔ دروازہ وا کیا۔ دیکھا کہ ایک تخت سونے کا بچھا ہے۔ اس پر تصویر لقا کی مکلل بجواہر رکھی ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ لقا بیٹھا ہے۔ اس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا۔ اس نے عرض کیا: "یہ سر زمین متعلق کوہستان ہے اور یہاں کا حاکم حسام کو ہی ہے۔ یہ باغ اس کا ہے اور اس نے یہ بت خانہ بنایا ہے۔ دیو سے دوستی کر لی ہے کہ جب وہ بہر پرستش آتا ہے۔ اور دیو بھی پرستش کرتا ہے اور وہ دیو ساحر بھی ہے اس بت خانے کی حفاظت کے لیے کچھ بیر جادو کے بٹھا جایا کرتا ہے۔ امیر نے یہ حال سن کر لاحول پڑھی۔ فرمایا کہ افسوس صد افسوس کہ اس لقا مرتد نے ہزارون آدمی کیا' ایک عالم کو برگشتہ کر رکھا

ہے۔ یہ فرما کر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی۔ بسان جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار رکے' اس گنبد میں در آئے' ہر طرف سے غل ہوا کہ لیجیو گھیریو' خداوند سے بے ادبی کیا چاہتا ہے۔ امیر کو بسبب مرنے گلفام کے اسم اعظم یاد تھا۔ ودر زبان فرمایا اور اس بت کی ایک انگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو۔ اس ظالم نے خداوند کو مارا کہ بیچارے نے کچھ کہتے ہیں نہ سنتے ہیں۔

یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی۔ تمام باغ میں اندھیرا ہو گیا تھا نہ۔ امیر نے اسم اعظم پڑھا۔ وہ سیاہی موقوف ہوئی۔ دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہے۔ امیر نے اس کو آتے دیکھ کر اس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش و خروش سے کہتا ہوا کہ: "او آدم زاد سیاہ سر سفید دندان تو نے بڑا غضب کیا۔ خداوند کی توڑ پھوڑ اکھاڑ پچھاڑ شروع کر دی' یہ کہہ کر قریب آیا اور ایسا فسوں کیا کہ ہزار ہا دیو پیدا ہو کر امیر پر دوڑے آپ نے اسم اعظم پڑھا۔ وہ دیوان سحر غائب ہوئے اور وہ دیو چقماق چادر پکڑ کر حملہ آور ہوا۔ امیر جست کر کے زیر بغل اس دیو کے آئے۔ چقماق چادر خالی گئی۔ اس نے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان لقمہ لذیذ تھا۔ آپ پیوند خاک ہو کر کرکرا ہو گیا۔ یہ کہہ ہی رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ اکبر اس زور سے بلند کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا: "کہ او انسان تو بہت چیختا ہے۔ شاید زلزلہ قاف ہے۔ یہ کہہ کر دوڑا اور لپٹ گیا۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ دیز زمین پر چت ہوا۔ آپ اس کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے: "شناخت خدائے پاک میں۔" اس دیو نے کہا: "آپ اپنا نام بتائیے تو میں اسلام اختیار کروں۔" آپ نے فرمایا: "میرا نام زلزلہ قاف حمزہ صاحبقران ہے۔ دیو نے کہا: "پردہ قاف سے میں تیرے ڈر کے مارے۔ پردہ دنیا پر بھاگ کر آیا۔ تو پردہ دنیا پر بھی میرے تعاقب میں پہنچا۔ اب تیسری جگہ اور کون سی لاؤں جہاں جاؤں۔ جانا میں نے کہ دین تیرا سچا ہے میں مسلمان ہوتا ہوں۔" امیر اس کے سینے پر سے اترے اور کلمہ طیبہ بتایا۔ وہ دیو بسر ارادت مسلمان ہوا۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قریشیہ

کے ہیں دوڑ کر قدم پر گری۔ امیر نے تسکین دلداری فرمائی۔ پھر اس دیو سے فرمایا: "اس شہزادی کے ملک سے کسی کو بلا۔ تاکہ وہ اس کو لے جائے۔ دیو نے بقسم عرض کیا کہ "میں اس کو بارام تمام خدمت قریشیہ میں پہنچا دوں گا اور رسید اس کی لادوں گا۔" آپ نے فرمایا: "اچھا لے جاؤ۔" دیو ملکہ کو سوار کر کے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہاں فروکش ہوئے۔ اور نازنین جو باقی تھیں شرط خدمت بجا لائیں۔ تین روز امیر وہاں رہے۔ تیسرے روز دیو نے لا کر نامہ سر بمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قریشیہ کی دی۔ لکھا تھا: "زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا۔ اور ملکہ سمن پری بارام یہاں پہنچی۔" امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھ کر ان عورتوں سے فرمایا: "تم اپنے شہر و دیار کا پتہ بتاؤ کہ بھیج دیا جائے۔

ازبسکہ وہ سب پردہ دنیا کی رہنے والیاں تھیں۔ جہاں جہاں کا پتہ بتایا۔ دیو ایک ہی دن میں سب کو پہنچا آیا۔ بعد انفراغ امیر بھی روانہ ہوئے۔ دیو کو نامہ بنام ملکہ آسمان پری لکھ دیا۔ بعد خیریت کے لکھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا۔" غرض یہ کہ دیو تو ادھر گیا اور امیر نے اس باغ میں جو جو اشیاء جواہر کے تھے' مال کافر سمجھ کے لیے اور تصویر لقا بھی لے کر روانہ ہوئے۔ جیسے ہی سرحد باغ سے نکل کر دشت میں پہنچے۔ دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے۔ آگے لشکر کے بعدہ افسری ایک کوہی دراز قدر زبردست شکار کھیلتا آتا ہے۔ بازدار قر اول بہیلیے ساتھ ہیں۔ امیر سامنے ڈٹ کر کھڑے ہوئے۔ اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ میں دیکھی پکارا: "اے اجل دوست تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے کر ڈالا۔" یہ کہہ کر فوت کو محاصرہ کام حکم دیا پھر تو

ہوئے تیار مردان دلاور
بہ شکل ابر تر امڈا وہ لشکر

صدا دینے لگے کڑکیت ہر سو
بہادر جم گئے پہلو بہ پہلو

URDU4U .COM

صفیں تیار سر تیغو کے عریاں
اجل حاضر مگر سر در گریباں

صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار
ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیر نیام انتقام سے کھینچی اور نعرہ بلند کیا۔ یہ سردار لشکر حسام کو ہی مالک اس سر زمین کا سے اور اس کو پنی سپہ گری پر بڑا غرور ہے۔ جب اس نے نام امیر سنا۔ معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہے۔ پس جسم اپنا تنومند امیر سے دیکھ کر اور خیال کر کے یہاں اکیلے ہیں۔ کیا کر لیں گے۔ معلوم ہوتا ہے۔ یہ سردار اور عیاروں کے بھروسے پر لڑتے ہیں۔ تو ان کو زندہ گرفتار کر لے۔ یہ سوچ کر فوج کے افسروں سے کہا: ”تم گھیرے رہو۔ حملہ نہ کرو میں گرفتار کئے لیتا ہوں۔“ یہ کہہ کر گھوڑے سے کود کر سامنے آیا اور امیر سے کہا: ”آپ پیدل ہیں اور اکیلے ہیں۔ پس میں بھی اکیلا اور پیدل ہوں۔‘ لڑوں گا۔“ آپ نے فرمایا: ”جس طرح تیرا جی چاہے۔“ اس نے اور حربے تو موقوف رکھے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور ٹھاٹھ بدل کر مقابل آیا۔ ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ کشتی بصد درشتی شروع ہوئی۔ امیر نے بعد دو چار زور اس کے روکنے کے‘ کمر بند میں ہاتھ دے کر لنگر اکھڑا اور سر سے بلند کیا۔ اس کو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اس نے اٹھا لیا۔ غرضیکہ بہت نادم ہو کر پکارا: ”اے شہر

یار امان دیجئے۔" آپ نے فرمایا: "بشرط ایمان لانے کے امان ملے گی اس نے اقرار کیا۔ آپ نے زمین پر رکھ دیا اور کلمہ بتایا۔ وہ کلمہ پڑھ کر دل میں کینہ رکھ کر طوطے کی طرح اقرار اسلام بظاہر کر کے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بلا کر قدم اقدس صاحبقرانی پر گرا دیا۔ پھر ہوا دار پر سوار کر کے بجاہ و چشم تمام اپنے قلعہ میں لے چلا۔

یہاں تک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ میں ایک قلعہ ملک فرسا بنا دیکھا۔ سامان حرب سے آراستہ دیکھا۔ سبیبل اختصاریہ قلعہ در وا ہوا۔ امیر داخل قلعہ ہوئے۔ شہر آباد و رعیت دلشاد پائی۔ راستے پختہ سڑکیں ہموار' دکانیں سجی عمدہ بازار

زمین شفاف رستہ جابجا صاف
نگاہوں کو میسر لطف اطراف

دکانیں وا ہوئیں اسباب نکلے
کھلے ڈبے در نایاب نکلے

زمرد لعل نیلم عمدہ الماس
گرہ سے کھل کے آتے جوہری پاس

خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق
تماشہ گاہ تھا امان آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اس کے دارا الا مارہ شاہی میں تشریف لائے۔ اس نے عرض کیا کہ' تخت میرا حاضر ہے بیٹھئے۔" امیر نے فرمایا: "تخت نشینی کی ہوس سے بری ہوں۔ خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے۔ تم تخت پر بیٹھو۔ معراج میں چند بیضہ زریں خدمت شاہ میں بھیج دینا۔ یہ کہہ کر آپ دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کو

ہی کرسی بہ کرسی پایہ بہ پایہ جاگزین ہوئے۔ جسام بسان چاکر کمتر خدمت گزار میں حاضر تھا۔ ارباب نشاط کو طلب کیا۔ طعام عمدہ کی تیاری کی۔ یہ خاطر داری کی کہ

URDU4U.COM

وہ خوشبوئیں کہ جی لوٹے بشر کا
رہے باقی نہ مطلب ہوش سر کا

طعام عمدہ کی تیاریاں کیں
دکھایا ناچ دل کی راحتیں دی

صدا طبلوں کی پہنچی آسماں تک
غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک

پھر اتنے میں لے آیا بادہ و جام
پکارے ساقیان سیم اندام

کہ آپیارے ملا یہ جام لب سے
ذرا مہماں کو ٹھنڈا کر غضب سے

جب سامنے امیر جام کے آیا۔ آپ نے فرمایا: "کہ میں شراب نہیں پیتا ہوں۔ ہاں اگر ماء اللحم ہوتا تو تم سب کا اسے پیکر ہم مشرب ہوتا۔" حسام نے یہ کلمہ سن کر اس وقت ماء اللحم تیار کرایا اور اس میں بے ہوشی ملا کر سامنے لایا۔ امیر صاف دل ہیں اور وہ کلمہ پڑھ چکا تھا۔ حکم شرع ظاہر پر ہے۔ پس بے وسواس ماء اللحم نوش فرمانے لگے۔ جب دو چار پیالے پئے۔ کنپٹیاں لپکنے لگیں۔ سمجھے کہ اس نے دغا کی۔ چاہا کہ اٹھ کر ہوا کھاؤں اور تدبیر دفع بیہوشی کروں' لیکن جیسے ہی اٹھے' بیہوش ہو کر گرے۔

اس نے تمام افسروں سے کہا: "اس وقت میں نے مصلحت بہ اسلام اختیار کیا تھا۔ سپہ گری کے چھتیس فن ہیں۔ دشمن پر قابو پانے سے مطلب ہے۔ تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سردار اس کے بعض ناخوش ہوئے کہ یہ دغا کرنا اچھا نہیں' جو کیا وہ کیا لیکن خوشی ان کی کچھ کام نہ آئی۔ خاموش ہو رہے۔ اور حسام نے آہنگر بلا کر قید سخت میں مبتلا کر کے امیر کو زنداں میں بھیجا۔ پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا۔ چالیس ہزار کو ہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا۔ اس نے قلعہ ایک اپنے عزیز کے سپرد کر کے آپ کو گدن مست پر سوار ہو کر اور امیر کو عرادہ یا عرابہ پر بٹھا کر بچشم و خدم جانب قلعہ عقیق کوہ برائے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا۔ جب قلعہ سے دو منزل پر جا کر مقام کیا۔ ہنوز لشکر آسودہ نہ ہوا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اڑی اور ایک لشکر کوہیوں کا ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا۔ اس نے ہر کا بہر خبر روانہ کئے۔ معلوم ہوا کہ سرمہ کو ہی پہلواں دوران رستم سر زمین کوہستان بہر مدد خدا وند جاتے ہیں۔ یہ خبر سن کر اس نے چند سردارا اپنے ساتھ لیے۔ اور استقبال جا کر کیا۔ سرمہ کو ہی بھی گیندے پر سے اترا۔ دونوں بغلگیر ہوئے۔ دونوں لشکر ایک مقام پر اترے اور دونوں بادشاہ ایک ہی بارگاہ میں آ کر آرام پذیر ہوئے۔ جام گلگون کا دور ہوا۔ مزاج کا عالم ہی اور ہوا۔ حالت نشہ میں جسام نے کہا: "اب مجھ سے بڑھ کر کون ہو گا۔ میں نے حمزہ کو گرفتار کیا ہے۔" سرمہ کو ہی کو اس کی لاف زنی بری معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہے اور صاحب ظرف ہے۔ تحمل کر گیا۔ کہا: "بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو۔" حسام نے کہا: "تمہیں کوئی شک بھی ہے۔ اگر شک ہو تو میں حمزہ کو بلا کر دکھاؤں۔ اس نے کہا: "شک کیا ہے لیکن مجھے بے شک حمزہ کے دیکھنے کا اشتیاق ہے۔ اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا۔" یہ کہہ کر مصروف راحت ہوا۔ اس وقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکل کر عازم سفر منازل افلاک ہوا۔

صبح کو دونوں بادشاہ اٹھے۔ جام صبوحی پئے۔ ارادہ سفر کیا۔ ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم نہ دیا تھا کہ سرمہ نے کہا: "بھائی صاحب! حمزہ کو سامنے بلوایئے۔" حسام نے زندان

بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ۔ حکم بہت سے سوار باشمشیر برہنہ' ہمراہ گرد حفاظت کناں سردار عالی شان بیچ میں مسلسل باقید گراں سامنے آئے اور بنا پر دستور اہل اسلام پکارے: "سلام میرا اس پر اس انجمن میں ہے جو اللہ پاک کو واحد اور اس کے پیغمبر کے دین مبین کو سچا جانتا ہو۔" سرمہ نے یہ نہیب سن کر کہا: "کیوں حمزہ رسی جل گئی مگر رسی کا بل نہیں جلا۔ مجھ ایسے پہلوان کا۔ ذرا ادب نہ کیا تسلیم نہ آداب' یہ نعرہ مارا نام خدائے نادیدہ میرے رو برو لیا۔" امیر نے ارشاد فرمایا: "میں نامردوں کا رعب نہیں مانتا' بلکہ ان کو بز سے بھی کمتر جانتا ہوں۔" اس نے یہ کلام سن کر کہا: "کیوں تجھ کو کیا' بہ مردانگی میرے بھائی نے نہیں زیر کیا۔" امیر نے فرمایا: "مردانگی کا حال اس کے سردار اور وہ خود جانتا ہے۔ اسی سے پوچھ لے۔ اس نے حسام کی طرف دیکھا اور سرداروں سے حال پوچھا۔ انہوں نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی۔ اس نے حسام سے کہا: "اسی منہ پر کل یہ لاف زنی تھی۔ تو نے او بے حیا نام سارے کوہیوں کا بحرنا مردی میں ڈبو دیا۔ آبرو کھو دی۔ یہ کہ کر گویا ہوا: "امیر اگر کوئی آپ کو بمردی زیر کرے گا تو اطاعت کیجئے گا۔" امیر نے فرمایا: "زندگی بھر اس کی اطاعت کروں گا۔" یہ سن کر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرا دے۔ امیر نے کہا: "اگر وقت رہائی قریب آیا ہے تو کچھ تیری ضرورت نہیں ہے۔" یہ کہہ کر خانہ زور میں آ کر چرخ مارا اور پکڑ کر ہتھکڑی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکی۔ ہر سمت سے احسنت کی صدا بلند ہوئی۔ حسام نے کہا: "اے سرمہ' تم نے اچھا نہ کیا۔ جو اس آفت کو رہا کیا۔ اب بھی ازراوے بلوہ کے اس کو گرفتار کرو۔" اس نے کہا: "تو جھک مارتا ہے مجھے بھی تو نے اسی طرح بودا مقرر کیا ہے او بے عزت خبردار مجھ سے ایسا کلام نہ کرنا۔ یہ کہہ کر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہوں اور امیر کے اسلحہ حاضر ہوں۔ پھر آپ ہی کہا: "اچھا اکھاڑہ درست ہو۔ میں زور آزمائی کروں گا۔ بنا پر حکم ملازم عمل میں لائے۔ اکھاڑہ درست ہوا۔ وہ لنگوٹ کھینچ کر اکھاڑے میں کودا۔ خم بجایا۔ امیر

بھی کودے اور باہم سر گرم تلاش ہوئے۔ ٹکر چلنے لگی۔ داؤ پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے۔ اس کشتی میں حسام نے یہ چالاکی کی کچھ فوج تیار کر کے افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لے کر تم آگے بڑھ جاؤ۔ میں بھی آتا ہوں نصف لشکر سے زیادہ فوج لے کر افسر کوچ کر گئے۔ یہ سیر کشتی دیکھا کیا۔ اور ریلا پیلی کش مکش کے سوائے۔ ازبسکہ امیر کو عجلت منظور تھی۔ دوپہر تک لڑ کر صاحبقرانی سپر کیا۔ وہ زور بغیر تائید ربانی نہیں۔ حریف تاب اس کی نہ لا سکا۔ آپ نے اٹھا کر دے مارا کہ چاروں شانے چت گرا دوڑ کر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا: "حالا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی۔" اس نے عرض کیا: "تا زندہ ایم بندہ ایم۔" امیر سینے پر سے اترے۔ اس نے اٹھ کر سر قدم پر رکھا۔ آپ نے گلے سے لگایا اور کلمہ بتایا۔ سرمہ کو ہی کلمہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا۔ اس ہنگامہ میں کہ امیر اس کے سینے پر سوار تھے حسام گھوڑا ڈال کر نکل گیا۔ فوج جو آگے بھیج چکا تھا۔ اس میں شامل ہو کر جانب عقیق کوہ چلا۔ سرمہ کو ہی نے تمام فوج کو مسلمان کیا اور باقی ماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہو کر انہوں نے بھی کوچ کیا۔ امیر با فوج کثیر بصد جاہ و جلال روانہ ہوئے۔ لیکن ان سے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہنچا۔ لقا نے کوہی بہر استقبال بھیجے کہ وہ آ کر لے گئے۔ لشکر اس کا بیرون قلعہ اترا۔ وہ خود قلعہ میں گیا اور خداوند کو سجدہ کیا۔ خلعت ملا۔ دنگل پر بیٹھا اور حال کہا کہ میں اس طرح حمزہ کو لایا تھا۔ لیکن یہ افتاد ہوئی اور رہا ہو گیا۔ یہ تو بیان حال کرتا تھا اور اس سے قبل خبر پہنچ چکی تھی کہ منصور زاغ چشم باغ میں رنڈی کے پاس تھے۔ رنڈی رہ گئی وہ غائب ہو گئے۔

لقا سے سب نے پوچھا تھا کہ "خداوند بتائیں اس کو کون لے گیا ہے۔" لقا نے کہا کہ "خداوند جانتے ہیں لیکن بتلائیں گے نہیں۔ ہمارا پنجہ قدرت اس کو ہماری بہشت میں چھوڑ آیا ہے۔ اس کلام سے ہر ایک مشوش تھا کہ اول حسام آ کر پہنچا۔ دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہے۔ خداوند نے اس کا بھی استقبال کرایا۔ لشکر اس کا بھی بیرون قلعہ اترا۔ وہ خود سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا۔ خلعت

عنایت ہوا' بیٹھا۔ اس میں خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے آئے ہیں۔ پس بیرون قلعہ چلنا پڑے گا' مناسب ہے کہ ابھی چلنا چاہیے۔"
URDU4U.COM
یہ حکم سن کر خیمہ و خرگاہ بارگاہ جمشید خداوند سب سامان میدان میں فراہم ہوا۔ جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کوہیاں قلعہ سے نکل کر داخل بارگاہ ہوا۔ یہ خبر لشکر اسلام میں پہنچی' وہاں چالاک و ابوالفتح آ چکے تھے۔ انہوں نے بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ ہم کو بھی چلنا لازم ہے دیکھیں وہاں کیا دل لگی ہوتی ہے۔ یہ صلاح کر کے دو دو سو عیار دونوں نے اپنے ساتھ لیے اور آپ اسی صورت پر مکار و غدار کی بن کر عیاروں کی شکلیں' بدلوا دیں۔ ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا۔ پہلے لشکر سے نکل کر صحرا میں آئے۔ پھر وہاں سے لشکر لقا میں پہنچے۔ اس نے خبر سن کر لوگ بہرا استقبال بھیجے۔ ان کا لشکر بھی قریب افواج کوہیاں اترا۔ یہ دونوں سامنے خداوند کے گئے۔ بنا برد ستور کے نذر دی۔ تسلیم کی سجدہ نہ کیا۔ لقا سمجھا کہ یہ کوئی اور دین رکھتے ہیں۔ پونے دو سو خداؤں کو نہیں مانتے ہیں۔

یہ سمجھ کر بخیریت تمام ان کی طرف دیکھنے لگا۔ یہ اس کی نگاہ پہچان گئے کہ سجدہ کے لیے ناراض ہے۔ پس اپنی جگہ سے اٹھ کر سامنے آئے اور دست بستہ عرض کیا: "یاخداوند ہم نرے سپاہی اور عیار ہی نہیں ہیں۔ بلکہ آپ کے دین کے عالم ہیں۔ وہ کتابیں جو آپ نے معرفت اپنے پیغمبروں کے ہم بندوں کے پاس بھیجیں وہ سب ہمیں یاد ہیں۔ چنانچہ ہر جگہ اس کتاب میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہیں۔ وہ میرے بندے ہر گز نہ کریں۔ مسلمان غسل کر کے اور وضو کر کے اپنے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ میرے بندے بحالت نجاست مجھ کو یاد کریں۔ جب نجس العین ہوں گے اور سجدہ کریں گے' تو میں قبول کروں گا۔ پس ہم سفر میں تھے نوبت بفعل بد نہیں پہنچی۔ اس وقت تک پاک ہیں۔ اس لیے سجدہ نہیں کیا۔" لقا نے کہا: "اے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان نہ کرو۔ واقعی تم میرے دین کے بہت بڑے عالم ہو۔" غرضیکہ

ابوالفتح نے پشت پر سے نعرہ کر کے ایک دھول ماری۔ ادھر چالاک نے نعرہ کیا اور اس کا نیچہ خالی دینے کو پچھلے پاؤں اڑ گیا۔ اتفاق سے اس پتھر پر پاؤں اس کے پڑے جو دربارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اسی پتھر کو بوسہ دیتے ہیں۔ چنانچہ اس سنگ پر جو پاؤں پڑے پھسل کر گرا۔ عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے۔ صدہا کندیں پڑ گئیں۔ چالاک نے ہر چند چاہا کہ لوٹ مار کر اور حلقہ ہائے کمند کو کاٹ کر نکل جاؤں' ممکن نہ ہوا۔ آخر پکڑ لیا گیا۔ مگر ابوالفتح اس ہنگامہ میں جست کر کے نکل گیا اور غلغلہ جو ہوا ان کے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے۔ وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کدھر سے سب نکل گئے۔ بارگاہ میں منصور کے ہاتھ پاؤں منہ دھلایا۔ صورت نکل آئی۔ گلگوں بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا۔ اس وقت بختیارک سوچا کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمرو کا مارا گیا' تو عیار تجھ کو زندہ نہ چھوڑیں گے۔ تجھے لازم ہے کہ یہاں سے ٹل جا۔ یہ سمجھ کر اس عیار سے کہا: "ٹھہر جاؤ' یہاں سے میں جالوں تو قتل کرنا۔" وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکل کر اپنے خچر پر سوار ہو کے جانب خیمہ سکونت خود چلا۔

ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے ان میں سے قاسم تنگ روا عادی کہ قوم عار سے ہے اور عمر سعدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہیں۔ ان کا عیار ہے اور یہی ایسا عیار ہے جو ایسے جسم پہلوان قوم عار کا پشتارہ اٹھاتا ہے۔ اس عیار کو ابوالفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہے' عمرو کی صورت سے۔ کس لیے کہ بھانجا ان کا ہے۔ پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمرو کی سی بنا۔ ادھر قاسم عیار دیو بن کر تیار ہوا۔ سر پر سینگ لگائے۔ پر لگائے دم لگائی۔ چہرہ مہیب منہ پر چڑھایا۔ ایک ہونٹ تا پچشم پہنچا ہوا' دوسرا سینہ تک لٹکا ہوا۔ زنجیر آہنی کمر سے لپیٹی۔ جب یہ شکل بن چکا۔ دو پر اپنے شانوں پر لگا کر ابوالفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدھر سے خیمہ بختیار قریب تر ہو' صحرا میں جا کر جست دس دس گز کی کرتا ہوا' جیسے کوئی اڑتا ہے۔ خیمہ شیطان میں آ کر گرا۔ وہ خیمہ میں آ

ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک کو چھوڑ دیا۔ جب وہ چھوٹا۔ ابوالفتح جو ساتھ آیا تھا۔ اس نے نعرہ کیا۔ گلگون پھر نیچہ پکڑ کر دوڑا۔ مگر اب ان کو کب پاتا ہے۔ دونوں جست کر کے نکل گئے۔

URDU4U .COM

گلگون نے کہا: "ملک جی' تم نے ان کو میرے ہاتھ سے کھویا۔" اس نے کہا: "خیر گذری ورنہ بڑی آفت تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ وہ آ گئے' مگر نہیں وہ نہ تھے۔" اس نے پوچھا: "کہ "یہ وہ آ گئے' تم کس کو کہتے ہو۔" اس نے جواب دیا کہ" بس بات کو یہیں تک رکھو' زیادہ نہ پوچھو' نہیں اور آفت آئے گی۔" گلگون نے کہا: "خیر معلوم ہوا کہ عیار یہاں بلائے روز گار ہیں' مگر میں سب کو باندھ لاؤں گا۔ اب تم میرے مقدمہ میں دخل نہ دینا۔" یہ کہہ کر مصروف عشرت ہوا۔ ادھر ملازمان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار کو لینے چلے تھے' وہاں آئے کہ جہاں باغ سحر لگا تھا۔ اب جو دیکھا کہ اس باغ اور اس ملکہ مذکور کا بھی پتہ نہیں' مایوس ہو کر پھر گئے۔ بادشاہ سے جا کر عرض کیا: "اب وہاں باغ نہیں اور نہ وہ ساحر ہے۔"

بادشاہ خاموش ہو رہے۔ لیکن بہار باغ سحر لگا کر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا ہٹا کر جانب کوہ عقیق ہو گئی اس لیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اسلام ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجو۔ بادشاہ اسلام نکلیں تو دیکھ لوں۔ دل سینہ میں طپان لب پر جوش عشق سے فغان' آنکھیں چار سمت نگران' دیدار محبوب کی جویان۔ سر کوہ پر فرہاد وار کھڑی ہوئی اور تلاش شیریں دہن کرنے لگی۔ قضائے کار ایک ساحر گوہر جادو نام کہ اس حوالی میں طلسم سے آ کر رہا تھا۔ اس طرف آ نکلا اور اس نے اس ملکہ با ابرو غریق بہر محبت کو حیران و استادہ پایا۔

ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا' ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا۔ شناخت کر کے قریب آ کر سلام کیا اور عرض کیا: "حضور کہاں اکیلی کھڑی ہیں۔" ملکہ کو اس سے کیا خوف تھا۔ ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ نہ جانتی تھی اس کے پوچھنے سے گویا ہوئی: "میں شریک اہل

نشہ بیہوشی کا وفور ہوا۔ تکیہ پر سر رکھ بیہوش ہو گئی۔ اس کے حسن و جمال پر وہ مفتون تھا۔ قاصد ہوا کہ حالت بیہوشی میں شیشہ عصمت سنگ ظلم سے توڑے' بے حیائی سے منہ نہ موڑے۔ لیکن حق تعالیٰ جس کو بچائے۔ اس کو کون بے آبرو کر سکے۔ اس مفسار کو خیال آیا کہ معشوقہ شاہ طلسم ہے۔ مبادا اس کے پاس جا کر وصل اس کا منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اس کے یہ خود زبردست صاحب ملک و لشکر ہے نہیں معلوم بعد کو کیا حال کرے۔ پس لازم ہے کہ اس کو بادشاہ طلسم کے پاس لے چلوں اور اس سے مانگ لوں۔ پھر خیال کیا کہ طلسم شاہ اس کا عاشق ہے۔ وہ تجھے نہ دے گا اور وہ بھی اس کے بحر محبت کا شناور ہے۔ من منازل سخت و صعب بہت پڑیں گے۔ لشکریان اسلام چھین لیں گے۔ اس سے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس لے جاؤں۔ وہ قریب بھی ہیں اور دے بھی دیں گے اور ان کے دینے سے بادشاہ طلسم بھی کچھ نہ کر سکے گا۔ یہ سمجھ کر ملکہ کو سحر میں خوب سا مسحور کر کے کاندھے پر لاد کر بزور سحر اڑا اور ایک ہی سناٹے میں قریب قلعہ عقیق پہنچا۔ یہاں بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہیں۔ انہیں کا ذکر ہو رہا تھا کہ علامت سحر برپا ہوئی اور یہ آ کر بارگاہ میں پہنچا۔ سب نے دیکھا کہ اک ساحر بہار کو لا دے لاتا ہے۔ غرضیکہ اس نے ملکہ کو سامنے رکھ دیا اور خداوند کو سجدہ کیا۔ پھر دست ادب باندھ کر تمام کیفیت معرض بیان میں لایا۔ لقا نے کہا: "اے بندہ قدرت تو نے بڑا کام کیا ہے جو اس کو گرفتار کر لایا۔" اس نے عرض کیا: "امیدوار ہوں کہ یہ مجھ کو مرحمت ہو۔" لقا چاہتا تھا کہ کہنے دو ہم نے تجھے دیا۔" لیکن بختیارک بولا: "یاخداوند یہی وہی باغیہ ہے جس نے باغ سحر لگایا تھا جلد اس کو بحالت بیہوشی قتل فرمایئے اور اس ساحر کو کوئی حوریہ جنت دے دیجئے گا۔" لقا نے اس ساحر سے کہا: "یہ بندی واجب القتل ہے۔ ہم تجھ کو حور جنت دیتے ہیں۔ اس کو قتل ہو جانے دے۔" ساحر چپ ہو رہا۔ اور اس نے حکم قتل دیا۔ جلاد طلب ہوا۔ لشکر میں غلغلہ ہوا کہ بہار پھر قید ہوئی خداوند لقا قتل ہوتی ہے۔

عیار جو بھاگ گئے تھے۔ بشکل مبدل لشکر میں پھر رہے تھے۔ انہوں نے بھی سنا اور چالاک بہت جلد صورت جلاد بنا۔ چہرہ سیاہ کیا۔ مہیب صورت ہو کر دھنا باندھ کر چوڑہ تیغہ باڑہ دار ہاتھ میں لیا۔ ہار۔ ناک و کان کٹے ہوئے کا' گلے میں پہنا۔ رومال تیغہ کا خون پونچھنے کا۔ کاندھے سے لٹکایا کہ اس میں سے خون تازہ کی بھیک پیدا تھی۔ غرض اس صورت سے بارگاہ میں آیا۔ وہاں جلاد تو طلب ہی رہا تھا۔ اس نے آتے ہی اشتمام کیا کہ اس شخص کا باپ جلاد' دادا جلاد و سات پشت سے گردن کاٹی۔ روٹی کھاتا ہے کون گہنگار ہے' جلد بتایئے کہ ایک ہی ہاتھ میں رشتہ جان جدا کر دوں۔" بختیارک نے کہا: "یہ زن ساحرہ جو غافل پڑی ہے۔ مار اس پر اک ہاتھ کہ سر جدا ہو جائے۔" جلاد نے کہا: "ہوشیار کر دیجئے اس کی خواہش دلی پوچھ لوں۔" اس نے کہا: "ضرورت ہوشیار کرنے کی نہیں ہے۔ جلد قتل کر۔ جلاد نے کہا: "بہتر ہے۔" اور گوہر سے کہا: "آپ ساحر ہیں ذرا میرے پاس آ کر انتظام کیجئے کہ کوئی عیار دوست دار آ کر مجھ کو ضرر نہ پہنچائے۔" وہ اس کلمے سے اس کے پاس آیا اور سحر پڑھ کر حصار کرنے لگا۔ جلاد با تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا کہ: "دیکھیے خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہیں۔" گوہر لقا کی طرف دیکھنے لگا۔ جلاد نے اس زور سے تیغہ بیاض گردن پر مارا کہ سر قلم ہو کر تخت خداوند کے پاس جا گرا اور غلغلہ اس کے مرنے کا برپا ہوا۔ آندھی آ گئی۔ تاریکی ہوئی۔ جلاد یعنی چالاک نے اسی ہنگامہ میں ناک میں بہار کی جلدی سے دوا رفع بیہوشی کی بھر دی تھی۔ اس کو چھینک آئی اور ہوشیار ہو گئی۔ پوچھا کیا ماجرا ہے۔" اس نے کہا: "یہاں سے نکل چلو' تو بیان کروں۔" یہ کہہ رہا تھا کہ عیارا اور سردار لقا تیغے کھینچ کھینچ کر آ پڑے۔ بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہیں ہے۔ یہ سمجھ کر چالاک کو بزور سحر پنجہ میں داب کر اڑ گئی اور اڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہو گیا۔ سردار و عیار بھاگ کر بارگاہ کے نکل گئے کہ ضرور کچھ آفت آئے گی۔ ادھر بختیارک ناچنے لگا۔ صل علی پڑھتا جاتا تھا۔ لقا تخت کے نیچے چھپا تھا باہر جو سردار بھاگ کر گئے۔ لشکر میں غلغلہ ہوا۔ کمر بندی ہونے لگی۔ دکانیں بند ہو گئیں۔ رعایا

بھاگی۔ مختصر یہ کہ بعد لمحہ کے تاریکی دور ہوئی۔ یعنی بہار نے یہی سحر کیا تھا کہ میں نکل جاؤں۔"

اس وقت یہ اندھیرا موقوف ہوا۔ جب وہ اندھیرا مٹا۔ شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا۔ سردار وغیرہ بارگاہ میں آئے۔ لشکر میں امان ہوئی۔ لقا نے کہا: "اے بند گان قدرت' اس وقت شیطان نے اس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور میں اسی کو حوالہ ساحر کرنا چاہتا تھا۔ میری مشیت میں شیطان نے دخل دیا۔ دریائے غضب میرا جوش زن ہوا۔ دیکھا تم نے کہ ذرا سے میرے خلاف امر کرنے سے کیا حال ہوا۔" یہ سن کر سب عرض پیرا ہوئے: واقعی سچ تو ہے تو برحق خداوند ہے۔ تیرے خلاف کسی کی مجال ہے جو کرے۔ سب تو معترف بعجز و قصور تھے اور بختیارک دل سے اپنے کہتا تھا: "جھوٹے پر لعنت ہے۔" لیکن لوگوں کا اعتقاد جمانے کو کہتا تھا کہ "حقیقت میں یا خداوند مجھ سے خطا ہوئی جو آپ کے کلام کو رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانہ خداوند میں دخیل کیا۔ سب اپنے دل میں لرزاں تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب درگاہ ذرا سے دخل دینے میں معتوب ہو گیا' تو ہماری کیا لیاقت ہے۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طبل بشارت کی صدا کانوں میں آئی۔ اہلکارے دوڑے خبر لائے کہ امیر توقیر سرمہ کو ہی لیے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے۔ گلگون یہ خبر سن کر دوڑا کہ میں حمزہ کو دیکھوں کیسا ہے۔ چنانچہ سر راہ آ کر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہیں۔ اشقر کو بادشاہ نے روانہ کیا۔ امیر سوار ہیں پشت پر لشکر کو چلتہ پوش گرز بردوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت حمزہ کی ہے۔ جس طرح کا تو گرفتار کر لایا تھا۔ اس کو بڑا صدمہ ہوا کہ میں سخت دھوکا کھایا چنانچہ امیر بگروہ وہ سرداران داخل بارگاہ ہوئے۔ بادشاہ کو تسلیم کی۔ بادشاہ نے نیم قد اٹھ کر تعظیم دی۔ آپ دنگل پر بیٹھے۔ سرمہ نے شاہ کو نذر دی۔ خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا۔ دنگل بیرون چہل ستون ملا۔ اس نے دست چپ میں بیٹھنا قبول کیا۔ مالک اژدر جانشین دست چپ اس سے بغل گیر ہوئے اور باعزاز تمام بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا۔ اس نے جام مے

ارغوانی دیا۔ ناچ سامنے ہونے لگا۔

یہاں تو سب عشرت پذیر ہیں' لیکن بہار نے صحرا میں لا کر چالاک کو اتارا اور حال پوچھا۔ اس نے کہا: "ایک ساحر تمہیں پکڑ لایا تھا۔ لقا حالت بیہوشی میں قتل کیا چاہتا تھا کہ میں نے جا کر اس ساحر کو مارا۔ اس کے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گوہر جادو کو۔ آگے مجھے حال معلوم نہیں۔" یہ کہہ کر کہا: "بادشاہ لشکر اسلام نے تمہارے آنے کو سردار بھیجے تھے۔ تم کہاں گئیں تھیں۔" ملکہ مذکور نے سارا مکر گوہر کو بیان کیا اور کہا: "اب چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہو گئی۔ اب ذرا میں لقا کا مزاج پوچھنے جاتی ہوں۔" یہ کہہ کر اڑ گئی۔ چالاک سمجھا کہ کسی کام کو شاید بارگاہ لقا میں یہ پھر جائے گی۔ یہ سمجھ کر یہ بھی جانب لشکر چلا۔ خبر ہر کارے سے بعد سجدہ و سجود عرض پیرا ہوئے کہ: "عارض کو ہی نام بادشاہ قلعہ مرتاضیہ پہلے اپنے بھائی حسام کو ہی کے پاس گئے تھے۔ جب انہوں نے سنا کہ برادر مذکور خدمت خداوند میں گئے تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کر کے یہاں آئے ہیں۔ داخل ہوا چاہتے ہیں۔" اس خبر کو سن کر لقا نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ کوہی مذکور بشوکت و منزلت داخل بارگاہ ہوا۔ لشکر اس کا متصل فوج برادر خود اترا اس نے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہن کر یہ بیٹھا۔ اپنے بھائی سے مستفر ہوا: "تم نے حمزہ کو گرفتار کیا تھا' وہ کیا ہوا۔" اس نے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کی وجہ سے چھوٹ گیا۔" یہ سن کر وہ ہنسا اور کہا: "میں ابھی پکڑے لاتا ہوں۔ میرے نام طبل بجوائیے۔ حسام عرصہ سے آیا ہوا تھا۔ اس کو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو۔ اس کے کہنے سے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کار پردازوں نے اتنے دن باقی تک تامل کیا جس دم سرمہ سواد شب دیدہ شاہ کوہستان افلاک میں اور عارض پر نور دہر تاریک ہوا کہ بتقضائے ابیات

قضارا طاقت مہر جہاں تاب
ہوئی غائب نظر سے جس طرح خواب

چراغ و شمع کے رخسار چمکے
URDU4U.COM
طلسمی نقش ہر دیوار چمکے

سر شام نقارہ جمشیدی پر چوب پڑی۔ دنیا دہلنے لگی' جو اسیس لشکر اسلام شاہ گردوں پائے گاہ کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہو کر بعد ثنا خوانی عرض پیرائے اخبار نواخت طبل حرب ہوئے۔ یہاں بھی برابر دستور کے طبل بجاء صدائے طبل اسکندر نے بالائے ارض وغیرہ میں تہلکہ ڈال دیا۔ بہادر تیاری جدال و قتال کرنے لگے۔ جلاوت شعاراں کوہ تمکین فرہاد دار عاشق نام و ننگ ہو کر جان شیریں قدا کرنے پر مستعد ہوئے۔ اس لیلیٰ شب کے یہ دیوانے تھے۔ جس میں روز جنگ کے افسانے تھے۔ تیغ تیز دشت و جدال میں مجنوں کی طرح رواں دواں ہونے پر تیار۔ سوار سپر سے نشان خون سودا زدہ الفت شجاعت اظہارنیزے بصورت آہ عاشق و سرکشی و بلندی پر آمادہ علم بسان وحشیان سر کشادہ صدائے بوق و نفیر سے نالہ فغاں عاشقان نا پرس جرات کا نشاں نگاہ تیر مد معشوق کے مثل آبدار۔ و تند خنجر جانستان بصورت مژگاں جاناں' تیروں کے پیکان جانبین میں یہی غلغلہ بگیرو بند برپا تھا۔ گویا تمام عالم میں ہنگامہ تھا اسی ہنگامہ قیامت خیز میں بہار جو چلی تھی۔ لشکر لقا میں آ کر پہنچی۔ یہاں جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہے اور سامان حرب ہو رہا ہے۔ اس کا قصد تھا کہ لقا اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لوں۔ سحر کر کے سب کو دیوانہ بناؤں' مگر ماجرائے جنگ معلوم کر کے تامل پذیر ہوئی۔ خیال آیا کہ کل میدان میں تمام لشکر لقا کا جمع ہو گا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہو گی۔ اس خرابدیہ ضلالت کو اس وقت دیوانہ بنانے کا لطف ہے۔ یہ سمجھ کر ملکہ مذکور لشکر سے واپس ہو کر ایک پہاڑ پر گئی۔ ازبسکہ ایک بار دھوکا گوہر سے کھا چکی تھی بنا پر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اس پہاڑ

پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلوریں بن کر تیار ہوا۔ یہ غنچہ نود میدہ گلزار رعنائی اپنا دل داغدار لیے' اس میں داخل ہوئی اور لب نہر جواہر کے بنگلے میں بیٹھی۔ سیر گل و لالہ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق میں آنسو بہاتی تھی۔ بے تابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی

سہے جاتے نہیں رنج جدائی
دہائی سے دہائی ہے دہائی

نہ سمجھے تھے مبارک باد دے گی
ہمیں اے چرخ تیری کج ادائی

مقرر وہ بھی کوئی جفا دوست
بتائی جس نے رسم آشنائی

نہ پوچھو بے نصیبوں کی شب وصل
رہا ہر دم لحاظ پارسائی

وہ بدظن مجھ سے شرم عرض مطلب
بہت مشکل سے اب ہو گی صفائی

نسیم اس درجہ تم کیوں گڑ گڑائے
نہ تھی قبضہ میں کچھ ان کے خدائی

یہ فراق دیدہ یار جام الفت سے سرشار' رات بھر اسی باغ پر بہار میں رہی۔ یہاں تک

کہ بہار شب انجم خزاں ہوئی اور گلستان دہر میں نسیم سحر نے گلہائے نرگستاں دیدہ عالم شگفتہ فرمائی کہ

کہ شب کا سایہ دامن نہ پایا
سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا

URDU4U.COM

اٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار
سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر درود لشکر میدان رزم میں معلوم کر کے مسجد کر پاس میں آ کر امیر نامور سے حال کہا۔ امیر نے اشارہ کیا۔ خادم نے مصلا لپٹا اور صندوق اسلح سامنے آیا۔ خود جناب ہو درزہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرما کر نیچہ سہراب یل تیغہ صمصما و قمقام نیزہ سام بن نوح سپر گر شا' سب کمان صالح گرز سام بن نریماں تمام ہتھیار لگا کر مکمن مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہو کر خانہ زریں کو پشت اشقر کے مثل خورشید منور و روشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستانے فلک نشان بادشاہ ذی شان پر آ کر ٹھہرا۔ وہاں تمام سردار جمع تھے۔ امیر ٹھہرے۔ بعد لحہ کے صدائے بسم اللہ بلند ہوئی۔ باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل اللہ کے تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا۔ جب میدان قتال میں پہنچے' آمد لقا و کوہیاں سے میدان پر غبار دشت تیرو تار ہو گیا۔ آخرالامر زمین ہموار کر کے گرد و غبار پانی سے بٹھا کر صفوں کو آراستہ کیا۔ نقیب نقابت کر کے ہٹے۔ عارض نے گینڈا اپنا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھ کر رجز خوانی شروع کی۔

بعد رجز خوانی نہیب دی کہ "اے گردن نشان وزیر دستان کون ایسا ہے تم میں جو آ کر میرا نبرد ہوا۔ اگر آئے تو ایک ہی حملہ میں گرد برد ہو۔" سنتے ہی دست چپ سے

مرکب اپنا سرمہ کو ہی نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا۔ بادشاہ نے خلعت دے کر سپرد بخدا فرمایا۔ وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا اور تگاور زن ہوا۔ مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹ کر بڑھے۔ عارض نے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ اس کا تاکا اور نیزہ حوالے کیا۔ اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سنان پر روکی۔ گھوڑا اور گینڈا چل پھر دکھانے لگا۔ تتق گرد بندھ گیا۔ جو بند اس نے باندھا تھا۔ اس نے کھول دیا۔ گھوڑا اس کا عرق عرق' گینڈا اس کا پسینے میں غرق تھا۔

جب تمام ہتھیار چل چکے اور نوبت شمشیر آبدار آئی۔ عارض نے تیغ گر انبارو دونوں ہاتھ سے تھام کر رکابوں میں پاؤں جمائے اور قد راست کر کے خبردار خبردار کہہ کر سر پر تیغہ لگایا۔ زبان پر ایک بار یا خداوند لقا آیا۔ سرمہ نے تیغہ سر پر آتے دیکھ کر گھوڑا اڑ یا کہ زیر بغل اس کے جاؤں اور بند دست پر ہاتھ ڈال دوں گھوڑے نے طرارہ بھرتے وقت سکندری کھائی۔ اس نے باگ کھینچ کر اس کو روکا۔ اس اثنا میں تلوار اس کی پڑی۔ اس بہادر نے عجلت میں سپر سامنے کر دی۔ لیکن تلوار اس کی سپر کو کاٹ کرتا دو ابرو اتری۔ خون بہہ کر منہ پر آیا۔ داستانہ مارا کہ تلوار تو نکلی مگر داستانے قلم ہوئے اور کلائیاں مجروح ہوئیں سر اس بہادر کا ہرنے پر زین کے جا لگا۔ اس نے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ فولاد کوہی لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ میں آ گیا اور اس بہادر سے کہا: "تلوار کا کام کاٹنا ہے۔ جس کا ہاتھ پورا پڑا اس نے کام لیا ہے اے سرمہ تم سرخرو ہو چکے۔ اب پھر جاؤ تم واقعی داد شجاعت دے چکے۔"

یہ کہہ کر اس کو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اس نے وہی تیغ خون چکان ہاں ہاں کر کے اس کے سر پر بھی لگائی کہ لے تیغ تم بے دینوں کے خون کی لذت پا چکی ہے۔ فولاد نے بھی الجھا دے سے ہاتھ نکال ڈھال چہرہ پر پناہ لی' لیکن وہ تیغ کب رکتی ہے۔ گردہ سپر کاٹ کر کاسہ سر میں در آئی۔ اس نے تلوار کو سر سے بدر کر کے شدہ تخت الجنگ سے زخم سر باندھا' مگر زخم ایسا کاری لگا تا تھا کہ غش طاری ہوا۔ لشکر اسلام سے ناصر کوہی نے گھوڑا اڑا کر اس کو بھی پیچھے ہٹایا اور اس کے

مقابل آیا۔ اس نے بھی سنبھلنے نہ دیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو بتلا کر سر پر مارا کہ یہ بھی زخمی ہوا۔ اور آفت کو ہی لشکر اسلام سے آ پڑا۔ فرداً کہاں تک بیان کیا جائے خوف طوالت داستان مانع ہے۔ دس کو ہی اس کے ہاتھ سے زخم نصیب ہوئے اور پھر اس نے نعرہ ہل من مبارز بلند کیا۔ اس وقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ تورج بن بدیع صف سے نکلے۔ بادشاہ سے خلعت رخصت پا کر جانب میدان بڑھے۔ اس وقت شہزادہ موصوف کے جمال جلال پر ترک فلک قربان تھا۔ دیدہ مہر سے بحسرت نگران تھا۔

جب قریب عارض پہنچے اس کی تو وہ چوٹ منجگٹی تھی۔ فوراً شمشیر حوالہ فرق مبارک شہزادہ ذی توقیر کی' یہ فرزان امیر میں سے ہیں۔ ہمہ تن چشم بن کر لڑتے ہیں تلوار اس کی ذرا سی باگ پھیرنے میں خالی دی اور جب وہ جھونک کھا کر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹ گیا تھا۔ بغصہ تمام تر چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہے۔ شہزادے نے تیغہ کھینچا اور نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب دہنے پر چڑھا کر ہاتھ مارا عارض سمجھا کہ یہ تیغ تیز خانہ جسم سے روح کو گریز کرا دے گی۔ نقشہ ہستی مٹا دے گی یہ سمجھ کر کفل کر گدن پر کھسک گیا اور سپر کو سامنے کر دیا۔ تلوار نے شہزادے کی سپر کو کاٹ کر حریف کو نہ پایا تو گینڈے کا سر قلم کیا اور زمین پر آ کر بوسہ دیا عارض و گینڈا دونوں تہہ و بالا ہوئے۔ تتق گرد گھوڑے کی چل پھر سے ایسا بلند تھا کہ ہمراہیاں عارض اپنے افسر کو گرد میں دیکھ کر سمجھے' شاید دو ٹکڑے ہو کر گرا ہے یہ سمجھ کر لینا لینا کہہ کر چلے۔ اس طرف سے اہل اسلام بڑھے دو دریائے لشکر جوش زن ہوئے تھے۔ غول بڑھ کر گروہ گروہ چلے تھے۔ تلواروں کے بیڑے کھلے تھے۔ قبضوں میں ہاتھ پڑے تھے کہ بختیارک سمجھا ایک کو ہی کے بھروسے پر حمزہ سے لڑنا مفت بھاگنا پڑے گا۔ اسباب و لشکر سب تباہ ہو جائے گا۔ یہ سمجھ کر حکم نواخت طبل بازگشت دے دیا۔ ہر چند عارض پکارا: "ارے کیا کرتے

ہو۔ میں زندہ ہوں۔ مرکب اور لاؤ کہ لڑائی فتح کروں اور داد مردانگی دوں۔ مگر کسی نے کہنا نہ سنا۔ طبل امان لشکر میں بج گیا۔ امیر و بادشاہ تو رج پر سے زر نثار کرتے پھرے۔ ادھر عارض پر سے لقا گوہر نچھاور کرواتا واپس ہوا۔

URDU4U.COM

ہنوز دونوں لشکر مقام فردگاہ پر نہ پہنچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑوں سے پیدا ہو کر لشکر لقا پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈی چلی کہ تمام لشکر مست ہو کر جھومنے لگا۔ یہ ابر سحر ملکہ بہار کا ہے کہ رات سے آمادہ جنگ تھی۔ اس وقت جب بہادر لڑ چکے تو اس نے جنگ آغاز کی۔ ہر چند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کر کے محو حیرت بنی تھی۔ انشاء اللہ حال ملاقات عاشق و معشوق آگے بیان ہو گا۔ اس وقت بیان عاشقی مطلب خبط کرے گا۔ فی الجملہ جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اس کو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہو کر لشکر کو مست بنایا۔ اس ابر میں سے ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کے لیے بند ہو گئی۔ پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جابجا ساؤنی پھولی ہے۔ عروس دشت کی سرخ اوڑھنی ہے اور ابر بہار پر سر لالہ زار چھایا ہے۔ اودے دوپٹے میں جیسے لچکے کی تیلی ہے۔ ہوا سرد غنچہ دل شگفتہ کرتی ہے اور جہاں دیکھے طائران خوش نواز مزمہ پیرا ہیں۔ بہار کے مدح سراہیں۔ استاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہے کہ طوطیاں زمردیں بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہے۔ دمبدم وہ بہار ترقی پذیر ہے۔ ہوا سبزے کی شیر ہے۔ کہیں گلگون نے خاطر گلزار بہشت میں رشک کی آگ بھڑکائی ہے کہیں لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہے۔ کہیں سوسن کی اوداہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہے کہیں سنبل زلف دلدار کو پریشان بناتی ہے۔ پیچ و تاب میں لاتی ہے۔ چمن چمن' خیاباں نرگس و یاسمن تیار ہیں۔ سراسر رنگین و پر بہار باغ عالم میں ایسا گلستان رنگین۔ خواب میں بھی کسی نے نہ دیکھا تھا۔ یہ نقشہ تھا۔

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر
عجب جوبن پہ تھے سب غنچہ تر

URDU4U.COM

کوئی گل تھا بہ شکل جام لبریز
کہیں پتے تھے یا شبنم گہر ریز

کسی کا رنگ مثل روئے جاناں
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہماں

کوئی مصروف خنداں صورت یار
کوئی مانند عاشق سینہ افگار

نوا سنجی میں طاؤسان خوشرنگ
تلذذ زمیں کشور خاطر تنگ

ترنم ریز مرغان خوش الحان
کہیں فریاد بلبل مرثیہ خوان

اس بہار جانفزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیئے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجائے آلات حرب ستار اور بانسری اور ڈفلی چنگ دائرہ دف ہاتھ میں لیا اور تعریف شراب میں اشعار زبان پر جاری کئے۔ ان پر یہ کیفیت طاری ہے کہ بختیارک و سلیمان و حسام و عفر و عارض و منصور گلگوں کھڑے ہو کر ناچنے لگے۔

لقا بھی پکارا: "اے بند گان قدرت! میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آج از سر تاپا ننگا ہوں اور تم سب کو برہنہ کر کے ناچوں۔" یہ کہہ کر پیرہن اپنا تار پھینکا۔ سب نے اپنا

جسم برہنہ کیا اور اس میدان میں اچھلنے لگے۔ اب وہ ہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیاں اچھلنے لگیں۔ کیچڑ ہر ایک نے منہ پر ملی۔ میخانے اٹھ آئے۔ شراب کے دور چلنے لگے۔ اس حالت بیخودی میں کبھی اپنے سر پر جوتیاں لگاتے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے

URDU4U.COM

مے گلرنگ سے اب زندگی ہے
ارم ہے وہ جہاں دل کی خوشی ہے

رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم
بنا وہ کام کب آئے جہاں شرم

بہار فضل گل ساقی پھر آئی
دل توبہ گزین نے منہ کی کھائی

لگا دے بے تامل لب سے ساغر
کروں احساں نیا پیر مغاں پر

بنے تسبیح اب موج مے ناب
کروں شیشوں کو جائے سجدہ آداب

اٹھا کر رکھ دیا ایماں سر طاق
کہ خوش ہو شیخ یا گزرے اسے شاق

جب تمام لشکر اس عالم میں مبتلا ہوا۔ وہاں نیا لطف پیدا ہوا۔ یعنی اس گھٹا میں سے پھر

ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھ جھپک گئی۔ پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ بیچ چمن ستان میں ایک میخانہ سجا ہے۔ نشاط آگیں و سرور آفزا ہے نیا جوبن اور طرفہ تماشا ہے کہ

URDU4U.COM

جو حاضر تھیں پرستاران گلفام
دھرے بھر کر انہوں نے شیشہ و جام

بھری اس میں شراب ارغوانی
حیا سے زعفراں کا رنگ پانی

عجب شیشے سے نکلا پھوٹ کر رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ

چنی کشتی میں گلدستوں کی صورت
مصفا وہ نہ تھی جس میں کدورت

ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
فدا ہر جام پر تھا نام جمشید

چوکا تختوں کا بچھا تھا۔ کشتیاں رکھیں تھیں گلبیاں چنیں تھیں۔ مسند پر ایک ساکن متوالی ادا' نشہ شراب میں چور کیف حسن آنکھوں میں بھرا' چھاتیوں سے رس ٹپکتا' لب نازک سے بادہ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی دار گردن میں پان کی پیک نمایاں یا شیشے میں لبریز شراب ارغوان آنکھیں خم خانہ حسن آبرو محراب میخانہ حسن رخسار سرخ بادہ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قلعہ دار بموجب ابیات

قمر صورت سراپا حور چہرہ
ضیا میں تھا وہ رشک نور چہرہ

رقم ہو آبروؤں کی کس سے تفسیر
URDU4U.COM
ورق پر نور کے مصرعہ ہے تحریر

صفت کیا شاعران آنکھوں کی لکھے
کہ دو آہو تھے وہ دشت ختن کے

وہ بینی تھی چراغ حسن کی لو
فدا اس پر الف اعجاز کے سو

لب گلرنگ نازک برگ گل سے
نہ دانتوں کو در شہوار پہنچے

سراپا جسم سے پیدا نزاکت
بلا کا قد بالا تھا قیامت

بھرا ہر اک سخن میں اس کے اعجاز
اڑائے اس نے معشوقانہ انداز

اس میخانہ کی آرائش دیکھ کر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوئے چلے اور منت کش اس ساقن کے ہوئے

میں صدقے اے میرے ساقی کدھر ہے
کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے

URDU4U.COM

کہاں تک آبرو کا پاس ساقی
کہ بے خط ہے بہار عمر باقی

ہٹا ساغر ملا منہ سے سبو کو
ذرا خوش کر ہماری آرزو کو

مزا رکھتا نہیں بے کیف جینا
تمنا ہے کہ برسے ابر مینا

ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے
مرے دامن سے مے چھن چھن کے ٹپکے

جدائی تجھ کو بھی بھاتی ہے ساقی
جو مے ہم تک نہیں آتی ہے ساقی

سنبھل تو بھی کہ بپھرا دل ہمارا
اشارہ کر رہا ہے یوں اشارا

ادوبین آج آغوش سبو میں
بلائے فرق آئے آبرو میں

اسی طرح بکتے ہوئے قریب اس مے خانے کے پہنچے۔ اس ساقن نے افسروں کو اپنے

دست نازک و رنگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریوں کو کنیزوں کو شراب پلانا شروع کیا۔ مگر میخواروں کی "لاؤ لاؤ" سے گھبرا کر خمہائے شراب سامنے رکھ دیں کہ انہوں نے آپ پینا آغاز کی۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر میں جو قدم رزیل سے بھرتی تھے وہ تو ٹھرا اڑانے لگے اور جھنڈا اڑانے لگے۔ ارے ہاں میاں کا شور مچانے لگے۔ کوئی جو نسل جلیل کے تھے وہ غزل و اشعار عمدہ گاتے تھے۔ باہم دھول دھپا جوتی پیزار لڑتے۔ ہو حق کرتے خنجریاں اور دف بجاتے گالیاں گاتے لنترانیاں اڑاتے تھے۔ یہ زبان پر لاتے

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ
بھٹی پر ہیں یاروں کی جم گھٹ

تیری ادا کے ہم دیوانے
شمع رخ کے ہیں پروانے

پیاری ساقن جانی ساقن
اللہ رکھے تیرا جوبن

جام پلا دے جام پلا دے
آج ہمیں متوالا بنا دے

گانٹھ گرہ میں نہیں کوڑی
صدقے تجھ پر اپنا ہے جی

دل میں یہی ہے تجھ سے لپٹیں

تیرے ہونٹ کو خوب سا چوسیں

خم میں مے کے دل ہے ڈوبا
بن کے بط مے ماریں غوطہ

ساقن ہم ہیں گلے کا ہار
غوطہ مارا پلے پار

URDU4U.COM

لت پت ہوئیں اچھلے کیچڑ
سر ہو نیچے ٹانگیں اوپر

دختر زر کے گائیں سہاگ
اپنی ڈفلی اپنا راگ

آئی بہار کھلے ہیں پھول
ساقن کیوں گئی ہم کو بھول

پہلے لقا کے ہم تھے بندے
اب تو کرم کر ہم پر چندے

اپنا کیا ہے سب بھر پایا
جب سے دل ہے تجھ پر آیا

اسی طرح مز خرفات جیسا میں نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا' بکتے بکتے بختیارک

نے کہا: "آج سوانگ بننا چاہیے۔" افسران لشکر نے جواب دیا: "سوانگ بن کر کسے دکھائیں۔" اس ساقن نے حکم کیا: "اول تو ہم دیکھنے والے ہیں اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام وہاں سب افسر تمہارے قدر دان ہیں۔ وہاں جاؤ۔" یہ کہنا تھا کہ سب لقا کے لپٹ گئے۔ وہ پہلے ہی ننگا اچھل رہا تھا۔ پکارا: "اے میرے بندوں کیا چاہتے ہو۔" کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن سیاہی لا کر منہ اس کا کالا آدھا کیا اور نصف سرخ رنگا۔ وہ مسخرا ہنسا کیا۔ اب عجیب صورت اس خناس نے پیدا کی۔ ایک تو قد اس کا بہت بڑا کئی سو انچ کا تھا۔ تیس گز کی ڈاڑھی تھی۔ اس پر یہ صورت ہوئی کہ جھلنگالا کر سر پر اڑا دیا۔ ڈھولک گلے میں ڈالی بالکل دجال بنایا کہ

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال
ہوا ناپاک صورت کا عجب حال

لگایا ابروؤں پر اس کے سیندور
سیہ دیدے کئے کاجل سے پر نور

کیا صرف اس میں کچھ کولے کا بھی رنگ
مگر وہ زرد رو دل میں ہوا تنگ

پہنائی سب زنانی اس کو پوشاک
بنا شکل مخنث مرد ناپاک

کیے تازے تماشے اور نئے کھیل
دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل

یہاں تک ان سبھوں نے اس کو مل کر
بنایا مسخرا بالکل وہاں پر

کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر
کسی کا ہاتھ تھا کانوں کے اوپر

URDU4U .COM

جب اس الو کو انہوں نے یہاں شکل درست کیا۔ بختیارک کو پکڑ کر مثل چار پایہ ہاتھوں کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے کی اڑھائی۔ گلے میں گھنگھرو ڈالے پٹہ پہنایا۔ اس وقت اس ساقن نے کہا: "اس کے دم بھی بنانا چاہیے۔" اس نے کہا: "یہ خبرے دم ہے۔" مگر ایک شخص نے چنری لا کر ڈنڈی اس کی مقام براز میں کر کے دم بنائی۔
لقا کو اس کی پشت پر سوار کیا اور آپ اس گدھے کو لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیاں بجاتے سرخداوند پر جوتیاں لگاتے' جھاڑو بجائے چنور کے' سر پر جھلتے جانب لشکر اسلام چلے۔ جب قریب لشکر مذکور پہنچے۔ یہاں ایک غلغلہ ہوا۔ کس لیے کہ یہاں کے آدمی سب ہوش میں تھے۔ جس نے اس سوانگ کو دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا۔ لشکریوں کے لڑکے جو باخبر ہوئے۔ تالیاں بجاتے پیچھے دوڑے۔ کسی نے اچک کر دھول ماری۔ ایک لڑکا ظریف تھا۔ اس نے کتے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بٹھا دیا۔ کہ حرامزادے اپنے سگے کو بھول گیا تھا۔ اب تو تمام لشکر میں قہقہے مچھے اور لینا لینا ہنگامہ مچا۔ لڑکوں کا غل کرنا' ڈفلوں کا بجنا' دھتا ہے' کا شور۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی۔
بادشاہ اسلام رزم گاہ سے اٹھ کر بارگاہ میں تشریف فرما تھے۔ امیر بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ غل ہوا۔ جلد سرانچے بارگاہ کے اٹھوا دیئے۔ یہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا۔ سردار رومال منہ پر رکھ کر ہنسنے لگے۔ بادشاہ نے لاحول پڑھی۔ امیر نے دیکھ کر اشک حسرت بہائے اور اٹھ کر باہر آئے۔ بارگاہ سلیمانی میں دربام عام تھا۔ ہر کہہ و مہ اس کو دیکھ کر ہنستا اور معتوب درگاہ سلطانی ہوتا۔ بدیں وجہ باہر آ کر امیر نے لقا کو پشت بختیارک

پر سے اتروایا اور اسم اعظم پڑھ کر دم کیا کہ اس کو ہوش آ گیا۔ پھر بختیارک اور اس کے سرداروں کو ہوشیار کر کے ایک خیمہ میں الگ لائے۔ ہاتھ منہ دھلوایا۔ کپڑے عمدہ پہنائے۔

URDU4U.COM

بادشاہ نے عرض کیا: "حضور بھی تشریف لے چلیں اور لقا سے ملیں۔" اے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب یہ ذکر سنیں گے۔ تو قہقہہ مچائیں گے کہ بادشاہ اسلامیان اتنے زمانے تک ایسے داہی اور مسخرے سے لڑ کر اوقات اپنی ضائع کرتے رہے۔ جو سامنے ناچتا ہوا آتا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ جو لائق خطاب ہو۔ اس سے سوال و جواب کرے اور جو اپنا ہمسر ہے۔ اس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہ ہو اس سے مخاطب کبھی نہ ہو۔ مثل ہے کہ شریف کی اور پا جی کی ایک برابر ہے۔ پا جی کی گالی سن کر شریف طرح دیتے ہیں۔ اے بادشاہ یہ وہ شخص کے بشیر دہ ہزار عالم ملک باختر اس کو سجدہ کرتا ہے اور زمانہ اب تک بخدائی مانتا تھا۔ اس سے مقابلہ کرنے میں دنیا میں ناموری اور عقبی میں بہجت کفار کشی سرخروئی ملا زمان عالی کو حاصل ہے۔ پس ذلت اس کو بزور شمشیر میدان دار و گیر میں دینا لازم ہے اور اس طرح کی ذلت پر اس کے ہنسنا اور خوش ہونا مناسب نہیں۔ کس لیے کہ باعث تحقیر ذات ستود وہ صفات جناب والا ہے۔"

بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سن کر مع چند سرداراں کے اسی خیمہ میں' جہاں لقا تھا۔ تشریف فرما ہوئے اور اس کی مزاج پرسی فرمائی اور اس گبر نے کہا: "اے بند گان قدرت میں بہت اچھا ہوں۔" بادشاہ کو اس کا بندہ قدرت کہنا برا معلوم ہوا' مگر ہنس کر "کلام دیوان لائق اعتماد نیست" جا کر چپ ہو رہے۔ وہاں تو یہ حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان لقا سحر میں مبتلا وہی ہائے ہوئے مستانہ کر رہے تھے۔ امیر نے لقا سے پوچھا: "یہ حال تیرا اور تیرے لشکر کا کیا ہوا۔" اس نے کہا: "قدرت جانتے ہیں مگر بتلائیں گے نہیں۔ میرے شیطان سے پوچھو۔" امیر مخاطب بجانب بختیارک ہوئے۔ وہ اٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھرا۔ تصدق ہو کر کلمہ پڑھا کہ میں مدت سے مسلمان ہوں۔ یہ کہتا

تھا اور عیار جو یہاں حاضر تھے ان کی جانب دیکھتا جاتا تھا۔ غرضیکہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ بہار جادو نام ایک ساحرہ گرفتار ہو کر آئی تھی اور چالاک نے اسی طرح چھڑایا۔ وہ پنجہ میں داب کر مرشد زادے کو لے گئی تھی' ظاہر اس کا فتور معلوم دیتا ہے کیونکہ وہ پہلے بھی ایسا کر چکی ہے۔" امیر نے اس ماجرے کو سن کر چالاک سے فرمایا: "تم باغ سحر کے پاس جاؤ اور پکار کر کہو: "اے بہار تم نے یہ حرکت بہت بری کی' ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکر اسلام ساحروں سے امداد کو جویا ہے۔ ہم لوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے ہیں اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہیں دلواتے۔ اگر یہ کہو کہ طلسم میں ہم شریک عمرو ہو کر لڑتے ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ حریف تمہارے وہاں ساحر ہیں۔ ہم لوگ دیو پری جن ساحر کسی کی مدد نہیں چاہتے۔ ہاں سحر سے بچنے کے لیے صرف عیار مکاری کرتے ہیں۔ ورنہ ہم نسبت پہلوان عیاری بھی جائز نہیں رکھتے لیکن تم کیا کرو۔ رسم زمانہ یہی ہے کہ جو شخص جس کا دوست ہوتا ہے' وہ عدوئے احباب کا بن جاتا ہے۔ تم نے ہماری دوستی کے باعث ایسا کچھ کیا۔ کس لیے کہ ہمارے آئین سے واقفیت تم کو نہ تھی۔ لہٰذا ہم ناراض تم سے نہیں ہیں۔ اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہاں تشریف فرما ہو۔"

چالاک بنا پر ارشاد فیض بنیاد امیر کشور گیر جانب ملکہ با توقیر روانہ ہوا اور قریب باغ سحر پہنچ کر با آواز بلند پیام امیر ارجمند بیان کیا۔ بہار ہر چند کہ نہ تھی۔ زبانی چالاک کے پیام امیر سن کر ظاہر ہوئی اور آئین اہل اسلام پر آفرین خوان تھی کہ سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی میں ہے۔ واقعی انصاف یہی چاہتا ہے۔ کوئی اور اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خندہ زنی کرتا' مگر امیر نے اس کو بھی جائز نہ رکھا۔ غرض یہ کہ باصد توصیف آنے کی نسبت میں کہا: "اے چالاک میری جانب سے بعد تسلیم' عذر تقصیر کرنا اور پھر کہا: "تم جاؤ۔ میں سحر اپنا دفع کر کے حاضر ہوتی ہوں۔" چالاک وہاں سے پھر آیا اور اس نیرنگ باز نے رد سحر پڑھا۔ دفعتہ ایک ابر سرخ رنگ علاوہ اس سحاب سیاہ کے

پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور سرخ رنگ پانی برسنے لگا۔ وہ باغ اور وہ ساقن وہ میخانہ کنیزیں' وغیرہ بالکل نابود ہو گئیں اور وہ پانی لقا کے لشکر پر جو پڑا' وہ بیہوش ہو گئے۔ پھر جو ہوش آیا۔ اپنے تئیں آپ میں پایا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: "کیوں بھائی' یہ کیا آپ بھی برہنہ ہوئے اور اپنے خداوند کو نچایا۔ یہ بے ادبی نسبت شان خداوندی چاہیے نہ تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مشیت خداوندی یوں ہی تھی۔" یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر کی طرف بھاگے۔ نہایت شرمندہ تھے۔ پھر تبدیل صورت کی۔ لباس پہنا بعض تو نادم و پشیمان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا کسی کو منہ دکھائیں اور بعض لشکر اسلام بر ہمراہی خداوند آئے۔ خیمہ کے سرائچہ اٹھے تھے۔ سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی بہ عزت بیٹھا ہے۔ لباس سے درست ہوشیار و چست ہے۔ یہ دیکھ کر خوشنود ہوئے۔

ادھر امیر نے ساقی مہ لقا کو اشارہ کیا۔ اس نے جام شراب لقا کو دیا۔ سردار بھی اس کے سرشار ہوئے۔ امیر نے بعد خاطر داری زبان گہریز کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا: "اے زمرد شاہ تجھ کو سلطنت کیا کہ ہم ہے جو تو دعو الوہیت کرتا ہے۔ دشت ضلالت میں قدم دھرتا ہے۔ اگر تو اسلام اختیار کرے تو جس قدر ممالک کہ میں نے فتح کئے ہیں سب تجھے دوں اور تیرے پایہ تخت کو اپنے دوش پر اٹھا کر چلوں۔" یہ کلمات پند سن کر اس کو تو بختیارک نے سکھار کھا ہے کہ جب امیر سوال کریں کہنا کہ بزور نبرد اگر گرفتار ہوں گا' تو آپ کی اطاعت کروں گا۔ اس نے حسب فہمائش یہی کہا۔ امیر نے استغفر اللہ کہہ کر فرمایا: "تو ہر گز راہ راست پر نہ آئے گا۔" یہ کہہ کر خاموش ہو رہے۔ اور وہ بدمست خمخانہ بے ایمانی شراب وغیرہ پی کر شاہ اسلام سے رخصت ہو کر اپنی بارگاہ پر آیا۔

مگر عارض کو ہی کا اس حال کے گزرنے سے قلب پھر گیا۔ امیر کے خلق و مروت پر ہزارون جان سے شیفتہ و فریفتہ ہوا یقین واثق اس کو ہوا کہ لقا مرتد حرامزادہ بالکل جھوٹا ہے۔ بندگان خلق کو گمراہ و برباد کرتا ہے۔ غرضیکہ یہ لشکر میں جب آیا۔ اپنی بارگاہ میں گیا اور اپنی فوج کے افسر کو بلایا اور کہا: "میں نے تو دین اسلام قبول کیا۔

کس لیے کہ یہ کیسا خداوند تھا جو ایک ساحرہ کا کچھ نہ کر سکا اور بایں ہیئت لشکر اسلام میں پھر ان کی نوازش دیکھو کہ کیا ہمت مردانہ صرف کی کہ پس اطاعت انہیں کی کرنا روا ہے اور افسری انہیں کے لیے زیبا ہے۔ افسران لشکر یہ ماجرا سن کر اس کے ساتھ ہوئے۔ اس نے مال و اسباب اپنا مع لشکر و خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہ ہو۔ چنانچہ اظہار اسلام سب سے کرتا لشکر اسلام کی طرف روانہ ہوا۔

ہر کارے یہ خبر لے کر بروئے لقا آئے۔ وہ گیر تخت نکبت پر بیٹھا تقریریں بگھار رہا تھا کہ "بندگان من' تم نے دیکھا کہ حمزہ کا قلب میں نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا۔ ورنہ دشمن کہیں بقدر پیش آتا ہے۔ جب چاہوں اس سے سجدہ کرا لوں۔ اس لیے نہیں سجدہ کراتا ہوں کہ وہ میرا سپہ سالار قدرت ہے۔ جو بندے کہ دل سے مجھ نہیں یاد کرتے ان کو قتل کرتا ہے اور تہ خانے میں اتر کر نصف شب کو توبہ کرتا ہے۔ مجھے پکارتا ہے۔ میں اس کو عزت روز افزوں عطا کرتا ہوں۔ تم لوگ دم بھر میں میرے حکم سے ناچتے ہوئے گئے۔ پھر راہ راست پر آ گئے۔ یہ سب میری قدرت کا ادنیٰ نمونہ ہے۔

میری قدرت کے سب ہیں کھیل نایاب
اگر چاہوں تو میں آتش کر دوں آب

بد اعتقادا باتوں کو سن کر وجد کر رہے تھے۔ اور ثناؤ صفت میں مصروف تھے کہ ہر کاروں نے خبر روانگی عارض دی۔ اس نے چاہا تھا کہ فوج کے روکنے کا حکم دے۔ لیکن بختیارک مانع ہوا کہ "ابھی ایک ہنگامہ سے نجات ملے دیر نہیں ہوئی۔ اہل اسلام چڑھ آئیں گے۔ آفت مائیں گے۔" لقا اس کے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر اسلام پہنچا۔ جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ میں اس کے آنے کی دی۔ بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ بعزت شاتر اس کو لے گئے۔ جب وہ بادشاہ کے سامنے

زباں سوکھی جاتی ہے وقت کلام

ادھر دختر زر کی حرکت بڑھی
ادھر پارسائی کی شہرت بڑھی

مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا
شریعت کے ڈھرے پہ کچھ لایا تھا

URDU4U.COM

کرم آ گیا کام ساقی تیرا
کہ اس نہد میں حال ہے یہ مرا

سحر کو جو ہوتا ہوں تسبیح خواں
صبوحی صبوحی ہے ورد زباں

بس اے ساقی رندوں پہ اب رحم کر
گلابی کا منہ کھول، ساغر کو بھر

چھلکتا ہوا جام جلدی سے لا
دکھا دختر زر کا جلوہ دکھا

تمنا اشارے یہ ہے کر رہی
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری

وہ دے مے کہ اس دل کا ہو نہد دور
وہ مے جس سے آنکھوں میں آئے سرور

وہ مے نام جس کا ہے بنت العنب
جسے لال رخسار کہتے ہیں سب

لقب اس کا اک رخت قاضی بھی ہے
دل رند اسی مے سے راضی بھی ہے

URDU4U .COM

وہ مے لال پردے میں جو رہتی ہے
جسے دخت زر خلق سب کہتی ہے

صفا میں جو ہے مہر سے آب دار
وہ مے جس پہ مینائے گردوں نثار

وہ مے جس پہ قربان رندوں کا دل
نہ پینے سے جس کے ہے زاہد خجل

اگر ایک جام اس کا مجھ کو ملے
تمنا مری دے دعائیں تجھے

دل رند بد مست جب تک رہے
ہوس جب تلک لاؤ لاؤ کہے

کھلے شوق میں ہوں جب تک دہن
فلک پر ستاروں کی ہے انجمن

رہے جب تلک مہر گردش پذیر

رہے جب تلک دور گردوں پیر

قمر میں ہے جب تک کہ جلوہ گری
ضیا بخش ہے آفتابی بھری

مرے ساقیا دور تیرا رہے
دل رند پر غور تیرا رہے

URDU4U .COM

رہیں مے سے لبریز ساغر مدام
ہنسیں منہ ملا کر سبو اور جام

یہی جلسہ بادہ خواراں رہے
پے مے تقاضائے یاراں رہے

ہمیشہ یہ مے خانہ آباد ہو
دل رند کے شان سدا شاد ہو

پس اب دیر لازم نہیں ساقیا
میں صدقے تیرے جلد ساغر اٹھا

ہے جب تک کیف سخن میں سرور
نشیلی نگہ میں نشے کا وفور

وہ دھانی جو بوتل ہے اس میں سے لا
زمرد کا ہے کاک جس میں لگا

دکھاؤں بہار ریاض سخن
وہ سرسبز ہو آج میرا سخن

لکھوں اک نئی داستاں پر بہار
بہار آج آتی ہے جوئے یار

ہوا خار خم ہجر کا دل سے دور
URDU4U .COM
بہم بلبل و گل کو ہو گا سرور

کٹورے میں دے پھول کے مجھ کو پھول
کہ باغ سخن میں لگیں میرے پھول

دکھاوے بس اے جاہ رنگیں بیاں
بہار گلستان طبع رواں

گلدستہ طرازاں گلہائے بوستان و بہار افزاں انجمن کاشانہ بیان نزہت و ہند گان۔ باغ کلام و حدیقہ بیان ریاض سخن فرخندہ فر جام مضمون ابدار سے آبیاری گلشن فسانہ یوں فرماتے ہیں۔ اور بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمن ستان ناظرین میں اس طرح مہمان بلاتے ہیں کہ جب وہ غیرت بخش سبزہ پیام رنگا دہر نگاہ میں جس کی شوخی و ادا و قہر معشوقہ طرح دار و گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن یار سن کر عازم روانگی ہوئی۔ دل سے کہتی تھی کہ الٰہ یہ خواب ہے یا بیداری' اپنے حال پر ہنس رہی تھی۔ آرزوئیں مبارک باد دیتی تھیں۔ حسرتیں کہتی تھیں کہ چپ رہو۔ ایسا نہ ہو فلک کو برا معلوم ہو۔ تمنا کہتی تھی کہ آج خوب ارمان نکالو۔ کسی کے گلے کا ہار بنو۔ نہیں

نہیں کرتی جاؤ اور گستاخیاں دکھاؤ چولیاں خوب مسکیں۔ دست و پا پھینکیں ہاتھا پائیاں ہوں۔ جی کھول کر رسوائیاں ہوں۔ عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے۔ شرم پوچھتی تھی کہ ہم کو کیا رخصت کیا ہے۔ یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم میں تھی

URDU4U.COM

نگاہیں شرم زا کچھ رنگ رونق
سخن میں پاک دامن کی تھی رونق

جبیں سے نقش عصمت آشکارا
سوئے زانو نگاہوں سے نظارا

ادائیں چست نازک آرزوئیں
فقط کچھ اپنے دل میں گفتگوئیں

سوئے افلاک حسرت سے نظارے
جہاں کی بے ثباتی پر اشارے

کہ ہاں افسوس یہ دنیائے فانی
نہیں شایان لطف زندگانی

محبت کیا کرے کوئی کسی سے
بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے

کوئی دم کے لیے کیا لوث دامن

چھڑائے گا مقرر چرخ بدظن

آخر تقاضائے محبت سے ناچار ہو کر غازہ خرمی سے چہرہ گلگوں کو تابناک کیا۔ گلستان عارض میں بہار حسن نے زینت کو مہمان بلایا۔ مسی آلودہ لبوں کے عکس کے آئینہ رخسار میں تختہ سوسن کھلایا۔ لب لعلیں پر لالی نے غنچہ گل احمر کا دل خون کیا۔ لباس دلبری سے آراستہ ہو کر زیور جواہرین سے پیراستہ از سر تاپا جسم انور فرما کر روانہ جانب دولت سرائے جاناں ہوئی۔ اس اثنا میں میزبان دہر نے مہمان خورشید جہر کو کاشانہ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شام دسترخوان پر وہ جواہر دوز و دستارہ دار بچھایا۔"

یہ مہمان کا شانہ جاناں قدم شوق اٹھائے جب لشکر اسلام کی طرف آئی۔ راستہ ہی میں جنگل کی عجیب صورت پائی۔ دیکھا کہ کوسوں تک آگ لگی نظر آتی ہے۔ جب اور آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزار ہا قندیل ٹنگی ہے۔ گنبد بلور کے اور قمقمے نور کے آویزاں ہیں۔ غیرت بخش ضیا مہر تاباں ہیں۔ فرش مخمل سبز کا بچھا ہے۔ ہر نیا باغ بنا ہے۔ درختوں کو سر تراشی کرکے بادلے سے منڈھا ہے۔ موتیوں کے جال سے ہر نخل چھپا ہے اور نیا تکلف یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہے۔ تن درخت پر چاندی سونے کا خول ایسا چڑھایا ہے کہ اس میں فوارے کا خزانہ بنا ہے۔۰ ہر شجر پر ہزار ہا ہزارے کا فوارہ چھوٹتا ہے۔ پانی برستا نظر آتا ہے۔ درخت سب شرابور ہیں۔ ہوا کے جھکورے سے دلہن کی طرح جھکے جاتے ہیں۔ شرم کھا کر عرق عرق ہیں۔ نیا جوبن دکھاتے ہیں۔ پتوں پر قطرے پانی کے اس طرح چمکتے ہیں کہ شگوفہ نہیں' موتیوں کے گچھے لگے ہیں۔ شاید باہر سونے میں زر دار موتیوں میں سفید ہے۔ دشت آرائش میں دشت لیلیٰ ہے۔ قابل دید ہے کاغذ کا ابر کاٹ کر سے آتش بازوں نے اڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہے۔ نیچے اس ابر کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہیں۔ واقعی ساون بھادوں کو شرماتے ہیں۔ پانی کی پھوار دور تک جاتی ہے طبیعت مست ہوتی ہے۔ بھور بھری آتی ہے۔

ملکہ بہار یہ سامان بہار دیکھ کر وجد کناں جب اور آگے بڑھی' دیکھا کہ ایک باغ پر بہار

لگا ہے۔ چمن چمن گل نسرین و نسترین خیاباں خیاباں سمن و یاسمین موتیا موگرا' جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہیں۔ شمیم ان کی دماغ باد بہار کو بسائے ہے۔ لطافت و نزاکت اس جا بستر لگائے ہے۔ ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے۔ ہاتھ سے چھوا تو معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہیں۔ جیسا جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے۔ ہر نخل کی شاخ پر طائران خوشنوا مثل طوطیاں شیریں بیاں و عندلیباں شیوا زبان زمزمہ پیرا ہیں۔ سب یہ ہے کہ بند درختاں میں پریاں جن ہوا بن کر سمائے ہیں۔ طائر کل وار ہیں۔ جب ان کی کل دباتے ہیں وہ نغمہ سنجی کرتے ہیں۔ طائر میں جواہر کے بنے ہیں۔ ملکہ موصوفہ جب بیچ چمنستان میں پہنچی۔ سب گل اس گلستان کے اس طرح ہنسے کہ جیسے گلعذ قہقہہ لگاتے ہیں۔

ملکہ حیران کار تھی کہ تنے درخت کے شق ہوئے اور پریوں نے منہ نکالے۔ ملکہ نے دل سے کہا۔ افراسیاب مسخرا اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے۔ یہ بادشاہ اسلام ہر روز مسخرا اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے۔ یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتا ہے۔ خدایا یہ کیا اسرار ہے کہ یہاں اس طرح کی آج بہار ہے۔ کل جو میں آئی تھی۔ اس جگہ دشت پر خالد تھا۔ نام کو بھی نہ لالہ زار تھا۔ یہ آئینہ رو تو حیران تھی اور ان پریوں کے چہرے پیدا ہونے کا یہ سبب تھا کہ درخت سب قفلی دار ہیں۔ جڑ سب ان کی بیچ میں لگے ہیں کے کھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہیں۔ بیچ میں پریوں کے چہرے کلدار لگے ہیں کہ درخت شق ہونے سے وہ ہنستے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔ نام اس گلستان جواہر کا گلدستہ ہمیشہ بہار ہے۔ ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے۔ ذکر اس کا دفتر اول نوشیراں نامہ میں لکھا ہے۔ ملکہ بہار اس سازو سامان کو دیکھ کر دنگ تھی۔

جب اور آگے بڑھی اپنے باغ و بہار کی ساحری بھولی۔ دیکھا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا نصب ہے۔ رقبہ اس کا تا یہ اوج فلک پر پہنچا ہے۔ پایہ بارگاہ ہم پایا چرخ نظر آتا ہے۔ کئی کوس تک اس بارگاہ رفیع کا عرض پھیلا ہے۔ دربار گاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ

ہے۔ ہر طرح کے اسباب عمدہ و نفیس سے آراستہ ہے دکاندار نوجوان کمسن شباب کے دن لباس و زیور سے آراستہ بیع و شراء میں مصروف نگاہ ان کی الفت سے مالوف دو رویہ بازا بیچ میں سڑک قطعدار جواہر جابجا انبار سقفے گلاب و کیوڑہ مشکوں میں بھرے۔ اس سڑک کو چھڑکاؤ سے رشک دشت ختن و تاتار بناتے' کٹورے کھنکھتے۔ دکانوں کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دن کا جدا اور پھر اس میں ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کے رقبہ پر طاؤس زمرد کا بیٹھا۔ منقار میں اس کی موتیوں کا مالا اور بارگاہ پر پسا دل و چوبدار مرو ہے حاضر تھے کچھ جلو خانے کے باہر تھے۔

ملکہ جب اس بازار میں پہنچی۔ یکایک تمام دکاندار غائب ہو گئے۔ یہ حیران ہوئی کہ سب کیا ہوئے۔ اسی حیرت میں تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالی شان بصد تجمل برآمد ہوئے اور ملکہ سے بصد شوق ملے۔ کہا: "ہم بہر استقبال آئے ہیں۔ بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپ کا کر رہے ہیں۔ تشریف لے چلیے۔" یہ کہہ کر ہوا دار پر سوار کیا۔ ملکہ نے کہا: "اب تو دربارگاہ پر کھڑے ہیں۔ سوار ہونے کی کیا ضرورت ہے۔" سب نے کہا: "بادشاہ اس جگہ نہیں تشریف فرما ہیں۔ یہ بارگاہ صرف اس لیے ہے کہ قریب بازار جو چیز درکار ہو خرید کی جائے اور مصرف میں آئے۔ اس جگہ ابدار خانہ و میخانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہے اور اس بازار کو طاق بلقیس کہتے ہیں۔ دکاندار اس کے سب پریاں اور جن ہیں کہ نظر سے غائب رہتے ہیں۔" یہ کہہ کر ملکہ کا ہوا دار کہاریاں باد رفتار لے کر آگے بڑھیں اور داخل بارگاہ ہوئیں۔ یہاں بھی صحن بارگاہ میں فرش گسترده تھا۔ تخت و کرسی دمیز سے آراستہ تھا۔ پری رخوں کا مجمع تھا۔ سامان شاہانہ مہیا تھا۔ مگر جب سواری بسان باد بہاری یہاں سے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکل کر جو دیکھا واقعی زندہ بہشت میں اپنے تئیں پایا۔ ابر بہاری بروئے ہوا تھا۔ ترشیخ سے فواروں کے زاہدان خشک کو تر دامنی کا لطف یاد آ گیا تھا۔ ہر شجر جواہر کار اشجار سے پر بار زمین پر سر جھکائے سے سجدہ شکر نخل بند قدرت ادا کرتا ہوا سے ہلتا تھا۔ گویا سبز پوشاں پا کیزہ دامن کا وجد میں جھومنا معلوم ہوتا۔ سبز فرش ارض پر

بستر لگائے۔ طاؤ سان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلدار کی کیفیت دکھاتے۔ صنوبر اپنی رعنائی پر اکڑتے۔ پھل درختوں کے نزاکت بھرے۔ انگل کے اشارے سے ٹپک کر گرتے۔ پہاڑ کی دانگ سے سرائچہ بارگاہ کالا ہوا اور چار طرف باغ پر بہار بیچ میں وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہریں و مصنوعی کے جنگل اور دامن کوہستان میں ندیوں کا لہرانا آبشار کا ہونا' نیا لطف دکھاتا۔ باغ کی روشن پٹڑی پر دو رویہ ہزار جھاڑ اور کنول فروزاں زیر دانگ کوہ سرو چراغاں۔ چراغوں کی لو سے فواروں کا چھوٹنا' واقعی لالوں کا موتی اگلنا تھا۔ روشنی تھی یا فرہاد کے دل کو لگی تھی۔ شعلہ طور کا گمان تھا۔ دشت تھا وادی ایمن گلزار پر خیال گلشن جنان تھا۔

سبحان اللہ کیا اس جگہ کا بیان ہو۔

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھ کر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی' اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھئے وہ مغرور حسن و جمال میں تجھ سے کہیں سوا ہے۔ نگاہ شوق کیونکہ تجھ پر کرتا ہے۔ معاملہ دل کا دیکھیں کیسا گزرتا ہے۔ اس طرح ہوس گری دکھاتی ہے۔ یہ نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزار ہا کنیزاں مہر صورت زیور جواہریں پہنے لباس عمدہ زیب بر کئے عمدہ ہاتھوں میں لیے پیدا ہوئیں

مزیں جسم پر پوشاک و زیور
قریب تخت زریں ٹھہریں آ کر

گراں بار بدن پوشاک و زیور
نزاکت تھی برستی ہر صنم پر

خراماں کیک کی صورت بصد ناز
پری زادوں سے وہ حوریں تھیں ممتاز

نہیں رکھتی تھیں مثل اپنا جہاں میں
وہ گل تھیں لاجواب اس گلستاں میں

ان سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلیں ہزار ہا کنول آگے آگے روشن سر گرم اہتمام ہر غنچہ دہن طرقو اطرقوا گویاں لخلخوں سے معطر دماغ جان۔ غرضیکہ اسی آن بان سے قریب ایک چشمہ شیریں کے پہنچی۔ اس نہر میں ہزاروں رنگ کا گلاس پڑا تیرتا تھا۔ چشمہ نور چشمہ بن گیا تھا۔ چشمہ مہر کی طرح نور سے آراستہ تھا۔ قریب چشمہ دو درخت سروہ کے لگے انہیں درختوں سے ملا کر سرائچہ بارگاہ استادہ تھے۔ سوائے اس چشمہ کے پشت درختاں سرو اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ قریب درختاں ہزار ہا زنان قمر پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی۔ پر ان درختوں میں دروازہ لگا تھا' لیکن اس طرح کہ ثابت نہ ہوتا تھا۔ وہی راستہ اندر بارگاہ کے جانے کا تھا۔ پس وہی دروا ہوا۔ ملکہ اتر کر داخل ہوئی۔ آگے بڑھ کر جلو خانہ شاہی ملا۔ قرق زنجیر کھنچی تھی۔ پردہ زنبوری پڑا تھا۔ وہ پردہ چرخی پر کھینچا۔ ملکہ اندر آئی۔ دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہے۔ مسکن بادشاہ ہاں جمشید مرتبت ہے صحن بارگاہ میں ہزار ہا گلدستہ دھرا ہے۔ عطر ان میں بھرا ہے۔ گویا طبلہ عطار کھلا ہے۔ بار گاہ میں بارہ ہزار کنول جواہر کار لگا ہے۔ الماس تراش ہر ایک استادہ نمگیرہ جواہر دوز کھنچے ہیں۔ جھاڑ ان میں ٹنگے ہیں۔ مرد نگیوں باڑھیں قطار در قطار لگی ہیں۔ اور کرسیاں یاقوت و زمرد کا بچھی ہیں۔ فرش مصفا بچھا ہے۔ دنگل ہزار ہا لگے ہیں۔ سامنے چہل ستونوں میں تخت شاہی بچھا ہے طاؤساں مرصع دم نے دم اپنی چتر کی ہے۔ بیچ تخت پر مسنند بچھی ہے۔ اس پر ایک جوان جس پر پیر فلک اور زال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے۔ تاج شاہی اور لباس فرما نروائی سے آراستہ ہے۔ گرد ہزار ہا حور پیکروں کا مجمع ہے۔ عجب اداس دلربا کی دیکھی کہ مرادیں اس کی بامراد' آرزوئیں دلشاد۔ تمنائیں اس کی بلا گردان کہ کوئی تمنا کرے۔ اس

کو کس چیز کی نا میسری' جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زر و در سامنے اس کے بے دم جبیں اس کی وہ نور کہ قمر کو داغی غلام اس کا بننا منظور۔ زلف ہر چند کہ کافر کیش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ۔ ابرو معطر کن جان اس کی خوشبو۔ آنکھوں میں کیف حسن لبریز مژگان بسان خنجر تیز وہاں زخم جگراں ابروؤں کا نشہ دیدار حیا بصورت نظر بن کر دیکھنے کی خریدار بنتی نشان حسن قدرت یا شعلہ رخسار کی لو شمع طور کی ضیا انگشت معجز نمایاں ہیں۔ رخسار ہونے سے ظاہر کہ معجزہ شق القمر ہوا عارض کا حسن حیرت آمیز جلوہ صبح طرب خیز لب کا رنگ پر روح گلشن صدقے قندو نبات بڑے مزے سے اس کی بلائیں لے۔ غیرت سے پانی ہو کر بہے۔ وہاں تنگ نہیں نہیں کرنے سے ملک عدم بناہ' چاہ ذقن دل عاشقوں کا ڈوبا ہوا بیاض گردن دفتر حسن کا خاتمہ شانے شان الہٰ کے نمونے ہاتھوں میں دل چھین لینے کے قرینے۔ سینہ جوش شباب و مستی سے بھرا۔ شہوت پرستی سے تنفر کئے دل جلانے کی عادت سیکھی۔ شکم معدن نور تختہ بلور کمر نازک تار نگاہ دور بین بسان چشم جاناں' بیمار ناتواں و نازنین شمع ساق پا سے لو اٹھتی۔ ایڑی اس کی روئے مہوشاں پر لات مارتی۔ بادام چشم بہرام چشم فرشتہ زیب زاہد فریب شاہد کی سج عزیز کی دھج۔

○○○

## • ملکہ بہار

ملکہ اس دلدار پر ازبسکہ شیفتہ نادیدہ تھی۔ اس وقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی۔ غشی بہر استقبال ہوش آئی۔ ادھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج ولا کی گوہر برج وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر' نہال آرزو کی ثمر' مبتدائے الفت کی خبر بازوئے بے بال و پر آسمان دلبری کی قمر نور نظر آرام جگر بلکہ جگر سے بہتر۔ تیغ الم کی سپر۔ پہلوئے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی سینہ پر لوٹنے والی پہلوئے عاشق سے بھاگنے میں کڑی کمان کا تیر دل اس کے تیر مژگان کے نخچیر دام بلا کاکل میں ہر ایک کا دل اسیر ظالم بے تقصیر ساق پا جس کی عریاں ہو تو روشن بزم عاشق پر ارمان ہو کہ

قیامت تھی وہ آنکھیں سحر آمیز
نگہ نے کی وہیں دلبر چھری تیز

لگائی جنبش ابرو نے تلوار
مژہ نے رکھ لیا ہے دل اسرار

پڑی تیغ تبسم ایسی کاری
ہوئی منظور دل کو جان سپاری

طبیعت جان میں زلفوں کے الجھی
پڑی ایسی گرہ ہر گز نہ سلجھی

گل عارض نے تازہ گل کھلایا
کنواں چاہ زنخدان میں جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت زانے اثر کیا۔ بادشاہ کو بھی غش طاری ہوا۔ خواصوں نے جلد جلد گلاب کیوڑہ وغیرہ چھڑکا۔ دونوں کو جب ہوش آیا' ملکہ آگے بڑھی تخت نے شاہ کے بہر پیشوائی اس شاہ حسن کے پیش قدمی فرمائی۔ قریب آ کر ہاتھ تھام لیا۔ ملکہ نے نزاکت سے یوں کہا کہ "کیا مرض مجھ کو ہے اتنی دور آنے سے جی سنبھل گیا' غش آ گیا۔"

بادشاہ نے کہا: "تمہارا شرمندہ ہونا' میری آنکھوں پر صاحب میں تو آپ سے شرمندہ ہو کر غش کر گیا۔" ملکہ نے کہا: "مجھے آپ کیوں دیکھ کر غش ہونے لگے۔ یہ ڈورے اور کسی پر ڈالیے۔ شاہ نے کہا: "ہمیں تو کوئی مرض نہیں۔ اب تمہاری زلف کا سودا ہوا ہے۔" ملکہ نے کہا: "اس مرض کیا کیا دوا ہے۔" شاہ نے فرمایا: "شربت وصل سے یہ عارضہ جائے گا۔" ملکہ نے یہ سن کر سر جھکایا۔ شاہ ہاتھ پکڑنے تخت پر لائے۔ برابر بٹھایا۔ کنزان گلر خسار نے چار طرف سے اس بارگاہ کے پردے اٹھوا دیئے۔ برسات کی چاندنی کھلی تھی۔ چشمے موجزن تھے۔ چاند پانی میں ہلور لیتا تھا۔ پہاڑوں سے آبشار ہوتا تھا۔ اس لطف میں ساقہ ماہ دیدار نے دونوں کو نشہ سے سر شار کیا۔ پھر زہرہ جبینیاں مہر رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مولف گانا شروع کی

دل اشتیاق دوست میں بے اختیار ہے
آنکھوں کے سامنے مرے تصویر یار ہے

ہر دم زیادہ ہوتی ہیں داغوں کی کثرتیں
سینہ ہمارا کاہے کو ہے لالہ زار ہے

جی چاہتا ہے سرمہ چشم اس کو کیجئے
بتلا تو اے صبا یہ کہاں کا غبار ہے

تھمتا نہیں ہے آنکھوں میں ہر چند روکئے
ہر اشک میرے دل کی طرح بے قرار ہے

URDU4U.COM

سوراخ جابجا جگر و دل میں پڑ گئے
کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہے

آنکھیں اٹھا کے دیکھ ذرا ترک جنگ جو
دل مفت میں خدنگ نظر کا شکار ہے

اے جاہ چین آئے بھلا کس طرح ہمیں
قابو میں اپنے دل ہے نہ پہلو میں یار ہے

بادشاہ نے جام گلگوں مے ناب بھر کر منہ سے ملکہ کے لگا دیا۔ ملکہ نے پیکر ساغر بھرا ور شاہ کے منہ سے لگایا پھر تو دماغ دور شراب سے گرم ہوا۔ مستی شراب نے آنکھوں میں گھر کیا۔ امیدیں کھل کھیلنے پر آمادہ ہو گئیں۔ مگر آنکھیں شرم سے جھکنے لگیں۔ تمنائیں ہر چند کہ ہنستی تھیں مگر حیا مانع تھیں۔ کچھ عرصے میں جب بادشاہ نے آغوش محبت میں کھینچا حیا نے کنارا کیا۔ نظر سے کیف مستی ہویدا' آنکھیں سرخ ہو کر طبیعت کا رنگ بدلا۔ لعاب شوق نے لعاب تر کر دیئے۔ مسکرا مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب نچلے بیٹھو۔ اللہ قسم مجھ کو یہ دھمال پھوٹے دیدوں بھی نہیں بھاتی۔ مردوں کی انہیں باتوں سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھتے ہیں۔ سوائے نوچا کھوچی کے ان کا ہاتھ رہتا ہی ہیں۔ قربان کروں' جان ہلکان ہو جاتی ہے۔ ایسی چھما چوکڑی بھلا کس کو پسند ہے یہ کہہ

کر اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر غمزہ نے ہوس عاشقاں کو شکست دی۔ بادشاہ منت کرنے لگے۔ ملکہ نے ہنس دیا۔ شاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا۔ اس بانی ستم نے ہیں نہیں کر کے ہاتھ چھڑایا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنے دل پر جبر کریں۔ اپنے اور بیگانے کے طعنے سنیں۔ جان کیوں آرزو میں آخر کو دیں۔ شوق دید میں جستجو کریں۔ فراق میں جل جل مریں۔ بادشاہ نے کہا: "اے مایہ ناز ہر چند کہ میں شاہ ہوں' لیکن تیر غلام بے اشتباہ ہوں۔" یہ کہہ کر آنسو آنکھوں میں بھر لائے۔

ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پونچھے' ہنس کر کہا: "صاحب کیا تیری شکل میں رونا لگا ہے۔ میں روتے آدمی سے گھبراتی ہوں۔ یہ کہہ کر اس طرح آنسو پاک کئے کہ وہ گدرایا جسم سینہ سے مل گیا۔ بادشاہ کو تاب نہ رہی۔ فوراً گلے سے لگایا۔ ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اوئی دم گھٹ گیا۔ اب تو شرم نے آنکھ سے عار کی۔ آرزوئے ہمکنار دی دلدار دلدار اور زیادہ ہوئی۔ اٹھکھیلیوں کا زمانہ آیا۔ بیتا بیوں کی افزائش ہوئی' مگر پاس شریعت مانع از کار تھا۔ بغیر نکاح دونوں جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا۔ ہر چند کو فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلوں کا گرم بازار' آپس میں ہم آغوش دہن میں مزے بوسوں کو پوشیدہ آنکھوں میں چوٹوں نے گھر کیا۔ نہیں اور ہاں کی لذتیں و سسکیاں بھرنا۔ ملکہ نے گردن میں ہاتھ ڈال دینا۔ جھجکنا۔ پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہو جانا۔ چھوٹے کپڑے دوست کرتے جانا۔ کبھی انگوٹھا دکھانا۔ کبھی زبان کی نوک سے رخسار سہلانا۔ پہلے آپ بوسہ کے لیے منہ بڑھانا۔ پھر شرما کر فرما وائی دکھانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھنا اور کبھی خفا ہو کر پاؤں پر دوسرے کو گروانا۔ کبھی فدائے روئے یار ہو جانا کبھی نشہ وصلت سے بیہوش ہونا۔ کبھی شمیم زلف جانا سے مدہوش ہونا۔ کبھی بغلوں میں منہ ڈالنا۔ کبھی شرم کا حیلہ کرنا۔ گھبرا کر کہتا: "کوئی آتا ہے۔" اور پلٹ جانا کہ دم گھبراتا ہے۔ کبھی دامن جھٹکنا۔ تن کر کھڑے ہونا۔ گات کا جوبن دکھانا۔ کبھی حیران ہو کر چار

طرف دیکھتا۔ آنکھوں کی گردش شے عالم و گردگوں کرنا کبھی الگ ہٹ کر ماتھا کوٹ لینا۔ آئینہ رخسار کی حیرت ناکی سے بہار دکھانا۔ اس ہنگامہ میں چولیاں مسک گئیں۔ نارپستان ملے جو گئے تو سرخ سرخ نظر آنے لگے۔ سیب دقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے۔ زلف کا مزاج برہم ہوا۔ منہ پر چھڑائی گیسو نے لہرا کر باغ رخسار پر گھٹا چھانے کی کیفیت دکھائی۔ کاکل باوجود کہ بال بال گنہگار تھی۔ لیکن اترانے پر تیار تھی۔ بادشاہ اس غیرت ماہ سے جب لپٹے تو آہ سرد بھرتی کہ آپ کی وفا کا کیا اعتبار ہے۔ یہ منہ دیکھے کا سب پیار ہے۔ انہیں فقروں سے صدا قسمیں کھلوا لیتی اپنے اور پر دیوانہ بنا لیتی۔ یہی ہنگامہ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا۔ ہر ایک بارزو بے شرم رہا کہ

کبھی آپس میں لپٹے ہو کے بیتاب
کبھی حسرت سے کرتی چشم پر آب

کبھی بولی کہ جانی دم ذرا لے
ٹھہر پی اور بھی دور چار پیالے

کبھی زانو کو باہم پیٹتی تھی
کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری

زباں سے بوسہ لے کر گد گدانا
اٹھا کر جام مے منہ سے لگانا

یہ کہنا جلد پی میں تیرے صدقے
کہ ہو کچھ دیر میں تو میرے صدقے

کبھی ٹہنی سے دینا اک ٹھوکا
لپٹنے میں کبھی دے دینا دھوکا

کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو
اٹھے ایسوں سے راحت کب کسی کو

مزے بوسوں کے مستی پر جو آئے
ارادے اور ہی مطلب پہ پائے

URDU4U.COM

گلے مل کر دیئے بوسے جو دو چار
ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار

پسینہ آ کے چہرہ تمتمایا
نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق متقاضی ہم بستری ہوئی۔ بادشاہ ٹال کر اٹھے۔ ملکہ بھی ضبط کر کے الگ ہو گئی۔ کہا: "آؤ چل کر چاندنی رات کا لطف اٹھائیں۔ بہار باغ سے جی بہلائیں بادشاہ اسے رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کر لے چلے اور پشت و پہلوئے بارگاہ کے جو سرائچہ اٹھے تھے۔ اسی طرح آئے یہاں جو کیفیت بہار تھی۔ زبان قلم کی کیا لیاقت ہے جو بیان کر سکے۔ جابجا جھولے درختوں میں پڑے تھے۔ گلغداروں کے پرے جمع تھے۔ ملاد گاتی تھی۔ چاندنی دوڑتی تھیں۔ چھولی چھلیاں کھیل کر بہار جوبن دکھاتی تھیں۔ درختوں پر بادلے کی چمک، مقیش کا اڑنا، نور ریز زمین و فلک نہرون میں بجرے اور مور پنکھیاں پڑیں۔ جلترنگ بجتا مانجھنیں چھلیں کرتیں۔ لب پر نہر جواہر کار بنگلے۔ فرش و آلات سے بجے مینار کر برج بنے آگے ان کے نمگیرہ یا سلک گوہر تنے کہاں تک بیان ہو کہ

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا
نظر جس پر ہے تا حش شیدا

URDU4U.COM

طلسم آمیش سارے کارخانے
بجا ہے کیسے جادو کے ٹھکانے

بچھیں تھیں مسندیں زریں بہت خوب
بشکل عارض تابندہ مرغوب

کہا بیٹھو کہ دم لے لیں ذرا ہم
یہاں کی سیریں دیکھیں بھی کوئی دم

غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام
ہوئیں حاضر پرستاراں گلفام

کہ اتنے میں کئی معشوق طناز
لیے آئیں ہزاروں طرح کے ساز

جھکیں تسلیم کو گائیں بجائیں
نہایت لذتیں خاطر نے پائیں

پھر اس کے بعد آئیں اور نوخیز
نگاہیں جن کی خنجر کی طرح تیز

لیے شیشے بغل میں ہاتھ میں جام
سوا اس کے بہت سامان آرام

کئے موجود کھانے لا کے باہم
غذائیں سب طرح کی کیں فراہم

طعام عمدہ دسترخوان شفاف
بشکل حسن جانا پاک اور صاف

URDU4U.COM

تا دل واں کیا دونوں نے کھانا
ہوا آغاز پھر گانا بجانا

رہے کچھ دیر پھر بجرے پہ اسوار
رہے پانی کیفتی سے سرشار

پھرے پھر رواں سے آئے خوابگہ ہیں
لپٹ کر دونوں لیٹے اک جگہ میں

لیکن سونا کیسا' وہی ناز و غمزے کا درد عالم ہی کچھ اور ہوا۔ ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کی اور شاہ طلسم سے اپنا پاک دامن رہنا۔ اس کا بدل و جان فریفتہ رہنا تعلی کے ساتھ کہا۔ پھر اپنا شریک ہونا اور خواجہ کی عیاری کرنا کہہ کر کوکب کا حال کہا۔ مگر شمع و گلدستوں سے پریوں کا نکل کر کہانی کہنا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا۔ انہیں باتوں مے مزے مزے کی حکایتوں میں شمع انجمن فلک بے نور ہوئی۔ یہاں گردن میں باہیں پڑی تھیں۔ ٹانگوں سے ٹانگیں گھٹی تھیں کہ زلف شب سمٹی مزاح

سحر سے گستاخی ظاہر ہوئی

یہ باتیں تھی کہ بدلا حال شب کا
دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا

URDU4U .COM

کچھ دست ہوش ٹھنڈے ہوئے جوش
انھے انگڑائیاں لے لے کے بیہوش

نہ ساقی نہ نہ مینا تھا نہ تھا جام
زبان پر تھا فقط اللہ کا نام

بادشاہ نے اٹھ کر وضو کیا ' نماز سحر ادا کی تا دیر درگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی۔ لشکر میں امیر حسب دستور پھچلی رات سے برائے اطاعت رب غفور اٹھے تھے صب کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے۔ بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا۔ سلام ہر اک کا ادا ہوا۔ اس وقت جو اسیس سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے: "کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور دولت سرائے معلی میں حاضر ہیں۔ امید رکھتی کہ دیدار فیض آثار سے بہریاب ہوں۔" امیر نے اس خبر کو سن کر استفسار فرمایا: "بادشاہ سے ملاقات ہوئی یا نہیں۔" ہرکارے عرض رسا ہوئے شب کو حضور عالم کی طرف سے دعوت تھی اور ظل اللہ بھی پچھلے سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف فرمائے خانہ دعوت تھے ابھی تک وہیں ہیں۔ یہ حال سن کر امیر اٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کریں گے اور بہار سے بھی ملیں گے۔ پس آج کاروبار موقوف رکھا۔ سردار اپنے اپنے خیال میں آ کر آڑام کریں اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہو کر صحرا میں گئے اور پہلوئے بارگاہ دعوت کی طرف آئے۔ ملازمان دیکھ کر خدمت شاہ گئے۔ آمد جانب صاحبقران عرض کی۔ بادشاہ تخت طاؤس پر سنبھل کر بیٹھے۔ بہار مع خواصاں گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی۔

امیر کو تسلیم بجا لائی۔ امیر نے سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ "تم مہمان عزیز تھیں۔ کیوں یہاں تک آنے کے تکلیف کی۔ غرض یہ یہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے۔ بادشاہ کو تسلیم کی۔ بادشاہ نے نیم قد اٹھ کر تعظیم دی۔ آپ دنگل پر آ کر تشریف فرما ہوئے۔

ملکہ بہار دوپٹے سے سب جسم چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی۔ گردن جھکائے تھی کہ نیل بوسوں کا رخسار سے ظاہر نہ ہو جس پر امیر کی نگاہ پڑے۔ بری غیرت کی بات ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے: "الحمد اللہ میں تجھ ایسیی شہزدی ساحر زبردست کو مطیر اسلام پاتا ہوں۔ نور امیان تیرے دل میں آیا۔ خدائے بے شریک و بے ہمتا کو تو نے پہنچانا۔ میں بہت تجھ سے راضی ہوا۔ ملکہ عرض رسا ہوئی کہ "رہے سعادت کونین میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا۔ مجھ کو ضروت خوجہ کے ساتھ رہ کر شاہ سلم سے اگر نہ در پیش ہوتی تو ابھی کلمہ طیبہ پڑھتی۔" امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا۔ اس نے از ابتداتا انتہابیان کیا اور کہا: "اب کو کب کے یہاں اس طرح بعزت تمام ہیں۔ امیر نے سب حال سن کر ایک نامہ طلسم والوں کو لکھ دیا اوعر ملکہ کو کئی سوکشتی زیور زمور و الماس کی مع خلعت گراں قیمت عنایت فرما کر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دے کر ارشاد فرمایا: "بابا فقیر کو ہر چند کہ سیری نہیں گوا تمہاری دوری نہیں۔ لیکن شغل و اشغال میں فرق آتا ہے۔ تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا۔ حقیر برائے طاعت رب غفور جاتا ہے یہ کہہ کر رخصت ہوئے اور ہنگام و داغ بادشاہ سے کہا کہ دربار میں کب افروز ہوں گے۔ شاہ نے فرمایا کہ شب بھر میں ہوں۔ آج آرام کروں گا۔ کل انشا اللہ برآمد ہوں گا۔ امیر ملک سے فرمایا: "یہ نہ سمجھنا میری رکصٹ کے لیے ایسی باتیں ہیں۔ یہ تمہارا گھر ہے۔ جب تک جی چاہیے۔ تشریف رکھنا۔" ملکہ نے عرض کیا: "جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہے۔ اسی آستانہ کو اپنا مامن جانتی ہے۔ یہاں نہ رہے گی تو اور کہاں جائے گی۔ مگر بند گان جناب شاہ طلسم تنہا ہوں گے۔ فی الحال زیادہ نہیں ٹھہر سکتی۔ آج شام تک

چلی جائے گی۔ امیر یہ سن کر وہاں سے روانہ ہوئے اور داخل صومعہ عبادت ہو کر یاد الٰہ کرنے لگے۔ وہاں جب تنہائی ہوئی' وہی ہنگامہ عشرت ہوا۔

آپس کی چھیڑ چھاڑ اختلاط و پیار ہونے لگا۔ لطرف ہم آغوشی' باہم بوسہ بازی حسرت کی نگاہیں محبت کی راہیں کھلیں گانا ناچ شروع ہوا۔ شراب کا دور چلنے لگا۔ باہم عہدو پیمان ہونے لگے۔ وعدہ دیدار وصال پر اقرار کھ چھلے بدلے نشانیاں ایک نے دوسرے کی لیں۔ قسمیں عاشق و معشوق نے کھائیں کہ جانی ہم کسی حال میں ہونگے مگر تمہیں نہ کسی طرح دل سے اپنے بھولیں گے۔ دہن ہجر کی مصیبت کے بھریں گے۔ خدا چاہے گا تو مل رہیں گے

مجھے تنہائی ہو گی تم سے حاصل
نہ مانے گا کسی صورت مرا دل

زبان پر آئے کی فریاد ہر دم
نکل جائیں گھبرا کر کہیں ہم

کسی دیوار سے پھوڑیں گے سر کو
محبت آگ کر دے گی جگر کو

زیادہ دیر میں ہو گا نہ انجام
کہ مر جائیں گے ہم محروم ناکام

یہ کہہ کر دل محبت سے بھر آیا
طبیعت میں جو اپنی جوش پایا

تو مل مل کر گلے و خوب روئے
کوئی دم داغ دل اشکوں سے دھوئے

پھر اس کے بعد مانگی اک گلابی
رہا کچھ دیر دور آفتابی

URDU4U.COM

لبالب جام مے اترے گلوں سے
مزے لیتے ہجوم آرزو سے

ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش
ہوئی کیفیت عالم فراموش

لیے بوسے زبانوں نے دہن کے
لئے گل دونوں عارض سے چمن کے

انہیں شکوہ و شکایت ذکر ہجر وصل میں آغوش فلک سے معشوق خورشید نکل کر جانب طلسم مغرب روانہ ہوا۔ اور شب فراق نے عاشق کے تڑپانے کو عالم میں داخل کیا کہ

نگاہ شہ تھی مصروف تماشا
کہ اٹھا نور روئے خور سے نقطا

چھپا چشم جہاں سے مہر روشن
ملا گیری ہوا عالم کا دامن

اس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جانی اللہ نگہبان۔ دل سے نہ بھلانا' زیادہ نہ تڑپانا

کہا جاتے ہیں لو خالق کو سونپا
مگر اے جان رکھنا دھیان میرا

کہاں ہم اور کہاں تم اور یہ سامان
مصیبت پھر ہوئی دست دگر بیان

دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات
میسر آئنے پھر گزری ہوئی رات

کہ ہم تم اک جاہوں محو آرام
رہے شرمدہ فکر بخت ناکام

بادشاہ بھی ان باتوں پر اشک فشاں تھے۔ عجب وقت تھا کہ آہوں کا دھواں بلند ہو کر گویا سحاب بنا تھا۔ اشکوں کی جھڑی لگی تھی۔ چہرے تمتما کہ سرخ ہوئے تھے۔ یا گلزار حسن میں شفق پھولی تھی۔ ادھر صحرا میں طائر بسیرا لیتے تھے۔ ندیوں سے آبشار تھا۔ پہاڑوں سے جھرنا جھرتا سارا دشت اس بہار کے جانے سے روتا تھا۔ کوئل اور پپیے اور مور نعرے اور کوک مارتے تھے۔ دونوں وقت ملتے تھے۔ یہ شیدائے یکد گرجدا ہوتے۔ ہر سمت سناٹا چھایا تھا۔ فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا۔ خلاصہ کلام وہ ماہ تمام زار و گریاں سحر کر کے تخت پر بیٹھ کر اڑی۔ عاشق کو دیکھتی جاتی تھی۔ بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر نہ آئی۔ اور نگاہ سے چھپ گئی۔ اشکوں کے بہانے کا بہانہ ہوا۔ دم ہمراہ جانا نہ روانہ ہوا۔ نا چار وہاں سے پھر

پکڑے چلنا۔ اسی فکر میں میں چار سمت صورت بدلے پھرا کیا اور جب جلسہ دعوت آغاز ہوا۔ اس کو بھی معلوم نہ ہوا۔ کہ خیمہ و خرگاہیں کب نصب ہوئیں۔ کیونکہ یہ انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا۔ آخر جب یہ کسی کار پرواز کی صورت نہ بن سکا اور ہمرایہ خیمہ و بارگار مقام دعوت میں نہ جا سکا۔ چاہا کہ یوں جا کر دست بروی کروں۔

جب صحرائے گلدستہ ہمیشہ بہار میں قدم رکھا۔ وہاں انتظام جنوں کا تھا۔ غل و شور پیدا ہوا کہ لیجیو گرفتار کیجیو۔" دوڑ آیا۔ یہ گھبرا کر آگے نہ بڑھ سکا۔ سمجھا بہار نے سحر کی چوکیاں بٹھا دی ہیں۔ جا نہ سکو گے۔ یہ سمجھ کر گھات میں لگا رہا۔ کبھی دامن کوہ میں پھرتا ۔ گاہ سر کوہ پر سیر روشنی و کیفیت جلسہ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکور رخصت ہو کر پہاڑ پر آئی اور اس نے بطور مخفی اس کو دیکھا۔ پس اس وقت درہ کوہ میں بیٹھ کر ایک ضعیفہ کی صورت بنا کر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ میں' سر ہلتا سفید چادر محموری کی اوڑھے' پائچوں میں گرہ لگا کے' آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا۔ بہار نے پہاڑ پر سے اس کو جاتے دیکھ کر پکارا: "بڑی بی' ذرا ٹھہرنا۔ اور بزور سحر اڑ کر اس کے پاس آئی۔ اس نے ملک کو دیکھ کر بلائیں لیں۔ دعائیں دیں کو سامری بلا کرے۔" بیٹی اس جنگلے میں راتوں کو کہاں پھرت ہو۔" ملکہ نے کہا: "میں لشکر اسلام میں کام کو آئی تھی۔ اب طلسم میں جاتی ہوں۔ مگر تم بتاؤ کہاں رہتی ہو اور کہاں جاتی ہو۔" بڑھیا نے کہا: "بیٹا میں کہاں جاؤں' جب سے وارث میرے مر گئے۔ دنیا سے نفرت کر کے جنگل میں جھونپڑا ڈال کر پڑی رہتی ہوں۔ تمہارا جی چاہے تو چل کر وہاں آرام کرو۔ ملکہ نے اس بڑھیا کو اس لیے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہو گی۔ دریافت اس سے کرے میں رہگزار منزل مقصد ہوں۔ جب اس نے یہ کہا صحرا میں رہتی ہوں۔ ملکہ نے کہا: "راستہ بھی تمہیں کچھ معلوم ہے۔" بڑھیا نے کہا: "سب راہیں جانتی ہوں۔ طلسم تک حال بخوبی معلوم ہے اس نے کہا: "پشتہ رنگین حصار کا کونسا راستہ نزدیک سے۔ ایک راہ تو شہرنا پرسان ہو کر رہ گئی ہے۔

ایک صحرائے حیرت سے راہ نکلتی ہے۔ لیکن میں چاہتی ہوں کہ ان راہوں سے نہ جاؤں۔"
بڑھیا نے کہا: "اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام نے فتح کیا۔ آؤ بیٹی' تم میرے
URDU4U.COM
مکان پر چلو تو بیٹھ کر اچھی طرح راہ کا پتہ سمجھاؤں۔ میں مدت سے طلسم میں نہیں
گئی۔ اب تم سے نشان پوچھ کر پہلے سمجھ لوں تو جواب دوں۔" ملکہ نے کہا: "بڑی بی'
کہاں جاؤں۔" بڑھیا اس کے کہنے سے بیٹھ کر وہیں باتیں کرنے لگی۔ ہنگام سخن پردازی
نیفہ سے ایک بٹوا نکلا اور اس میں سے ڈلی چکن اور الائچی نکال کر کہا: "بیٹی یہ تو بھی
کھا لے۔ میں تمبا کو کھاؤں کہ مجھ کو عادت ہے۔ ڈلی اس لیے رکھتی ہوں کہ جو کوئی
آ جاتا ہے۔ تو دیتی ہوں اور مجھ سے تو چبتی نہیں۔"
ملکہ نے اس کی خاطر سے ڈلی تو نہ لی' مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی۔ یہ کھاتے
ہی بیہوشی ہو گئی۔ اس نے عیار پشتارہ باندھا اور لے کر جانب لقا چلا۔ راہ میں سوچا
کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہو جائے گی تو تیری جان جائے گی اور پھر دربار میں عیار آتے
جاتے ہیں۔ وہ قتل نہیں ہونے دیتے۔ اس سے مناسب ہے کہ یہیں سر کاٹ لے۔
یہ سوچ کر پشتارہ رکھ کر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر لے کر آمادہ قتل ہوا مگر
بقدر کرو گار رات کا وقت تھا۔ عیاران لشکر اسلام دور دور تک بالا دوی کرتے ہیں۔
منجلہ ان کے سرہنگ مصری عیار ادھر آ نکلا اور اس نے دیکھا کہ ایک عیار درخت
سے کسی کو باندھ رہا ہے۔ قتل کیا چاہتا ہے خنجر کھینچ کر سر پر پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھ
کر اس نے کلہ فلاخن میں پتھر رکھ کر مارا کہ گلگون کی کلائی پر پڑا۔ خنجر چھوٹ کر
الگ گرا۔ اس نے پھر کر دیکھا۔ اس نے للکارا کہ باش اونا بکار۔ عیار یہ کہہ کر
نیچہ کھینچ کر آپڑا۔ گلگوں بھی نیچہ پکڑ کر لڑنے لگا۔ برابر سے نیچہ زنی آغاز ہوئی۔ چوٹیں
چلنے لگیں۔ لڑتے لڑتے سر پر سرہنگ نے کس کر نیچمہ مارا۔ وہ پچھلے پاؤں جست
کر کے جواڑا۔ ایک غار کے اندر پاؤں اس کا جا رہا۔ سرہنگ بھی مثل برق تڑپ کر
برابر چکا تھا۔ جیسے یہ وہ غار میں گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے۔ اس نے ایک لاتی مار

دی کہ وہ ڈھلک کر غار میں جا رہا۔ یہ جست کر کے اسی گڑھے میں پہنچا اور اس کی چھاتی پر چڑھا جاتا مشکیں باندھ لوں۔ وہ عیار بہت زبردست ہے۔ اس نے دونوں پاؤں اپنے اس کی گردن میں ڈال کر زور کیا۔ یہ چھاتی پر اس کے پاؤں کی جانب چت ہو گیا۔ اور وہ اٹھ بیٹھا۔ سرہنگ بھی بے بدل عیار ہے۔ چت ہوتے ہی جیسے وہ سینہ پر سوار ہونے لگا۔ خنجر اس کے منہ پر مارا۔ تمام جست کر گیا' ورنہ چہرہ کٹ جاتا۔

جب وہ جست کر گیا۔ سرہنگ بھی جست کر کے غار سے نکلا' پھر نیچے چلنے لگا۔ اب کی گلگوں نے کھسک کر ایسا نیچہ مارا کہ رو کرنا مشکل ہوا۔ سرہنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اچک کر نیچہ خالی دیا۔ اتنی دور اچک کر بلند ہوا کہ نیچہ تو خالی گیا۔ مگر جس وقت درخت کے نیچے لڑ رہے تھے۔ اس کا ٹہنا اس زور سے سر میں لگا کر یہ تیورا کر گرا۔ لیکن دل میں خیال تھا کہ حریف سر پر سوار ہے۔ گرتے ہی ایسی لوٹ ماری کہ وہاں سے ایک جھاڑی کچھ دور پر تھی۔ اس میں چلا گیا۔ ادھر گلگوئی دوڑا کہ جا کر مشکیں باندھ لوں' مگر ہر چند تلاش کیا پتہ نہ معلوم ہوا۔ سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکل گیا۔ اب تو چل کر ساحر کا سر کاٹ لے۔ یہ سوچ کر پھرا۔ مگر بقدرت کر دگار لڑنے میں اس کے عرصہ جو ہوا' بہار کو ہوش ہو گیا۔ اپنے تئیں بندھے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ گلوں نے اس کا سر ہلتے ہوئے دور سے دیکھا کہ ہر سمت منہ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ سحارہ بھی حیران ہو گئی تھی۔ تو نے غفلت کی کہ زبان میں سوزن نہ دے دیا۔ اب بھاگنا چاہیے۔ روانہ ہوا۔

یہاں بعد کچھ عرصہ کے بہار نے سحر پڑھا۔ وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی۔ جل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی۔ اسی اثنا میں وہ عیار چالاک بنا ہوا سامنے آیا اور کہا: "اے ملکہ خدا نے تمہیں بچایا۔ ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا۔ اگر میں نہ آ جاتا تو کام تمام تھا۔ ملکہ چالاک کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی پوچھا: "مزاج ہمایوں بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اس نے بناوت کی راہ سے کہا: "داخل شبستان میں سنا ہے کہ درد سر ہے۔ ملکہ سمجھی کہ تیرے ہجر میں روتی ہوں گے انہیں باتوں میں یہ پاس تو کھڑا ہی تھا۔

حباب بیہوشی اس نے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہو گئی۔ اس نے اب کی زبان میں سوزن دیار اور سوچا کہ لشکر خداوند قرب ہے۔ اب وہیں لے چل نامری ہو گی اور خداوند خوش ہو کر پیغمبری دیں گے۔ غرض یہ کہ پشتارہ باندھ کر چلا۔

اس اثنا میں سرہنگ جو جھاڑی میں گیا تھا۔ تا دیر ہوش اس کے بجانہ رہے۔ جب سر کا چکر مٹا۔ اس نے باہر آ کر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار نہیں ہیں۔ آگے جو بڑھا اس عیار کو پشتارہ بدوش دیکھا۔ خیال کیا اس نے پھر ملکہ کو پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر چاہا کہ سدراہ ہوں۔ لیکن غور کیا کہ لشکر قریب ہے اور اس کے مددگار زفیل بجانے سے آ جائیں گے اور تو بھی زخمی ہے۔ سر بر نہ ہو سکے گا۔ پس اب تو یہ سامنے لقا کے لے جائے گا۔ یکایک توقا کرے گا نہیں۔ تو چل کر اپنے لشکر کے عیاروں کو اس حال سے باخبر کر دے۔ یہ سوچ کر کنارے اپنے لشکر کے آیا زفیل عیاری بجائی۔ لشکر میں چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا۔ زفیل سن کر دوڑا آیا۔ اس نے سارا ماجرا اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا: "تم لشکر میں جاؤ کہ سر تمہارا درد کرتا ہے۔ میں ملکہ کو لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر روانہ ہوا۔ اور لشکر حریف میں جب پہنچا ایک جگہ ٹھہرا۔ دیکھا کہ ایک فراش ہاتھ میں کنول بجھانے کے لیے بارگاہ لقا کی طرف جاتا ہے۔ اس نے اس کو پکارا: "جب رہ قریب آیا۔ اس نے میں نہیں اس لیے پکارا کہ : "یہاں میں کھڑا تھا۔ یہ پڑیا اس جگہ پڑی تھی۔ ایسی میں دوا خوشبو کی ہے کہ دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ ذرا دیکھو تو کہ کیا ہے۔" وہ بیچارا سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر آدمی ہے۔ واقعی کوئی چیز پائی ہو گی۔ پس پڑیالے کر دیکھی۔ اس میں خاک بیہوشی تھی۔ وہ اس کی خوشبو سے ہاتھ میں پڑیا لیتے ہی بیہوش ہو گیا۔ اس نے اس کا پیرہن لیا اور اس کی اسی صورت بن کر بارگاہ لقا میں آیا۔ جو کنول قریب بجھے کے دیکھا۔ اس کونے لگا کر بجھا دیا۔ روشنی کا انتظام کرنے لگا۔

اس عرصہ میں گلگوں اپنے خیمہ میں پہلے گیا۔ ایک صندوق میں بہار کو بند کر کے اپنے ایک شاگرد نیرنگ تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا۔ اور کہا: "جب میں طلب

کروں اس وقت بارگاہ میں تو اس کو لانا۔ یکایک اس کو لے جانا اچھا نہیں موقع و محل دیکھ کر میں طلب کروں گا۔ یا سر اس کا مانگوں گا۔ اب جا کر استمزاج خداوند لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر بارگاہ میں آیا۔ اپنی جگہ پر بیٹھا۔ ہنوز کچھ کہنے پایا تھا کہ ہرکارے مجراگاہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور بعد دعا دینے اس مرتد خدا کے عرض رسا تھے کہ ناہید فولاد بدن نام کوہستان کے ممالک میں سے ایک ملک کا بادشاہ بافوج گراں حضور کی مدد کو آیا ہے۔ داخل لشکر ہوا چاہتا ہے۔ ناہید کا نام سن کر منصور نے کہا: "یاخداوند اب حمزہ بے شک مارا جائے گا۔ یہ بادشاہ بسار زبردست ہے۔ سولہ سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہے۔ ہم کوہیوں میں اب اس کا جواب دینے والا کوئی نہیں لقا یہ کلمات سن کر بہت خوش ہوا کہ: "قدرت نے اس لیے اس کو بلوایا ہے کہ وہ اہل اسلام کو گوشمالی دے۔ اس نے تو یہ کہا۔ لیکن بختیارک ہنسا اور گویا ہوا کہ "بادشاہ جس کے تم ثنا خواں ہو' کیا سمندر دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ یہ کہو کہ اس کی قضا کشاں کشاں یہاں لائی ہے۔" لقا نے یہ سن کر اس کو گھڑکا۔" او شیطان کیا بکتا ہے اور حکم دیا کہ لوب بہرا استقبال جائیں۔ سب کو ہی پیشوائی کو گئے راہ میں اس کو ملے۔ لشکر اس کے ساتھ چالیس ہزار کو ہی کا تھا۔ اس کو اتروایا۔ پھر اس کو تعظیم تمام بارگاہ میں لائے۔ چالاک نے بھی اس کو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہے۔ واقعی بڑا زبردست ہے۔

اس دیو صورت نے خداوند کو سجدہ کیا۔ نذر دی لقا نے سنجندہ پیشانی خلعت اس کو دیا اور کہا: "ہماری رحمت دمبدم تجھ پر نازل رہے گی اور پیغمبری ہمارے ملے گی۔ غرضیکہ بعد اس کے بیٹھنے کے گلگوں نے کہا: "یاخداوند پیغمبری مجھے بھی دیجئے کہ آپ کی مدعیہ یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہوں۔ اس کو قتل فرمائیے۔" منصور نے کہا: "اب پھر آفت آیا چاہتی ہے۔" بختیارک نے کہا: "وہیں تم نے سر کاٹ لیا ہوتا۔" اس نے سب رو داد بیان کی کہ اس طحر عیار سے لڑائی ہوئی۔ مجھ کو سر کاٹنے کا موقع نہیں ملا۔ اپنے خیمہ سے اس طریق سے قید کر آیا ہوں۔" شیطان گویا ہوا۔ کہ بس اب خبر

نہ ہو۔ اپنے خیمہ میں رہنے دو۔ جب موقع دیکھنا سناٹے میں سر کاٹ لینا۔ جلدی نہ کرو۔" گلگوں اس کلام سے خاموش ہو رہا۔ لیکن چالاک نے سارا حال سنا۔ یہاں تو کو ہی کی خاطر مدارات ہونے لگی۔ دور شراب چلنے لگا۔ مگر چالاک ایک فراش کو نے دے کر بھائی میں رفع ضرورت کر آؤں۔ تم جب تک کام کرو۔" یہ کہہ کر باہر آیا اور ایک گوشے میں ٹھہر کر صورت بدلے تھا ہی۔ فراش اے اب قطع اپنی خدمت گار کی بنا لی اور جلد خیمہ گلگوں میں گیا۔ یہاں نیرنگ صندوق کا پہرہ دے رہا تھا اور بنا پر احتیاط کسی اور عیار کو بھی آنے نہ دیا تھا کہ یہ پہنچا اور کہا: "لاؤ قید ساحرہ گلگوں نے طلب فرمائی ہے۔" اس نے کہا: "اچھا ٹھہر لیے چلتا ہوں۔" چالاک اس کے پاس جا کر ٹھہر گیا اور کہا: "یار ہم پیا سے ہیں پہلے ذرا پانی پلا دو۔" اس نے کہا: "ابھی" یہ کہہ کر سیو دان پر گھڑا رکھا۔ اس میں سے پانی لینے وہ گیا۔ اتنے عرصہ میں سفوف بیہوشی منہ میں رکھ لیا۔ جب اس نے گلاس لا کر رکھ دیا۔ اس نے ہاتھ سے لے کر قریب دہن کیا اور اس طرح منہ سے لگایا کہ جیسے ایک گھونٹ پیتے ہیں۔ پس نوراً منہ سے گلاس ہٹا کر پھریری اور کہا: "بھائی تم نے اس میں کچھ ملا دیا۔ پانی کڑوا ہے۔" اس نے قسم کھائی کہ نہیں تمہارے لیے ہم ایسا نہ کریں گے۔ ہر چند کے ہم عیار ہیں مگر گھر والوں کے لیے تھوڑے ہیں۔" اس نے کہا: "اگر کچھ نہیں ملایا تو ایک گھونٹ اس پانی کا پیو تو سہی۔" اس نے کہا: "کیا مضائقہ ہے۔" یہ کہہ رہ سارا گلاس آپ پی گیا۔

چالاک نے منہ سے گلاس لگاتے وقت بیہوشی تو ملا ہی دی تھی۔ جب اس نے وہ پانی پیا کیا: "میں آپ کو اور پانی لائے دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا۔ چالاک نے صندوق وا کیا۔ ملکہ بہار کو نکالا۔ زبان سے سوزن نکال کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا۔ ملکہ نے کہا: "کیا کہوں امیر نے منع کر دیا ہے۔ ورنہ اب کی اس بوڑھے ریچھ لقا کو وہ ذلت دیتی کہ یاد ہی کرتا۔" چالاک نے کہا: "اب تم کوئی طائر بن کر روئے ہوا سے تماشا دیکھو۔ میں عیاری کرتا ہوں۔ بہار چاہتی تھی کہ جائے۔

اس نے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنانہ کپڑے نکال کر دیئے کہ تم یہ پہنو اور اپنا لباس مجھے اتار دو۔ ملکہی نے الگ خیمہ میں جا کر لباس بدلا اور اپنا لباس لا کر اس کے حوالے کیا۔ آپ اڑ کر چلی گئی اور روئے ہوا پر ٹھہر کر حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی۔

یہاں چالاک نے نیرنگ کو بصورت بہار بنایا۔ وہی لباس پہنایا۔ آپ صورت نیرنگ کی بنا۔ اس کو صندوق میں بند کر دیا۔ زبان بھی چھید دی۔ سب درستی کر کے' منتظر طلب بیٹھا۔ بارگاہ میں جب زیادہ رات گئی۔ بختیارک نے خادم و فراش وغیرہ سب کو ہٹا دیا اور تخلیہ بخوبی کرا کے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے۔ نیرنگ نقلی بموجب حکم چند آدمیوں سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستورن بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار نقلی کو ہوشیار کیا۔ اس کی آنکھ کھلی ہنتیں اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے بتلاتا تھا کہ میں نیرنگ ہوں۔ کسی نے بھی اس کی فریاد نہ سنی اور کہا: "یہ لائق رحم نہیں ہے۔ اپنے بچنے کے منت کرتی ہے۔ غرضیکہ جب جلاد تین حکم پوچھ چکا اور آمدہ قتل ہوا۔ اس وقت چالاک کو نیرنگ کے حال پر رحم آ گیا۔ جلاد سے کہا: "ٹھیر جاؤ۔" وہ توقف پذیر ہوا۔ اس نے پکار کر کہا: "اے گللوں عیاری بہت مشکل ہے۔ یہ فن ہر ایک کو نہیں آتا۔ دیکھ یہ تیرا شاگرد نیرنگ ہے جس کو تو قتل کرواتا ہے۔ ملکہ بہار کو کون قتل کر سکتا ہے۔ نیم چالاک بن عمرو۔" یہ کہہ کر زبان نیرنگ سے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے کاٹ دی۔ اہل بارگاہ آفریں خوان ہوئے کہ کیا جواں مرد ہیں۔ لاکھوں میں اکیلے کھڑے ہیں اور دشمن پر احسان کرتے ہیں۔

سب تو تعریف کر رہے تھے' لیکن گللوں دل میں جل رہا تھا کہ اس نے مجھ کو بیت ذلیل کیا ہے۔ آخر اس کو تاب نہ رہی۔ تعریف کرتا اٹھا کہ واقعی آپ کا مثل نہیں میں تو آپ کا غلام ہوا۔" یہ کہہ کر پاؤں پر گرا۔ چالاک نے چاہا سر اس کا اٹھا کر سینے سے لگائے۔ اس نے دونوں پاؤں پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا۔ مگر گرتے

گرتے خنجر اس نے بھی مارا اور اس پر وار کیا۔ گلگوں نے پاؤں چھوڑ دیئے اور شاگردوں کو پکارا: "لینا جانے نہ پائے نیرنگ جس کو اس نے کھول دیا' وہ برابر کھڑا تھا۔ جب تک چالاک سنبھلے اس نے کمند ماری۔ چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور لوٹ مار کر دربارہ کی طرف چلا۔ اس وقت ہزار ہر کمند پڑنے لگی اور طناب ہائے بارگاہ میں الجھا' مگر جو قریب آ گیا۔ اس کے بھی پاؤں اس کے اڑا دیئے۔ اس وقت نیرنگ اس کے پہلو میں آ گیا۔ کمند مارا چاہتا تھا کہ اس نے اس کا پاؤں پکڑ کر کھینچ لیا۔ جب وہ گرا۔ ایک طمانچہ اس کے مارا' مگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اٹھا دل سے کہا: "عیاران لشکر اسلام بے شک اپنا مثل نہیں رکھتے اور سوا اس کے یہ تیرا جان بخش ہے۔ استاد تیرا قتل ہی کر چکا تھا۔ اس نے جان بچائی اس کی اطاعت کرنا لازم ہے

مجھے لازم ہے اس کے ساتھ مرنا
کہ یہ جاں بخش اور محسن ہے میرا

دل سے یہ تجویز کر کے خنجر کھینچ کر گلگوں پر جا پڑا اور پکارا: "اے چالاک میں تیرا غلام ہوں۔ میری خطا کو معاف کرنا یہ کہہ کر لڑنے لگا۔ چالاک نے سہارا جو پایا اٹھ کھڑا ہوا۔ لیکن ہزار ہا عیار باہر سے دوڑ آیا تھا۔ سردار بھی لڑنے لگے تھے۔ یہ دونوں گھرے ہوئے تھے۔ ہزاروں کمندیں پڑ گئی تھیں۔ آخر دنگلوں اور کرسیوں میں الجھ کر گرے اور ازروے بلوہ لوگ ٹوٹ پڑے۔ دونوں کو پکڑ لیا۔ انہوں نے بھی بہت کو قتل و زخمی کیا۔ بختیارک نے کہا: "اب دیر نہ کرو' مار ہی ڈالو۔ جلا ڈالو حاضر بہر قتل بہار تھے۔ اس نے حکم دیا کہ جلد اسر اس کے اڑا دیں۔ وہ تیغہ کھینچ کر چلے۔ نیرنگ نے کہا: "آپ میرے کلمہ پڑھنے کے گواہ رہیئے گا۔ چالاک بیتاب ہو کر رونے لگا کہ اے دفع ہر رنج و بلا معین بیکساں اس وقت میں تیرا ہی آسرا ہے

دعا کو ہاتھ اٹھے درگاہ حق میں
پکارا دیر تک جوش قلقل میں

URDU4U .COM

کہ اے خالق نہیں کوئی ہمارا
فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا ان کی مستجاب ہوئی۔ یعنی ملکہ بہار جو بروے ہوا ٹھہری ہوئی تماشہ دیکھ رہی تھی۔ اس نے سحر کیا کہ ہاتھ جلا دوں کے بلند ہو کر تیغے گرے۔ پھیر بجلی کڑک کر گری۔ بختیارک نے دیکھ کر کہا: " خداوند جلد بھاگئیے کہ آفت آئی: "معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحر جس نے ناچ نچایا تھا۔ پھر آ گئی۔ یہ کہی رہا تھا کہ ایک پرچھائیں پیدا ہوئی اور اس نے ایک دھول سر پر لگائی۔ رفیدہ اس کا گرا۔ اس نے رفیدہ بھی نہ اٹھایا اور دوڑ کر قدم پر چالاک کے گرا کہ مرشد زادے بچایئے۔ دھول دھپا شروع ہو گیا ہے۔ اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہے۔ یہ تو منت پذیر تھا کہ پنجہ بن کر ملکہ گری اور دونوں عیاروں کو اٹھا لے گئی۔ بجلی گرتے ہی سب عیار باہر بارگاہ کے بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا۔ جو جو بہادر تھے کہ وہ حیرت سے پالگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ ناہید بھی حیران تھ اکہ یہ کیسا خداوند ہے جو جان چھپاتا ہے اسی ہنگامہ میں ایک آواز آئی کہ اے خرص صحرائی مرتدی اگر امیر کی ممانعت نہ ہوتی تو اس وقت اپنی کیفیت دیکھتا کہ کیا حال تیرا میں بناتی۔" یہ آواز سن کر بختیارک کو اطمیان ہوا کہ اب آفت نہ آ گئے گی۔ یہ صلوہ پڑھتا ہوا اٹھا۔ لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا۔ لیکن حکم دیا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست ہوا سب اپنے اپنے خیموں میں آئے۔ ادھر ملکہ مذکورہ نے ایک پہاڑ پر لے جا کر عیاروں کو اتارا۔ اتنی رات ذکر اذکار طلسم میں بسر ہوئی۔ نیرنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا: "ہمارے ملک گلگونیہ کوہ سے جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہے۔ سامنے بیابان

کے درہ کوہ ہے۔ اسی درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہے۔ اس میں نقابدار رہتا ہے اس درے سے جو گزرے تو سیدھا طلسم ہوشربا میں پہنچے۔ مگر وہ نقابدار نہیں جانے دیتا ہے۔" بہار نے کہا: "میرا بھی قصد ہے کہ ادھر ہی جاؤں یا تو نقابدار کو ماروں یا وہ مجھ کو گرفتار کر کے پاس طلسم کے پاس بھیج دے۔ وہاں میرے ہمراہی چھڑا لیں گے۔

غرضیکہ یہ باتیں کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلسم شب لوح آفتاب سے ٹوٹا اور عالم نیرنگ میں بہار سحر نے داخلہ کیا۔ ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک سے کہا: "خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو سلام شوق کہہ دینا۔" یہ کہہ کر روانہ ہوئی۔ عیار دونوں اپنے لشکر میں آئے۔ بادشاہ نے برآمد ہو کر جلوس فرمایا۔ امیر و سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے۔ نیرنگ نے آ کر نلر دی خلعت اس کو ملا۔ کفاف مقرر ہوا۔ عیاروں میں شامل کیا گیا۔ اس طرف لقا بھی تخت نکبت پر بیٹھا۔ سلیمان نے سب کوہیوں کو بے اعتقاد دیکھ کر سمجھایا کہ خداوند رحیم بہت ہیں۔ ذرا سی بات میں چھپنے لگتے ہیں۔ اپنی تقدیر قہرناک سے آپ ہی ڈر جاتے ہین کہ مجھ سے غضب ناک تقدیر ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہو زیادہ تیزی دکھائے۔ غرض یہ کہ سب کوہیوں وغیرہ نے آ کر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا۔

اس وقت بصلاح سلیمان نے ایک نامہ تمہید و عتابف شاہ افراسیاب کو لقا کی طرف سے لکھا۔ مضمون اس کا یہ تھا: "اے شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے پر ہم کو ٹھہرایا ہے۔ جو ساحر کہ تو نے آج تک بھیجے۔ یہاں مار گئے۔ ایسا کوئی ساحر نہ آیا' جس سے کوئی مطلب نکلتا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہاں آتے ہیں اور ہم پر سحر کرتے ہیں۔ چنانچہ بہار ساحرہ نے آ کر ایسی کوئی آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہیں۔ اب وہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہے۔ جلد اس کا سر کاٹ کر روانہ کرو۔"

یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا۔ پنجہ پیدا ہو کر نامہ لے گیا۔ شاہ طلسم باغ میں سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اور بلور چہار دست مقابلے کے لیے ساحر بھیجنے

کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہنچایا' پڑھ کر منشی کو حکم دیا کہ جلد چند حکم نامے لکھے۔

ایک بادشاہ کو کوہ نیلم کے نام اور ایک بادشاہ طلسم ہزار برن کے نام• اور ایک بادشاہ طلسم کوہر کے نام اور چند حکم نامے ان بادشاہوں کے نام جو طلسم آئینہ اور نرگس کوہ سے ادھر ہٹ کر راہ طلسم رو کے ہوئے ہیں' لکھے جائیں مضمون یہ ہو کہ بہار جادو ما بدولت کیع زیز ہے مگر منحرف ہو گئی ہے۔ وہ قلعہ کوہ عقیق سے پھری ہوئی آتی ہے۔ سوائے ان راہوں کے اور کسی طرف سے داخل نہ ہو سکے گی۔ پس اپنے ملک میں گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکم نامے کے شہر میں منا دی کرا دو۔ اضلاع ملک میں نامے بھیج دو' کہ جہاں کہیں ساحرہ مذکور ملے گرفتار کی جائے اور خداوند کے پاس یا ہمارے پاس بھیج کر نیک نامی حاصل کرو تاکید بلیغ جانو۔" چنانچہ حسب فرمان منشی طلسم نے حکم نامے اور شقے وغیرہ لکھ کر مہر بادشاہی ثبت کی اور رو برو بادشاہ حاضر کئے۔ شاہ طلسم نے وہ نامے پنجہ ہائے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے۔ جب شاہان سرحدار طلسم کو وہ نامے پہنچے۔ بمو جب تحریر کار بند ہوئے۔ حلیہ بہار کا جاری کیا اشتہار ہر جگہ چسپاں ہوئے۔ گرد اور مخبر ہر جگہ مقرر کئے گئے۔

اسی طرح جب نامہ کوہ نیلم پر پہنچا۔ نیلم جادو بھی متلاشی ملکہ مذکور ہوا۔ بارہ ہزار ساحر اپنے پاس رکھتا ہے ان کو حکم تلاش دیا۔ یہاں تو یہ بندوبست ہے۔ لیکن افراسیاب نے بھی بھیجنے ناموں کو سحر پڑھ کر دستک دی۔ بعد کچھ دیر کے آندھی آئی۔ زمانہ بالکل سیاہ ہو گیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی۔ پھر جو روشنی ہوئی۔ ایک ساحر قوی زبردست تو ان کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا۔ اس نے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے کہا:

"اے مدہوش کوہ پیکر قوی جسم جادو۔ تمہیں اس لیے میں نے بلایا ہے کہ خداوند کی مدد کو قلعہ کوہ عقیق میں جاؤ۔ مگر نیلم کوہ کی طرف جانا کہ ادھر کی سرحدیں بالکل

کمزور ہیں۔ اندر طلسم کے بھی ساحر کم رہتے ہیں اور بیرون طلسم جو کوہستان ہے۔ مثل قلعہ گلفامیہ و قرطاس کوہ نرگس کوہ طلسم آئینہ ان کے حاکم بعض خدمت خداوند میں جا کر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ میں مسلمانوں کے آ گئے حاکم ان کے مسلمان ہو گئے۔ چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہو گی۔ پس کوئی اس کو رکو نہ سکے گا۔ تم اس طرف سے جانا' اگر کہیں ملکہ مذکور کو ملے تو گرفتار کر کے خدمت خداوند میں لیتے جانا کہ اس نے وہاں جا کر کچھ بے ادبی کی ہے اور راہ میں ہوشیاری رکھنا کہ دو عیار یعنی قران و برق بھی اس ملکہ کے ساتھ ہیں۔ یہ سب ملک کو کب سے راہ بھول کر قلعہ عقیق کوہ میں پہنچے ہیں اور بھٹکتے پھرتے ہیں۔ "یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دوبار سے مخاطب ہو کر کہا: "اس مرد صحرائی کو کب کی لیاقت دیکھئے۔ اتنا اس سے نہ ہو سکا کہ بیچارے عیاروں کو ان کے مقام تک پہنچا دیتا۔ اسی طرح وہ مدد گھر بھی کرے گا کہ عین وقت صعوب پر وہیں۔ بلا میں چھوڑ دے گا۔" سب اہل دربار تائید کلام میں مصروف ہوئے اور اس نے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کیا۔

وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا۔جوبیں ہزار سحار درست کر' اژدر آتش بار پر بیٹھ کر روانہ ہوا بعض قطع منازل و طے مراحل قریب طلسم نیلم کوہ پہنچا۔ قلعہ نیلم میں نہ گیا۔ قریب ایک پہاڑ کے مقام کیا۔ اس لیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہے۔ شاید بہار تجھ سے پہلے آ گئی ہو تو برا ہو گا تو آگے بڑھ جائے گا۔ وہ طلسم میں اخل ہو جائے گی۔ حکم شاہ میں فتور آئے گا۔ غرض یہ کہ بانتظار بہار یہ تو یہاں اترا اور بہار بھی تخت سحر اڑائے۔ بفراست مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑتی ہوئی۔ پہلے شہر گلفامیہ میں آئی اور وہاں سے بہت جلد گزر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہنچی اور ازبسکہ ہجر یار سے گرانبار خاطر تھی۔ اشک ریز ہر قدم پر آئی تھی۔ مجنوں کردار یہ لیلیٰ عذار وہاں ٹھہرتی اور یار و جاناں میں شعر عاشقانہ پڑھتی پھر وہاں سے آگے

کہے۔ لیکن بیہوش ہو گیا۔ برق اس کو گھوڑے کی باگ تھاننے۔ اکیلے میں آیا اور اس کی سی صورت بن کر کپڑے اس کے پہن کر گھوڑا لے کر لشکر کے پاس آیا اور ٹہلانے لگا۔ اس عرصے میں گھسیارے نے اک اسپک کے نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہوں۔ برق سمجھا کہ اس گھوڑے کا تھان یہی ہے۔ غرضیکہ گھوڑا تھان پر باندھا اور آپ بستر پر جا کر بیٹھا تھا کہ چوبدار نے آ کر پکارا: "اے ملازمان لشکر جائز دینے چلو۔" یہ سن کر اس نے اپنے دل میں کہا: "تو نے غلطی کی جو اس چاکر کا نام نہ پوچھ لیا۔ اب جائزہ میں کیا نام بتلائے گا۔" اسی فکر میں خیال کیا کہ سب جائیں تو نہ جا۔ آپ ہی نام پکارا جائے گا۔ یہ تجویز کر کے بیٹھا رہا۔ اتفاق سے جب اور چاکر جانے لگے اس سے گویا ہوئے کہ میاں مدھ ماتے تم جائزے کو نہ جاؤ گے۔" اس نے کہا: "تم چلو میں آتا ہوں۔ پس بعد لمحہ کے اٹھ کر چلا۔ یہاں بمو جب فہمائش افراسیاب بخوف عیاراں مدہوش نے سحر کا جائزہ مقرر کیا ہے۔ یعنی ہر ایک کا نام دن میں تین بار پکارا جاتا ہے۔ اس لیے کہ غیر شخص لشکر میں نہ رہے چنانچہ برق نے ایک بلندی کی طرف بارگاہ بادشاہی کی طرف دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا ہے۔ فردین آگے رکھی ہے۔ اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہے۔ حاضر کہہ کر سامنے جاتا ہے آخر مدھ مانتے کا نام بھی پکارا گیا۔ برق سامنے گیا اور کہا اصلی نام میرا برق فرنگی عیار ہے۔ تمہارے سائیس کو بیہوش کر کے مدھ مات بنا ہوں۔" مدہوش یہ سن کر ہنسا اور بلا کر پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا۔" اس کوکب کے یہاں سے پھر کر آنا ہوا۔ سب حال بیان کیا۔ "اس نے کہا' تم نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے۔ تمہارا گھر ہے۔ آؤ خیمہ میں چلو۔ یہ کہہ کر جائزہ موقوف کرا کے اندر بارگاہ کے برق کو لے گیا۔ کہا: "اپنی اصلی حالت بناؤ۔ اس نے اصل شکل بنائی۔ اس نے ایک قفس آہنی منگا کر کہا: "جاؤ اس پنجرے میں بیٹھو۔ اس نے قفل لگا دیا اور چار ساحر زبردست بلا کر وہ قفس ان کے حوالے کیا اور سحر اتار لیا۔ اب برق کو ہوش آیا دل سے کہا: "یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام آپ بتا کر مبتلا بلا ہوا۔ پھر خیال کیا کہ تو

آپے میں نہ تھا۔ خیر جو ہوا وہ ہوا۔ اب کچھ فکر کر یہ سوچ کر چپ ہو رہا۔ ادھر تو یہ قید ہوا۔ اس طرف صحرائے فرحناک میں ملکہ بہار جو آ کر ٹھہری تھی اور فراق بادشاہ اسلام میں بیتابی کر رہی تھی۔ ازبسکہ جا بجا ساحر طائر بنے اس کے تجسّس میں تھے۔ انہوں نے جا کر بادشاہ کوہ نیلم سے عرض حال کیا کہ بہار قریب قلعہ جو دشت ہے وہاں بیٹھی ہے۔ یہ خبر سنتے ہی اس نے حکم تیاری تیاری لشکر دیا۔ نفیر سحر بجی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہو کر طائران سحر پر سوار ہو کر چلے۔ آگے آگے نیلم جادو اژدر پر سوار۔ اسباب سحر سازی لیے بصد ہیبت اسی دشت کے قریب پہنچا کہ جہاں ملکہ کو فوج غم یار گھیرے تھی۔ چنانچہ اس نے جاتے ہی چار طرف سے گھیر لیا۔ بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا۔ سنبھل کر کھڑی ہوئی اور کچھ سحر پڑھ کر دستک دی کہ ابر سیاہ ظاہر ہو کر سارے لشکر پر اس کے محیط ہوا۔ کار پرداز سلطنت جو نیلم کے ساتھ تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بہن ملکہ حیرت کی ہے اور بے نظیر جادو گرنی ہے۔ یہ سحر جو اس نے کیا ہے اس سے بہار پیدا ہو گی۔ سارا لشکر دیوانہ ہو جائے گا۔ پس لازم ہے کہ باشتی اس سے پیش آیئے۔ اور مکر سے قید کیجئے۔ یہ رائے اس کو پسند آئی اور اپنے اژدر سے اتر کر قریب ملکہ جا کر سلام کیا اور کہا: "میں تو آپ سے ملنے آیا تھا۔ آپ ناحق آمادہ فساد ہیں۔" ملکہ نے کہا: "میں بھی یہی چاہتی ہوں کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا میری معاف کرا دے اس نے کہا: "آپ میرے غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایئے۔ میں آپ کو خدمت بادشاہ میں لے چلوں گا۔" بہار اپنے دل میں سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائیں گے۔ مگر از روئے بلوہ کے اگر یکایک بل کر لپٹ جائیں تو گرفتار کر لیں گے پس یہ تجھ سے مکر کرتا ہے۔ تو اس سے مکر کر اور اس کے ساتھ جا رات کو یہاں سے نکل چلنا۔ یہ سوچ کر کہا: "اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو میں تمہارے ساتھ چلوں۔ اس نے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو تخت پر بٹھا کر قلعہ میں لایا۔ قلعہ نہایت آباد راستے صاف' مکانات عمدہ مسکن

سامری پرستان' جابجا مندر بنے' تصویریں لقا اور پونے دو سو خداؤں کی بنی۔ خلقت ان کی پرستش کرتی۔ دکانیں کھلیں' گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی۔ مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی۔ یہاں تخت شاہی گستردہ تھا۔ فرش سے وہ جگہ پیراستہ اراکین دولت حاضر تھے۔ ملکہ کو لا کر اس نے تخت شاہی پر بٹھایا۔ ساقیان سیمیں ساق حاضر ہوئے۔ نازنیناں ماہ تمثال طوالفان صاحب حسن و جمال آ کر گانے ناچنے لگیں۔ نیلم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا۔ ملکہ نے فرمایا: "کسل راہ رکھتی ہوں۔ شراب نہ پیوں گی۔ اس نے عرض کیا کہ: "حضور میرے باغ میں چل کر آرام کریں۔ یہ کہہ کر اسی ایوان کی پشت پر دروازہ لگا تھا۔ اس کو وا کر کے ملکہ کو لایا۔ یہاں باغ پر فضا گل و بار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر جس کے بلبلوں نے باہر جان کو صدقے کیا تھا۔ بیچ باغ میں ایک بارہ دری تعمیر تھی۔ واقعی بے نظیر تھی۔ دنیا کے تکلفات اس میں مہیا پردے زربفتی پڑے۔ چھپر کھٹ مرصع کار بچھے

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ
پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھ کر دنگ

ملکہ آ کر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا۔ ساغر چشم پر آب رشک حسرت سے محلو ہو گئے۔ دل سے شاکی ہوئی کے اے خاطر ناشاد یہ کس بلا میں تو نے پھنسایا۔ بھلی چنگی کو روک لگایا

کہاں تک قرہ بیتابی اٹھاؤں
شکایت تا زبان کیونکہ نہ لاؤں

کہ آخر آدمی ہوں ضبط دشوار

"اے ملکہ تم نے مجھ کو بالکل الو وا ہی سمجھ لیا۔ اب کہاں جاؤ گی۔ یہ کہہ کر ایک ناریل اس نے مارا۔ وہ ناریل قریب بہار جا کر پھٹا اور اس میں سے ہزار ہا طاؤس نکل کر منقاروا کر کے جانب ملکہ چلے۔ ملکہ نے سحر پڑھ کر آواز دی: " اے صبادان دشت سامری آؤ۔" سب دیکھا کہ ہزار ہا پتلا ہاتھ میں چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسوں کو پکڑ پکڑ کر ذبح کرنا شروع کیا۔ اس عرصے میں سارا لشکر نیلم کا تیار ہو کر آ گیا اور ہزار ہا نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے۔ ابر گھر آئے۔ مار کژدم و آتش و سنگ و برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے۔ ملکہ نے روئے ہوا زمین پر اتر کر ایک دو ہتر مارا زمین شق ہوئی اور ایک پری زاد قد میں غیرت شمشاد رفتار سے اس کی قیامت پیدا' چہرہ' سے اس کی آفتاب محشر شرمندہ ادا میں اس کی جادو۔ غرض بہت خوبرو۔ ایک چتر اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس چتر کا سایہ سر پر اس بادشاہ حسن کے کیا جتنے آگے پتھر کہ برستے تھے وہ اس چتر کے قریب آ کر الٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر آ گرتے اور اس چتر زریں شعلے نکل کر سر فلک تک جاتے اور وہاں سے شہاب بن کر گرتے۔ فوج نیلم کے جگر و دل کے پار گزرتے

○○○

- ہر چند کہ

نیلم مغلوب تھا' لیکن جان پر کھیل کر نارنج و ناریل مارتا' آگے بڑھتا جاتا تھا۔ بیر ساحروں کے شور مچاتے تھے۔ آندھیوں نے عالم تاریک کر دیا تھا۔ ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی۔

URDU4U.COM

کوئی حربہ اس پر کارگر نہ ہوتا تھا۔ اسی ہنگامے میں دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہاں سے قریب لشکر مدہوش اتر ہوا ہے۔ کیونکہ یہ مقام پشت قلعہ نیلم ہے۔ چنانچہ صدائے مبارزان سن کر اس نے خبر منگائی ساحر آ کر حال دریافت کر گئے۔ جب وہ باخبر ہوا۔ اس کے پاس ایک بیضہ ہے کہ وہ طائران دشت سامری و جمشید کے بطن کا ہے۔ چنانچہ اس بیضہ کو لے کر یہ سوار ہوا اور لشکر افسروں کے حوالے کر کے کہا: "تم میرے بعد فوج لے کر آنا ہیں غفلت میں کام اس ساحرہ کا تما کروں گا۔" یہ کہہ کر اڑا اور جہاں ملکہ بہار کھڑی تھی۔ اس کی پشت کی طرف آیا اور غفلت میں بیضہ اس کی پشت پار مارا۔ اگر سر پر ملکہ کے چتر نہ ہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑ کر نکل جاتا۔ مگر پیٹھ پر پڑھ کر زمین میں سما گیا اور وہ زن سحر جو چتر لیے تھی' بیضہ کے پڑتے ہی غالب ہو گئی۔ بہار پر بیہوشی طاری ہوئی غش کھا کر گری۔

مدہوش مع چند ساحروں کے آ پڑا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا۔ فوراً زبان میں سوزن دی اور مسحور بہ سحر کر کے نیلم سے ملاقات کی۔ اس نے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا' جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا۔ اب میرے قلعہ میں چلیے اوعر دعوت نوش کیجئے۔" اس نے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے قلعہ نیلم میں آیا۔ ملکہ کو قید شدید میں گرفتار کر کے زندان میں بھیجا۔ پھر نیلم نے سامان دعوت مہیا کیا۔ نیلم کوہ بہت پر فضا مقام پر ہے۔ سر کوہ پر ہزار چشمہ جاری ہے۔ درخت گلہائے خورد کے لگے ہیں۔ طائران خوش نواز مزمہ سرا رہتے ہیں پہاڑ پر سیر گاہیں نیلم نے بنوائی ہیں چپل ستون تعمیر ہیں۔ چبوترے

لب جوئبا ریلوے کے بنے ہیں۔ سبحان اللہ نور کے بنے ہیں۔ چاروں طرف گلدستے دھرے ہیں۔ بعض چبوترے پر بنگلہ صندل کا پڑا ہے۔ بعض پر نمگیرہ جواہر دوز کھینچا ہے۔ پہاڑ کا وہ بلند مقام اور ہواؤں کے فرحت بکش سناٹے سبزے درختوں کی گھنی چھاؤں۔ ایک دل کیا' ہزار مردہ دلوں کو یہ کیفیت زندہ کرتی تھی۔ محر در مزاجوں کو وہ جگہ خانہ مسیحا تھی کہ

طلسمی جانور طائر تھے گویا
در و یاقوت سے لبریز ہر جا

شجر گل برگ میں تھے سیکڑوں رنگ
نظر آتے تھے ہر شے میں نئے ڈھنگ

مزیب فرش رنگیں ہر مکان میں
کبھی ایسے نہ دیکھے تھے جہاں میں

کہیں الماس کے مینا و ساغر
طلسمی سیکڑوں سامان برابر

گلوں کے سب سحر سرسبز و شاداب
رواں گرد ان کے موج چشمہ آب

اس مقام فرخ بخش پر جلسہ دعوت مقرر ہوا دن تو تمام ہی ہو چکا تھا۔ وہ قت تھا کہ دامن نور مہر روشن بسان دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا سمٹا اور مثل معشوق بیوفا دامن کش

ہوا کہ

کہ اس اثنا میں سلطان کواکب
ضیا سے جس کے ہے شان کواکب

URDU4U.COM

قدم فرسا پھرا وہ بہر آرام
نظر آنے لگی کیفیت شام

سر کوہ پر نیلم اور مدہوش مع مصاحبین آ کر بیٹھے شعل مے خواری کرنے لگے۔ ناچ ہونے لگا کہ

ہجوم گلعذاروں حلقہ زن تھا
گل اندامواں سے گلشن وہ چمن تھا

لیے ہاتھوں میں شیشے اور ساغر
مے گلگوں بہ رنگ گل معطر

کوئی غیرت وہ زہرہ بصد ناز
لیے با حسن و خوبی رقص کا ساز

مہیا تھے رباب و چنگ و دف نے
روا بے شرع تھا خون بط مے

یہ تو مصروف عیش و عشرت ہیں، لیکن لشکر مدہوش اس جگہ جہاں اترا ہوا تھا پھر گیا۔ ہوشیار آج کی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر نہیں ہے۔ وہ چار ساحر جن کے

پاس برق کا پنجرہ ہے در خیمہ پر آ بیٹھے۔ چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے۔ پنجرہ سامنے رکھ لیا۔ برق نے دل سے تجویز کیا اب فکر رہائی کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس نے سب حال انہیں ساحروں کی زبانی جنگ بہار کا سنا کہ وہ آپس میں باتیں کرتے تھے۔ یہ سنتا تھا۔ غرض یہ کہ اس نے قفس میں کسوت عیاری کھولی۔ کس لیے کہ دست و پا قابو میں تھے پس کسوت عیاری سے درج لعل و گوہر نکال کر سامنے رکھے اور رونا شروع کیا کہ: "ہائے بخت ناکام یہ مال میں نے کس مشقت سے جمع کیا۔ افسوس کہ میں قتل ہوں گا اور یہ سب نصیب اعدا ہو جائے گا۔ کبہ اسی گریہ و زاری کی حالت میں آپ ہی آپ کہتا کہ میں مدہوش سے وصیت کر جاؤں گا کہ میرا مال لشکر امیر بھی بھیج دینا۔ وہاں میرے عیال و اطفال ہیں۔ ان کے کام آئے گا۔ یہ کہتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزیں یعنی لباس مردانے' زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور روتا۔

ان چاروں ساحروں نے یہ سب کیفیت دیکھی۔ باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہے۔ مجرم تو ہی چکا ہے۔ بغیر قتل رہا ہونا اس کا ممکن نہیں۔ پس سب مال اس سے لے لو۔ تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہے گی۔ یہ سوچ کر خیال کیا کہ پنجرہ اٹھا کر لشکر سے دور کوہ میں لے چلو کہ کوئی اس راز سے ماہر نہ ہو۔ پس یہی کیا کہ قفس اٹھا کر دست سنان میں آئے اور سحر پڑھ کر پھونکا۔ قفس کا قفل کھل گیا۔ برق کو باہر نکل کر چاہا کہ سحر سے بحیس حرکت کر کے کسوت عیاری چھین لیں۔ برق نے کہا: "میں تمہارا ارادہ پہچان گیا ہوں۔ میرا مال تم نے تجویز کیا ہے۔ مگر تم زبردستی نہ لے سکو گے۔ ہم لوگ عیار ہیں اس طرح نہیں رکھتے جو ہر ایک گرفتار کر کے چھین لے صدہا مرتبہ قید ہوتے ہیں اور چھوٹتے ہیں مگر مال ہمارا نہیں جا سکتا۔" انہوں نے کہا: "پھر کہاں چھپا دیتا ہے۔" اس نے جواب دیا کہ تمہیں کیوں بتائیں۔ اچھا تمہیں مان لینا ہے تو لے لو' مگر مجھ کو بے حس و حرکت نہ کرو۔" ورنہ میں جب سامنے مالک کے جاؤں گا۔ فریاد کروں گا۔ ساحر یہ کلام سن کر ڈر کہ اگر یہ وہاں

دعویٰ کرے گا۔ ہم سے باز پرس ہو گی۔ خائن اور و نرد مشہور ہو کر نہیں معلوم کیا حال ہو۔ پس اس کو راضی کر کے لینا چاہیے۔ یہ تجویز کر کے منت پذیر ہوئے کہ بھائی آخر تم سے مال جاتا ہی رہے گا۔ جب مارے جاؤ گے۔ جلاد لے لے گا۔ اس ہمیں کو دیدو۔" برق نے کہا: "ایک شرط یہ ہے کہ جو کچھ لو اس کے پانچ حصے کرو۔ چار حصے تم چاروں لو اور ایک ایک حصہ میری اولاد کو بھیج دو۔" انہوں نے کہا: "ہمیں منظور ہے۔" اس نے کسوت ان کے سامنے رکھ دی۔ کہا: کھولو۔" چاروں نے وا کی۔ اس میں سے کمندیں اور مٹھائی اور لباس وغیرہ نکلنے لگا۔ روغن ہر قسم کے' رنگ طرح طرح کے نکلے۔

غرضیکہ بعد ان چیزوں کے تھیلیاں سب اشرفیوں کی اور درج جواہر نکلے۔ موتیوں کے ہار۔ تاج مرصع نگار کلا وہ زر تار سب نکال کر علیحدہ رکھے۔ برق نے کہا: "تم نے اتنا مال پایا۔ لیکن ایک چیز ایسی عمدہ ہے کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہار کے آگے سستا جانتی ہے۔ اس کو تم نے نہ پایا۔ سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی عنایت فرمایئے۔ برق دل میں کہتا ہے کہ کیا اپنے باپ کا مال انہوں نے مقرر کیا ہے کہ سب مانگتے ہیں۔ غرضیکہ ان سے کہا: "خیر وہ بھی تمہیں دوں گا' لیکن کل سے بھوکا ہوں۔ یہ میوہ مٹھائی جو نکلی ہے۔ مجھے دو کہ کھاؤں اور جام شراب پیوں' تاحواس میرے بجا ہوں۔ انہوں نے کہا: "کیا مضائقہ ہے لیلو۔" اس نے کہا: "پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو میں بھی کھاؤں۔" انہوں نے کہا: "ایسا نہ ہو کہ اس میں کچھ دغا ہو۔" اس نے جواب دیا: "کہ جب پہلے میں کھاتا ہوں تو کیا اندیشہ ہے۔ ہاں بیہوشی ان سب چیزوں میں ملی ہے تو اس کے دفع کی یہ تدبیر ہے۔ یہ کہ کر اسی کسوت سے ایک شیشی نکالی۔ اس میں ایک دو امثل روغن سرخ بسان خون تھی۔ کہا: "کوئی کیسی ہی بے ہوشی کھائے ہو' اگر اس شیشے کھاؤ اور یہ سونگھ لو۔ یہ کہہ کر آپ تو حال اپنی کسوت کا جانتا تھا۔ جس بوتل میں کہ شراب سادی تھی۔ اس میں سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور یاک جان ان کو دیا کہ لو پیو۔ انہوں نے جب اسے کو پہلے پلوا

لیا پھر کیا تامل تھا۔ آپ بھی پیا اس نے کہا: "شیشی سونگھ لو۔ نہیں بیہوش ہو جاؤ گے۔ انہوں نے جلد شیشی سونگھی۔ سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا۔ آپس میں لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لیں گے۔ ایک نے کہا: "اس لعل کے لیے اس شخص کا باپ کہہ کر مرا ہے کہ اس طرح کا لعل جہاں ملے نہ چھوڑنا۔" دوسرے نے کہا: "یہ سب مال اس شخص کے دادا کا ہے۔ یہ عیار لایا ہے۔

وہ تو اس رنگ میں تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹ کر باندھا اور اس عرصہ میں وہ بیہوش ہو گئے۔ اس نے چاروں کے سر کاٹ ڈالے۔ بیروں نے غل مچایا ہنگامہ ہوا۔ مگر وہ مقاملشکر سے دور تھا۔ کوئی خبر نہ ہوا۔ کہ یہ ماجرا کیا گذرا۔ غرضیکہ بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا۔ قائم و مقیم و منتظم و انتظام جادو کو۔ برق نے چاروں کے لباس لیے اور مقیم ان تینوں کا افسر تھا۔ اس کی ایسی شکل بنائی اور حال تو سن چکا تھا کہ مدہوش قلعہ نیلم کوہ میں شاہ نیلم کے یہاں گیا ہے' پس اس طرف چلا۔

جب قریب قلعہ پہنچا۔ دیکھا قلعہ کے اطراف میں جو پہاڑ ہے۔ اس پر روشنی ہو رہی ہے۔ آواز گانے کی آتی ہے۔ کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رخت رکھتے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا: "ہمارے مالک مدہوش کہاں ہیں۔ معلوم ہوا کہ اسی پہاڑ پر جلوہ کناں ہیں۔ یہ بھی پہاڑ پر ایا۔ وہی جو اوپر مذکور ہوا۔ اس نے بھی دیکھاہ دل سے کہا: "ہمیں قید کر کے یہ مسخرا اس جلسہ میں بیٹھا ہے خیر کیا مضائقہ ہے۔ اب وقت اس کا برابر آ گیا ہے۔ یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شیریں چبوترہ پر زیب مسند زرتا نیلم اور مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا۔ وہاں شراب و ناچ وغیرہ کے جلسہ میں سب مدہوش تھے۔ مدہوش نے پہلے تو سحر بھی ویسا ہی کیا تھا کہ برق نے سامنے جا کر حال اپنا آپ کہہ دیا تھا۔ لیکن اس عشرت میں وہ سحر کہاں۔ دوسرے اطمینان بھی ہے کہ بہار اور عیار کو میں گرفتار کر چکا ہوں۔ اب کیا کھٹکا ہے۔ چنانچہ اس کو دیکھ کر پوچھا: "اے مقیم تم کیونکر آئے؟ اس نے کہا: "کیا عرض کروں بڑے تعجب کی بات ہے' حضور سنیں گے تو دروغ سمجھیں گے۔ مگر بغیر عرض کئے چارہ نہیں۔" اس نے بصد تعجب پوچھا کہ کیوں بیان

تو کرو۔ کیا ہوا۔" اس نے جھکا کر کان میں کہا: "ہم سب بیٹھے تھے کہ یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ بند ہو گئی۔ بعد لحہ کے کسی نے شانہ پکڑ کر چونکایا۔ جب ہم جاگے تو دیکھا کہ یاک شخص جس کا سونے کا بدن ہے ہمارے پاس کھڑا ہے اور کہتا ہے میں پتلا افراسیاب کا ہوں۔ بحکم شہنشاہ برق کو دریائے نور پر لیے جاتا ہوں۔ یہ کاغذ تولے جا کر مدہوش کو دے اور لے ہم چلے۔" یہ کہہ کر پنجرہ برق کا لے کر اڑ گیا۔ یہ کاغذ حاضر ہے جو دے گیا۔"

URDU4U.COM

مدہوش نے سب حال سن کر کہا: "اس میں تعجب کی بات کیا ہے۔ دریائے نور پر پتلا ہائے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزاروں ہیں۔ کیا عجب ہے جو کتاب سامری سے حال دریافت کر کے قید عیار کی شہنشاہ نے منگوا لی ہو۔ چلو اچھا ہوا' جو منگوا لیا۔ یہ کہہ کر کاغذ دیکھا۔ وہ نامہ شاہ طلسم کا تھا۔ مہر اس کی پیشانی پر بادشاہ کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا۔ مضمون یہ تھا کہ مدہوش و نیلم ہم تم سے بہت راضی ہوئے۔ پتلے سے عیار کو ہم نے منگوا لیا ہے۔ تم کچھ وسواس نہ کرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہے۔ وہاں ملکہ بہار کو لے کر تم مع نیلم کے آنا۔ وہاں ایک تخت پیدا ہو گا۔ اس پر ملکہ کو بٹھا دینا۔ ہم اپنے پاس مالکہ کو بلا لیں گے۔ کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہے۔ جب سے وہ قید ہوئی ہے۔ دل ہمارا بے قرار رہتا ہے اور خداوند کے پاس اس کو نہ بھیجیں گے۔ ایسا نہ ہو' وہاں وہ فتنہ ہو جائے۔ خبردار نامہ دیکھ کر تامل نہ کرنا دشت مذکور میں جلد آنا۔ در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہو گے۔ اس واسطے نامہ ہم نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ تم کو کچھ شک نہ واقع ہو۔ جب بہار ہمارے پاس ائے گی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کرو گے تو چار ملک آباد اندرون طلسم تمہیں عنایت ہوں گے۔"

یہ مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا: "بھائی اسی جنگل میں بہار کو لے چلو۔ تامل زیبا نہیں۔ نیلم جلد اٹھ کر زندان میں گیا اور ملکہ کو خود لے کر آیا۔ اس سے کہا "بھائی آؤ' میں ملکہ کو لایا۔" یہ بھی اٹھا ملازموں سے کہا: "ہم آتے ہیں۔

یہ جلسہ برطرف نہ ہو۔" سردار مصاحب بیٹھ کر ناچ دیکھنے لگے۔ صرف مقیم ساتھ ہو لیا۔ یہ تینوں ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اتر کر صحرا میں آئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارے: "اے شاہ جاوداں' ہم بمو جب حکم قید بہارے کر حاضر ہیں۔" اے شاہ جاوداں ہم بموجب حکم قید بہارے کر حاضر ہین۔" یہ پکار کر ٹھہرتے تھے کہ مقیم نے کہا: "سامنے سے روشنی پیدا ہو کر ادھر آتی ہے۔ اب آنکھیں بند کر کے بیٹھ جایئے اور شہنشاہ کو پکاریئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خود آتے ہیں۔ یہ دونوں زمین پر بیٹھ گئے اور "یا شہنشاہ آیئے یا شہنشاہ آیئے۔" کہنے لگے۔ آنکھیں بند کر لیں۔ برق نے دونوں کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ "ابے مسخروں ہم کو بھی پہچانا ہے کہ ہم کون ہیں' انہوں نے گھبرا کر آنکھ کھولی۔ اس نے حلقے کمند کے ان کی گردن میں پہنا دیئے۔ وہ گھبرا کر جب تک سنگھلیں سنبھلیں۔ وہ ہاتھ بیہوشی کا بھرا منہ پھیر چکا تھا چھینکیں مار مار کے بیہوش ہو گئے۔ برق نے دونوں کے سر کاٹ لیے شور و غل برپا ہوا۔ آندھی پانی کا بڑی دیر تک ہنگامہ رہا ہے۔ ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی۔ برق کو دیکھ کر گلے سے ملی کہا۔ بھائی دن ہم تم جدا رہے۔ اب کہیں ساتھ سے نہ جانا' کہو مہتر قران کہاں ہیں۔" اس نے کہا: "ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیاروں کا دستور یہی ہے۔ پس وہ بھی آ جائیں گے۔ آؤ ہم تم اپنے لشکر میں چلیں۔" ملکہ نے کہا: "ایک لحہ بھر توقف کرو کہ میں لشکر مدہوش و قلعہ نیلم برباد کر دوں۔ برق خاموش ہو رہا اور سفاکہ نے پر پرواز پیدا کر کے بروئے ہوا مابین لشکر جا کر قرر لیا۔

کل لشکر مصروف آڑام تھا کہ یکایک ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل لشکر کے دہل گئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیموں سے باہر نکلے۔ دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے نکلا ہوا ہے اور نور اس ماہ سحر کا تمام صحرا کو ساطع الا نوار کئے ہے۔ اوس چار طرف گرتی ہے اور نئی نئی طرح کے پھول اس چاندنی میں کھلے ہیں کہ اپنے روبرو غارض تانبد گلغداراں دہر کو شرماتے ہیں' خوشبو سے دماغ جان

بساتے ہیں۔ یہ دیکھ کر اہل لشکر دیوانہ وار ایک طرف کو بڑھے۔ جدھر بڑھے اس طرف سے ایک گروہ پری زاواں پیدا ہوا کہ جن کی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چار دہ شرمندہ تھا اور کوچہ ستبستان کیسو انکار شک یلدا تھا۔ واقعی مہر و ماہ فلک بہ ناگ نقشہ کہاں سے لاتے جو ان کی ہمسری کرتے۔ کیا منہ لے کر سامنے آتے۔

یہ چشم گوش یہ ابرو مینی مہ میں کہاں
نہ آسماں کو نقشہ ترا اتار آیا

ہر ایک کمسن آفت کے دن غارت گر متاع و صبرو شکیب حسن میں زاہد کیا فرشتہ فریب سے بے مثال یکانہ دہر ان کا جمال کہ

وہ آنکھیں ان کی تھیں خونریز عالم
وہ ابرو دونوں شمشیر باہم

وہ عارض مہر و مہ تھے جن سے بے نور
وہ بینی حسن میں جلوہ طور

وہ لب جنبش تھی جن کی مرگ عالم
قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس ان سمن بروں نے قریب لشکر پہنچ کر آئینہ محرم سے نکالے اور ان کے ہاتھ میں دے دیئے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی صورت اس میں معائنہ کی۔ دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور "ہائے ملکہ بہار' اے ملکہ بہار" پر جاری کیا۔ جس کسی نے کہ وہ آئینے نہ دیکھے تھے۔ انہوں نے ان لوگوں سے جو دیکھ چکے تھے۔ چھین چھین کر دیکھنا شروع کئے اور

نعرہ ہائے عشق ملکہ مذکور کرنا آغاز کئے۔ ان قمر پیکراں غریت بخش شمس و قمر نے کہا: "تم نے اس آئینہ میں کیا دیکھا۔ سب نے کہا: "ہم نے دیکھا' ملکہ بہار کو نیلم میں مقید ہیں اور لشکریان شاہ نیلم آما وہ قتل ہیں۔ ملکہ مذکور ہم کو پکارتی ہیں کہ اے عاشقوں ہمارے' اوَ ہم کو چھڑاوَ۔" نازنینوں نے کہا: "پھر تم کیوں نہیں جاتے۔" یہ بولے کہ ہم ابھی جا کر قلعہ نیلم خاک میں ملائے دیتے ہیں۔"

URDU4U.COM

یہ کہہ کر سب پھرے اور مسلح و مکمل ہو کر سواریوں پر سحر کی سوار ہو کر جانب قلعہ مذکور چلے۔ وہاں پہاڑ پر جلسہ جمت تھا۔ ہر ایک انتظار نیلم و مدہوش کر رہا ہے کہ یکایک نا قوس پھنکے۔ نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لینا لینا کہہ کر چڑھ آئے۔ جو لوگ یہاں موجود تھے۔ وہ سب افسر اور زبردست تھے۔ گھبرا کر جو اٹھے۔ آفت میں گھر گئے۔ ناریل نارنج ان پر پڑنے لگے جو پہلے حملہ میں غافل تھے۔ وہ تو مارے گئے۔ باقی ماندہ لڑنے لگے۔ بار فلفل گچھے پیکانوں کے پڑنے لگے۔ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا۔ وہ جلسہ عشرت سب برہم ہوا۔ زندوں کا مزاج ناساز طبلوں کی بند آواز صدائے بلبل جنگی کا شور دف و جلاجل کا بجنا' زور زور ابر اٹھنا' رعد کا گرجنا' بیروں کا غل کرنا۔ ساحروں کا بنگلوں میں آگ لگا دینا۔ چمنستان کا سیر گاہوں کا جلنا۔ العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی۔ وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے۔ تھوڑے سے مارے گئے۔ باقی بھاگ کر قلعہ میں گئے۔ انہوں نے تعاقب ان کا نہ چھوڑا۔ یہ بھی قلعہ میں آئے۔ فوج قلعہ میں بھی تیار ہو کر لڑنے لگی۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بن کر گرنے لگی۔ خرمن ہستی جلنے لگے۔ کسی نے مکانات شہر میں آگ لگائی۔ کسی نے آتش برسائی کسی نے کسی کو شجر بنایا۔ کسی نے اژدر بن کر کسی کو کھایا۔ رعایا شہر کی بھاگی گھروں میں صدا دے الامان پیدا ہوئی۔ لاشوں سے گلی کوچے پٹ گئے۔ خون کے پر نالے بہے گھمسان کی تلوار چلی۔ سحر سازی خوب رہی۔

زمین کانپی، ہلے اشجار ہر سو
بہ شکل مردہ پھلی ہر طرف بو

URDU4U .COM

گھر شعلوں میں تن سب عضو بھر کے
زمین میں رہ گئے کچھ لوگ گڑ کے

سمٹ کر ابر برسی ہر طرف آگ
صدا پیدا ہوئی بے بھاگ لے بھاگ

اس ہنگامہ میں ایک دیو بلا زاد
ہوا پیدا جان نہ ہو جس سے آزاد

جبیں سے تابہ سینہ ایک قشقا
دہن سے تابہ پا شعلے ہویدا

لپک ان کی فراز آسماں پر
جلاؤں گا جلاؤں گا زباں پر

کئی سو من کا پتھر ہاتھ میں تھا
گھما کر اس کو بس اس نے پھینکا

ہزاروں ہو گئے دم بھر میں فی النار
اسی ہنگامہ میں سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا۔ ہر چند کہ ہزاروں اس لشکر کے بھی مرے، مگر اہل قلعہ ان کے

ہاتھ سے بھاگ نکلے اور اس ہنگامہ میں وہ رات بھی شمشیر مہر کی آمد و رفت سن کر کٹ گئی۔ ساحر سحر سفیدہ منہ پر ملے ظاہر ہوا کہ

URDU4U.COM

کہ اتنے میں ہوائے سرد آئی
فراغت قید سے اس شب نے پائی

نظر آئی جبیں صبح روشن
ہوئی شب چند دم میں گرم تو سن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اتار لیا۔ وہ چاند جو نکلا تھا۔ غائب ہو گیا۔ گل و شجر نابود ہو گئے پریاں آئینہ دار پنہاں ہو گئیں۔ لشکریان مدہوش آپ آ گئے۔ ایک دوسرے نے دوسرے سے کہا: "ہم کیوں لڑتے ہیں اور اہل قلعہ ہمارے طرفدار ہیں۔ ان سے کیوں بھڑے ہیں۔ ان میں جو عاقل تھے۔ انہوں نے کہا: "معلوم ہوتا ہے کہ افسر ہمارا اور مالک اس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر میں بہار کے مسحور تھے۔ یہ اسی نے ہم کو لڑوایا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ سحر اس کا پم پر سے کیونکر اترا۔ کیونکہ ایک بار شہر نا پرسان پر ساحر اس کے سحر میں مبلتا ہو کر گئے تھے۔ شہنشاہ نے ان کو مار ڈالا۔ مگر سحر ان پر سے دفع نہ ہو سکا۔ غرضیکہ یہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے۔ اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے۔ خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہو گیا۔ جب یہ لشکری جانب طلسم چلے۔ ملکہ بہار نے تخت سحر پر مہتر برق کو سوار کر کے آپ بھی انہیں بھیگی بلیوں کے پیچھے چلنا اختیار کیا۔ یہ اس طرح رہگرائے منزل مقصد ہیں۔ اس طرف قران بھی اس طرح روانہ ہے کہ چند ساحر جانے والے شہر نا پرسان کے اس کو ملے ہیں انہیں میں صورت سحار کی بن کر مل گیا ہے۔ اور باتیں کرتا۔ باہم مثل یاراں ہم نوالہ وہم پیالہ کے ان کا شریک ہو کر چلا جاتا ہے۔

اب کیفیت بادشاہ طلسم سنیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا۔ بجواب نامہ خداوند عرضی بھیج دی۔ اس میں لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے میں عرصہ مجھ کو ہوا۔ خداوند برائے خداوندی معاف فرمائیں۔ اب میں نے ایک ساحر مدہوش نام کو باجمعیت کثیر خدمت عالی میں بھیجا ہے۔ حاضر ہو کر بجا آوری احکام معلّٰی میں تصور نہ کرے گا۔" بعد بھیجنے اس عرضی کے آپ تخت پر سوار ہو کر جانب باغ جمشیدی چلا۔ یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہے۔ جو گل بوٹا ہے۔ جادو کا نقشہ ہے۔ زمین وہاں صفا میں رخسار یار سے بہتر ہے شجر قامت سبز رنگاں' دہر سے زیادہ خوش تر' ہر غنچہ گل لسان دہن تنگ جاناں نزاکت میں رشک نازک بدناں ساغر گل بصد تجمل خم خانہ بہار ہیں آراستہ' شراب و تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سر انگیز' کوئی گل مثل معشوق خنداں زن کوئی کلی اسی طرح مسکراتی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آتی۔ عمارتیں اس میں طلسمی بنی' تصوریں جادو کی۔ کار کرتی۔ رات کو مہتاب میں گرمی مثل سورج ہوتی۔ دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی۔ چشمہ اور نہریں خون سے لبریز لیکن لطافت بیر مچھلیاں نہروں سے نکل پر پریاں بن جائیں۔ قہقہے اور نعرے مستانہ لگاتیں۔

ان کے ہنسے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹ کر زمین پر گرتے۔ ہوا کے جھونکے چلتے۔ شاخوں سے آواز باجوں کی آتی ہوا کھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین و جمیل بن جاتے۔ ان پریوں کو جا کر گلے لگاتے۔ وہ ان سے مل کر خوش ہوتیں۔ لب نہر جلسہ جمتا۔ یکایک ایک نہنگ نکل کر سب کو نگلتا۔ پانی سے صدائے افسوس افسوس آتی۔ بعد لحہ کے پھر وہی مچھلیاں اور گل ظاہر ہوتے۔ خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہاں طاہر اور انسان تھے کہ

ہزاروں چشمہ لبریز و شیریں
کہ جس ک دید سے ہو دل کو تسکین

URDU4U .COM

ہجوم طائران زمزمہ سنج
مزاج عندلیب زار بے رنج

ہوائے سرد و خوش مسرور اشجار
دکھاتے تھے گلوں کے رنگ رخسار

زمین پر سبزہ نوخیز ہر سو
سر کاہ خمیدہ مثل ابرو

زمین ساری وہاں کی صورت سنگ
بشکل لعل کوسوں خوب خوشرنگ

ثمر نخلوں میں مثل شکل انسان
نظر ہو دیکھ کر جن کو پریشان

مکان اکثر طلسم افزا بہت خوب
کہ ہو خاطر شائق کو مرغوب

عجائب طائران خوش نوا خوب
سر منقار سے تاپا خوش اسلوب

زبان پر کچھ سخن مانند انسان
کب ھی خنداں کبھی حیران و گریاں

غرضیکہ اس باغ میں سواری بادشاہ شاہ طلسم کی آئی اس کے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اس کا۔ یہ بھی دونوں جب داخل ہوئے۔ تمام پھول کھلکھلا کر ہنسے اور آوازیں آئی کہ اے شہناہ ہماری تسلیم پہنچے۔ بادشاہ سلامت کا بہت دنوں کے بعد آنا ہوا۔ اس طرح کی باتیں بلبل و گل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا۔ بارہ دری سے چار سو پتلیاں سونے کی حسن میں آفتاب سے بہتر' لباس سنہرے زیب بر کئے۔ یہ کہتی ہوئیں کہ "شہنشاہ آئے شہنشہ آئے۔ سامنے آئیں۔" گردنیں بہر تسلیم جھکائیں۔ پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئیں۔ شہ نشین میں تخت جواہر آ کیں بچھا تھا۔ اس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما ہوا اور ان پتلیوں نے گانا ناچنا آغاز کیا۔ شراب آفتابی کا پیالی زریں بھر کر شاہ کو دیا۔ بادشاہ نے کہا: "ملکہ شبنم جادو کہاں ہیں۔" پتلیوں نے کہا: "ملکہ بہار کے قبضہ میں جب سے حجور نے انہیں کر دیا ہے۔ انہیں کے کام کو جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ کل سے آئینہ ہائے طلسم لے کر برائے غ آرت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہیں۔" شاہ کا یہ تباہی لشکر مدہوش سن کر ہوش اڑ گئے۔ کف افسوس ملے۔ وزیر سے کہا: "اے باغبان خود کردہ اعلاجے نیست بہار کو ایک روز ہنگام مسرت میں یہ سحر میں نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اس کا مطیع بنایا تھا ملکہ نے شبنم سے قسم لے لی تھی کہ انحراف حکم بہار سے کبھی نہ کرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے۔ جب بھی اس کی اطاعت سے باہر نہ ہونا۔ اے باغبان نسب بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہو گی اور ہمارے گلشن ہستی پر خزاں لائے گی۔ لالہ دار دل ہمارا داغدار بنائے گی۔ اپنا سمجھ کر اس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا۔ اس نے یہ آسیب پہنچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑ گئی۔ آئینہ ہائے سحر

دیکھ کر لشکری دیوانہ وار آپس میں لڑے ہوں گے۔ ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے حسب عہد حکم بہار مانا۔ خیر جو کچھ گزرا وہ گذرا۔ آج تک بہار کو طبیعت پیار کرتی' دل آزار دینا اس کو نہ چاہتا تھا۔ مگر اب بغیر قتل کئے کچھ بن نہیں پڑتا

نہیں ہے اک دم راحت میسر
بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر

یہ کہہ کر پتلیوں کو حکم دیا: "اس باغ میں بھی کتاب جمشیدی ہے لے آؤ تا کہ حال اس شوخ دیدہ کا معلوم کروں گی کہ اب کہاں ہے۔" پتلیاں حسب ارشاد گئیں۔ حجرہ باغ میں صندوق رکھا تھا اٹھا لائیں۔ صندوق تھا یا اسرار طلس کا گنجینہ تھا نہیں نہیں کسی دانش مند کا سینہ تھا۔ غلاف اطلس نایاب کا جوہر دوز اس پر چڑھا کپڑا ہر ایک مطلا و مذہب بنا کہ

نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ
کسی کا سینہ پر راز تھا وہ

بادشاہ نے سحر پڑھا کہ فلک پر ایک شعلہ چمکان اور زمین پر گرا' سوا بالشت کا پتلا ایک بن گیا۔ پکارا: "اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا سوا شرفی۔ بادشاہ نے نذر دی۔ نذر لے کر پتلے نے ابکائی لی۔ ایک کنجی سونے کی منہ سے نکل پڑی۔ بادشاہ نے کلید لے کر صندوق کھولا۔ ایک کتاب بہت نایاب بحظ طلسمی تحریر نکلی اس میں مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہاں ہیں۔ معلوم ہوا کہ عقب لشکر شکست خورد مدہوش آتے ہین۔ جب لشکر مذکور دریائے خونرواں آ کر اترے گا۔ وہ پشہ رنگین حصار پر اپنے لشکر میں چلے جائیں گے۔

یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا۔ کلید پتلے کو دی کہ وہ نگل کر چلا گیا اور صندوق پتلیاں لے گئیں۔ شاہ نے وزیر سے کہا: "کس کو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے۔ وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو میں جاؤں۔"

فرمایا: "نہیں میں ایسے ساحر کو بھیجتا ہوں جو کسی طرح زیر نہ ہو گا۔ یہاں سے قلعہ تزلزل میں جاؤ لرزاں جادو۔ مالک قلعہ کو مری جانب سے دعا کہنا' اور کہنا کہ تم کبھی ہماری تسلیم کو بھی نہیں آتے۔ اس وقت ما بدولت باغ جمشیدی میں تشریف فرما ہیں کچھ تم سے کام ہے جلد حاضر دربار ہو۔"

باغبان آداب بجا لایا۔ سمت قلعہ مسطور بہو جب ارشاد روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر بزور سحر اپنے آنے سے لرزاں کو مطلع کیا۔ وہ تختہ حکومت پر بصد غرت جلوہ فرما تھا۔ ایک پتلے نے عرض کیا: "وزیر شہنشاہ آئے ہیں۔ اس نے خبر سن کر کشتیاں بہر نذر ہمرا لیں اور ڈیڑھ دو ساحر لے کر استقبال کے لیے چلا۔ جب در شہر پناہ پر پہنچا۔ وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اس کو ملا۔ اس نے بہزاراں گرمجوشی ملاقات کی اور مستدعی ہوا کہ غریب خانہ میں قدم رنجہ فرمایئے۔ وزیر نے تمام پیغام بادشاہ کہہ کر عذر کیا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا اور تم کو بھی توقف مناسب نہیں۔ اس کیفیت کو سن کر اس کو بھی خیال ہوا کہ نہیں معلوم کیا کا ضروری ہے جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کے لیے بھیجا۔ یہ سمجھ کر شہر میں پھر کے نہ گیا۔ انہیں سرداروں کو ہمراہ تھے ساتھ لے کے بمعیت وزیر خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر سر انقیاد پایہ تخت پر رکھا۔ رسم تعظیم ادا کر کے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا۔ بعد سر فرازی فرمایا کہ تم یہیں سے روانہ ہو کر جانب کوہ نیلم جاؤ۔ اثنائے راہ میں عقب لشکر مدہوش و بہار و برق آتے ہیں۔ دونوں کو مقید کر کے حاضر حضور کرو۔ خبردار وقفہ نہ ہو۔ بہار کا سحر تم جانتے ہو۔ ایسا حربہ ساتھ لے جانا کہ وہ غالب نہ آ سکے اور عیار اس کے ساتھ ہے اس کی مکاری کا بھی دھیان رہے۔ لو جاؤ سپرد سامری کیا۔

لرزاں مجرا کر کے انہیں ساحروں کو جو ساتھ تھے ہمراہ لے کر چلا۔ گھر اپنے نہ گیا۔ یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہے کہ زمین میں سما جاتا ہے اور قلاب زمین کو جنبش دیتا ہے۔ میدان رزم میں بھونچال آتا ہے۔ پاؤں کسی کے زمین پر قائم نہیں رہتے گر پڑتے ہیں۔ یہ دھواں بن کر زمین سے نکلتا ہے اوعر کار حریف تمام کرتا ہے۔ رنگ اس کے جسم کا دھوئیں کی طرح ہے۔ نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہے ذکر اس کے لڑنے کا کسی مقام پر کیا جائے گا۔ غرضیکہ یہ جانب بہار روانہ ہوا۔ بادشاہ نے بارگاہ سامان و راحت وغیرہ اپنے یہاں اس کے ساتھ کر دیا۔

اب حاذ اس کی بی بی کا سنیے کہ جب اس نے سنا وزیر میرے شوہر کو بلا لے گیا ہے اور ایسا ضرور کام تھا کہ گھر آنا نہ ہو سکا۔ بس منتظر رہی کہ دیکھئے وہ کب آتے ہیں جب عرصہ ہوا یہ عورت عاقلہ اور فہیمہ ہے براہ درو اندیلسی اپنی انیسون جلیبوں سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اس طرح سے انہیں لے گئے کہ گھر بھی پھر کر نہ دیا۔ سامری جانے کا کیا کام تھا۔ میرے دل میں وسواس آتے ہین۔ در دربار کا مقدمہ ہے کیسی بنے کیسی نہ بنے۔ جمشید آبرو رکھیں ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیوں بلایا تھا۔ کوئی امور سلطنت ان کے سپرد نہ تھا۔ جو اس تاکید سے طلب کیا۔ انیسوں نے کہا: "ان کا حضور بول بالا ہے۔ جمشید جانے حضور کے نمک کی قسم رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے گھر میں لاکھوں چراغ روشن ہیں پس میں سمجھ گئی کہ میاں کو عہدہ جلیل ملے گا۔" ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا بہن تم نے یہ جو خواب میں دیکھا۔ تمہارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا۔ میں تو کہنا بھول ہی گئی تھی۔ صبح ہوتے ہی میں کیا دیکھتی ہوں کہ جیسے ایک بوڑھے آدمی ہیں۔ وہ ایک تاج ہاتھ میں لیے ہیں ایسی اس تاج میں روشنی ہے کہ آنکھ نہیں ٹھہرتی۔ پس وہ بڈھے مجھ سے کہتے کہ بلا لا اپنے مالک کو یہ تاج ہم اس کو دیں گے۔ یہ سن کر میں بلانے جو دوڑی آنکھ کھل گئی۔ بی بی یہ وہی تعبیر خواب ہے کہ میاں بلائے گئے ہیں آپ دیکھیے گا کہ سارا طلسم ان کے سپرد ہو گا۔"

ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم کا مرض ہمیشہ سے ہے۔ بھلا کیا دشمن ان کے کسی کے گنہگار ہیں جو تم اتنا خفقان کرتی ہو۔ بی بی مرد ذات ہیں کسی کام میں الجھ گئے ہوں گے۔ ایک مصاحب نے کہا: "کیا معلوم دربار گئے ہیں یا کہیں اور۔ وزیر سے کسی جلدہ کا وعدہ ہو گا۔ پہلے سے یہی کہہ رکھا ہو گا کہ تم مجھے بلا لے جانا۔ مردوں کے فقروں سے سامری بچائیں۔ میری دانست میں وہ سرکار میں تو نہیں گئے۔ بڑی سرکار گئے ہیں۔ ملکہ زلزلہ جادو اس زن عقیلہ کا نام ہے۔ اپنے مصاحبوں کا بیان سن کر ہنسی اور آخر میں جو مصاحب نے در پردہ رنڈی کے یہاں جانا ظاہر کیا۔ یہی حیلہ اس کو دربار میں جانے کا ہاتھ آیا۔ "کہا تم سچ کہتی ہو۔ ان کے ایسے ہی طور ہیں لیکن آج میں بھی بغیر بھیک کھولے باز نہ آؤں گی۔ پس سو کنیزاں گل رو بلبل خویا سمن بدن انیسیں زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لے کر کسی اپنے عزیز کو قعلہ سپرد کر کے لباس نفیس زیب قامت فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور بکتی جاتی تھی کہ بادشاہ کے یہاں اگر وہ نہ ملے تو تو اج میں ہوں اور وہ ہیں۔ لو صاحب مجھ سے یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی ہے۔ جو ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیوں سیتاناس کیا اور وہ کیا کریں جو تقدیر میں تھا وہ ہوا۔ سنجوگ ہی ایسا بدا تھا۔ غرضیکہ اسی طرح کی باتیں بناتیں۔ باغ جمشیدی میں آئی۔ بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا۔ وزیر مروحہ جنبانی کر رہا تھا۔ پتلا اور پتلیاں طلسمی دست بستہ کھڑی تھیں۔ ناچ ہو رہا تھا۔ اس نے سامنے جا کر تسلیم کر کے نذر دی۔ شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا: "تمہارے میاں کو اگر ہم نہ بلاتے' تو تمہارے جمال نظر نہ آتے۔ اچھا بیٹھو۔" یہ ایک دنگل پر بیٹھی اور پوچھا: "پھر وہ غلام آپ کا کہاں ہے۔" شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجنے کا بیان کیا۔ جب اس نے یہ سنا کہ شوہر میرا لڑنے گیا ہے بے چین ہو گئی اور عرض کیا: "مجھے اجازت ہو تو مہ رخ سے جا کر مقابلہ کروں غلام وہاں لڑے' کنیز یہاں جانبازی کرے" شاہ نے ہنس کر فرمایا: "تمہیں بے شوہر تاب کہاں۔ یہ اجازت مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانے کی ہے۔ اچھا تم بھی شوہر کے پاس اپنے جاؤ اور لشکر اپنے قلعہ

کا ساتھ لے لو۔ اس مجرمہ بہار کو گرفتار کرنے میں مدد کرنا۔ سمجھ بوجھ کر لڑنا۔" زلزلہ یہ حکم سن کر آداب بجا لا کر چلی اور بہت جلد قلعہ میں آ کر بارہ ہزار ساحر جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لے کر بصد کروفر روانہ ہوئی۔

URDU4U.COM

ادھر شوہر اس کا جب مسافت طے کر کے قریب لشکر مدہوش پہنچا۔ افسران لشکر مدہوش پہنچا۔ افسران لشکر مذکور خستہ و شکستہ حال وابستہ ملال چہرے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے کمرین کھلی بھوکے پیا سے جنگل پہاڑ طے کرتے آتے تھے کہ اس نے پہنچ کر ان سب کو روکا اور کہا: "خیمہ استادہ کرو۔ آسودہ ہو۔ میں تمہارا بدلا لوں گا۔ سارے لشکر میں جان آ گئی۔ سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہمپر اس کو افسر کر کے بھیجا ہے پس ہر ایک دائرہ اطاعت میں آیا۔ خیمہ استادہ ہوا۔ بارگاہ نصب ہوئی۔ بازار لگ گئے۔ لشکری مرفہ الحال ہوئے۔ لرزاں داخل بارگاہ ہوا اور آرد ماش کے بہت سے پتلے بنا کر بیران میں بیٹھا کر روانہ کئے کہ بہادر برق کو ڈھونڈھیں۔ پتلے ہر طرف چلے گئے۔

مگر بہادر برق عقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے۔ بہار کہتی کہ اے برق' مجھے کوہ آرام سے قرطاس دھوکے میں گرفتار کر کے لے گیا تھا۔ سب اہلکار قلعہ اور باغ کے پریشان ہوں گے۔ دوسرے اس فتنہ سے' جس نے مرگھٹ کا راستہ قرطاس کو بتلایا' مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیوں راستہ دیا۔ پس کوہ آرام کی طرف چلنا چاہیے۔ برائے چند تم بھی زحمت اٹھاؤ۔ اب تو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگی ہے۔ کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے۔ صرف اتنا ہے کہ شاہ جاوداں کے سرحدار ہر جگہ روکیں گے' ورنہ راہ تو معلوم ہے۔"

برق نے کہا: "ملکہ مہ رخ بہت عرصے سے اکیلی ہیں لشکر میں چلو۔" اس نے کہا: "مہتر قران تو گئے ہیں وہ حال کہہ دیں گے۔ ملکہ مذکور کو اطمینان ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ مہتر موصوف بحکم خدا حفاظت لشکر بھی کر لیں گے برق نے کہا: "اچھا جدھر جی چاہے چلو۔" ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ میں لشکر اترے دیکھا۔ راستہ بند پایا۔

کہا: "یہ بھگیلے کیوں ٹھہرے اور ان کو یہ حشمت وجاہ کہاں سے ممکن ہوا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ہماری تلاش میں آیا۔" یہ کہہ کر یاک پاڑ پر آ کر ٹھہری اور سحر پڑھ کر زمین پر پھونکا زمین تھرائی اور ایک پتلی چینی کی نکل آئی۔ اس پوچھا کہ اس فوج میں کون آیا ہے۔ اس نے سب حال لرزاں کا بیان کیا۔ ملکہ نے سارا ماجرا معلوم کر کے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین میں سما گئی اور برق سے کہا: "جلدی نکل پر چلو بڑی لڑائی پڑے گی۔ برق نے کہا: "اس کو جو آیا ہے دیکھ بھال لینا چاہیے۔ وہاں چل کر بھی لڑنا ہے اور یہاں بھی۔ جو کم ہوا وہی سہی۔ ہمیں ساحران شاہ جاوداں کو قتل کرنا ہے۔

ملکہ نے کہا: "قران ابھی یقین ہے کہ پیچھے آتے ہیں وہ اس کو ماری لیں گے۔ تم چلے چلو۔" اس نے کہا: "اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو۔

میں ذرا اس کو دیکھ تو آؤں۔ رضیا بالقضا شاید دم پر چڑھ جائے۔" ملکہ ناچار ہو کر سر کوہ پر ٹھہری اور برق پہاڑ سے اتر کر ایک ساحر کی سی صورت بن کر تیار ہوا۔ لیکن جیسے کوہویں کی صورت ہوتی ہے کہ بال سرک کے بہت بڑے۔ داڑھی تابہ سینہ قشقہ بہت لمبا کھنچے۔ لنگوٹا مونچھ کا باندھے' کھاروے کا انگوچھا گلے میں پڑا موئے زہار ظاہر چہرہ بہت پر ہیبت اس صورت سے ہو کر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہو کر ہر سمت سیر کناں پھرتا تھا کہ پتلے جو بہر خبر لرزاں نے مقرر کئے تھے۔ انہوں نے اس کو شناخت کر کے بخدمت لرزاں آ کر عرض کیا: " اے افسر ہمارے وہ عیار جس کے آپ متلاشی ہیں لشکر میں آیا ہے اور ساحر بنا پھر رہا ہے۔" لرزاں یہ خبر سن کر کھڑا ہو گیا اور اپنے پتلوں سے کہا: "الگ الگ رہ کر اس کو گھیرو۔ اس طحر کہ اس کو ثابت نہ ہو ورنہ بھاگ جائے گا۔"

پتلے حسب الحکم چاروں طرف جا کر پراگندہ ہو گئے۔ اور راہ روک کر ٹھہرے ادھر لرزاں بارگاہ پر آ کر ٹہلنے لگا اس اثنا میں برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا۔ اس نے ملازموں سے کہا: "اس ساحر کو بلاؤ۔ انہوں نے پکارا: "بھائی ذرا ادھر آنا ہمارے مالک تمہارے

مشتاق ہیں۔" برق حسب المطلب حاضر ہو کر آداب بجا لایا۔ ملازموں سے بطور ساحران دست بسر ہوا۔ لرزاں نے پوچھا: "آپ کا نام کیا ہے اور دولت خانہ کس جگہ ہے۔ یہاں آنے کا کیا سبب ہے۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کا شہر جو دو نوال سن کر میں بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا۔ خبر تشریف آوری ملازمان جناب سن کر اتفاق حاضر ہونے کا ہوا۔ مجھ کو صحرا انور جادو کہتے ہیں۔ چاہتا ہوں کہ زمرے سرداراں کا والا میں منسلک ہو کر بسان گوہر میں بھی آبرو پاؤں۔" اس نے یہ تقریر سن کر زبان بہ تملق وا کی کہ آپ نے مجھے سرفراز فرمایا۔ یہ گھر تا آپ کا ہی کفشن خانہ ہے نہ فخر میرا' جو آپ نان خشک یہاں کی قبول فرمائیں اور جو مجھے میسر آئے' پہلے آپ کھائیں۔ پھر مجھے دیں۔ میں سپاہی دوست ہوں۔ آپ تو میرے دینی برادر ہیں۔ غیر سے مجھے عذر نہیں۔ اچھا جائیے گا بارگاہ میں تشریف رکھیے۔ برق حسب اجزات اس کی طرف پھر کر اندر بارگاہ کے چلا۔ مگر اس نے پیچھے گردن میں ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤں بیکار کر دیئے۔ پکارا: "اور نالائق مجھ سے بھی مکر کرنے آیا ہے۔ نہیں جانتا کہ شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہے۔ نہیں معلوم وہ گیسو بریدہ بہار کہاں گئی۔ سچ بتا کہ وہ کہاں ہے۔" یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا اور بحیس و حرکت کر کے بٹھا دیا۔ عتاب و خطاب کرنے لگا برق نے کہا: "اے مسخرے تو اتنا بکے کیوں جاتا ہے معلوم ہوا کہ ابھی تیری قضا نہیں ہے ورنہ ہم کو بھی تو جانتا ہے کہ ہم کون ہیں۔ ہم برق عیار ہیں۔ قاتل افراسیاب کیا تو بچ جائے گا۔ اس وقت ہم پھنس گئے۔ اتفاق سے مرنا تو ہم جانتے نہیں خیر پھر سمجھ لیں گے۔"

اس نے یہ کلمات سن کر کہا: "تو مجھ کو دھمکاتا ہے اور شہنشاہ سے نہیں ڈرتا۔ ارے بادشاہ طلسم کے اتنے ملازم مارے گئے لیکن وہاں کچھ پروا بھی نہیں۔ طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ سکتے ہو۔ چاہو عمر بھر لڑو۔ بادشاہ کا کچھ نہ کر سکو گے اور شاہ کو جب غصہ آ جائے گا۔ مثل نقش غلط تم سب کو ہٹا دے گا۔" برق نے کہا: "شہنشاہ کیاں بیہوسہ ہے وہ لوگ جو جدائی کرتے ہیں۔ مثل خس و خاشاک سیل فنا میں بہہ گئے اور بسان

مابین نگاہ لوح حائل کی۔ لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب و پنجہ جل گیا۔ نگارہ بہار کی تختی پر پڑی۔ غش کھا کر زمین پر گری۔ برق جو زمین پر پہنچا تھا۔ تموج ہوا اسے اول تو بیہوش رہا۔ لیکن اس وقت جو ملکہ گری۔ لرزان اس خوشی میں جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی۔ اس پر قبضہ کروں۔ برق اٹھا کر ایسا بھگا کہ پتہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کدھر گیا اور جا کر درہ کوہ میں ٹھہرا۔ لرزاں نے ملکہ کو قیدر آہن منگا کر پہنائی اور مسحور خوب سا کر کے اٹھا کر بارگاہ میں لایا۔ سرداروں نے اس کے صفت و ثنا میں زبان کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہیں رکھتے۔ اس پر مظفر و منصور ہوتا آپ ہی کام کام تھا۔ سب نے نذر فتح دی۔

اس نے بہار کو ہوشیار کر کے کہا: "کیوں دیکھا تو نے سحرا اس کو کہتے ہیں۔" بہار نے جواب دیا: "کہ اسی منہ پر یہ فخر اور دعوئ ساحرہ تحفہ طلسم سے کام لیا۔ تجھے غیرت نہیں آئی۔ یہ تختی نہ ہوتی تو کم بختی آ جاتی۔" اس نے کہا: "حریف کو زیر کرنے سے مطلب۔ اب اس عیار کو بھی پکڑلاؤں تو شہنشاہ کے پاس تجھے بھیجوں۔ یہ کہہ کر اٹھا اور اپنے لشکر سے آ ملا اور ایسا سحر پڑھا کہ درہ کوہ میں برق عیار فکر عیاری کر رہا تھا۔ گھبرا کر باہر نکل آیا۔ دیکھا کنارے لشکر کے لرزاں کھڑا ہے۔ چاہا بھاگ جاؤں۔ لیکن دل نے اس کے کہا: "اسی کے پاس چل۔" پس اس کے پاس آیا اور کہا: "آپ نے ملکہ کو گرفتار کیا ہے۔ مجھے بھی گرفتار کیجئے۔ میں اکیلا رہ کر کیا کروں گا۔ اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: " او ناعیار تو آپ سے نہیں آیا۔ بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہے۔" یہ کہہ کر رد سحر جو پڑھا۔ ہوش برق کو آ گیا۔ دل سے کہا: "واقعی تو بڑا احمق زدہ ہے کہ خود آ کر مبتلائے آفت ہوا۔ اب بھاگ جا۔ مگر سوچ اکہ بھاگنے سے یہ دست و پا بحیس کر دے گا۔ اب اس کے ساتھ چلو۔ جو خدا چاہے گا ہو گا۔" غرضیکہ چپ ہو رہا اور وہ اس کو گرفتار کئے بارگاہ میں آیا۔ بہار سے کہا: "تم نے ہماری زبردستی دیکھی کیوں ہم کیسے ساحر ہیں۔" ملکہ مذکور نے کہا: "تیری اصل کیا ہے۔ میں تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کر چکی ہوں' تم خاندان بادشاہ طلسم سے توسل

رکھتی ہو۔ واقعی ہماری مجال نہیں جو تمہاری برابری کریں۔ لیکن تم شاہ سے چل کر مل جاؤ۔" ملکہ نے جواب دیا: "ہماری جو تقدیر میں لکھا ہے وہ ہو گا۔ شاہ اب ملنا کجا دنیا اور عقبیٰ دونوں جہانوں سے نہ ہو گا۔ کس لیے کہ وہ مردو خدا ہم مسلمان۔ اس کا ہمارا ساتھ کیا۔" برق نے یہ تقریر سن کر سوچا کہ بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہے۔ تم کچھ اس کے ساتھ مکاری کرو۔ اس میں دو فائدہ ہیں۔ یعنی یہ اگر باتوں میں مصروف رہا تو سحر سے بل قابو نہ کرے گا۔ دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مار ڈالنا۔ یہ سوچ کر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا: "اے لرزاں افسوس دل کی حسرت دل میں رہی

پریشان ہو کے مثل گیسوے یار
یہاں آئے ہیں مانند گنہگار

لرزان نے پوچھا: "کیا تیری آرزو تھی۔ برق نے رونے لگا۔ اور کہا: "تمام عالم جانتا ہے کہ ہر ایک عیار ہر ایک عیار بچی پر عاشق ہوتا ہے۔ شمیہ پر میری جان جاتی ہے۔ آب قید ہو کر آیا ہوں تو قتل ہو جاؤں گا۔ وصل یار کیسا آخر وقت میں دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا

لگی ایسی ہیں بجھتی کسی دم
دھوئیں اٹھتے ہیں ہر دم استخواں سے

لرزاں نے کہا: "اگر تو اطاعت شاہ جادواں کرے تو میں سفارش کر کے عیاہ کو دلوا دوں۔ وصال محبوب کرا دوں۔" برق نے کہا: "میں غلام ہوں۔" یہ کہہ کر قدم پر گرا۔ اس نے کہا: "اے برق' تو گھبرا نہیں۔" اس نے کہا: "بہار کو الگ بٹھا دیجئے تو میں آپ سے کچھ کہوں۔" اس نے ملکہ کو ایک خیمہ میں بھیج دیا۔ مگر خاک جمشید ہر ہر عضا میں لگا دی کہ ملکہ بحیس و حرکت ہو گئی۔ غرضیکہ بعد بھیجنے ملکہ کے برق

سے باتیں کرنے لگا۔ اس اثنا میں بکاول سے آ کر عرض کیا کہ "خاصہ تیار ہے۔ اس نے حکم دیا: "لے آؤ۔" اس نے دسترخوان لا کر بچھایا۔ چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے۔ باقی اٹھ گئے۔ کھانا چنا گیا۔ برق نے کہا: "تم بھی آؤ' مگر کچھ فتور نہ کرنا نہیں سزا پاؤ گے۔

مجھ کو ایسا ویسا ساحر نہ سمجھنا۔" برق نے کہا: " میری مجال جو کچھ فساد کروں۔" یہ کہہ کرو دسترخوان پر بیٹھا۔ سب کھانا کھانے میں مشغول ہوئے۔ برق نے دل میں کہا: "کچھ کھانا تو بولے گا نہیں۔ تو اپنا کام کر۔ یہ غور کر کے آنکھ بچا کر کباب پلیٹ میں رکھے تھے۔ نکم بیہوشی اسی پر چھڑکا۔ چھڑکتے ہی پلیٹ تڑاق سے بولی۔ برق سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہے۔ جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی۔ لرزاں نے پوچھا: "کیا ہوا۔" اس نے کہا: "رکابی کو اٹھاتا ٹوٹ گئی۔" اس نے کہا: "اے عیار' تو مکاری سے باز نہ آئے گا۔ خیر اچھا ٹوٹ گئی تو رکابی اور آ جائے گا مگر تو نے دیکھ لیا کہ میں کیسا زبردست ہوں۔" برق نے کہا: "واقعی آپ بڑے زبردست ہیں۔ میری خطا معاف فرمایئے۔ اس نے کہا: "مجھ سے کچھ عیاری نہ چلے گی۔ اچھا تم بیٹھ سمجھ لیا جائے گا۔ یہ سن کر برق کھانے پر سے اٹھ آیا۔ وہ سب فارغ ہوئے۔ اپنی اپنی جگہ پر گئے۔

لرزاں پلنگ پر آ کر لیٹا۔ خدمت گار پاؤں دابنے لگا۔ برق کو زیر پلنگ بٹھا کر سحر سے حصار کر دیا کہ بھاگ نہ جائے۔ برق نے کہا: "مجھے اجازت ملے کہ میں بھی لیٹوں۔" اس نے کہا: "کیا مضائقہ ہے۔" برق نے کسوت عیاری کمر سے نکال کر سرہانے رکھی اور لیٹا۔ اس نے کہا: " اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ نہ تھا۔ یہ کہاں سے گٹھری نکالی۔ اس نے کہا: "یہ کسوت عیاری ہے۔ ساحروں کو قتل کرنے کی تدبیر ہے۔ اس نے کہا: "اس میں بیہوشی بھی ہو گی۔ بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو۔ میں رکھو تو کیونکر بیہوش کرتے ہو۔ اس نے ایک ڈلی مٹھائی کی نکال کر خدمت گار کو دی۔ اس نے کھائی بیہوش ہو گیا۔ اس نے کہا اب ہوشیار کرو۔ اس نے ایک فتیلہ بیہوشی میں خوب بھر کر روشن کیا اور کہا: "لیجئے اس فتیلہ کو اس کی ناک میں لگا کر دھونی

دیجئے۔" اس نے فتیلہ ہاتھ میں لیا اور اٹھ کر دھونیی دینے لگا' مگر اس فتیلہ کی دھونی اس کی ناک میں خود پہنچی۔ چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا۔ برق نے اٹھ کر چاہا کہ سر کاٹ لے مگر اور کیفیت سنیئے۔ کہ بی بی لرزاں کی زلزلہ جو لشکر لے کر چلی تھی۔ فرط محبت شوہر سے سب کو چھوڑ کر برسم یلغر اکیلی اڑتی ہوئی چلی۔ لشکر اور خواصیں عقب میں آتی رہیں۔ یہ آ کر سر بارگاہ لرزاں پر تھرائی برق کو خنجر کھینچ کر جانب شوہر جاتے دیکھا۔ بے قرار ہو گری کہ شوہر کا اٹھا لے جاؤ۔ برق نے جیسے ہی یہ گری وہی فتیلی بیہوشی بھرا کہ سلک رہا تھا اٹھا کر اس کے منہ میں لگا دیا۔ وہ چھینک مار کر وہ بھی دھم سے زمین پر آ رہی۔۰ برق نے اس کا اٹھا کر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کروں۔ پھر خیال ایا کہ اس کو ہوشیار کر کے سمجھاؤں شاید کہ عورت ہے محبت شوہر سے مطیع ہو جائے۔ یہ سوچ کر زبان میں سوزن دے کر ہوشیار کیا۔ یہ حسینہ عورت اور طرحدار معشوقہ شیریں ادا دشنہ حسن سے سر شار رہے قشقہ سامری کی نشانی پیشانی پر دیئے زیور سے جسم کو تزئین کیا۔ بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشی۔ واقعی بیشل روزگار ہے

تھی ایسی نازنین وہ ماہ پارا
مگر برج شرف کی تھی ستارا

مخلع خلعت نازو ادا سے
سراپا نور تھی حکم خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے نیلی ہو گئی۔ شدت تکلیف سے بیتابانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ برق نے کہا: "میں عیار ہوں۔ تیرے شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر غالب فرمایا۔ اب تم دونوں سے موت سے اتنا

فاصلہ ہے کہ مجھ میں اور تم میں عرصہ ہے۔ عنقریب دارالبور میں جانا چاہتے ہو۔ وہاں ایک صورت سے بچنا ممکن ہے کہ دین باطل پرستی چھوڑ کر وحدہ لاشریک کو مانو۔ سامری و جمشید و لقا سب بندگان خدا ہیں۔ ان پر لعنت بجھوائے زن عاقلہ خدائے یکتا مکان و مقام سے منزا ہے

مالک و خالق و کریم و رحیم
باسط و رازق و سمیع و علیم

کبریائی اسی کو بنے زیبا
وحدہٗ لاشریک نام اس کا

اس کے قبضے میں ہے ہماری جان
جس نے پیدا کیا۔ سارا جہان

شاہ نے طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہے اور جو لوگ ہمارے شریک ہیں۔ ان کا اس نے کچھ نہ کر لیا اور فرض کرو۔ اگر بادشاہ سے ضرر ایسا پہنچے کہ ہم ہلاک ہو جائیں تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہو گا۔ اس باطل پرستی میں یہ فائدہ ہو گا کہ جہنم میں جلنا ہو گا۔" یہ نسائح و پند اس زن خرد مند نے جب سنے دل اس کا نور ایمان سے مملو ہوا۔ اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال لو۔ اس نے سوزن نکال کر کھول دیا۔ جب وہ رہا ہوئی کیا: "تم خنجر لے کر میرے شوہر کے سینے پر سوار ہوا اور اس کو سوار کر کہ میں سمجھاؤں اور اس کو بھی راہ راست پر لاؤں۔ برق بمو جب فہمائش کے باخنجر برہنہ اس کے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا۔ اور فتیلہ دافع بیہوشی سنگھار کر ہوشیار کیا۔ جب وہ ہوشیار ہوا۔ عیار کو سینے پر اپنے دیکھ کر چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اس کی آگے بڑھی اور کہا: "اے صاحب یہ شخص میری جان بخش

ہے۔" سارا ماجرا گذشتہ بیان کر کے کہا: "اگر میں نہ آ جاتی تو کام تمہارا تمام تھا اور میں آئی بھی کیا گرفتار ہو گئی۔ واقعی دین اس کا سچا ہے۔ یہ طلسم باطل ہو گا۔ میں نیاس کی اطاعت کی ہے۔ تم بھی مطیع اسلام ہوا اور اس کا اپنا ہادی و محسن جانو۔ براہ زیر کی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ میں اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ ہم پر غلبہ نہ پاتا۔ شاہ طلسم اس سے عاجز نہ آتا۔ پس دین اسلام سب دینوں سے درست ہے۔"

URDU4U.COM

ہر چند کہ یہ عیار دو بار قید ہوا۔ مگر عظمت و برکت اس کے دین و مبین کی دیکھو کہ انجام میں یہی غالب آیا۔ کیوں نہ ہو

خدا پر جو کوئی رکھتا ہے سب کام
تو بیشک اس کا نیک ہوتا ہے انجام

گویا ہوا: "اے میری پیاری بی بی' تو نے مجھے پر بڑا احسان کہ راہ راست بتائی اور میری جان بچائی۔ میں نے اطاعت اسلامیان اختیار کی۔ برق یہ کلمہ سن کر اس کے سینے پر سے اترا اور اس نے اٹھ کر سر قدم پر رکھا۔ اس نے سر اس کا سینے سے لگایا اور تنگا تنگ بغلگیر ہوا۔ اس عرصے میں لشکر اور خواصنین جو زلزلہ لے کر آئی ہے۔ یہاں پہنچیں۔ لشکر اترا۔ خواصنین حاضر خدمت ملکہ ہوئیں۔ اس نے ان کا حکم دیا۔ کہ سب لشکر افسران کو بلاؤ۔ اس نے ان کا حکم دیا کہ لشکری حاضری ہوئے۔ ان سے اظہار اطاعت اسلام کر کے حکم دیا کہ: "جس کو مطیع اسلام ہو کر ہمارے ساتھ رہنا ہو' وہ رہے ورنہ جہاں جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر میں منادی ندازن تھا کہ یہ لشکری بھی ملازم ملکہ مہ رخ آج سے طلسم میں ہوا ہے اور بعد فتح طلسم شاہ اسلام کا تابعدار ہو گا' جو لگ کہ سیاہ دونوں تھے۔ وہ یہ ندا سن کر بھاگے۔ ارسمت شاہ طلسم گئے۔ باقی سب مع لشکریاں مدہوش شریک اسلامیان

ہوئے۔ زلزلہ ہوا۔ شوہر اس کا ہاتھ رومال سے باندھ کر سامنے بلکہ بہار کے آئے۔ قید دفع کر کے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف فرمایئے۔ ہماری جانب سے دل صاف فرمایئے۔ ملکہ مذکور نے زلزلہ کو بغل گیر کیا اور کہا: "تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی۔ کس لیے کہ ملازم اس کے تھے۔ الحمد اللہ کہ سر چشمہ ہدایت پر پہنچے۔ اگر اب کوئی بے اعتدالی کرے گا تو جائے شکایت ہے پہلے ہی مناسب تھا۔ جیسہ تم نے کیا۔ غرض یہ کہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہاں سے چلنا چاہیے۔ لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ طبل سفر بج گیا۔ خیمہ بارگاہ عطیہ افراسیاب بھی قبصہ میں آیا۔ اسباب تمام بار کراکر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی۔ پاس برق کو بٹھا لیا۔ ایک تخت پر زلزلہ مع شوہر بیٹھ کر روانہ ہوئے۔

ملکہ بہار کو جانا جانب کوہ آرام تھا۔ اس طرف چلی۔ راہ کا دغدغہ بالکل مٹ گیا۔ راستہ کی نا واقفی سے کچھ سروکار نہ رہا۔ کس لیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ ہوئے۔ بڑی شان و شوکت سے اس لشکر کی مالکہ بن کر' سواری ملکہ بہار کی بسان باد بہاری روانہ ہوئی کہ نقارے اور ناقوس بجتے گھنٹے نواخت میں تھے اور ابر سحر سر پر سایہ کئے۔ سواری کے آگے آگے گلہائے بو قلموں بزور سحر گلستان نیرنگ بازی میں شگفتہ ہوئے۔ خیاباں سبز و خورم لہلہا کر بہار دکھاتے۔ جانور زمزمہ سرائی کرتے بچشم خدم روانہ تھے۔ یہاں تک کہ اسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوئے۔ یہاں جو ملازم اور کنیزیں اور انیسیں جلیسیں حاضر تھیں۔ وہ خبر و رو مسعود ملکہ بہار سن کر بیتابانہ فرش عشرت سے پاس ملکہ کے آئیں اور کہتی ہوئیں۔ خنداں کناں دوڑیں۔ ارکان سلطنت قلعہ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے۔ نذریں سب کی گذریں آتشبازی سحر کی وہ سامان تبصریح اگر لاکھوں طول ہو گا۔ مطلب نہ حصول ہو گا۔ فی الجملہ مشکوے خسروی کی نئے سرے سے درستی ہوئی۔ ایوان شاہی دارالاہ فرمانروائی ملکہ آراستہ ہوا۔ ارکان عظام سلطنت سامنے آئے۔ ملکہ نے آ کر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا۔ برق و لرزاں قریب تخت بیٹھے۔ بہار نے حکم مہیائے سامان دعوت کار پر داراں ریاست

کہ رشک جنگ باغ ہے یہ یادگار
گلشن عالم میں ہے جس کی بہار

URDU4U .COM

تا ابد قائم رہے ملکہ بہار
فیض رحمت سے جس کے یہ بہار

دور شاہ گل میں ہم خرم رہیں
تختگاہ باغ یارب برقرار

کیا خزاں کا اپنے دل کو درد و غم
ہے ہمارے باغ کی مالک بہار

خاطر دشمن میں کھٹکے خار غم
دوست دیکھیں آ کے سیر سبزہ زار

ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا
نشہ عشرت سے نرگس پر خمار

آب گلگوں نہر میں جاری ہے
ہو بشکا شیشہ سر جوئبار

○○○

## • لرزاں جادو

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لے کر داخل گلستان عشرت کار ہوئی۔ پچھال پہروں باقی تھا کہ لب نہریہ گلعذار زیب و سادہ سبزہ زار ہوئی۔ خواصان گل پیراہن و یاسمن بدن نے آ کر جام مے گلرنگ دینا آغاز کیا۔ کنارہ جو سبزہ لگا تھا۔ لطف میکشی تھا کہ مینائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب میں ساقی دہر نے بھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاید شب میں آیا۔ ہر سمت عالم نور نظر میں سمایا۔

باغ میں مقیس اڑنے لگا۔ رقص ہونے لگا۔ بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانوں کے زیر نمگیرہ زرتار آ کر جلوہ بخش ہوئی۔ اس وقت کی کیفیت قابل دیدی تھی۔ وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جائے تو تمام عمر اس کی حسرت میں بسر افسوس کر کے مر جائے۔ نازنینوں کے جسم منور کی چمک اور پھولوں کی مہک شبنمی دوپٹوں کی آڑ میں جوبن کی بہار سینوں پر کچونکا ابھار' قہقہے ان کے خندہ گل کو شرماتے۔ لب نعلیں غنچہ نیم بشگفتہ نظر آتے۔ بھٹنیاں چھاتیوں کی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتیں۔ زاہد صد سالہ جوش مستی میں لاتیں۔ چاندنی کا کھیت کرنا۔ نہروں کا موج مارنا۔ پھولوں سے دماغ دہر بس جانا۔ عجیب ایک ہنگامہ عشرت تھا۔ سامان مسرت تھا۔ اس عالم میں ملکہ کو صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی۔ شب ہجرہ وہ شب مسرت پائی۔ آہ کا دھواں ایسا بلند ہوا کہ سروستان باغ محبت بن گیا۔ دور جگر نے لب خوش رنگ پر جم کر مستی کا عالم دکھایا۔ وہاں تنگ غنچہ سوسن نظر آیا۔ سینہ داغوں سے گلشن بنا۔ ملکہ زلزلہ سے کسل سفر کا حیلہ کر کے سر درد کا اظہار کیا اور کہا: "اگر تمہاری اجازت پاتی تو بارہ دری میں جا کر آرام کر آتی۔" ہر ایک اہل انجمن نے کہا: "بسم اللہ۔ عاشق بہار عارض یار وہاں سے آنکھوں میں آنسو بھرے کاسہ نرگس کو صدف گوہر بنائے' موتیوں سے ساغر حباب لبریز کئے بارہ دری میں آئی۔ پردے اس کے چھوڑ کر کنیزوں سے فرمایا: "خدمت

مہمان جا کر بجا لاؤ۔ وہ سب چلی گئیں۔

جب تنہائی ہوئی بے قراری سے کروٹیں بدلنے لگی۔ مگر کسی پہلو قرار نہ آیا۔ قلزم عشق نے جوش مارا۔ طائر عقل اڑ گئے۔ غم ہجر نے بیہوش کر دیا۔ چشمہ اس لیے فرطہ گریہ سے گہرریز تھے کہ آنکھوں میں صورت پھرتی تھی۔ اس پر یہ موتی نثار کرتی تھی۔ جسم دم بھر میں زعفران زار رنج نے بنا دیا۔ اشک گرنگ نے رخ رنگیں پر گلگونہ لگا دیا۔ قفس تن میں بلبل جان گھبرائی۔ برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی۔ وہ گلشن بن سے بد تر نظر آتا۔ ابرغم گھر آتا' غنچہ نمط بیکلی ہوئی۔ گلوں نے یاد اپنے گل کی دلا کر بسار خار کھٹک دل میں پیدا کی۔ پلنگ پر فطر بیتابی سے پاؤں لٹکا کر بیٹھی اور بادصبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی۔ اسی بیتابی میں یہ پیام یاد کر دینے لگی

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر
کہنا دلبر سے حال مضطر

اے سرو رواں باغ الفت
اے مرہم زخم داغ الفت

اے ماہ سپہر بادشاہی
اے زہرہ چرخ دلربائی

آئی ہے لبوں پہ ہجر سے جان
وحشت سے ہے خانہ باغ زندان

آنکھوں سے ہے خواب کو عداوت

طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت

ناساز مزاج ہے ہمارا
دیدار علاج ہے ہمارا

بیداری شب ہے اب ستاتی
بستر پہ نہیں ہے نیند آتی

یہ تو اس طرح دیوانہ وار بک رہی ہے اور بالائے بام جلسہ عشرت ہے۔ ہر ایک مصروف راحت ہے مگر شاہ جاوداں کی کیفیت سنیے کہ بانتظار لرزاں وغیرہ باغ جمشیدی میں آرام پذیر رہا۔ ہر روز پتلیاں نیا تماشا دکھاتیں۔ گاتیں بجاتیں میوے کھلاتیں۔ جب کچھ خبر لرزاں کی اس کو کئی روز تک نہ ملی۔ آج کی رات اس باغ سے سوا ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب میں جاؤ۔ ما بدولت سیر شب ماہ کر کے عنقریب آتے ہیں سب اہل دربار کو خبر آمد سناؤ۔ وزیر آداب بجا لا کر روانہ ہوا ور یہ تخت اڑا کر جانب صحرائے طلسمات چلا۔ چاندنی کی باہر دیکھتا۔ سیر لالہ زار کرتا دور تک نکل آیا دل سے کہتا تھا کہ اب لرزاں اگر بہار کو گرفتار کر کے لائے تو اس شوخ کے قدم پر سر رکھ کر کہنا: "اے گل باغ بے وفا کچھ بھی تجھ میں بوئے وفا ہے یا نہیں۔ وائے خار صحرائے کج ادائی۔ اگر وہ بے مروت اس منت پر بھی نما نے آخر کسی کے ساتھ وصل اس کو میسر ہو گا اور تجھ کو رشک و فراق میں جلنا پڑے گا۔ پس بہتر یہ ہے کہ صدمہ ہجرا بھی سے گورا کروں اور اس کو شوہر مرگ کے کنارے میں سلاؤں۔ انجام میں کیوں رنج رقابت کس کا سہوں۔"

اسی طرح کی باتیں دل سے کرتا کوہ چینی پر آیا۔ چاندنی میں اس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی۔ بسان ماہ تاباں چمکتا تھا۔ ہر سنگ ہم سنگ گوہر فرط صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھ افسوں پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار تپلیاں چینی کی وہاں سے

مہابت و عظمت اپنی دکھانے کے لیے تیغہ سحر جو کمر سے لگایا تھا۔ زیر ران لایا وہ ایک اژدر ہائے دمان و شعلہ بن گیا۔ اسی پر سوار داخل قلعہ ہوا۔ دیکھا تو قلعہ میں گھما گھمی، روشنی ہر مکان میں جلوہ دیتی ہے۔ کہیں ناچ کا سمان ہے۔ کہیں ڈھولک بجتی ہے۔ شعر خوانی کا چرچا ہے۔ ملکہ بہار کے آنے کی خوشی سب کو ہے۔ رعیت میں بھی شادی رچی ہے۔ یہ کیفیت دیکھتا اور کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہے۔ جو میں اب ملکہ کو ملک و مال دوں گا۔ اسی طرح دارالامارت میں آیا۔ جہاں ساحران نامی حاضر تھے۔ پیرا چوکی حاجب دربان وغیرہ اپنے اپنے کام پر تھے۔ بادشاہ کو دیکھ کر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی۔ شاہ نے آنکھ ہلا کر سلام کیا اور اندر چلا۔ کس کی مجال جو روک سکے۔

مگر یہ ایوان شاہی تک پہنچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے محلدار دوڑی اور قریب بارہ دری پہنچ کر پوچھا ملکہ عالم کہاں تشریف فرما ہیں۔" شاہ طلسم آ پہنچے۔" ملکہ اپنے عالم میں ہر چند کو مبتلا تھی۔ مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا کر اٹھی۔ دل سے کہا: "خدا خیر کرے۔ یہ آفت تازہ آئی۔ بس بام پر جا کر برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہیں معلوم رات کو میرے یہاں تنہا کیوں آیا ہے۔ اگر برائے فساد آتا تو ایسی نرمی کی روش نہ ہوتی۔ معلوم ہتا ہے کہ میرے عشق میں بے قرار ہو کر بارادہ فاسد قدم زن ہوا ہے۔ اب اس سے مقابلہ کرنے کا یارا نہیں جو کچھ کہو وہ کیا جائے۔

برق نے کہا: "اے ملکہ جا کر استقبال کرو اور بتعظیم تمام یہاں لاؤ۔ بروز جنگ و بزور آشتی اگر کچھ وہ فساد لائے گا۔ اس وقت دیکھ لیا جائے گا۔" ملکہ یہ کلمہ سن کر جلد کوٹھے سے اتری اور کشتیاں جو اوپر موجود تھیں۔ برائے نذر اٹھوا لیں۔ کنیزوں کے حلقہ میں روانہ ہوئی۔ کنول آگے وہ جلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے۔ یہ ماہ فلک جمال خراماں خراماں دارلارت کے اندر والے در پر پہنچی۔ بادشاہ قریب پہنچ پیکا تھا کہ اس کو آتے دیکھ کر اژدر پر سے کودا اور اس کو ہاتھ میں پھر اٹھا لیا۔ وہ تیغہ بن گیا۔ ملکہ نے سرو قد جھکا کر تسلم کی۔ شاہ کی نگاہ اس کے حسن بے نظیر

پر پڑی۔ پہلے وہ حرکتیں کہاں تھیں' جواب مزاج میں پیدا ہیں پہلوئے یار میں بیٹھ آنے سے شوخیاں چتون میں ہویدار ہیں جسم میں سسکیوں سے جنبش نزاکت کا بہانہ اتنی دور آنے سے تھک گئی۔ لب پر خشکی غنچہ سر بستہ کی صورت کیفیت دہن کی چہرہ پر کچھ عالم یاس۔ بناوت کی راہ سے بشاش غمزہ ناز کہتے کہ ٹھہر ا جس کو غرض ہو گی۔ وہ خود آئے گا

بشکل آرزو پنہاں حیا میں
نہایت شوخ طرز مدعا میں

اشاروں سے تمنائیں ہویدا
نگاہوں سے غرض کچھ اور پیدا

عجب انداز سے آئی وہ گلرو
کہ اس کو کچھ رہا دل پر نہ قابو

زبان شاہ سے اک آہ نکلی
تو ہنس کر اس کے منہ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہو گیا اور قریب آ کر گویا ہوا۔ اے ملکہ مزاج اچھا ہے۔" اس مہ پارہ نے جواب دیا: "آپ کی بلا سے چاہے اچھا ہو یا برا۔ معتوبوں کے مزاج کا پوچھنا کیا۔" یہ کلمہ اس لیے کہا در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی۔ یہ ملکہ معشوقہ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے۔ بادشاہ نے قریب پہنچ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سن کر فرط عشرت سے مالا مال ہو گیا۔ سمجھا کہ بے شک یہ تجھ کو چاہتی ہے جب تو زبان پر لاتی ہے کہ ہم کو تم نے معتوب

بنایا اور آج تک خبر نہ لی۔ سچ ہے مجھی سے غفلت ہوئی۔ غرضیکہ ہاتھ میں ہاتھ سے شانے سے شانہ ملا۔ خوشبوئے جسم سے اس گل کے دماغ بسا ہوا۔ ملکہ گردن جھکائے' ہاتھ چھڑانے کا پہلو سوچتی آگے بڑھی۔ راہ میں جب وہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام کرتا۔ یہ بات کاٹی دیتی۔ کہتی اے بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہاں کیوں ساتھ نہ لائے۔ تنہا تشریف لائے۔ آنکھیں ان کے دیکھنے کو ترس گئی ہیں۔ آپ ان کو بہت جلاتے ہیں۔ وہ لشکر میں پڑی رہتی ہیں۔ آپ باغ سیب میں مزے اڑاتے ہیں۔ وہ لشکر میں پڑی ہوں گی آپ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔

شاہ نے ہنس کر کہا: "ہم تو تم پر مرتے ہیں۔" ملکہ منہ بنا کر بولی: "واقعی اپنے اپنے فرزند کی محبت میں ہر ایک دیوناہ ہے۔ یہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہے۔ آپ بڑے بہنوئی ہیں۔ بجائے باپ کے اگر میری الفت میں جان دیجئے تو تو کچھ خلاف نہ کیجئے گا۔ بڑے بھائی میں اور با میں کیا فرق ہے۔"

یہ کلمہ سن کر چہرہ بادشاہ متغیر ہوا۔ لیکن سمجھا کہ سب کے سمجھانے سنانے کو ایسا کچھ کہتہ ہے اور واقعہ میں اب تک اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ جو جی چاہے کہے۔ جب تعلق ہو جائے گا۔ اس وقت آپ ہی کہیں گی۔" یہ سمجھ کر ملکہ کو براہ تمسخر گود میں اٹھانے کا قصد کیا۔ ملکہ چمک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور آج تک کنیز کو اپ کی گود میں بیٹھنے کا انکار تھا۔ جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہیں۔ آج آپ کی نیت اور پاتی ہوں سامری قسم گھبرائی ہوں۔ رہ رہ کے تعجب آتا ہے کہ لوگوں کو دینا میں ایسا بھی ہوتا ہے۔ وہی مثل ہے کہ "الٹا زمانہ' نواسی کو تکے نانا۔" شاہ نے اس کے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بے عزتی ہنس کر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی میں کچھ فرق نہیں۔ ایک بہن نہیں ایک سہی اور اے نزاک بدن تجھ ایسا گل گلشن دہر میں کب کسی نے کھلتے دیکھا ہے۔ اسی سے میرا بلبل دل تجھ پر فدا ہے۔" غرضیکہ یہی باتیں کرتا ہوا بالائے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تخینہ میں اس کو نہ بٹھایا کہ مبادا دست درازی کرے۔ پس جلسہ عشرت بٹھانا لازم ہے۔ چنانچہ

جب کوٹھے پر زلزلہ و لرزاں نے اٹھ کر تسلیم کی۔ یہ مسند پر بیٹھا اور وہ دونوں پس پشت جا کر ٹھہر اس نے ان کی جانب بے نظیر حسرت دیکھا اور کہا: "کیوں شیوہ نمک حلالی یہی ہے جو تم نے اختیار کیا ہے۔ خیر سمجھ لیا جائے گا۔ اتنے نمک حرام جمع ہیں تو میرا کیا کر لیتے ہیں اور اگر تم خلاف ہوئے تو کیا بنا لو گے۔"

یہ کہہ کر دل سے مشورہ کیا کہ بہار سے اصرار وصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہو گئی تو یہ کہاں جائیں گے۔ پھر مطیع ہوں گے۔ ابھی ان سے خبر نہ ہونا چاہیے۔ یہ سوچ کر چپ ہو رہا اور جانب بہادر متوجہ ہوا۔ کبھی با نظر حسرت اس کو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اٹھا کر اس پر پھینکے۔ کبھی جنبش ابرو و چشم جسے آنکھ مارنا کہتے ہیں۔ اس طرح سے اشارہ کیا۔ کبھی اس کو سنا کر یہ شعر پڑھا کہ

اگر یہ ناز عشوہ رہیں گے
تو جانی ہم تو مطلب کی کہیں گے

ملکہ آنکھیں نیچے کئے چپکے بیٹھی تھی اور دعا دل سے حفظ و آبرو کی مانگتی تھی۔ ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے تھے شاہ نگار سحر ڈال کر پیتا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہے۔ ایسا نہ ہو وہ بیہوشی دے۔ چنانچہ یہ تو اس کیفیت میں ہے لیکن برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ کو بہر استقبال شاہ بھیج کر آپ بارہ دری میں آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلا کر کہا: "تجھ کو میں اپنی صورتپر بناتا ہوں۔ خبردار سوئے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہہ کر مثل اپنی صورت کے بنایا اور حکم دیا: "بلائے بام جا کر ٹھہرے۔" وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی۔ بادشاہ کو سلام کیا۔" اس نے ہنس کر کہا: "اے برق مزاج کیسا ہے۔" کنیز نے جواب دیا: دعا کرتا ہوں۔" بادشاہ ازبسکہ مخاطب بجانت ملکہ تھا۔ کچھ اس سے خبر نہ ہوا اور ادھر برق آئینہ سامنے رکھ کر ایک ایسی نازنین عورت کی شکل بنا کر بہار سے ہزار درجہ حسن میں بہتر تھا۔ رخ روشن اس کا روئے آفتاب محشر تھا۔ چہرے

میں نمک حسن دادا بھرا۔ گرمی میں خاطر مشتاقاں کے لیے سوز و ساز دینے والا۔ زلف شکن در شکن کے حلقے ناقہائے آہوئے چین کا دل خون کرتے۔ آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر نیا جنون کرتے۔ زیر گیسوئے معتبر پیشانی انور ابر تیرہ میں جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیع خود بینیون سے بھری۔ سوتوان ناک مابین رخسار یا دیوار چمن حسن رنگین بنی جچشم سرمہ آگیں جادو تمکین شاہ جاوداں کو فریب دینے چلیں۔ اسی سے چکر مکر پھرتیں۔ رک پر غازہ صباحت حقیقت میں کان ملاحت لب گلرنگ پر مر جان صدقے شرم سے لعل بدخشانی مرا کھائے۔ دانتوں کے روبرو موتی ہو جائے۔ آواز اس کی شیریں انداز نظر تمکین باتیں سب بھولی بھالی۔ دہن تنگ دیکھ کر خضر کو راہ بھولی سینہ صاف پر چھاتیوں کی کچیں نمودار' کم سنی اظاہر شکم رشک موج قلزم نور قمر چشم تصور سے بہت دور لطیفہ گوئی میں طاق بذلہ سنجی میں شہرہ آفاق۔ زیور جواہرین سے جسم مزین۔ اٹھتا ہوا اس کا جوبن کہ

چڑھی تھی چتونوں پر نوجوانی
خجل صورت سے ماہ آسمان

جواہر کا جڑاؤ جملہ زیور
سجایا پائے نگاریں سے تھا تا سر

سراپا حسن سے تھا اس کا پرنور
حیا سے مثل سایہ پر تو حور

قیامت تھا وہ بوٹا سا قداس کا
خجل گلستان رو برو تھا

ترقی اس کو تھی حور و پری سے
خجل شمش و قمر جلوہ گری سے

گلابی رنگ کا پٹکا کمر میں
وہ ڈوبا خوب آب سیم و زر میں

URDU4U.COM

کیا گرد اس کے حسن و خوب نے نور
گرہ بھر کی وہ چولی چشم بد دور

بنی تھی موتیوں کی بیل اس پر
ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہو کر ایک اور کنیز ملکہ سے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آ کر اترا۔ سدائے خلخال پا سے نظر بادشاہ ملکہ کی اس پر پڑی۔ ملکہ سمجھ کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے۔ بادشاہ کو یہاں آیا ہوا سن کر ملاقات کو آئی ہے۔ یہ سمجھ کر بغلگیر ہونے اٹھی۔ برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی۔ پھر بہار کے گلے ملا اور گویا ہوا: "بہن مدت سے تم کہاں گئی تھیں اللہ یہ بے مروتی کہ مدتوں صورت بھی نہیں دکھاتی۔" بہار یہ کلمات سن کر حیران تھی کہ میں اس کو پہچانتی نہیں اور یہ ایسی باتیں کرتی ہے جیسے بڑی اس سے دوستی ہے۔ لیکن شرط مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہ ہوئی۔ یہ تو نے کہہ سکی کہ میں تمہیں جانتی نہیں ہوں۔ اس کی شکایت کے جواب میں کچھ عذر و حیلہ کر کے اپنے برابر بٹھایا۔ شاہ جاودان اس کی ادا کو دیکھ کر فریفتہ ہوا۔ عشق بہار بھولا۔ اس لیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہے اور یہ بناوت ہے۔ پھر ملکہ مذکور کو وہ چھل میں اور شوخی کہاں آتی ہے۔ جو یہ عیار جانتے

ہیں۔
شاہ بیتاب ہو کر مستفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہاں تمہارا نام کیا ہے۔" اس کا فرا دا مست نے اس طرح مسکرا کر آنکھوں کے لال لال ڈورے دکھا کر نظر کو پھرا یہ یہ شیرنی زبانی جواب دیا کہ مجھ کو ارمان جادو کہتے ہیں فریب ان کے مکان کے رہتی ہوں۔ ان سے یعنی بی بہار سے محبت ہو گئی ہے کبھی کبھی دیکنے آتی ہوں۔ شاہ نے فرمایا: "پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو۔" اس نے کہا: "چہ خوش مجھے آپ کے پاس بیٹھنے سے واسطہ۔ میرے کنوار چھل میں جو ٹبا لگ گیا تو کیا ہو گا۔ آپ ہزاروں محل کرتے ہیں۔ ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا جلا پا بندی کو نہیں گوارا۔" شاہ نے یہ کلمہ سن کر ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔ اس ماہ پارہ نے ہاں ہاں کر کے قریب کھس کر کہا: "دیکھو سامری قسم میری چوڑیاں بھی ٹوٹ گئیں اور کلائی میں بھی موچ آ گئی۔" یہ کہہ کر ایسا منہ بنای اکہ شاہ بیقرار ہو گیا۔ چاہا کہ بوسہ لے لوں۔ لیکن اس نے ہاتھ سے منہ ہٹا دیا کہ "لو صاحب یہ بے عزتی دیکھو۔ جمشید جانے مجھے یہ دل لگی اچھی نہیں لگتی۔ بھری محفل میں میری آبرو اتار لی۔" بادشاہ نے گلے سے لگا لیا۔ اس نے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنس کر مارا کہ خوب تم مزے میں آئے کسی کی آبرو پر پانی پھر جائے تمہاری بلا سے۔ اے صاحب ذرا نچلے بیٹھو۔ بادشاہ نے بمو جب کہ

گلے مل کر کہا اس سے کہ اے جانی
ہمیں بھی ہے امید مہربانی

اس نے بھی گردن شاہ میں ہاتھ ڈال دیئے اور جھک کر الگ ہو گئی کہا: "اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانوں پر ہاتھ نہ ٹیکتی تو منہ کے بل گر پڑتی۔ بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہیں نہیں کیا کی، مگر کھینچ کر گود میں بٹھا لیا پھر تو یہ حال ہوا کہ

ہزاروں اس نے اس کی منتیں کیں
نئے انداز کی قسمیں بھی کچھ دیں

URDU4U .COM

ہوائے شوق سے تھا وہ جو مضطر
نہ مانا لیے بو سے مکرر

ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہاں
نکالے اس نے اپنے دل کے ارماں

لگا شلوار پر جب ہاتھ دھرنے
تو وہ گراد لگی اس دم بپھرنے

کہا اب شامتوں نے تجھ کو گھیرا
کوئی کسی مگر مجھ کو ہے سمجھا

ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا
نہیں گستاخیاں تیری گوارا

بشر کرتے ہیں حیوان کا کام
ندامت سے نہیں خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتوں سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے۔ یہ سمجھ کر ملکہ بہار یوں کہا: "یہاں تخلیہ کر دو۔" ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اٹھی۔ اس حور وش نے گود سے بادشاہ کے اٹھ کر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا: "بہن کہاں جاتی ہو۔ میں بھی رخصت

ہوتی ہوں۔ ملکہ نے ہر چند حیلہ کر کے پیچھا چھڑایا۔ مگر اس نے آنچل نہ چھوڑا۔ ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اس کو گود میں اٹھا کر بارہ دری میں لے جائیے۔ یوں نہ مانے گی۔ بادشاہ ایما اس کا سمجھ کر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا۔ اس مہ پارہ نے موتیوں کا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو میں لوں گی۔ بادشاہ نے ہار اتارا اس کو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا۔ اس نے ہاتھ جھٹک کر کہا: "نہ صاحب میں تو ایسے ہار سے در گزری۔ جس میں یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے۔"

یہاں تو یہ اختلاط گرمجوشی ہے اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی۔ چھپر کھٹ آراستہ ہوا۔ گل تکیہ عطر سے بسے لگا دئے گئے۔ ترابے گلاب کیوڑے کے منہ کھول کر ہوا کے رخ پر رکھے۔ غرض کہ تصریح اس کی تا کجا۔ جب سامان درست ہوا۔ بادشاہ کو اشارہ کیا۔ وہ اختلاط کرتے کرتے گود میں مہ جبین کو لے کر استادہ ہوا۔

برق بھی یہ اشارہ دیکھ رہا تھا۔ سمجھا کہ اب تجھے یہ جانب تخلیہ لے چلا۔ یہ سمجھ کر گود میں بادشاہ کی تڑپا۔ کہا: "دیکھو میرے کان میں عطر کی روئی رکھی تھی۔ کہیں گر نہ جائے۔" چنانچہ اس حیلہ سے کان میں سے روئی عطر بیہوشی کی نکال کر بادشاہ کی ناک میں لگا دی۔ شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھا کر زمیں پر گرا یہ گود سے کود کر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری میں مخفی تھا' نکال کر بہر قتل بڑھا ملکہ یعنی بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اڑ گئے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتیں معشوقانہ اس کا کام تھا۔ ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا روئے ہوا سے آ کر زمین پر پہنچا۔ ہاتھ میں شیشہ گلاب سے بھرا تھا۔ اس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اٹھ بیٹھا۔ برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤں۔ لیکن اس پتلے کے دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اٹھ نہ سکا۔ ٹھہرا رہا۔ جب شاہ کی آنکھ کھلی۔ دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے۔ یہ معوم کر کے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا۔ پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوئے۔ دوڑ کر قدم پر گرا کہ میں برق عیار ہوں۔ میری خطا معاف فرمائیے۔ اب میں آپ کی

طرف ہوتا ہوں۔ شاہ جاوداں کو غضب طاری ہوا اور اس ہنگامہ کا حال عیار شب بیش بادشاہ طسم افلاک ظاہر ہو گیا۔ بہار گلستان انجم کے خزاں ہونے کو موسم قریب تر آیا۔

URDU4U .COM

افراسیاب نے ہوشیار ہو کر برق کو بے نظیر قہر گھورا۔ برق دوڑ کر قدم پر گرا کہ "اے شاہ جاوداں میری خطا معاف کیجئے اور سچ فرمائیے کہ یہ کیسی عیاری میں نے کی۔" بادشاہ نے کچھ اس کا عذر سماعت نہ کیا۔ یہ ماجرا دیکھ کر بہار آگے بارادہ رزم بڑھی۔ بادشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پری زاد فلک کی جانب سے اڑتی ہوئی اور بہار کے لپٹ گئی۔ اس کے جسم میں وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہو گئی۔ لرزاں اور شوہر اس کا ہاں ہاں کر کے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ ان کو بھی غش آ گیا۔ شاہ نے اس وقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کر دوں پھر خیال آیا کہ اگر بہار تجھ سے راضی ہو تو اپنے ملک کی بربادی سے بہت ناراض ہو گی۔ اول اسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس اپنے مقام پر لے چل کر منت و سماجت کر کے اس کو راضی کرنا چاہیے۔ اگر نہ مانے تو اسے قتل کر کے اس ملک پر کوئی اور حاکم بھیج دینا۔ یہ سوچ کر سحر پڑھا کہ پتلا اور پری تو غائب ہو گئی۔ لیکن ایک تخت پر روئے ہوا سے اتر آیا۔ اس نے ملکہ بہار اور سب بیہوش کو اس تخت پر ڈال کر آپ بھی سوار ہو کے راستہ پکڑا۔ جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا۔ کنیز ان ملکہ موضوفہ اور ملازمان قلعہ انیسیں جلیسیں ارکان طلسم سب نے جو شور نوحہ بلند کیا۔ کون اس کی شرح کر سکتا ہے۔ یہ حال تھا کہ

رواں آنکھوں سب کے اشک گلنار
ہوا ہر ایک کو رونے سے سروکار

ہوا سب کاروبار سلطنت بند
بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خور سند

سیہ پوشی کا چرچا تھا محل میں
نیا ایک حشر برپا تھا محل میں

بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد
گلی کوچوں میں تھی ماتم کی بنیاد

URDU4U.COM

مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت
پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک اسلامیان ہیں انشاء اللہ جلد رہا ہوں گی۔ کچھ تر و لازم نہیں۔ غرضیکہ نفیر سحر بجا کر لشکر زلزلہ و مدہوش وغیرہ ہمراہ لے کر کنیزان بہار بھی جانب لشکر مہ رخ روانہ ہوئیں کہ وہاں چپ کر حال ملکہ بیان کریں اور سارا لشکر مہ رخ کا لے کر ملکہ کو اپنے شاہ طلسم سے لڑ کر چھڑا لیں۔ فی الجملہ یہ سب کوچ کر کے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتے ہیں۔ بادشاہ جو ہر ایک مجرم کو لے کر اڑا۔ راہ میں سحر دفع کر دیا کہ یہ نہ جانے کہ بادشاہ نے ڈر کر ہم کو بیہوش رکھا۔ پھر ہر ایک کو ہوشیار کر دیا۔ ان کی آنکھ کھلی شاہ جاوداں کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا۔ شرم ناچارگی سے گردن جھکالی۔ بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب روئے مگر نگرا تھا اور گلچینی اس کے گلشن حسن و جمال کی رتا تھا دل بے اختیار گود میں بٹھاتے اور پیار کرنے کو چاہتا تھا۔ مگر ابھی غصہ جتانا اور بھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ جان کر خاموش تھا کہ گھر پر چل کر کوئی اس کی سفارک کرے گا تو خطا معاف کر کے منت پذیر ہوں گا۔ مختصر یہ کہ تخت اڑائے قریب دریائے خون رواں پہنچا۔ وہاں سے لشکر مہ رخ قریب تھا۔ عیار تو صحرا میں پھرا ہی کرتے ہیں اتفاقاً ضرغام اور صبا رفتار عیارہ و عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا

تھا۔ یہ دونوں لڑ رہے تھے۔ بادشاہ نے وہاں پہنچ کر تخت نیچا کر کے ٹھیرا لیا اور تماشاہ ان کی لڑائی کا دیکھنے لگا۔ عجب ماجرا نظر آیا کہ دونوں نے کوس بھر کا میدان باندھا ہے۔ مثل برق جہندہ دم بھر میں کوس بھر جا کر چمکتے ہیں اور کبھی آپس میں آ کر گتھ جاتے ہیں۔ گردش ان کی نظر میں نہیں سماتی۔ چل پھر اس طرح کی کہ بجلی کوندھ جاتی۔ خنجر کی تھپکیاں چلنا حلقہ ہائے کمند سے طراطر بھر کر نکلنا جستوں کے سناٹے' کلاچیں اور فراٹے بھر نالائق تماشا تھا۔ دھوکے دنیا ان کا سمجھ میں نہ آیا تھا۔ کبھی وہ کہتا اے ملکہ قدم تمہارا پتیرہ کے خلاف پڑا ہے۔ جب وہ قدمک کی طرف دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کر کے اس طحر نکلتی کہ جیسے عینک میں سے نگاہ نکلتی ہے۔ پھر وہ کہتی کہ اے عیار غفور کر کہ ٹھاٹھ تیرا بگڑ گیا۔ یہ اپنے جسم کو خیال کرتا۔ وہ کمند مارتی۔ یہ اس طرح حلقوں سے نکلتا کہ جیسے تیر کمان سخت کا جاتا ہے شاہ جاوداں اس لڑائی کو دیکھ بہت خوش ہوا۔

برق نے اس کو خوشنود دیکھ کر کہا: "ہمار عیار اور آپ کی عیارہ کیوں اے بادشاہ جوڑ تو اچھی ہے اگر آپ زمین کے قریب تر تخت لے جا کر ٹھہریئے تو قدر دان کو دیکھ کر دونوں جی توڑ کر لڑیں اس سے زیاہ تماشہ نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہیں۔ یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر مصمم ارادہ نہیں کرتا اور جانتا کہ نکل ائے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا۔ جب آپ کو دیکھیں گے۔ لامحلہ جان لڑا دیں گے پھر غالب و مغلوب کا حال کھلے گا۔"

بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اتارا۔ ضر غام نے چاہا کہ بھاگ جاؤں ایسا نہ ہو یہ سحر کرے اور قید کرے مگر بادشاہ نے کہا: "خوف نہ کھاؤ لڑے جاؤ ہم تماشہ دیکھیں گے۔" یہ سن کر دونوں سلام کر کے لڑنے لگے۔ واقعی اب بڑی تڑپ جھرپ سے ہنگامہ کا راز بلند ہوا۔ نیمچے اس طرح چلنے لگے۔ جیسے بجلیان کو ندتی تھیں۔ جھناٹے کی آواز تابہ تیغ مہر پہنچی تھی مسیحا کو زندگی سے نا امیدی تھی۔ چمک سے شمشیر

صاعقہ بیز کے چشم جوہر خنجر فلک خیزہ ہوتی تھی۔ دیدے میں سفیدی تھی۔ تیروں کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے میں تھا۔ کیا وہ چرخ کبود کی پشت خم تھی۔ قدر انداز قضا گوشر میں سہم کر تھراتا تھا اور چھپا ہوا الامان کہ کر چلاتا تھا۔ گردش مبارزاں پر اور تلوار کی چالڈھال پر فلک اپنی چالیں بھولا تھا۔ ڈورا تلوار کی باڑھ کا جادہ راہ عدم تھا۔ تار نفس کے قطع ہونے میں عرصہ کوئی دم تھا

تڑپتے تھے وہ بر انداز ہر سو
طرارے تھے بلا پر واز ہر سو

روانی چال میں ایسی تھی ان کے
جسے موا جی دریا نہ پہونچے

سلنگین اور جستیں تھیں بلا خیز
روانی تیغ کی تھی حشر انگیز

کبھی اس طرح گتھ جاتے تھے باہم
بھنور کا جیسے ہو دریا میں عالم

اسی لڑائی میں ایک بیضہ بیہوشی بھرا۔ ضر غام نے کمر سے نکالا۔ شاہ جاوداں نے اس کو دیکھ کر پوچھا: "یہ انڈا تیرے پاس کیسا ہے۔ اس نے جواب دیا: "حضور یہ بیضہ بیہوشی ہے۔" برق نے کہا: "حضور کی سمجھ میں اس انڈے کی لڑائی نہ آئے گی۔ دیکھیے جناب یہ لڑائی اس طرح ہے۔" یہ کہہ کر تخت پر سے کودا اور بیضے اپنے پاس سے نکالے اور ضر غام پر پہلے خنجر کھینچ کر جا پڑا۔ وہ بھی لڑنے لگا۔ صباد رفتار ٹھہر کر محو تماشائی

ہوئی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب اس کے پہنچا کہا "حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام کا ہے۔" یہ کہہ کر اشارہ بیضہ مارنے کا جانب ضرغام کیا۔ مگر تاک کر منہ پر صبا رفتار کے مارا کہ فوراً اس کو چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گری۔ بادشاہ اس کی جانب متوجہ تھا کہ اس نے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منہ پر مارا کہ آچھیں کر کے بادشاہ بھی بیضہ منہ پر پڑتے ہی بیہوش ہو گیا۔ اس کے بیہوش ہوتے ہی درخت اس صحرا کے جھومنے لگے۔ زمین سے غبار سیاہ اڑا طائر غل یا شہنشاہ یا شہنشاہ کا مچانے لگے۔ زمین تھرائی۔ بہار سمجھی کہ مقرر آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا۔ برق و ضرغام کو پنجہ میں داب کر اڑ گئی۔

ازبسکہ سحر سے سب رہا ہو چکے تھے۔ زلزلہ و لرزاں گھبرا کر زمین میں سما گئے۔ کس لیے کہ یہ زمیں میں زلزلہ کرنے کا سحر خوب کرتے ہیں۔ غرضیکہ بہار سناٹا بھرے بہت ضلد دور تک نکل گئی اور شاہ طلسم نے پتلیوں نے زمین سے نکل کر پچکاری گلاب کیوڑے کی منہ پر مار کر ہوشیار کیا۔

اس نے قیدیوں میں سے کسی کو نہ پایا۔ صبا رفتار بیہوش پڑی تھی اس کو ہوشیار کیا اور بہت پشمان تھا برق کا فقرہ یاد کر کے بڑی نامتف ہوتی تھی۔ دل سے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کر کے یہ عیار نکل گیا ہے کہ جب یاد کروں گا خجالت آئے گی۔ علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ میں آ کر نکل جانا جب یاد آتا۔ کف افسوس ملتا کہ ناحق میں رزم عیاراں دیکھنے یہاں ٹھہرا اور اگر ٹھہرا تو انڈے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا۔ غرضیکہ اسی رنجم وگمک میں خیال آیا کہ عیارہ نے تجھ کو نادم ہوتے دیکھا ہے بنظر حقارت ہمیشہ تجھے دیکھے گی۔ سوا اس کے مہ رخ وغیرہ یہ حال سن کر بہت بے خوف ہو جائیں گی۔ اس عیاری کا بدلہ چل کر لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا عظیم و شان زور زور دکھانا چاہیے یعنی اپنے بیہوش ہونے کے عوض میں کل لشکر باغیان کو بیہوش کرنا لازم ہے۔ یہ سوچ کر عیار کو تخت پر بٹھا کر اڑا راہ میں بہار کا حسن یاد کر کے

آنکھوں میں آنسو بھر لایا مگر عیارہ تو ساتھ تھی اس وجہ سے ضبط کو کام فرمایا اور بصد عجلت صحرا و دشت طے کر کے ایک پہاڑ پر آیا۔ وہ کوہ عظمت میں ہمسر آسمان تھا۔ تمام پہاڑ گلہائے طلسمی سے رشک گلستان تھا۔ بادشاہ اس سیر کی طرف اصلا متوجہ نہ ہوا اور بیچ کوہ پر ایک درخت نہایت بلند لگا تھا۔ ہرزا ہا طائر اس پر بیٹھا تھا۔ اس نے اس درخت کو لے میں داب کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ نخل عظیم الشان جڑ سے اکھڑا اور ایک جانب ہٹ کر الگ ٹھہر رہا۔ زمین پر نہ گرا۔ جہاں سے وہ اکھڑا تھا۔ اس جگہ ایک دروازہ بہت بڑا اور عمدہ پیدا ہوا۔ بادشاہ نے سحر پڑھ کر پکارا "اے پری زاداں طلسم آؤ۔" یہ صدا دیتے ہی وہ در کھل گیا اور اندر سے پریاں نکلنے لگیں۔ کہ ایک ایک ان میں غیرت بخش حوراں جناں تھی۔ ایک ہزار نازنین سنہری پوشاک زیب جسم کئے اور سونے کا زیور پہنے سامنے آ کر حاضر ہوئیں۔ تسلیم شاہ کو کر کے صف باندھ کر استادہ تھیں۔ اس وقت وہ پہاڑ کوہ بے ستون سے کہیں بڑھ کر تھا۔ کیونکہ وہاں ایک شیریں آئی تھی۔ یہاں ہزار شیریں دہانوں کا مجمع ہوا۔ آفتاب ان کے رخ سے کیا آنکھ ملاتا کہ ان کے تلووں کا عکس کہلاتا ہے۔ ماہتاب داغی غلام شہرت پاتا ہے۔ گیسو ان کے بلائے جان عاشقان مصحف رخسار پر فدا ایمان عاشقاں کہ

سراپا روکش روز قیامت
نگوں شمشاد وہ آزاد قامت

جبین موج نسیم گلشن نور
عذار صاف رشک شعلہ طور

صفائی میں خجل آئینہ ماہ
حیا سے داغ دل تھا سینہ ماہ

بادشاہ نے ان قمر پیکراں طلسمی سے ارشاد فرمایا۔ کہ تخت طلسم جا کر لاؤ اور تم ازبسکہ فوج طلسمی میں بھرتی ہو۔ مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ نفیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ۔" پریاں حسب الحکم بادشاہ پھر اسی دروازہ بن درخت میں چلی گئیں بعد کچھ دیر کے اس درسے کئی ہزار اژدر شعلہ افشاں پیدا ہوا۔ اور ان اژدہوں پر ایک قصر بنگلے کی طرح مثل قلعہ بلند کے بنا تھا کہ اس کے تین درجے تھے۔ جو نیچے کا درجہ تھا۔ اس میں کئی ہزار زنگی سیاہ تیر دروں تلواریں کینچے لڑ رہا تھا اور بیچ کے درجہ میں پریاں موتی جھولیوں میں بھے اچھالتی تھیں اور اوپر کے درجہ میں پریاں موتی جھولیوں میں بھرے اچھالتی تھیں اور اوپر کے درجہ میں بارہ ہزار برج بنا تھا۔ ہر برج کا دروازہ بند تھا۔ ان برجوں پر جو مہتابی تھی۔ اس میں ایک تخت جواہر آگیں بچھا تھا۔ گرد تخت کرسیاں یاقوت لگا بچھی تھیں۔ ان پر وہ پریاں جو افسر فوج پری زادان ہیں بیٹھی تھیں اور قریب تخت ایک مہ جبیں رشک لعبت چیں تاج مرصع سر پر دیئے۔ ہاتھ میں نفیر لیے جلوہ فرما تھی۔ سب پریوں کی افسر تھی۔ تخت کے چاروں پایوں پر اژدرہے پنکھا منہ میں والے بیٹھے تھے اور پشت تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منہ سے سنبھالے تھے اور وہ ہزار پریاں جو پہلے آئی تھیں۔ پنکھیاں اور سلفچیاں چنگیریں اور گلدستے وغیرہ عہدے ہاتھوں میں لیے کھری تھیں۔ مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہاں تاب دیتا تھا۔ ایک طرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی۔ دن کو سورج ضیا باری کرتا۔ رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا۔ سب پریوں نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین بنگلے سے نفیر لیے اتری۔ بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندروں قصر ہنستی ہوئی لے گئی۔ زینہ قصر کو طے کر کے مہتابی پر پہنچایا۔ صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا۔ غرضیکہ مہتابی پر پہنچ کر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا۔ تخت پر بیٹھتے ہی ہزار ہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اس قصر میں بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا

ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا۔ اس ابر میں روشنی تھی کہ ہزاروں مہر درخشندہ نظر آتے۔ ایک طرف سے سورج مکھی میں صنو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا۔ بالکل ایک بقیہ نور کا بن گیا۔ اژدے پنکھا چھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے۔ کچھ پریاں سامنے ساز بنا کر ناچنے لگیں۔ بایں کروفر احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب لشکر مہ رخ نیک نام چلی کہ

نیا وہ قصر رشک برج مہتاب
ضیا پر آنکھرے اس کی کیا تاب

ہزاروں نازنین ماہ پیکر
پلاتی تھیں مے گلگوں کا ساغر

ہوا پر بجتے تھے لاکھوں ہی ناقوس
صدا جاتی تھی جن کی سیکڑوں کوس

ہزاروں اژدہے اڑتے ہوئے ساتھ
چلے آتے تھے شعلہ چھوڑتے ساتھ

یہاں مہ رخ سحر چشم سریر جہانی پر بیٹھی تھی۔ سراپے بارگاہ کے اٹھے تھے۔ ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور چہار دست بھی حاضر تھا۔ ساقیان خوش لقام جام شراب دیتے تھے۔ عشرت کا جلسہ حجا تھا۔ کچھ سردار کہہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہیں معلوم کدھر گئیں۔ اس اثنا میں خبر پہنچی کہ مہتر قران تشریف لائے ہیں۔ قران کا ذکر کیا تھا کہ ہمراہ ساحران چلے تھے۔ وہ سب ساحر قریب اس لشکر کے پہنچے۔ قران ان کا ساتھ

چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہ رخ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ تادرباگاہ وہ آ کر لے گئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کر کے کرسی پر بیٹھا۔ حال داخلہ طلسم کو کب اور خواجہ کا ملنا۔ قتل نامہ دار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کرنے لگا۔ ہنور سخن ناتمام تھا کہ دفعتہ ابر سفید چمکتا نظر آیا۔ ہزار ہا سورج ایکبار طالع ہو گیا۔ ناقوس کو صدا سے زمین میں تزلزل آ شکار ہوا۔ ہر یاک سردار گھبرا کر بولا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ مہ رخ نے کہا: "خدا خیر کرے' افراسیاب آتا ہے۔" قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اٹھ کر ایسا غائب ہو گیا۔ جیسے بیٹھا ہی نہ تھا اور سردار کہاں جاتے۔ ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر چپکے چپکے پڑھتے تھے۔ سب نے دوربینیں سحر کی لگا لیں کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم نہ ہوتا۔ آخر تخت شاہ جاوداں بصد آب و تاب نظر آیا۔ بنگلہ مرصع کار پشت ہائے اژدران پر نہ پایا۔ وہی سامان جو اول بیان کیا گیا۔ ہر ایک دیکھ کر رنگ ہو گیا۔ خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے لگا اور تھراتا تھا اژدہوں کا شعلہ تا چرخ بریں جاتا تھا۔ وہ قصر فلک رفعت بروئے ہوا قائم ہوا اور دفعتہ تڑافا ہو کر وہ جو بارہ ہزار برج بنے تھے۔ ان میں سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی اس میں چمکی۔ بعد لحہ کے پنجہ بسان برق چمکتا جانب لشکر حیرت گیا اور اس کا اٹھا لایا۔ اس نے آ کر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو میں بیٹھی۔

جب حیرت بھی آ چکی شاہ جاودان نے اس شہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ۔ اس کے اٹھتے ہی ایک ایسی صدائے مہیب آئی کہ ساحران عالم کے دل دہل گئے۔ پائے سمند دہشت سے کچل گئے۔ گھبرا کر سب اٹھے۔ سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی۔ لڑنے پر تل گئے۔ شاہ طلسم نے اتنی دیر تک اتامل کیا کہ جتنے عرصہ میں لشکر مہ رخ مسلح ہوا۔ جب سب لشکر درست ہو گیا چاق و چست ہو گیا۔ بایمائے شاہ وہ پری نفیر لیے برجوں کے پاس آئی۔ سب در ان برجوں کے کھل گئے اور ایک عورت ماہ طلعت مہر صورت آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے لباس مکلف مہر

صورت آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے لباس مکلف سے درست زہر جواہر پہنے نفیر اوڑھے لباس مکلف سے درست زہر جواہر پہنے نفیر ہاتھ میں لیے عزم رزم چست ہر برج میں استادہ نظر آئی۔ یہ شہزادی یعنی نفری نواز جادو سب سے آگے آ کھڑی ہوئی۔ اس برج میں کہ جو برج اور برجوں سے آگے تھا۔ اس وقت عجیب تماشہ نظر آتا تھا کہ بارہ ہزر گلغدار لباس سنہری پہنے سونے کی نفیریں منہ سے لگا کہ کھڑی تھیں ایک زعفران کا بروئے ہوا لگا تھا۔ رخسار سے ان کے یہ ثات کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہے زلفیں چہروں پر لہرائیں تیوریاں چڑھیں۔ پائنچے کلائی پر پڑے۔ نرگس کی طرح ٹکٹکی باندھے۔ لشکر کو دیکھ رہی تھیں۔ حکم کی منتظر تھیں۔

یکایک بادشاہ نے کچھ پکار کر کہا۔ پہلے ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا۔ صدائے خوش آہنگ اس میں سے پیدا ہوئیں۔ اس آواز کو سن کر گھنٹے اور ناقوس بجنا موقوف ہو گئے۔ سب طرف سناٹا ہو گیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہو کر جھومی اور ہر ایک نے نفیر منہ سے لگا کر دم دی۔ پھر تو در در داڑ ادڑ کی آواز بلند ہوئی۔ العیاذ باللہ حضرت اللہ صور اسرافیل پھونکا۔ نفتح فی الصور کا زمانہ آ گیا۔ قیامت کبریٰ برپا ہو گئی۔ رویاں سحر پڑھ پڑھ کر سرداران لشکر مہ رخ نے کان میں رکھیں اور ہزاروں سحر پڑھے۔ لاکھوں تدبیریں کیں۔ لیکن تاثیر کچھ نہ ہوئی۔ دائے نفیراں سحر سے مہ رخ ار تمام لشکر بیہوش ہو کر زمین پر گرا۔ ہر ایک مثل مردہ صد سالہ بے حس و حرکت تھا۔ افراسیاب اس وقت نعرہ زن ہوا۔ کہ ”من شہنشاہ جاوداں۔“ یہ تو لاف و گزاف کر رہا تھا اور پریاں نفیر پھونک رہی تھی۔ منتظر حکم تھیں کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کریں۔ کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت اکھڑنے لگے اور خیام بارگاہ اکھڑ کر دور گرے۔ پہاڑوں کو جنبش ہوئی۔ اس وقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ بس کرو۔ ملکہ نفیر نے نفیر منہ سے ہٹا لی۔ سب پریاں ٹھہر گئیں۔ لشکر مہ رخ کا عجب حال تھا۔ پلٹنیں اور رسالے فرش خاک پر قاقم و سنجاب کے بستر پر سونے والے غش پڑے تھے۔ صفیں بسان نبات النعش

آسمان بچھی تھیں۔ محلّہ خموشاں و لشکر تھا کہ ایک کا پاؤں تھا تو ایک کا سر تھا۔ ہر ایک بیجز تھا۔ شہزادیاں اس طرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھیں۔" تاج کہیں تھا آپ کہیں تھیں۔ انجام کار کا پتہ دیتی تھیں کہ حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہیں آتی۔ جب آدمی کی جان پر بن جاتی ہے۔ انجام کو صاحب کام ملک و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھ کر مر جاتے ہیں۔ اعضا ان کے کیڑے چاٹتے ہیں جسم گل جاتے ہیں۔ دنیا مقام عبرت ہے۔ کہاں اس گھر میں راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہونا ہے۔ فرش لحد میں یہی خاک ہے۔ یہی اوڑھنا بچھونا ہے۔ اس وقت ہزاروں گلبدن رشک چمن غریت دہ یاسمن پاؤں پھیلائے۔ گل سے رخسار مرجھائے' فرش خاک پر بستر لگائے' خواب عدم میں پڑی تھیں۔ زلفیں ان کی چہروں پر اڑ کر آتی تھیں یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی۔ کس کی چشم نرگس بند تھی۔ کسی کی آنکھ کھلی تھی گویا نرگس چمن کو خزاں ہوتے دیکھ رہی تھی۔ کوئی جو مٹھی باندھ کر خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر تھا کہ مشت خاک مجھ پر ڈال دو۔ یہ بتاتی ہے کہ کوئی دست نگاریں میں خاک بھرے پڑی تھی۔ کسی کی مہندی مٹی بھر ہلکی ہو گئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے۔ طائر رنگ حنا تک مائل پرواز ہے۔ جدھر دیکھئے لاشوں کا بچھونا تھا۔ خیام بارگاہیں اکھڑی پڑی تھیں بازار سونا تھا۔ حسرت ہر جگہ برستی۔ روح ہر ایک قابل عنصر خاکی میں تڑپتی یہ حال تھا

ہوئی نازل بلائے آسمانی
اسی کو کہتے ہیں سب ناگہانی

ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی
پڑی لشکر یہ تھی حسرت پرستی

نہ جنبش تھی کسی اعضائے تن میں
خزاں آئی گلوں کی انجمن میں

عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش
نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش

پڑے خاموش تھے مردے کی صورت
کسی شے کی نہ تھی ان کو ضرورت

URDU4U.COM

تادیر یہی ہنگامہ رہا۔ بادشاہ نے کوسن لمن الملکی بجایا۔ دمبدم یہی نعرہ زنا پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کر سکتا ہے اور ہمسر ہو سکتا ہے۔ پھر حیرت سے کہا: "دیکھا تم نے اے ملکہ' میں جس وقت چاہتا ان نمک حراموں کو سزا دیتا۔ ان کا مار ڈالنا ایسا ہے۔ جیسے پشتہ و مگس کو مل کر پھینک دیتے ہیں۔ میں ان کی حقیقت کچھ نہیں جانتا۔ ہمیشہ آپ سے طرح دیتا ہوں۔ رحم کرتا ہوں میرا غصہ سامری کی پناہ۔ دیکھو دم بھر میں کیا سے کیا ہو گیا۔" حیرت تعریف سخن سنج ہوئی کہ واقعی آپ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔ اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہیں رکھتے

یادگار سامری جمشید آپ
آسمان سحر کے خورشید آپ

کون ہے دیا میں ثانی آپ کا
کس کا ایسا ہے جہاں میں مرتبا

آپ ہی سلطان شاہان زماں

آپ کا ہمسر ہے دنیا میں کہاں

حضور ان نمک حراموں کو زندہ نہ چھوڑیئے۔ قتل کر ڈالیے۔" بادشاہ نے فرمایا: "میں بھی یہی فکر رکھتا ہوں۔ لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ یہ سحر نہ تھا۔ بلکہ تحفہ طلسم سے کام لیا۔ یہ اس وقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا گلے میں لوح پہنے سامنے کھڑا ہوتا۔ یہ بیچارے اس سحر کی تاب کیا لا سکتے۔ ہاں فتح طلسم جواب دیتا۔ دوسرے شاہان طلسم اپنی جگہ پر قہقہے لگائیں گے کہ شاہ جاوداں اپنے ملازموں پر نفیر نواز کو چند پا شکستہ پر لے گیا۔ بذات خود کچھ نہ کر سکا۔ اے ملکہ میں ان لوگوں سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔ جب چاہوں۔ ہلاک کر ڈالوں۔ پھر کیوں یہ بدنامی اپنے ذمہ لوں کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے۔ ان غفلت میں ان کو مسحور کر لیا۔ مار ڈالنا ان کا باعث ننگ و قہقہہ زنی شاہان طلسمات دہر ہے۔ اور اس چیز سے ان کو مغلوب کیا ہے۔ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفہ طلسم کا جواب نہیں دے سکتا۔ پس میری عاجزی صاف ظاہر ہے۔ اس وجہ سے اس وقت طرح دیتا ہوں۔"

یہ کہہ کر ملکہ نفیر سے اشارہ کیا کہ ان کو ہوشیار کر دے۔ وہ نازنین حسب ارشاد اٹھی اور نفیر خوش آہنگی سے بہ لحن دلشک بجائی کا حاکم کے دماغ میں مستی آئی۔ وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا۔ مستون کی طرح جھوم کر ان بیہوشاں خاک افتادہ پر جا کر محیط ہوا اور برسنے لگا اس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی۔ ہر قالب بیجان میں گویا جان تازہ آئی۔ تمام سردار و لشکری مہ رخ کے ہوشیار ہو گئے۔ بادشاہ نے پکار کر کہا: "دیکھا تم نے اے نمک حراماں کیا حال تمہارا دم بھر میں میں نے کیا۔"

مہ رخ نے در جواب اس نعرے کے کہا: "غفلت میں جو چاہتا وہ ہمارا ایسا نہ بناتا۔ ذرا بھی پیشتر ہم کو یہ کیفیت معلوم ہوتی کہ بادشاہ نامردی کہ راہ سے تحفہ طلسم کا حربہ م پر کرے گا تو ہم اس تحفہ کا جواب نہ دے سکتے۔ لیکن مالک ہمارے یعنی اس تحفہ

کو بھی برباد کر دیتے۔ دوسرے افسر ہمارے شہنشاہ عیاراں خواجہ عمرو و ذیشان یہاں نہیں ہیں۔ اگر وہ ہوتے تو اس وقت حال کھل جاتا یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی۔ یا نہیں۔ کام آئی۔"

URDU4U.COM

بادشاہ نے یہ کلامت سن کر حیرت سے گویا ہوا۔ "دیکھو وہی عذر اس نے در پیش کیا۔" یہ کہہ کر مہ رخ سے کہا: "یہ عذر جو تو نے کی اس کو اول ہی سمجھ چکا تھا۔ اس لیے آج تم کو زندہ چھوڑتا ہوں۔ اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تمہرے حمایتی یعنی عمرو کے' راہ فناسب کو دکھاؤں گا۔ اس طرح کی باتیں کر کے ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر غائب ہو گیا۔ نفیر حیرت و صبا رفتار کو پنجہ ہائے سحر میں داب کر لشکر میں اس کے پہنچا دیا اور آپ تخت طسم لے کر اپنے مقام پر گئی۔

مہ رخ نے سجدہ شکر بدرگاہ خدا تعالیٰ کیا کہ اس کریم کار ساز نے آفت عظیم سے نجات دی۔ پھر خیمہ و بارگاہ درست کرا کے' بازار سجوا کر داخل دارالامارہ شاہی ہوئی۔ تمام لشکر میں چہل پہل آغاز ہوئی۔ بدستور سابق آباد ہوئے۔ دلشاد ہوئے۔ مہ رخ نے بلور سے کہا: "کیوں دیکھا تم نے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ جلال ہے۔" بلور نے کہا: "اے ملکہ جب اس مثل کے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی۔ اگر شاہ کوکب ملکہ بران کے سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو معلوم ہوتا۔" ملکہ نے کہا: "اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے۔ کوکب سے مقابلہ ہوا چلتا ہے۔ خواجہ کے آنے کی صرف دیر ہے۔" یہ کہہ کر مصروف حکمرانی ہوئی۔

اس طرف افراسیاب جب داخل باغ سیب ہوا'تمام سرداری تبار نے استقبال کیا۔ یہ آ کر سر پر طلسم پر بیٹھا اور ناچ دیکھنے لگا۔ دو ایک جام شراب کے پیے۔ دماغ نشہ سے چاک ہوا۔ خیال آیا کہ یہ جو کچھ تو نے محنت کی سب بیا کر بے سود تکلیف اٹھائی۔ نہ ملکہ بہار قبضہ میں آئی۔ نہ کسی عیار کو سزا ملی۔ نہ کوئی حریف ہلاک ہوا۔ نہ مدد خداوند کے پاس پہنچی۔ لازم ہے کہ بہار کو گرفتار کر کے راضی بوصال خود کر یا قتل کر ڈال۔ اس خیال کے ساتھ ہی ایک جوش عشق پیدا ہوا۔ ادائیں ملکہ بہار کی اور باتیں

اس کی دلربائی کی یاد کر کے آہ سرد بھرنے لگا۔ شعر عاشقانہ پڑھنے لگا۔ اسی رنگ میں پنجہ سحر نامہ خداوند لا کر یا۔ اس ک جو پڑھا لکھا تھا کہ مدہوش کی آمد آمد سے تو نے مطلع کیا تھا۔ ما بدولت کو انتظار اس کا رہا۔ ہر چند کہ قدرت حا اس کا جانتے ہیں مگر بتلائیں گے نہیں۔ جلد اس کو یا اور کسی کو ہماری اعانت کے لیے روانہ کرو' ورنہ ہم ناراض ہوں گے۔"

اس نامہ کو پڑھ کر اس نے سحر پڑھا۔ بعد لحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ چٹ لنگوٹ باندھے مٹی بدن میں بھری۔ نیلا گنڈا گلے میں بندھا۔ سر پر کنٹوپ ڈھانپا۔ ہاتھ ران پر مار کر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے آیا۔ آداب بجا لایا۔ بادشاہ نے فرمایا: "اے پہلوان جادو' تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لے کر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باختر میں جانب کوہ عقیق جاؤ اور حمزہ کے لشکر میں بڑے بڑے پہلوان ہیں ان سے مقابلہ کر کے۔ تمام شکر مذکور کو غارت کر دو۔ ہم تم کو ملک اس کام کے عوض عطار کریں گے اور خداوند بھی طرہ پیغمبری دیں گے۔" اس ساحر نے یہ حکم سن کر سلام رخصتی کیا۔ بادشاہ نے خلعت سر فرازی دیا۔ وہ وہاں سے اپنے مقام پر آیا۔ سب شاگردوں کو اپنے طلب کر کے حکم شاہ سنایا۔ ہر ایک نے سامان سفر درست کیا۔ خیمہ و بارگاہ لدوا کر اسباب سحر سے درست ہو کر اژدہوں پر چڑھے اور روانہ ہوئے۔ یہ کیفیت کہ روشن چوکی آگے لشکر کے بیجتی۔ کشتی کا ڈھول پٹتا۔ ہر ایک پہلوان موتیوں کو جلا کر راکھ اس کی بدن پر ملے۔ بازوؤں پر انڈوے چڑھے۔ گلے میں تعویز سونے کے بندھے۔ باہم اژدر سواری کے ملائے۔ پنجہ اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ ہوئے پیچھے لشکر کے بگدر کی جوڑیاں لیزم اکے وغیرہ تمام سامان کثرت کرنے کا چھکڑوں پر لدا' جہاں لشکر اترتا اکھاڑہ کھا جاتا۔ استادہ ہر ایک کو لڑواتا۔ جوڑیں بدیں جاتیں۔ خلقت وہاں کے اطراف کی تماشے کو آتی۔ خلیفہ سب کو زور دلاتا۔ بایں زور و شور جانب لقا یہ ساحر منہ زور جاتا ہے۔

لیکن افراسیاب بعد اس کے روانہ کرنے کے پھر اسی فکر میں گرفتار ہوا کہ ہائے وہ بہار افزائے حدیقہ بہت جس کی بھولی صورت محبوب طرحدار یعنی ملکہ بہار قابو میں آ کر یوں

نکل جائے اور تجھ سے کچھ نہ ہو سکے۔ لازم ہے کہ اس کی ملاقات کی تدبیر کر۔ اسی اندیشہ میں تھا کہ خبر آئی مرشد زادے تشریف لانے ہیں۔ اس نے استقبال کرایا۔ مصور آ کر اس کے برابر بیٹھا۔ کس لیے کہ حیرت سے حال تخت طلسم وغیرہ بھی سن چکا ہے۔ تعریف بادشاہ کرنے آیا ہے۔ چنانچہ بیٹھتے ہی زبان بہ ثنائے شاہ جاوداں وا کی کہ "اے بادشاہ آج کا معرکہ سن کر مجھ کو بڑی حیرت ہوئی۔ واقعی آپ نے وہ سحر کئے ہیں کہ سامری و جمشید نے کبھی کیے ہوں گے۔" شاہ طلسم نے جواب دیا: "اے مرشد زادے یہ سب آپ کے دادا جان کا تصدق ہے۔ مجھ کو کیا آتا ہے۔ انہیں کام نام لے کر کچھ کام نکال لیتا ہوں۔" مصور نے کہا: "یہ سب تمہاری سعادت مندی ہے جو بزرگوں کا ادب کرتے ہو۔ اچھا ابکی عمرو کو گرفتار کرنا تو مجھے دینا کہ میں اس کی زنبیل چھین لوں اور میں نے ایک باغ بنایا ہے کہ باغ کا نام ویران ہے وہاں اس مکار کو قید کروں۔" شاہ نے فرمایا: "جب کہیے جب عمرو کو ملک کو کب سے پکڑوا منگواؤں۔ خیر اس کا تدراک تو پھر کیا جائے گا۔ مگر میں آپ کو ایک اور نیا سحر دکھاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک دانہ ماش کا نکال کر زمین پر پھینکا۔ وہ ماش زمین میں سما گیا۔ باغ سیب سے ایک پتلا شیشہ پانی سے بھرا لیے پیدا ہوا۔ جب قریب شاہ آیا۔ شاہ نے وہ شیشہ لے کر ایک چھینٹا پانی کا جہاں وہ دانہ گرا تھا۔اس جگہ مارا۔ فوراً زمین سے شجر اگا اور بڑھ کر لحہ بھر بار آور ہوا۔ اس نے وہ شیشہ تو پتلے کو دے دیا اور اس درخت سے پھل توڑ کر تھوڑے ماش ہاتھ میں لیے اور جانب فلک اچھال دیئے۔ پکار کر کہا: "بہار و زلزلہ و لرزاں و برق و ضر غام کو جہاں کہیں ہوں گرفتار کر لاؤ۔" یہ کہہ کر وہ درخت اکھیڑ لیا۔ پھر وہ دانہ ماش کا جو بویا تھا' بن گیا۔ اس نے اسے جوڑے میں رکھ لیا۔

○○○

- نفیر نواز جادو

ادھر بہار جو عیاروں کو لے کر اڑی تھی۔ بہت دور صحرا میں آ کر اتری۔ عیاروں کو زمیں میں چھوڑا اور ان کے ہوش و حواس بجا ہوئے۔ تہیہ چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ اور لرزاں بھی زمین سے نکلے تھے' ان کے پاس آ کر پہنچے اور سب مل کر چلے۔ باہم مشورہ کیا کہ لشکر قریب ہے۔ پیدل کچھ دور سیر کرتے چلیں۔ آخر اسی طرح روانہ ہوئے۔ کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوا: "اے ملکہ بہار تم نے اچھا نہ کیا' جو شاہ طلسم سے بگاڑی۔ تم کو لازم ہے کہ اب جا کر اس کے قدم پر گرو اور خطا معاف کراؤ۔ میں بھی منتہائے ساتھ چل کر عذر کروں شاید اسے رحم آ جاوے۔" بہار نے کہا: "اچھا چلو میرا بھی یہی جی چاہتا ہے۔" اس طرح زلزلہ و لرزاں و ضرغام بھی گویا ہوئے: "ہمیں بی لیتی چلو۔ ہم بھی بڑے قصور وار ہیں۔ شاید وہ ہم پر رحم کرے۔" غرض یہ کہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اور معروف بہ خطا و قصور ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوئے۔ اور ازبسکہ دریائے خون رواں بیچ میں ہے۔ اس وجہ سے صحرا میں پھر رہے تھے کہ مہتر قران جو بارگاہ سے غائب ہو چکا تھا۔ جنگل میں آ کر ٹھہرا تھا' ان سب کو اس نے آتے دیکھا۔ خوش ہو کر قریب آیا۔ ملکہ بہار وغیرہ سے ملا۔ باہم مزاج پرسی اور اظہار گرمجوشی کے بعد اس نے کہا: "لشکر میں چلو۔ ادھر کہاں تم سب جاتے ہو۔" وہ سب لشکر کو اپنے برا کہنے لگے اور تعریف شاہ طلسم زبان پر جاری کی قران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا' یہ سب مسحور بسحر شاہ طلسم ہیں اور اس کے پاس جاتے ہیں۔ ان کو روکنا چاہیے۔ یہ تصور کر کے بہار و برق سے کہا: "مجھ سے بڑی خطائیں خدمت شاہ طلسم میں سرزد ہوئی ہیں اگر مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو۔" انہوں نے کہا: "کیا مضائقہ ہے چلو۔" بادشاہ رحیم مزاج ہے وہ سب کو سرفراز کرے گا۔

مہ رخ ظالمہ نے تو ہمیں بھڑکا کر کہیں کا نہ رکھا۔ پھر عیاروں نے اسی طرح عمرو کو برا کہا قران نے منت کی کہ اتنا مجھ پر احسان کرو کہ درہ کوہ میں چلو۔ وہاں میں نے کھچڑی پکائی ہے۔ میں بھوکا بہت ہوں۔ دو نوالے کھا لوں تو تمہارے ساتھ چلو۔ تم بھی کھانا اور آسودہ ہو کر چلنا۔ سب نے اس کا کہنا منظور کیا اور درہ کوہ میں آئے۔ وہاں لا کر کچھ میوہ آغشتہ بہ بیہوشی نکال کر قران نے سب کو دیا۔" پہلے یہ کھاؤ۔ میں کھچڑی لاتا ہوں۔" انہوں نے وہ میوہ کھایا اور بیہوش ہو گئے۔

قران نے ان سب کو اٹھا کر ایک غار میں ڈال دیا اور دہن غار ایک سنگ کلاں سے بند کر دیا اور آپ وہاں سے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت میں آیا جہاں ہیرم کش اور کاہ فروش اترے ہیں ان میں پہنچ کر پکارا: "کوئی مزدوری کرے گا۔" پانچ چار گھسیارے دوڑے کہ "صاحب کا مزدوری ہے۔" اس نے کہا: "میں نے گھاس کے گٹھے اکٹھا لے لیے ہیں اور لکڑیوں کے بوجھ وہ صحرا میں پڑے ہیں۔ فی مزدور روپیہ ملے گا۔ دن بھر میں ڈھو کر یہاں لشکر میں پہنچا دو۔ مزدور لالچ میں آ کر اس کے ساتھ ہوئے اور جنگل میں جب پہنچے قران نے حباب بیہوشی مار کر ان کو بیہوش کر دیا اور بہار و برق و زلزلہ و لرزاں و ضر غام وغیرہ بنا دیا۔ پھر آپ بھی صورت ہیبت ناک بنا کر ان کو ہوشیار کیا اور کہا: "تم سب پر مہرہ سامری کی ہوئی۔ نہیں عیار تم کو مار ڈالتا۔ اب یہ اشرفیاں لو۔ اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ جس کی صورت تھی وہ نام بتایا کہ یہ اپنے تئیں بتانا اور گھاس نہ کھودنا۔ تم کو کایا پلٹ ہم نے کر دیا ہے وہ اب تم نہیں رہے۔ لشکر مہ رخ میں جا کر اپنے اپنے لشکر کی حکومت کرو۔ گھسیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دے کر خوشی خوشی اشرفیاں لے کر چلے۔ قران نے چلتے وقت ہر ایک کو آئینہ دکھا کر صورت پہچان کرا دیں۔ ہر ایک نے سمجھ لیا کہ ہم بہار ہیں ہم برق ہیں۔

غرضیکہ قران تو وہاں سے اسی جگہ گیا جہاں غار میں اصلی عیاروں ساحر ان کو بند کر دیا تھا۔ ادھر شاہ جاوداں منتظر آمد مجرماں تھا۔ جب عرصہ ہوا اس نے پڑھا اور چند بیر

سحر کے بلا کر دیا کہ "تم جا کر بہار وغیرہ سب کے نام بتائے کہ یہ لوگ جہاں ملیں۔ جلد گرفتار کر کے حاضر کرو۔ بیر سحر کے حسب الحکم چلے۔

URDU4U.COM

واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی اور بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے۔ چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہیں اگر ہوشیار ہوتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ میں جاتے۔ غرضیکہ اب کی جو بیر سحر کے چلے۔ صحرا میں آ کر متلاشی مجرماں مذکور ہوئے۔ ایک مقام پر ان گھسیاروں کو جو بصورت بہار وغیرہ تھے۔ جاتے دیکھا۔ ایک ایک بیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا۔ سب اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے برق و بہار وغیرہ کرتے' یہ بھی کرنے لگے۔ ان کو تو کوئی روکنے والا نہ تھا۔ یہ دریائے خون رواں پر آئے۔ وہاں ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی۔ سوار ہو کر پار اترے اور مدہوش اپنی خوشی سے بے خبر باغ سیب میں آئے اور ازبسکہ بیر جادو کے سر پر سوار تھے وہ بیخود کئے ہوئے تھے اور بیروں نے جس صورت پر ان کو پایا تھا۔ وہی نام ان کو تعلیم کرتے تھے کہ یہ کہو۔ پکارتے تھے کہ ہم برق ہیں۔ ہم ضر غام ہیں سب اپنا اپنا نام لیتے تھے۔ اگر ہوشیار ہوتے تو شاید اپنا اصلی نام بتاتے۔ اب تو کچھ اور نہیں کہہ سکتے۔ فی الجملہ جب یہ سامنے شاہ جاوداں کے پہنچے اور اپنا اپنا نام لے کر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ "واقعی یہ سحر نہ دیکھے' نہ سنے آپ ہی کے واسطے یہ رتبہ ہے۔ واہ کیا کہنا ہے۔"

شاہ نے براہ تفاخر سحر بھیج کر ملکہ حیرت کو بھی لشکر سے اٹھا منگوایا۔ اس نے بھی قیدیوں کو دیکھ کر مدحت سرائی کی۔ بادشاہ نے بعد آنے حیرت کے جلاد طلب کئے۔ اور ازبسکہ یقین کامل ہے کہ یہ عیار مطیع کسی طرح نہ ہوں گے۔ ان سے سوال اطاعت بھی بند کیا۔ ملکہ بہار کو تو الگ کرایا وار سب کے سر کٹوا ڈالے۔ جو ان میں ساحر تھے ان کے بیروں نے غل مچایا۔ ادھر بحکم بادشاہ ہزار ہا نقارہ سحر کا بروئے ہوا بج گیا۔ کسی نے اس غل میں نہ سنا کہ بیروں نے کس کا نام لیا۔ وہ گھسیارہ بصورت بہار تھا سہم

کی کرنے لگے۔ قران نے سب حال ان سے کہا وہ سب نہایت احسان مند ہوئے اور منت گذاری کی کہ اے قران بحکم خدا تم نے ہماری آبرو اور جان بچائی۔ پھر تخت سحر پر سوار ہو کر سب اس وقت داخل لشکر ہوئے کہ مہ رخ سوار ہو کر لڑنے جایا چاہتی ہے۔ ان کے آنے سے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی۔ سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوئے۔ نقارہ شاد مانی پر چوب پڑی۔ غلغلہ کامرانی وصیت شادمانی تابہ فلک پہنچا۔ لشکر نے کمر کھولی۔ سب سردار بارگاہ میں آئے۔ عیاروں کو خلعت ملا اور خزانہ کھل گیا۔ زر و گوہر بہار پر سے نثار ہونے لگا۔ حشن آغاز ہوا۔ یہ سب خبریں ہر کارے دریافت کر کے خدمت حیرت میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے:

"اے ملکہ طلسمات اس طرح قران نے مصنوعی برق وغیرہ بادشاہ کے پاس بھیجے تھے۔ چنانچہ مہ رخ خبر قتل سن کر لڑنے آپ سے آیا چاہتی تھی کہ وہ سب محرم جن کو شاہ نے قتل فرمایا ہے۔ آ کر موجود ہوئے۔ اب وہاں جشن ہو رہا ہے۔" حیرت یہ خبر سن کر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلم بند کر کے ایک پتلے کو سحر کر دیا کہ بادشاہ کے پاس لے جائے۔ پتلا نامہ لے کر روانہ ہوا۔

لیکن افراسیاب جو بہار مصنوعی کو لے کر طلسمات میں آیا۔ وہاں ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا۔ صحن ایوان میں گلشن جواہریں لگا تھا بزور سحر پھلا پھولا تھا۔ کوئی بہار ایسی نہ تھی جو وہاں نہ ہو۔ کوئی کیفیت اس طرح کی نہ تھی جو اس جگہ پر نہ ہو۔ ہوائے بہار نے شگوفے کھلائے تھے۔ گل ہنستے مسکراتے تھے۔ بارہ دری میں فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپر کھٹ مرصع پایوں کا بچھا اور قبچہ بسان برق پڑا تڑپتا سامنے مسند کے چنگیریں عطر دان لخلخے جملہ سامان راحت مہیا تھا۔ عجب طرح کا سماں تھا کہ

بہار موسم گل کی تھی آمد
چمن میں بلبلیں تھیں شاد ازحد

زمرد رنگ پتے ہر شجر میں
URDU4U.COM
بہار تازہ تھی گل میں ثمر میں

لطافت سے بھرا تھا صحن خانہ
کھچا تھا شہ نشین پر شامیانہ

بچھا اک سمت دسترخوان دیکھا
وہاں کھانے کا سب سامان دیکھا

وہاں ہر قسم کے میوے مہیا
مے گلگوں سے ہر شیشہ بھرا تھا

گھسیارا پہلے تو تموج ہوا سے بیہوش ہو گیا۔ شاہ نے اب لا کر مسند پر جو بٹھایا۔ اس کو ہوش آیا۔ اپنے تئیں سر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا۔ شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے۔ مگر خیال آیا کہ بادشاہ تجھ کو جب گھسیارہ سنے گا۔ یہ خاطر اور عزت سے جو اس نے لا کر بٹھایا ہے۔ پھر یہ خاطر نہ کرے گا۔ بلکہ عجب نہیں جو شرمائے کہ میں نے گھسیارے سے ایسا دارو مدار کیا جا کر سب سے بیان کرے گا۔ بس اس اندیشہ ندامت میں کہ یہ تجھ کو مار ڈالے گا لہٰذا چپ ہو رہا۔ یہ سمجھ کر چپ بیٹھا۔ بادشاہ کی طرف سے گردن جھکائی۔ شرما کر بسان معشوق آنکھ چرائی کہ دیکھوں کیا کرتا ہے۔ بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ اے مایہ خوبی والے آرام جان عاشق بحث بہبودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے۔ میری گود میں

نے ایک بوسہ لب لعلین کا اس کے لے لیا۔ اس نے بھی مچھی' بادشاہ کی لی۔ بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھ پر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی۔ کنواری عورت ہے زفاف سے ڈرتی تھی۔ لیکن اب مست ہوئی۔ فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا۔ پستان عیاروں کے پاس گوشت اور نرم چمڑے کی مثل سابر وغیرہ کے بنی تیاری رہتی ہے۔ وہی لگا دیا کرتے ہیں۔ شاہ جاوداں نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیاں پائیں کہ دل بے چین ہو گیا۔ فوراً شلوار بند پر ہاتھ ڈالا۔ گھسیارے کو بھی استادگی ہوئی۔ یہ بھی لپٹ گیا۔ شاہ نے کچھ مستی میں خیال نہ کیا۔ اور اس کو برہنہ کیا پھر تو

گر عروسی کنم بصد شادی
شب اول عروس زگر دو

عجب تماشہ بادشاہ نے دیکھا کہ آنکھیں کھل گئیں ساری مستی جاتی رہی۔ گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا ڈھلک الگ گرا۔ وہ بمشکل تمام بموجب مثل کوہ کندن و گاہ بر آورد اس عیش کو پہنچا تھا اور بادشاہ نے دلیر بھی کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا۔ ایک لات سے کب باز آتا۔ گر کر سنبھلا اور دوڑ کر شاہ سے لپٹا کہ جانی میں کب چھوڑتا ہوں تجھے۔ یہ کہ کر شاہ کو گرایا اور داب کر بیٹھا۔ بادشاہ حیران ازکار کبھی کاہے کو اس سانحہ میں پھنسا تھا۔ پہلے تو سناٹے میں چپ پڑا رہا جب

وہ اشیا ناف چسپیدہ جھکا کر
کہ جس کی چوٹ پڑتی تھی جگر پر

مصروف خدمت ہونا چاہا کہ بموجب مثل کے
رہے شیر سے چاق پوا مرا

بادشاہ نے گھبرا کر ایک طمانچہ سحر کا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ شاہ بغضب اٹھا اور ستون مکان سے اس کو باندھ کر دفع سحر پڑھا کہ وہ ہوش میں ہوا۔ اس سے کہا: "سچ بتا کہ تو کون ہے۔ گھسیارے نے کہا: "ہوں کون جب تمہارا کام نہ ہوتا' جب ہی خفا ہوتے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی برہنہ ہونے پر نہ گذرا تھا' جو آپ خفا ہوئے۔ آپ جس لیے مجھ کو یہاں لائے' پھر وہ تو میں کرتا ہوں۔ پھر آپ کیوں ناراض ہیں' شاہ غصہ اور ملال ازحد رکھتا تھا۔ تلوار کھینچ کر چلا اور کہا: "جلد بتا کہ کون ہے۔ گھسیار نے کہا: "تلوار کھانا اچھا اور یہ بے چینی گوارا نہیں۔ جان پر میرے بنی ہے۔ مدت سے عورت کی صورت دیکھنے میں نہیں آتی رگیں پھٹی جاتی ہیں۔ واسطہ سامری کا مطلب کرا لے۔"

غرض یہ کہ کلمات فحش کہاں تک لکھوں۔ وہ اپنی کہتا یہ عتاب کرتا۔ اس بحث میں بادشاہ نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اس کا جدا ہو گیا۔ بادشاہ لاش اس کی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب چلا۔ دل سے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات میں اس بیہودہ کو میں لے آیا تھا۔ اگر باغ سیب میں رہتا تو سب سردار اس تفضیح سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم میں بد نامی ہوتی۔ غرضیکہ باغ سیب میں آ کر اورنگ سلطنت پر بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لا کر نامہ حیرت پہنچایا۔ اس کو پڑھ کر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اس نے اپنے سردار عیار روک لیے اور گھسیارے بنا کر بھیج دیئے۔ یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشعل ہوئی کہ بیروں نے سحر کے یہ غلطی کی۔ ان سب کو سزا دینا لازم ہے۔

یہ سمجھ کر سحر پڑھا کہ بیرو ہی جو مجرموں کو لائے تھے حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ "تم سب جل جاؤ۔" یہ کہنا تھا کہ دہن بادشاہ سے ایک شعلہ نکل کر ان پر گرا۔ کہ وہ سب جل گئے۔ پھر براہ امتحان کہ دیکھو بہار زندہ ہے۔ یا نہیں اٹھ کر ایک باغ ہے' وہاں گیا۔ اس باغ میں جتنے ساحر ساکن طلسم ہیں۔ ان کی نشان موت کے درخت لگے ہیں۔ جب کوئی مرتا ہے۔ اس کے نام کا درخت سوکھ جاتا ہے۔ اس

نے نام بہار کا درخت دیکھا اور درخت سر سبز پایا۔ جانا کر بہار کو کچھ ضرر نہیں پہنچا۔ یہ مفہوم کر کے پھر باغ سیب میں آیا اور کتاب سامری جس طرح سے کہ نذر دے کر منگایا کرتا تھا۔ طلب کر کے دیکھی۔ نیت یہ کی میں جانب لشکر مہ رخ بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤں یا کسی ساحر کو بھیجوں۔ میرے لیے اچھا ہے کتاب میں نکلا کہ آج کل تجھ پر قران تعصب سے تامل کرنا روا ہے۔ ورنہ پھر ذلت ہو گی۔ ندامت پر ندامت ہو گی۔ یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور بھیج دی لیکن دل میں کچھ تو خیال محبوبہ بہار کچھ اپنی ندامت۔ گھسیارے کی شوخی کا غصہ' اسی وجہ سے تاب باقی نہ تھی۔ خود تو جانے سے باز رہا۔ مگر سحر پڑھ کر دستک دی۔ بعد لحہ ایک ساحر پیدا ہوا کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منہ بھی اس کا اژدہے کا تھا۔ نہایت درجہ بد ہیت اور بدصورت رکھتا ہے۔ بدلے کر دھنی کے ماراں سیاہ کمر سے باندھے۔ کانوں میں سجائے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے۔ سر سے کالے کوڑیا لے جٹا دھاری سانپ لپیٹے خدا کی پناہ۔ اس موذی بے حیا نے سامنے شاہ کے آ کر سلام کیا۔ بادشاہ نے ہنس کر فرمایا: "اے اژدر دہان اژد خوار جادو مزاج اچھا ہے۔ اس نے بجواب مزاج پرسی شاہ کو دعائے ترقی عمر اور دولت دی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ تمہیں ما بدولت نے اس لیے یاد کیا ہے کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور نمک حراموں سے لڑو۔ سب حریفوں کو تو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو زندہ گرفتار کر کے میرے سامنے لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہاں بڑے مکار اور غدار ہیں اور اس طرح مکر سے ہلاک کرتے ہیں۔ تم ان کے فریب میں نہ آنا۔" حال ان کی عیاریوں کا بیان کر کے تاکید برائے حفاظت فرمائی۔ پھر خلعت رخصت دیا۔

یہ ساحر خلعت پا کر زمین میں سما گیا اور قلعہ اژدر پر کہ جو اس کا دارلحکومت ہے وہاں آیا۔ سب ساحر اژدر چہرے رہتے ہیں۔ فوج بھی اسی صورت کی بھرتی ہے۔ اس نے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ منتخب تیار کرا کر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب لشکر ملکہ حیرت کیا حال اس کے جانے پھر بیان کیا جائے گا۔

اب حال اول پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جا چکا ہے بیان کیا جاتا ہے۔ پہلوان معرکہ و زور آوراں عرصہ تحریر زور قلم اس طرح دکھاتے ہیں کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکل کر قریب قلعہ کوہ عقیق پہنچا۔ لقا بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا۔ برق چمکی۔ علامت آمد ساحران معلوم کر کے بختیارک وغیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے۔ لشکر اس کا اترایا۔ ساحر مذکور مع شاگرداں رشید سامنے خداوند کے آیا۔ سجدہ کیا۔ نذر دی خلعت سرفرازی پایا۔ دنگل پر جانب دست راست بیٹھا۔ حال تمام لشکر اسلام کا پوچھا۔

بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی۔ اس نے کہا: "ملک جی تم گھبراؤ نہیں' میں علاوہ سحر کے کشتی میں سب کو مع حمزہ باندھ لوں گا۔" یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا: "ہم نے تم کو ابھی سے مردہ سمجھ لیا۔ ارے بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر دیوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت۔ خبردار بغیر سحر کئے کشتی زور کی نہ کرنا ورنہ ادنیٰ ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہے۔ اس نے جب یہ سنا ہنس کر کہا: "ملک جی آپ ہی حال کھل جائے گا۔" یہ دونوں تو باہم گفتگو کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو ہی جس کی طاقت پہلے ذکر کی گئی ہے۔ سو من کی زنجیر سے کمر باندھتا ہے۔ حال قوت و شوکت امیر سن کر دل میں تعریف کر رہا تھا کہ شجاعت زور و قوت کے یہ معنی ہیں کہ دشمن لوہا مانے اور مدحت سرائی کرے۔ غرضیکہ یہاں آنے سے ساحروں کے رونق زیادہ ہوئی۔ ناچ ہوا کیا شغل میخواری رہا۔ ایک دن تو پہلوان کسل راہ سے آسودہ ہوا۔ جب دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید زور کو پچھاڑا اور زنگی لندھور نے اکھاڑے میں دہر کے مع شاگرداں انجم فلک قدم اتارا۔

پہلوان نے طبل جنگ لقا سے کہہ کر بجوایا۔ ہر کاروں سے خبر سن کر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم نقارہ نوازی دیا۔ طبل سکندر پر چوب پڑی۔ دنیا دہلنے لگی۔ سردار دربار سے اٹھ کر خیام میں اپنے آئے' تیاری جدال کرنے لگے۔ آج کی رات حیات و مرگ

و پہلوانوں کے لیے تلوار کا میدان اکھاڑا تھا۔ فتح و شکست سے کشتی ان کی تھی۔ نصرت ہی نے بچھاڑا تھا۔ دیو ظلمت شب اور نور سحر سے بھی زور ہوتا بدا گیا تھا چاند سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی۔ لڑنے پر تیار ہر ستارہ تھا۔ اجل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ کل بڑے بڑے پہلوان پچھاڑے جائیں گے۔ میرے ہاتھ سے کشتی کھائیں گے۔ تیروں نے زبان صفت و ثنائے استاد تیغ فولاد بدن کھولی تھی۔ گرزوں نے کلی زنی کی داد دی تھی۔ شیریں شیدی لندھور سالمین کی صورت تھیں۔ پہلوان مٹی اکھاڑے کی لگائے تھے یا طبیعتیں پر کدورت تھیں۔ نیزے لنگر مارے پائے ثبات گاڑے کھڑے تھے۔ کہیں تیغ میدان میں سپر کے چپ پڑے تھے۔ بہادروں میں کوئی چٹ لنگوٹ کستا تھا۔ کوئی ورزش کرتا۔ خم مار کر ہنستا تھا۔ مسلمانوں میں لڑائی کا ٹھاٹھ تھا۔ تیغ کے گھاٹ میں بلا کا کاٹ تھا۔ یا علی مدد' کی پکار تھی۔ دورنگی سے نفرت و عار تھی یکرنگی دل سے اظہار تھی۔ ان شجاعوں کو اگر رستم دیکھتا ثنا خوانی کرتا۔ سہراب اطاعت کا دم بھرتا۔ بھولی چوٹیں صاف ہوتی تھیں۔ منجی ہوئی چوٹیں یاد بہر مصاف ہوتی تھیں کہیں پنجہ تھا کہیں کلائی تھی۔ بے لڑے اور رن چڑھے بہادروں کو کب کل آئی کہ

کوئی تھا اپنی چوٹیں صاف کرتا
کوئی دم اپنی استادی کا بھرتا

خلیفہ تھا کوئی استاد کوئی
نئے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی

کسی کو ڈوبنا بغلی بہت یاد
کوئی کیلی کے تھا کرنے میں استاد

کوئی انٹی لگانے میں تھا مشتاق
کوئی تھا روم بھرنے میں بہت طاق

کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور
اکیلے لاکھ سے لڑنے میں مشہور

کسی کا تیر شہباز اجل تھا
URDU4U.COM
نہ بچتا تھا نشانہ اس کا تاکا

کوئی یل تھا بسان کوہ البرز
کسی کے پاس تھا خار اشکن گرز

اس طرف سوائے تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پروازی کا چرچا تھا۔ بیروں کو سحر کے جسموں پر چڑھایا تھا۔ ایک انگ سے اپنے تئیں دو انگ کا بنایا تھا۔ ساحر بے عزتی سے دیوالی کے ٹیین اپنے تئیں کہتے۔ چت اور پٹ کی کچھ غیرت نہ رکھتے دہل کشتی بچ رہا۔ کہیں ترسول گڑا جوگی بیٹھا۔ پتلے سحر کے لڑاتا۔ داؤ پیچ توڑ جوڑ انہیں بتاتا۔ اسی ہنگامہ میں آخر پہلوان شب استاد سحر سے کشتی کھا گیا۔ خلیفہ آفتاب کے سر پر سنہری اور زریں پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر میں چڑھا گیا۔

مزاج صبح تھا ہنسنے پہ تیار
چراغ داستان ہے یوں شربار

کہ بہر جنگ اٹھے حسب عادت
بجا لائے خدا کی پہلے طاعت

مبارزان کینہ خواہ دونوں طرف سے بعزم مصاف گروہ گروہ دار میدان قتال ہوئے امیر بھی بعد ادائے فریضہ نماز سحر خبر درود و عسکر نصرت اثر سن کر اسلحہ زیب تن اظہر فرما کر مع سالاران خود سر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوئے۔ بادشاہ بھی بصد شوکت و جاہ برآمد ہوئے۔ کہاریاں حسن میں متوالیاں لہنگوں کو باندھے گاتیاں کسے سر پر تمغے اور مچھلیاں طلائی و نقرئی لگائے ہوا دار کاندھے پر اٹھائے در تک آئین بحر حسن کی ماہیاں تھیں۔ ازماہ تا ماہی ان کے جمال کی گواہیاں تھیں۔ باہر تک ہوا دار نہ آیا تھا کہ کہا رباد بہار سے کہیں بڑھ کر رواں چال ان کی آہستہ بے تکان و دبے پاؤں کی پھرتیاں آگے بڑھے اور تخت پر بادشاہ کو سوار کرنے پھرے۔ مرد ہے سراروں کا نام لے کر پکارے۔ ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا۔ نقارے بجے۔ صدائے نصر من اللہ بلند ہوئی۔ شہنا نوازوں نے للت بھیرویں بھباس کو دم دیا۔ لشکر میں قرنا پھونکی' کرنائے کو بجائے سواری حضور عالم کی جانب دشت مصاف چلی' میدان کی سرسبزی۔ جوانوں کی امنگیں منچلوں کے دل کی ترنگیں مرکبوں کے طرارے یہی سیر دیکھتے بہادروں کے کنارے پہنچے۔ اس طرح لقا ہاتھوں پر تخت کسوائے فوج بیکراں ساتھ لیے وارد میدان نبرد ہوا۔ پہلوان چوتڑ کھولے ڈھول آگے آگے نرسیگا پھنکتا۔ چالیس ہزار پٹھا اژدر سوار ہمراہ ایک جانب آ کر ٹھہرا۔ ترتیب صفوف حرب آغاز ہوئی۔ نقبوں سے نقابت کی۔ کڑکتوں نے کڑ کا کہا۔ صفوں پر سناٹا آیا۔ رن بولنے لگا۔ پہلوان اپنا اژدر اڑ کر سامنے خداوند کے جا کر اجازت خواہ ہوا اور بعد اجازت میدان میں آیا۔ سراپا خوب دکھلایا پھر طالب مرد بہر نبرد ہوا۔

لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے اپنا مرکب نکالا اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل حریف آیا۔ پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار ماری۔ اس بہار نے تیغہ اس کا رد کر کے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا۔ س نے گریبان میں ہاتھ ڈالا۔ زور کش مکش کے ہوئے۔ آخر دونوں زمین پر کودے' وہ تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا۔ اس نے دامن زرہ گردان کر ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوئے۔ زمین میں ہلچل پڑ گئی۔ کشتی بصد درشتی

ہونے لگی۔ چار گھڑی کی کشتی میں اس نے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھ سے نہ زیر ہو گا اور کئی دن لڑے گا۔ چالیس ہزار پٹھا میرا کہے گا کہ استاد سے کچھ نہ ہو سکا۔ یہ سمجھ کر اس نے سحر پڑھا۔ بہزاد کی وہ تڑپ جھڑپ جاتی رہی۔ اب جو پیچ باندھتا ایک سے آپ کھل جاتا۔ اس کے داؤ پر ہر بار آتا۔ آخر اس نے کولے پر بھر کر مارا کہ کنارے اکھاڑے کے چاروں شانے چت گرا اور بیہوش ہو گیا۔ اس نے مشکیں باندھ کر حوالہ لشکریاں خود کیا۔ پھر نہیب دی کہ اور کوئی آئے لشکر اسلام سے ناصر کو ہی سامنے گیا۔ اس نے کہا: "اب میں اکھاڑے میں کھڑا ہوں تو بھی یہیں نصیب آزمائی آ کر لے ناصر دامن زرہ گردان کر مرکب سے کودا۔ جھڑاکا کشتی کا بلند ہوا۔ دو گھڑی لڑ کر پھر اس نے سحر پڑھا کہ یہ بھی چت ہوا۔ اس کو باندھنے کے بعد پھر اس نے پکارا۔ اب کی عارض کو ہی مقابلہ میں آیا۔ اس کا بھی کشتی لڑ کر وہی حال ہوا۔ اب کی جو اس نے پکارا دست راست کی طرف لشکر مسلمانان میں علم جلوہ پذیر ہوئے۔

بختیارک سمجھا کہ کوئی بیٹا حمزہ کا لڑنے آتا ہے۔ یہ سمجھ کر پہلوان سے کہلا بھیجا کہ اب بہت ہوشیاری سے لڑنا کوئی قوی دست فرزند حمزہ تمہارے سامنے آتا ہے یہ لوگ دیو بند اور عفریت کش ہیں۔ خوب سنبھل کر مقابلہ کرنا۔ یہ تو اس گفتگو میں تھا کہ ادھر شہزادہ تورج بن بدیع مرکب اڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے۔ گھوڑے سے اتر کر پایہ تخت بوسہ دیا۔ پھر دست بستہ اجازت خواہ ہوئے۔ بادشاہ نے خلعت دے کر رخصت فرمایا۔ شہزادہ بصد کروفر میدان میں آ کر بغیر اس کے کہے اکھاڑے میں کودا کیونکہ دستور اسلامیان ہے کہ حریف جس طرح عزم رزم کرے۔ یہ بھی اس طور سے لڑتے ہیں۔ پس شہزادہ بھی بموجب کہ

رسید دیامد زبادہ بزیر
چوغرندہ ببرد چودرندہ شیر

اس کو بھی بختیارک نے پکار کر کہا تھا کہ شہزادہ سے لپٹ ہی پڑا فادر و توانائے مطلق کی قدرت دیکھئے کہ اس کے دل میں بھی یہ خیال آیا۔ یعنی بغیر سحر کئے فرزندان حمزہ سے لڑ کر دیکھوں کہ ان میں کتنا زور ہے۔ بس یہ اس خیال سے بغیر جادو کئے سرگرم تلاش ہوا۔

ازبسکہ شہزادہ نبیرہ حمزہ ہے اس نے بند صاحبقرانی باندھ کر کچھ ہی دیر میں اس کو زمین پر چرخ دے کر مارا اور کود کر سینہ پر سوار ہوا۔ اس نے دل سے اپنے کہا۔ میں ایسا صاحب زور اس کو جانتا تو مہلت سحر سے نہ دیتا۔ خیر اب بھی کچھ نہیں گیا ہے۔ یہ سمجھ کر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بے حس ہو گیا۔ یہ اٹھ بیٹھا اور شہزادے کو چت کر کے باندھ لیا۔ بہادران ہر دو لشکر نے اس پر نفرین کہ بڑا نامرد و دغا شعار ہے۔ مگر اس نے کچھ خیال نہ کیا اور چونکہ اس کشتی میں وہ قت آ گیا تھا کہ پیر چرخ نے پلٹ کر گردن خورشید جانب مغرب خم کی عروج شمس دہر غدار نہ دیکھ سکا۔

پھر آئی شام فوج انجم کو لے کر
صفیں اس نے جمائیں آسمان پر

لقا شب کو نہ دن کو پائیداری
اسی غم میں کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجوا کر ساحر مذکور پھرا لشکر اسلام بھی مراجعت کر کے اپنی جگہ پر آیا۔ بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے ادھر پہلوان ہمراہ لقا داخل بارگاہ ہوا۔ ناہید پہلوان بھی حاضر تھا۔ اس نے زبان بہ تشنیع پہلوان دراز کی کہ تو نے نام شجاعت خاک میں

ملا دیا۔ ساحر نے جواب دیا: "اگر فرزند حمزہ پر سحر میں نے کیا تو کیا بے جا کیا۔ کس لیے ساحری تو میرا پیشہ ہی ہے اور سحر کرنے کو تو آیا ہی ہوں۔ ہاں اتنا کیا کہ پہلے سحر نہ کیا بعد کو کیا۔ ناہید نے کہا: "خیر جو کچھ تو نے کیا' لیکن کل میں لڑوں گا اور داد شجاعت دوں گا۔" یہ سن کر بختیارک بولا: "ابھی تم اس جنگ میں دخل نہ دوں۔" اس لقا نے جو اس کو رنجیدہ پایا۔ اسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا۔

یہ خبر ہر کاروں نے بہ تفصیل خدمت شاہ جلیل میں آ کر عرض کی۔ یہاں بھی ناہید کا انصاف دربابِ شجاعت سن کر شہزادہ ایرج نوجوان عرض پیرائے خدمت شاہ عالیشان ہوئے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے۔" بادشاہ نے عرض ان کی پذیرا فرمائی اور انہیں کے نام پر طبل سکندر نے صدا دی۔ بہادر پھر اپنی جگہ پر آ کر درستی آلات حرب میں مصروف ہوئے۔ آج کی رات ناہید و مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدائے اقتلوا دیتا تھا۔ بہادر شادی مرگ تھے۔ اسلحہ کی چقا چاق ساز عشرت سمجھتے۔ ہنس ہنس کر ہتھیار تن پر سجتے۔ زحل ہندوئے فلک ناہید کے یار قدیم کا آج مزاج ساتویں آسمان پر تھا۔ بہرام چرخ کو للکارنا چاہتا۔ نہیں معلوم کس گمان پر تھا۔ اس طرف کو ہی مطیع ناہید تلواریں چرخ پر چڑھائے عقل ترک فلک کی چرخ میں لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین میں رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا۔ جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھ کر مقابلہ سے شرما کر منہ چھپایا اور آفتاب بسان رخ مہر لقا میدان چرخ میں آیا کہ

عجب یہ پیر گردوں رنگ لایا
اجالا آسمان پر خوب چھایا

ہوا مشرق سے پیدا مہر پر نور
ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر مسجد کر پاس سے مع سرداراں با حواس و بے ہراس امیر حق شناس درگاہ بادشاہ گردو اساس پر آئے اور جب حضور بسان مہر تاباں افشق شبستان سے لامع النور ہوئے بعد ادائے مجرا و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت سمجھ کر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گرد ہا گروہ پہلے ہی جا چکا تھا ادھر سے فوج کوہیاں لے کر ناہید آ چکا تھا۔ بادشاہ کے پہنچتے ہی عرصہ گاہ میں لقا بھی آیا۔ دونوں لشکروں نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی۔ بجلی تیغوں کی چمکنے لگی۔ ہوا شر بار ہوئی گھٹا سپروں کی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی۔ ہوا نے علموں کے پرچم اڑائے۔ دریائے فوج لہرائے۔ شہنشاہ شجاعت کے جھنڈے بج گئے۔ ضرب تیغ کے سکے پڑ گئے جب صفیں ترتیب ہو چکیں۔ لشکروں میں قرنا پھونکی جلاجل بجی کڑکا ہوا۔ سوار جوانمرد ہنریز چنگال پیل دماں توان تہمتن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لے کر میدان میں آیا اور کلمات رجز بصد غرور زبان پر لایا کہ "اے فرقہ اسلامیان آگاہ ہو کہ میں رستم سر زمین کوہستان ہوں دیو بندو شیر گیر جوان ہوں۔

یہ نعرہ ہائے لاف و گزاف سن کر ایرج' نامور بہر مصاف صف سے نکلے سردار تمام پاپیادہ ہوئے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پا کر مرکب اڑا کر طرفتہ العین میں سامنے حریف کے پہنچا اور وہ تکا در ماری کہ گھوڑا اس کا آٹھ ساتھ قدم تھپیڑ کھا کر ہٹ گیا اور ان کا مرکب زور میں اتنے ہی قدم بڑھ کر ٹھہرا۔ اس نے مرکب کو زانوں میں لے کر مقابلہ کیا۔ کہا: "اس جانور کے ہٹ جانے پر مجھ کو کمزور نہ سمجھا۔ تمہارا گھوڑا طلسمی ہے۔ میں ایسا مرکب باد پا کہاں سے لاؤں۔"

شہزادے نے فرمایا: "ارے بیوقوف' یہ لاف زنی تا کجا۔ ہماری طاقت نے تجھے ہٹایا۔ مرکب کی اس میں کیا خطا ہے۔ تو نہیں جانتا میں کون ہوں۔

یہ کہہ کر دونوں مشغول نیزہ دری ہوئے۔ تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تھیں۔ ایرج نے اپنا بند صاحبقرانی باندھ کر نیزہ اس کے ہاتھ سے نکالا۔ اس کو غضب طاری ہوا اور خبردار کہہ کر گرز لگایا۔

شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اس کے مرکب کی ٹوٹی۔ اس نے کمر باندھ کر

تہیہ کشتی کیا۔ شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونوں باہم لپٹے۔ دوژندہ بیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے۔ اس اثنا میں ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سب کی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کہ دونوں کو اٹھا کر جانب فلک لے گیا۔ لشکر اسلام میں اور کوہیوں میں غلغلہ ہوا کہ یہ کون ان کو لے چلا۔ اس طرف سے عیار و شتر سوار خبر کو دوڑے۔

ادھر سے شاہ پور عیار ایرج پنجہ کو ڈھونڈھتا اس طرف کہ جدھر اس کو جاتے دیکھتا تھا۔ چلا یہاں ان کے جانے سے لشکروں میں طبل امان بجا۔ فوجیں پھر کر مقام آسائش گاہ پر آئیں۔ شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوئے۔ لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا: "یہ پنجہ جو ان کو لے گیا ہے۔ میرا دست قدرت تھا۔ میں نے ان دونوں کو بہشت میں اپنے برائے سیر اس لیے بھیج دیا ہے کہ ناہید لڑنے میں پہلوان کے دخل نہ دے۔ یہ جب تک سیر کرے' یہاں ساحر مذکور مقابلہ کرے۔" پہلوان نے یہ سن کر سجدہ کیا اور کہا: "تو مجھ پر کرم نہ کرے تو اور کون کرے' تو بے شک جاگتی جوت کا خداوند ہے۔ اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ بجے۔ کل سب کا یہ بندہ تیرا خاتمہ کرے آج رات کو میں سحر بھی ایسا تیار کروں گا کہ کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھ کر تیغ لگائے گا تو بھی کچھ نہ ہو گا اور اب یہ بندہ حقیر خداوند کی تلوار سے مقابلہ کرے گا۔ کشتی نہ لڑے گا۔"

لقا نے اس کے کہنے سے حکم نواخت طبل جنگ دیا اور اس وقت کہ جب پنجہ زریں مہر دست سپر سے کم ہوا۔ اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھے اس کو نکلا۔ مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا۔

سر شام طبل جنگ بجا۔ ہر کارے خدمت شاہ اسلام سلام میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے۔ یہاں بھی بحکم شاہ عالی پائگاہ نقارہ حربی گڑگڑایا۔ آج کی رات عیاروں نے جو ساحر کا یہ دعویٰ سنا کہ اس نے اسم اعظم کو بے اثر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پس بہر عیاری قدم اٹھایا۔ چالاک مع چند عیاروں کے روانہ ہوا کہ نام ان کے وقت

پر بیان ہوں گے۔ چنانچہ سرہنگ ان میں سے صورت بدل کر بارگاہ لقا میں گیا۔ وہاں جب طبل بج چکا تھا۔ پہلوان اٹھا تھا کہ میں سحر کرنے جاتا ہوں۔

بختیارک کہہ رہا تھا: "تم آج ہوشیار رہنا عیار تمہاری فکر میں آئیں گے۔" اس نے جواب دیا:" ملک جی دیکھو میں کیا کرتا ہوں۔" یہ سن کر سرہنگ اس کے ساتھ ہوا۔ وہ جب اپنے خیمہ میں آیا۔ سب کو مع خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کر دیا۔ سرہنگ بصورت خدمت گار تھا۔ اس نے چاہا کہ بحیلہ میں ٹھہر جاؤں۔ لیکن اس نے بروقت رخصت ملازمان کہا: "وہ صف خدمت گاراں میں سرہنگ عیار کھڑا ہے اور میرے ساتھ بارگاہ خداوند سے آیا ہے۔ تم جاؤ تو میں اس کو پکڑوں۔ یہ کلمات سرہنگ نے جب سنے پیچھے تو ہر ایک کے کھڑا ہی تھا۔ سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا۔ کنارے لشکر کے چالاک ملا۔ اس نے سب حال کہا۔ اس نے کہا: "خیر سمجھ لیا جائے گا۔" یہ کہہ کر ابوالفتح کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا۔

یہ دونوں خدمت گار کی صورت بن کر جب خیمہ پہلوان کے قریب پہنچے۔ دیکھا تو وہاں سناٹا تھا۔ کس لیے کہ ساحر مذکور پہلے ہی وہاں سے سب کو رخصت کر چکا تھا۔ انہوں نے موقع اندر جانے کا خوب پایا۔ فوراً قنات سے لپٹ کر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ فتیلہ سوز شمع دان روشن ہیں۔ پلنگڑی پر پہلوان سو رہا ہے انہوں نے چاہا کہ قریب جا کر بیہوش کریں۔ لیکن ان کو خود نیند آنے لگی۔ سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سحر اپنی حفاظت کے لیے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی یہاں آئے بیہوش کر سو جائے۔ یہ سمجھ کر چاہا کہ بھاگ جائیں۔ لیکن اتنا زور بھی اپنے میں نہ پایا۔ جانا کہ ہم بیہوش ہوا چاہتے ہیں۔ پس یہ بھی بے نظیر عیار ہیں اور تو کچھ نہ کر سکے مگر اتنا کیا کہ کمند کو اس طرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے۔ پاؤں کی دھمک سے حلقہ ہائے کمند اچھل کر گردن و کمر میں پڑیں اور الجھا کر گرا دیں۔

غرض یہ کہ اس طرح کا جال بہر طائر روح ساحر گرا کر یہ دونوں صیاد دانا بیہوش ہو

گئے۔ ادھر لشکر میں سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت خدا کا تماشہ دیکھیے کہ یہ وہ پنجہ جو ناہید و ایرج کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد و رشید ہے اور ازبسکہ طلسم میں استاد کی وجہ سے نہ کوئی اس کا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اس کو فروغ تھا اس لیے وہ کوہستان میں باہر طلسم کے آیا اور یہاں اپنی بود و باش اختیار کر کے شاگرد بہم پہنچائے اور استاد مشہور ہوا۔ چنانچہ صحرا میں ایک باغ بنا کر اکیلا رہتا ہے اور اس اطراف میں ایک جوگی ہے کہ بڑا استاد کامل ہے۔ فن سحر میں سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہے۔ بس یہ خدمت جوگی میں اپنے استاد کی خبر سن کر گیا اور کہا: "میں استاد سے برخلاف ہو کر یہاں آیا تھا۔ اب وہ بھی آتے ہیں۔ شاید مجھ سے کچھ فساد کریں لہٰذا آپ میری حمایت فرمائیں۔ جوگی پاس چونکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا۔ اس نے رحم کھا کر ایک تلوار بزور سحر اس کو بنا دی کہ جب تیرے استاد سے اور تجھ سے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا' یہ شمشیر دو ٹکڑے کرے گی اور کسی طرح کا حربہ اس پر تاثیر نہ کرے گا۔ اس لیے کہ جب اس نے پہلوانی اختیار کی تو بادشاہ طلسم سے کہہ کر جسم اپنا سحر بند کر لیا تھا کہ کوئی حربہ مجھ پر اثر نہ کرے۔

فی الجملہ یہ ساحر کہ نام اس کا جنگل جادو ہے۔ وہ تیغہ لے کر اپنے باغ میں آیا اور چاہا کہ پہلے استاد کے دشمنوں کو ماروں اور استاد سے ملوں۔ اگر وہ کچھ نہ بولے۔ اور بہ آشتی پیش آئے تو کچھ ضرورت فساد نہیں اور جو برسرعناد ہوئے تو ناچاری ہے۔ یہ سوچ کر پنجہ بن کر ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے ان کو ہلاک کر لوں تو اوروں کو اسی طرح لا کر ہلاک کروں۔ جب دس بیس کو مار لوں تو سر ان کے خدمت استاد میں لے جاؤں۔ چنانچہ ان دونوں کو لا کر پہلے صحرا میں اتارا۔ شاہ پور عیار بھی پنجہ کے تجسّس میں ذکر کیا گیا ہے کہ چلا تھا۔ اس نے بھی دور سے دیکھا کہ وہ پنجہ غلطک مار کر ساحر بنا۔

ادھر ناہید و ایرج جب تموج ہوا کے صدمہ ٹلنے سے ہوشیار ہوئے اور ساحر کو دیکھا۔ ناہید

نے للکارا کہ "او بے حیا تو کون ہے۔ جو ہم دونوں کو لڑنے اٹھا لایا اس نے کہا: "تم میرے استاد سے لڑتے ہوا اور خداوند کا مقابلہ کرتے ہو۔ میں تمہیں قتل کرنے لایا ہوں۔" ناہید نے کہا: "میں خداوند کی طرف سے لڑنے آیا ہوں اور ان کے دشمن سے لڑ رہا تھا کہ اٹھا لایا۔ اب تو کہہ خداوند تیرا حال کیا کرتے ہیں۔ کیونکر وہ اپنی قدرت سے بعد میرے آئیں گے۔ تیرا حال دریافت فرمائیں گے اور ان سے کون سا حال ایسا ہے جو پوشیدہ ہے۔" ساحر نے کہا: "خداوند میں یہ قدرت نہیں وہ کیا حال میرا معلوم کریں گے۔ کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ میں مسلمانوں کو پیدا کر کے بھول گیا ہوں۔ اور علاوہ اس کے عیار ان کو آ کر دق کرتے ہیں۔ ان کا حال ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کر کے ان کے رنج پہنچانے سے محفوظ رہتے۔ پس ظاہر ہوا کہ علم الغیب مطلق خداوند کو نہیں۔"

ناہید نے یہ کلمات سن کر سوچا کہ جو پرستاران خداوند ہیں ان کو بخوبی معلوم ہے کہ خداوند بالکل بے خبر ہیں۔ پس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغاباز ہے۔ ضروری ہے کہ قول اور دین اسلام سچ ہے اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ ہمہ صفت موصوف ہیں۔ تجھ کو لازم ہے کہ وہ اسلام قبول کر کے ثواب آخرت حاصل کر۔ یہ سوچ کر براہ مکر اس ساحر کو ڈانٹا کہ: "حرامزادے تو خداوند کو غافل اور نکما بتاتا ہے دیکھ تو کہ تیرا کیا حال ہوتا ہے۔" وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سے کہے گا۔ پس یہاں رہنا مشکل پڑے گا۔ چنانچہ خائف ہو کر ناہید پر سے اپنا سحر دفع کر کے کہا۔ "میں آپ کو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا۔ اس وجہ سے اٹھا لایا تھا۔ اب آپ جانب لشکر تشریف لے جائیں اور میری خطا معاف فرمائیں۔ خداوند سے میری شکایت نہ کیجئے گا۔ مجھ پر رحم فرمایئے گا۔"

ناہید جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پا کر مار ڈالا اس کو پس تیغ ہاتھ ڈال کر قریب گیا' کہا: "اور مادبخطا میں تیری سزا تیرے کنار میں رکھتا ہوں کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نہ کرے۔" یہ کہہ کر اس کو سنبھلنے بھی نہ دیا اور وار شمشیر کا کیا۔

تلوار جب اس پر پڑی۔ اس نے جلدی سے سحر پڑھا کر اچٹ گئی اور ناچار ہو کر ناہید کو پھر اس نے گرفتار کر لیا۔ اور اب یکایک قتل نہ کر سکا۔ اس لیے کہ طرفدار خداوند اس کو سن چکا تھا۔ سوچا کہ ان دونوں کو آج لے کر باغ میں قید رکھوں اور خداوند سے جا کر سب حال کہوں۔ جیسا وہ فرمائیں گے ویسا کروں۔ غرضیکہ ان دونوں کو بزور سحر لے کر باغ میں آیا اور وہ باغ سرسبز و شاداب ہے۔ عمدہ نایاب ہے چنانچہ دونوں کو چبوترہ باغ کے نیچے ڈال دیا اور آپ بیٹھ کر شراب پینے لگا۔ لیکن اتنے عرصہ میں شاہ پور اس کو دیکھ چکا تھا۔ صورت بدل رہا تھا۔ جب یہ باغ میں آیا وہ بھی ایک عورت قبول صورت کی ایسی شکل بن کر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک لگے تھے۔ ان کے نیچے بیٹھ کر صدائے درد آلود سے رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تھا۔ ساحر مذکور وہ آواز غمگین سن کر در باغ برائے انکشاف کوائف آیا۔ زیر درخت سرو حدیقہ محبوبی کو چشمہ چشم سے اشک بہاتے پایا۔ ایسا حسن آگیں بصد آرائش و تزئین نظر آیا کہ جس کے نظارہ نے دیوانہ نہ بنایا۔ ہزاروں ملک چین و ختن اس کی زلف معنبر و مشک بیز پر نثار پر بہار پر گلشن عالم تصدق ہر بار ناز و کرشمہ اس کے دامن نگاہ سے توسل جو دلداری بیوفائی کی خاطر بے مروت ہیں خود باغ جوانی و کامرانی پھلا پھولا۔ واقعی ہر اندازہ میں وہ آفت جان تکتا کہ

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ
بلا شک شہرہ آفاق تھی وہ

نہایت خو برو وہ ماہ طلعت
پری وش سیم تن شمشاد قامت

ترقی ماہتاب حسن کو تھی

مثال بدر روشن صورت اس کی

بہ شکل صبح پیشانی تھی خندہ
چھری خنجر کٹاری تیر مژگاں

سراپا حسن کا عیبوں سے تھا پاک
وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک

URDU4U .COM

ساحر مذکور اس پر فریفتہ ہو کر قریب گیا اور نہایت منت سے مستفسر ہوا کہ "اے مایہ خوبی والے مہر آسمان محبوبی رات کو ایسے وادی سنسان میں آ کر رونا اس طرح بیتاب ہو کر منہ اشکوں سے دھونا۔ کیا سبب رکھتا ہے؟ دل نازک کون سا رنج و تعب رکھتا ہے۔" اس پوچھنے سے وہ ماہ تاباں بسان سحاب با رندہ اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ

حد سے افزوں ہے شوق دیدار
اظہار زبان سے ہے دشوار

تم کیا میرا حال پوچھتے ہو۔ فلک کی ستائی ہوئی۔ برباد ہو کر یہاں آئی ہوں۔ عیاران لشکر اسلام نے شوہر کو میرے مارا' گھر لوٹا میں ہوئی خانماں آوارہ' جب دل گھبراتا ہے جنگل میں آ کر کوکتی ہوں۔ غم دل خالی کر کے پھر اسی جگہ جہاں شوہر قتل ہوا ہے جا کر پڑ رہتی ہوں۔" ساحر نے یہ حال سن کر سمجھانا شروع کیا: "اے نازک بدن مرضی خداوند سامری کی اسی طرح تھی۔ اب صبر کرو۔" بشر ہر صورت سے مجبور ہے دنیا کا یہی دستور ہے۔ اس کا غم کہاں تک کرو گی۔ رنج و الم کب تک سہو گی۔ میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزہ دیکھو۔ اس صدمہ جانکاہ کو دل سے بھلا دو۔ میں عمر بھر

غلامی کروں گا اطاعت میں رہوں گا۔ خلاف مرضی کوئی بات ظہور میں نہ آئے گی طبیعت بڑا لطف اٹھائے گی۔" اس ماہ پیکر نے رو کر کہا: "میں کوئی خواہش نہیں رکھتی ہوں۔ اکیلی رہتی ہوں۔ اس وجہ سے ڈرتی ہوں۔ اگر تم مجھ کو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمہارے گھر چلوں میں تمہارا سب کام کروں گی۔ لیکن جورو نہ بنوں گی۔ ساحر سمجھا کہ اس کو لے کر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر گویا ہوا: "اچھا چلو جو تمہارا جی چاہے۔ وہ گلفام بنازو انداز اس کے ہمراہ باغ میں آئی۔ دیکھا کہ اس باغ کے پھول ایسے خوش رنگ ہیں جو بہار گلستان دہر کو شرماتے ہیں۔ درختاں سر کشید قد بالائے عنائے جاناں کو ہمسر اپنا بنانے سے عار کرتے ہیں۔ ٹیڑھے ہوئے جاتے ہیں کہ

چمن میں ہیں کھلے ہر رنگ کے پھول
گئی مانی کو صنعت اپنی سب بھول

شجر بھی میوہ دار ایسے ہیں نایاب
کف حسرت ملے ہر دیدہ خواب

رواں ہیں آب شاریں ہر روش پر
کہ جن میں موج زن ہے آب گوہر

کہیں شاخوں پہ ہے طوطی غزل خواں
چہکتے ہیں کہیں مرغ خوش الحاں

چبوترہ جو نشست گاہ کا ہے اس کے نیچے ایرج و ناہید بے حس پڑے ہیں۔ بالائے چبوترہ مسند بچھی ہے۔ شیشہ و ساغر دھرے ہیں۔ ساحر نے اس لالہ فام کو لا مسند پر بٹھایا اور کہا تم رنجیدہ بہت ہو دو ایک جام مے پیوتا کہ طبیعت تمہاری درست ہو۔ اس معشوقہ

غدار نے ہنس کر کہا کہ مردوے میں تیری گھاتیں خوب سمجھتی ہوں۔ جانتا ہے کہ نشہ سے انسان بیہوش ہو گا جو میں چاہوں گا کروں گا۔ سو بخیریت ہے بندی ایسے فقرے بہت جانتی ہے۔ ساحر نے یہ سن کر خود جام شراب سے بھر کر قسمیں جمشید کی دے کر اس نے منہ سے لگایا اس نے وہ جام لے کر بظاہر تو پیا لیکن چالاکی سے گریبان میں انڈیلا۔ پھر آپ ساغر بھر کر اس کو دیا۔ ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا۔ اختلاط حالت نشہ میں کرنے لگا۔ کبھی زلف عنبر فام کو چھوتا وہ کہتی او موذی تجھے اپنی ایڑی چوٹی پر سے نثار کروں تو یہی اقرار کر کے مجھے لایا ہے۔ کبھی وہ اس کے سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ حسن کا گنجینہ ہے۔ خدا کی مار تجھ پر تو کالا بن کر اس گنج میں بیٹھا چاہتا ہے۔ کبھی وہ کھاڑن ایسی سسکی بھرتی کہ اس کی عقل بازی ہار جاتی بے چین ہو کر کہتا۔

لیے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے
بغل میں بیٹھ کے ان کا حساب دیتا جا

غرضیکہ اسی بیتابی میں وہ ساحر اس ماہ وش کے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کروں۔ اس نے بھی گلے میں ہاتھ حائل کر دیئے اور کہا جانی ایک ساغر اور پی لے اس نے جام بھر کر اس ساقی خوش ادا کو دیا۔ اس نے ہنس کر جام تو لے لیا مگر کہا: "دور نگترے اس باغ سے جلد توڑ لا کہ گزک اس کی اب کی مرتبہ بنائیں۔ بوئے مے ہنگام بوسہ بازی وصل میں نہ آئے اور شراب زیادہ بیخود نہ بنائے۔ مزے مزے کا سرور گٹھے شوق کی طرح نہ گھٹے ساحر متوالا نشہ شہوت سے ہو رہا تھا۔ ہر چند کہ جانا اس وقت ناگوار ہوا' لیکن اٹھ کر رنگترے توڑنے گیا۔ ادھر اس جانان جان دشمن نے بیہوشی کا ساغر درست کیا اور رنگترے توڑ کر لایا' بیٹھا ہی تھا کہ اس نے جام منہ سے لگایا اور جام پی گیا اور اس نازنین سے پھر لپٹنے لگا۔ اب تو غدار پہلو سے اٹھی اور کہا: "موے

تیرے منہ کو جھلسا میں تیرے جل میں نہ آؤں گی۔ آبرو اپنی نہ گنواؤں گی۔ لو صاحب نہ پیام نہ سلام۔ نہ میں نے اس کی کوئی آدھی کبھی کھائی۔ نہ ہونے سے پہلے آشنائی جتائی۔ یکایک موٹی کاٹا مجھ پر چڑھ بیٹھتا ہے۔ اردگرد تیری صورت کو جھلسا۔" یہ کہہ کر اٹھی اور دو قدم چلی تھی کہ ساحر اس کے پیچھے دوڑا۔ ہوائے سرد جو منہ پر لگی بیہوش ہو گیا۔ شاہ پور نے چاہا کہ خنجر سے سر اس کا جدا کرے ایرج جو زیر چبوترہ بے حس پڑا تھا گویا ہوا اے بھائی کیا کہنا ماشا اللہ تمہاری عیاری میں مثل نہیں۔ اس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کرو۔ کس لیے کہ ناہید نے اس پر تلوار ماری تھی تو اچٹ گئی تھی۔ شاید بزور سحر یہ روئیں تن بنا ہے۔" شاہ پور نے یہ سن کر دو پتھر باغ سے تلاش کر کے لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے اس کا سر کچل دیا۔ بھیجا پاش پاش ہو گیا۔ اس ساحر کو جہنم میں بھیجا۔ بیروں نے اس کے غل مچائے۔ آندھی سیاہ آئی۔ جب وہ آفت برطرف ہوئی۔ ناہید و ایرج کے جسم میں طاقت آئی۔ ناہید نے اٹھ کر قدم پر ایرج کے سر اپنا رکھ دیا اور کہتا تھا کہ دین آپ کا سچا ہے۔ میں نے اسلام اختیار کیا۔ شہزادے نے سر اس کا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ فرمایا کہ کلمہ پڑھ کر وہ بہادر از سر صدق ایمان لایا۔ پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور اندر بارہ دری میں اس باغ کی آیا۔ جو کچھ سامان آرائش ازراہ سحر اس جگہ تھا وہ مرگ ساحر سے مٹ گیا تھا۔ اصلی باقی تھا۔ شہزادے نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشہ بارہ دری میں رکھا تھا۔ اس کو کھولا۔ اس میں ایک شمشیر آبدار رکھی تھی۔ نیام مخملی اس پر چڑھا تھا۔ اس کو اٹھا کر جو کھینچا قبضہ کے قریب تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار موت کا پیام پہلوان جادو کی اور اس کے شاگردوں کی ہے جس کے پاس یہ تلوار ہو گی۔ اس پر سحر بھی پہلوان کا اثر نہ کرے گا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہو گا اور کسی حربہ سے نہ مرے گا۔" یہ مضمون پڑھ کر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغہ کمر سے باندھا۔ پھر تینوں وہاں سے روانہ ہوئے۔ یہ تو اس طرف سے آتے ہیں اور لشکروں میں رات بھر تیار حرب

رہی۔ یہاں تک کوہ کہ وقت آیا۔ یعنی عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کر کے تیغہ آفتاب حوالہ ترک فلک فرمایا کہ

URDU4U.COM

برائے جنگ اٹھا پھر شاہ خاور
کمر سے تیغہ خطی لگا کر

امیر کشور گیر مسجد کر پاس سے پہلوان با توقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے۔ اول سامان جلوس محل سے پیدا ہوا۔ پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدہ ہوا۔ سب نے مجرا و تسلیم کی۔ سواری جناب عالی کی جانب میدان مصارف چلی۔ سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی۔ منچلوں کا تیکھا پن گلستان شجاعت میں معشوقوں کا نیا غصہ کرنے کا جوبن' گھوڑوں کے سموں کی آواز طراروں کا نیا انداز دیکھ کر چرخ کج رفتار چال بھولا تھا۔ باغ جرات و جلاوت پھلا پھولا۔ نقاروں کا بجنا۔ نقیبوں کا خوش الحانی سے نقابت کرنا۔ عنادل کا چمن تہور میں نغمہ سنجی کرنا ظاہر تھا۔ غرضیکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ

وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا
کہ دم بھر میں دریائے خون دے بہا

حاصل مرام دشت قتال میں پہنچ کر تخت شاہی قلب ہیں لشکر کے قائم ہوا صف میمنہ و میسرہ وغیرہ کھینچیں۔ بہادروں کا پرا جما۔ میدانوں کو بیلداروں نے ہموار کیا۔ سقوں نے چھڑکاؤ سے گرد و غبار ہٹا کر آئینہ سان جنگل بنا دیا۔ دوسری جانب لشکر لقا نے آ کر صفوف حرب کو درست کیا مگر پہلوان لڑنے نہ آیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے رات کو اپنی حفاظت کے لیے یہ سحر کر دیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ میں آئے بیہوش ہو جائے۔ اور رات بھر بیہوش رہے۔ صبح کو جو میں اٹھوں اس کو گرفتار کر لوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک و ابوالفتح وہاں جا کر بیہوش ہوئے۔

جب یہ صبح کو سو کر اٹھا' دیکھا دو عیار سامنے پڑے ہیں۔ خوش ہو کر گرفتار کرنے اٹھا۔ مگر قریب ان کے انہوں نے جو کمند لگا رکھی ہے۔ وہ کمند اچھل کر گردن و کمر و دست و پا میں الجھی۔ اس نے چھڑانے کا قصد جو کیا حلقے جھٹکا کھا کر پچی ہو گئے۔ یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا۔ ادھر ان دونوں عیاروں کو ہوش آ گیا۔ اس لیے کہ اس نے یہ سحر بھی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش رہے۔ صبح صبح کو ہوشیار ہو جائے۔ کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہیں۔ میں خود ہوشیار و بیدار ہوں گا۔ فی الجملہ عیار جو ہوشیار ہوئے۔ ساحر کو کمند میں پھنسے دیکھ کر ایسے گھبرائے کہ حباب بیہوشی مار کر اس کو بیہوش بھی نہ کیا۔ یونہی کاندھے پر ڈال کر سرائچہ بارگاہ پھاند کر بھاگے۔ وہ ساحر گھبراہٹ میں سحر کرنا بھولا یہ بیہوش کرنا۔ چنانچہ جب یہ لے کر بھاگے تو اس نے چیخنا شروع کیا کہ "افسران لشکر میرے دوڑو' ارے واسطہ سامری کا مجھ کو چھڑاؤ۔ ہائے میں پھنسا۔ یارو میری جان گئی۔ لوگوں مجھے پکڑے لیے جاتے ہیں' کمبخت ملازم میرے کہاں گئے' خدمت گار حرامی مر گئے۔ شاگرد میرے اڑ گئے۔ اس وقت کیوں نہیں آتے۔"

یہ غلغلہ سن کر ملازم اس کے دوڑے۔ ہر چند کہ لشکر کمر باندھے عازم دشت نبرد تھا۔ مگر جدھر سب دوڑے۔ اس طرف شاگرد بھی اس کے چلے۔ عیار سمجھے کہ لے نہ سکو گے۔ یہ سمجھ کر اسی طرح کمند میں لپٹا ہوا اس کو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے۔ ملازم جو پیچھے دوڑے آتے ہیں۔ وہ بھی عیاروں کے تعاقب میں نہ گئے۔ اپنے مالک کو اٹھوایا۔ عیار بھاگ کر دور نکل گئے۔ اس نے ان کے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی۔ لیکن فرط غضب سے اس چوٹ کو خیال میں نہ لایا اور بارگاہ میں ملازموں سے کہا: "مجھے اٹھا لے چلو۔" وہ اس کو بارگاہ میں لائے اس نے کمند کے حلقے چھڑانا چاہے۔ مگر جتنا ان کو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ الجھے اس وقت اس نے چاہا کہ سحر سے کمند جلا دوں' لیکن میدان رزم میں جب عرصہ گذرا اور یہ نہ گیا تو بختیارک اس کے خیمہ کی طرف بہر خبر چلا۔ راہ میں چالاک اپنے لشکر کی طرف جاتا تھا۔ اس کو دیکھ کر پکارا: "ملک

جی عشق اللہ ہے۔"

بختیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے' سیلی تاگے سے درست دیکھا' پہچانا کہ چالاک ہے۔ گویا ہوا کہ "مرشدزادے تسلیم کرتا ہوں۔" اس نے کہا: "بچا کمند فقیر کی پہلوان کے پاس ہے۔ خبردار رہنا۔" بختیارک نے کہا: "آپ کی امانت غلام حاضر کرے گا۔" یہ کہہ کر خیمہ پہلوان میں آیا۔ وہ کمند جلایا چاہتا تھا کہ اس نے اس کے حلقے کھولے اور کہا: "بڑا غضب ہوتا ہے' جو کمند جل جاتی ہے۔ مرشد زادے راہ میں ملے تھے تاکید کر گئے ہیں مجھ سے آ کر لیں گے۔" یہ کہہ کر کمند لے کر چلا۔ پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا۔ اسلحہ آج سارے جسم پر لگا مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے شاگردوں کے بصد کروفر میدان رزم میں آیا۔

یہاں تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہے اور کوئی لڑنے کو نہیں نکلتا ہے کہ یہ آ کر پہنچا اور اپنے خداوند سے اجازت لے کر وسط میدان میں پہنچ کر نہیب زن ہوا: "اے فرقہ اسلامیان تم میں سے جس کا جی چاہے وہ آئے میرے سامنے۔ لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگرے نکلے' مگر جو اس کے سامنے آیا۔ اس نے تلوار کا وار کیا۔ بہادروں نے تلوار اس کی رد کر کے شمشیر لگائی۔ اس نے سر سامنے کر دیا۔ تلوار سر پر پڑ کر اچٹ گئی۔ پھر اس نے تیغ لگا کر زخمی کر دیا اور سحر پڑھ کر گرفتار کر لیا۔ کئی سردار زخمی ہو کر مقید ہو چکے تھے کہ صحرا کی طرف سے بگولہ گرد کا اڑا اور شاہ پور عیار دوڑتا ہوا آیا۔ سب حیران ہوئے کہ دیکھیں یہ کیا پیغام لاتا ہے۔ سب دیکھا کہ اس نے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کی طرف چلے۔ ایک لحہ نہ گزرا تھا کہ جنگل کی جانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے ہیں۔

ان کی آمد دیکھ کر امیر تامل پذیر رہے۔ لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہنچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب اڑا کر سامنے پہلوان کے پہنچ کر تگادر ماری۔ گھوڑا اس کا پس

پا ہوا۔ اس نے رانوں میں مسل کر مرکب اس کے روبرو بڑھایا' مگر بختیارک نے لقا سے کہا: "یا خداوند' آپ کے نواسے کے تیور آج برے نظر آتے ہیں۔ میرے نزدیک طبل امان بجوانا بہتر ہے۔ ورنہ بھاگتے راستہ نہ ملے گا۔" لقا نے کہا: "اے شیطان تو جھک مارتا ہے میرا پہلوان ببر قدرت ہے۔ سب کو مارے گا۔" یہ کہہ رہا تھا کہ وہاں پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی۔ شہزادے نے وار اس کا خالی دیا اور وہی تیغہ جو باغ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچ کر علم کیا۔ ساحر نے جو اس کی چمک دیکھی دل اس کا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کر کے سحر پڑھنے لگا۔ مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی۔ تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹ کر خود دو بلغہ زرہ ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسہ سر میں در آئی اور سر سے سراسر کلہ جبڑا تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کر کے شکم کے اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر خانہ زین پر آئی۔ مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکل گئی۔ راکب و مرکب چار پر کالے ہو کر گرے۔

بختیارک یہ ضرب دیکھ کر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اسی نے تکبیر کہی۔ شاگردان ساحر غلغلہ اپنے استاد کے مرنے کا سن کر سحر پڑھتے۔ لینا لینا کہہ کر شہزادے پر آ گرے۔ آگ پتھر برسانے لگے۔ ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا اور دریائے لشکر امڈ کر چلا۔ اس طرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا۔ دو لشکر باہم مل گئے۔ شمشیر زنی کا آغاز ہوا۔ ہوا کا مزاج مکدر ہوا۔ روز سیاہ دشمنوں نے دیکھا۔ لوہا برسنے لگا۔ تلوار کی چمک سے دریائے آہن لہریں مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی میں طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردرا جن کو پہلوان گرفتار کر چکا تھا۔ مثل تورج و داراب وغیرہ کے وہ ایک خیمہ میں قید تھے۔ پہلوان کے مرنے سے سحر ان پر سے جاتا رہا۔ وہ سب چھوٹ کر جو نکلے۔ ہنگامہ کا راز دیکھ کر جو لشکر کہ پڑاؤ تھا۔ اس سے لڑنے لگے اور ایک آدھ دربان زنداں کو مار اسلحہ لے کر آفت برپا کر دی۔ پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب میں ان کے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آ کر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر

لقا میں ہلچل پڑ گئی۔ اس پر طرہ یہ کہ لشکر ناہید جو ہمراہ لقا لڑنے آیا تھا اس نے جو اپنے افسرو مالک کو شریک مسلمانان دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہے۔ پس یہ سب لشکر بھی فوج خداوند سے لڑنے لگا۔ اب تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا۔

URDU4U.COM

ایرج پر بسبب تلوار مذکور کے سحر اثر نہ کرتا تھا۔ شہزادہ صف لشکر ساحر ان میں در آیا تھا۔ ایک طرف سے امیر کشور گیر نے اسم اعظم پڑھ کر اثر ساحر مٹایا تھا۔ دم بھر میں لاشون کا انبار کر دیا۔ کاخ ہستی ساحران مسمار کر دیا۔ جنگل کشتوں سے بھر گیا۔ ملک الموت کام اپنا کر گیا۔ خلاصہ یہ کہ ایرج صف لشکر درہم برہم قریب فیل جس پر تخت لقا تھا۔ پہنچا اور مرکب اپنا زانوں میں مسلا۔ چار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگا۔ مگر مرکب ران کی گرمی پا کر اڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہنچا۔ دونوں ٹاپیں اگلی ہو دج لقا پر رکھیں۔ علمدار جو علم کو جلوہ دے رہا تھا اس نے تلوار ماری اور فیل بان نے آنکس مارا۔ شہزادہ نے بائیں ہاتھ سے اوجھڑ سپر کی فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا۔ تیغہ خون چکان اس زور سے مارا کہ مع علم و علمدار کٹ کر تیغہ ہووج پر آئی اور اس کو کاٹ کر ہاتھی کے بھسونڈے پر ٹھہرا۔ لقا تلوار پکڑے کھڑا ڈانٹتا تھا کہ "نبیرہ قدرت کیا کرتا ہے او بندے بے ادب' خبردار' قدرت سے گستاخی نہ کرنا نہیں تو قدرت سنگ سیاہ کر دیں گے۔"

شہزادے نے بعد قتل علمدار نعرہ "اللہ اکبر" بلند کر کے تیغ علم کی اور فرمایا: "اے مشرک خدا کے گذارم کہ ازدست من جان بسلامت بری۔ چاہتا تھا کہ ہاتھ مارے۔ بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کودا۔ لقا پکارا: "اے شیطان سرین قدرت میں چوٹ بہت آئی۔ شیطان نے کہا: "تاپائے داری بگریز۔" آخر اسی چوٹ میں جس طرح بنا' اٹھ کر بھاگا۔ شہزادہ بھی فیل پر سے مرکب اڑا کر زمین پر آیا اور تعاقب میں چلا۔ لیکن کوہی اور تمام افسران لشکر لقا نے مرنا گوارہ کیا۔

اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے۔ سد لشکر اسلام ہوئے۔ شہزادہ نے آ کر کمیدان کو مار پلٹن کو بھگا دیا۔ رسالہ بیچ میں آ گیا۔ تلوار گھمسان کی چلنے لگی۔ وہ رن پڑا کہ کبھی ترک فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہو گا۔ آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا۔ علم فوج تو سرنگوں ہو چکا تھا۔ افسر قتل ہوئے تھے۔ سپاہ بے سردار کے پاؤں اٹھ گئے۔ اہل اسلام تلواریں مارتے۔ غازیان دیندار۔ خون چہرہ پر ملے ہیبت ناک صورتیں بنائے پیچھے چلے۔ جو گرفتار ہوا۔ بغیر کلمہ پڑھائے امان نہ دی۔ خون کا دریا بہا دیا۔ زیر تیغ رکھ لیا۔ پراؤ لوٹ کر آگ خیام کفار میں لگا دی۔ لقا بھاگ کر داخل قلعہ عقیق ہوا۔ ہزار ہا کافر واصل جہنم ہوئے۔ اور قلعہ بند کر کے توپ ماری۔ مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا۔ اگر چند روز میں جمعیت بہم پہنچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر' ورنہ قلعہ پر حملہ کریں گے اور اس گھروندے کو ٹاپوں میں گھوڑوں کی اڑا دیں گے۔ لشکر میں طبل آسائش پر چوب پڑی۔ سب پھر کر داخل خیام ہوئے۔ مال غنیمت تقسیم ہوا۔اپنے یہاں کے کشتوں کو گنج شہیداں کرایا۔ اس طرف ساحران نالاں و گریاں لاشہ پہلوان کا اٹھا کر جانب طلسم گئے۔ لشکر اسلام میں جشن آغاز ہوا۔ سب قید شدہ سردار بھی آ کر ملے۔ لشکر ناہید بھی شریک ہوا۔ بادشاہ نے ناہید کو ملک و مال اس کا معاف فرمایا۔ خلعت دیا۔ سرداران ایرج میں داخل ہو کر دست چپ میں بیٹھا تھا۔ یہاں تو یہ سامان ہے۔

لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ میں گیا۔ ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربا میں نہ بیٹھا۔ دوسرے روز یہ کہتا ہوا باغ مینا سے برآمد ہوا کہ "مجھ سے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست میں نے پیدا کر دیئے۔ کیا بری تقدیر میرے قلم قدرت نے لکھ دی۔" آخر جب تخت پر بیٹھا۔ سب اہل دربار افسران بقیہ لشکر حاضر ہوئے۔ ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے۔ دور شراب آغاز ہوا۔

اس اثنا میں گلگون عیار آیا۔ جس کا ذکر اول بیان ہوا ہے کہ بہار کو پکڑ لایا تھا۔ چنانچہ اس زمانہ سے یہ اپنے ملک میں گیا تھا۔ اب پھر آیا۔

بختیارک نے اس کو دیکھ کر پوچھا: "کہئے کہاں تھے۔" اس نے کہا: "گھر گیا تھا۔" بختیار نے کہا: "جیسے گھر میں رہے' ویسے یہاں رہے' کچھ ہو سکے تو یہاں رہنے میں کیا ہے۔ کل کی لڑائی میں قدرت کے بہت چوٹ لگی۔ اگر میں کفیل حال نہ ہوتا تو فیل پر سے نہ اتر سکتے۔ نواسہ قدرت کا قتل کر چکا تھا۔ کیوں نہ ہو' جیسے خداوند زور آور ہیں ویسی ہی بیٹی زور رکھتی ہو گی۔ پھر اسی کے پیٹ سے نواسہ ہوا ہے وہ تو خداوند کے باپ کو پاتا تو مارتا۔" یہ کہہ کر سارا واقعہ جنگ اس کو سنایا۔

عیار مذکور نے کہا: "میں جاتا ہوں اور ایرج کو پکڑ کر لاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اپنے خیمہ میں آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلا کر بیہوش کر کے ایرج کی سی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کرے حکم دیا: "تو میری ایسی صورت بن جا۔"

شاگرد بموجب حکم اسی کی ایسی صورت بنا اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی۔ یعنی رومی سے زنگی کا بھیس بدلا۔ سیاہی شب کو منہ پر ملا کہ

کہ رفتہ رفتہ دن بڑھ کر ہوا کم
ہوا سامان تاریکی فراہم

سیاہی دیکھ کر گیسوئے شب کی
دلوں نے خلق کی راحت طلب کی

○○○

- اژدر دہن جادو

شام ہوتے ہی قنطورے اور پیتاوے سے آراستہ ہو کر پشتارہ گھسیارے کا باندھ کر شاگرد کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہے وہاں ایک غار میں پشتارہ گھسیارے کا رکھ کر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر اسلام کے ٹھہرا کر' کچھ فریب تعلیم کر کے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمت گاراں اہل اسلام بنائی۔ چپکن پہنی بنی پاک کمر سے لگایا۔ پیشانی پر گھٹا سجدہ کا بنایا۔ شرعی ڈاڑھی درست کر کے داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازاروں کی کرتا۔ ہر ایک سردار کی بارگاہ دیکھتا۔ قریب بارگاہ ایرج پہنچا اور خدمت گاروں میں مل کر ٹھہرا رہا۔ جب شہزادہ مذکور دربار سے آ کر استراحت فرمانے داخل بارگاہ ہوا۔ خدمت گار چپی کرنے کے لیے بلائے گئے۔ عیار مسطور بھی انہیں میں شریک ہو کر اندر آیا۔ مگر شاپور عیار شہزادے نے ہر ایک خدمت گار کو بنظر فراست دیکھا۔ اس عیار کو نیا آدمی دیکھ کر چاہا کہ گرفتار کر لے۔ مگر وہ بھی نظر اس کی پہچان گیا اور سرانچہ فراکر بھاگا۔ لیکن کہتا گیا کہ "خبردار رہنا' میں گلگوں عیار ہوں۔ آج ایرج کو پکڑ کر لے جاؤں گا۔" یہ کہہ کر چلا گیا۔ یہاں انتظام ہونے لگا۔ شاپور دربارگاہ میں پھرنے لگا۔ شہزادہ بھی باوجود ایں ہمہ ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما ہوا تو مگر جاگتا رہا۔ کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا۔

ادھر گلگوں دعویٰ کر کے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نکلا۔ صورت بدلے فکر میں پھرنے لگا۔ اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا۔ پھرا ہوا اپنی نوکری پر آتا تھا۔ اس نے اس کو روکا۔ پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا۔ پھر کہا: "ذرا ادھر آیئے۔ دیکھیے تو یہاں کیا نقشہ ہے۔" فراش یکایک اس کے کہنے پر حیران ہو کے اس طرف آیا۔ جہاں اس نے بتایا۔ وہ مقام گوشے کا تھا۔ اس نے وہاں آ کر حباب اس کے منہ پر مار کر بیہوش کر دیا اور اس کا پیراہن لے کر فتیلہ عیاری جلا کر' آئینہ

سامنے رکھ کر اس کی سی صورت بن کر لباس اس کا پہن کر چلا۔ فراش کو وہیں چھوڑا اور دربارگاہ پر آیا۔

شاپور نے پوچھا: "کہ میاں درگاہی کہاں گئے تھے۔" اس نے کہا: "کہ غلام لشکر میں کچھ سودا لینے گیا تھا۔ یہاں غلغلہ سنائی دیا۔ دوڑا کچھ لیا بھی نہیں۔ شاہ پور سمجھا کہ سچ کہتا ہے یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کے شمعوں کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا۔ یہاں دیکھا تو شہزادہ بھی بیدار ہے سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہیں' نہ پھنسیں گے۔ یہ سوچ کر شمعوں پر بیہوشی ڈالنے لگا۔ فرش کا جھول مٹانے کا حیلہ کر کے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی۔ سرہانے شہزادے کے آ کر بیج بند باندھنے لگا اور تکیوں میں بیہوشی کا عطر جو ہاتھ میں بھرا تھا۔ قابو پا کر لگانے لگا۔ شہزادہ کچھ اس کی حرکتیں دیکھ کر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہ کر کے سمجھا کہ اس کو گرفتار کر لو۔ اگر فراش ہو گا۔ رہا کر دینا۔ وگرنہ مار ڈالنا۔ یہ سمجھ کر پکارا:" لینا اس کو۔" عیار سمجھا کہ یہ تجھے پہچان گیا۔ یہ سمجھ کر وہیں سے غلط ماری اور صحن بارگاہ میں آ کر سرائچہ فراکر بھاگا۔

یہاں شہزادے کے لینا کہنے سے شاپور اٹھ کر دوڑا۔ شہزادہ خود اٹھ کر دوڑا اور پکارا: "شاپور سرائچہ عیار پھاند گیا ہے۔ ادھر نہ آؤ۔ اس طرف گھیرو۔" شاہپور اسی جانب دوڑا۔ اور اسی بارگاہ میں دھواں اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا۔ شہزادہ مع خدمت گاروں کے بیہوش ہو گیا اور بسبب غلغلہ کے جو دوڑا۔ وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور عقب عیار چلا۔ شہزادہ بیہوش پڑا رہا۔ ادھر شاہ پور جو پیچھے دوڑا۔ گلگون جست و خیز کرتا کنارے لشکر کے اس کو لایا۔ وہاں شاگرد کے اپنے' صورت اپنی بنا کر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ رہا تھا کہ جب میرے تعاقب میں کوئی آئے تو میرا نعرہ کر کے تو لڑنے لگتا۔ شاگرد نے یہی کیا۔ کہ استاد کو آتے دیکھ کر آگے بڑھ آیا۔ استاد تو نکل گیا۔ اور نعرہ کیا کہ باش اونا عیار کہاں آتا ہے۔ کیا میں تجھ سے کچھ پایہ کمی کا رکھتا ہوں۔" یہ کہہ کر نیچہ کھینچ کر لڑنے لگا۔

لشکر اسلام بھاگا۔ اس نے بھی طرح دی۔ یہ تو نکل گیا اور وہ غار سے پشتارہ ایرج کو لے کر روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر میں پہنچا۔ رات زیادہ ہو گئی۔ حاجبان قلعہ اس کے منتظر تھے۔ انہوں نے بعد دریافت حالات شناخت کر کے دروازہ کھولا۔ یہ داخل قلعہ ہوا۔ لقا باغ مینا میں آرام پذیر تھا۔ ناچار یہ اپنے خیمہ میں شہزادے کو لایا اور اس وقت تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاہ کش دہر نے گیاہ کہکشاں کو صحرائے فلک سے آفتاب کا کھرپا لے کر چھیلا اور گلیم شب میں لپیٹ کر گٹھڑی باندھی کہ

کہ جب اٹھا زمین سے سایہ شب
نظر آیا جمال صبح مطلب

چھپے رستے ہوئے ظاہر ہر اک سو
اڑے طائر گھرے صحرا میں آہو

ہنگام سحر لقا دارالامارہ قلعہ میں آ کر تخت نشین ہوا۔ سب سردار اور مطیع اس کے حاضر ہو کر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت گلگوں نے قید آہن ہزار من کی جسم انور ایرج نامور کو پہنا کر دربار کا راستہ لیا۔ شہزادہ کو بھی عراوے پر ڈال کر ہمراہ لایا۔ جب شہزادہ سامنے اس مرتد یعنی لقا کے پہنچا۔ بطور خدا پرستان پکارا: "سلام میرا اس مجلس میں خدائے لاشریک کے ماننے والے پر ہو۔" لقا اس نہیب کو سن کر کڑکڑایا کہ او بندہ بے ادب نواسہ قدرت سجدہ کر ما بدولت کو۔" شہزادے نے فرمایا: "میں تجھ پر اور تیرے سجدہ کرنے والوں پر لعنت کرتا ہوں اور مشرک خدا ناچار ہوں کہ اس وقت دسترس میرا نہیں۔ ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا۔" اس نے ان کلمات کو سن کر حکم قتل شہزادہ دیا۔ بلکہ بخوف اس کے کہ کوئی عیار اس کو چھڑا نہ لے جائے۔ ایک سردار سے کہا: "تو اٹھ کر سر کاٹ لے۔" جلاد کے بلانے میں عرصہ ہو گا۔ وہ

سردار تلوار لے کر اٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا۔ پس درگاہ احکم الحاکمین میں رجوع قلب سے پکارا

مجھے امید کب ہے بخت بد سے
کہ فرصت پاؤں اس بغض و حسد سے

URDU4U.COM

ہزاراں شکر احسان خداوند
کہ وہ کرتا ہے غم گینوں کو خرسند

عجب کیا ہے کہ چھوٹوں اس بلا سے
مجھے امید رحمت ہے خدا سے

الٰہ دل کو میرے شاد کر دے
مجھے اس قید سے آزاد کر دے

تیر دعا نشانہ اجابت پر بیٹھا۔ ہر کارے دوڑے ہوئے آ کر مجرا گاہ پر ٹھہرے اور کافرے نے کافر کو بد دعا دے کر عرض کی: "کہ شراب خوار کو ہی حاکم قلعہ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوہیوں سے بہر امداد خداوند آیا ہے۔" یہ خبر سن کر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے۔ شہزادہ اس طرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سرداروں کے پیشوائی کو چلا۔ یہاں کہ یہ ماجرا گزرا۔ مگر شاہ پور جس پشتارہ گھسیارے کا ایرج کا پشتارہ سمجھ کر لے گیا تھا۔ اس نے بارگاہ میں لا کر اس کو کھولا اور گھسیارے کو ہوشیار کیا۔ گھسیارے کو گلگون نے بلا کر بیہوش کر کے ایرج بنایا تھا۔ کچھ حال تو بیان اس سے کیا نہ تھا۔ جو وہ اپنے تئیں شہزادہ بتاتا۔ اس وقت آنکھ کھلتے ہی اپنے چار طرف کچھ ڈھونڈھنے

لگا۔ شاہ پور نے پوچھا کیا ڈھونڈھتے ہو۔ اس نے کہا: "گسیاں میری کمر میں کھر پا رکھا تھا۔ اس کو ڈھونڈھتا ہوں۔ آپ نے پایا ہو تو بتا دیجئے۔" شاپور نے ان باتوں سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہے۔ بہت نا دم ہوا کہ تو نے سخت دھوکا کھایا اب شہزادے کو چل کر چھڑا۔ یہ سوچ کر گھسیارہ کو نکال دیا اور آپ پھر روانہ ہوا۔

ازبسکہ رات کو در قلعہ بند تھا اس نے ہزاروں تدبیریں کیں مگر اندر نہ جا سکا۔ ٹھہرا رہا۔ جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا۔ یہ بھی اس کے ساتھ چلا اس نے جا کر شراب خوار سے ملاقات کی۔ لشکر اس کا ہمراہ لے کر داخل قلعہ ہوا۔ شاپور بھی صورت بدلے اس کے ہمراہ لشکر میں آیا۔ لشکر اس کا ایک مقام پر اترا۔ فوج کی چھاؤنی کے قریب خیمے استادہ ہو گئے اور شراب خوار سامنے خداوند کے آیا۔ شاہ پور بھی خدمت گاروں میں مل کر ساتھ آیا۔ یہاں اپنے شہزادے کو مطوق و مسلسل بیٹھے دیکھا۔ فکر رہائی کرنے لگا اور شراب خوار نے خداوند کو سجدہ کیا۔ نذر دی' دنگل پر بیٹھا۔ دور سے شہزادے کو اس نے بھی دیکھا۔ خداوند سے پوچھا: "یہ کون خاطی ہے۔" لقا کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ ملک بختیارک بولا کہ ان کا حال مجھ سے سنئے۔ یہ نواسے خداوند کے اور پروتے حمزہ کے ہیں ان کی بیٹی کو پوتا حمزہ کا نکال لے گیا تھا ان سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے۔ جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ اب کو پائے تو مارے۔" یہ کہہ کر سب حال لڑائی کا تا گرفتار ہو آنے شہزادے کے بیان کیا۔ شراب خوار جب ماجرا سن چکا۔ دل سے سوچا کہ یہ کیسا مسخرا خداوند ہے جو اپنا حفظ ناموس نہ کر سکا۔ بیٹی کو قبضہ دشمنان میں جانے دیا اور اپنے اپنے چھوٹے سے سجدہ نہیں کرا سکتا۔"

یہ سمجھ کر دل میں اس کے خدوند کی طرف سے فتور آیا۔ مگر ایرج کی طرف مخاطب ہو کر گویا ہوا کہ اسے نواسہ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خدا دو تیرے نانا ہیں۔ تو ان کو سجدہ کیوں نہیں کرتا۔" یہ سن کر ایرج نے جواب دیا کہ: "اگر یہ سارے عالم کے خدا ہیں تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کریں کہ مجھ کو زیر کرے۔ جب زیر ہوں گا تو سجدہ کروں۔"

شراب خوار نے کہا: "شرط معقول ہے اور قول تیرا درست ہے۔ مجھ کو یہ امر بدل قبول ہے۔ اچھا اگر میں تجھ کو زیر کروں تو اپنی شرف سے باز گشت نہ کرنا۔" شہزادے نے فرمایا "استغفر اللہ قول مرداں جان دارد۔ مگر در صورت میرے تجھے پر غالب آنے سے تجھے بھی دین اسلام قبول کرنا ہو گا۔" اس نے کہا: " مجھے منظور ہے۔"

URDU4U.COM

یہ شرطیں ہوتے سن کر بختیارک بولا: "اے شرابخور تم اس بارے میں نہ بولو۔ کیا تم مسلمان ہونے آئے ہو۔" اس نے کہا: "ملک جی' تم دیکھو تو میں ابھی اس کو زیر کئے لیتا ہوں۔" بختیارک اٹھ کر ناچنے لگا۔ کہ گویا ہم تم کو استقبال کر کے اس لیے لائے تھے کہ تم ہمارے ہی دشمن ہو گے۔ اے کوہی کیوں دیوانہ ہوا ہے۔ ان سے لڑ کر کوئی بھی غالب ہوا ہے۔ اس نے کہا: "تو جھک مارتا ہے اور اٹھا کہ قید شہزادہ دور کروں۔" شہزادے نے فرمایا: "ہم لوگ وابستہ زنجیر قول ہیں جب تک نام قید کا تھا۔ قید تھے۔ اب جو وقت رہائی آیا ہے تو کچھ تیری رہا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر خانہ زور میں آ کر چرخ مارا اور اس قید گراں کو بسان رشتہ غام توڑ کر الگ پھینکا۔

شراب خور یہ حال دیکھ کر وجد کر گیا اور دنگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا۔ شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا۔ اس نے پیچ باندھا۔ انہوں نے توڑ کیا۔ ازبسکہ بارگاہ میں جگہ کم تھی۔ شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا۔ ایک مقام پر اس کو پکڑ لایا اور توڑہ کمر بند میں ہاتھ دے کر اس کو پہلے ہی زور میں اٹھا کر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اس نے پکار کر کہا: "اے شہر یار امان دیجئے اور شرط اپنی یاد کیجئے۔" شہزادے نے زمین پر اتار دیا۔ اس نے قدم پر سر رکھا۔ شہزادہ اس کا سر سینے سے نہ لگانے پایا تھا کہ لقا نے اپنے سرداروں کو للکارا: "لینا ان بندگان مغضوب کو۔" سردار لینا لینا کہہ کر اٹھے۔ شراب خوار تو مسلح و مکمل تھا سنبھل کر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹ کر ایک سردار لقا کو دے مارا۔ تلوار اس کی چھین کر نعرہ رعد آسا بلند کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا۔ شاپور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا۔ دارالامارہ سے نکل کر

بھاگا اور پہلے لشکر شراب خوار میں آ کر پکارا: "اے افسران لشکر مالک تمہارا بارگاہ لقا میں لڑ رہے ہے۔ جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائے گا۔" یہ خبر سن کر لشکر جلد جلد تیار ہوا۔

URDU4U.COM

ادھر لشکریان لقا و سلیمان سے بختیارک نے کہلا بھیجا۔ ادھر بھی کمر بندی ہوئی اور یہ دونوں لشکر دارالامارہ سے چلے تھے کہ راہ میں سامنا ہو گیا۔ شمشیرہ صاعقہ خصال کھچی اور رسم جدال آغاز ہوئی قلعہ میں ہلچل پڑ گئی۔ دروازے مکانوں کے بند ہو گئے اور دکاندار دکانیں چھوڑ کر بھاگے گلیاں لاشوں سے پٹنے لگیں۔ خون کی نالیاں بہنے لگیں۔

اس ہنگامہ میں شراب خوار اور ایرج بھی لڑتے ہوئے دارالامارہ سے باہر نکلے۔ باہر آ کر گھمسان کی تلوار چلنے لگی۔ لقا بھی سوار ہوا۔ غلغلہ محشر آشکار گلیوں میں سر مانند کاسہ گدائی کے ٹھوکریں کھانے لگے۔ بازار اجل گرم ہوا۔ فضا نے دکان کھول دی۔ ملک الموت سے جان کا خریدار ہوا۔ پیر و جوان کا بھاؤ ایک ہی کر دیا۔ نرخ جان بہت ارزاں تھا۔ اس لڑائی میں بختیارک کہ مفسد تو بہت دور کی سوچتا ہے۔ خداوند سے گویا ہوا کہ اب آپ کا اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہے۔ کچھ دیر میں در قلعہ پر آ کر ہنگامہ مچائے گا اور قلعہ کو فوج اس کی ایک گھروندا سمجھتی ہے۔ وہ دم بھر میں پامال کر دے گی۔ پھر یہ جائے امن بھی ہاتھ سے جائے گی۔ لازم یہ ہے کہ ان دونوں کو راستہ دو۔ تاکہ لڑتے ہوئے قلعہ سے نکل جائیں۔ بیرون قلعہ ان کو گھیر لینے میں مضائقہ نہیں" لقا نے یہ سن کر کہا: "میں ایسی تقدیر پہلے ہی کر چکا ہوں۔"

بختیارک نے افسران لشکر سے جا کر حکم دیا کہ تین طرف سے ان کو گھیرو اور ایک راہ سے ان کو بیرون قلعہ جانے دو۔" فوج تین طرف ہو گئی۔ شہزادہ و شراب خوار نے جو راہ پائی۔ اپنی فوج لیے لڑتے بھرتے در قلعہ پر آئے یہاں کی پلٹن اور نگہبان فون ان کے آنے سے بھاگ گئے۔ یہ دونوں بہادر نکلے۔ اس وقت شاپور دوڑا اور خدمت امیر میں آ کر بعد دعا و ثنا کے خبر جنگ عرض پیرا ہوا۔ امیر حال سن کر مع تمام سرداروں کے اٹھے۔ لشکر اسلام میں قرنا بجی فوج تیار ہو کر چلی اور در قلعہ پر پہنچ کر نعرہ بلند

کر کے تمام بہادر گرے۔ اب تو وہ ہنگامہ گیر وار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا۔ بہرام چرخ کا ہول دل سے خون ہوا۔ ایرج نے قلعہ کے اندر سے تابہ دروازہ لاشوں کی سڑک بنا دی تھی۔ قصر تن کی عمارت ڈھا دی تھی روح ساکن جسم بھگا دی تھی۔

اب امیر نے یہ حال کیا۔

آخر لشکر لقا پسپا ہو کر پھر قلعہ میں چلا گیا اور در قلعہ بند کر لیا۔ لشکر اسلام سے مل کر لشکر شراب خوار اترا اور اس کو امیر سامنے شاہ اسلام کے لائے اس نے مجرا کر کے نذر دی۔ خلعت معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا۔ دست چپ میں بچھا۔ بیرون چہل ستون قریب ناہید یہ بیٹھا۔ شاہ نے عوض نام شراب خور اس کو خطاب شہسوار کو ہی کا دیا۔ بارگاہ اس کے لیے استادہ ہوئی۔ غرضیکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب و کباب گرم ہوا۔ ناچ ہونے لگا ان کو تو اب مصروف عیش و نشاط رکھئے۔ مگر حال اژدر جادو سنئے کہ

پھرے پھر عنان سمند قلم
نئی داستان اک کروں پھر رقم

جادو طرازان سحر تقریر اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ اژدر جو بحکم شاہ طلسم لشکر لے کر برائے جنگ مہ رخ نیک سیر روانہ ہوا تھا۔ چنانچہ دریائے سحر کے پار بصد کروفر اتر کر اس نے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کر کے داخل لشکر حیرت ہوں گا۔ غرضیکہ بارگاہ میں داخل ہوا۔ سراپچے اس کے اٹھوا دیئے اور بیٹھ کر سیرو دشت کرتا جاتا تھا اور ایک کمان سحر اس کے پاس ہے کہ شاہ جاوداں نے اس کو دی ہے۔ تاثیر اس کی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ خطا نہ کرے اور کوئی حربہ بھی اس کے جسم پر اثر پذیر نہ ہو۔ کوئی ساحر اور غیر ساحر اس کو زیر نہ کر سکے نہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا جائے۔

چنانہ دریائے خون رواں کے کنارے صحرائے پر فضا اور معمور زا طائران و چار پایاں ہے۔ اژدر جو اس مقام پر اترا۔ جنگل کی کیفیت دیکھ کر سرائچہ بارگاہ اٹھوا دیئے اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لے کر طائران پر نشانہ لگانے لگا۔ لشکر میں اس کے بازار کھل گئی۔ چہل پہل شروع ہوئی۔ یہاں تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہے مگر لشکر مہ رخ سے عیار تو ہر وقت صحرا اور لشکر حیرت میں پھرا ہی کرتے ہیں۔ انہیں میں سے قران کہ ہر وقت جنگل میں رہتا ہے پھرتا ہوا اس طرف آ نکلا۔ ایک لشکر کثیر اترے دیکھ کر دو ایک لشکری سے حال پوچھا۔ سب کیفیت اژدر کی معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اس کو بہر مقابلہ مہ رخ بھیجا ہے پس جملہ ماجرا سن کر دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اس کو زبردست جان کر بھیجا ہو گا۔ یہ جا کر بڑا فساد کر لے گا لازم ہے کہ یہیں اس کا کام تمام کروں۔ یہ تجویز کر کے تنہائی میں آیا اور بصورت ساحر مہیب بن کر تیار ہوا۔ سانپ بہت سے جسم میں لپیٹے۔ ترسول ہاتھ میں لیے۔ ترکش مثل دم طاؤس دوش سے لٹکا کر کمان ہاتھ میں لے کر شکار کھیلتا یہ بھی جانب باگاہ اژدر چلا۔

جب سامنے اس کے پہنچا۔ سلام کیا۔ اس نے باشارہ پاس بلا کر مزاج پرسی کی اور پوچھا: "آپ اپنی کیفیت بیان فرمایئے کہ کون ہیں۔ دولت سرائے جناب کہاں ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اس طرف جو سامنے دکھائی دیتا ہے مسکن میرا ہے۔ نام پر سامری کے لو لگا کر اکیلا بیٹھ رہا ہوں۔ میں نے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب مالک قلعہ اژدر یہاں تشریف لائے ہیں۔ مجھ کو محبت غائبانہ ہوئی دل میں آیا کہ چل کر ملازمت حاصل کر لوں۔ پس حاضر خدمت ہوا ہوں۔" اس نے کہا: "آپ نے کرم کیا جو سرفراز فرمایا۔ آیئے بیٹھیے۔" یہ کہہ کر اٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔ اور کمان ہاتھ میں دیکھ کر کہا: "بارے آپ کو بھی شوق ہے۔" اس نے کہا: "جی نہیں۔ شوق کیا ہے۔ کبھی لڑکپن میں یہ کھیل کھیلا تھا۔ وہی دھن اب تک ہے۔" اس نے فرمائش کی کہ دو ایک نشانہ تو لگایئے۔" قران نے دو ایک طائروں کو تیر سے صید کیا اور قدرت قادر توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا۔ اس نے ازحد تعریف کی کہ

اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا۔" قران نے سلام کر کے اور نشانے اڑائے اور پوچھا کہ "یہ آپ نے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اڑانا آپ ہی کا کام تھا۔" کہا: "اے حضرت آپ ملاحظہ کریں۔ یہ کمان کیانی ہے۔ کوئی اس میں عیب نہیں ہے اس طرح کی کمان تو شہر چاچ میں بھی ملنا ممکن نہیں۔" اس نے کہا: "اس راہ سے میں نے نہیں کیا کہ کمان آپ کی بری ہے۔ بلکہ اس میں اور کچھ بھید ہے۔" اس نے کہا: "فرمایئے تو آخر وہ بھید کیا ہے۔ وہ گویا ہوا راز قابل کہنے کے نہیں۔" قران مصر ہوا کہ میں پوچھوں گا ضرور اور مجھ کو آپ کوئی غیر نہ جانئے۔ فرمایئے تو کہ کیا بھید ہے۔" اس نے بعد بصدا انکار اپنی کمان کی تاثیر کا بیان کیا کہ یہ کمان سحر بند ہے اور عطیہ شاہ طلسم ہے۔ جس کے پاس ہو گی وہ ہر طرح کا نشانہ اڑا دے گا اور کسی کی حرب سے مارا نہ جائے گا۔" یہ کہہ کر کہا: "اے برادر میں اسی کے بھروسے پر لشکر مہ رخ سے لڑنے آیا ہوں۔ اگر یہ کمان میرے پاس نہ ہوتی تو میں ہر گز لڑنے نہ آتا۔ کیونکہ ادھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہیں۔ لیکن میرا کیا کر لیں گے۔ جب مجھ پر حربہ کوئی تاثیر نہ کرے گا تو کیونکر وہ مجھ ماریں گے بلکہ میں ہی سب کو نشانہ تیر قضا بناؤں گا۔"

قران اس کی گفتگو سن کر دنگ ہوا کہ بے شک یہ سچ کہتا ہے اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائے گا۔ بدف خدنگ اجل ہر ایک کو کرے گا اور یہاں بھی اس کو بیہوش کرتے۔ یہ مالک کمان تھا مارا نہ جاتا۔ خوب ہوا جو اس نے حال کمان بیان کیا۔ الغرض بعد کچھ عرصہ کے اس سے رخصت ہوا کہ میں پھر حاضر ہوں گا اور علیحدہ آ کر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا۔ اس نے دوسری طرح پر شکل تبدیل کر کے ایک آئینہ سفید سامنے چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس میں گویا چھپایا کئی ہاتھ مقولے کے بنا کر درست کئے۔ قد زیادہ دراز کر لیا اور جانب دریائے سحر گیا۔ وہاں سے رخ اس کے لشکر کا کر کے جست دخیز کرتا روانہ ہوا۔ جب قریب بارگاہ اژدر پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کی طرف سے آتا ہے سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہے بھیجا ہے۔ یہ سمجھ کر ساحر کو معزز وضع دیکھ کر برائے استقبال

اٹھا اور آگے بڑھ کر ہاتھ ملایا: "آیئے تشریف رکھئے۔" اس ساحر نے کہا: "میں ٹھہروں گا نہیں۔ صرف بادشاہ نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ وہ تحفہ جو ہم نے تمہیں دیا تھا۔ تاثیر تو اس کی وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے۔ لیکن اتنا اس میں عیب ہے کہ اگر کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوا اور اس نے تیرا الٹا تمہاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر بغیر تمہارا سینہ توڑے نہ رہے گا۔ کسی سحر سے رکے یہ نا ممکن ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو بر وقت تمہیں رخصت کرنے کے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تمہارے چلے آنے کے مجھے بھیجا ہے اور یہ لوح جواہر کی دی ہے کہ اس کو گلے میں پہنوا اور وہ کمان دے دو۔"

اس نے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ سوائے بادشاہ کے حال یہاں کوئی جانتا نہیں۔ بے شک یہ فرسودہ شاہ ہے یہ سمجھ کر لوح طلب کی۔ قران نے ایک لوح یاقوت احمر کی منقوش بخط سبز زمردیں نکال کر دی۔ کنڈہ اس میں لگا تھا۔ کلا بتوں سے گندھی تھی۔ یہ دیکھ کر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اس کے ہاتھ میں تھی۔ ساحر مذکور کے حوالہ کی۔ لوح لے کر اپنے گلے میں پہنچا۔ ساحر مصر ہوا کہ آیئے بارگاہ میں چلئے۔ اس نے کہا: "بادشاہ منتظر ہوں گے۔ میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں۔" یہ کہہ کر وہ جا یہ جا۔ کمان لے کر راہی ہوا اور جنگل میں جا کر نظر سے غائب ہو گیا۔ بعد اس کے جانے کے اژدر نے دوسرے دن کوچ کیا۔ اور قریب لشکر حیرت پہنچا۔ حیرت کو نامہ شاہ طلسم آ چکا تھا کہ اژدر وہاں ساحر معزز ہے۔ تمہارے پاس آتا ہے۔ اس کی عزت کرنا۔ چنانچہ جب وہ قریب لشکر پہنچا۔ حیرت نے خبر سن کر ساحر پیشوائی کو بھیجے۔ سرداروں نے استقبال کر کے اس نے کو بارگاہ ملکہ میں پہنچایا۔ لشکر اس کا اترا۔ اس نے ملکہ کو نذر دی۔ خلعت پایا پھر اپنی بارگاہ میں آ کر ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا۔ جب دوسرے دن روز گار خدار و موذی نے مہر و مہ دامن سپہر سے چھین کر صندوق مغرب میں بند کیا اور ایدر شب نے مار سیاہ کو دہن سے نکالا کہ

گھٹا جب جلوہ خورشید روشن
بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن

پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور
URDU4U .COM
ہوئے خالی ضیا سے خانہ و در

شاہم ہوتے ہی اس نے حکم نواخت طبل جنگ دیا۔ نفیر سحر کو دم ملا۔ طائران سحر خبر لے کر بارگاہ مہ رخ میں آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ

کہ شاہا ہے کرامت تیرا ارشاد
الٰہی تا قیامت خانہ آباد

ایک جادوگر اژدر جادو نام نے آ کر طبل جنگ بمقابلہ لشکر فیروزی اژدر بجوایا۔ باقی خیریت ہے۔ یہ کہ کر طائر مذکور اڑ گئے۔ ملکہ موصوف کو سن کر تردد ہوا ور کہا "خدا خیر کرے۔ اس موذی پر کسی کا حربہ اثر نہیں کرتا ہے۔ پھر بموجب اس قول کے "مجھے کوئی نہ مارے تو میں سارے عالم کو مار ڈالوں۔" دیکھئے اس کے ہاتھ سے کیا ضرر ہم کو پہنچتا ہے۔ درجواب اس گفتگو کے بلور چہار دست سردار ملازم کو کب نے عرض کیا: اے ملکہ یہ غلام بہر جانبازی حاضر ہوا ہے۔ میرے نام پر آپ طبل بجوایئے۔ کچھ فکر نہ فرمایئے۔ دیکھیے تو پردہ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے۔ خدائے ما بزرگ است۔" ملکہ مذکور نے حکم نواخت طبل رزمی دیا اور خدا کے فضل پر بھروسہ کیا۔ نفیرو جھانجھ اور ناقوس پھکنے اور بجنے لگے۔ نقارے گڑ گڑائے۔ دربار سے سردار اٹھ کر خیموں میں آئے۔ سامان سحر سازی فراہم ہونے لگا۔" ڈفلے اور بانسری بجنے لگے۔ پونیں تانی گئیں۔ بیر بلائے گئے۔ ساحران مہ رخ نے اس فرعون منش کے لیے عصائے موسیٰ اژدر تیار کئے۔ بہادروں نے تلواریں سان پر چڑھائیں۔ زہر میں بجھائیں تیغیں بسان افعی دو زبان

تھیں۔ تونبیاں سحر کی بنائی گئیں کہ اس ک صدا پر کالے اپنے لڑ کر حریف کو ماریں گے۔ راسو ماش کے بنائے تھے کہ سانپ سے لڑائیں گے۔ کسی نے پٹارا تیار کیا کوئی بذات خود اژدر بن گیا۔ ہر سمت ناقوس کی صدا تھی۔ شعلے اڑتے تھے یا اژدر شب شعلہ نشان تھا۔ ہر سمت ایک غریو تھا کہ

اژدہے ہر طرف تھے شعلہ فشاں
ہوم کا اٹھ رہا تھا ایسا دھواں

جیسے بل کھا کے سانپ چلتے ہیں
پیچ کھا کھا کے زہر اگلتے ہیں

تیغ براں لپکتی تھی ہر آن
جیسے کالے نکالتے ہیں زبان

طول ہر مقام پر بے جا ہے۔ رات بھر ہی ہنگامہ رہا جب اژدر شب نے مار سفید سحر کو اگلا اور من آفتاب کا صحرائے چرخ میں ضیا بار ہوا۔ ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے۔ مہ رخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال سوار۔ ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زر نگار زلزلہ و لرزاں و طاؤس و شکیل و نافرمان وغیرہ تخت طاؤس ہائے سحر پر سوار ابر سرخ و سبز و زرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائروں کی قطار سامری کے جئے کی پکار۔ گردا گرد تخت ملکہ بہار گلدستے چنے۔ ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار۔ سر پر تاج مرصع کار جسم نازک پر زیور جواہر نگار۔ ایک طرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار جواہر اور ہزار سواران زریں پوش ملازم کوکب کی قطار۔ سب ساحر اڑتے ہوئے دار و دست کار زار ہوئے۔ اس طرف ملکہ حیرت تخت سلطنت پر بصد چشمت جلوہ گر چنور بال ہما کا سر پر ہوتا۔ چتر زریں کا سایہ ڈنکے بجتے۔ ہزار ہا کنیزان سمن

بدن گل پیراہن جادو گرنیاں بے مثال سامری کی یاد گار عہدے ہاتھوں میں لیے۔ تخت ملکہ کو گھیرے وزیر زادی سر پر مگس زنی کرتی داخل جنگاہ ہو کر صف کشیدہ ہوئی۔ بجلیاں چمکنے لگیں۔ درخت صحرائی جلے ابر سحر برسے میدان پاک ہوا۔ نقیب نقابت کرنے لگے۔ کبشیر پکارے کہ کون ایسا مہابلی اتم کاج ہے۔ جو رن میں جوجھ مرے یا پری کا کھوج کھولے۔ ایک طرف سے کڑکیٹ پکارتے تھے

پاؤں تھراتے جن کے سامنے جاتے ہوئے
کاسہ سر ان کے دیکھے ٹھوکریں کھاتے ہوئے

ہاں اے لڑنے والو' ہمت نہ ہارنا۔ دنیا فانی ہے شجاعت کا نام رہ جانے کی نشانی ہے۔ یہ صدائیں سن کر بہادر جھومتے تھے۔ ساحروں کے بیر زاغ و زغن بن کر منڈلاتے گھومتے جے جے کار کا غل تھا۔ مذہب و دنیا سن کر سب سناٹے میں آ گئے اور جھولیاں سنبھال کر کچھ ساحر بروئے ہوا اڑ گئے اور پرا باندھا۔ کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوئے۔ جب سب انتظام ہو چکا اژدر اژدہا اڑا کر حسب فرمان ملکہ حیرت میدان میں آیا۔ سحر کی نیرنگیاں دکھا کر مبارز طلب ہوا۔ بلور تو وعدہ لڑنے کا کر ہی چکا تھا حسب اجازت ملکہ مہ رخ مرکب سحر اڑا کر سامنے حریف کے گیا اور طالب حربہ ہوا۔ اس نے کہا: "تو خود حربہ کر کے اپنا حوصلہ نکال لے۔ میں تو وہ ساحر ہوں کہ کسی کا حربہ مجھ پر اثر نہ کرے گا۔ ارمان دل میں رہے گا۔" یہ گفتگو فی مابین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک روشنی بالائے فلک ہوئی۔ سب اوپر دیکھنے لگے۔ ایک سورج مکھی اتر کر چہرہ پر مثل حلقہ زریں کہ گرد رخسار بلور شاہان آراستہ ہونا ہے۔ بلور کے لگی۔ اب یہ خورشید آسمان شجاعت بن گیا اور اژدر نے اس مرتبہ پھر رشک کر کے ایک تیر سحر کا مارا۔ اس نے مٹھیاں اپنی کھولیں۔ دو پتلے ہاتھ سے نکلے۔ چھری ہاتھ میں لیے تھے اس چھری سے تیر کاٹ دیا۔ بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا: "اور خیرہ روزگار تو وار اپنا کر چکا۔ اب ہمارا حربہ روک۔"

وہ کھولیں۔ پھر دو پتلے نکلے کہ ان کے ہاتھ میں ایک ایک لوح مثل آئینہ تھی۔ پس وہ پتلے لوح لے کر بڑھے پکارے: "ارے اژدر دیکھ تو کیا ہے یہ۔ اس نے جیسے ہی ان لوحوں پر نظر کی۔ تلوار کھینچ کر اپنا گلہ آپ کاٹ ڈالا۔ غل و شور برپا ہوا کہ "مارا اژدر دہان اژدر سوار جادو کو۔"

URDU4U.COM

بلور نے اپنے پتلوں سے کہا: "لینا اس مالزادی حیرت کو پتلے لوح لے کر بڑھے۔ ملکہ مذکور زوجہ بادشاہ طلسم نے پتلوں کو آتے دیکھ کر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکل۔ رغلطک مار کر زن حسینہ و جمیلہ بن گئی۔ لوح دنیا پر ایسا حرف نقش بند قدرت نے خوبی و محبوبی کا کوئی اور نہ تحریر فرمایا تھا۔ جیسا اس کا نقشہ بنایا تھا۔ لباس پر زر گہنا مرصع کار کا مدار پاتا بہ پہنے کہ

بلا شک مہروش تھی مہ لقا تھی
حسین تھی مہ جبیں تھی خوش ادا تھی

قد بالا تھا اس کا رشک شمشاد
بجا ہے اس کو گر کہئے پری زاد

پس اس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ چلے سد راہ ان کو ہو کر ایک آئینہ بغل سے نکالا۔ پتلوں نے لوح اس کو دکھائی اس نے آئینہ دکھایا۔ پتلوں کی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس پتلی کی نظر لوح پر پڑی۔ پتلوں کے جسم میں بھی آگ لگی اور پتلی بھی جل کر راکھ ہو گئی۔ بلور مٹھیاں کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا۔ پتلے ترسول لیے پیدا ہو کر جانب حیرت چلے۔ اس نے بھی افسران لشکر کو للکارا۔ فوج نے حملہ کیا۔ ادھر سے مہ رخ نے تخت بڑھایا۔ اور دونوں لشکر باہم حربہ ہائے سحر کرنے لگے۔ ایک دوسرے پر موٹھ ماری جادو کے بیر کلیجہ کھانے لگے۔ اونا چماری میدان میں آ گئی۔ بھیروں نچا

تھی۔ واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑے ہو۔ ایں کارزار و ستم کہ تو کردہ۔"

بلور نے اس عیارہ کو ساحر ملازم اپنے مالک کا تصور کر کے بڑی عزت کی اور کہا: "میں کس قابل ہوں جو کچھ کرتا ہوں اور اقبال شہنشاہ ہے۔" عیار نے کہا: "تخلیہ کرا دیجئے تو اور کچھ راز شاہی بیان کروں۔" اس نے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ کر دیا۔ جب تنہا ہوئی۔ عیارہ نے باتوں میں لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اس کے دماغ میں بیہوشی اثر پذیر ہوئی اور بیہوش ہو گیا۔ اس نے پشارہ اس کا باندھا اور سرائچہ چاک کر کے باہر نکلی۔ ازبسکہ لشکری جنگ گاہ سے پھر آئے تھے۔ خستہ بہت تھے۔ غوغائے درود لشکر برپا تھا۔ کسی نے اس ہنگامہ میں اس سے تعرض نہ کیا کہ کیا لیے جاتی ہے۔ عیارہ پشارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی۔ ادھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ اندر بارگاہ کے آئے۔ بلور کو نہ پایا۔ ہر سمت تلاش کیا۔ جب کہیں نشاں ملا روتے ہوئے بارگاہ مہ رخ میں آئے۔ مہ رخ سر سر جہانبانی پر متمکن تھی اور کنیزان بہار جو کوہ آرام سے لشکر لے کر چلی تھی اس وقت آ کر پہنچی تھی۔ ان سے سر گرم گفتگو تھی کہ انہوں نے تسلیم کر کے غائب ہونا بلور کا بیان کیا۔ اتفاقاً برق عیار بھی موجود تھا۔ اس نے کہا: "معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر کوکب کافرستادہ نہ تھا' بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لے گئی۔ یہ کہ کر خود بارگاہ بلور میں آیا اور نقش پائے ساحر مذکور نہ پایا پتیرا صرصر کا پایا۔ سب ملازمین بلور کو تسکین دی کہ تم گھبراؤ نہیں عیار بلور کو لے گئی ہے۔ میں چھڑانے جاتا ہوں۔ یہ کہہ کر قنطورہ زر بفتی سے درست ہو کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا۔

اس عرصہ میں وہ دن بھی آخر ہو چکا تھا اور عیارہ پشارہ بدوش قمر بارگاہ عالم میں آ چکی تھی کہ

رواں انجم تھے راہ کہکشاں پر
عروج ماہ چمکا آسمان پر

برق ہنوز بارگاہ حیرت میں نہ پہنچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لا کر سامنے ملکہ مذکور کے رکھ دیا۔ اس نے پوچھا کہ اس میں کیا ہے۔" اس نے عرض کیا کہ بلور کو میں پکڑ لائی ہوں۔" ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہو کر عیارہ کو خلعت دلوایا اور بلور کو قید آہن سے مطوق و مسلسل کراکر کچھ سحر پڑھا کہ روئے ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری۔ نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔ نہیں ممکن کہ کوئی اس کی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر میں سودا کا اثر نہ ہو۔ کب ہو سکتا ہے کہ اس کے عارض تاباں پر نثار دل مضطر نہ ہو۔ قامت رعنا اس کا شمشاد باغ خوبی عیب سے پاک و آزاد سراسر بیہودی رخسار اس کے ایسے گزر آئے تھے۔ گویا سرو قامت میں سیب کے پھل آئے تھے۔ سینے پر چھاتیاں دست مشتاق کو بہت بھاتیاں از سر تا بہ پا نہایت طرحدار بے مثل روز گار کہ

قیامت سے نہ لگا کھائے قامت
عیاں رفتار سے شور قیامت

سراپا اس میں معشوقوں کا انداز
تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز

مزین تھا لباس اچھا بدن پر
پھٹا پڑتا تھا نور اس پیرہن پر

بدن کی روشنی تھی آشکارا
مہکتا تھا لباس اس گل کا سارا

اس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی۔ ملکہ نے ہنس کر فرمایا: "اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمہیں بلایا ہے۔ آج کی شب اپنے مقام پر جاؤ' باحتیاط رکھو۔ کل شہنشاہ طلسم سے پوچھ کر اس کو قتل کریں گے۔" اس نازنین نے یہ سن کر عرض کیا: "بہت خوب آپ اپنا سحر اتار لیجئے۔" ملکہ نے سحر اتار لیا۔ اس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحو کر کے تخت پر ڈال کر پرواز کی۔ جب جا چکی۔ اس وقت ساحر کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہنچا اور منہ اپنا چادر سے لپیٹ کر اندر بارگاہ کے آیا۔ دیکھا تو یہاں صرصر موجود ہے۔ مگر بلور نہیں۔ سمجھا کہ تجھے عرصہ آئے گزرا۔ ملکہ نے اس کو زندان میں بھیج دیا ہو گا۔ یہ سمجھ کر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "ذرا ادھر تو آیئے مجھ کو کچھ آپ سے کہنا ہے۔"

صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منہ لپیٹے مجھے کھینچتا ہے کچھ اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ سوائے اس کے ساتھ چلی آئے۔ برق نے باہر بارگاہ سے لا کر کہا: "کوکب کے یہاں سے ایک ساحر اس دعوے سے آیا ہے کہ میں جا کر جس کے پاس قید ہو گی بلور کی' اس کو پکڑ کر طلسم نور افشاں میں لے جاؤں گا۔ چنانچہ میں جاسوس تھا۔ یہ خبر سن کر مجھ کو فکر ہوئی ملکہ صرصر نے کہیں اس کو قید نہ کیا ہو۔ جو آفت ان پر آئے۔" صرصر نے کہا: "قید اس کی گل اندام ساحرہ کو جو سحر میں اپنا عدیل نظیر نہیں رکھتی ہے اور کوہ عجائب جو یہاں سے جانب شمال چند منزل پر واقع ہے۔ وہاں لے گئی۔ ساحر کو کب اگر وہاں جائے گا تو مارا جائے گا۔" برق نے کہا: "فرمانا آپ کو بجا ہے۔ دیکھئے تو ملکہ حیرت کہاں جاتی ہیں۔" صرصر حیران ہو کر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اس نے منہ پر ہاتھ بیہوشی بھرا پھیر دیا کہ اس پر بیہوشی طاری ہوئی اس نے اٹھا کر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا رات کا وقت تو تھا۔ بطور مخفی لشکر سے نکل کر صحرا میں آیا اور ایک درخت سے صرصر کو باندھ کر ہوشیار کیا اور کہا: "استانی بندگی۔" صرصر نے پہچانا کہ برق ہے۔ گالیاں دینے لگی اور کہا موئے مجھ کو یہاں لا

کر تو نے کیوں باندھا ہے۔"
اس نے کہا: "استانی میں عیاری کرنے جاتا ہوں تم اس میں خلل انداز ہو گی۔ پس جب تک میں بلور کو جا کر رہا کروں اسی وقت تم بندھی رہو۔" اس نے یہ سن کر ہر چند واویلا کیا۔ مگر اس نے نہ سنا اور چھوڑ کر اسی پتے پر جو صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا۔ ازبسکہ دوندہ بہت ہے۔ پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجائب پہنچا۔ دامن کوہ میں عجب طرح کا صحرائے سبزہ نمونہ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستاروں کی طرح پھول کھلے تھے۔ دامن ارض پر از گلہائے خوشرنگ تھا۔ صحن میں سبزے سے ہمسر فلک نیلو فری بنا تھا۔ شبنم عروس گلشن عطر میں بسی۔ باد صفا زلف معشوقہ سنبل کی خوشبو کوسوں پہنچاتی۔ چاندنی کھلی دشت و کوہ کی چمک تا بفلک پہنچی۔ چشمہ ہائے آب کی لطافت و صفا چشمہ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ

کھلے ہر سو ہزاروں رنگ کے پھول
شگفتہ تھے وہاں سب ڈھنگ کے پھول

بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار
بڑی پھولوں کی ان کی شاخ پر بار

بھرے حوض اور فوارے تھے جاری
تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا۔ خوبی میں بے نظیر تھا اور سامنے چبوترے کے ایک میل بنا ہوا تھا۔ اس میل سے بلور کی گل اندام نے باندھ دیا تھا۔ اور آپ چبوترہ پر بیٹھ کر پہرہ دے رہی تھی اور سیب شب ماہ میں گلہائے بو قلموں کی کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی۔ رات بھر جاگتی تھی برق نے

دور سے اس کو دیکھ کر خیال کیا یہ یہاں رہتی ہے یقین ہے کہ کنیزیں وغیرہ بھی اس کی ہوں۔ مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اس نے بنا پر احتیاط کے ملازموں کو رخصت کر دیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جا کر رہو۔ قیدی کا پہرا میں اکیلی دوں گی۔ زیادہ لوگوں میں اندیشہ ہے کہ عیار نہ آ جائے۔

غرض یہ کہ جب برق نے اس کو پایا۔ صورت اپنی مثل ایک نوجوان کمسن کے بنائی۔ زلف گرہ گیر کو پیچ و تاب دے کر رخسار پر لٹکایا۔ چہرہ اپنا روشن بسان ماہ تاباں بنایا دست و پا نہایت خوبصورت و طرحدار سینہ فراخ و ہموار جبین مبین نور آگیں برنگ مہر مبین سودا زلف گرہ گیر شب تار ہجر یار چشم نرگس کو دیدہ آہو سے مثال دنیا عین خطا ہے۔ چشم حورالعین سے بہتر کہنا روا ہے۔ آہو چشم محراب ابر میں آنکھیں چڑھائیں۔ اس وقت مراد پائیں۔ لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ بسان عقیق زرد و رشک سے مرجان لبوں کے سینے میں درد کہ

رخ خورشید ہے پیشانی صاف
کہیں آئینہ مہ سے ہے شفاف

کہیں آنکھوں کو جادوگر بجا ہے
وہاں پر سامری کی قدر کیا ہے

ہرن ایسے نہ ہوں گے شوخ و چالاک
اڑاتے ہیں بھرے پانی میں وہ خاک

خم ابرو پہ محراب حرم خم
بھرا ہے موبمو شمشیر کا دم

صفت کیا عارض پر نور کی ہو
تصدق اس پہ ہیں شمس و قمر دو

اس سراپائے حسن آگیں سے درست ہو کر لباس شاہی اور قبائے فرما نروائی سے جسم
URDU4U .COM
مزین فرمایا۔ مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ

نہ جیب کا نہ دامن کا تار باقی ہے
جنوں کا جوش ہے فصل بہار باقی ہے

سر عریاں گریباں تابہ دامن چاک دامن تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا جسم نازک میں جھپے' لب خشک' چہرہ زرد کاکل' پر گرد منہ پر ہوائیاں اڑتیں آنکھوں میں تری حواس میں سراسر ابتری اس طرح صورت عاشق زار و ژولیدہ رو کی بن کر شکل اس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا۔ فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت سے عیاری سے نکال کر فتیلہ عیاری جلا کر لحہ بھر میں شبیہ اس کی کھینچی اور گریبان میں رکھ کر وہاں سے چلا اور سامنے اسی چبوترے کے جس پر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر آہ سرد کھینچی کہ سوز دروں سے دل کوہ میں آگ لگا دی پھر سامنے بیٹھ کر پکارا کہ

تن زار میں روح حیران ہے
ملاقات کا دل میں ارمان ہے

تپ غم سے منہ ہو گیا ہے دھواں
پڑا پھکتا ہوں صورت گلفشاں

کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے
کہ چلنے میں آتے ہیں چکر مجھے

حقیقت میں اب حرف ہے جان پر
مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر

یہ دن آسماں نے دکھایا مجھے
شب ہجر نے ہے ستایا مجھے

نہ مجھ سا بھی ہو گا کوئی بدنصیب
جدا اس طرح سے ہو جس کا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکال کر سامنے رکھی اور اس طرح بلک کر رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تو عجب نہ تھا کہ اے پری پیکر دلفریب یار تیرے ہم شیبیہ کے فراق میں اب زندگی شاق ہے کہ

روئے زیبا کی یاد ہے دن رات
آنسوؤں نے لگائی ہے برسات

آپ کے ہجر سے خدا کی قسم
زندگانی ہوئی ہے مجھ کو سم

لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ
وصل کے شوق میں ہے نالہ و آہ

اشک جس وقت باندھتے ہیں تار
صدقے کرتا ہوں موتیوں کے ہار

عشق کا کھیلتا ہے سر پر جن
ہائے دو دو برس ہے ایک ایک دن

URDU4U.COM

رات کٹتی ہے سخت مشکل سے
بغض ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھ کر بیہوش ہو گیا۔ ازبسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اس کے کلام درد آگیں سن کر اس کو اپنا یار یاد آیا تھا۔ اشک حسرت بہاتی تھی اور وہ جانتی تھی کہ یہ شخص کسی کا عاشق صادق ہے۔ اس کے فراق میں روتا ہے اور اس کی جستجو میں پھرتا ہوا۔ اس طرف آ گیا ہے۔ اور یہ کاغذ اس کے ہاتھ میں شاید نامہ اس کے معشوق کا ہے۔ اب جو یہ غش ہو گیا اس کو تاب نہ آئی۔ سمجھا کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مر گیا جی سے صدمہ ہجر اٹھا کر گزر گیا۔ یہ سمجھ کر اٹھی کہ چل کر قریب سے دیکھ تو یہ کون شخص ہے اور یہ کاغذ اس کے پاس کیسا ہے۔ اس طلسم کا رہنے والا ہے یا بیرون طلسم سے ملک و مال اپنا چھوڑ کر تلاش میں نکلا ہے۔ بس وہاں سے قریب تر آئی ہے۔ یہاں اس عاشق کا یہ حال دیکھا

فروغ حسن سے دشت روشن
زمین ہے ہر طرف کی برق خرمن

نہیں جنبش کسی عضو بدن کو

اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو

نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے
کسی کی جان لی تیغ ادا نے

نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی
URDU4U.COM
کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اس عاشق مضطر کی دیکھ کر اس نے بڑا افسوس کیا کہ ہائے اس زار و ناتوان نے غم فراق جاناں میں آخر جان دی۔ غرضیکہ افسوس کر کے اس کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اٹھا کر دیکھا کہ دیکھوں اس میں پتہ اس کا یا اس کے معشوق کا لکھا ہو گا۔ اس کاغذ میں تصویر کھنچی پائی۔ سوچی کہ یہ جوان پر ارمان اسی غارت گر جان کا عاشق تھا کہ جس کی شبیہ ہے۔ دیکھوں تو یہ کون ایسی سفا کہ جس نے ایسے گل رو بلبل خو کے باغ مراد کو برباد بموجب بعینہ در و صورت خویش دیدہ کچھ شبہ جو ہوا ساحر پڑھ کر روشنی کی بغور اس تصویر کو دیکھا۔ اپنی صورت میں سرمو فرق نہ پایا۔ پھر تو پاس اس کشتہ حسرت مطلب خویش کے بیٹھ گئی۔ دیکھا کہ آنکھیں اس کی تمنائے دیدار میں کھلی ہیں۔ سر اس کا زانو پر اپنے رکھا اور کہا: "ہائے میرے عاشق شیدا تو جی سے گزر جائے۔ ناامید مر جائے اور مجھ کو قضا نہ آئے۔ میرے نامرا دوائے میرے ناشاد یہ تو نے کس سے میری تصویر پائی۔ ہائے اس محبت نے کیا کیا تیری صورت بنائی ہائے' کیسی کانٹے بدن میں چھپے ہیں۔ صحرا یہ پاؤں پھرے ہیں۔ تیری الفت کے صدقے ذرا آنکھ کھول جس کو چاہتا تھا۔ وہ آئی ہے منہ سے بول میں تیرا حال نہ جانتی تھی۔ نہیں تجھ تک اڑ کر جاتی اب میری خطار معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہائے کہ

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا
نہ رکھا کوئی بھی مطلب ادھورا

URDU4U .COM

توقع کچھ نہ کچھ ہو گی جو دی جان
نہ مانوں گی ابھی باقی ہیں ارمان

مری جاں جان دی کیوں آرزو میں
ہوا گم کیوں تو شوق جستجو میں

ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا
مقدر نے اجل کا منہ دکھایا

یہ کہہ رہی تھی اور شمیم زلف سنگھاتی تھی منہ سے منہ ملاتی تھی۔ رخسار پر رخسار رکھتی تھی کہ ناگاہ

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ
سراسر محو حسرت اس کی تھی آنکھ

اٹھا صدقے ہوا اپنے صنم کے
جھکا کر سر لیا بوسے قدم کے

وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور
بہت شوخی نہیں خاطر کو منظور

بس اب تشریف لے جاؤ یہاں سے
وہیں جاؤ تم آئے ہو جہاں سے

مرے تم کیوں یہ جامد فن نہیں ہے
یہ گلشن خانہ دشمن نہیں ہے

URDU4U .COM

میں گذری اس عنایت سے اجی واہ
کدھر ہے کس طرف ہے گھر کی لوراہ

وہ بولا میں فدائے یاد جاناں
بیاں ہوں کس طرح صاحب کے احسان

کہاں جاؤں بھلا اس آستان سے
غرض رکھتا نہیں سیر جہاں سے

وہ بولی اے گرفتا مصیبت
فلک ترسید بیمار مصیبت

غرض کیا جو تجھے زندہ کریں ہم
بلا پیچھے لگائیں اپنے ہر دم

سہیں طعنے عزیز و اقرباء کے
رہیں مغضوب ہر لحظہ خدا کے

وہ بولا زندہ کرنے سے غرض کیا

کے پیچھے ہوا کہ دیکھوں یہ کدھر جاتی ہے اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بن کر صحرا میں ٹھہرا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمیں کوئی شناخت نہ کرے پس یہ سحار بنا ہوا پیچھے پیچھے آ کر کوہ عجائب پر جہاں برق و ساحرہ بیٹھے ہیں، پہنچا۔ وہاں برق کو جب ساحرہ مذکور نے جام دیا تھا اس نے نگاہ اس کی با کر جام میں بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ کو لبوں سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لبوں سے لگا کر یہ شراب جھوٹی کر دے تو میں پیوں۔" وہ ساحرہ پیا ہی چاہتی تھی کہ صرصر پہنچ کر پکاری: "اے ملکہ، یہ موا جو پہلو میں بیٹھا ہے، یہ عیار ہے۔ خبردار شراب نہ پینا۔" وہ ساحر یہ سن کر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے صرصر کے آیا تھا۔ جھپٹ کر قریب ساحرہ پہنچا اور کہا: "اے ملکہ، صرصر سچی ہے۔ حیرت کو بھی سحر ظاہر ہوا تھا کہ تمہارے پاس عیار پہنچ گیا ہے۔ پس یہ نامہ انہوں نے تمہیں لکھا ہے۔"

یہ کہہ کر ایک کاغذ نکال کر کمر سے اس کو دیا۔ وہ کاغذ لے کر کھولنے نہ پائی تھی۔ نگاہ اس کی جانب قرطاس اٹھی۔ قران نے الٹا بغدہ سر پر اس کے زور سے مارا کہ بھیجا اس کا پاس ہو گیا۔ لاش اچھل کا ادھر گری۔ غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ مارا گل اندام قہر نگاہ کو۔ صرصر اس ہنگامہ کو دیکھ کر بدحواس ہو کر بھاگی اور برق پیچھے دوڑا کہ استانی آج ناک کاٹوں گا۔ وہ بھی گالیاں دینے لگی: "موؤ خدا تم کو غارت کرے۔ تم نے آج اس ساحرہ کو مارا ہے جو اپنا مثل و نظیر نہ رکھتی تھی اور مصاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی۔

غرض یہ کہ عیارہ تو بھاگ کر نکل گئی اور بلور رہا ہو گیا۔ عیاروں نے وہاں کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا۔ اس اثنا میں دیار دہر نے بندہ مہر سے ساحرہ شب کا سر قلم کیا اور خزانہ انجم تاخت و تاراج ہوا کہ کوہ عجائب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا۔

سجا خورشید نے ملبوس پر نور
ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور

بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح
URDU4U.COM
گجر نے دی صدائے آمد صبح

صبح بلور عیاروں کو تخت سحر پر بٹھا کر داخل لشکر فیروزی اثر ہوا۔ مہ رخ اورنگ زیب شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اس نے آ کر حقیقت شبینہ بیان کی۔ ساحرہ کے مارے جانے کی اہل دربار کو خوشی ہوئی۔ جلسہ عشرت برپا ہوا۔ ادھر صرصر نے آ کر حیرت کو قتل ساحرہ مذکورہ سے با خبر کیا۔ حیرت اس خبر کو سن کر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی۔ شہنشاہ ساحران تو ان نمک حراموں کو سزا کبھی نہ دیں گے۔ میں اپنے میکے والوں کو بلا کر ان کا سر کچلواؤں گی۔ یہ موئے بہت سر چڑھے ہیں۔ یہ کہہ کر ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی۔ مضمون یہ تھا کہ "اے پدر عالی قدر حضور اس کنیز سے کیوں بے خبر ہیں میرے شوہر کے چند ذکر بگڑ کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہیں پشتہ رنگین حصار پر ہیں بمقابلہ ان نمک حراماں اتری ہوں۔ کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی۔ بنا پر اس کے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہوں کہ مجھ کو آ کر دیکھ جایئے۔ شاید میں زندہ بچوں یا نہ بچوں۔ بہن ملکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئیں اور شریک باغبان ہیں۔ اب میرا یہاں کون ہے۔
زیادہ تسلیم

یہ عرضی لکھ کر ایک خواص سروقامت جادو کے حوالے فرمائی کہ شہر حیاتیہ میں لیجائے اور میرے باپ کے پاس پہنچائے۔ خواص مذکور بہت قدیمی ہے۔ باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہے۔ عرضی لے کر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ میں پہنچی۔ اس شہر کے قریب

ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اس کی حکومت بھی حیرت کرتی ہے۔ مگر انتظام اس کا سب اپنے باپ کے سپرد کیا ہے۔ حال طلسم مذکور بروقت فتاحی طلسم بیان ہو گا۔

URDU4U.COM

○○○

## • حیات جادو

اس وقت کنیز عرصہ لیے دارالامارہ شاہی میں آئی۔ حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ کنیز نے تسلیم کی۔ انہوں نے پہچان کر کہا: "اے سرو قامت کہو میری دونوں لڑکیاں راحت جان تو اچھی طرح ہیں۔" کنیز نے عرض کیا حضور بڑی صاحبزادی نے آپ کو تسلیم کہی ہے اور یہ عرض بھیجی ہے۔" اس نے عرضی لے پر پڑھی اور مضمون سے واقف ہو کر بہت غضب ناک ہوا۔ کلمات لاف و گزاف زبان پر لایا کہ ان نمک حراموں کی اب یہ لیاقت ہوئی کہ میری بیٹی کو ستایا اور اس چھوکری کو یعنی بہار کو بہکا کر اپنا شریک کیا۔ دیکھو تو میں چل کر کیسی سزائے سخت دیتا ہوں۔" فی الجملہ بہت کچھ بک کر جواب عرضی لکھا کہ "بیٹا تم گھبراؤ نہیں۔ میں اس تاریخ کو تمہارے پاس آؤں گا۔"

وہ جواب کنیز مذکور لے کر اور خلعت پا کر حیرت کے پاس آئی۔ اس نے جواب معلوم کر کے طائر سحر مقرر کئے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دیں۔ ادھر حیات نے بعد جانے کنیز کے چشمہ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کار سازی لشکر دیا۔ سپہ سالار نے افسران لشکر کو مطلع بحکم شاہی کیا۔ فوج میں قرنا پھنکی۔ طبل سفر پر چوپ پڑی۔ ساٹھ ہزار ساحر نامی نامور اسباب سحر سازی سے درست ہو کر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت پر سوار بہائے سحر پر چڑھ کر عازم سفر ہوئے۔ چالیس اژدر پر بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار اژدر ہوں پر کھنچا۔ اس پر حیات سوار رال اور گوگل کے شعلے منقلہائے آتشیں پر اڑنے لگے۔ دھواں ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا۔ روئے ہوا تاریک تھا۔ آسمان پر سوائے زاغ و روغن و طائر ہائے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا۔ صدائے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا۔ ہوا میں خروش پیدا۔ خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے جب قریب لشکر دختر خود پہنچا۔ اس کو طائران سحر نے آمد سے اس کی باخبر کیا وہ خود مع اپنے

افسران لشکر کو کنیزاں وغیرہ کے سوار ہو کر بہر استقبال ئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھ کر پیادہ ہوئی۔ وہ بھی سواری سے اترا۔ بیٹی نے تسلیم کی۔ اس نے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر برابر اپنے بٹھا کر چلا اور داخل لشکر ملکہ مذکور ہوا۔ اپنے لشکر کو اتروایا۔ بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ ملکہ میں آ کر برابر تخت پر بیٹھا۔ ساقی خوش ادا حاضر ہوئے اور مغنی خوش نوا ساز عشرت حاضر لائے جلسہ چنگ و رباب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج مہ رخ سب خبرین دریافت کر کے سامنے ملکہ موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اس طرح آئے ہیں۔ یہاں بھی ہنگامہ عشرت گرم تھا۔

اس خبر کو سن کر مہ رخ کی رنگت زرد ہو گئی۔ بہار نے کہا: "والد کا مزاج شر کا نہیں۔ یہ سب فساد بہن صاحب کا ہماری ہے۔ پھر اب وہ کافر ہم مسلمان نہ وہ ہمارے باپ نہ ہم ان کی بیٹی۔ بروقت مقابلہ سمجھ لیا جائے گا۔ بلور نے کہا "آپ لوگ کوئی مقابلہ نہ کریں۔ میں جانبازی کروں گا کہ فرستادہ شاہ کوکب اس لیے ہوں۔ برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہے شریک محفل تھا۔ گویا ہوا کہ "پہلے ہم تو جا کر دیکھ آئیں کہ کون آیا ہے۔"

یہ کہہ کر اٹھا۔ مہ رخ نے اٹھ کر دامن پکڑ لیا کہ "ایسا غضب نہ کرنا۔ حیات بہت بڑا ساحر ہے۔ وہاں جانا اچھا نہیں۔" اس نے جواب دیا۔" اس طلسم میں چھوٹا ساحر کون ہے۔ ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکساں ہیں۔ خدا مالک ہے۔ "یہ کہہ کر چلا۔ ملکہ نے پتلا ہائے سحر ساتھ کر دیئے کہ اس کی خبر مجھے پہنچاتے رہیں۔ غرضیکہ برق ساحر بن کر داخل لشکر حیرت ہوا۔ یہاں ہر کہ دمہ بہر ملازمت حیات بارگاہ میں جاتا تھا۔ یہ بھی انہیں میں مل کر بارگاہ میں آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا۔ اس اثنا میں حیات نے اس طرف نگاہ کی جدھر یہ کھڑا تھا۔ برق کی آنکھ سے آنکھ مل گئی۔ یہ سمجھ لیا گیا کہ اس نے تجھے پہچانا۔ چاہا کہ نکل جاؤں۔ دیکھا تو زمین پاؤں پکڑے ہے۔ ناچار کھڑا رہا۔ اس میں حیات نے دوبارہ اس کی جانب دیکھ کر کہا: "اے برق

تم ہمارے گھر میں آئے ہو۔ آؤ بیٹھو شراب پیو۔ تمہیں کیا ماریں کہ تم مہمان ہو۔"
برق بولا کو: "بہت خوب حاضر صرصر نے اس کی آواز سن کر اس کو دیکھا اور کہا:
"اے بادشاہ' یہ بڑے حرامزادے عیار ہیں۔ آپ ان کو مار ڈالیے تو بہتر ہے' مہمان نہ بنائیے۔" برق نے کہا: "تم سے تو استانی ہم نے کوئی حرامزدگی نہیں کی۔ اب استاد و ہمارے آ کر حرامزادگی کریں گے۔" یہ کہہ کر جانب حیات چلا۔ دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دیئے۔ یہ جا کر قریب اس کے کرسی پر بیٹھا۔ اس نے پوچھا: "میری دختر بہار کیسی ہے۔" اس نے کہا: "یہاں سے لاکھ درجہ اچھی ہیں۔" اس نے ہنس کر جواب دیا: "تمہیں لوگوں نے بہکایا ہے۔ اچھا اب جاؤ اور اپنی فکر کرو ہم کس طرح غافل نہیں ہیں۔" برق نے کہا: "ہم ہوشیار کو غافل بنا دیتے ہیں اچھا اب دیکھیں تم کیسے ہوشیار ہو۔"

یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی تھی بدل کر اور صورت پر بن کر بہئیت ساحر معزز داخل بارگاہ ہوا۔ پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤں پکڑ لیے اور حیات نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا: "ہم تو اس لیے آئے تھے کہ اول مرتبہ اس کی ملاقات سے آسودہ نہ ہوئے تھے۔ پھر جا کر مل آئیں۔ آپ نے یہ بندش فرمائی کہ زمین نہیں چھوڑتی۔"

صرصر نے اس کی تقریر سن کر کہا: "ارے موئے' تیری باتیں میں خوب جانتی ہوں۔ اس وقت کیسا غریب بن گیا ہے۔" حیرت نے جواب میں اس کے کہا اے صرصر تو کیا جلی کٹی کرتی ہے۔" برق نے کہا: "حضور یہ استانی ہے۔ مستانی ہے۔ استاد آئیں تو دانہ گھوڑے کا دلوائیں۔" یہ کہہ کر عیار سے کہا: "استانی بولو گی تو ناک تمہاری نہ بچے گی۔" تیرے اوپر لقا کا غضب ٹوٹے۔ تیری استانی پر جمشید کی مار۔" برق نے کہا: "حضور' منع کیجئے' یہ کہہ کرسی پر آ کر بیٹھا اور کہا: "استانی حارض ہو گی' تماشا ہم دکھاتے ہیں۔" حیات نے کہا: "کیا تماشا دکھلاتے۔" کہا: "ایک ہوائی ایسی داغتے کہ اس کے دھوئیں سے دن کی رات ہو جاتی ہے۔ اس تاریکی میں وہ آتش بازی چھوڑتے

کہ کبھی چشم پیر فلک سے بھی نہ گزری ہوتی۔" حیات بولا: "اچھا دکھاؤ تماشا۔" صرصر نے اپنے دل میں کہا: "اب قضا اس کی آئی ہے۔" آخر ناچار ہو کر منت کرنے لگی: "حضور اس عیار کی باتوں پر نہ جائیے یہ بڑا فقرے باز ہے۔ حضور کے دشمنوں کو ضرر پہنچائے گا۔" حیات نے اس کے بار بار دخل دینے سے غصہ ہو کر حیرت سے کہا: "یہ کون بے ادب ہے جو دمبدم ہمارے کلام میں دخیل ہوتی ہے' نکال دو اس کو۔" صرصر یہ سن کر باپ کی یہاں ان کو لائی ہے۔ غرضیکہ بعد اس کے جانے کے اور لوگوں کے اپنے لشکر سے حیات نے بلوا لیا کہ آؤ تماشا دیکھو۔ چشمہ جادو سپہ سالار بھی آیا۔ برق نے جب سب جمع ہو چکے اٹھ کر ایک ہوائی داغ کر جانب آسمان پھینکی۔ ہوائی سے بجائے ستاروں کے سیاہی گرنے لگی اور دھواں تمام بارگاہ میں پھیل کر گھٹا۔ بالکل اندھیرا ہوا۔ اس نے پکار کر کہا: "دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہوں۔" یہ کہہ کر پانچ سات حقہ بیہوشی نکالے اور جست کر کے قریب تخت ملکہ گیا۔ ایک حقہ منہ پر حیرت کے مارا کہ وہ اور باپ اس کا دونوں بیہوش ہوئے۔ چشمہ اپنی جگہ سے اٹھا کہ وہ عیار اس اندھیرے میں کیا وزن دکھاتا ہے۔ یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اس کا گرے ہیں۔ پس جیسے ہی اٹھا دھواں تمام بارگاہ میں گھٹا تھا۔ وہ سب بیہوشی آلود تھا۔ یہ اٹھتے ہی گرا اور سب اہل دربار چھینکیں مار مار کر بیہوش ہو گئے۔ برق خنجر کھینچ کر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالوں۔ مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین میں سما گئی اور ساحران معزز بھی سمانے لگے۔ برق کو کچھ بن نہ پڑا۔ حیات چشمہ ہنور زمین میں نہ گئے تھے ان کو اٹھا کر اس نے پشت پر لاد اکیلے چلا کہ یہ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے تو مفت محنت جائے گی۔ یہاں ٹھہرنا بھی نہ چاہیے کہ حیرت زمین سے نکل آئے گی۔ غرضیکہ عیاروں کو پشتارہ لادنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ دونوں کو لے کر بارگاہ سے باہر نکلا۔ صورت تو بدلے ہوئے پہلے ہی سے تھا۔ جس نے اس ہیت سے لشکر میں اس کو دیکھا روکنے کا قصد کیا۔ اس نے کہا: "بھائیوں مجھ کو نہ روکو۔ بارگاہ میں عیار نے آ کر سب کو بیہوش کیا ہے میں ٹھہرتا تو بیہوش ہو جاتا۔ ناچار ان کو لے کر بھاگا ہوں کہ

ساحر بے نظر ہیں مارے نہ جائیں گے۔ زخمی ہو چکے ہیں۔ وقت فرصت ہے تو اپنے عیار کو لے چل۔ یہ سمجھ کر ایک گولہ فولادی اور مارا۔ ساحر اس کے رد کرنے میں مصروف ہوئے۔ یہ پنجہ میں داب کر برق کو اڑ گئی اور جانب لشکر چلی۔

ادھر حیات و چشمہ نے باہم صلاح کی کہ لشکر میں جانا صلاح نہیں۔ اس لیے کہ عیار نے سربارگاہ ذلیل کیا اور اب زخم بھی ہوئے جو اس حال کو سنے گا کہے گا کہ ایک ساحرہ نے دونوں زخمی کیا اور عیار کو لے گئی۔ ان سے کچھ نہ ہو سکا۔ پس مناسب نہیں کہ وہیں جا کر سب کی نظروں حقیر ہوں۔ چشمہ نے کہا: "یہاں سے کچھ دور پر ایک میری دوست ساحرہ رہتی ہے نام اس کا حصار جادو' اس کے یہاں چل کر آرام فرمائیے اور مرہم سحر لگا کر زخم اچھا کر کے لشکر میں چلئے۔" حیات نے کہا: "یہ تدبیر معقول ہے۔ اچھا چلو۔" غرضیکہ دونوں اس طرف روانہ ہوئے۔

یہاں برق کو مہ رخ لشکر میں لائی اور بارگاہ میں اتارا۔ بہت تعریف سب نے حال سن کر کی یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسے ساحروں کو پکڑے گئے۔ برق نے کہا: "میں ان کی تلاش میں پھرتا جاتا ہوں۔" یہ کہہ روانہ ا۔ اس طرف حیرت وغیرہ زمین سے سب نکلے۔ دھواں بیہوشی کا بلند جو تھا۔ موقوف ہوا۔ سب اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے مگر حیات و چشمہ و چلے ایک صحرائے سبزہ زار میں پہنچے۔ وہاں قران سیر کر رہا تھا۔ اس نے ان کو دیکھا۔ جلد ایک ساحر کی صورت بن کر کچھ ہی دور یہ وہاں سے بڑھے تھے کہ اس نے آ کر انہیں سلام کیا۔ وہ مستفسر ہوئے کہ تم کون ہو۔ اس نے کہا: "بندہ سامری ہوں۔ اسی جنگل میں رہتا ہوں۔ محتاج ہو کر تلاش روزگار ہے آپ کو بادشاہ صورت معلوم کر کے حاضر ہوا ہوں کہ شاید آدھ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے۔" ساحران مذکور اس کی بات منت آمیز سن کر خوش ہوئے اور کہا "اچھا آؤ۔ ہمارے ساتھ چلو۔ ہم نے تمہیں نوکر رکھا۔ عیار مذکور ان کے ہمراہ چلا اور وہ وہاں سے ایک باغ کے قریب پہنچے۔ مالک اس کی حصار جادو ہے۔ اس نے طائران سحر سے آمد ان کی سنی۔ باغ کی باہر پیشوائی کو آئی اور ان کو لے کر داخل باغ ہوئی۔ یہ باغ بہت پر بہار تھا۔ خوشحال

کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب
ہوا پنہاں نظر سے نجم و مہتاب

URDU4U .COM

صبح کو ساحر بیدار ہوئے اور برائے تفریح طبع باغ میں لب نہر آ کر بیٹھے۔ پانی سے ہاتھ منہ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور سلام کر کے پشت پر براہ ادب آ کر ٹھہرا۔ جب ان کو مصروف تماشائے آب اس نے دیکھا۔ سمجھا کہ یہی وقت ہے مار ان کو۔ یہ سوچ کر پیچھے تو کھڑا ہی تھا۔ بغدہ کمر سے نکال کر مارا مگر جیسے ہی بغدہ قریب ان کے سر کے پہنچا ایک زنجیر از خود پیدا ہو کر حائل ہو گئی۔ بغدہ زنجیر پر پڑا کہ وہ کٹی۔ اس نے جی داری کر کے فوراً دوسرا بغدہ مارا۔ اب کی سپر فولادی پیدا ہو کر سر ساحران کی پناہ ہو گئی۔ ساحران نے جو یہ معمر کہ دیکھا چاہا کہ اس کو گرفتار کریں۔ قران بھی سمجھا کہ تم گرفتار ہوئے۔ پس اور تو کچھ بن پڑا۔ ایک لات اس زور سے ماری کہ حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے۔ پانی میں گرے۔ حصار ان کو نکالنے میں لگی۔ قران نے بھاگ کے اسی باغ کی ایک کوٹھڑی میں جا کر چھپ رہا۔ یہاں یہ دونوں نہر سے نکلے اور کہا: "ہم اس جگہ نہ ٹھہریں گے۔ ہر چند حصار نے روکا مگر نہ رکے اور طائران سحر پر چڑھ کر جانب لشکر حیرت گئے۔ بعد انے کے جانے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ میں پھٹا اور ایک پتلا سرخ اس میں سے نکل کر سامنے آیا۔ اس پتلے سے اس نے پوچھا جس نے ہم پر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہاں ہے۔" پتلے نے کہا: "قران عیار ہمراہ حیات و چشمہ آیا تھا۔ اس نے حربہ کیا تھا اب بائیں جانب ایوان باغ کے جو کہ کوٹھڑی ہے اس میں ہے۔ یہ حال پتلے نے سن کر اسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلا اسی درخت میں چلا گیا۔ جس میں ظاہر ہو اتھا اور آپ اٹھ کر اس کوٹھڑی کے قریب آئی۔ قران نے روز در سے اس کو آتے دیکھا۔ پٹ سے مل کر کھڑا ہوا۔ اس نے آ کر جیسے ہی کوٹھری میں جانے کے لیے سر ڈالا۔ قران نے بغدا مارا کہ سر کٹ کر دور گرا۔ مگر اس سر نے ایک قہقہہ مارا۔ قران کوٹھڑی

سے نکل کر بھاگا کہ یہ قحبہ تو مرے پر ہنستی ہے۔ مگر جب باہر نکلا دیکھا ایک طرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہے اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہے اور اس نے اس کو بھاگتے دیکھ کر ایک دانہ ماش کا مارا کہ پاؤں اس کے زمین نے پکڑ لیے اور اس نے کہا: "اے قران جو کوئی تجھ کو مارتا تو اس کو بھی قتل کرتا۔ تو نے مجھے کو کیوں مارا اور اب بھاگ کر کہاں جائے گا۔"

قران کے پاؤں تو زمین نے پکڑے ہی تھے۔ اس نے اپنے تئیں اس طرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسی کو غش آتا ہے۔ دانت بیٹھ گئے۔ آنکھیں پھر گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر ساحرہ اس کے قریب آئی اور بغور اس کی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اس کو ہوا۔ جب وہ اس کے دیکھنے میں محو ہوئی اس نے ہاتھ بڑھا کر گردن اس کی تھامی اور اپنے گھسیٹ کر ایک ہاتھ منہ پر رکھا۔ کہ سحر نہ کر سکے۔ ساحرہ بہت تڑپی۔ جب نہ چھوٹ سکی۔ ہاتھ سے زمین پر اس نے لکھا کہ اگر مجھ کو رہا کر دے تو میں اطاعت کروں۔ قران نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس نے رہائی پا کر اپنے مقام پر جا کر اوراق جمشیدی نکالے اس میں دیکھا کہ اس عیار کو میں قتل کر سکوں گی یا نہیں۔ اوراق میں یہ نکلا کہ یہ عیار بڑا زبردست ہے اگر اس سے سر کشی کی تو یہ تجھ کو مار ڈالے گا۔ غلبہ اس پر کسی طرح نہ ملے گا۔ مناسب ہے کہ اس سے آشتی کر۔ یہ حال معلوم کر کے اس نے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹا اس نے کہا "اے مہتر جایئے آپ نے مجھ کو چھوڑ دیا تھا۔ میں نے آپ کو رہا کر دیا۔

قران نے کہا: "اس وقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع کیا کرے گی۔ یہ کہہ کر باغ سے نکل گیا اور پھر دوبارہ پھر کر باغ میں آیا۔ اس نے پوچھا: "اب کیوں آئے۔" کہا اے ملکہ تھوڑی سی شراب ہمیں دو کہ ہمارے پاس ختم ہو گئی ہے۔" اس نے الماری کھول کر گلابیاں شراب عمدہ کی نکالیں۔ قران نے بھی اک گلابی آغشہ بداروئے بیہوشی کمر میں بطور مخفی رکھ لی تھی۔ جب وہ بوتلیں شراب کی لائی کہ مہتر صاحب لیجئے۔ اس نے کہا: "اے ملکہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہے۔ اس میں کی شراب بھی تھوڑی سی

لا دیجئے۔ وہ اٹھی کہ کنٹر لے آؤں۔" جب اس کی پشت اس کی طرف ہوئی اس نے ان بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھا کر چھپائی اور اپنی بوتل اسی رنگ کی اس میں ملا دی جب وہ کنٹرے آئی اور کہا: "لیجئے یہ بھی حاضر ہے۔" اس نے کہا: "اے ملکہ اگر تم خفا نہ ہو تو ایک بات کہوں۔"

اس نے کہا: "فرمایئے۔" اس نے کہا: "تم ہماری دشمن ہو بدیں لحاظ اگر سب بوتلوں سے ذرا ذرا سی شراب چکھ لو تو مجھ کو اطمینان ہو جائے اور میں لے جاؤں۔" اس نے ہنس کر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام میں سب گلابیوں سے تھوڑی تھوڑی شراب انڈیل کر آپ پی۔ پیتے ہی بیہوش ہو گئی۔ قران نے زبان میں اس کی سوزن دیا اور ستون سے باندھ کر ہوشیار کیا۔ جب اس کی آنکھ کھلی قران نے کہا: "اب کہو۔ کس عالم میں ہو۔" اس نے اشارہ کیا کہ مجھ کو چھوڑ دو تو کہوں میں بدی تم سے نہ کروں گی۔" اس نے پھر اس کو رہا کیا۔ اس نے کہا: "اے عیار نامدار جانا میں نے کہ آپ زبردستان روزگار سے ہی میں نے آپ کی اطاعت کی آپ جایئے میں موقع محل دیکھ کر آپ کے لشکر میں آؤں گی۔" قران نے اقرار اطاعت اسلام لے کر وہاں شراب وغیرہ پی۔ پھر رخصت ہو کر راستہ پکڑا اور اپنے لشکر میں آ کر سارا حال کہا۔

تجھ پہ عاشق میں ساقیا ہوں
ساقی ساقی ہی کہہ رہا ہوں

اختر باغ خوب روئی
رونق وہ گلشن نہ کوئی

لڑنے کو چلی ہے با صد انداز
ساقی در میکدہ کو کر باز

ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ
شہنشاہ گل ہے بر سر جنگ

جیسے ہوں سپاہی صف کشیدہ
ہوں سبز باغ ہے دمیدہ

کانٹے خنجر ہیں بے تامل
ہتھیار لگائے ہر اک گل

URDU4U .COM

یوں لالے کی باڑھ اگی ہوئی ہے
جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے

ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگوں
یا گل کی سواری کے ہیں گلگوں

استادہ ہیں سرو باغ تن کر
ہوں جیسے کھڑے ڈٹے دلاور

شمشیر نظر سے نرگس مست
تیار ہے جنگ پر سر دست

لہروں میں آب مردم فوج
شمشیر بکف ہر ایک ہے موج

ہے ابر چمن ہوا کے بردوش
یا باد صبا ہوئی زرہ پوش

رن میں کڑکا ہوا ہے آغاز
یوں خندہ گل کی پھیلی آواز

سر بیچ کے ہوں تیرا خریدار
ساقی ہے شراب مجھ کو درکار

URDU4U.COM

دکھلاؤں بہار جوہر تیغ
برسے مضمون قلم سے جوں میغ

ہے بلبل خامہ یوں دعا گو
یا رب باغ سخن ہرا ہو

اے جاہ بیا بہ باغ مضمون
نظارہ گل بکن تو اکنون

بسملان تیغ آبدار دند لو جان خنجر جفا۔ جنگجویاں عرصہ عاشقی و مبارزاں میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر بریں اس طرح بناتے ہیں اور اختر طالع فسانہ بیان زریں سے اس طرح چمکاتے ہیں کہ حیات بد صفات پدر حیرت بد سیرت رخصت ہو کر حصار سے جب لشکر میں آیا۔ دن بھر مصروف میخواری رہا۔ جب آفتاب حیات فروغ مہر مغرب ممات میں غروب اور حیات تازہ تنویر شمع ہائے محافل سپہر یعنی کوا کب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی۔

کہ اتنے میں چھپا وہ جلوہ روز
ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز

URDU4U .COM

ہوئی پاپوش عالم شام تاریک
چھپے آنکھوں سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم حیات بد آہنگ بجا۔ جاسوس خبر لے کر مہ رخ والا کہر کے آ کر قدم بوس ہوئے۔ ملکہ موصوفہ نے خبر نواخت کوس حربی سن کر جانب سرداراں نگاہ کی۔ بلور نے عرض کیا کہ "کچھ تردد نہ فرمائیے غلام بہر جانثاری حاضر ہے۔" میرے نام پر طبل رزم بجوائیے۔" ملکہ نے اس کی ہمت پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزار ہا نقارہ لشکر میں بج گیا۔ زلزلہ دشت نبرد میں پڑ گیا۔ ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنے لگا۔ دم افسر کی محبت کا بھرنے لگا۔ مہ رخ جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی۔ ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ میں آ کر بیر سحر کے چہار جانب روانہ کئے۔ پتلیاں کاغذ کی کاٹ کر گہنا پھولوں کا پہنا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک اڑ گئیں۔ اس طرح زلزلہ و لرزاں وغیرہ نے تدبیریں کیں۔ لشکر میں ڈمرو بجا کیا۔ بنگالنوں نے ہوم کیا۔ بیر ہر ایک ہنسا کیا۔ بھینسے بھینٹ میں چڑھے۔ کلوا بیروں نے آدمی کے کلیجے نذر میں لیے چھو منتر کی چار سمت صدا بلند تھی۔ جوت کا دیا جب جلتا' ڈھولا جھومتا' پون کھیلتی مگر منہ سے نہ بولتی۔ ساحر دہائی لونا چماری کی دیتا۔ بہر صورت اقرار اطاعت لیتا۔ ساحروں میں تو یہ ہنگامہ تھا اور تلوار لڑنے والوں کا عزم بہادرانہ تھا۔ کوئی ہتھیار صاف کرتا۔ دم شجاعت کا بھرتا۔ کوئی مونچھوں کو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا۔ خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا۔ جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کے لیے قطع فرمایا اور جامہ ہستی کو کواکب سپہر چاک چاک ہوا۔

مہ رخ و حیات بایں تجمل مذکورہ بالا میدان حرب میں پہنچ کر صف کشیدہ ہوئیں۔ چشمہ

سپہ سالار حیات سے اجازت لے کر میدان میں آیا۔ کلمات لاف و گراف زبان پر لایا۔ پھر مبارز خواہ ہوا۔ بلور نے اس طرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ نو۔ نور افشاں نامی ایک ساحرہ جو ہمراہ بلور لشکر کے افسر ہو کر آئی ہے۔ عرض پیرا ہوئی۔ کہ "جب حیات لڑنے نکلے گا اس وقت آپ مقابلہ میں جایئے گا۔ اس کے مقابلہ کو میں جاتی ہوں۔ بلور نے اس کو اجازت دی کہ وہ طاؤس اڑ کر مقابل آئی۔ چشمہ نے اسی پر ایک ناریل سحر کا مارا۔ اس نے ناریل آتے دیکھ کر اشارہ جادو پڑھ کر کیا وہ ناریل کٹ کر دور گرا۔ چشمہ نے جھلا کر ایک گولہ فولادی ایسا سحر کر کے مارا کہ اس نے ہر چند رد کرنا چاہا' مگر رو نہ ہو سکا۔ اور پیشانی پر آ کر لگا کہ سر اس کا پھٹ گیا۔ ازبسکہ ساحرہ زبردست تھی ہلاک نہ ہوئی۔ بیر اس کے اٹھا کر لشکر میں لائے اور چشمہ پھر مبارز طلب کیا۔ بلور مرکب اڑا کر سامنے گیا اس نے پھر گولہ مارا۔ بلور نے سحر پڑھا کہ چالیس سپریں سحر کی ازخود مقابل آ گئیں مگر گولہ نہ رکا سپریں توڑ گیا۔ بلور بہت جلد زمین میں سما گیا۔ گولہ سر میں لگا اور گر کر سرد ہو گیا اور بلور زمین سے پشت کی طرف چشمہ کے نکلا اور پکارا کہ "اے حیا' خبردار' نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا۔" یہ کہہ کر ایک بیضہ عقاب جمشید کا کہ کوکب نے چلتے وقت دیا تھا نکال کر مارا۔ چشمہ نے لاکھ چاہا کہ رد کروں لیکن نہ ہوا اور بیضہ پشت پر جو آ کر پڑا سینہ توڑ کر نکل گیا شور اس کے مرنے کا بلند ہوا۔ حیات بیتابانہ دوڑا کہ "ارے غضب کیا تو نے کہ مارا اس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا۔" یہ کہہ کر فوج کو حکم دیا: "لینا اس خیرہ سر کو۔"

فوج چار سمت سے نارنج و تارنج مارتی چلی اس طرف سے مہ رخ با سپاہ بیکراں حملہ آور ہوئی۔ سحر کی گھٹائیں گھر آئیں۔ باران تیرو سنگ و مار آتش برسنے لگا۔ برق شعلہ ریز کو نہ دی۔ رعد گرجا۔ تلواروں نے بہادروں فوج ساحران ترسول پنسول پکڑ کر یا سامری مدد کہتی ہوئی پھر لشکر مہ رخ پر آ پڑی۔ بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ مہ رخ کے بعد خواجہ نے تجھ کو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے۔ اس وقت لشکر بے سردار کا ہو

رہا ہے اور درخت سے بہت لشکری زخمی ہیں۔ جنگ عظیم پہلے ہی ہو چکی ہے۔ اب کسی میں دم نہیں ہے جو میدان میں ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدڑ پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے۔ پس تجھ کو مقابلہ کرنا لازم ہے۔ یہ سوچ کر اپنے تخت پر سے کودی اور اس طرح چلی کہ بہار حسن حسینان بسان کنیزاں اس کا دامن ناز بہ ہزاراں اعزاز سنبھالے تھیں۔ نگاہ مست اس کی نیزہ مژگان سے ہزاروں سینہ پر آرزو دیکھے بھالے تھی۔ اسی انداز سے بیچ میدان میں پہنچ کر ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرددشت عالم میں دزاں ہوئی اور جس کے نخل قامت میں لشکر حریف کے وہ ہوا لگی سرو آسا پا بگل ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا آگے نہ بڑھ سکا۔

جب حملہ کرنے سے وہ فوج رکی اس شہنشاہ باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا: "اے بہار آؤ۔" بہار تو اس گل رعنائی کی ناز بردار شیفتہ برنگ ہزار ہے۔ حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی۔ سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا۔ ہوا اس کی ہوا خواہی کا دم بھرنے لگی۔ زمین بہر نثار زرگل ہزاراں دامن دامن لائی ہر سمت خیاباں سمن و نسرین بصد لطافت و رنگین ظاہر ہو کر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چمن ستان میں از ہار و گل و ریاحین برائے شوق نثار ظاہر ہوئے۔ دم بھر میں یہ خراب آباد و ہر بہشت ہشتم تھا دشت سارا گلستان سعدی کا باپ پنجم تھا۔ کہیں جوانان چمن پر لب جوتن رہے تھے۔ کہیں عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے کو گل کے زیور بن رہے تھے۔ کہیں فریاد بلبل و کی دریائے خون بہا دیا۔ سر کشوں کو خواب عدم میں سلا دیا۔

اسی گرمی جنگ میں بلور مٹھیاں کھولتا اور بند کرتا پتلے پیدا کر کے لڑتا بھڑتا قریب حیات پہنچا اس نے ڈانٹا کہ "ادبے کہاں آتا ہے۔" اس نے بھی للکارا کہ "او بے بانی شر اب بچ کر کہاں جائے گا۔" اس نے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت باغ زردشت کا نکال کر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پر از آب نکال کر پانی تخم مذکور کو سر پر چھڑکا۔

فوراً وہ بیچ بہ آب یاری آب سحر زمین سے اگا اور بڑھ کر درخت عظیم الشان ہو گیا۔ بجائے پھل کے تلواریں اس میں پھلس اور پھلیوں کی طرح لٹکنے لگیں جو ساحر کہ اڑ کر جانب لشکر حریف چلے اس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے۔ حیات مع لشکر حیرت کے سایہ درخت میں ٹھہرا اور شجر سے بجلیاں بن کر وہ تلواریں لشکر مہ رخ پر گرنے لگیں۔ سال ہستی ساحران قطع ہونے لگا۔

بلور یہ کیفیت دیکھ کر بسان شیر غضب ناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے رکا۔ اس نے بھی برق درخشاں کی صورت اپنی بنائی اور درخت پر آ کر چمکا۔ پھر کڑ کڑا کر اس شجر پر گرا۔ ہر چند کہ درخت اس نے جلا دیا۔ مگر آپ بھی ان تلواروں سے جو درخت میں تھیں زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہو گیا اور چور چور ہو کر زمین پر گرا۔ پدر حیرت تلوار سحر کی پکڑ کر دوڑا کر سر کاٹ لوں مگر مہ رخ عقاب بن کر تخت پر سے اڑی۔ درخت تو جل ہی چکا تھا۔ یہ آ کر بلور پر گری اور پنجہ میں داب کر لے اڑی۔ بلور فرط جراحت سے بیہوش تھا کہ پنجہ میں دابے اس کو لشکر میں نہ لائی۔ چاہ سامری کی طرف علاج کے لیے لی گئی کہ اگر عرصہ گزرے گا تو ان زخموں سے بچنا اس کا دشوار ہے۔ پس یہ تو ادھر گئی۔ ادھر حیات نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہاں مار لو ان نمک حراموں کو۔"

قمری کا شور گلشن گلشن رقصاں مور کہیں سنبل ترکے پیچ زلف مہوشاں کو پیچ سکھاتے کہیں ڈورے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے میں پھنساتے ہیں۔

سبحان اللہ طرفہ بہار نخل بندی سحر بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی میں جس کی زبان بلبل قاصر تھی۔ نہروں نے وہ آب و تاب سے آبرو پائی تھی کہ صفائی ضیائے گوہر صدف فلک خاک میں ملائی تھی۔ چشمہ مہرو ماہ میں یہ لطافت کہاں تھی اس چشمہ کی شہرت صفا ازماہ تاماہی عیاں تھی۔ گلوں کی رنگین نگار خانہ چینی کیا بلکہ ارژنگ خانہ فلک سے بھی عمدہ پروین و پران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہیں لالہ زار کہیں پھولوں

کا انبار کہ

بہار فصل گل کی تھی پڑی دھوم
لڑے تھے بلبلوں کے آج مقسوم

URDU4U.COM

گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی
کہ طاؤسوں نے کیفیت دکھائی

مہکتے تھے چمن میں گل ہزاروں
چہکتے تھے پڑے بلبل ہزاروں

بندھا رنگ عروسان چمن تھا
وہ رنگ گل مگر جان چمن تھا

اس کیفیت بہار کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے خلخال پائے معشوقہ بروئے ہوا سنائی دی اور ایک تخت با رفعت زمین پر اترا۔ اس پر ایک محبوبہ نازک بدن جس کا روئے زیبا باز صد چمن سواری تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کج ادائیوں کی ایسی حاکم کہ فلک پر جفا اس کے زیر فرمان ناز غمزہ جانستان پر وہ حکمران زلف کو اس کی کیوں دھیان کروں۔ مفت یہ سودا مول کیوں لوں شب بار نے روز اول اس زلف کی محبت کا دم بھرا۔ تمام عمر سودے کا خلل نہ گیا۔ روئے تاباں کے رو برو چشمہ خور آبرو ریز عارض رخساں قمر کو غیرت زنخداں میں نہاں آب چشمہ حیوان و دندان دہن سلک گوہر غلطان کہ

بنا تھا نور کا بالکل سراپا
وہ قامت تھا کہ شعلہ طور کا تھا

URDU4U.COM

پری زادوں کو کرتی تھی وہ قربان
ملائے حور اس سے آنکھ کیا جان

لٹکتے پاؤں تک ہیں موئے مشکیں
فدا ہیں ناقہائے آہوئے چین

عجب بالوں میں پیشانی تھی پرنور
میان ابر تیرہ جلوہ حور

بلند اس کا تھا ایسا سینہ صاف
بلوریں کوہ ہے بڑھ کے شفاف

قیامت توڑ تھا ان چھاتیوں کا
نہ ہو گا تیر میں یہ توڑ اصلا

زیور جواہر آگیں سر سے پا تک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت سے اتر کر اس گلشن سحر میں بصد ناز برنگ طاؤس طناز خراماں ہوئی۔ لشکریان حیات و حیرت اس جادو عورت کو دیکھ کر تاب برق جمال نہ لا سکے اور محو ہو کر بیہوش ہو گئے۔ سوائے حیرت و حیات کے کسی کو ہوش نہ رہا۔ اتفاق سے اس وقت ابریق وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم حیرت کے پاس آیا جب یہاں پہنچا۔ ہوائے گلشن سحر جو جسم میں لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اس نے ایک گلدستہ نرگس کے پھولوں کا

اس باغ سے توڑ کر بنایا اور ہاتھ پر رکھ کر اچھال دیا۔ گلدستہ جانب فلک گیا۔ ہوائے سرد چلنے لگی۔ پھر سب کی آنکھ مع حیرت کے بند ہو گئی۔

URDU4U.COM

بعد لحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک ایک درخت نرگس کا ہر لشکری کے رو برو لگا ہے اور ہر شخص اس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے۔ حیرت نے اس وقت گھبرا کر ابریق سے کہا: "اے وزیر اعظم کیا تم پر بھی اس چھوکری بہار کے سحر نے اثر کیا ہے۔" ابریق ایسا محو تھا کہ اس نے ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا۔ حیرت سمجھی کہ بڑا غضب ہوا۔ مارا بے اجل اس لڑکی نے پس بہت جلد سحر پڑھ کر دستک دی۔ ایک عورت فلک سے شیشہ مثل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ میں لیے اتری۔ ملکہ نے اپنی ران کا ٹکڑا کاٹ کر اس عورت پر خون کا چھینٹا مارا۔ وہ چھینٹا کھا کر' سب بیہوشوں پر اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی۔ وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہو گئے مگر اپنے آپے میں نہ تھے۔ تعریف حسن زن سحر جو بہار نے بلائی ہے کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے تھے۔ حیرت نے اس عورت سے کہ جس پر خون کا چھینٹا مارا تھا کہا: "جا اور اس عورت کو جو چمن ستان میں پھر رہی ہے قتل کر۔" اس عورت نے جواب دیا: "کہ ملکہ نرگس جادو ہے مطیع ملکہ بہار۔ میری مجال نہیں جو اس پر دست اندازی کر سکوں۔ یہی بہت ہے کہ میں نے بیہوشوں کو ہوشیار کر دیا۔"

یہ کہہ کر غائب ہو گئی۔ حیرت نے اس وقت ایک مالا موتیوں کا اپنے گلے سے اتارا اور پکار کر کہا: "اے بہار دیکھ یہ سحر بھی نہ دیکھا ہو گا۔" بہار نے مالا کو دیکھ کر شناخت کر کے ایک قہقہہ مارا اور کہا: " مجھ کو یہ معلوم نہ تھا کہ قطرہ ہائے آب چشمہ سامری منجمند کر کے موتی بنا کر تونے اپنے پاس رکھے ہیں۔ ورنہ پہلے سے اس کی تدبیر کی جاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کرے گی۔ ہاں تیرا لشکر البتہ بچ جائے گا۔" حیرت نے کہا: "او چھوکری کیوں ایسی باتیں کرتی ہے سامری کے غضب سے ڈر۔ اری میں تیری بہن ہوں یہ تیرا باپ ہے جو سامنے کھڑا ہے۔ بچی میں نے اور تو نے ایک ماں کو کی کوکھ میں پاؤں پھیلائے ہیں۔ یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہیں۔ جوانی سے پھٹ پڑے

گی۔ یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے تجھے سکھائے تھے اس لیے کہ تو مجھے پر صاف کرے۔"
بہار نے کہا: "باجی خفا نہ ہو۔ اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ' مسلمان ہو جاؤ۔ سلطنت میرے لشکر کی کرو۔ موئے افراسیاب کو مارو۔"
حیرت یہ سن کر آگ ہو گئی اور کوسنے لگی کہ "ارے تو ناشاد مرے اپنی جوانی سے جائے۔ تو موئی میرے وارث کو کوستی ہے۔ تیری سلطنت کو خاک میں ملاؤں۔ تجھے گہری گور میں توپوں۔ غرضیکہ بک جھک کر وہ مالا جانب فلک اچھالی۔ ازبسکہ وہ موتی تو اصل میں پانی تھے ہی مالا بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ محیط ہوا اور پانی برسنے لگا۔ تمام لشکر بھیگا۔ سحر بہار اتر گیا لشکری ہوش میں آ گئے۔ بہار کا باغ اس طرح بنا رہا اس نے چاہا کہ پھر سب کو بیہوش کروں۔ حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ اب توڑ اس کے باغ سحر کا نہ ہو سکے گا اور ازبسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا اور ساحر شب باغ انجمن میدان فلک میں سرسبز کیا چاہتی تھی کہ

یکایک چرخ اخضر چرخ کھایا
گیا دن سبز رنگ شام آیا

بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری۔ رد سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا۔ ملکہ نرگس تخت پر بیٹھ کر اپنی جگہ پر گئی۔ غرضیکہ دونوں لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام میں آ کر آسودہ ہوئے۔ مہ رخ چونکہ لشکر میں نہ تھی۔ بہار نے بعوض اس کے سلطنت اختیار کی۔ رات کا دربار کیا۔ طلایہ دار مقرر فرمایا۔ بعد جملہ انتظام شبستان میں جا کر آرام کیا۔
اس طرف حیرت جب بارگاہ میں داخل ہوئی۔ حیات نے کہا: "میں اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالوں گا۔ اب کی کائنات کا سحر تیار کروں گا۔"
حیرت نے کہا: "آپ ٹھہریئے میں بادشاہ کے پاس جاتی ہوں جو اس کی صلاح ہو گی وہ کیا جائے گا۔" یہ کہہ کر وہاں سے اڑی اور ایک پہاڑ قریب دریائے خون رواں ہے۔

اس کوہ پر آ کر سحر پڑھا۔ پنجہ پیدا ہوا اٹھا کر باغ سیب میں لایا۔ یہاں ابریق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار کا بیان کیا تھا۔ بادشاہ غضب ناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جا کر سلام کیا اور پہلو میں بیٹھی۔ بادشاہ نے فرمایا: "اے ملکہ دیکھا تم نے تمہاری بہن نے کیا کیا۔"

حیرت نے کہا: "میں اسی لیے آئی ہوں کہ آپ اس کو مار کیوں نہیں ڈالتے۔ اس پر رحم کس لیے فرماتے ہیں۔" بادشاہ نے کہا: "اب میں اور فکر میں ہوں۔ اس طلسم ہوشربا کے اور طلسم کوکب کے ڈانڈے پر اس بیابان کو ایک ملک سمجھنا چاہیے اس ملک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور اس بیابان کو گلریز کہتے ہیں۔ چنانچہ وہاں ایک ساحر رہتا ہے کہ معمار قدرت اس کا نام ہے۔ وہ تالاب جمشیدی بزور سحر بناتا ہے۔ مجھ کو بزور سحر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحر بھی مجھ سے لڑنے آئے گا۔ پس میں اس فکر میں ہوں یہ چھوکری میں بلور و مہ رخ کو چاہ سامری پر سے پکڑوا کر تمہارے پاس بھیجوں گا۔ ان کو قتل کرنا۔ محافظ چاہ سامری ان کو لائے گا اس کی عزت کرنا وہی سب کام تمہارا کر دے گا۔"

یہ کہہ کر ایک نامہ تحریر کیا۔ مضمون یہ تھا کہ اے مختار جادو ہوشیار رہنا۔ وادی چاہ سامری پر زخمی ہو کر پانی پینے آتے ہیں۔ ان کو گرفتار کر کے ملکہ حیرت کے پاس پہنچا دینا۔ یہ لکھ کر پنجہ کو دیا کہ وہ لے گیا اور حیرت رخصت ہو کر لشکر میں آئی۔ حیات سے سب حال بیان کر کے دربار برخاست کیا۔ آرام پذیر ہوئی۔ لیکن اب حال چاہ سامری کا سنئے کہ یہ کنواں چادر آراستہ نام رکھتا ہے اور صحرائے مرجان کے درمیان واقع ہے اور جس طرح چاہ زمرد کہ جس پر میلا ہوا تھا۔ تمام ساحران اندر چاہ کے رہتے ہیں۔ اس کنوئیں میں بھی مسکن گزین ہیں اور مالک ان سب کا مختار جادو ہے۔ چنانچہ وہ اندر کنوئیں کے دارالامارہ شاہی میں بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لا کر نامہ شاہ طلسم اس کو دیا۔ نامہ اس نے لے کر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا۔ جب مضمون سے واقف ہوا۔ چالیس ساحر گرد کنوئیں کے چوکی دیتے ہیں ان کو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے

آ کر بطور مخفی ٹھہرو اور جو کوئی آج کل میں پانی بھرنے آئے۔ اس کو پکڑ لینا۔" جب ساحروں کو حکم پہنچا سر چاہ سے پہرا اٹھا کر اندر چاہ کے مقرر کیا اور بانتظام تما بیٹھے۔

URDU4U.COM

اس طرف سے مہ رخ و بلور کو لیے صحرائے کو لیے صحرائے طلسم طے کرتی عمرائے مرجان میں پہنچی۔ یہاں دیکھا تو تمام شجار صحرائے سرخ گون آگ لگی معلوم ہوتی ہے۔ گھاس تمام سبز ہے سرخی و سبزی باہم مل کر عجب حسن دکھاتی تھی۔ سبز رنگان دہر کو شرماتی تھی۔ مونگے کے درخت دل پر چوٹ موٹ دیتے تھے۔ جواہر خانہ بہار معلوم ہوتے تھے۔ ملکہ مہ رخ بیچ صحرا میں آ کر ٹھہری۔ بلور فرط جراحت و تموج ہوا سے بیہوش تھا۔ یہاں کچھ اس کو ہوش آیا۔ ملکہ مذکور باہستگی اس کو لیے ایک دہ کوہ میں آئی اور ایک جگہ کی مٹی اٹھا کر سونگھی۔ پھر اسی مقام کو خنجر سے کھودا۔ دہانہ نقیب ظاہر ہوا۔ یہ اس نقیب میں مع بلور اتر گئی۔

اندر نقیب کے ایک باؤلی بہت خوبصورت بنی جس کی چاہ میں یوسف دل باولا ہو کر ڈانواں ڈول رہے دلو فلک کوکب سامنے اس کے کوئی سڈول کہے آبروئے چاہ نشیب سامنے اس عمارت کے پانی پانی۔

خلاصہ یہ کہ بہت لاثانی' بیچ باؤلی میں ایک کنواں اندازہ بنا جگت اس کی بلوریں لب گردان یاقوت کی سامنے پتھر کا جھرنا بنا۔ حوض بہت نایاب و پختہ تعمیر کنارے اس کے ہزارہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا نقشہ سر فوارہ دکھاتا۔ کنوئیں پر چرخی چڑھی جو عقل پیر چرخ کی چرخ میں لاتی۔ پتلیاں پتھر کی گرد پنھاریاں بنی کھڑی کمر پر گھڑے رکھے تھے۔ بعض پانی بھرتی۔

ملکہ مہ رخ نے رسی جو چرخی سے لپٹی تھی یا جبل المتین کہہ کر کھولی۔ سونے کا ڈول اس میں بندھا۔ "و من یعتصم باللہ بالعروہ الوثقی" پڑھ کر کنوئیں میں ڈالا۔ دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ سمجھی کہ چوکیداران چاہ بے خبر ہیں تو اپنا کام کر یہ سمجھ کر جلد جلد پانی بھر اور بلور کو پلایا زخموں کو ان کے دھویا' فوراً سب زخم اچھے ہو گئے۔ ملکہ مذکور

نے دوسرا ڈول پھر ڈالا ابکی بھر کر پانی ساتھ لیتی چلوں کہ کام آئے گا۔ بار بار آنا نہ پڑے گا۔

غرض یہ کہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور جھک کر تماشائے آب چاہ دیکھنے لگا۔ وہاں مختار کنواں کی فکر میں لگا ہی ہوا تھا۔ چوکیدار اندر کنوئیں کے موجود تھے انہوں نے سحر پڑھا کہ ملکہ و بلور دونوں کے پاؤں جگت پر سے پھسلے اور دونوں کنوئیں کے اندر گرے۔ سحر کے بیروں نے دھکیل دیا۔ جب یہ کنوئیں میں غوطہ کھا کر ابھرنے لگے۔ چالیس ہزار نامی و نامور وہاں موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور ان کو کھینچ لیا۔ یہ غلطاں و پیچاں تہ آب تک چلے گئے۔ جب پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک چوکی اس جگہ بچھی ہے اور جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل مونگے کا لگا ہے۔ نہ وہ کنواں ہے نہ باؤلی کا پتہ ہے۔

مہ رخ نے بلور سے کہا: "ہم نے غفلت کی دشمنوں نے اپنا کام کر لیا ہم اسیر ہو گئے۔ یہ کہہ کر اس چوکی پر دونوں بیٹھ گئے کیونکہ وہ ساحر محافظ جو ان کو کھینچ لائے ہیں ایسا سحر انہوں نے کیا ہے کہ یہ بے خود ہیں۔ سحر بھی نہیں پڑھتے ہیں اور تاثیر سے ان کے سحر کے چوکی پر خود بیٹھتے ہیں۔ پس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسوں ساحر گوشہ ہائے صحرا سے ظاہر ہو کر گرد ان کے آ گئے اور محاصرہ کر لیا اور پھر سحر پڑھ کر اس چوکی کو اڑا دیا اور انہیں لے کر چلے یہاں تک کہ وہ صحرائے مرجان تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا۔ دروازہ اس کا بسان درہ کوہ بہت بڑا تھا۔ پھاٹک اس میں لگا تھا۔ گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا۔ دروازے سے کچھ فاصلے ہر ہزارہا ساحر اترا ہوا تھا۔ ہوم خانے بنے تھے۔ بستر ساحروں کے لگے تھے۔ پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا۔ ڈفلے بجتے تھے بھجن ہوتے تھے۔ سب خوش و خرم بیٹھے تھے کہ یہ قیدیوں کو لے کر پہنچے اور ان سے اجازت لے کر داخل قلعہ ہوئے۔ قلعہ بہت آباد تھا۔ ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا بڑے بڑے پوجاری سامری کے لستے تھے۔ مکان عالی شان بنے تھے۔ دکانیں آراستہ تھیں۔ بازاریں لگیں۔ گلیاں صاف سڑکیں شفاف آراستہ تھیں۔

یہ راہ طے کر کے دارالامارہ شاہی میں آئے یہاں بھی مجمع عام تھا۔ درباریوں کا اژدہام تھا۔ مختار تخت شاہی پر بیٹھا تھا۔ ان دونوں کو دیکھ کر ہنسا اور کہا: "اے مہ رخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہو کر بچنا دشوار تھا اگر گرفتار ہو کر تو نے جان دی مہ رخ کے بسبب سحر ہوش و ہواس درست نہ تھے۔ اس کی باتوں کو کچھ جواب نہ دیا اور اس نے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو۔ ہم ان مجرموں کو پہنچانے جائیں گے۔"

URDU4U.COM

بوقت حکم قلعہ میں چوبیس ہزار ساحر تھے۔ بارہ ہزار ان میں سے تیار ہوئے اور بارہ ہزار برائے حفاظت ملک و جاہ رہے۔ تخت ہائے سحر پر بیٹھ کر خیام بارگاہ گرا کر بہ عظم و شان تمام مختار نے کوچ کیا۔ نفیر و نقارے بجتے ساحر نارنگیاں سحر کی دکھاتے روانہ تھے۔ قیدیوں کو بحفاظت ساتھ لیا۔ ساحران نامی چوکی پر قیدیوں کو بٹھائے صحرائے مرجان جب طے کر کے بڑھے۔ مہ رخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے۔ جدھر سے میں آئی تھی۔ حیران تھی کہ میں سر چاہ پر آ کر پہنچی تھی۔ اب کنوئیں کے اندر سے قید ہو کر آئی ہوں۔ یہ کیا ماجرہ ہے کہ ایک ہی راہ پر پہنچی ہوں پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسمی ہے اس وجہ سے راہ کا پھر سمجھ میں آنا دشوار ہے۔ غرضیکہ خاموش ہو رہی اور قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہنچا۔ حیرت نے جب خبر آمد سنی بہر استقبال مع سرداروں کے آئی۔ اور نہایت احترام سے پیشوائی کر کے داخل لشکر کیا فوج اس کی اتری۔ طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ میں آئی مختار مقام صدر پر جانب دست راست تخت پر بیٹھا اور چوکی طلب کر کے بیچ بارگاہ میں بچھا دی۔ قیدی اس پر بیٹھ ہیں۔ اٹھا نہیں جاتا ہے۔ بالکل بے حس و حرکت ہیں۔ بارگاہ میں ہنگامہ عشرت گرم ہے۔ جام ارغوانی کا دور چل رہا ہے۔ ناچ ہو رہا ہے۔ عیار بچیاں بھی آئی ہیں اور نذر دے کر ٹھہری ہیں۔

خدمت ملکہ عرض کیا ہے کہ "عیار قیدیوں کی فکر رہائی میں ضرور آئیں گے۔" پس ہم جس کی طرف اشارہ کریں آپ فوراً قید کر لیجئے گا۔ بھاگنے نہ دیجئے گا۔ یہاں تو یہ مذکور ہے عشرت کا دستور ہے۔

لیکن جاسوسان لشکر اسلام خبریں معلوم کر کے سامنے بہار کے آئے۔ بعد دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری مہ رخ و بلور معرض بیان میں لائے۔ بہار نے یہ خبر سن کر برق سے کہا: "میں جا کر بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہوں۔ یہ کہہ کر چاہا کہ اٹھے دیکھا تو شانوں پر اس قدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے کہ وہاں سے تجھ پر سحر کیا ہے۔ خیر سمجھ لیا جائے گا۔ یہ سمجھ کر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا: "اے ملکہ اب لشکر تمہارے دم سے وابستہ ہے۔ تم ٹھہرو میں جاتا ہوں۔" یہ کہہ کر اٹھا۔ اس پر سحر نہ تھا۔ بارگاہ سے نکل کر صورت ساحر کی طرح بن کر داخل لشکر ردیف ہوا۔ دیکھا تو یہاں بڑی خوشی ہو رہی ہے۔ تمام ساحر بارگاہ میں آمد و رفت رکھتے ہیں۔ یہ بھی اس ہنگامہ میں داخل بارگاہ ہوا۔

مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذریں گذر رہی ہیں۔ ناچ ہو رہا ہے۔ ساحر اس کو مالک چاہ سامری سمجھ کر ڈنڈوت کو صرصر نے دیکھ کر پہچانا اور اشارہ مختار سے کیا کہ یہ سامنے عیار کھڑا ہے اس کو گرفتار کرو۔ اس نے عیارہ کا اشارہ سمجھ کر ایک ناریل نکال کر ایسا سحر پڑھا کہ جس پر یہ ناریل پڑے اس کو ہلاک کرے۔ پس وہ ناریل بھلاوا دے کر برق پر کھینچ مارا۔ برق ناریل آتے دیکھ کر جلدی سے اس جگہ بیٹھ گیا۔ ناریل سر پر سے گزر کر ایک ساحر مینا جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا۔ چنانچہ سینہ اس کا توڑ گیا اور برق نے اٹھ کر کہا: "وہ مارا اے مختار کیا کہنا۔ واہ کیا صفائی ہے۔ اس نے چاہا کہ پھر کچھ سحر کروں مگر شور ساحر کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا تھا۔ برق اسی غلغلہ میں اس کے قریب آیا اور ایک دھول مار کر سر سے تاج اتار کر بھاگا۔ اس نے کہا: "لینا لیے جاتا ہے۔ یہ کہتا ہے اور سحر کرنا بھولا ہوا ہے۔

غرض یہ کہ برق نکل کر لشکر میں بہ ہیت مبدل پھرنے لگا۔ اور وہاں جب ہنگامہ مرگ ساحر برطرف ہوا۔ مختار کو برہنہ سر دیکھ کر حیرت نے اور تاج منگا دیا۔ اس نے کہا:

"اے ملکہ میں اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہوں۔"

ملکہ نے کہا: "تم کیوں جاؤ' وہ خود یہاں آ جائے گا۔ عیار تو ہر وقت یہاں موجود رہتے

ہیں۔ انہوں نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہے۔"

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نامہ شاہ طلسم آیا۔ مضمون اس کا حیرت نے پڑھا لکھا تھا:

"اے خاتون یہ مختار مالک چاہ سامری ہے۔ اس سبب سے ہم کو ان کی پرستش لازم ہے۔ ان کی دعوت بڑے دھوم سے کرنا ایسا بندوبست کرنا کہ عیار نہ آ سکیں اور ان کو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ دین ہیں۔ مہ رخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی۔ اس کے ساتھ ہی چھڑانے آئیں گے۔ اس وقت اے ملکہ تم خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا فیض جاری کریں اور سب باغیوں کو اس وقت غارت کر دیں تو مضائقہ نہیں۔"

یہ مضمون پڑھ کر ملکہ نے حکم دیا: "سامان دعوت مہیا ہو۔" بموجب ارشاد اہلکار حکم بجا لائے۔ صحرا وسیع و سبز زار ہیں بارگاہیں استادہ ہوئیں۔ سامنے بارگاہوں کے چاندی کی لہریں رکھ کر پانی سے لبریز کر دیں اور کنارے ان کے درخت گلدار پر بہار ناندوں میں لگے اور برابر رکھ دیئے۔ نہروں میں مچھلیاں سبز و سرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دیں۔ سبحان اللہ دشت کوسوں تک پھولوں کی خوشبو سے مہک گیا۔ ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا۔ لطافت آب چشمہ ماہ پر طعنہ زن غیرت بخش گلزار دہ گلشن خرمن ماہ کو یہ ضیا کہاں حاصل۔ غیرت سے پانی میں ڈوبا ہوا ماہ کالم ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نوردہ شب دیجور بارگاہوں میں فرش اطلسی فلک کو شرماتا ہوا بچھا۔ تخت و کرسیاں جواہر نگار عمدہ اسباب میکشی مہیا۔ ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑہ جمیع حسینان روزگار کا جماؤ لگا بھلا و طرفہ تماشا کہ

ملیں ساقی یہ لب جام قمر سے
تصور شب کا ہے مجھ کو سحر سے

عروسانہ شب مہتاب آئی

ستارے دل سے وقف رونمائی

کہا حیرت نے اے سردار مختار
کرو چل کر ذرا گلگشت گلزار

شگفتہ دل خراماں واں سے آئی
خوشی سیر چمن سے کچھ اٹھائی

URDU4U .COM

وہ جوبن تھا عروسان چمن پر
زمین تھی تختہ گل سے بھی بہتر

زمین سیلاب سے سرسبز و شاداب
ملائم ایسی نرم و سخت نایاب

نیام و بارگہ دلچسپ و زیبا
مہیا قصر جنت کا تماشا

تصدق تھا ہر اک شمسے پہ مہتاب
مہیا میکشی کا جملہ اسباب

خلاصہ مرام جب گلابی مہتاب کی ضیائے بادہ نور سے مملو ہوئی اور انجمن فلک کی بارگاہ میں جمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسہ دعوت ہو چکی قیدیوں کو سامنے بلوایا اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنا دی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گردا گرد اس صحرا کے کھنچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر میں بندھ جائے آنے نہ پائے اور زمین میں بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی۔ باطمینان تمام مشغول و راحت

و آرام ہوئی۔

لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب اس جلسہ مسرت کے پھرتا ہوا آیا۔ دیکھا کہ ایک زنجیر آتشیں گرد دشت کھنچی ہے۔ اس نے چاہا کہ جست کر کے اس زنجیر کو پھاند جاؤں۔ پس بارادہ جست جب قریب زنجیر گیا۔ وہ اور زیادہ بلند ہو گئی۔ اس نے چاہا کہ جھک کر زیر زنجیر جاؤں۔ زنجیر پھر نیچی ہو گئی اور ایک شعلہ اس میں سے چمک کر بجلی کی طرح اس کی جانب لپکا۔ یہ ہوا کی طرح پیچھے کی طرف بھاگا اور دور جا کر ٹھہرا۔ وہ شعلہ بھی منطفی ہو گیا۔ برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا نہ ہو گا سحر سے انتظام کامل کیا۔ خیر اب کی نقیب لگاؤں۔ اگر پہنچ گئے تو فبوالمراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا۔ غرض قریب جلسہ مذکور پہنچ کر ہر سمت دشت کے سناٹا تھا ہی اس نے خنجر سے نقب دینا شروع کی۔ جب اس جگہ پہنچا کہ جہاں زنجیر سحر کھنچی ہے۔ وہاں کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا۔ ناچار نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر میں پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانے والا ملے تو اس کو بیہوش کر کے اور اس کی صورت بن کر اندر جاؤں۔ اس تردد میں پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی۔ کیونکہ قران جو حصار کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری میں وہ بھی اس طرف آیا تھا اس کو دیکھ کر مستفسر حال ہوا اس نے سب حقیقت زنجیر کی اور اپنے نقیب وغیرہ کی بیان کی۔

قران نے سارا ماجرا حصار کا سن کر کہا: "اے برق میں تم کو حصار جادو کی ایسی صورت بنا دوں اور آپ ایک خدمت گار کی صورت بن کر تمہارے ساتھ چلوں جس وقت کہ حیات سنے گا کہ ملکہ حصار آئی ہیں باعزاز تمام طلب کرے گا۔ بہ آسانی وہاں پہنچ جائیں گے اور کام دشمنوں کا تمام کریں گے۔"

برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور رائے خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین کی اور قران کے لوح دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اس کے یہاں ایک شب و روزہ آیا تھا۔ پس رنگ و روغن لگا کر برق کو اسی کی صورت بنایا۔ خلعت فاخرہ سے

جسم نازک معلّٰی و مزین فرمایا۔ زیور جواہرین سے تن نازنین آراستہ کیا۔ وہ چھپکا چاند و سورج کی طرح طلائی چمکتا ہوا سر پر لگایا کہ طائر دل پھانسنے کے لیے چھپکا لگایا۔

ادھر قران خواجہ کی ایسی صورت بنا کہ لا بنا قد رخسار بالوں سے ڈاڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور ازبسکہ قوم کا زنگی تو خود ہے کچھ ہی نقشہ صورت میں فرق کرنا پڑا۔ سراپا خوب بنا لیا۔ لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا۔ چپکن پر زرہ پہنی۔ ٹپکا کمر سے باندھ خنجر اور پیش قبض لگا کر ہمراہ ہوا۔ برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا۔ پائنچے کلائی ڈالے' بناز و انداز خراماں خراماں چلا۔ پیچھے آپ بہ آدب تمام روانہ ہوا اور قریب اس سلسلہ سحر کے جب پہنچے۔ خواجہ سرا نے پکار کر کہا: "اے ملازمان حیرت یہاں آؤ۔"

حاجب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سن کر نزدیک آئے۔ اس نے ان سے کہا: "حیات جادو کو جا کر اطلاع کر دو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہیں۔" ملازموں نے یہ سن کر خدمت حیرت میں جا کر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا۔ حیات اس جلسہ میں حاضر تھا۔ سنتے ہی یہ خبر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا: "اے حیرت' یہ وہ ساحرہ آئی ہے کہ جس نے ہم پر احسان عظیم کیا تھا۔ رات بھر میں اس کے یہاں باآرام تمام رہا۔ اس نے کوئی دقیقہ خاطر داری میں اٹھا نہ رکھا۔ دعوت کی۔ بہت آرام دیا۔ دوسرے دن میں بخوف عیاراں وہاں سے چلا آیا۔ ورنہ وہ آنے نہ دیتی تھی۔" یہ کہہ کر ساحرہ مذکور کو لینے کے لیے چلا۔

حیرت نے جب اپنے باپ کو جاتے دیکھا۔ خود بھی ساتھ ہوئی اور دونوں قریب زنجیر آئے۔ ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹ کر ایک طرف ہو گئی۔ حیات نے آگے بڑھ کر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: "آیئے آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جو قدم رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا۔ بنام سامری چلئے اور تشریف رکھیے۔

حصار نقلی نے یہ سن کر پہلے تو ملکہ حیرت کو تسلیم کی پھر عرض رسا ہوئی کہ۔" یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ ہم لوگ آپ کی رعایا ہیں' یہ سب عزت و آبرو حضور کی عطا

فرمائی ہوئی ہے۔ یہ سب آپ کی خوبیاں اور غربا پروری ہے جو اس طرح پیش آئے ہیں۔" یہ باتیں فی مابین کر کے روانہ ہوئے۔ اور لب نہر آ کر مسند پر اپنے برابر حصار کو بٹھایا۔ مختار بھی اس کو ساحرہ معزز سمجھ کر بڑے تپاک سے ملا اور برابر بیٹھا۔ قران پس پشت آ کر سر پر رومال جھلنے لگا۔ باہم ہنس ہنس کے باتیں ہونے لگیں۔ ناچ شروع ہوا اور جام شراب چلنے لگا۔ حیات نے حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا۔ اس نے جام لے کر کہا: "اے بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہیں کہ حضور کو ساقی بنائے اور اب زیادہ مجھ کو شرمندہ نہ فرمایئے۔" یہ کہہ کر اٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی اور جام لے کر کہا: "یہ کنیز آپ سب صاحبوں کی خدمت کرے گی۔" ہر چند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کریں۔ مگر اس نے نہ مانا اور شراب پلانے لگی۔